اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا

الحمد للہ والمنۃ کہ گلدستہ گلہائی نسبی و تہذیبی گلستان سامی و طالوتی یعنی

تاریخ جامع

حیات لودی

معروف بہ

شوکت افغانی

مؤلفہ

محمد عبدالحکیم خان لودی

بمطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان کی طبع سے آراستہ زینت افزائے دیدۂ نظارگیان ہوئی

عجب ناداں ہین جنکو ہے عجب تاجِ سلطانی
فلک بالِ ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی

ملک الشعرا (سودا) اس شعر مین بادشاہون کو حکمرانون کو متنبہ ہی نہین کرتا کہ تم بادشاہ یا حکمران ہو کر غرور نہ کرو۔ پل کے پل مین بادشاہ فقیر حاکم محکوم ہو جاتا ہے بلکہ ملک الشعرا (سودا) کا وسیع خیال۔ امورات ذیل پر حاوی ہے۔

۱۔ دنیا کو۔ تاریخ کی ضرورت جس سے مغرورون کا حال و مآل معلوم ہو سکے۔

۲۔ شخصی حکومت کی برائیان۔ جس کا غرور و تکبر ادنی کرشمہ ہے۔

۳۔ جمہوری حکومت کی تائید جسمین غرور نام کو بھی نہین۔

۴۔ حکمرانی کے قواعد جس کی پابندیاں بجائے غرور کے رحم و انصاف کا عادی بناتی ہیں۔

۵۔ انتخاب حکمران کا جمہور رعایا کے اتفاق سے یہ صورت حکمران کو بجائے غرور کے دلجوئی و تالیف قلوب رعایا و ملازموں پر مائل کرتی ہے۔

سچ یہ ہے کہ اصول سیاست مدن کو جس خوبصورتی سے موثر الفاظ میں ملک الشعرا (سودا) نے بیان کیا ہے اس سے بہتر بیان کرنا دشوار ہے۔ اگرچہ یہ شعر آب زر سے لکھنے کے قابل تھا مگر میری سنے زری نے مجھکو ترغیب دی کہ بجائے آب زر سے لکھنے کے جس کی چمک دمک چندروزہ ہے اس شعر کو جس میں نصیحت اور عبرت کوٹ کوٹ کے بھرا ہے۔ اس تاریخ کے دیباچہ کا عنوان قرار دوں۔

اس میں شک نہیں کہ جن بادشاہوں کو غرور رہا۔ اونہوں نے صدہا بندگان خدا کو ذلیل سمجھکر نیست و نابود کر دیا۔ اور جن کا یہ اصول رہا کہ ؎

رعیت چو بیخ است سلطان درخت درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

اپنے مطالب اور رعایا کے مقاصد کو متحد سمجھا اور اپنے آپ کو یہ خیال کیا کہ وہ مثل گلہ بان یا چرواہے کے ہے جو کمل اوڑھے ہوئے اپنے گلہ یا چوپہ کے رکھوالی میں دھوپ کو بارش کو اپنے سر پر سہتا ہے اور باوصف اس قدر تکلیفوں

کے اپنے گلہ کی رکھوالی سے ایکدم غافل نہین ہوتا - تو اوسکی سلطنت کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے -

اگرچہ غرور کے ہاتھون بہت سے بادشاہ تباہ و برباد ہوئے جس کی نظیر صرف ایشیائی سلطنتون مین موجود ہے بلکہ یورپ بھی ایسے بادشاہون سے خالی نہین - انگلستان کے بادشاہ چارلس اول اور جیمس دویم غرور کے کارن قتل و معزول ہوئے - مگر مین اس دیباچہ مین اُنھی بادشاہون کا حوالہ دونگا - جن کا ذکر اِس تاریخ مین ہے -

سلطان ابراہیم لودی نے غرور کیا جس سے امراے افغانی کے دلون مین نفاق پیدا ہوا اور وہ ابراہیم لودی کے دشمن ہو گئے - دولت خان لودی - صوبہ لاہور نے ابراہیم لودی کے غرور سے نجات پانے کے لئے اپنے ہمجدی بادشاہ کے خلاف ظہیر الدین محمد بابر سے سازش کی - اگرچہ اس فعل سے اُسنے اپنے آپ کو ٹیہ لگا کر افغانون کی نظر مین حقیر بنا دیا - مگر مرتا کیا نہ کرتا تحائف دیکر بابر کو بُلایا - آخر غرور کا نتیجہ ہوا کہ پانی پت کے مقام ابراہیم لودی لیک لاکھ فوج سے بمقابلہ بابر جس کے ساتھ کل پندرہ ہزار فوج تھی شکست کھا کر قتل ہوا - اور لودھیون کی سلطنت ہند کا جس کو سلطان بہلول لودی نے جان فشانیون سے

حاصل کیا تہا۔ اور جس کو سلطان سکندر نے امیرون کی تالیف قلوب اور رعایا کی داد دہی سے قایم رکہا تہا۔ خاتمہ ہوگیا۔

مبارز خان عدلی کو غرور نے برباد کیا غرور نے امراے افغانی کی وقعت کو اوس کی نظر سے گرادیا اور اونکو سپہ سالار بنایا۔ جن کے باپ دادا دوکان کے مورچے مین بیٹھے ہوئے قرضدارون کے گلے پر چہری پہیرا کرتے تہے اوسکا یہ اثر ہوا کہ امراے افغانی اوسکا ساتہہ چہوڑکر خودسری کا دعویٰ کرنے لگے۔ اس نااتفاقی سے غیرون کو مداخلت کا موقعہ ملا۔ ہمایون دریاے سندہ کو عبور کرکے ہندوستان مین آیا۔ پانی پت کے مقام پا مین بیرم خان سپہ سالار ہمایونی اور اوسی ریواڑی والے ڈہوسر ہیمون کے رن پڑا اودہر تو لالہ جی کہیت رہے اور اودہر خضر خان نے عدلی کو اپنے باپ کے انتقام مین قتل کردیا اور غرور کی بدولت سوریون کی بادشاہت کا بجز نام کے نشان نہ رہا۔ اگر ناظرین غور سے اس تاریخ کو ملاحظہ فرماینگے تو اوسکو مرقعہ عبرت و نصیحت پاینگے جس مین لودہیون کی سلطنت کا سوریون کی بادشاہت کا غلزیون کی ہمت کا ردانیون کی اولوالعزمیون کا بارکزیون کی حکمت عملیون کا ہو بہو نقشہ اوتارا گیا ہے۔ گہٹنے بڑہنے کے اسباب کو واضح طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔

سب سلطان بہلول لودی نہین ہوسکتے۔ جو سوکھی روٹیان کھایا کرتا تھا اور
اپنے امیرون کے سامنے تخت پر نہ بیٹھتا تھا جو کوئی برے لفظون سے کچھ کہتا تھا
اوسکو تحمل سے برداشت کرتا تھا۔ مگر امیرون کی دلجوئی اور رعایا کی داد دہی سے
ایکدم غافل نہ تھا۔

نہ شیر شاہ ہوسکتے ہین۔ جس نے پانچ برس کے عرصے مین بنگالہ سے لے کر
اٹک تک ملک کو سرسبز و آباد کیا اور دو دو کوس پر ڈاک چوکی اور منزل بمنزل سرائین بنوائین
جن مین ہندو مسلمانون کو دونو وقت کھانا مفت ملتا تھا۔ ترقی آبادی ایصال مالگذاری
وغیرہ وغیرہ کے قواعد ایجاد کئے جنکو ابوالفضل نے اکبری جامہ پہنا کر شایع کیا۔

اور نہ امیر ویس غلزئی ہوسکتے ہین۔ جس نے اپنی ہمت سے قوم کو ایرانی۔
ظالمانہ حکومت سے آزاد کیا اور اسکے بیٹے محمود نے اصفہان پر نشان جا گاڑا۔

اور نہ احمد شاہ درانی جسنے اولوالعزمی سے ہندوستان پر متواتر حملے کر کے ہندوستان
کو فتنہ و فساد سے صاف کر دیا۔

اور نہ امیر عبدالرحمن خان بارکزئی محمدزئی ہو سکتے ہین کہ جنہون نے ایسی حکمت
عملی سے سلطنت کی جس کی نظیر افغانستان کے گذشتہ حکمرانون مین نہین ملتی
اپنے تمام عہد حکومت مین کوئی فتنہ و فساد نہین ہونے دیا۔ برٹش گورنمنٹ کو خوش رکھا

پنجدہ کے بدلے جبتک ذوالفقار بامداد برٹش کے روسیون سے نہ لیا چین نہ آیا

نادان حکمرانون کو غرور لازمی ہوجاتا ہے جب وہ یہ دیکھتے ہین کہ ہزارہا مخلوق

اونکی سلامی ہے اون کے حکم کی تمام قلمرو مین بے چون وچرا تعمیل ہوتی ہے۔

تو وہ سمجھ لیتے ہین کہ ہمچو ما دیگرے نیست اور جو چاہتے ہین کر گذرتے ہین۔ اگر قواعد حکمرانی

کی پابندیان ایسی قوی اور محکم ہین کہ جو نہ صرف اونکی آزادی کی مانع ہین۔ بلکہ ہر فرد رعایا کو

اونکے سامنے یہ کہنے کی جرأت ہے کہ جو کچھہ تم کرتے ہو بیجا کرتے ہو تو نہ خود اون کی

سلطنت پایدار ہے بلکہ رعایا کی دعائین سلطنت کے قیام کی کفیل ہوجاتی ہین

جیساکہ شاہنشاہ ہند و انگلینڈ ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی گورنمنٹ ہے اگرچہ بلحاظ وراثت

شخصی ہے مگر قوانین پارلیمنٹ کے اتباع سے نہ شخصی ہے جس مین بادشاہ

بذات خاص حکمران ہو۔ اور نہ نوعی ہے جسمین امرا حکومت کرین اور نہ جمہوری ہے

جس مین زمام سلطنت عام رعایا کے ہاتھہ مین ہو۔ بلکہ ان تینون کا مجموعہ ہے۔ اس

طرز حکومت سے آزادی جو شخصی حکومت کا خاصہ ہے مقید بقوانین پارلیمنٹ

ہوگئی اگر کوئی حکم یا تجویز بخلاف معدلت عامہ شاہنشاہ کی ذات سے صادر ہو۔ جو

ایک دماغ کی طاقت کا غلط نتیجہ ہے۔ یا شخصی حکومت کا خاصہ ہے تو جب تک

اوس حکم یا تجویز کو پارلیمنٹ جس کے تین عنصر وزرا۔ امرا۔ عوام ہین۔ منظور نہ کرلے۔

اجرا اوس کا ناممکن ہے۔ بالفرض وزرا۔ اور امرا کو اون کے اغراض جو سلطنت

سے وابستہ ہین۔ شاہنشاہ کی ہان مین ہان ملانے پر مجبور کرین اور عوام جن کی

ایسے اغراض نہین اوس حکم یا تجویز کے خلاف سر ہلادین تو وزرا اور امرا کی منظوری

گنبد کی آواز سے زیادہ وقعت نہین رکھتی۔

اسی واسطے تمام بر اعظم ہندوستان شاد وآباد ہو کر حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم

بائی دی گریس اوف گاڈ۔ آف دی یونائٹڈ۔ کنگڈم اوف گریٹ برٹن اینڈ ایرلینڈ۔ اینڈ

آف دی برٹش ڈومینیشن بیانڈ دی سیز کنگ ڈفینڈر اوف دی فیتہ امپرر

اوف انڈیا کی سلامتی کی شب و روز دعاگو ہے کہ خدا ایسی رحمدل عادل گورنمنٹ

کو اون کے سرپر سلامت رکھے۔

یا انتخاب حکمران کا جمہور رعایا کے اجماع اور اتفاق کے ذریعہ ہو اور یہ ایسا قاعدہ ہے

کہ جس کی قدر و منزلت کوئی امیر عبدالرحمٰن خان مرحوم کے دل سے پوچھے

کہ جنہون نے اپنے جیتے جی اپنے پیارے بچون مین سے جو ہر ایک بذاتہ

اصول حکمرانی مین ماہر تہا۔ کسی کو ولیعہد قرار نہین دیا۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتے تہے کہ ایک

دماغ کی طاقت کا انتخاب جس مین محبت کو بہی لگاؤ ہو۔ بہت کمزور ہوتا ہے۔ ممکن

تہا کہ امیر مرحوم اپنی طاقت کے لحاظ سے جس کو چاہتے ولیعہد تسلیم کرا سکتے تہے۔ مگر انہون نے

سے اسکو پسند نہین کیا۔ نہ اونہون نے حق وراثت نہ محبت پدری کو مدنظر رکھا۔ اور
انتخاب جانشین کا مسئلہ رعایا کی رائے پر چہوڑ کر بہشت برین کو سدہارے امیر
مرحوم کے انتقال کے بعد ہی سرداران افاغنہ وعام رعایا نے قطع نظر حق
وراثت کے ضرور اپنی ذہنی میزان انتخاب مین اندازہ کیا ہوگا کہ جس کو وہ منتخب
کرنا چاہتے ہین۔ وہ غرور سے نفور رحم و انصاف کا خوگر قومی تالیف قلوب پر
دلدادہ ہے۔ جب ان صفتون کو امیر حبیب اللہ خان کی ذات عالی مین مجتمع
پایا تو سب نے انکو امیر مرحوم کا جانشین تسلیم کیا۔ اگرچہ امیر مرحوم نے صراحتاً
ان کے انتخاب کی نسبت اشارہ بہی نہین کیا اور نہ امیر حبیب اللہ خان نے اسکی
تحریک کی مگر امیر حبیب اللہ خان کے اوصاف حمیدہ نے قوت مقناطیسی
کی طرح لوگون کے دل اپنی جانب مائل کر لیے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

کب یہ یوسف نے کہا تھا کہ ہمین یوسف ہین | پر خریدار نظر باز تہے خود تاڑ گئے

اب اودہر تو منتخب کرنے والے اپنی اصابت رائے پر خوش درگاہ خدا مین
مستدعی کہ اے بادشاہون کے بادشاہ ہمارے انتخاب کی شرم رکھنا۔ اور
اُدہر امیر حبیب اللہ خان ساعی کہ اون صفتون کے ساتہ متصف رہین کہ جن کا
اندازہ انتخاب کرنے والون نے کیا ہے۔ ان دونون جذبات نے یہ اثر کیا

کہ امیر حبیب اللہ خان کے انصاف اور تالیف قلوب کی دہاک بندہگئی -
جس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ جو عمائد افاغنہ امیر مرحوم کے زمانہ مین ترک وطن کرکے
ہندوستان مین چلے آئے تھے وہ کھچے ہوئے کابل کو چلے جاتے ہین -
بچہ بچہ افغانستان کا امیر حبیب اللہ خان پر جان نثار کرنے کو تیار ہے گویا
ایک کروڑ سے زاید رعایاے افغانستان بندۂ بے درم اون کے اشارہ پر
اونکے لئے جان دینے اور اون کے دشمنون کو پایمال کرنے کو مستعد اور
آمادہ ہے - ان ہی صفتون سے شاہنشاہ ہند و انگلینڈ نے امیر حبیب اللہ خان
کو بادشاہ خود مختار افغانستان تسلیم کیا ہے یہ تمام برکتین اوس مبارک پالیسی کے
اتباع کی بدولت ہین جو موجد اصول تمدن - دینی و دنیاوی نے اپنے جانشین کے
لئے اختیار کی تہی - جسپر امیر مرحوم مرتے دم تک قایم رہے -

اب مولف بدعاے ترقی عمر دولت و از دیاد جاہ و حشمت آقاے نعمت حضور فیض گنجور
فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ برارنبس سرمور مالوندر راجہ راجگان مہاراجہ ہیرا سنگہ
صاحب بہادر والی نابہہ - جی سی - ایس - آئی - جی - سی - آئی - ای - آنزیری کرنل سکہ رجمنٹ نمبر ۱۴
و حضور ٹیکا جی رپدمن سنگہ صاحب بہادر ولیعہد ریاست نابہہ جنکی اعلی ارئیسانہ قابلیت اونکے محققانہ و معنی خیز
تقریرون سے جو امپیریل لیجسلیٹو کونسل مین اگزکٹو و جوڈیشل و سوشل معاملات مین فرماتے رہے ہین اظہر من الشمس ہے
دیباچہ کو ختم کرتا ہون -
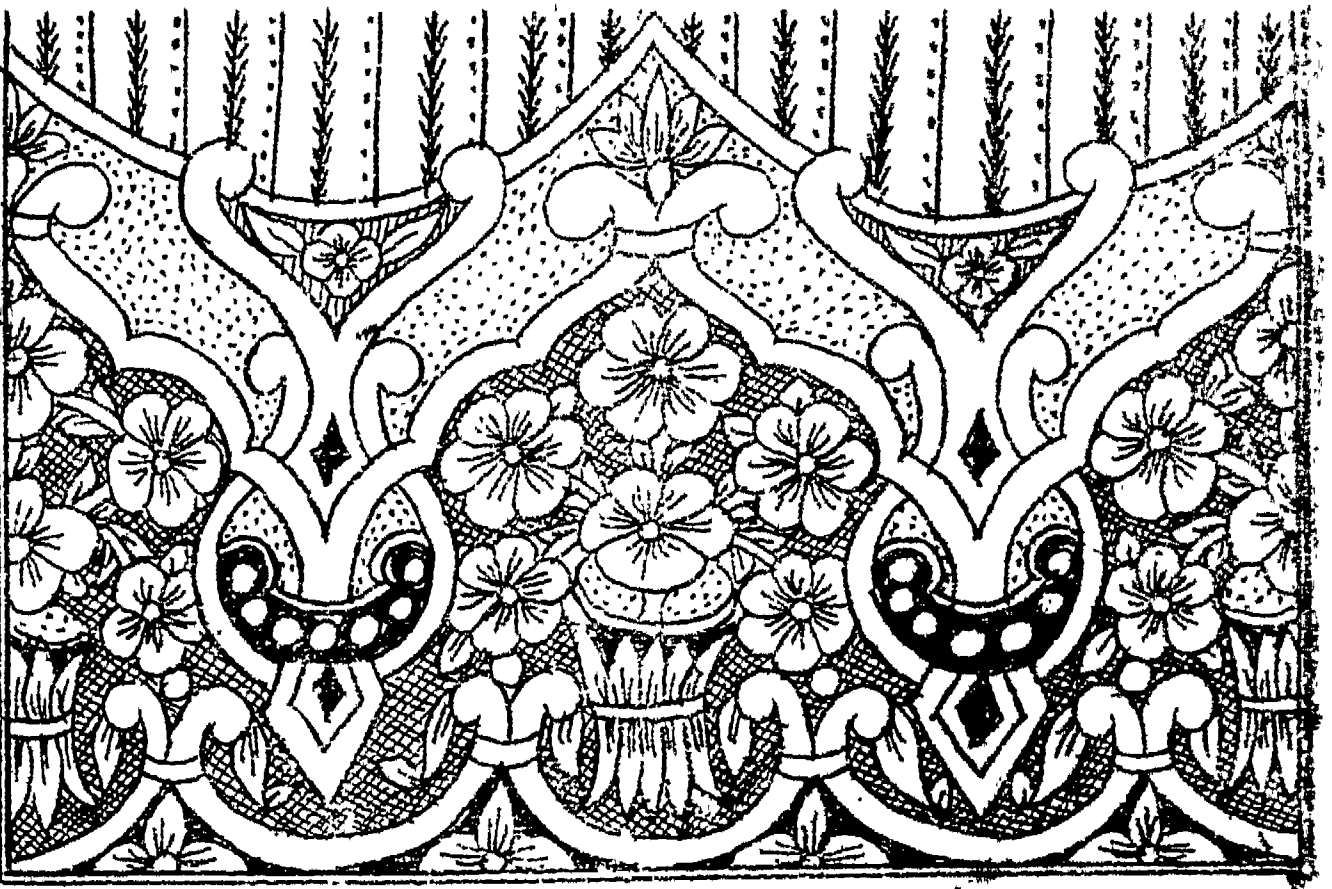
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی حمد اوسکے احسانون کے شکریہ مین مجھسے کیا کسی سے بہی ادا نہین ہوسکتی

بقول شیخ علیہ الرحمۃ (سعدی شیرازی) ؎

از دست زبانِ کہ بر آید — کز عہدۂ شکرش بدر آید

مگر چپ بہی رہا نہین جاتا کیونکہ خدا نے زبان اور دل اسی واسطے ہم کو دیے
ہین کہ اوسکی تحمید ظاہر و باطن مین ادا کرین اس صورت مین بہی یہ مشکل
ہے کہ اوسکی اَن گنت نعمتون مین سے کس کس کا شکریہ ادا کرین - اگر بعض
کا ادا کرین تو بہی شکریہ ادہورا ہے جس کا ہونا نہونا برابر ہے البتہ یہ صورت
اداے شکریہ کی ممکن ہے کہ اوسکی اَن گنت نعمتون مین سے ایک نعمت
جو تمام نعمتون سے افضل و برتر ہے - اوس کا شکریہ ادا کرین - اسمین شک

نہیں کہ اوس خاص نعمت کا شکریہ بمنزلہ تمام نعمتوں کے شکریہ کے ہے کیونکہ وہ سب سے ان تمام عطیات کا اگر یہ بہی نہو سکے تو کفران نعمت ہے یہ اور بات ہے کہ نہ میری زبان اس لایق نہ میرے پاس ایسے الفاظ کہ جن سے اوس عالیشان نعمت کا شکریہ ادا کروں تاہم گندی زبان اور ٹوٹے پہوٹے لفظوں سے اس نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں عجب نہیں کہ اوس نعمت کے اظہار سے انسان تو کیا ملائکہ میری زبان چومیں اور ٹوٹے پہوٹے لفظونکو ملاء اعلیٰ تقرب کا سرٹیفکیٹ بنائیں۔ وہ خدا کی برگزیدہ نعمت

دعائے خلیل و نوید مسیحا

رحمۃ اللعالمین۔ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جنہوں نے سچی نجات کے طریقے معاد کے لئے اور تہذیب الاخلاق اور طرز معاشرت کے قاعدے معاش کے لیے بتا کر اپنی امت عاصی کو گناہوں کے بار سے سبکدوش کر دیا شیخ علیہ الرحمۃ مصلح الدین سعدی شیرازی نے سچ کہا ہے ؎

نماند بعصیان کسے در گرو　　　که دارد چنین سید پیشرو
چه نعت پسندیده گویم ترا　　　علیک الصلوٰة اے نبی الوریٰ

سبب تالیف

اگرچہ لودی چھوٹا سا نام ہے مگر اس نام کے ساتھ بڑے بڑے بہادرون کی یاد قوم کے دلون کو جوش شجاعت سے مالامال کرتی ہے۔جن پر نہ صرف شجاعت کو ناز تھا۔بلکہ پولٹیکل۔پالیسی۔اون پر سو جان سے قربان تھی اگرچہ وہ مٹ گئے مگر تاریخ کے ورق اب بہی اون کے کارنامون کو شمع ہدایت بناکر پولٹیکل پالیسی کا راستہ بتا رہے ہین اسمین شک نہین کہ آب و جد کی ستایش اولاد کے کارنامون سے عیان ہوتی ہے۔مگر مین خصوصیت سے لودی کو اپنی تاریخ کا ہیرو قرار دے کر اوسکے ہجدیون اور اوسکی اولاد کے کارنامون سے ورق تاریخ کو سجاتا ہون۔اور باعتبار سلسلہ قرابت کے تاریخی پہولون کو کئی چمنستان سے چنکر نئی طرز سے گلدستہ بناتا ہون اور ایک دو سببون سے جنکو آگے چلکر عرض کرون گا۔قوم کے روبرو اس امید سے پیش کرتا ہون کہ معززین قوم اس گلدستہ سے جو اصول تمدن کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔اپنی الماریون میزون طاقون کو سجائین۔اگر کوئی خوشنما پہول جس مین لودی یا اجداد و پدری و مادری لودی کے پسینہ کی بو آتی ہے شامل ہونے سے

رہگیا ہے اس فروگذاشت سے مجکو معاف فرمائین - مین نے اس مطلب سے بہت سے در دولت کو کھٹکھٹایا مگر صدا ئے برنخاست ہیچ ہے - ع

کون سُنتا ہے فغانِ درویش

مجبور مجکو تاریخی سرمایہ پر یا اپنی ناقص معلومات پر اکتفا کرنا پڑا - میری آرزو تھی کہ کوئی قوم افغان میری تاریخ سے باہر نہ رہے اس لئے مینے بہت سی عرضداشتین بھیجین - التجا کی کہ خدا کے لئے میری تاریخ کو نامکمل نہ رکھین مگر جس قدر میری نیاز بڑہتی گئی اُودہر تغافل بڑہتا گیا - آخر مجبور ہوگیا -

سبب اول - قوم کو (جو ہندوستان مین ہے) بجوالہ ہجدی لودی و اولاد لودی کے کارنامون کی ترغیب دون کہ شجاعت کو جو تمہارا مایہ ناز ہے اپنا سرتاج بناؤ - ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی گورنمنٹ قدردان ہے تمہاری شجاعت کی قدر کرے گی ورنہ تم خود اپنی فطرتی شجاعت کے ساتھ مستعد او رآمادہ رہو کہ اگر خدا نخواستہ ضرورت ہو تو برٹش گورنمنٹ کے دشمنون کے مقابلے مین خواہ ہندوستان مین ہون یا افغانستان مین سینہ سپر ہوکر گورنمنٹ کے مقاصد کی حمایت کرو جس کا بیڑہ تمہارے ہمقوم بادشاہ افغانستان نے اُٹھایا ہے اور گورنمنٹ کے احسانون کی قدر کرو جس نے تمکو مذہبی علمی وغیرہ وغیرہ آزادی دیکر

تمپیر بہت سے حقوق قایم کیے ہین۔

سبب دوم۔ قوم کو (جو افغانستان مین ہی) نصیحت کرون کہ روس اپنی سرحد کو افغانستان کی طرف بڑہا رہا ہے ضرور ہے کہ ایک نہ ایکدن افغانون کو کمزور خیال کرکے پنجدہ کی طرح قدم آگے بڑہاے۔ پہلے تمہارے اور پہر گورنمنٹ انڈیا کے حقوق مین مداخلت کرے تمہارے بادشاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خان پر گورنمنٹ انڈیا نے اعتماد کیا ہے اور تمکو اپنے حقوق کی حفاظت کے واسطے سپر بنایا ہے۔ اس لیے تمپر واجب ہے کہ اوس کے حملون سے گورنمنٹ انڈیا کے حقوق کو محفوظ رکھنے کے لیئے اپنے آپ کو سپر بناو تمہاری جان جاے بلا سے مگر گورنمنٹ انڈیا کے حقوق مین نقصان نہ آسکے۔ اہل جاپان کو دیکھو کہ جب روس نے اون کے حقوق مین مداخلت کی تو انہون نے اوس کو کیسے ناکون چنے چبوا دیے۔ تم بہی ایشیائی ہو اور افغان ہو۔ جن پر بہت سے بہادری کو ناز ہے تمہاری مجموعی طاقت جاپان سے کم نہین۔ اگر فرق ہے تو یہ کہ جاپان مالدار ہے اور تم نادار مگر یہ ناداری چند سالون مین گورنمنٹ انڈیا کی مدد اور اعلیحضرت حبیب اللہ خان کی توجہ سے مالداری کے ساتھ بدلجاے گی۔ اور افغانستان علمیت صنعت اور حرفت مین جاپان ہو جائیگا۔

اس تاریخ کو تین حصوں مین منقسم کیا ہے اور ہر حصے مین ۲و۲و باب ہین جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حصہ اول

جس مین دو باب ہین

باب اول دربیان اجداد پدری لودی۔

باب دویم دربیان ہم جدی پدری لودی واب لودی

حصہ دویم

جس مین دو باب ہین

باب اول دربیان اجداد مادری لودی۔

باب دویم۔ دربیان ہم جدی مادری لودی وام لودی۔

حصہ سویم

جس مین دو باب ہین

باب اول دربیان برادران عینی وعلاتی لودی۔

باب دویم دربیان۔ لودی۔ واولاد لودی۔

تواریخ جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لیگئی

مخزن[۱] افغانی۔ حیات[۲] افغانی۔ صولت[۳] افغانی۔ تزک[۴] افغانی۔ نیرنگ[۵] افغانی

خلاصۃ[۶] الانساب۔ تحقیق[۷] الانساب۔ تذکرۃ[۸] الانساب۔ تاریخ[۹] فرشتہ۔ تاریخ[۱۰] ہندوستان

مولفہ منشی ذکاءاللہ۔ طبقات[۱۱] اکبری۔ تاریخ[۱۲] ہندوستان مارشمین۔ خصائل[۱۳] السعادت

عماد[۱۴] السعادت۔ سیر[۱۵] المتاخرین۔ گل[۱۶] رحمت۔ انتخاب[۱۷] یادگار تاریخ رامپور۔

تاریخ[۱۸] بدیع رامپور۔ مرات[۱۹] آفتاب نما۔ خزانہ[۲۰] عامرہ۔ تاریخ[۲۱] ٹونک۔ تاریخ[۲۲] تاج الاقبال

بھوپال۔ مسیر[۲۳] حامدی۔ تاریخ[۲۴] جدولیہ۔ تتمۃ[۲۵] البیان عربی۔ تاریخ ابن خلدون[۲۶] عربی۔

ناسخ[۲۷] التاریخ فارسی۔ تاریخ[۲۸] اسلام۔ محاربہ[۲۹] کابل۔ تاریخ[۳۰] درانیہ۔ روزنامچہ[۳۱] شاہ شجاع الملک

تاریخ[۳۲] پٹیالہ۔ سوانح عمری امیر عبد[۳۳] الرحمن خان۔ تاریخ[۳۴] جہان کشاے نادری۔ کتاب[۳۵]

عہدنامجات۔ تاریخ روساے پنجاب[۳۶] مولفہ سر لپل گریفن صاحب۔ تاریخ انگریزی[۳۷]

ڈاکٹر بیلو صاحب مرتبہ ۱۸۵۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

درباب تحقیق نسب وسکونت اجداد پدری و مادری لودی

اجداد و اولاد لودی کے حالات لکھنے سے پیشتر یہ ضروری ہے کہ اس امر کی تنقیح کی جائے کہ اجداد پدری و مادری لودی کے۔

۱- کہاں تھے (نقلی سکونت)

۲- کہاں سے آئے (اصلی وطن)

۳- کون تھے (نسباً)

وسط ایشیا میں جو ملک کہ شمالاً کوہ ہمالیہ جنوباً بلوچستان شرقاً دریائے سندھ غرباً حدود ایران سے محدود ہے اوس مین جو قطعہ ملک کہ غور کے نام سے معروف

ہے وہ محل سکونت (نقلی) اجداد پدری لودی ہے اور جو حصہ ملک کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہے وہ محل سکونت (نقلی) اجداد مادری لودی ہے اور اس تمام ملک کو افغانستان اور اوسکے باشندونکو افغان کہتے ہین جو مسلمان مذہباً سنت جماعت ہین افغانستان کا عرض بلد شمالی ۳۰ سے ۳۵ تک اور طول بلد شرقی ۶۰ سے ۷۵ درجے تک ہے وسعت ایک لاکھ مربع میل اور آبادی تقریبًا ایک کرور ہے یہ کل ملک دو حصون مین منقسم ہے ایک حصہ مشرقی افغانستان جو گورنمنٹ انگریزی کے زیر حکومت ہے اور دوسرا حصہ مغربی افغانستان جو بادشاہ کابل کے زیر فرمان ہے۔

۲- کہان سے آئے (اصلی وطن)

اجداد پدری لودی - ۲- اجداد مادری لودی

۱- اجداد پدری لودی کا اصلی وطن عرب تھا کیونکہ ان کا مورث اعلی ضحاک تازی بزمانہ نبوت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بادشاہ عرب تھا جس نے شہر ہمدان یمن کو آباد کیا اور بادشاہ فارس جمشید کو مغلوب کر کے عجم کا بھی بادشاہ ہوگیا۔اسمین شک نہین کہ ضحاک تازی عربی نژاد تھا کیونکہ عربی مین اس کا نام قیس تھا اور نبی عام

سے تھا اس سے ثابت ہوا کہ اجداد پدری لودی کا وطن عرب تھا۔ اور پایہ تخت یمن تھا۔

۲۔ اجداد مادری لودی کا (اصلی وطن) بیت المقدس تھا جہان انکا مورث اعلی ساول طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا۔ جب بخت نصر نے بیت المقدس کو تسخیر کرکے کئی لاکھ بنی اسرائیل کو قتل کیا اور کئی لاکھ کو جلاوطن کیا اون مین افغان نبیرۂ طالوت کی بہی اولاد تہی اونہون نے بیت المقدس سے نکلکر سوچا کہ اب اونکو کہان جانا چاہیے آخر غالب رائے سے یہ تجویز قرار پائی کہ اون کو اپنی جدی چچا حضرت ابراہیم کے وطن کو اپنا ماوی بنانا چاہیے اسکے بعد وہ عرب مین آئے اور کعبہ کے آس پاس مقیم ہوئے مگر کمی غلہ وچارہ سے جزیرہ نما عرب ان پر تنگ ہوا اور یہ وہان سے متفرق ہوئے کچھہ تو شام کو گئے اور کچھہ وہان رہے اور کچھہ وہان سے چلکر ایران و سندہ ہوتے ہوئے ہندوستان مین آئے جب کہین بہی ٹہکانہ ملا تو اونہون نے کوہ ہمالیہ کو اپنا مامن بنایا اور اوسکی شاخ کوہ سلیمان مین مقیم ہوئے اس سے ظاہر ہے کہ اصلی وطن اجداد مادری لودی کا بیت المقدس ہے۔

۳۔ کون تہی (نسبًا)

۱۔ اجداد پدری لودی۔ ۲۔ اجداد مادری لودی۔

۱۔ اجداد مادری لودی بنی عامر ضحاک تازی کی نسل سے تھے جنکا سلسلہ نسب آگے درج کیا جائے گا۔

۲۔ اجداد پدری مادری لودی بنی اسرائیل اولاد یعقوب علیہ السلام سے ہین جن کا دوسرا نام اسرائیل (چھپکے جانے والا) ہے یہ خلاصہ افغانی تاریخون و دیگر اسلامی تاریخون کا ہے مگر اسکے خلاف افغانون کے نسب پر معاندون نے شرمناک حملہ کئے ہین اور کب جبکہ افغانون کا ستارۂ اقبال اپنی نااتفاقی سے زوال مین تھا اور شاہان مغلیہ کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا اوس وقت سفیر ایران نے باشارۂ عباس صفوی شاہ ایران جہانگیر بادشاہ کے روبرو حریف مغلوب کے نسب پر یہ پھبتی لگائی کہ ایک معتبر کتاب مین (یہ معتبر کتاب جیسا کہ اوس وقت خیالی الماری مین مقفل تھی ویسا ہی ابتک ہے) لکھا ہے کہ افغان دیو زاد ہین اور اپنے بیان کے لغو اور بیہودہ حاشیہ لگا کر تائید کی سفیر کی یاوہ گوئی پر جب چارون طرف سے آمنّا و صدقنا کا شور بلند ہوا تو خانجہان لودی نے (جسکو شاہان مغلیہ کے دربار مین کچھ وقعت اس واسطے حاصل تھی کہ اوس کے باپ

* حضرت یعقوب بخوف اپنے بھائی عیصو کے اپنے ماموں کے پاس فلسطین چلے گئے تھے رات کو چلتے تھے اور دنکو مقام کرتے تھے اسواسطے آنکا نام رات کو چلنے کے سبب اسرائیل (چھپکے جانیوالا) مشہور ہوگیا

دادا دلاور خان لودی ابن دولت خان لودی حاکم پنجاب) مغلون کی ہوا خواہی اور
افغانون کی بدخواہی مین جانین گنوا چکے تھے) ارادہ کیا باظہار اصلیت نسب
افغانون کے سفیر ایران کی یاوہ گوئی کی تکذیب کرے اگرچہ اوسکو گدہے کی
لات کا جواب دینا ضرور نہ تہا مگر غیرت مند کب گالیان سن سکتا ہے اور وہ بھی
افغان جنہون نے اپنی سلطنت کو کہو دیا مگر ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دی اس لئے
خانِ جہان لودی نے قطب خان سرمست خان ابدالی۔ حمزہ خان توخی۔ عمر خان
کاکڑ۔ ظریف خان یوسف زئی۔ اپنے مشیرون کو افغانستان مین بھیجکر تحقیق کیا کہ
افغان بنی اسرائیل ہین جنکا سلسلہ نسب یہودا ابن یعقوب علیہ السلام سے گذر کر سام
ابن نوح برادر کلان یافث تک پہونچتا ہے جو مورث اعلیٰ مغلون کا ہے اگرچہ
یہ تحقیقات کا واقعی نتیجہ تہا مگر غالب قوم کو کب گوارا تہا کہ اونکا حریف مغلوب نسب
مین اون سے بڑہ جائے اس واسطے اس تحقیقات پر خودستائی کا الزام لگایا گیا
جو اب تک پتھر کی لکیر ہوگیا اشارہ (حیات افغانی) یہ بالکل بعید قیاس ہے کہ خان جہان
لودی شاہانہ مغلیہ کا قدیمی نمکخوار ایسا کرسی نامہ مرتب کرتا جو اوسکے آقاے ولی نعمت
سے بڑہ جاتا جبتک کہ واقعی نہ ہوتا ہرگز ہرگز خان جہان لودی بہ لحاظ حالت
افغانون کے جو اوس وقت تہی ونیز اپنے تعلق کے فرضی کرسی نامہ پیش کرنے کی

جرأت نہین کر سکتا تہا پہر کیونکر الزام خود ستائی کا لگایا گیا۔

مشرقی اور مغربی مصنفون کی راے نسب افغانون پر

مشرقی مورخون مین سے مورخ فرشتہ نے قبطی لکھا ہے باقی اور مورخون نے
یا تو اوسی تحقیقات کی تائید کی ہے جو خان جہان لودی نے کی تہی کہ افغان
بنی اسرائیل ہین (مخزن افغانی خلاصۃ الانساب خصائل السعادت گل رحمت)
اور بعض جنکی اغراض سلطنت مغلیہ سے وابستہ تہی وہ اوسی بے سُری صدا کی ہم آہنگ ہے
جو سفیر ایران نے الاپی تہی (مصنف مرآت آفتاب نما) بعض تو گلا پہاڑ پہاڑ کر
گالیان ہی دیتے رہے اور یہ گالیون کی بوچھار عرصہ تک بیچارے افغانون
پر پڑتی رہی مگر کچہہ عرصے کے بعد شاہان ایران اور ہندوستان مین رقابت شروع
ہوئی اور یہ بہادر قوم جس کی طرفدار ہو جاتی تہی اوسکا پلہ بہاری ہو جاتا تہا اس لئے
افغانون کو دونون بادشاہون کی نظر مین ایک باوقعت ذریعہ کامیابی کا بنا دیا
جس کے باعث بدزبانون کی زبان درازی سے نجات ہی نہین ملی بلکہ جو موہنہ
آئے تہے اوسنون نے موہنہ کی کہائی۔ (دیکہو محمود ابن میرویس غلزئی کا حال
ایران مین اور احمد شاہ درانی کا حال ہندوستان مین) ایک عرصہ کے بعد ۱۸۶۲ء

مین محمد حیات خان نے حیات افغانی تالیف کی اوسمین چند اعتراض کرکے جنکو ذیل مین درج کرتا ہون خان جہان لودی کی تحقیقات کو باطل قرار دیا اگرچہ اونکی یہ تجویز نیک نیتی پر مبنی ہے مگر یہ تجویز ایسی ہے کہ جیسے کوئی جج صرف قانون کو کو مدنظر رکھکر اور واقعات کو نظرانداز کرکے لکھتا ہے۔ مگر مین نہ صرف اون کے فیصلہ کو غلط قرار دیتا ہون بلکہ اون کے نظائر مستدلہ کو بھی منسوخ قرار دیتا ہون۔

پہلا اعتراض۔ یہودہ ابن یعقوب علیہ السلام کو تین ہزار برس کا عرصہ گذرا اس لئے صحیح کرسی نامہ کا سلسلہ پہونچنا ناممکن ہے۔ ساول طالوت ابن قیس بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد مین تہا نہ یہودا کی۔

مگر اس امر کی تجویز کرنے مین اسپر غور نہین کیا کہ جس قدر قومین آج کل عزت کے میدان مین قدم زن ہین سب کے پاس کرسی نامہ حضرت آدم سے ہے جب یہودا سے جو حضرت آدم سے بہت پیچھے ہوا کرسی نامہ غلط ہے تو حضرت آدم سے لامحالہ غلط ہوگا جس سے نتیجہ نکلا کہ تمام قومون کے کرسی نامہ غلط ہین اس صورت مین افغانون پر اعتراض غلطی کرسی نامہ کا عبث ہے اسکو تو مین بھی تسلیم کرتا ہون کہ سلسلہ وار کرسی نامہ بہم پہونچنا دشوار ہے کیونکہ اہل عرب جنکو علم الانساب مین مہارت تامہ حاصل ہے وہ بھی اپنا کرسی نامہ عدنان سے اوپر صحیح نہین بتاتے جس کی

تصدیق خود عالم علم لدنی فرما چکے ہین (دیکھو مدارج النبوت) جب اہل عرب کی یہ حالت ہے تو افغانون کا کرسی نامہ کیونکر مسلسل بعینہ ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ کرسی نامہ مطلق فرضی ہو یہ ضرور ہے کہ سلسلہ انساب مین اہل انساب مقدم مؤخر ہو جائین یا نامون مین اختلاف ہو یا بجاے اصلی نام کے عرف لکھا جاے اس صورت مین یہ کہدینا کہ مطلق کرسی نامہ فرضی ہے غیر صحیح ہے۔

اس باب مین کہ ساول طالوت یہودا کی اولاد مین تھا یا بنیامین کے باب مین مورخون مین اختلاف ہے۔ اس اختلاف کا رفع کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ افغانون کا بنی اسرائیل ہونا اس حالت مین بھی ثابت ہے کیونکہ دونو بھائی ہین اور بنی اسرائیل ہین مگر مین اس اختلاف کو بھی رفع کرتا ہون۔

مصنف تحقیق الانساب اس بات کے ثبوت مین کہ ساول طالوت بنیامین کی اولاد ہے تفسیر معالم التنزیل کی یہ عبارت تحریر کی ہے اور غالبًا اسی عبارت نے بہت مورخون کو غلط رہنمائی کی ہے۔

كَانَ فِي بَنِي اِسْرَائِيلَ سِبْطَانِ - سِبْطُ النُّبُوَّتِ وَسِبْطُ الْمَمْلِكَتِ

كَانَ سِبْطُ النُّبُوَّتِ لَاوِي اِبْنِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِنْهُ

كَانَ مُوسَى وَهَارُونُ -

وَسبطُ الْمملکتِ سِبطِ یھُوداَ ومِنہُ کَانَ دَاؤُدَ وَسُلیمانَ ولَم

یَکُنْ طَالُوتَ مِنْ اَحْدِھِمَا اِنّمَا کَانَ مِنْ سِبطِ

بُنیامِیْنَ ابْنِ یعقُوبَ عَلیہِ السلامُ ط

اگر اس عبارت سے طالوت کو بنیامین کی اولاد سمجھہ لین تو سخت غلطی ہے کیونکہ جب ہم اس کلیہ کو صحیح مان لین تو ضرور ہے کہ ساول طالوت بادشاہ نہو اسواسطے کہ طالوت دونون سبطون مین داخل نہین۔ نہ سبط نبوت مین نہ سبط المملکت مین مگر یہ امر نہ صرف تاریخی روشنی مین غلط نمایان ہوتا ہے بلکہ نص صریح کے خلاف ہے۔ کیونکہ متعدد تاریخین ظاہر کر رہی ہین کہ حضرت شموئیل نے قدرت کی آلہ انتخاب سے ساول طالوت کو بادشاہ بنی اسرائیل منتخب کیا اور جب بنی اسرائیل نے اوسکو اپنا بادشاہ تسلیم نہین کیا اور منجانب قدرت ساول طالوت کے بادشاہ بنائے جانے پر نشان کے خواہان ہوئے۔ تو خدانے تابوت سکینہ جس کی مفارقت مین بنی اسرائیل برسون سے رو رہے تھے انکے پاس بھیجدیا جس سے بنی اسرائیل نے ساول طالوت کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ قرآن شریف مین ہے۔

اِنَّ اللہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوتَ مَلِکًا

وجوہات مندرجہ صدر سے صاف ظاہر ہے کہ ساول طالوت بادشاہ بنی اسرائیل ہوکر سبط المملکت مین داخل ہوا اور سبط المملکت یہودا کی اولاد ہے افسوس کہ مصنف تحقیق الانساب کی آنکھین زیادہ روشنی مین چندھیا گیئن ۔جس کے باعث مصنف حیات افغانی کو غلط رہنمائی ہوئی ۔

دوسرا اعتراض ۔کتاب عہد عتیق اور جدید کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ارخیا و ارمیا ۔ساول طالوت کا کوئی پسر نہ تھا اوسکے چار پسر جن کے نام حضرت شموئیل کی کتاب مین ملتے ہین حسب ذیل تھے ۔یوناثان ۔ابیناداب ۔ملکیشوع ۔ایشبوشت جس مین سے تین اول الذکر ساول طالوت کی ساتھ فلسطین مین مارے گئے ایک آخر الذکر بستر پر سوتا ہوا مارا گیا جیسا کہ آیت پانچ سے سات تک فصل چہارم کتاب دوئمی حضرت شموئیل مین لکھا ہے ۔اگر ۔ارخیا اور ارمیا ہوتے توان کا نام بھی لکھا جاتا فصل نہم آیت ۔ایک سے اخیر تک کتاب دوئمی حضرت شموئیل مین لکھا ہے کہ حضرت داؤد نے اس طرح دریافت کیا کہ کوئی خاندان ساول سے باقی ہے جس کو بہ خصوص دوستی یوناثان ابن ساول طالوت نوازش اور احسان کرون ۔صیبا غلام خاندان ساول طالوت کو بلا کر دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ یوناثان کا ایک لنگڑا بیٹا ہے جس کا نام مفیبوشت ہے اگر ارخیا و ارمیا ہوتے تو

صیبا ضرور اونکا نام ظاہر کرتا یہ ذکر اوس وقت کا ہے کہ حسب التحریر ایک کتاب حضرت شموئیل تین بیٹے ساول طالوت کے اوسکے ساتھہ فلسطین مین اور چوتہا بستر پہ مارا گیا تو اوسوقت داؤد علیہ السلام نے براہ ہمدردی صیبا سے اولاد ساول طالوت کا حال دریافت کیا۔ چونکہ اوسوقت تک حسب وصیت ساول طالوت ارخیا و ارمیا پیدا نہوے تھے تو صیبا کیونکر اون کا نام ظاہر کرسکتا تہا۔ علاوہ اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ صیبا نے براے خیرخواہی اولاد ساول طالوت کے کسیکا نام نہین لیا۔ کیونکہ اس فقرے سے ناراضگی داؤد علیہ السلام پائی جاتی ہے۔ کہ بخصوص دوستی یوناثان ساول کی اولاد پر نوازش فرمانیکا ارادہ ظاہر کیا ساول طالوت کا نام ہی نہین لیا جنسے ابتدا مین احسان کئے تھے اسواسطے صیبا سہم ہو گیا اور اوس نے ایک لنگڑے بیٹے یوناثان کو پیش کردیا جس کا جینا مرنے سے بدتر تہا ان حالتون پر نظر کرنے سے ارخیا اور ارمیا کی نفی نہین ہوتی علاوہ اسکے اس امر کے تجویز کرنے مین اس بات پر غور نہین کیا کہ جن کتابونمین عہد عتیق پر استدلال کیا گیا ہی اونکی حقیقت کیا ہے۔ آیا وہ جس کی طرف نسبت کیجاتی ہین وہ اونکے زمانہ مین مرتب ہوئین۔ اور اونکی نسبت اہل مذاہب کی کیا راے ہے اور اون کے ترجمون مین کیا تبدیلی واقعہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ واقعہ شہادت

ساول طالوت کا بعد انتقال حضرت شموئیل کے ہوا۔ اس سے ثابت ہے کہ
یہ کتاب حضرت شموئیل کے زمانہ مین مرتب نہین ہوئی اس واسطے تحریف
کا ہونا ممکن ہے اسی لیے اہل اسلام و دیگر اہل مذاہب کا اوسکی تحریف کی نسبت
سچا خیال ہے ممکن ہے کہ بلحاظ اون برتاؤ کے جو ساول طالوت کی طرف سے
اخیر عمر مین حضرت داؤد کی نسبت ظاھر ہوا حالات متعلقہ ساول طالوت کتاب
حضرت شموئیل سی تحریف کر گئے یا اوسکی خلاف لکھے گئے۔ علاوہ اس کے کتاب حضرت
شموئیل کا اور کتاب مقدس زبور کا ترجمہ عبرانی زبان سے سریانی۔ سامری۔
یونانی وغیرہ زبانون مین ہوا۔ اور اون مین نامون کا بھی ترجمہ ان زبانون مین
کیا گیا۔ اس صورت مین ساول طالوت کے بیٹون ارخیا وارمیا کا نام جو بعد
شہادت ساول طالوت کے پیدا ہوئے۔ کتاب مقدس۔ زبور سے ترجمہ مین
تبدیل ہو گیا۔ اس صورت مین اگر ارخیا وارمیا کا نام زبور مین نہو یہ ترجمون کا
سبب ہے۔ غرضکہ ارخیا وارمیا کا نام زبور مین نہ ہونے کے اسباب جو
مین نے لکھے ہین اون سے اس بات کی تردید نہین ہوتی کہ ارخیا وارمیا اور
اون کے فرزند آصف وافغان تھے ہی نہین۔

سید جمال الدین افغانی اپنی کتاب تتمۃ البیان عربی مین

لکھتے ہین کہ قوم افاغنہ متعدد قبائل سے ملکر پیدا ہوئی یا یہ بہ تبدیل الفاظ یہ قوم قبائل مختلفہ مثل۔ غلزئی۔ ابدال۔ کاکڑ۔ وزیری۔ یوسف زئی۔ مہمند۔ آفریدی۔ بنگش۔ اور نیز اون چند اقوام کا مجموعہ ہے جو اپنے مقامات مسکونہ۔ خوستی۔ کرمی۔ باجوری وغیرہ کے نامون سے مشہور ہین اور انہین سے بہی ہر قبیلہ یا گروہ کئی کئی اقوام سے مرکب ہے۔ جیسے غلزئی مین شاخہائے ہوتک۔ توخی۔ سلیمان خیل اور یا خیل وغیرہ داخل ہین۔

اور سلسلہ ابدال مین بارک زئی۔ علیکوزئی و علی زئی۔ بامی زئی۔ طوائف سے مرکب ہے اور اسی طرح ان قبایل مین سے بہی مختلف شاخین دور تک پہیلتی چلی گئین ہین۔ جن کی تشریح و توضیح اس مقام پر باعث طوالت ہے۔ مگر ان فروع اقوام و قبایل مذکور کا ماخذ یا مخزن صرف ایک ہے یا یون کہئے کہ ان اقوام کی انتہا صرف ایک اصل پر ہوتی ہے جسے پشتون یا پشتان کہتے ہین۔

مورخین مین اصل مذکورہ کی ابتدا یا بنیاد کی بابت اختلاف ہے۔ بعض کا قول

سے ہے کہ یہ لوگ طائفہ خزر سے تھے کہ قصبات سوائل بحر خزر مثل کاستبان باب الابواب۔ شروانات وغیرہ مین سکونت رکھتے تھے اور جو حدود ایران مین اکثر اوقات لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ آخر ایران کے کسی بادشاہ نے خراسان کے کسی شرقی شہر و نمین ان کی سکونت و بود و باش کو منتقل کر دیا جس کی تاریخ اور زمانہ غیر معلوم ہے۔ بعض مورخ جن کو اصول تاریخ سے واقفیت نہین ہے یہ کہتے ہین۔

کہ امیر تیمور گورگان۔ قہرمان۔ ایران و توران نے اِن قبائل کو مقامات مذکورہ سے بلاد شرقی خراسان مین منتقل کر دیا تھا۔ لیکن یہ بیان اس وجہ سے ضعیف ہے۔ کہ افغان موجودہ مساکن مین تیمور سے بہت زمانہ قبل سے موجود ہین بعض اہل تاریخ کی رائے ہے کہ افغان لوگ ضحاک تازی کی اولاد مین ہین۔ جو اپنے دونون شانون پر دو پھوڑون کے ہونیکے باعث ضحاک ماران کے لقب سے مشہور ہے۔ اور فارس کے کتب علم قصص الاصنام۔ (میتھالوجی) مین بھی یہ روایت قبول کیگئی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ لوگ کلدانی النسل آشوری ہین۔ اس قول پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے یہانتک کہ انگلستان کے بعض سیاحون نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ افغانی زبان کے بعض الفاظ کلدانی الفاظ سے بہت

متحد و مماثل ہین کچھ مورخین یہ کہتے ہین کہ افغانون کے قبائل اوس گروہ سے ہین جو دریاے اٹک اور خراسان کے مابین سکونت رکھتا تھا۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ افغان اون قبطی باشندگان مصر کی نسل سے ہین۔ جو سیاسٹر مصری کے ہمراہ اوسکے حملہ آور فتح ہندوستان کیوقت موجود تھے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ وہ (افاغنہ) اسباط بنی اسرائیل سے ہین جن کو بخت نصر نے ایک بڑی تعداد کے قتل کرڈالنے کے بعد ان پہاڑون کے درمیان آباد کردیا تھا جواب کوہستان غور یا غور کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ انھون نے اپنے اس مسکن جدید کا نام (غور) اپنے اصلی مقام کے یادگار مین رکھا تھا جو ارض شام مین آباد تھا اوران جلاوطن اشخاص کو بختو کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ دراصل لفظ بختو ہے جو بخت نصر سے منسوب ہے کیونکہ جس طرح عربی زبان مین یاے نسبت ہوتی ہے۔ اس طرح فارسی مین اسکے واسطے واو کا استعمال ہوتا ہے۔ اور جب ان لوگون کی تعداد مین کثرت اور آبادی مین افزایش ہوگئی توان لوگون نے بتدریج اپنے چارون طرف کے اراضی اور مقامات متصلہ پر قبضہ اور تسلط حاصل کرلیا۔ قریب ترین زمانہ۔ اشاعت اسلام مین ان کے اور عرب کے یہودیون کے مابین سلسلہ خط وکتابت جاری تھا چنانچہ جس وقت عرب کے یہود مسلمان ہوگئے

تو انھون نے اپنے یہان سے ایک شخص مسمی خالد کو ان لوگون (افاغنہ)
مین دعوت اسلام کی غرض سے بھیجا تھا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ افغانون نے اپنے
قبائل مین سے چند امرا و سردار اوسکے ساتھ کر دئے۔ انمین ایک شخص مسمی قیس
تھا جس کا بیان تھا کہ اسکا سلسلہ نسب سینتالیسوین پشت مین بنی اسرائیل تک
منتہی ہوتا ہے۔ اور علی ہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اسکی پچپنوین پشت
متصل ہوتی ہے۔ خالد نے مدینہ منورہ حاضر ہونے کے بعد گروہ مذکور کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر کیا۔ اور آنحضرت نے ان لوگون پر
نہایت مرحمت و عطوفت مبذول فرمائی۔ اور بہت کچھ ان کی خاطرداری کی گئی
بالخصوص قیس مذکور پر تو خاص توجہ اقدس آنحضرت کی مبذول تھی۔ آنحضرت
نے اس کا نام بکمال مرحمت۔ عبدالرشید رکھا اور امیر کا لقب اوس کو اس ارشاد
کے ساتھ عنایت فرمایا۔ کہ درحقیقت یہ اس لقب کا مستحق اصلی ہے۔ کیونکہ
یہ شخص نسل سلاطین بنی اسرائیل سے ہے کہتے ہین کہ یہ گروہ فتح مکہ کے
روز آنحضرت کے ہمراہ رکاب تھا۔ اور اس معرکے مین اس سے بڑی جلاوت و مردانگی
ظاہر ہوئی تھی۔ اسکے بعد قیس اپنے رفقا کے ساتھ وطن کو واپس آیا۔ روانگی
کیوقت اوسکے حق مین آنحضرت صلعم نے دعاے خیر فرمائی تھی۔ اور نیز بعض اہل مدینہ

کو اس غرض سے اسکے ہمراہ کردیا کہ کوہستان ۔غور واقعہ خراسان مین ترویج
احکام اسلام اور اعلاے ۔کلمۃ اللہ اور اقامت مراسم دین مین کوشش کیجاے
چنانچہ قیس نے وطن پہنچکر اپنے لوگون مین اس مذہب مقدس کے اصول کو
نہایت شد ومد سے بیان کرکے اسکی خوبیان ان کے دلون مین راسخ کردین
اور بالآخر قیس کو اپنے مقاصد مین کامل کامیابی ہوئی ۔کیونکہ افاغنہ کے تمام گروہ
نے مذہب اسلام کو بلا اکراہ وبخوشی خاطر اسکی ہدایت سے قبول کرلیا ۔قیس نے
سنہ ۴۱ ہجری مین بعمر ہشتاسی سال انتقال کیا ۔اور اپنے تین بیٹے چھوڑے
(سڑبن ۔غور غشت ۔بیٹن) بعض مورخین قیس کے نسب کو ساول تک
پہونچاتے ہین ۔اور تمام افغانستان مین اوسکی یعنی قیس کی خوبیان اور اوصاف
نہایت شد ومد اور خلوص دل سے بیان کیجاتی ہین ۔یہانتک کہ اس قوم کے
سردار اور امرا قیس تک اپنا نسب پہنچانے مین نہایت فخر ومباہات وکوشش
رکھتے ہین اور اکثر افغانون مین جو ان کا اپنا شجرۂ نسب اس وقت موجود ہے وہ
بھی اس بات کی تائید کرتا ہے یہ لوگ اسباط بنی اسرائیل سے ہین حالانکہ افغانون
کی زبان یعنی پشتو اور عبرانی زبان مین کسی قسم کی بھی معمولی مشابہت ومماثلت
نہین پائی جاتی ۔البتہ ان کے اس اعتقاد وخیال کے یقینی ہونے پر کہ وہ

بنی اسرائیل ہین اور نیز اس روایت کی صحت پر بعض لوگ اس وجہ سے گمان کر سکتے ہین کہ اس وقت افاغنہ کی آبادیون مین خیبر نام کی ایک آبادی بھی موجود ہے۔ حالانکہ افاغنہ کے وطن سے بنی اسرائیل کے وطن کو بُعد بعید ہے۔

بعض مورخ یہ بھی کہتے ہین کہ افاغنہ اس گروہ ارامنہ سے ہین جو کسی زمانہ مین شروان مین سکونت رکھتے تھے اور جوالیان کے نام سے اس جوار مین مشہور تھے اور اسکی تائید ارمینون کے اون کلیساؤن سے ہوتی ہے جو کراباغ مضافات شیروان مین اس وقت موجود ہین اور جو اُس زمانہ مین قندسار کے نام سے مشہور تھے اور ان کے سردارون شاید بڑے سردار مذہبی کو۔ اغوانج کہتے تھے۔ اغوانج کے معنی اون کی زبان مین اغوان اعظم کے ہین۔ جسقدر ارمنی اس وقت گنجہ۔ روان۔ نخچوان۔ گیلان۔ مین سکونت رکھتے ہین اپنے آپ کو۔ اغوان نام رکھنے پر بڑی مباہات وافتخار کرتے ہین۔ اور اغوانی ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ پس یہان یہ احتمال ہوتا ہے کہ لفظ افغان۔ اغوان اور الیان ان دونون لفظون سے بگڑ کر بن گیا ہے۔ اور ان لوگون کی طرز معاشرت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب انھون نے اپنے وطن اصلی سے اپنے

موجودہ مقامات مین مہاجرت اختیار کی تہی تو اوسوقت تک یہ لوگ عیسائی مذہب
رکہتے تہے گو کچہہ عرصہ کے بعد اُنہون سے اسلام اختیار کرلیا۔
یہ تحقیق ہے۔ اس گروہ کے لوگون مین ان کے عیسائی آباؤاجداد کی عادات
ورسوم وروایات کے نشان ابتک پائے جاتے ہین چنانچہ ان کی روٹیون پر
صلیب کی تصویر ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔
بعض مورخین کا قول ہے۔ کہ افاغنہ اِن کوہستانون کے قدمی اور اصلی
باشندے ہین اور ایک خاص امتیاز یا خصوصیات قومی کے
ساتہہ یہان عہد قدیم سے آباد ہین یہانتک بیان کیا ہے کہ یہ لوگ سکندر اعظم
سے بہی لڑے تہے۔ بلکہ یہ گروہ زمانہ شاہ گشتاسپ مین بہی یہین مقیم اور آباد
تہا اور گورنمنٹ سجستان (سیستان) مشہور رستم دستان کی ماتحتی مین تہا۔ یہ
لوگ رستم کو ہر سال گائے کی دس کہالین بطور خراج دیا کرتے تہے۔ مگر ایک
دفعہ اِن افاغنہ نے رستم سے بغاوت کی اور اوسکو مذکورہ خراج دینے سے انکار
کردیا تہا۔ آخر پہر رستم نے لڑ بہڑ کر ان کو مطیع بنالیا۔
اور ہماری رائے مین اصل یہ ہے کہ یہ قوم درحقیقت ایرانی ہے اور اسکی زبان۔
زندواوستا سے ماخوذ ہے جو قدیم فارسی زبان ہے اور جو فارسی موجودہ سے

مشابہت رکھتی ہے اور فریسس لیویرین وغیرہ متاخرین مورخون نے اس راے سے اتفاق کیا ہے۔

مغربی مورخون کی راے نسب افغانون کی نسبت

مسٹر فرایر مولف تاریخ افغانان لکھتے ہین کہ افغان اون سپاہیون کی اولاد ہین۔ جو سکندر اعظم کے ساتھ افغانستان مین آے اور بعد فتح یہان ہی رہنے لگے یا اون نوآباد لوگون کی نسل سے ہین جو سکندر اعظم کے جانشینون کے عہد مین یونان سے آکر افغانستان مین آباد ہو گئے تھے۔

یا افغان مصری قبطی کلدانیون ارمنیون کی اولاد ہین اور عجب نہین طبقات عشرہ بنی اسرائیل سے ہون۔ ماسس روفن مولف تاریخ افغانان کی راے مین افغان البانی ہین۔ ثبوت یہ کہ شاہان ایران کو جب کوئی البانی ذرا بھی تکلیف دیتا تہا تو اوسکو سواحل بحر اسود۔ واخضر سے بیرونی حدود ایران مین جلاوطن کر دیتے تھے یہ افغان اوس زمانہ مین۔ اغوان یا اوغان مشہور تھے علاوہ اسکے افغان یونانی لفظ ہے۔ عجب نہین کہ افغان البانی ہون۔

ماسس یوحنا یورپی لکھتے ہین۔ کہ افغان البانی نہین یہ قدیمی قوم ہے جو بلند

پہاڑون اور بحر اخضر کے وادی مین رہتے تھے۔ آرمینیون مین یہ قوت کہان تھی

کہ وہ ان دلیر اور بہادرون کا مقابلہ کرکے انکو مغلوب کرتے۔

ڈاکٹر بیلو مصنف تاریخ افغانستان مرتبہ ۱۸۵۷ء مین لکھتے ہین۔

صفحہ ۲۰ بیس۔ تاریخ مذکور افغان حکمران قوم ہے اور اونکی تعداد تین ملین ہے اونے

اور دیگر باشندگان سے ہر بات مین فرق ہے۔ صورت۔ معاشرت۔ لباس

مراسم۔ عادات مین سب اقوام سے نرالے ہین۔

اونکی زبان۔ پشتون یا پختون ہے۔ اس زبان کا تلفظ غیر ملک والون کے

لئے نہایت دشوار ہے۔ صرف نحو اس زبان کی نہایت آسان ہے۔ مگر ترکیب

فعل کی مثل عبرانی زبان کے ہے پشتو کے لفظون کی خاص آواز ہے جو کسی اور

ایشائی زبان مین نہین پائی جاتی۔

صفحہ ستائیس۔ تاریخ مذکور افغان سنّی مذہب ہین اور مذہب کی سختی سے پابندی

کرتے ہین افغانون مین بعض مذہبی رسومات ایسی ہین جو انکو عبرانی ظاہر کرتے ہین۔

شادی کے مراسم افغانون کے۔ بالعموم مسلمانون کے سے ہین مگر بادیہ نشین اقوام

مین یہ رواج ہے۔ کہ منگیتر ایک معین مدت اپنے خسر کی خدمت کرے تاکہ عورت

اوسکو ملے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب نے لیبین کی خدمت اوس کی دختر حاصل

کرنے کے لئے کی تھی۔

صفحہ چھیالیس ۴۶ - تاریخ مذکور افغان اپنی قوم بنی اسرائیل قرار دیتے ہین مگر کوئی معتبر ثبوت ان کے پاس نہین جو اون کے پاس تحریری ثبوت ہے وہ بزرگون کے اقوال کی بنیاد پر ہے۔ ان اقوال مین اکثر یہ ذکر ہے کہ حضرت موسی نے بنی اسرائیل کو مصر سے کیسے نجات دی اور تابوت سکینہ کے قصے ہین اور جنگ قوم عمالقہ کا ذکر ہے۔

یہ واقعات مذہب اسلام مین موجود ہین اور اس وجہ سے گمان ہوتا ہے۔ کہ یہ قصے افغانون نے بنا لیے ہین۔ مگر انصافاً یہ چاہیئے کہ اون کے خلاف بھی کوئی ثبوت ہو کہ افغان جو دعوی بنی اسرائیل ہونے کا کرتے ہین وہ غلط ہے۔

میرا یہ سوال ہے کہ آیا قوم افغان یہودیون کے نام سے نفرت کرتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو یہودیون کی ایک شاخ ظاہر کرین۔

یقیناً بنی اسرائیل کے نام سے نہ اون کے ہمسایہ قدر کرتے ہین اور نہ دیگر اقوام مین اونکی قدر ہے بلکہ اون کے ہمسایہ اون کو بہت برا خیال کرتے ہین۔ یہ قوم بگر ضدی اور سرکش ہے۔ اور مثل قدیمی یہودیون کے گناہون کے عادی ہین

صفحہ پچاس۔ سردار غلام حیدر خان ولی عہد امیر کابل نے۔ مجھے سات جلد کتب تاریخ

افاغنہ عنایت کین - اون سے نسب افاغنہ کی بابت خلاصہ حسب ذیل درج کرتا ہون
ان تاریخون مین سے پانچ فارسی زبان مین ہین دو پشتو مین ہین - یہ جو ہتر سال سے
لیکر دو سو باون برس کی تصنیف ہین *

افغان اپنا نسب ملکِ طالوت سے ملاتے ہین - او ربخت نصر نے جب
بیت المقدس کو تباہ کیا اوسوقت غور مین آکر آباد ہوئے - یہان کے قدیم باشندون
سے برابر جنگ رہی افغان پہلے توریت خوان تھے اور دین موسی کے پابند تھے
جب نبی آخر الزمان عرب مین مبعوث ہوئے اور جب خالدبن ولید (جو عرب مین
بنی اسرائیل تہا) مسلمان ہوا تو اوس نے غور کے بنی اسرائیلون کو نبی کے مبعوث
ہونے کی خبر دی اور یہان سے قیس و دیگر سر آوردہ افغان عرب کو گئے اور
وہان جاکر مسلمان ہو گئے - باقی دیگر حالات وہی معمولی ہین جو دیگر تاریخ افاغنہ
مین درج ہین -

صفحہ چھپن ۵۶ - تاریخ مذکور اصلی نام افغانون کا بختون یا پشتون ہے - یہ لفظ عبرانی
ہے بعضے کہتے ہین کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور اوسکے معنی - آزاد شدہ
کے ہین -

صفحہ ستاون ۵۷ - ملا اختر نے شجرہ انساب اس طرح ظاہر کیا ہے -

قیس۔عیص۔سالول۔عتبہ۔نعیم۔مرہ۔جلندہر۔سکندر۔زمان۔عین۔
بہلول۔سلم۔صلاح۔قاروت۔عتم۔فیلول۔کرم۔عمال۔حذیفہ۔فہال۔قیس۔
علیم۔شموئیل۔ہارون۔قمرود۔ال۔صلیب۔طلل۔لابی۔عاقل۔تارخ
ارزند۔مندول۔سلم۔افغنہ۔ارمنہ۔(ارمیا) ملکِ طالوت۔

صفحہ۔چھیاسٹ تاریخ مذکور۔افغانون کی شکلین اور عادات یہودیون کے سے ہین اور باوصف اسکے کہ وہ اور قوم کی لڑکیان کبھی کبھی بیاہ لیتے ہین مگر اپنی غیر قوم مین نہین دیتے۔اس لئے صورتین نہین بدلتین۔

صفحہ سٹرسٹھ۔تاریخ مذکور قربانیون کا خاص دستور افاغنہ مین ہے کہ جب کوئی وبا آتی ہے۔تو بہیڑ یا بکری کی قربانی وبا کے دور کرنے کے لئے مثل یہودیون کے کرتے ہین۔

صفحہ۔اڑسٹھ تاریخ مذکور اگر کسی کے ہاتھ سے نقصان پہونچا ہو تو نقصان پہونچانیوالا ایک برتن جلتی ہوئی اگ کا سر پر لیکر نکلے گا۔قرعہ کے ذریعہ اراضی موروثی کی تقسیم کیجاتی ہے اور یہی طریقہ یہودیون مین بہی جاری تہا۔اوس کو پوچھہ یا پرہ کہتے تھے۔

صفحہ نشتر۔تاریخ مذکور۔ولیون کی تعظیم وتکریم اور مزارون کی پرستش انتہا درجہ سے افغانون مین جاری ہے۔ایک غزنی مین ایکسو ستاون مزار ہین یہی حالت بنی اسرائیل

کی توریت سے معلوم ہوتی ہے۔

صفحہ بہتر۔ تاریخ مذکور ان دستورات پر غور کرنے سے تائیدی ثبوت افغانی تاریخون کا ہوتا ہے۔

صفحہ پچہتر۔ تاریخ مذکور ۵۸۰ قبل سنہ عیسوی کے بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کیا۔ اوسکے بعد غور مین آکر افغان آباد ہوے۔ اور خاندان غوری افغانون کی شاخ ہے۔

صفحہ چہتر۔ تاریخ مذکور۔ شہاب الدین غوری نے بعد بربادی خاندان غزنی افغانون کو قندہار۔ کابل۔ باجور۔ سوات۔ ہشت نگر۔ کوہ سلیمان۔ مین معہ اون کے خاندان اور مویشیون کے آباد کیا۔

صفحہ اٹہتر۔ تاریخ مذکور محمود کے زمانہ مین افغان پہیلنا شروع ہوے۔ اور عروج پایا۔ اوسکی فوج مین افغان سردار تھے۔ اور ہندوستان کے حملون مین افغان سر آوردہ تہے اونہین کے سبب سے کامیابی ہوئی۔ اور اکثر جگہہ ہندوستان مین محمود نے آباد کیا ملتان ڈیرہ جات مین آباد ہوئی۔

صفحہ اسی۔ تاریخ مذکور سنہ ۱۱۵۰ع مین غوری خاندان نے غزنی کو دور کر کے سلطنت قایم کی یہ سلطنت سنہ ۱۲۱۴ع تک قایم رہی۔

صفحہ اکیاسی - تاریخ مذکور ۱۵۱۶ء مین ابراہیم لودی افغان ہندوستان کا شاہ ہوا -
۱۵۲۵ء مین بابر نے یہ سلطنت تہ و بالا کی اور پھر چند سال تک شیر شاہ سوری خاندان نے سلطنت قائم کی

مشرقی اور مغربی مورخون کی راے سے ثابت ہوتا ہے

کہ افغان بنی اسرائیل ہین اگرچہ بعض بعض مغربی مورخون نے - خیالی گھوڑون کو
اس راستہ مین منزل مقصود تک پہونچنے مین تیز مہمیز کیا ہے - مگر منزل سے بھٹک
گئے اور جب منزل مقصود تک نہ پہونچ سکے تو تھک کر بیٹھ گئے اور کہدیا - کہ عجب نہین
افغان طبقات عشر بنی اسرائیل مین داخل ہون جیسا کہ مسٹر فرایر نے لکھا ہے - جسکو
تمام مشرقی مورخ تسلیم کرتے آئے ہین - اس سے معلوم ہوا کہ وہ مشرقی مورخون کے
خلاف طریق اختیار کرنا چاہتے تھے جسمین ناحق بھٹکنا پڑا - اس موقعہ پر مناسب معلوم
ہوتا ہے -

وجہ تسمیہ افغانستان اور پٹھان

ا - صاف صحیح وجہ تسمیہ افغانستان تو یہ ہے کہ اس مین افغانستان نبیرہ ساول کی
اولاد آباد ہے - ان کی سکونت سے اس ملک کا نام افغانستان ہو گیا جیسے ترکون
بلوچون سے ترکستان بلوچستان -

۲- ۱۴۳ھ ہجری مین - افاغنہ سکناے شمالی کوہ سلیمان نے پیشاور پر قبضہ کرلیا -
راجہ لاہور نے جس کی حدود مین یہ نواح داخل تھے - ان پر چڑہائی کی - اِن کی
مدد پر بھی سکناے غور خلج - کابل - جمع ہوگئے - مابین جمرود و پیشاور کے لڑائی ہوئی - مگر
چند روز کے بعد لشکر لاہور بخوف طغیانی دریاے نیلاب (دریاے سندہ) بے نیل مرام
واپس گیا - یہ بھی اپنے اپنے مسکن کو واپس چلے راستہ مین جب کوئی اِن سے پوچھتا تہا
کہ سکناے کوہستان کا کیا حال ہوا - یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نکہو افغانستان
کہو - کہ بجز آہ و فغان چیزے دیگر نیست - اس واسطے اس کا نام افغانستان ہوگیا -
اگرچہ اس وجہ تسمیہ کا ناقل فرشتہ معتبر مورخ ہے - مگر وجہ تسمیہ رکیک ہے -
کیا معنی کہ جب لڑائی ختم ہوگئی - اور لڑنے والے اپنے اپنے گہرون کو واپس ہوئے
تو پہر شور افغان کہان رہا - اور اِس کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ بجز آہ و فغان چیزے
دیگر نیست - یہ صحیح ہے کہ پوچھنے والے کے جواب مین کہا گیا کہ کوہستان نہ کہو
افغانستان کہو جس سے یہ غرض تہی کہ کوہستان پر قبضہ افغانون کا ہوگیا ہے - جسکو
لشکر راجہ لاہور بغیر اوٹہائے ناکام واپس گیا - اس لئے اب بجاے کوہستان
کو افغانستان کہو - مورخ فرشتہ کا یہ خیال کہ شور افغان کے کہنے سے اِس ملک کا
نام افغانستان ہوا صحیح نہین افغانون کی مقابقت سے یہ ملک افغانستان

کے نام سے نامزد ہوا۔

پٹھان کی وجہ تسمیہ

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد فرمایا۔ کہ عبدالرشید مثل بتان کے ہے جس پر بنیاد جہاز کی رکھی جاتی ہے۔

بعض نے بتان کے لفظ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ بتان جہاز کے کسی جزو کا نام نہیں یہ اعتراض صحیح نہیں اگر نجاروں کے محاورے سے علم ہوتا تو معلوم ہو جاتا۔ کہ نجار اپنے محاورے میں۔ بتا اوس لکڑی کو کہتے ہیں کہ مثل شہتیر کے ہو۔ بتان لہجہ عرب میں نون غنہ کے ساتھ بولا جاتا ہوگا معجم ہو کر بتا رکھیا اور بتان سے پٹھان ہو گیا۔

۲۔ افغان اپنی زبان میں اپنے آپ کو پختان کہتے ہیں ممکن ہے کہ پختان کا پٹھان ہو گیا ہو۔

۳۔ بعض کہتے ہیں کہ پٹھان اصل میں فاتحان تھا۔ فاتحان سے پٹھان ہو گیا۔

۴۔ بیٹنی کی نواسی لودھیوں اور سوریوں کا ہندوستان میں ورود رہا۔ اس واسطے اہل ہند افغانوں کو بیٹانی کہنے لگے۔ بیٹانی سے بٹان اور بیٹان کا پٹھان ہو گیا۔

۵۔ بقول فرشتہ افغان پہلے پٹنہ میں آکر آباد ہوئے۔ اس واسطے ان کا نام پٹنیان

ہو کر پٹھان ہوگیا۔

۶۔ بنیاد۔ پٹھان کی بعض اہل الرائے نے ہندی قرار دی ہے۔ اہل ہند افغانون کو پٹھان اس لئے کہنے لگے کہ یہ قوم دشمنون کو لڑائی مین آکر سپیٹ جاتی تھی (رپیس جاتی تھی) اس واسطے ان کا نام پٹھیان سے پٹھان ہوگیا۔

۷۔ افغانون نے ہندوستان مین بہت سے حکمرانون کو غارت کر کے اپنی حکومت قایم کی اس واسطے اہل ہند ان کو۔ پٹ آن۔ کہنے لگے پٹ آن سے پٹھان ہوگیا۔

۸۔ افغانون کو لڑائی مین۔ پیٹھہ دینا آن تھا۔ اس واسطے پیٹ آن ہو کر پٹھان ہوگیا

۹۔ ہندی زبان مین۔ پاٹھہ چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہین۔ ہندوستان مین چونکہ افغانون نے اعلی مراتب پائے۔ اس واسطے انکا نام پاٹھہ کی جمع پاٹھان ہو کر بحذف الف پٹھان ہوگیا۔

۱۰۔ ویدون مین افغانستان کو پختوانا اور افغانون کو پکیتا لکھا ہے۔ پکیتا کی جمع پکیتان اور پکیتان سے پٹھان ہوگیا۔

حصہ اول

تاریخ جامع

۱۳۲۵ھ

حیات لودی

معروف بہ

شوکت افغانی

مشتمل سلسلہ انساب و حالات اجداد

پدری و ہمجدی پدری واب

لودی

فہرست مضامین حصہ اوّل حیات لودی معروف بہ شوکت افغانی

مضمون	صفحہ
باب اول - سلسلہ نسب و حالات اجداد پدری لودی - از حضرت آدم علیہ السلام تا شنسب	۱
سلسلہ انساب از شنسب تا پرویز و بہرام و از پرویز تا معز الدین معروف بہ شہاب الدین محمد و از بہرام تا شاہ حسین - اب لودی	۲
حالات اجداد پدری لودی - ضحاک - سوری - سام - تا شنسب	۳
باب دویم - حالات بعدی پدری لودی امیر بنجی و سوری و سام	۴
حالات محمد غوری و سام	۹
حالات اعز الدین حسین	۱۳
حالات قطب الدین محمد	۱۴
حالات سیف الدین سوری	۱۵
حالات علاء الدین حسین	۲۴
حالات سیف الدین محمد	۲۶
حالات غیاث الدین محمد	۲۸
حالات معز الدین محمد معروف شہاب الدین محمد	۳۰
حالات شاہ حسین اب لودی	۴۹

حاشیہ

حالات سلاطین غزنوی - و سامانی	۴

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ اوّل

باب اول

سلسلہ انساب و حالات۔ اجداد پدری لودی

آدم علیہ السلام شیث۔ انوس مہلائیل۔ ادریس علیہ السلام
متوشلخ۔ لمک۔ نوح علیہ السلام ۔سام۔ لاوز۔ عملیق۔ عیج۔ علوان۔
ضحاک الملک۔ غرتاش۔ سیامک معروف سام۔ سند۔
شہران۔ ضحاک۔ سفید اسپ۔ شاہیدہ آفریدون۔ زیمان۔
مہشاد۔ ضحاک معروف بسطام۔ شداد۔ اسد۔ سعد۔ ابراہیم
ہن حجش۔ بہرام حسن۔ وزن۔ عیسیٰ۔ نیق۔ خریق شنسب

شنسب
پرویز
درمیشان
ورنیش
نہاوان
امیر بنجی
محمد
سوری
محمد
ابوعلی
شیث
عباس
محمد
قطب الدین حسین
سام
اعز الدین حسین
بہرام
جمال الدین
شاہ معز الدین
شاہ حسین
فخر الدین مسعود
شجاع الدین علی
سیف الدین سوری
علاء الدین حسین
قطب الدین محمد
ناصر الدین محمود
بہاء الدین سام
شمس الدین
غیاث الدین
معز الدین معروف شہاب الدین
محمود
بہاء الدین
بہاء الدین
جلال الدین
علاء الدین
سیف الدین
علاء الدین سام
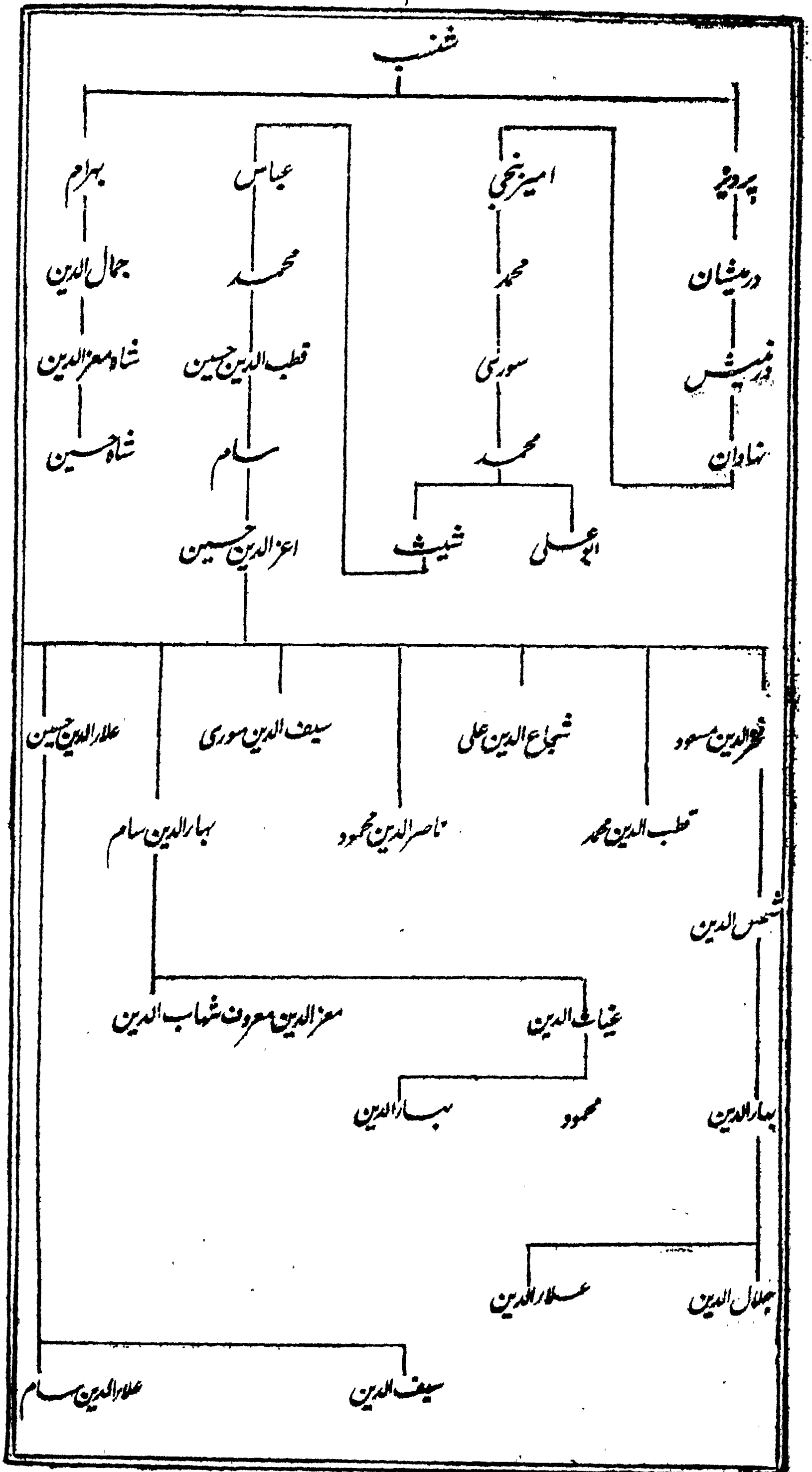
حالات

۱-اجداد پدری لودی-ضحاک بادشاہ فارس کی نسل سے تھے-جب فریدون ضحاک پر غالب ہوا-تو ضحاک کی نسل سے دو بہائی سوری و سام-فریدون سے متوہم ہوکر کوہستان-بامیان-یا نہاوند مین چلے آئے-یہان آکر سوری سردار قبیلہ اور سام سالار لشکر ہوا-سوری نے اپنی دختر کی شادی شجاع فرزند سام سے کردی-سام کے انتقال کے بعد شجاع سپہ سالار لشکر ہوا-اتفاقاً کسی بات پر چچا بہتیجون مین بگڑ گئی-سوری نے چاہا کہ اپنی دختر کو شجاع کی زوجیت سے علیحدہ کرادے سوری کی دختر نے سوری کے ارادہ کی اطلاع اپنے شوہر شجاع کو کی-شجاع نے سنتے ہی چند شتر زر وجواہر سے بار کئے-اور راتون رات نہاوند سے چلکر کوہستان غور مین آگیا اور اپنی زوجہ سے کہا زومیندیش (سوری سے خوف نکر) اسجگہہ کا نام زومیندیش بہی ہوگیا-شجاع نے یہان آکر قلعہ بنوایا اور اپنی حکومت کو مستقل اور مستحکم کیا-مدت تک فریدون کے لشکر سے لڑتا رہا آخر باد اے خراج فریدون سے صلح کرلی شجاع کے بعد نسلاً بعد نسلاً غور کی حکومت اس خاندان مین رہی-جب

شنسب

غور کا حاکم ہوا-تو اوسکے عہد مین آفتاب اسلام کی دلکش شعاعین سرزمین خراسان کو

روشن کر رہی تھین شنسب نے بھی ضیا اسلام سے دل وجان کو روشن کرنا چاہا اور کوفہ مین خورشید خلافت حضرت علیؓ کے پاس حاضر ہو کر ید بیضا ے ید اللہ سے نور اسلام حاصل کیا۔ آپ نے منشور حکومت غور شنسب کو عطا کیا۔ شنسب نور اسلام حاصل کر کے غور مین واپس آیا۔ شنسب کے دو فرزند تھے۔ ایک پرویز جس کی اولاد ہم جدی لودی ہے۔ اور دوسرا بہرام جس کی اولاد مین جدوا ب لودی ہین۔

باب دوم

سلسلہ انساب وحالات ہم جدی پدری لودی

پرویز سے چوتھی پشت تک تاریخی حالات تاریکی مین ہین پانچوین پشت مین۔

امیر بنجی

ہوا جو معاصر خلیفہ ہارون رشید عباسی کا تھا۔ امیر بنجی کے بعد محمد اور محمد کے بعد

سوری

جانشین ہوا یہ معاصر سلطان محمود[۵] غزنوی کا تھا۔ چونکہ سلطان کی اطاعت نہ کرتا تھا اس لیے سلطان نے ۴۰۱ھ مین سوری پر لشکر کشی کی یہ بھی دس ہزار سوار لیکر

[۵] سلطان محمود۔ اولی العزم بادشاہ تھا۔ شب عاشورہ ۳۵۷ھ ۹۶۷ء مین پیدا ہوا سلسلہ نسب معہ مختصر حالات

مقابل ہوا۔ صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی سلطان نے غوریون کی شجاعت دیکھکر الحرب خدعۃ پر عمل کیا اور لڑائی سے پیٹھ پھیری سوری نے مورچون سے نکلکر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ درج ذیل کرتا ہون۔
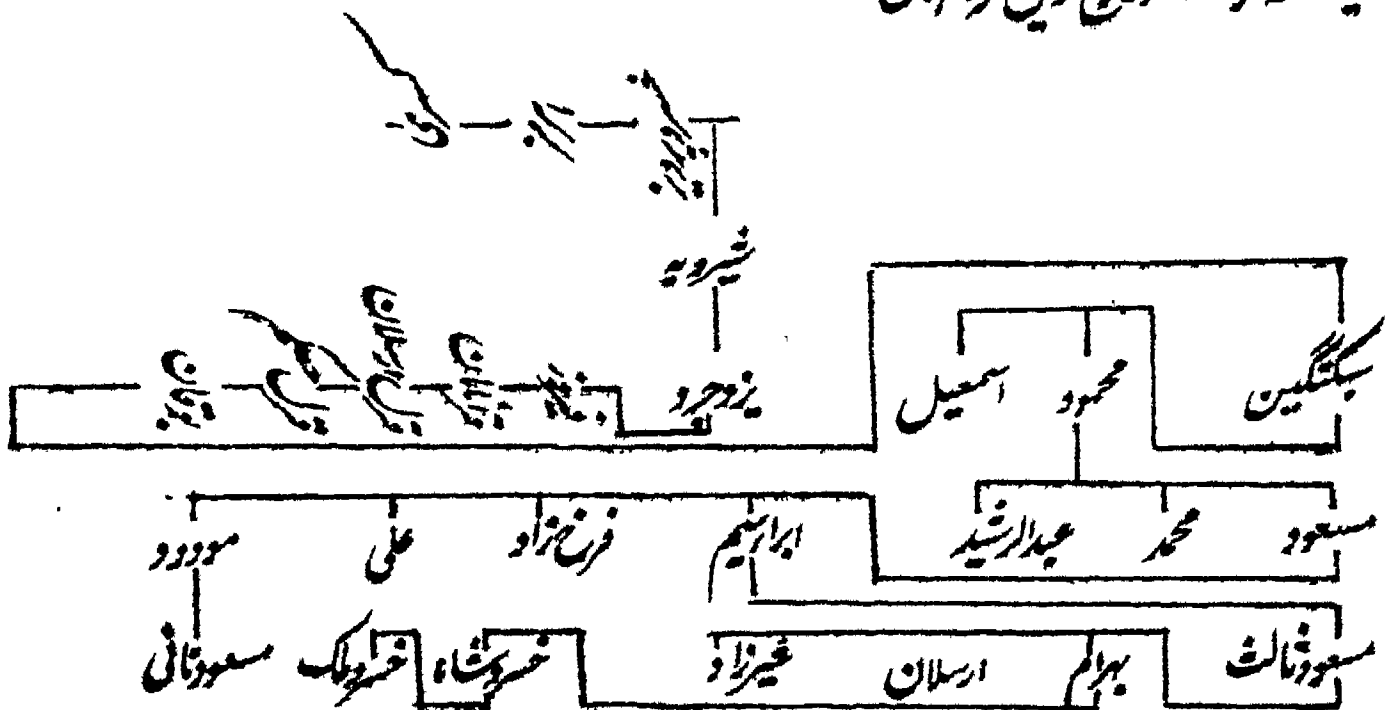
اوپر کے سلسلہ سے ظاہر ہے کہ سبکتگین جس کا فرزند محمود ہے۔ یزدجرد ساسانی۔ بادشاہ ایران کی نسل سے تھا اور وہ نوشیروان عادل کی اولاد مین تھا۔ مگر اتفاق تقدیر سے غلام بنکر البتگین حاکم غزنی کے ہاتھ بکا۔ البتگین[1] نے ہونہار دیکھکر بتدریج فوج کا سپہ سالار بنایا بعد انتقال البتگین کے اس کا فرزند اسحاق جانشین ہوا ایک سال

[1] البتگین۔ ترکی غلام عبدالملک سامانی کا تھا۔ عبدالملک نے ۳۵۰ھ ۹۶۱ء مین اسکو حاکم خراسان مقرر کیا کچھ عرصہ کے بعد عبدالملک نے انتقال کیا اور اوسکی جانشینی کی بابت اختلاف رائے ہوا۔ امرائے بخارا نے قاصد بھیجکر البتگین سے جانشینی عبدالملک کی بابت رائے لی۔ اس نے منصور ابن عبدالملک کے خلاف رائے دی

سامان۔ ایرانی امیر بلخ کا تھا۔ پہلا مذہب زرتشتی چھوڑکر مسلمان ہوا۔ اسد بن عبداللہ حاکم خراسان اوسکی امداد کرتا تھا
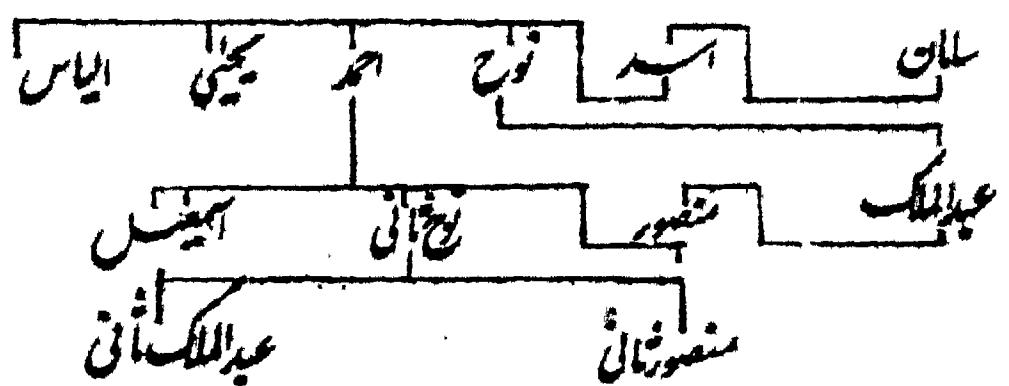
اس لئے جب اوسکے لڑکا پیدا ہوا تو اوس نے اوس کا نام اپنے محسن کے نام پر اسد رکھا۔ اسد کے چار بیٹے ہوئے خلیفہ مامون رشید عباسی نے ۲۰۴ھ ۸۱۹ء مین اسد کے بڑے بیٹے نوح کو سمرقند۔ دوسرے احمد کو فرغانہ

تعاقب کیا۔ سوری کا مورچون سے دور ہونا کہ سلطان نے پلٹ کر حملہ کیا جس مین سوری
گرفتار ہوا جب اوس کو سلطان کے پاس لاے تو غایت شرمندگی سے نگین زہر آلود

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۔ کے بعد وہ بہی لاولد فوت ہوا۔ افسران فوج و رعایا نے سبکتگین کو جانشین تسلیم کیا۔
سنہ ٩٧٦ء ٣٦٦ھ کو سبکتگین نے جانشین ہو کر قلعہ بست کو فتح اور امیر قصدار کو مطیع کر کے سنہ ٩٧٧ء ٣٦٧ھ مین ہندوستان

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ در حاشیہ۔ اسبات پر منصور نے بگڑ کر الپتگین کو معزول کر کے اپنے پاس بلایا۔ الپتگین بہی سمجھ گیا کہ وہان جانے مین خیر نہین اس لئے وہ سنہ ٩٦٢ء ٣٥١ھ مین خراسان کو چھوڑ کر غزنی مین چلا آیا اور افغانان غزنی کے دل اپنے انصاف اور اخلاق سے تسخیر کر لئے جس کے باعث وہ الپتگین کے لئے پسینہ کی جگہہ خون بہانے کو آمادہ ہو گئے منصور نے ایکدو دفعہ غزنی پر لشکر کشی کی مگر ہر دفعہ الپتگین نے بامداد افغانون کے منصور کو شکست دی۔ الپتگین پندرہ برس حکومت کر کے سنہ ٩٦٣ء ٣٥٢ھ مین فوت ہوا۔ اوس کا فرزند اسحاق جانشین ہوا مگر وہ بہی ایک سال بعد سنہ ٩٦٤ء ٣٥٣ھ مین لاولد فوت ہوا اور کوئی وارث جائز نہ رہا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۵۔ تیسرے یحیٰی کو شاش چوتھے الیاس کو ہرات کا حاکم مقرر کیا۔ احمد نے اپنے بہائی نوح کا جانشین ہو کر کاشغر کو اپنی حکومت مین شامل کیا اور اوسکے بیٹے اسمعیل نے دولت سفاریا سے خراسان چہین لیا۔ اور محمد بن زید علوی حاکم طبرستان کو شکست دیکر وہ تمام ملک اپنے قبضہ مین کر لیا جو صحراے ایران خلیج فارس۔ حدود ہندوستان سے بغداد تک پہیلا ہوا تہا۔ اور ماوراءالنہر مین بخارا کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ اسمعیل کے بعد عبدالملک (اس نے الپتگین کو حاکم خراسان مقرر کیا تہا) جانشین ہوا اس کے بعد نوح ثانی۔ اسنے اپنے ایک امیر فایق کے دق کرنے پر سبکتگین کو امداد پر بلایا اور امداد دہی کے صلہ مین سبکتگین کو ناصرالدین اور محمود کو سیف الدولہ کا خطاب اور امیرالامرائی کا منصب عطا کیا نوح ثانی کے بعد منصور ثانی جانشین ہوا اسکو امیر فایق نے اندہا کر کے عبدالملک ثانی کو جانشین کیا۔ اس کو ایلک خان نے سنہ ٩٩٩ء ٣٨٩ھ مین معہ متعلقین قتل کر کے سامانیون کا نام و نشان مٹا دیا۔

ایلک خان ترک تا فرغانہ کو شرق مین جو قبائل ترک مسلمان ہو گئے تہے انہون نے چوتہی صدی ہجری مین کاشغر مین حکومت قایم کی ایلک خان انہی قبائل کا سردار تہا

پہوس کرجان دی۔سلطان محمود نے حکومت غور کی۔ابوعلی فرزند سوری کو عطا کی۔مگر عباس فرزند شیث برادرزادہ ابوعلی نے ابوعلی کو بیدخل کرکر خود حکمران بن گیا۔لیکن اس کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ پر یورش کی چند قلعہ فتح کرکے مال غنیمت لیکر غزنی مین واپس آیا اوس زمانہ مین راجہ جے پال۔لاہور سے لمغان اور کشمیر سے ملتان تک حکومت کرتا تہا اور مسلمانون کی پیشقدمی روکنے کو ٭ہنڈ مین قیام رکہتا تہا۔ اوسنے سبکتگین کی دست درازیون کا حال سنا تو وہ لاؤ لشکر لیکر سبکتگین سے لڑنیکو لمغان٭ کے میدان مین پہونچا۔ اودہر سے سبکتگین معہ اپنے بہادر فرزند محمود کے آکر مقابل ہوا۔چند روز کے بعد گرمی کارزار کو برف باری نے ٹہنڈا کردیا راجہ جے پال اور اوسکا لشکر سردی کا بخلاف لشکر سبکتگین کے عادی نہ تہا۔اس لئے بہت سے آدمی اور جانور ٹہٹر کر مر گئے۔آخر راجہ جے پال نے باقرار ادائے خراج صلح کی درخواست کی۔سبکتگین صلح پر مائل تہا۔مگر محمود مانع ہوا۔دوبارہ راجہ جے پال نے پہر درخواست کی اور بصورت منظوری۔جیوہر وال ہر کا ارادہ ظاہر کیا۔اب کی دفعہ محمود بہی رضامند ہوگیا۔مگر جب راجہ جے پال صلح کرکے لاہور مین واپس آیا۔تو اپنے بچنون سے جو خراج بہیجنے کی بابت کہی تہے پہر گیا۔سبکتگین یہ حال سنکر فوج لئے ہوئے دریا کی طرح امڈا چلا آیا ادہر سے راجہ جے پال بہی بامداد فوج راجہ دہلی۔اجمیر۔کالنجر قنوج۔لمغان کے میدان مین سبکتگین کے مقابل ہوا سبکتگین نے پانچ پانچسو سوارون کا ایک ایک دستہ بنایا اور اونکو حکم دیا کہ ایک ایک دستہ مقابلہ کو جاوے اور جب ایکدستہ تہک جاوے تو دوسرا تازہ دم مقابلہ پر جاوے اس تدبیر جنگ سے راجہ جے پال کے لشکر مین باوجود کثرت تعداد کے ہراس پیدا ہوا۔سبکتگین نے دفعتًا تمام

٭ واے ہنڈ۔یا بائے ہنڈ یہ مقام دریائے سندہ کے مغربی کنارے پر اٹک سے پندرہ میل کے فاصلہ پر لاہور اور پشاور کے قدیمی شارع اعظم پر۔پشاور سے تین منزل ادہر واقعہ ہے۔پہلے مشرقی قندہار کا دارالسلطنت تہا ابو الفدا بیرونی۔بیہقی نے سکندر اعظم کو اسکا بانی لکہا ہے اب اسکو ہنڈ کہتے ہین۔بعض مورخون نے اسکو ہنڈ ٹنڈہ خیال کیا ہے جس کو شہاب الدین غوری نے پرتہی راج سے فتح کیا تہا جو اب مہاراجہ پٹیالہ کی حکومت مین واقعہ ہے

٭ لمغان جو ملک کہ ابین پشاور اور کابل ہے۔

شومی قسمت سے سات برس تک غور مین بارش نہ ہوئی - اور ہزارہا مخلوق خدا
خشک سالی سے تباہ و برباد ہو گئی اور یہ بھی سلطان ابراہیم غزنوی کی لڑائی مین

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - تمام لشکر سے حملہ کر دیا - راجہ جے پال کے لشکر کے قدم اکھڑ گئے - سبکتگین نے -
اٹک تک تعاقب کیا - علاوہ بیشمار مال غنیمت کے گرد و نواح کے پرگنون سے خراج وصول کیا - دس ہزار
فوج ایک افسر کے ماتحت پشاور مین چھوڑ کر غزنی مین واپس آیا - یہان سے بامداد نوح سامانی ماوراالنہر گیا
اور اوسکے دشمنون امیر فائق - اور امیر ابو علی سمجوری کو بھگا دیا - اسکے بعد امیر سبکتگین واپس آرہا تھا کہ ترمد
حد ود بلخ مین - بائیس سال حکومت کرکے ۳۸۷ھ ۹۹۷ء مین فوت ہو گیا اوس کا جنازہ غزنی مین
لاکر دفن کیا گیا -

امیر سبکتگین کے انتقال کے وقت بڑا فرزند امیر محمود نیشاپور مین تہا - اور چھوٹا بیٹا اسمعیل باپ کے پاس
تہا - اسمعیل بلخ مین باپ کا جانشین ہوا - اور فوج کی دلجوئی کے لئے خزانہ کا دروازہ کھولدیا - سلطان محمود
نے یہ حال سنکر باپ کی تعزیت کا چھوٹے بھائی کو خط لکھا - اور اوسمین خواہش ظاہر کی کہ اسمعیل غزنی کو حوالہ
کرکے بلخ اور خراسان سے لے مگر اسمعیل نے اس منصفانہ تجویز کو نامنظور کیا - اور لڑکر قلعہ جرجان
مین قید ہوا -

سلطان محمود

بھائی سے نبٹکر ۳۸۷ھ ۹۹۷ء مین تخت نشین ہوا - اور اپنے مخالف بکتوزون اور امراے فائق امر المنصور
سامانی کو سیدھا کرنے کے لئے بلخ گیا - مرو مین ان دونون کو شکست دے کر غزنی کو واپس آیا اور
ہندوستان پر حملے شروع کئے -

پہلی مہم ۳۹۰ھ ۹۹۹ء مین ہندوستان پر چڑھائی کی اور چند قلعہ فتح کرکے اور اونمین اپنی طرف سے حاکم مقرر
کرکے غزنی کو واپس آیا -

دوسری مہم ۳۹۱ھ ۱۰۰۰ء مین سلطان محمود نے دس ہزار سوار لے کر ہندوستان پر توجہ کی اور اپنے باپ کے

قید ہوگیا اوس کا فرزند

محمد

جانشین ہوا اور ایک قلعہ کے محاصرہ مین اس کی آنکھ مین تیر لگا جس کے صدمہ سے جان بر نہو سکا۔ اسکے بعد اس کا فرزند

سام

جانشین ہوا مگر یہ سلاطین غزنویہ کے غلبہ سے غور چھوڑکر ہندوستان مین چلا آیا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ قدیمی دشمن راجہ جے پال کو پشاور کے قریب سنہ ۱۰۰۱ء (۳۹۲ھ) مین شکست دے کر اوسکو معہ اوسکے پندرہ عزیزون کے گرفتار کرلیا اور دوسرے ہنڈ کو غارت کرتا ہوا غزنی واپس آیا یہان آکر راجہ جے پال کو باقرار ادائے خراج اور اوسکے عزیزون کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ راجہ جے پال نے اپنے ملک مین آکر اپنے بیٹے انندپال کو جانشین کیا اور خود یا تو قید کی خجالت سے یا بتقاضائے عقیدہ مذہبی کہ جو شخص دوبارہ شکست کھائے ناقابل حکومت ہے جلتی ہوئی آگ مین جلکر راکھ ہوگیا۔

سنہ ۱۰۰۲ء (۳۹۳ھ) مین سلطان محمود سیستان گیا اور وہان کے حاکم حنیف کو گرفتار کرکے غزنی مین لایا۔

مہم تیسری سنہ ۱۰۰۴ء (۳۹۵ھ) مین سلطان نے بھٹنیر پر چڑہائی کی راجہ بجے رائے حاکم بھٹنیر نے شکست کھاکر خودکشی کی

+ بھٹنیر شہر بھٹنڈہ سے بچہتر میل کے فاصلہ پر گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے۔ یہان بھی ایسا ہی قلعہ بنا ہوا ہے جیسا بھنڈہ مین ہے۔ اوس زمانہ مین بھٹنیر کے نیچے دریائے ہوترا جو ایک شاخ دریائے ستلج کی تھی حسب تحقیق ڈاکٹر اولڈہم بہتا تھا۔ اب اوسکے نیچے بجائے دریائے ہوترا دریائے گھاگرا برسات مین بہتا ہے۔ اب یہ شہر مہاراجہ بیکانیر کی عملداری مین ہے۔

یہان تجارت کرنے لگا۔ عرصہ کے بعد حب الوطن نے جوش کیا۔ دریائی راستہ سے معہ اہل وعیال ایک کشتی مین سوار ہوکر عازم غور ہوا۔ ناگہان باد مخالف سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔

چوتھی مہم ۳۹۶ھ ۱۰۰۵ء سلطان یہ سنکر کہ ابو الفتح لودی حاکم ملتان قرامطیہ ہوگیا ہے۔ ملتان پر یورش کی۔ راجہ انندپال نے سلطان کی مزاحمت کی۔ مگر شکست کہاکر کشمیر کو بہاگ گیا۔ ابو الفتح نے باقرار ادائے بیس ہزار درم سرخ۔ سالانہ سلطان سے صلح کر لی۔ یہان سے سلطان واسے ہند جانا چاہتا تہا کہ اسی اثنا مین خبر آئی کہ ایلک خان حاکم کاشغر نے خراسان پر یورش کی سلطان مہم واسے ہند سکہ پال کے سپرد کرکے غزنی آیا اور یہان سے لشکر جرار لے کر۔ بلخ پہونچا۔ اور ایلک خان کو شکست دیکر تعاقب کیا (ایلک خان ۴۰۳ھ ۱۰۱۲ء مین فوت ہوگیا)

+ ابو الفتح داود لودی کا۔ دادا۔ حمید لودی اُس وقت افغانون مین ذی وقعت تہا۔ جب الپتگین حاکم غزنی تہا تو اوسکا سپہ سالار سبکتگین لغان اور ملتان کے باشندون کو پکڑ کر لیجاتا تہا جب راجہ جے پال کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے اس خیال سے کہ لشکر ہندوستان اُس ملک کی سردی کا متحمل نہین ہوسکتا حمید لودی کو بلاکر ۳۵۱ھ ۹۶۲ء مین حاکم لغان اور ملتان مقرر کیا حمید لودی نے انتظام ملک اپنے ذمہ لیکر لغان اور ملتان مین اپنی طرف سے حاکم مقرر کئے۔ اس زمانہ سے افغان ذیجاہ اور ذی ثروت ہوئے۔ سبکتگین نے جب ہندوستان پر حملے شروع کئے تو حمید لودی نے بخلاف پرخاش سبکتگین سے اتحاد پیدا کیا۔

سبکتگین نے حکومت ملتان کی حمید لودی پر مقرر رکہی مگر سلطان محمود نے بخلاف اپنے باپ کے افغانون کے استیصال پر کمر باندہی اور ابو الفتح لودی پر قرامطیہ کا الزام لگاکر قید کر دیا جس مین وہ فوت ہوگیا۔

کشتی تباہ ہوئی۔ سام معہ اہل و عیال دریاے فنا مین غرق ہوا۔ مگر اس کا فرزند
اعزالدین حسین ایک تختہ کے سہارے جس پر ایک شیر بہی اسکا ہمرد یف تہا۔
کنارہ جا لگا۔ تختہ سے اوتر کر شیر سو گیا اور یہ جان بچا کر ایک شہر مین گیا۔ تھکا ماندہ
ایک دوکان پر پڑ کر سو گیا۔ کوتوال نے چور سمجھکر گرفتار کیا اور سات برس قید کی
مصیبتین جہیل کر۔ بادشاہ شہر کی شفایابی کے تصدق مین رہا ہوا۔ وہان سے
چلکر رات کو قزاقون کے گروہ سے جو نواح غزنی مین راہزنی کرتے تہے دوچار ہوا اونہون نے
خوبصورت قد اور تنومند جوان دیکھکر گہوڑا ہتہیار حوالہ کئے۔ اور جبرًا اپنا سردار بنالیا سلطان
ابراہیم غزنوی کے سپاہی اس گروہ کی تلاش مین پہرتے تہے علی الصباح اوسپر انکی تدبیر ہوگئی اونہون نے انکو گرفتار
کرلیا۔ اور مشکین باندہ کر سلطان ابراہیم کے روبرو پیش کیا سلطان نے سب کے
قتل کا حکم دیا۔ جب اعزالدین حسین کی باری آئی۔ اور جلاد آنکھون سے پٹی باندہ کر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ پانچوین مہم ۳۹۸ھ کو ایلک خان کے تعاقب مین تہا کہ پیچہے سے خبر آئی کہ سکہپال† جس کو واسے ہند کی مہم سپرد کی تہی مرتد ہوگیا۔ سلطان یہ سنتے ہی۔ ہندوستان کو واپس ہوا اور سکہپال کو گرفتار کرکے غزنی لے گیا۔

چہٹی مہم ۳۹۹ھ سلطان انندپال کی مزاحمت کو جو اوسنے تسخیر ملتان کے وقت کی تہی نہین بہولا

† سکہپال راجہ جےپال کا نواسہ تہا پشاور مین مسلمانون کے ہاتہ گرفتار ہوکر مسلمان ہوگیا تہا۔ اس کا نام فارسی تاریخون مین آب ہار اب شاہ نواسہ شاہ تحریر ہے۔

قتل پر آمادہ ہوا تو اعزالدین حسین نے واویلا مچائی اور چیخ چیخ کر کہنے لگا اے
خدا تیرے یہان نہ غلطی ہے نہ ظلم ہے۔ پھر معلوم نہین کہ مین بے گناہ کیون
قتل ہوتا ہون۔ جلاد نے واویلا سنکر کہا تمام عمر راہزنی کرتا رہا۔ اور پھر اپنے آپ کو
بے گناہ ظاہر کرتا ہے۔ اعزالدین حسین نے یہ کہکر کہ مین تو رات کو ہی ان کے
ساتھہ جبراً شامل ہو گیا تھا۔ تمام اپنی سرگذشت کہہ سنائی جلاد کو اس پر رحم آیا اور اپنے
افسر کے ذریعہ یہ ماجرا سلطان کے کانون تک پہونچایا۔ سلطان نے اعزالدین حسین
کو بلا کر حال پوچھا۔ اوس نے من وعن اپنی سرگذشت عرض کی۔ اس پر سلطان
کو رحم آیا اور اوسکے بشرہ سے شرافت و نجابت نمایان دیکھکر اپنا مقرب بنایا
اور چند روز کے بعد عہدہ امیر حاجب کا عطا کیا اور اپنے عزیزون مین سے
ایک کی دختر کا نکاح اس سے کر دیا۔ سلطان ابراہیم کے بعد سلطان مسعود جانشین

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اور وہ تنبیہ انندپال کے لئے ہندوستان کو روانہ ہوا پشاور کے متصل۔ انندپال
بھی مقابل ہوا۔ گکھڑوں نے بھی راجہ انندپال کے مددگار ہو کر خوب ہاتھہ دکھائے۔ اتفاقاً راجہ
انندپال کا ہاتھی۔ اثنار کارزار مین ڈر کر بھاگا فوج بھی بگمان فرار بھاگ نکلی۔ سلطان نے بھیم نگر تک تعاقب
کیا (بھیم نگر۔ نگر کوٹ کوٹ کانگڑہ ایک ہی مقام معلوم ہوتے ہین) اور قلعہ بھیم نگر کو تسخیر کر کے ستر لاکھہ
مسکوک درہم سونے چاندی کی سات لاکھہ ڈلیان ایک چاندی کا مکان تیس گز طول پچیس گز عرض
جو تہہ ہو کر بند ہو جاتا تھا۔ ایک سائبان دیباے رومی کا چالیس گز طول پچیس گز عرض معہ دو سونے

ہوا تو اوس نے حکومت غور

اعزالدین حسین

کو سپرد کی۔ اعزالدین حسین کے سات فرزند تھے جنکو۔ سبع سیارہ کہتے تھے
انمین ایک معزالدین مسعود حاکم بامیان۔ دوسرا قطب الدین محمد داماد بہرام غزنوی
تیسرا شجاع الدین علی جو عنفوان شباب مین گذر گیا۔ چوتھا ناصرالدین محمد پانچوان
سیف الدین سوری۔ چھٹا بہاءالدین سام ساتوان۔ علاءالدین حسین۔ اعزالدین
حسین کے انتقال کے بعد ان ساتون کے دو فرقے ہوگئے ایک حاکم
بامیان جس مین اول معزالدین مسعود تھا۔ دوسرا حاکم غور جس مین اول

قطب الدین محمد

تھا جس نے کوہ فیروزہ کو آباد کر کے دارالحکومت قرار دیا۔ ایک شکارگاہ بنوائی اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اور چاندی کی ڈہلی ہوئی چوبون کے غنیمت لے کر غزنی کو واپس آیا۔

سنہ ۴۰۱ھ مین غور پر لشکرکشی کی محمد بن سوری دس ہزار سوار ساتھ لیکر مقابل ہوا۔ اور بہادری سے لڑکر گرفتار ہوا۔ اور قیدخانہ مین زہر کہا کر ہلاک ہوگیا۔

ساتوین مہم سنہ ۴۰۱ھ سلطان نے عزم ملتان کیا۔ کیونکہ ابوالفتح لودی نے سلطان کو مہم غور پر مصروف دیکھکر سر اوٹہایا تہا۔ اس لئے ابوالفتح کو قید کر کے غزنی لے گیا۔ اور ملاحدہ اور قرامطیہ+ کو جو ملتان مین تھے

+ قرامطیہ۔ قرمط کی جمع ہے جو مذہب بدعتی اسمعیلیہ کی شاخ ہے۔

اوسمین عالیشان مکان تعمیر کرائے۔ طرز معاشرت شاہانہ اختیار کرکے غزنی کی تسخیر
کا ارادہ کیا سلطان بہرام غزنوی کو اپنے داماد کے ارادہ کی اطلاع ہوگئی اوسنے بلا کر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ٹھیک بنایا۔

آٹھوین مہم ۴۰۲ھ ۱۰۱۱ء کو سلطان نے تھانیسر پر چڑہائی کی اور اوسکو لوٹ کھسوٹ کے برابر کیا۔

۴۰۳ھ ۱۰۱۲ء کو سلطان محمود نے غرجستان فتح کیا۔

نوین مہم ۴۰۴ھ ۱۰۱۳ء کو سلطان نے قلعہ نارو ین پر جو کوہ بالناتھ پر ہے یورش کی دو مہینے راستہ کی تکلیفون
کو برداشت کرتا ہوا۔ نارو ین پہونچا۔ وہان کے راجہ ندر بہیم نے ایک درہ مین مستحکم مورچہ بنایا۔ مگر سلطان
نے بہت جلد اوسکو شکست دی اور دو لاکھ قیدی لیکر غزنی واپس آیا۔

دسوین مہم ۴۰۶ھ ۱۰۱۵ء مین سلطان نے کشمیر پر چڑہائی کی مگر ناکام واپس آیا۔

۴۰۷ھ ۱۰۱۶ء کو سلطان نے خوارزم جاکر قاتلان خوارزم شاہ کو قتل کیا۔ اور خوارزم اپنے امیر صاحب التونتاش
کو حوالہ کی۔

گیارہوین مہم ۴۰۹ھ ۱۰۱۸ء مین سلطان ساتون دریا (اٹک۔ جہلم۔ راوی۔ بیاس۔ ستلج۔ جمنا۔ گنگا)
عبور کرکے قنوج پر چلا راستہ مین برن (بلند شہر) کا راجہ ہردت مغلوب ہوکر مسلمان ہوا۔ یہان سے
سلطان مہابن پہونچا۔ گلچند راجہ مہابن نے مفرور ہوکر خودکشی کی۔ سلطان قلعہ مہابن کو مسمار کرتا ہوا متھرا
پہونچا۔ اور اوسکو لوٹ کھسوٹ کے آگ لگادی متھرا سے قنوج کو فتح سمجھکر عازم ہوا۔ قنوج کے راجہ کنور رائے
نے اطاعت قبول کی سلطان نے وعدہ کیا کہ اگر اوسکو کوئی اوسکا دشمن ستائیگا تو سلطان اوسکی مدد کریگا
یہان سے چلکر سلطان نے منج کو فتح کیا یہان سے قلعہ اسونی پر گیا۔ اور راجہ چندرپال بہور

+ منج پرانا شہر مہاون ہے جسکے کہنڈر کانپور سے جنوب مین دس میل کے فاصلہ پر ہین۔

قطب الدین کو قید کر دیا اور پہر زہر دے کر یا قتل کر کے ہلاک کیا اسکے بہائی۔

سیف الدین سوری

کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے سلطان کا لقب اختیار کیا اور لشکر جرار لیکر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴ ۔ حاکم اسوفی کو لڑکر بہگایا۔ پہر قلعہ شروا پر متوجہ ہوا۔ یہان کا راجہ چند رائے بہاگ گیا۔ مگر اوسکا ہاتہی خود بخود سلطانی لشکر مین چلا آیا جس کا نام سلطان نے خداداد کہا۔ اس کے بعد سلطان غزنی واپس آیا۔

بارہوین مہم ۱۰۱۹ع ۴۱۰ھ کو سلطان حسب وعدہ راجہ قنوج کنور رائے کی امداد دہی کے لئے راجہ کالنجر نندرائے پر جو راجہ قنوج کنور رائے کو اس لئے ونا چاہتا تہا کہ اوس نے محمود کی کیون اطاعت قبول کی چڑہائی کی۔ جب سلطان دریائے جمنا پر آیا تو راجہ جے پال دوئم (جس کو فارسی تاریخون مین پورچپال لکہا ہے۔ جو راجہ انندپال ابن راجہ جے پال کا بیٹا تہا) سد راہ ہوا۔ سلطان نے اوسکو شکست دی مگر جب کالنجر پہونچا تو راجہ کالنجر کالاؤ لشکر دیکہکر اپنے آنے پر پشیمان ہوا۔ ادہر راجہ کالنجر کے دل مین ایسا خوف سمایا کہ وہ رات کو ہی تمام سامان چہوڑ کر بہاگ گیا صبح کو سلطان نے لوٹ پر ہاتہ دراز کیا۔ علاوہ اور مال کے پانچسو اسی ہاتہی ہاتہ آئے سلطان اون کو لے کر غزنی مین واپس آیا۔

تیرہوین مہم ۱۰۲۱ع ۴۱۲ھ مین سلطان محمود کشمیر پر متوجہ ہوا۔ ایک مہینے تک لوہ کوٹ کا محاصرہ رکہکر فتح کشمیر سے ناکام لاہور مین واپس آیا اور اپنے ایک امیر کو صوبہ لاہور سپرد کر کے اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوا کر غزنی واپس آیا۔

+ اسوفی اس شہر کو اسوفی کمار نے جو راجہ سورج کا بیٹا تہا آباد کیا تہا یہ شہر گنگا کے گوشہ شمال مشرق مین فتحپور سے دس میل پر ہے۔

غزنی پر یورش کی بہرام شاہ غزنوی بغیر لڑے بھڑے کرمان کو چلا گیا سیف الدین سوری غزنی مین داخل ہوا اور اہل غزنی پر اعتماد کرکے یہان ہی رہنا پسند کیا اور اپنے بھائی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵- چودہوین مہم سنہ ۴۱۳ھ ۱۰۲۲ء مین سلطان نے راجہ کالنجر کی تادیب کے لئے پھر قصد کیا۔ جاتے ہوئے گوالیار کا محاصرہ کیا۔ چار روز کے بعد راجہ گوالیر نے امان مانگ کر پینتیس ہاتھی نذرانہ مین بھیجے۔ سلطان گوالیر سے کالنجر پہونچا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ نندراے راجہ کالنجر نے تین سو ہاتھی ہدیتاً معہ کچھ اشلوک کے سلطان کی تعریف مین لکھکر بھیجے۔ سلطان اشلوکون کے معنی سنکر بہت خوش ہوا اور اوسکو پندرہ قلعون کا حاکم مقرر کیا راجہ نے بھی بہت سے جواہر زر نقد اسباب پیشکش کیا۔ یہان سے سلطان غزنی کو واپس ہوا۔

پندرہوین مہم سنہ ۴۱۴ھ ۱۰۲۳ء کو سلطان نے۔ قیرات اور نار دین (قیرات اور نار دین وہ ملک ہے جس مین سوات باجوڑ اور ایک حصہ کافرستان کا داخل ہے) کو فتح کیا۔

سولہوین مہم سنہ ۴۱۵ھ ۱۰۲۴ء مین سلطان نے سومنات پر یورش کی راستہ مین اجمیر و انہل واڑہ کے راجہ محمود کی آمد سے ریاست چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مگر سلطان نے اسپر توجہ نہین کی سیدھا سومنات پہونچا اور ایک گھمسان لڑائی کے بعد سلطان سومنات مین داخل ہوا۔ اور یہان سے دس کرور کا مال لیکر اور سومنات کو دابشلیم مرتاض کے سپرد کرکے غزنی کو واپس آیا اسی سال خلیفہ بغداد القادر باللہ عباسی نے سلطان محمود کو لواے حکومت خراسان و ہندوستان معہ خطاب کیف الدولہ والاسلام عطا کیا اور اوسکے فرزند کلان امیر مسعود کو شہاب الدولہ و جمال الملۃ اور امیر محمد دوسرے فرزند کو جلال الدولہ و جمال الملۃ کا خطاب دیا۔

سترہوین مہم سنہ ۴۱۶ھ ۱۰۲۵ء کو سلطان محمود نے ہندوستان پر توجہ کی۔ جو وسکے جاٹون نے سومنات

علاء الدین حسین کو معہ قدیمی نمکخواروں کے غور میں واپس بہیجدیا - اگرچہ سلطان
سیف الدین سوری کا برتاؤ اہل غزنی کے ساتہہ بُرا نہ تہا - مگر یہ منافقانہ طور سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶ - جاتے ہوئے محمود کے لشکر کی مزاحمت کی تہی - اس کا بدلہ اوس سے لینا چاہا
غزنی سے چلکر ملتان میں پہونچا اور ایک بیڑہ چودہ سو کشتیوں کا تیار کرا کر جاٹوں سے لڑا اور اُن کو
قتل و غارت کیا -

۱۰۲۹ع ۴۲۰ھ میں سلطان محمود نے عراق جاکر سلجوقیوں کا فساد مٹایا -

اور بروز پنجشنبہ ۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ مطابق ۱۹ - اپریل ۱۰۳۰ع کو بعارضہ سوء القنیہ ۶۳ برس
کی عمر میں پینتیس ۳۵ برس حکومت کر کے خدم و حشم کو حسرت کے ساتہہ دیکہتا ہوا راہی ملک بقا ہوا اور
باغ فیروزہ میں دفن ہوا -

سلطان محمود کیا حسب حال کہا ہے -

ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست
بسے مصاف شکستم بیک فشردن پاے

چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت
بقا بقاے خدا ہست و ملک ملک خداے

خصائل سلطان محمود

عادل تہا بلا ور عایت انصاف کرتا تہا - سپاہ کی آراستگی کا شایق - علم و ہنر کا قدردان تہا ملکوں سے
ہر علم و ہنر کے اوستاد غزنی میں جمع ہو گئے فردوسی شاعر بہی سلطان کی قدردانی کا حال سنکر طوس سے
غزنی میں آیا ایکروز جی بہلانے کے لئے - باغ میں گیا - وہاں عنصری عسجدی - فرخی بیٹھے ہوئے تفریح طبع
میں مصروف تہے - فردوسی کو اپنی طرف آتا دیکہہ کر آپس میں کہنے لگے - اس کو ہنچانا صحبت کا مخل ہو گا - اس
تجویز کے موافق تینوں نے ایک ایک مصرعہ اس خیال سے موزون کیا کہ چوتہا مصرعہ جب اس سے

پیش آتے تھے ظاہر مین سیف الدین کی اطاعت کا دم بھرتے تھے اور باطن
مین بہرام شاہ غزنوی سے سازش رکھتے تھے جب موسم سرما آیا جس کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۔ موزون نہو گا تو خود ہی چلا جائے گا۔

فردوسی کے آنے پر

عنصری نے کہا۔	چون عارض تو ماہ نباشد روشن
عسجدی۔	مانند رخت گل نبود۔ در گلشن
فرخی۔	مژگانت ہمین گذر کند در جوشن
فردوسی۔	مانند سنان گیو در جنگ پشن

تینون نے فردوسی کی تعریف کی اور اپنا ہم مشرب سمجھکر خاطر و مدارات مین مصروف ہوئے۔
جب سلطان محمود کو فردوسی کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اوسکو عزت سے ٹھیرایا شاہنامہ لکھنے کی
فرمایش کی اور فی شعر ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا۔
تیس برس کے عرصے مین ساٹھ ہزار شعرون سے فردوسی نے شاہنامہ کو مکمل کر کے بامید صلہ
پیش کیا۔ اور حسب وعدہ صلہ کا متوقع ہوا۔
سلطان محمود نے خواجہ احمد بن حسن میمندی کے کہنے سے کہ اس قدر زر سرخ دیکھکر فردوسی شادی مرگ
ہو جائے گا بجائے دینار سرخ کے درم نقرہ دینی چاہی جس سے ناراض ہو کر۔ فردوسی طوس کو چلا گیا۔
ایکروز سلطان محمود والی دہلی کو خط لکھ رہا تھا خواجہ بن احمد حسن میمندی وزیر سے پوچھا کہ اگر جواب باصواب
نہ آئے تو کیا کرنا چاہیے۔ خواجہ احمد بن حسن میمندی نے اس کے جواب مین شاہنامہ کا یہ شعر پڑھا۔

اگر نہ بکام من آید جواب	من و گرز و میدان و افراسیاب

نیچرل تصویر کسی شاعر نے نظم مین اس طرح کھینچی ہے۔

درآمد زمستان و شد تیر ماہ — گرفتند ہریک بکنجے پناہ

دی آمد بدیوان گی تا بہار — گسست آب زنجیر در جویبار

بقعر زمین رفت ماران فرود — حصارے شدہ ماہیان زیر رود

ہر آن کس کہ با و مخالف وزید — مثل گر چو کوہست در مو خزید

برہنہ تنان را ز سر ہوش گم — فرو رفت زانو بزیر شکم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۔ یہ شعر سنکر سلطان محمود رونے لگا۔ اور کہا کہ فردوسی کے حق مین مینے ظلم کیا اور اوسی وقت ساٹھ ہزار دینار سرخ۔ فردوسی کے پاس طوس مین بھیجے۔ مگر ایک دروازہ سے۔ بردگان دینار داخل ہوے اور دوسرے دروازہ سے جنازۂ فردوسی نکلا۔ بردگان دینار نے دینار سرخ اوسکی بہن کو دینا چاہے۔ مگر اوس عفیفہ نے عالی ہمتی سے اون کو لینا پسند نکیا۔

عارف جامی نے سچ کہا ہے

گذشت شوکتِ محمود و در زمانہ نماند — جز این فسانہ کہ نشناخت قدر فردوسی

شہاب الدولہ جمال الملۃ امیر مسعود سلطان محمود کے انتقال کے بعد امیر مسعود جو چند گہنٹے بڑا تہا صفاہان مین اور امیر محمد گورگان مین تہا۔ حاجب امیر علی خویشاوند نے امیر محمد کو بلا کر غزنی مین سلطان محمود کا جانشین کیا۔ امیر مسعود نے یہ حال سنکر بہائی کو لکہا کہ وہ ملک و دولت کا خواہشمند نہین بجز اسکے کہ خطبہ مین اوس کا نام پہلے پڑہا جاے امیر محمد کو یہ ناگوار ہوا اور بہائی سے لڑنے کو تگینا باد پہونچا۔ مگر حاجب بزرگ امیر علی خویشاوند نے اور امیرون سے سازش کر کے امیر محمد

اور راستہ غور و غزنی کا برف سے بند ہو گیا۔ اہل غزنی نے بہرام شاہ کو بلایا۔ جب
طلیعہ فوج بہرام شاہ غزنی کے قریب آ گیا سیف الدین سوری نے اہل غزنی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۔ کو قلعہ۔ ولج یا خلج مین قید کر دیا اور امیر مسعود کو عرضداشت بھیجکر بلایا۔ امیر مسعود صفاہان
سے رے مین آیا یہان خلیفہ بغداد القادر باللہ نے امیر مسعود کو ولایت رے۔ جبال۔ صفاہان
کا والی مقرر کیا یہان سے امیر مسعود نیشاپور مین ہوتا ہوا سنہ ۴۲۱ھ ۱۰۳۰ع کو غزنی مین پہونچکر تخت نشین ہوا۔
خواجہ احمد بن حسن میمندی کو وزیر بنایا اور اپنے فرزند امیر مودود کو حاکم بلخ مقرر کیا سنہ ۴۳۱ھ ۱۰۳۹ع کو قلعہ ہانسی
فتح کیا اور اسی سال ترکمانون سے شکست کھا کر خلاف منشار وزرا سے سلطنت معہ تمام متعلقین
اور اپنے بھائی امیر محمد کے جس کو قلعہ خلج سے بلا لیا تھا معہ تمام خدم و حشم کے عازم ہندوستان
ہوا جب امیر مسعود دریاے سندھ کو عبور کر کے دوسری پار پہونچا۔ اس پار غلامون نے خزانہ پر قبضہ
کر لیا اور امیر محمد کو اپنا بادشاہ بنا کر اوس پار امیر مسعود سے جا لڑے امیر مسعود مجبور۔ رباط مارکلہ مین
بھاگا۔ اور وہان گرفتار ہو کر امیر محمد کے روبرو آیا اور اپنی خواہش سے قلعہ کوی مین قید ہوا جہان امیر محمد
کے بیٹے احمد نے سنہ ۴۳۲ھ ۱۰۴۰ع مین قتل کر دیا۔

امیر مودود ابن امیر مسعود بلخ سے اپنے باپ امیر مسعود کے قتل کا حال چچا کے خط سے معلوم کر کے
غزنی مین آیا۔ سنہ ۴۳۲ھ ۱۰۴۰ع مین چچا سے لڑا اور اوسکو معہ اوسکے فرزند احمد کے قتل کر کر باپ کا انتقام لیا اور نو برس
سلطنت کر کے سنہ ۴۴۱ھ ۱۰۴۹ع مین فوت ہوا۔

امیر مسعود ثانی۔ ابن امیر مودود بعد انتقال امیر مودود کے علی بن ربیع نے امیر مسعود ثانی کو امیر مودود کا
جانشین کیا مگر بانشگین دوسرے امیر نے مسعود ثانی کو معزول کر کے
علی بن امیر مسعود بن امیر محمود کو جانشین کیا۔ دو سال کے بعد سنہ ۴۴۳ھ ۱۰۵۱ع مین

مشورہ کیا کہ آیا اوسکو بہرام شاہ سے لڑنا چاہیئے یا غور کو واپس جانا بہتر ہے
ان منافقون نے لڑائی کا مشورہ دیا - سیف الدین سوری کو ان کے مشورہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰ - عبد الرشید ابن امیر محمود نے علی کو معزول کر کے خود تخت پر جلوس کیا - اسکو
طغرل حاجب امیر مسعود نے معہ نو یا دس اولاد امیر محمود کے قتل کر دیا - اس کو امیر نوشتگین نے
قتل کر کے امیر فرخ زاد ابن امیر مسعود کو تخت نشین کیا - اس نے ۴۵۰ھ ۱۰۵۸ع مین وفات پائی اسکے بعد
امیر ابراہیم - ابن امیر مسعود ابن امیر محمود تخت نشین ہوا یہ بادشاہ عادل و عابد تھا - ایک سال
مین رمضان کے ساتھ دو مہینے آگے پیچھے ملا کر تین مہینے روزہ رکھتا تھا - ایک سال مین ایک
قرآن شریف لکھکر مکہ شریف بھیجتا تھا - اور دوسرے سال مدینہ منورہ سلجوقیون سے صلح کر کے ۴۷۲ھ ۱۰۷۹ع
ہندوستان پر یورش کی - قلعہ اجودہن (پاک پٹن) کو فتح کر کے غزنی مین واپس آیا اور ۴۹۲-۴۸۶ھ ۱۰۵۸-۱۰۹۳ع
مین انتقال کیا -

امیر مسعود ثالث - ابن ابراہیم - جانشین ہوا ۵۰۸ھ ۱۱۱۴ع مین فوت ہوا اس کا فرزند
امیر کمال الدین شہرزاد جانشین ہوا اسکو قتل کر کے اس کا بھائی
امیر ارسلان شاہ تخت پر بیٹھا - بھائیون کو قتل کیا - اس کا ایک بھائی بہرام اس کے پنجہ سے
نکلکر اپنے ماموں سنجر سلجوقی کی پناہ مین چلا گیا - اور اوس کی مدد سے ۲۰ شوال ۵۱۰ھ ۱۱۱۶ع مین ارسلان
شاہ کو قتل کر کے
بہرام تخت نشین ہوا اور اپنے داماد قطب الدین محمد غوری کو قتل کیا - قطب الدین محمد غوری
کے بھائی محمد سیف الدین نے انتقام پر کمر باندہی - بہرام شاہ بغیر لڑے بھڑے ہندوستان چلا گیا
اور وہان سے لشکر جمع کر کے غزنی مین آیا سکنائے غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کر کے

سے اطمینان ہوا وہ غوری اور غزنوی فوج لے کر غزنی سے باہر لڑنیکو چلا مگر اہل غزنی
نے خود سیف الدین سوری کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کیا بہرام شاہ نے اُسکا مونہہ کالا کیا
اور مریل بیل پر سوار کرا کر تمام شہر مین تشہیر کیا۔ شہر کے بچے بوڑہے۔ پیچھے
پیچھے گالیان دیتے ہنستے چلے جاتے تہے۔ تشہیر کے بعد بہرام شاہ نے
سیف الدین سوری کا سر کاٹ کے سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اوسکے وزیر سید
مجد الدین کو پہانسی دی جب اس حادثہ کی خبر

علاء الدین حسین

کو غور مین پہونچی اوس کے تن بدن مین آگ لگ گئی اور جہٹ پٹ لشکر لیکر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۔ بہرام کے حوالہ کیا بہرام نے اسکو رسوائی کے ساتھ قتل کیا اور اوسکے وزیر سید
مجد والدین کو پہانسی دی۔ علاالدین سیف الدین کے بہائی نے غزنی پر چڑہائی کی بہرام شاہ
نے مقابل ہو کر شکست کہائی دولت شاہ فرزند بہرام شاہ مارا گیا۔ بہرام شاہ ہندوستان کو چلا آیا اور
لاہور مین آکر ۱۱۵۲ء سنہ ۵۴۷ھ مین فوت ہوا اوسکا فرزند
خسرو شاہ لاہور مین جانشین ہوا۔ اور پہر غزنی آیا۔ علاء الدین سے شکست کہا کر لاہور کو
چلا گیا۔ اور وہان ۱۱۶۰ء سنہ ۵۵۵ھ مین فوت ہو گیا۔ اسکا فرزند
خسرو ملک جانشین ہوا اسکا خاتمہ سلطان معز الدین غوری سے لڑکے غزنویون کا نام مٹا دیا۔

غزنی پر چڑھ آیا- بہرام شاہ بھی فوج لے کر باہر نکلا اور قاصد کی زبانی علاء الدین حسین سے کہلا بھیجا کہ تیری خیر اسی مین ہے کہ اپنے اس ارادہ لاحاصل سے نادم ہو کر واپس چلا جا میرے پاس ہزارون پہلوان شیر افگن اور پیلان رویین تن تیری استیصال کے لئے موجود ہین- مجھسے لڑ کر خاندانِ غور کو کیون غارت کرتا ہے علاء الدین حسین نے جواب دیا کہ جو کام تو نے کیا ہے وہ یقینی دولتِ غزنویہ کے زوال کا باعث ہے- بادشاہون کا دستور ہے کہ ایک دوسرے کے ملک پر لشکر کشی کرتے ہین اون کے نفوس نفیسہ کو مستاصل کرتے ہین مگر اس طرح قتل نہین کرتے جیسا کہ تو نے سیف الدین سوری کو رسوائی کے ساتھ قتل کیا- سچ جان کہ زمانہ تجھسے ضرور انتقام لے گا اور مجکو تیرے اوپر فتح دے گا- تو اپنے ہاتھیون پر گھمنڈ نکر اگر تیرے پاس فیل ہین تو میرے پاس خرفیل-
(دو پہلوانون کے نام ہین) قاصد نے جب واپس آکر جوابِ پیام عرض کیا تو بہرام شاہ کے دل مین ہراس پیدا ہوا- جب لڑائی شروع ہوئی تو دونون خرفیل خرد و کلان- ہاتھیون پر ہاتھ صاف کرنے لگے- خرفیل کلان نے اثنار زد و ضرب مین ایک ہاتھی کو خنجر سے ہلاک کیا- ہاتھی اسپر گر کے خرفیل کلان کو بھی اپنے ساتھ لے مرا چھوٹا خرفیل ہاتھیون سے اپنے ساتھی کا انتقام لیتا رہا اور بہادرانہ

انتقام سے دونو لشکرون پر ثابت کر دیا کہ غوریون کے نزدیک ہاتھیون کی کچھہ
اصل نہین ہے۔ علاء الدین حسین نے یہ دیکھکر یکبارگی حملہ کر دیا۔ پہلے ہی حملہ
مین بہرام شاہ کا بہادر فرزند دولت شاہ کام آیا۔ جس سے بہرام شاہ کی کمر ٹوٹ گئی
اور ہندوستان کو بھاگا۔ مگر فرزند کے رنج فراق سے راستہ ہی مین دار البقا کو سدہارا
علاء الدین حسین نے فتح پاکر غزنی کو لوٹا باشندون کو مارا۔ سید مجد الدین وزیر
کے انتقام مین منتخب سادات غزنی کو قتل کیا۔ عروس البلاد (غزنی) کو تین دن یا
سات دن جلاکر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔ سلطان محمود اور سلطان مسعود کی قبرون
کو اون کی شجاعت کے سبب اور سلطان ابراہیم کی قبر کو اوسکے زہد و اتقا کے
سبب چھوڑکر تمام قبرون کو اکھڑوا کر پھینک دیا۔ اور ہڈیون کو آگ مین جلاکر جہان سوز
مشہور ہوا۔ اس کے بعد غور مین آیا اور اپنے بھتیجون۔ غیاث الدین محمد۔ معز الدین محمد
عرف شہاب الدین محمد کو حاکم سنجہ مقرر کیا مگر کچھہ دنون کے بعد جب ان کے پاس
ان کی شجاعت اور سخاوت سے بہت سا لشکر جمع ہو گیا۔ تو اس نے
بدظن ہو کر دونو کو قلعہ جرجستان مین قید کر دیا۔ اور مغرور ہو کر سلطان سنجر کو خراج
دینا موقوف کیا اور اوسکے حدود ملکی مین دست اندازی کر کے بلخ اور ہری پر قبضہ
کر لیا۔ سلطان سنجر نے ان دونون باتون سے ناراض ہو کر۔ سلطان پر لشکر کشی کی

کی۔ علاء الدین حسین لڑائی مین قید ہوا سلطان سنجر نے حکم دیا کہ علاء الدین حسین
کے پاؤن مین بھاری بیڑیان ڈالی جاوین۔ علاء الدین حسین نے یہ حکم
سنکر کہا کہ مجکو امید تہی کہ سلطان میرے ساتہہ وہ سلوک کرے گا جو مین نے
سلطان کے ساتہہ کرنا چاہا تہا۔ سلطان سنجر نے پوچہا کہ تو نے کیا سوچا تہا۔
علاء الدین حسین نے کہا کہ مینے چاندی کی ہلکی بیڑیان بنوائی تہین کہ اگر سلطان
قید ہوگا تو اوس کے پاؤن مین ڈالون گا یہ سنکر سلطان نے وہ ہی بیڑیان تلاش
کر کے منگوائین اور علاء الدین کے پاؤنمین ڈلواوین۔

چونکہ علاء الدین حسین خوش طبع۔ لطیف الطبع شاعر تہا۔ اس لئے سلطان سنجر نے قید سے
رہا کر کے اپنا ندیم بنایا۔ ایک دن سلطان سنجر کے روبرو طباق موتیون کا بھرا ہوا پیش
ہوا سلطان نے وہ طباق علاء الدین حسین کے حوالہ کیا جسپر علاء الدین حسین نے
فی البدیہ یہہ رباعی عرض کی۔ رباعی

بگرفت و نکشت شہ مرا در صف کین | با آنکہ بدم کشتنی۔ از روے کین
وانگہ بطبق مید ہدم دُرِّ ثمین | بخشایش و بخششم چنان کر د چنین

ایک روز سلطان سنجر پاؤن کو موزہ اُتار کر صاف کر رہا تہا کہ علاء الدین حسین نے
سلطان سے اجازت لیکر سلطان کے پاؤن کو بوسہ دیا اور فی البدیہ کہا۔

رباعی

اے خاک سُم مرکب تو افسرِ من　　وے حلقہ بندگی تو - زیورِ من

تا خاکِ کفِ پاے ترا بوسہ زوم　　اقبال ہمین بوسہ وہد بر سرِ من

آخر سلطان سنجر نے علار الدین حسین کی بذلہ سنجی - لطیفہ گوئی سے خوش ہوکر - حکومت غور اوسکو واپس دی - علار الدین حسین کے قید ہوجانے کے بعد ارکان سلطنت نے اوسکے بہائی ملک ناصر الدین محمد کو کوہ فیروزہ مین تخت پر بٹھا دیا تھا - مگر وہ رات دن عورتون مین مشغول رہتا تھا - جب علار الدین حسین کی آمد آمد ہوئی - تو عورتون نے بستر مین دبا کر اوس کا دم نکال دیا - علار الدین حسین نے غور مین واپس آکر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان کا لقب اختیار کرکے انتظام و فتوحات ملکی مین مصروف ہوا بلاد بامیان - طخارستان کا انتظام کیا - بلاد داور - قرم - بست کو فتح کیا اور ۵۵۱ھ ۱۱۵۶ء کو فوت ہوا - اوس کے انتقال کے بعد تمام ملوک و اکابر نے اوسکے فرزند

سیف الدین محمد

کو - کوہ فیروزہ مین تخت پر بٹھایا - اس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے چچازاد بہائیون غیاث الدین محمد اور معز الدین محمد - معروف شہاب الدین محمد کو جنہین اوسکے باپ نے

قلعہ جرجستان مین قید کر دیا تھا رہا کیا۔غیاث الدین محمد سیف الدین کے پاس
رہنے لگا اور شہاب الدین محمد اپنے چچا معز الدین مسعود کے پاس بامیان چلا گیا۔
سیف الدین محمد اگرچہ نیکنام۔نیک سیرت۔رعایا پرور بادشاہ تھا۔مگر اسکی سلطنت
کو زیادہ قیام نرہا۔جس کا سبب یہ ہوا کہ ایکروز سلطان سیف الدین محمد تیر اندازی
کی مشق کر رہا تھا۔اور اس شغل مین اور عمائد وافسر فوج بھی اوسکے شریک تھے اونمین
اسکا سپہ سالار وریش۔تن شیش اور اسکا بھائی ابوالعباس بھی تھا۔اتفاقاً۔وریش
کے ہاتھون مین مرصع دستانے تھے جو اوسکو ملک ناصر الدین محمد نے خلعت مین
دیئے تھے جنکو سلطان سیف الدین محمد کی بیوی نے بنایا تھا۔دستانون کو دیکھکر
سیف الدین محمد کو غیرت آئی اور غضب کا شعلہ سینہ مین بھڑکا۔اوس نے وریش کو
حکم دیا کہ تودہ سے تیر نکال لائے وریش نے اس حکم کی تعمیل مین پیٹھ پھیری
تھی کہ تیر قضا سلطان کے ہاتھ سے نکل کر جگر کے پار ہو گیا۔ان دنون مین سلطان
سنجر کا زمانہ آخر ہو چکا تھا اور غزان کا دور دورہ تھا جنہون نے اطراف غور مین تاخت و
تاراج کا بازار گرم کر رکھا تھا۔سلطان سیف الدین محمد ان کے فساد مٹانے پر متوجہ ہوا۔
پہلے غرجستان اور بادین کی طرف آیا۔اور پھر دوبارہ مرو کی طرف گیا اور شہر ورق سے
گذر کر غزان* سے لڑا اوسکا سپہ سالار ابوالعباس برادر وریش ساتھ تھا۔اور بھائی

* غز ترکی قوم ہے۔

کے قتل کا کینہ سینہ مین لئے ہوئے۔ موقعہ کا منتظر تہا۔ لڑائی کے وقت وہ سلطان

کے پیچہے آیا اور سیف الدین محمد کے پہلو مین نیزہ مار کر زین سے زمین پر گرا دیا۔ اور

چلا کر کہا۔ مردان را بروے آماج نکشند۔ چنانکہ برادرم اکشتی چنین جاے کشند

(خوب پیچہے سے نیزہ مار کر لاف مردانگی) سیف الدین محمد کے زمین پر گرتے ہی

لشکر نے پیٹہہ پہیری۔ کسی نے یہ بہی خیال نہ کیا کہ سلطان کہان پڑا ہے۔ جیتا

ہے یا مر گیا۔ ایک غز سلطان کے سر پر آیا اور کمر کی تلاشی لینا چاہتا تہا۔ جب

کمر نہ کہلی تو اوسنے بند کمر پر چہری لگائی۔ چہری کی نوک سلطان کے شکم مین کہب

گئی اور وہ نیم جان ۵۵۷ھ ۱۱۶۲ع مین شہید ہو گیا۔

اس لڑائی مین غیاث الدین محمد سیف الدین کے ساتہہ تہا۔ جب سلطان مارا گیا

اور لشکر بہاگ آیا تو ابو العباس سپہ سالار نے۔ اکابر۔ شرفا۔ امرا کو جمع کر کے

غیاث الدین محمد

کو تخت پر بٹہایا۔ شہاب الدین محمد نے بہائی کے بادشاہ ہونے کی خبر بامیان

مین سنی تو وہ چچا سے اجازت لیکر بہائی کے پاس چلا آیا۔ یہان ابو العباس† کا

خوب طوطی بولتا تہا تمام امورات سلطنت کا دار و مدار اسپر تہا۔ سب لوگ اس کی

† جس نے سیف الدین کے نیزہ مارا تہا۔ اور غیاث الدین محمد کو بادشاہ بنایا تہا۔

طرف متوجہ رہتے ستے۔غیاث الدین محمد کی کوئی بات بہی نہ پونچہتا تہا۔جب دونو
بہائی ابوالعباس کو دیکہتے تہے۔اون کی آنکھون مین خون اُترتا تہا۔اورجب اسکا
نیزہ مار کر سیف الدین محمد کو زمین پر گرانا یاد آتا تہا تو ان کے سینہ مین انتقام کا جوش
اُٹھتا تہا۔آخر دونو بہائیون نے مشورہ کرکے ایک ترک کو ابوالعباس کے قتل پر
آمادہ کیا اور یہ ٹہیرا کہ جب ابوالعباس دربار مین آئے اور شہاب الدین محمد اپنا ہاتہہ
سر پر رکہے۔فوراً اوسکا سر تن سے اوڑا دیا جائے۔ابوالعباس کے دربار مین
آنے پر ایسا ہی ہوا۔ابوالعباس کے قتل کے بعد ملک فخر الدین مسعود حاکم بامیان
کو بہتیجون کی سلطنت کی طمع ہوئی۔تاج الدین یلدوز حاکم ہرات اور علاء الدین قماچ
حاکم بلخ سے استمداد کی۔وہ دونو اپنے اپنے ملک سے معزالدین مسعود کی مدد کو
روانہ ہوئے معزالدین بہی بامیان سے چل پڑا۔غیاث الدین محمد نے ان دونون
کے روکنے کو لشکر بہیجا۔لشکر نے اِن دونو سرکشون کو قتل کیا۔اور مظفر ومنصور واپس
آیا غیاث الدین محمد نے تاج الدین یلدوز کا سر اور قماچ کا علم چچا کے پاس بہیجا۔
اِن کو دیکہہ کر معزالدین مسعود اپنی یورش سے پشیمان ہوا۔مراجعت کا قصد تہا کہ لشکر
غور نے چارون طرف سے گہیر لیا۔فوج کے پیچہے پیچہے دونون بہائی بہی پہونچ گئے
اور چچا کو نرغے مین دیکہہ کر اوسکے پاس گئے اور اپنے لشکر مین لے آئے یہان لاکر

تخت پر بٹھایا اور خود دست بستہ تخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ معزالدین مسعود

شرمندہ ہو کر تخت سے نیچے اوتر آیا اور کہا کہ تم مجھسے ہنسی کرتے ہو۔ مگر بھتیجون

نے سعادتمندی سے عذر معذرت کر کے چچا کے دل سے۔ اس خیال کو رفع

کیا۔ اور جب معزالدین مسعود بامیان کو چلا تو یہ بھی ایک منزل ساتھہ جا کر واپس

آئے سلطان غیاث الدین انتظام ملک مین مصروف ہوا۔ زمین داور۔ گرم سیر۔

بادغیش کو تسخیر کیا۔ غرجستان کو مطیع بنایا۔ اور سنہ ۱۱۷۳ع ۵۶۹ھ مین غزنی کو خسرو ملک کے

امیرون سے جن کے قبضہ مین دوبارہ آگئی تھی فتح کر کے اپنے چھوٹے بھائی

معزالدین محمد معروف شہاب الدین محمد

کو سپرد کر کے سلطان محمود کے تخت پر بٹھایا اور خود کوہ فیروزہ مین واپس آگیا۔

شہاب الدین محمد تین چار برس انتظام ملک مین مصروف رہا اور پھر بمشورہ یا بحکم

اپنے بھائی غیاث الدین محمد کے تسخیر ہندوستان پر جسپر عرصہ سے فریفتہ ہو رہا تھا

متوجہ ہوا۔

شہاب الدین محمد کے حملون کا حال لکھنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

ہندوستان کی پولٹیکل حالت کو جو سنہ ۱۱۸۴ع ۵۸۰ھ مین تھی ظاہر کیا جاے۔

اس وقت ہندوستان مین چار بڑی بڑی راجدہانیان تہین

اول۔ دہلی جس کا راجہ انند پال۔ توار یا تومر راجپوت تہا۔

دویم۔ اجمیر جس کا راجہ پرتہی راج معروف رائے پتہورا چوہان راجپوت انندپال راجہ دہلی کا نواسہ تہا۔

سویم۔ قنوج۔ جس کا راجہ جے چند راٹہور راجپوت انند پال راجہ دہلی کا نواسہ تہا۔

چہارم۔ گجرات جس مین بگہیلی راجپوت حکومت کرتے تہے۔

راجہ دہلی۔ انندپال کے کوئی اولاد زرینہ بجز دولڑکیون کے نہ تہی جس مین سے ایک کی اولاد پرتہی راج اجمیر کا راجہ اور دوسری کی اولاد جے چند قنوج کا راجہ تہا۔

بعد انتقال۔ انند پال راجہ دہلی کے اوس کا نواسہ پرتہی راج بطور متبنیٰ کے اوسکا جانشین ہوا۔ اور دونو ریاستون دہلی اور اجمیر کا تنہا مالک ہوا۔ اجمیر کی ریاست تو اوس نے اپنے باپ سومیشور سے وراثتاً پائی۔ اور دہلی کی ریاست نانا کا متبنیٰ بن کے ملی۔

اسوقت یہ دونو ریاستین دہلی اور قنوج کی ایسی تہین کہ جو حملہ آور کی ٹکر کو جہیل سکتی تہین۔ مگر یہ دونو آپس کی پہوٹ سے مرکز فساد بنی ہوئی تہین جس کا سبب یہ تہا۔

ا۔ راجہ جے چند راجہ قنوج کو یہہ گوارا نہ ہوا کہ پرتھی راج تنہا دہلی اور اجمیر دونو نکا مالک

بنے اور یہ بہی امر بنیاد فساد ہوا۔

۲۔ جے چند۔ راجہ قنوج نے راجسو جگ (گھوڑے کی قربانی) کیا تہا۔ جو علامت

اسبات کی ہے کہ ہندوستان مین کوئی دوسرا راجہ اوسکا ہمسر نہین ہے۔ اس

جگ مین تمام خدمتگارون کے کام راجاؤن کو کرنے پڑتے تہے۔ راجہ پرتھی راج

کو دربانی کی خدمت کے لئے بلایا گیا تہا۔

اس جگ کے موقعہ پر راجہ قنوج کی لڑکی کا سوئمبر بہی تہا۔ جس مین لڑکی اپنے

لئے شوہر پسند کرتی تہی راجہ پرتہی راج اگرچہ اس لڑکی پر فریفتہ تہا مگر اس کی خاطر

دربانی کی ذلت کو گوارا نہ کرسکا۔ اور اس رسم مین آکر شریک نہوا۔

پرتہی راج کے نہ آنے پر جے چند راجہ قنوج نے ایک بیڈہنگی سی مورت اس کی بنوا کر

دربان کی جگہ دروازہ پر کہڑی کردی جب سوئمبر کے لئے لڑکی دربار مین آئی اور

شرمگین آنکھون سے ہر ایک راجہ کو دیکہتی ہوئی دروازہ پر پہونچی وہان جا کر پہولون کا

ہار بیڈہنگی مورت کے گلے مین ڈالدیا پرتہی راج یہ حال سنکر سمند باد رفتار پر سوار ہو کر

قنوج پہونچا اور رانی کو اپنے ساتہہ گہوڑے پر سوار کرکے لے اڑا راجہ قنوج نے فوج

لے کر پیچہا کیا مگر یہ ہوا ہو گیا۔ یہ دوسرا واقعہ اور بہی پہوٹ کے بڑہنے کا باعث ہوا۔

جس سے پرتھی راج کے ۱۰۸ ساتھی راجاؤن مین سے ۶۴ رہ گئے۔ اِس باہمی پھوٹ نے حملہ آور کے لئے راستہ کو صاف کر دیا غرضکہ سلطان شہاب الدین محمد نے ہندوستان پر قدم بڑہایا۔

پہلا حملہ سنہ ۵۷۱ھ ۱۱۷۵ء مین ملتان کو فتح کیا اور قرامطیہ کے فساد کو مٹایا۔

دوسرا حملہ سنہ ۵۷۲ھ ۱۱۷۶ء مین اوچہ پر یورش کی اوچہ کا راجہ قلعہ مین محصور رہا سلطان نے قلعہ کا فتح ہونا اوسکی مضبوطی کے باعث دشوار خیال کر کے راجہ کی رانی سے سازش کی اور اپنے وعدون پر ایسا فریفتہ کیا۔ کہ آخر رانی نے راجہ کو ہلاک کیا اور آسانی سے قلعہ فتح ہوگیا۔ سلطان اوچہ و ملتان۔ علی کرماج کے سپرد کر کے غزنی کو چلا آیا۔

تیسرا حملہ سنہ ۵۷۴ھ ۱۱۷۸ء مین سلطان اُچہ و ملتان ہوتا ہوا گجرات پہونچا۔ مگر راجہ بھیم دیو سے شکست کہا کر غزنی واپس آنے پر مجبور ہوا۔

چوتہا حملہ سنہ ۵۷۵ھ ۱۱۷۹ء مین سلطان نے پشاور* کو تسخیر کیا۔

پانچوان حملہ سنہ ۵۷۶ھ ۱۱۸۰ء سلطان لاہور مین آیا۔ یہان خسرو ملک غزنوی حکومت کرتا تہا مگر سلطان سے لڑنیکی طاقت نہ تہی اِس لئے قلعہ مین متحصن ہوا۔ سلطان نے

* پشاور کا نام پرانی کتابون مین۔ بکرام۔ فرسور و پرشور لکھا ہے۔

نواح لاہور کو تاخت و تاراج کیا۔ خسرو ملک صلح پر مائل ہوا۔ اور تبادلہ نامہ و پیام کا کرکے اپنے فرزند ملک شاہ کو اول مین اور ایک عمدہ ہاتھی کو پیشکش مین دیکر صلح کر لی۔ سلطان الصلح خیر اگر پر عمل کرکے غزنی کو واپس آیا۔

چھٹا حملہ ۱۱۸۰ع ۵۷۷ھ کو سندھ پر کیا۔ دیول اور دوسرے مقامون کو جو مغربی کنارہ پر تھے فتح کرتا ہوا اور مال غنیمت لیتا ہوا واپس آیا۔

ساتوان حملہ ۱۱۸۲ع ۵۷۸ھ مین دوبارہ لاہور کی طرف آیا۔ خسرو ملک پھر متحصن ہوا سلطان لاہور سے ہٹ کر سیالکوٹ مین آیا جو مابین دریاے راوی اور چناب کے ہی یہان قلعہ تعمیر کیا۔ اور قلعہ داری حسین خرمیل کو دیکر واپس ہوا۔ سلطان کے جاتے ہی خسرو ملک نے بامداد گہکرون کے قلعہ سیالکوٹ کا محاصرہ کیا۔ مگر ناکام رہا۔ سلطان شہاب الدین محمد محاصرہ کا حال سنکر آگ ببولا ہو گیا۔ اور۔

آٹھوان حملہ ۱۱۸۶ع ۵۸۲ھ مین سہ بارہ لاہور پر کیا۔ خسرو ملک پھر متحصن ہوا۔ سلطان شہاب الدین محمد نے قلعہ فتح ہونا۔ اوسکے استحکام کے باعث دشوار سمجھکر یہ داؤ کھیلا کہ ادہر تو خسرو ملک سے آشتی کی باتین کین اور ادہر یہ مشہور کرکے کہ سلطان کسی ضرورت کے باعث خراسان کو جاتا ہے۔ لاہور سے چل پڑا اور ایک دو منزل آکر خسرو ملک کے فرزند ملک شاہ کو جو سلطان کے پاس اول مین تھا سامان بادشاہی

دیگر خسرو ملک کے پاس روانہ کیا اور ہمراہیون کو سمجھا دیا کہ اُس کو شراب پلاتے ہوئے
آہستہ آہستہ لئے جائیں۔ خسرو ملک نے جب بیٹے کے آنے کی خبر سُنی تو وہ
لاہور سے بیٹے کے ملنے کو چلا۔ سلطان نے یہ کام کیا کہ چیدہ چیدہ سوار لیکر
غیر معروف راستہ سے یلغار کرتا ہوا لاہور پہونچا اور مابین لاہور اور خسرو ملک کے حائل
ہوگیا۔ خسرو ملک نے مجبوراً اطاعت قبول کی سلطان لاہور پر قبضہ کر کے خسرو ملک
کو معہ اوسکے اہل و عیال کے غزنی مین لے آیا اور پھر اپنے بھائی غیاث الدین
کے پاس بھیجدیا جس نے جرجستان کے قلعہ یزوان مین اوسکو قید کر دیا۔ اور
سنہ ۵۹۸ھ ۱۲۰۱ع مین دونو باپ بیٹونکو قتل کر کے سلطان محمود کا نام مٹا دیا۔

نوان حملہ سنہ ۵۸۷ھ ۱۱۹۱ع مین سلطان نے قلعہ ٹھنبڈہ کو جو اوس زمانہ مین پایہ تخت
راجگان عظیم الشان ہندوستان کا تھا۔ پرتھی راج راجہ اجمیر کے آدمیون سے فتح
کر کے ضیاء الدین تولکی کے سپرد کیا اور خود غزنی واپس جانے کو آمادہ تھا کہ اسی
اثناء مین خبر آئی کہ پرتھی راج راجہ اجمیر معہ اپنے بھائی گوبند راے کے جو پرتھی راج
کی طرف سے دہلی مین اوس کا نائب تھا بہت سی راجہ اور دو لاکھہ سوار اور تین ہزار
ہاتھی لئے ہوئے قلعہ ٹھنبڈہ واپس لینے کو چلا آتا ہے۔ سلطان نے یہ خبر سنکر
ارادہ روانگی غزنی ترک کیا اور پرتھی راج سے لڑنیکو آگے بڑھا۔ دونون لشکرون کا

آمنا سامنا تراوڑی کے میدان مین دریاے سرستی کے کنارہ پر ہوا جو تہانیسر سے سات اور دہلی سے چالیس کوس ہے جب میدانِ کارزار گرم ہوا تو سلطان کے میمنہ اور میسرہ نے شکست کہائی۔ لشکر قلب مین بہی اگرچہ ہلچل پڑ گئی تہی۔ مگر سلطان قایم رہا ایک امیر نے کہا بہی کہ جن امراے غور۔ خلج۔ افغانون پر آپ کو بہروسا تہا وہ سب بہاگ گئے۔ بہتر ہے کہ آپ بہی لاہور کا رخ کیجیے مگر سلطان نشۂ شجاعت مین ایسا مدہوش تہا کہ اوس نے مطلق توجہ نہین کی کہ امیر کیا کہتا ہے اور بنفس نفیس شمشیر برہنہ قلب دشمن پر حملہ کرتا رہا اور جو خیالی سین کسی پہلوان کی برش شمشیر کا فردوسی نے شاہنامہ مین دکہایا تہا اوسکو سچا کر دیا ؎

بر آن تن کہ زد خنجر سخت کوش درآمد سرش پاے کوبان زدوش
بہر سو کہ شمشیر اوکار کرد یکے را دو کرد و دو را چار کرد

مگر تنہا سلطان کی شجاعت کیا کر سکتی تہی آخر اوسکو پرتہی راج کی فوج نے نرغہ مین کر لیا اسی اثنا مین گوبند راے پرتہی راج کے بہائی نے سلطان کو پہچان کر اوس کی طرف ہاتہی پیلا سلطان نے بہی نیزہ سنبہالا اور گوبند راے کے موںنہ پر رسید کیا جس سے دو دانت اوس کے ٹوٹ گئے۔ اس کے جواب مین گوبند راے نے بہی نیزہ چلایا۔ اور سلطان کے بازو کو شدید زخمی کیا۔ جس کے

صدمہ سے قریب تھا کہ سلطان گھوڑے سے گرجاے مگر ایک خلجی سپاہی لپک کر سلطان کے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور سلطان کو سنبھال کر میدانِ رزم سے باہر نکال لیا غرضکہ سلطان کو شکست ہوئی اور پرتھی راج کے لشکر نے چالیس میل تک سلطان کا تعاقب کیا لشکر سلطان نے لاہور مین آکر دم لیا۔ جب منتشر لشکر لاہور مین جمع ہو گیا۔ تو سلطان لاہور کا انتظام کر کے کوہ فیروزہ مین بہائی کے پاس چلا گیا وہان جا کر افغانون سے تو کچھہ نہ کہا۔ مگر امراے غور و خراسان پر سخت عتاب کیا اونکے موںنہ پر جو کے بھرے ہوئے توبڑے چڑہا کر تمام شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو امیر جو نہ کہاے اوسی وقت قتل کیا جاے اس حکم سے امیرون نے جَو کو نعمت سمجھکر نوش جان کیا۔

ادہر پرتہی راج نے سلطان کو شکست دیکر قلعہ بٹنڈہ کا محاصرہ کیا اور سوا برس کے محاصرہ کے بعد صلح سے قلعہ کو فتح کیا۔

سلطان شہاب الدین محمد اپنے بہائی غیاث الدین محمد سے اجازت لیکر غزنی مین آیا اور فراہمی لشکر مین مصروف ہوا اور تہوڑے عرصہ مین ایک لاکہہ آٹہہ ہزار ترک تاجیک افغان جمع کر لئے۔

دسوان حملہ ۱۱۹۲ع ۵۸۸ھ مین سلطان بلا مشورہ اعیان سلطنت فوج کو ہمراہ لے کر

اوٹھہ کہڑا ہوا مگر یہ کسی کو بہی معلوم نہوتا تہا کہ سلطان کا ارادہ کدہر جانے کا ہے۔
جب نشان فوج پشاور مین پہونچے تو وہان ایک پیر مرد نے جرأت کر کے سلطان
سے کہا اگرچہ اس مہم کا سامان ایک جنگ عظیم کا پتہ دیتا ہے مگر یہ نہین کہلتا کہ حضور کا
ارادہ کہان جانے کا ہے۔
پیر مرد کا کلام سنکر سلطان نے آہ سرد کہینچکر جواب دیا کہ جب سے میں نے پرتہی راج
سے شکست کہائی ہے اوسوقت سے حرم سرا مین بستر پر نہین سویا اور قبا کے بند کہولکر
اور نہ اوس دن سے جو لباس کہ لڑائی کے وقت پہنے ہوئے تہا اوس کو تبدیل
کیا ہے اور جو امرا ے غور۔ خلج۔ خراسان مجکو تنہا رزم گاہ مین چہوڑ کر بہاگ آئے تہے
اون کا سلام لینا تو درکنار اونکے موہنہ دیکہنے کا بہی روادار نہین ہوا۔ ایک سال تو
غم وغصہ مین بسر کیا اب صبر نہین ہو سکتا۔ خدا پر بہروسا کر کے بغرض انتقام ہندوستان
کو جاتا ہون۔ پیر مرد نے سلطان کا ارادہ معلوم کر کے عرض کیا خدا تعالی حضور کو فتح
وظفر عطا فرماے۔ انشاء اللہ اب کی دفعہ آپ کے امرا ایسی خیر خواہی اور جان نثاری
ظہور مین آئے گی کہ تلافی مافات ہو جاے گی۔ مگر مصلحت یہ ہے کہ سلطان بہ رحمت
شاہانہ اون کی خطاؤن سے درگذر فرما کر اونکو سلام کی اجازت عطا کرے۔ پیر مرد کی
تقریر نے سلطان کے دل مین اثر کیا اور ملتان مین پہونچکر جشن شاہانہ ترتیب دیا اور

جن امیرون سے کہ ناراض تہا اونکو دربار مین بلاکر اون پر نوازش فرمائی اور بغرض تحریص
و ترغیب لڑائی کے اونکو مخاطب کرکے فرمایا۔

اے امراے غور و خلج تم کو معلوم ہے کہ سال گذشتہ پرتہی راج کے
مقابلہ مین شکست کہانیکا کیسا بدنما دہبہ میرے اور تمہارے دامن پر لگا ہے
اور یہ دہبا ایسا نہین ہے جو آسانی سے مٹ سکے جب تک کہ ہم سب
متفق ہوکر آب شمشیر سے دشمنون کا خون بہاکر اوس سے اس دہبہ کو نہ
دہوئین ہرگز مٹ نہین سکتا۔ اگر اس ارادہ سے تم میرے ساتہہ چلتے ہو
کہ مشترکہ کوشش اور ہمت سے اوس ندامت کی جو شکست سے تم کو
ہوئی ہے تلافی ہوجاے تو بہتر ہے۔ بسم اللہ میرے ساتہہ چلو ورنہ
تمہارا ساتہہ نجانا اوس جانے سے بہتر ہے کہ تم مجکو رزم گاہ مین تنہا چہوڑکر
چلے آؤ۔

سلطان کی مؤثر تقریر نے امیرون کے دل مین غیرت اور شجاعت کو دوبالا کیا۔ سبنے
تلوار پر ہاتہہ رکہکر سر جہکا دیئے۔ سلطان اون کی آمادگی دیکہکر خوش ہوا اور سب کو
علی قدر مراتب خلعت کمربند خنجر مرصع عطا کرکے اون کو بند ندامت سے آزاد کیا اور
جن امیرون نے سلطان کے پیچہے ہندوستان مین رہکر خیر خواہی کی تہی اُن پر

نوازش فرما کر از دیاد مراتب سے اونکو ممتاز کیا ملتان سے چلکر جب لاہور مین آیا۔ تو
قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا سفیر بنایا اور خط دیکر
پرتھی راج کے پاس اجمیر مین روانہ کیا۔ قوام الملک نے پرتھی راج کو خط دیا جس کا
مضمون صرف یہ تھا کہ اسلام کی اطاعت کرو۔ پرتھی راج خط کو سنکر غصہ سے لال ہو گیا۔
اور خط کا جواب سخت الفاظ مین لکھکر قوام الملک کے حوالہ کیا اور راجگان ہند کو اپنی امداد
پر بلایا۔ سب سے راجہ پرتھی راج کی پہلی فتحیابی کے باعث اوس کے شامل ہو گئے
پرتھی راج لشکر جرار کے ساتھ سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور یہ دونو لشکر تراوڑی کے
میدان مین دریاے سرستی کے اوہر اودہر کے کنارون پر مقیم ہوئے۔ لڑائی
شروع ہونے سے پیشتر پرتھی راج نے سلطان کو اس مضمون کا خط بھیجا۔
سپہ سالار اسلام کو ہمارے لشکر کثیر کی اطلاع ہو گئی ہو گی جس مین روز بروز مزید
ترقی ہوتی جاتی ہے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے آنے سے پشیمان ہو کر بغیر لڑے واپس
چلے جاؤ ہم کو قسم ہے کہ ہم تمہارا تعاقب نکرین گے ورنہ کل ہمارے ہاتھیون کے
پاؤن مین تمہارے لشکر کے سر ہون گے سلطان نے خط سنکر جواب لکھا۔
راجہ کی نیک صلاح دینے کا شکریہ ادا کرتا ہون غالباً آپ کو معلوم ہو گا کہ لشکر کشی
یا لشکر واپس لیجانے مین مین مختار نہین ہون اپنے بہائی کا مطیع ہون۔ مجکو اس قدر

مہلت دیجائے کہ مین اپنے بھائی سے استمزاج کر کے آپ سے اِس بناپر صلح کرلون کہ پنجاب۔ سرہند۔ ملتان ہمارے قبضہ مین رہے باقی تمام ملک ہندوستان کے آپ حکمران رہین۔

پرتھی راج نے خط سنکر اوسکے کمزور مضمون سے خیال کیا کہ سلطان ہماری کثرت فوج سے ڈر گیا۔ اسلئے وہ اور اوس کا تمام لشکر خوابِ غفلت مین مبتلا ہوا۔ سلطان رات کو اہتمام لڑائی کا کرکے اندہیرے فوج کو لئے ہوئے۔ اوس پار سرستی کے اُتر گیا اور یکایک پرتھی راج کے لشکر پر ٹوٹ پڑا پرتی راج آنکھین ملتا ہوا اوٹھا اور لشکر کو سمیٹ سماٹ کے سلطان کے مقابل لایا سلطان نے اپنے لشکر کے چار حصہ کرکے چار سپہ سالارون کے جن کی بہادری پر سلطان کو بھروسا تہا۔ سپرد کئے اور حکم دیا کہ باری باری سے لڑین۔ راجپوت بہادرون نے بہی خوب ہاتھ دکھائے جس سے سلطان کے لشکر کا جی چھوٹ گیا سلطان شکست کی صورت بنا کر پیچھے ہٹا۔ پرتھی راج نے تعاقب کیا جب پرتھی راج کی فوج بے ترتیب ہو گئی۔ تو سلطان نے دوسرے تازہ دم حصہ کے ساتھ حملہ کیا مگر مطلب براری نہوئی جب ہنگامہ کارزار کی گرمی کو تمازت آفتاب نے دوبالا کیا۔ اور پرتھی راج معہ ڈیڑہ سو راجون مہاراجون کے درختون کے سایہ مین چلا گیا۔ یہان شربت پی کر پان چبا کر تازہ دم ہو کر میدان مین

آیا شہاب الدین محمد نے بارہ ہزار سوار خاص کے ساتھ جن کے سرون پر فولادی خود جواہرات سے مرصع ہاتھیون مین شمشیر بران گھوڑے کے کانون پر سنان جانستان رکھے ہوئے تھے حملہ کر دیا۔ پرتھی راج کے تمام لشکر کو ہلا مارا۔ خرمیل اور دوسرے سپہ سالارون نے اکیدم ہلہ کر دیا۔ پرتھی راج کے لشکر کے پاون اوکھڑ گئے۔ گوبند رائے* تو اوسیجگہ مارا گیا۔ اور پرتھی راج حدود سرستی مین گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ سلطان کے بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سلطان قلعہ سرستی۔ سامانہ کہرام پر قبضہ کر کے۔ اجمیر** کو گیا اور اجمیر کو فتح کر کے اکولہ فرزند پرتھی راج کے باقرار اداے خراج سپرد کیا اجمیر سے سلطان دہلی مین آیا۔ یہان کا راجہ سلطان سے باطاعت پیش آیا اور تحائف نذر کئے۔

سلطان دہلی سے کہرام مین آیا۔ اور قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کر کے کوہ سوالک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا غزنی کو چلا گیا سلطان کے جانیکے بعد ۱۱۹۱ء ۵۸۷ھ مین قطب الدین ایبک نے میرٹھ و دہلی کو پرتھی راج کے رشتہ دارون سے فتح کیا اور ۱۱۹۳ء ۵۸۹ھ مین قلعہ کول کو تسخیر کیا اور دہلی کو دارالسلطنت بنایا۔

گیارہوان حملہ ۱۱۹۴ء ۵۹۱ھ مین شہاب الدین محمد غوری ہندوستان مین آیا اور قنوج پر چڑھائی کی راجہ جے چند والی قنوج کچھ اوپر تین سو ہاتھی معہ فوج جرار لیکر آیا چندواڑہ*** کے مقام پر لڑائی ہوئی راجہ جے چند کی آنکھہ مین قطب الدین ایبک کے ہاتھ سے ایک تیر لگا جس کے صدمہ سے راجہ جے چند ہاتھی سے گرا راجہ کے گرتے ہی لشکر کے پاون اکھڑ گئے۔ محمد غوری

---

* بعض تاریخون مین بجاے گوبند راے کے کھانڈے راے لکھا ہے۔

** اس سفر مین سلطان کے ساتھ حضرت معین الدین چشتی اجمیری بھی تھے۔

*** چندواڑہ اب فیروزآباد کے نام سے مشہور ہے جو قسمت آگرہ مین واقع ہے۔

قلعہ آسنی مین جو وارالریاست راجہ جے چند کا تہا گیا اور بیشمار غنیمت لیکر بنارس مین آیا۔ اور ایکہزار بتخانے گرائے ۔ یہان سے کول مین آیا اور قلعہ کول کا ملاحظہ کرکے اور قطب الدین ایبک کو بدستور اپنا نائب مقرر کرکے غزنی کو چلا گیا۔

محمد غوری کے واپس جانے کے بعد ہمیراج رشتہ دار پرتھی راج نے ۔ اکولہ فرزند پرتھی راج سے اجمیر کو چہین لیا۔

قطب الدین ایبک یہ حال سنکر اجمیر کو گیا ہمیراج لڑکر مارا گیا یہان سے قطب الدین ایبک نہروالا یا گجرات گیا وہان جاکر راجہ بہیم دیو سے انتقام محمد غوری کا لیا اور حسب فرمان محمد غوری غزنی جاکر دہلی واپس آیا۔

بارہوان حملہ ۱۱۹۵ء ۵۹۲ھ کو ہندوستان مین آکر قلعہ بیانہ کو فتح کیا اور قلعہ گوالیر کا محاصرہ کیا تہا کہ ایک ضرورت کے باعث جس کا حال آئندہ لکہونگا ۔ غزنی واپس جانے پر مجبور ہوا اور قلعہ بیانہ کا انتظام اور محاصرہ قلعہ گوالیر کا اہتمام بہاءالدین طغرل کے سپرد کرکے غزنی کو چلا گیا۔ بہاءالدین طغرل ۔ اثنائے محاصرہ قلعہ گوالیار مین فوت ہوگیا ۔ قطب الدین ایبک نے قلعہ گوالیار کو فتح کیا اسی سال پہر مخالفون نے راجہ اجمیر کو ستایا جس کی امداد پر قطب الدین ایبک کو جانا پڑا ۔ اجمیر کا فساد رفع کرکے قطب الدین ایبک گجرات گیا ۔ اب کی دفعہ یہان گجرات کے ناگور راجاؤن اور میوات کی پہاڑی قومون سے مقابلہ ہوا ۔ قطب الدین ایبک گجرات سے زخمی ہوکر اجمیر مین آیا اور محصور ہوا جب غزنی سے مدد آگئی تو اوسنے اجمیر سے نکلکر دشمنون سے خوب انتقام لیا ۔ پائی سٹاڈل سر دلی کی راہ سے گجرات پر چڑہائی کی ۔ انہل واڑہ ۔

دارالریاست گجرات - اور گجرات کو فتح کیا - اور صحیح سلامت دہلی آگیا - اور پھر کالنجر - کالپی بدایون کو فتح کیا -

اوپر وعدہ کر آیا تہا کہ محمد غوری کے گوالیر سے چلے جانیکا باعث پہر لکہون گا - اب اوسکا ایفا کرتا ہون -

گوالیر سے محمد غوری کے غزنی جانے کی یہ وجہ تہی کہ خوارزم شاہ بادشاہ خوارزم نے سلجوقیون کی سلطنت کو خاک مین ملا کر وسط ایشیا مین اپنی سلطنت قایم کی اور اپنی سلطنت کی حدود کو بڑہا رہا تہا - محمد غوری اوسکی پیشقدمی روکنے کو ہندوستان سے چلا آیا اور اس غرض سے طوس وسرخس مین مقیم تہا - کہ وہان اسکے پاس اسکے بہائی غیاث الدین محمد کے انتقال کی اطلاع پہونچی محمد غوری وہان سے غزنی مین آیا اور حسب وصیت بہائی کے ۵۹۹ھ ۱۲۰۲ء کو تخت غزنی پر جلوس کیا اور غزنی کے انتظام سے فارغ ہوکر ۶۰۰ھ ۱۲۰۳ء کو خوارزم پر چڑہائی کی اور خوارزم شاہ سے دریاے جیحون پر لڑائی ہوئی اثنا لڑائی مین خبر آئی کہ قرابیگ سپہ سالار بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی مدد کو آتے ہین - اس خبر کو سنکر محمد غوری سراسیمہ ہوا - اور بہاری اسباب کو آگ لگا کر خراسان کو چلدیا راستہ مین قرابیگ اور سلطان عثمان کے لشکر نے گہیر لیا محمد غوری کے ساتھ صرف نو سو سوار تھے اس واسطے جم کر مقابلہ نکر سکتا تہا -

مجبور قلعہ اندخود مین محصور ہوا۔جو ہرات اور بلخ کے درمیان ہے۔ مگر سلطان عثمان نے بیچ مین پڑکر اس بات پر صلح کرا دی کہ سلطان شہاب الدین محمد قلعہ اندخود ۔ خوارزم شاہ کے حوالہ کرے۔

جب سلطان لڑائی خوارزم شاہ سے بہاگا تہا اوس وقت ایک غلام ایبک سلطان کے ساتھ تہا اوس نے سلطان سے علیحدہ ہوکر سلطان کے مارے جانے کی خبر تمام مین مشہور کردی اور ملتان مین آکر یہ داؤ کہیلا کہ امیر داد حسن حاکم ملتان سے یہ کہکر کہ مجکو آپ سے خلوت مین سلطان کا حکم کہنا ہے اوسکو تخلیہ مین لے گیا۔ وہان دوسرا غلام لگا رکھا تہا۔ اوس نے امیر داد حسن کا کام تمام کیا اور اس کام کو سلطان کے اشارہ سے منسوب کرکے جعلی فرمان کے ذریعہ حاکم ملتان ہو بیٹہا۔ گکہڑ بہی سلطان کے مارے جانے کی خبر سنکر پہاڑون سے نکل پڑے۔ اور لاہور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ جہلم۔ اور سودرہ مین شور و فساد مچا دیا۔

سلطان اندخو سے جب غزنی مین واپس آیا تو اوسکے معزز غلام یلدوز نے غزنی مین نہ آنے دیا۔ اور لڑنیکو آمادہ ہوا۔ چونکہ اوس وقت سلطان لڑنے کی طاقت نہ رکھتا تہا۔ مجبور وہان سے طرح دیکر ملتان مین آیا یہان ایبک کو

قابض پایا۔ جب لسنے بھی سلطان کی اطاعت نہ کی تو سلطان نے لڑکر اوسکو گرفتار کرلیا اور سرحد ہندوستان کی فوج لے کر غزنی کو گیا یلدوز کا گناہ امرائے کبار غزنی کی سفارش سے معاف کر کے غزنی پر قابض ہوا خوارزم شاہ نے بھی ایلچی بھیجکر صلح کرلی۔ صرف گھگڑون کی تنبیہہ باقی تھی۔ جس کے واسطے وہ آمادہ ہوا قطب الدین ایبک بھی ہندوستان سے سلطان کے پاس آگیا۔

تیرہوان حملہ ۶۰۲ھ ۱۲۰۵ع مین سلطان محمد غوری معہ قطب الدین ایبک گھگڑون کی گوشمالی کرتا ہوا۔ لاہور مین آیا۔ یہان آکر قطب الدین ایبک کو دہلی جانے کی اجازت دی۔ جب تک سلطان لاہور مین رہا گھگر طرح طرح سے دق کرتے رہے۔ مگر انہی دنون مین گھگڑون نے اسلام قبول کیا۔ وجہ تحریک قبول اسلام کی دلچسپ ہے۔ اس واسطے تحریر کرتا ہون۔

گھگڑون کا اس سے بیشتر کچھ مذہب نہ تھا۔ مسلمانون کو مارنا۔ لوٹنا۔ پکڑلینا اونکے نزدیک باعث ثواب تھا۔ اتفاقاً ایک مسلمان گھگڑون کے ہاتھ لگا۔ ایک روز اوسنے اسلام کی خوبیان بیان کین۔ سردار گھگڑ کو وہ خوبیان پسند آئین اور اوس نے مسلمان سے کہا کہ اگر وہ مسلمان ہوجاے۔ تو سلطان اوسکے ساتھ کیا سلوک کرے گا مسلمان نے جواب دیا کہ سلطان سلوک شاہانہ کرے گا۔ اگر اسکے خلاف کرے تو مین ذمہ دار ہون۔ یہ گھگر مسلمان نے اس تمام مکالمہ کی کیفیت بذریعہ عرضی کے سلطان کو لکھی۔ اور اوسکے ساتھ سردار گھگڑ کی عرضی بھی شامل کر کے سلطان کے پاس بھیجدی۔ سلطان نے

عرضی کے پہونچنے پر سردار گکھڑ کے پاس خلعت فاخرہ کمربند مرصع بہیجدیا۔ ان عطیات کے پہونچنے پر سردار گکھڑ خود سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا۔ سلطان نے فرمان حکومت کوہستان عطا کیا۔ سردار گکھڑ فرمان لے کر وطن مین آیا اور اپنی قوم کو مسلمان کیا۔

انہی دنون مین غزنی کے مشرقی پہاڑون کے باشندے بہی مسلمان ہوئے۔

جب ہندوستان مین امن وامان ہوگیا تو سلطان نے غزنی جانیکا ارادہ کیا اور اپنے بہتیجے بہارالدین سام والی بامیان کو لکہہ بہیجا کہ ہمارا ارادہ ترکستان پر جہاد کا ہے ایک لشکر دریاے جیحون کے کنارے موجود رکہو اور پل تیار رہے۔

۲ شعبان ۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء کو سلطان شہاب الدین محمد لاہور سے غزنی کو روانہ ہوا۔ ۳ شعبان ۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء کو دریاے سندہ کے کنارے منزل دمیک مین مقام ہوا۔ وہان چند گکھڑون نے جن کے عزیز وقریب سلطانی لشکر کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے۔ سلطان کے مارنیکا مصمم ارادہ کیا اور آدہی رات کو دریا سے تیر کر خیام سلطانی مین داخل ہوئے۔ ایک گکھڑ نے آگے بڑہکر دربان۔ شاہی کو زخمی کیا۔ جب مردمان اور خدمتگار شاہی ادہر متوجہ ہوئے تو پیچہے سے اور گکھڑون نے سراپردہ سلطانی کو کاٹ دیا۔ اور خیمہ مین داخل ہوکر خنجرون سے سوتے ہوئے سلطان شہاب الدین محمد کو قتل کردیا۔ سلطان کا جنازہ شان وشوکت سے غزنی کو روانہ ہوا۔ جب غزنی کے قریب پہنچا تو تاج الدین یلدوز حاکم غزنی پیشوائی کو آیا۔ جنازہ کو دیکہتے ہی گہوڑے سے

اترا سلطان کا موںہہ دیکھکر کپڑون کو پھاڑا سر مین خاک ڈالی۔ روتا پیٹتا جنازہ کو
کندہا دیکر غزنی کو لے گیا کسی شاعر نے اوسکے مرنے کی تاریخ لکھی۔

قطعہ

شہادت ملک بحر و بر معز الدین کز ابتداے جہان شہ چو او نیامد یک
سوم ز غرہ شعبان بسال ششصد و دو فتاد در رہ غزنی بمنزل دمیک

اور جو حظیرہ کہ سلطان نے اپنی دختر کے واسطے تعمیر کرایا تہا۔ اوسمین دفن ہوا۔
سلطان شہاب الدین محمد نے جس روز سے کہ تخت غزنی پر جلوس کیا۔ اخیر عمر
تک ۳۲ سال حکومت کی خزانہ مین بہت کچہ چھوڑ گیا علاوہ اور جواہرات کے
پانچ سن صرف الماس تہا۔ سلطان کے اولاد نرینہ نہ تہی غلامون کو مثل فرزندون
کے پالا تہا۔ اُنہون نے بہی سلطان کے نام کو خوب روشن کیا۔ ہندوستان مین
قطب الدین ایبک۔ غزنی مین تاج الدین ملید وز۔ سندہ و ملتان مین ناصر الدین
قباچہ حکمران تہے سلطان کے انتقال کے بعد اسکا بہتیجہ۔ سلطان محمود فرزند
غیاث الدین محمد غور مین اور بہار الدین سام بامیان مین حکومت کرتے تہے۔ مگر
خوارزم شاہ نے سبکا خاتمہ کر دیا۔

سلطان شہاب الدین کے زمانہ مین سر آمد فضلاے عصر امام فخر الدین رازی تھے

اور ہمیشہ سلطانی لشکر کے ساتھ رہ کر نصایح ارجمند کہا کرتے تھے ایک روز سلطان کو مخاطب کر کے فرمایا ؎

اگر دشمن نسازد با تواے دوست — ترا باید کہ با دشمن بسازی
وگرنہ چند روزے صبر فرما — نہ او ماند نہ تو نہ فخر رازی

حالات ابراہیم لودی

سلسلہ انساب اجداد پدری لودی سے ظاہر ہے کہ شنسب کے دو فرزند ایک پرویز جسکی اولاد کا حال زیر عنوان ہمجدی پدری لکہہ چکا دوسرا ابرام جسکا فرزند جلال الدین اور اوسکا معزالدین اور معزالدین کا فرزند شاہ حسین تہا۔ شاہ حسین حوادث روزگار و رنجش اقارب سے اپنے وطن مالوفہ غور سے آوارہ ہوکر شیخ بیٹن فرزند سومی قیس عبدالرشید کے گہر آگیا جسنے شاہ حسین کو فرزندون کی طرح پالا اور اپنی دختر کا نکاح اوس سے کردیا چونکہ شاہ حسین شیخ بیٹن کا متبنی ہوگیا اسواسطے شاہ حسین کے حالات بذیل ہمجدی مادری لودی کے دوسرے حصہ مین لکہون گا اور اوسکی اولاد کے حالات تیسرے حصہ مین۔ پہلا حصہ تمام ہوا

بالخیر تمت

صحت نامہ دیباچہ و حمد و نعت و مقدمہ و حصہ اول حیات لودھی و غوری و بنشوکت افغانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
حمد و نعت ۱۱	۲	سب سے	سبب سے
سبب تالیف ۱۴	۷	اوس کے	روس کے
مقدمہ ۱۸	۱۰	اجداد پدری	۱- اجداد پدری
مقدمہ ۱۹	۱	عرب تھا	عرب
مقدمہ ۲۰	۱	اجدادادری	اجداد پدری
مقدمہ ۲۰	۳	پدری	ندارد
مقدمہ ۲۲	۶	ہم آہنگ سے	ہم آہنگ ہے
مقدمہ ۲۴	۶	باب مین	ندارد
مقدمہ ۲۴	۱۰	تحقیق الانساب	تحقیق الانساب نے
مقدمہ ۲۷	۱	حسب التحریر ایک کتاب	حسب التحریر کتاب
مقدمہ ۲۷	۱۲	کتابون مین عہد	کتابون عہد
مقدمہ ۲۹	۴	کسی مشرقی	مشرقی
مقدمہ ۳۱	۴	حملہ آور	حملہ
مقدمہ ۳۲	۶	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ مین
مقدمہ ۳۵	۶	کوہستان قدمی	کوہستان قدیمی
مقدمہ ۳۰	۱۴	دیگر ضدی	ضدی
مقدمہ ۳۸	″	عادی ہین	عادی ہے
مقدمہ ۴۵	۸	پاٹھہ چھوٹے پہاڑ	پاٹھہ چوٹی پہاڑ
حصہ اول ۳	۴	اکر سواسے	اکر سوری
۷	۲	ابو علی نے	ابو علی
۸	حاشیہ ۱۵	بکتوزدلوغ اور امرا فایق	بکتوزدن اور فایق امراے
۱۱	۸	پہرنیسر	پہرتے تھے
۱۱	″	انکی تدبیر ہوگئی	انکی ٹڈ بھیڑ ہوگئی
۱۱	حاشیہ ۱۶	نواسف	نواسہ
۱۳	۴	مغرالدین مسعود	فخرالدین مسعود

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۸	معزالدین مسعود	فخرالدین مسعود
۱۴	حاشیہ ۱۰	میر صاحب	میر حاجب
۱۸	حاشیہ ۱۶	خواجہ بن احمد حسن میمندی	خواجہ احمد بن حسن میمندی
۱۹	حاشیہ ۱۳	سلطان محمود کے انتقال کے بعد	سلطان محمود کے
		امیر مسعود جو چند گفتہ برا تھا	انتقال کے وقت
		صفاہان مین	صفا ہان مین
۲۷	۶	تن سبس	بن شیس
۲۹	۹	معزالدین	فخرالدین
″	۱۰	معزالدین	فخرالدین
″	۱۳	معزالدین	فخرالدین
۳۰	۱	معزالدین	فخرالدین
″	۴	معزالدین	فخرالدین
″	۶	بادعیش	بادغیس
۳۴	۹	گمگرول	گہگرون
″	″	خسرو ملک پر	خسرو ملک پھیر
۴۰	۶	سبب	بہت سے
۴۲	۲	ہاتھیون	ہاتھون
۴۴	۹	محمد غوری وہان سے [illegible]	محمد غوری ان سے بادغیس مین [illegible]
۴۵	۱	اندخور	اندخود
″	۲	اندخور	اندخود
″	۱۳	اندخوسے	اندخود سے

حصہ دوم

تاریخ جامع

۱۳۲۲ھ

حیات لودی

معروف بہ

شوکت افغانی

متضمن سلسلہ انساب وحالات اجداد

مادری و جدی مادری واُم

لودی

فہرست مضامین حصہ دویم حیات لودی معروف بہ شوکت افغانی

حاشیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

باب اوّل

سلسلہ انساب وحالات ـ اجداد مادری لودی

۶۴ ۶۳ ۶۳ ۶۲ ۶۰ ۵۹ ۵۸

آدم علیہ السلام ـ شیث ـ انوش ـ قینان ـ مہلائیل بارد اخنوخ معروف ادریس علیہ السلام

۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱

متوشلخ لمک نوح علیہ السلام ـ سام ـ ارفخشد ـ سالخ عابر معروف ہود علیہ السلام

۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵

قانع (قالخ) ارغون (آرغو) ساروخ ناجور (ناحور) تارخ عرف آزر مہتر ابراہیم علیہ السلام

۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰

مہتر اسحاق علیہ السلام ـ مہتر یعقوب عرف اسرائیل علیہ السلام یہودا ـ رویئل ـ عیص

۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳

عتبہ ـ قیس ـ ساول ملقب بملک طالوت ارمیا ـ افغان سلم منہول

۳۲ ارزند ۳۱ تارخ ۳۴ عاقل ۲۹ لیوی ۲۸ طلال ۲۷ صلیب ۲۶ ال ۲۵ قمرود ۲۴ ہارون ۲۳ شموئیل

۲۲ علیم ۲۱ قیس ۲۰ قہال ۱۹ حذیفہ ۱۸ عمال ۱۷ کرم ۱۶ فیلول ۱۵ عتم ۱۴ قارود ۱۳ صلاح ۱۲ سلم

۱۱ بہلول ۱۰ عین ۹ زمان ۸ سکندر ۷ جلندر ۶ حمزہ ۵ نعیم ۴ عتبہ ۳ سلول ۲ عبیص ۱ قیس عبدالرشید

حالات

آدم علیہ السلام جب خدا کو منظور ہوا کہ اپنا نائب یا خلیفہ زمین پر مقرر کرے تو اوس نے فرشتون سے جنکا سرغنہ عزازیل تہا خطاب فرمایا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ مین زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہون۔ فرشتون نے سنکر کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء کیا زمین پر خلیفہ بنا کر فساد اور خونریزی پہیلانا چاہتے ہو۔ اگر عبادت مقصود ہے۔ نحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ تو ہم کافی ہین۔ خدا نے یہ فرما کر کہ انی اعلم ما لا تعلمون۔ جو ہم جانتے ہین وہ تم نہین جانتے۔ اونکو جہڑک دیا اسمین شک نہین کہ وہ خدا کی حکمتون باریک استعارون کو کب سمجہ سکتے تہے

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

اگرچہ ظاہر مین حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانا منظور تہا مگر باطن مین اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا ظہور مقصود تہا جو فضائے بسیط عالم قدس مین ترتیب پا رہا تہا اسکے بعد خدا نے عزرائیل کو زمین پر بہیجکر کئی جگہہ سے مٹی منگائی۔ اور اوس سے

آدم کا پتلا بنا کر فرشتوں کو حکم دیا "آدم کو سجدہ کرو" اس حکم کی تمام فرشتوں نے تعمیل کی مگر ابلیس نے اس بنا پر انکار کیا کہ خدا نے اوسکو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اس انکار پر خدا نے ابلیس کو ملعون کیا اور حضرت آدم کے پتلے مین روح داخل کی اور پھر انکی تنہائی کے خیال سے حضرت آدم کی بائین پسلی سے حوا کو پیدا کیا اور حکم دیا کہ بہشت مین رہو اور جس چیز کو جی چاہے کھاؤ پیو مگر اس درخت (گندم) کے پاس نہ جانا۔

حضرت آدم نے باغواے ابلیس لعین وہی کیا جس سے منع کیے گئے تھے اس عدول حکمی کی یاداشت مین بہشت سے حضرت آدم سراندیب مین اور حضرت حوا جدہ مین گرائے گئے مدتون حضرت آدم بہشت کے فراق اور عدولحکمی کی ندامت مین روتے رہے آخر جب خدا کے حبیب محمد مصطفی صلعم کے نام کا واسطہ دیا تو خدا نے انکی خطا معاف فرمائی اور حضرت آدم اور حوا کو ایکدوسری کی ملاقات سے بمقام عرفات (قریب مکہ جہان حج ہوتا ہے) مسرور کیا حضرت حوا کے بطن سے دو فرزند ہابیل اور قابیل پیدا ہوئے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور خود نافرمان ہوکر چلا گیا حضرت آدم کو ہابیل کے قتل کا بہت رنج ہوا خدا نے حضرت آدم کو اوسکا نعم البدل ایک تیسرا فرزند حضرت شیث عطا فرمایا حضرت آدم ایکہزار برس زندہ رہکر فوت ہوئے۔

مولف حضرت آدم کا ذکر تیمناً لکھدیا ہے سلسلہ انساب اجداد مادری لودی مین اکثر مرسلین علیہ التحیتہ والسلام ہین اگر سب کے حالات لکھونگا تو علاوہ طوالت کے ناظرین فرمائینگے کہ افغانون کی تاریخ سے یا روضتہ الصفا کی نقل ہے۔

ناظرین اون کے حالات تواریخ اسلامیہ مین ملاحظہ فرمائین البتہ ساول طالوت کے حالات لکھتا ہون جو افغانون کا مورث اعلیٰ تھا۔

ساول ملقب بہ طالوت

ساول طالوت حضرت آدم سے اٹھائیسوین اور یہودا فرزند یعقوب عرف اسرائیل علیہ السلام سے چھٹی پشت مین تھا۔ لوگون کو فی سبیل اللہ پانی پلایا کرتا تھا۔ ایکروز اوسکا گدہا کھو گیا اوسکی تلاش مین معہ اپنے غلام کے پھرتا تھا کہ اوسکا گذر دولتخانہ حضرت شموئیل نبی پر ہوا غلام سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے غلام نے جوابدیا کہ حضرت شموئیل نبی کا۔ ساول طالوت نے کہا کہ چلو ہم بہی انکی زیارت کرین کیا عجب ہے کہ انکی دعا سے ہمارا گدہا ملجائے۔ چونکہ مشیت ایزدی ساول طالوت کو بادشاہ بنی اسرائیل بنانا چاہتی تہی ادہر ساول طالوت کے دل مین یہ ارادہ پیدا ہوا اودہر حضرت شموئیل بادشاہ موعود بنی اسرائیل کے منتظر تہے کیونکہ جب خدا نے حضرت شموئیل (یوسف علیہ السلام کی اولاد مین تہے) کو نبی

بنی اسرائیل مقرر فرمایا اور آپ دعوتِ قوم پر آمادہ ہوئے تو قوم نے آپکی نبوت

پر کمی عمر کا اعتراض کیا۔ اور کہا کہ اگر آپ سچے ہین تو ہمارے واسطے کوئی بادشاہ

تجویز فرمائین جسکے زیرِ فرمان ہم قوم عمالقہ پر جہاد کرین۔ حضرت شموئیل نے درگاہِ خدا

مین بادشاہ کے لئے دعا کی۔ خدا نے ایک پیالہ روغن قدس اور ایک عصا عطا

فرمایا اور حکم دیا کہ جس شخص کے تیرے گھر مین آنے سے روغن قدس جوش

کہائے اور عصا اوسکے قد کی برابر آئے اوسکو بادشاہ بنی اسرائیل تسلیم کرنا۔ حضرت

شموئیل بادشاہ موعود کے منتظر تہے کہ اتنے مین ملک طالوت جیسا کہ اوپر لکھہ چکا ہون

حضرت شموئیل کی محلسرا مین داخل ہوئے انکے آتے ہی روغن قدس مین جوش آیا

حضرت شموئیل سمجہ گئے کہ بادشاہ موعود آگیا کہ اتنے مین سادل طالوت محلسرا مین آپہنچے

حضرت شموئیل نے عصا انکے برابر رکہا عصا بہی ملک طالوت کے قد کے برابر آیا۔

حضرت شموئیل نے ملک طالوت کو بشارت۔ بادشاہت بنی اسرائیل کی دی۔ ملک

طالوت نے کہا کہ میرے اطمینان کے لئے کہ مین بحکم خدا بادشاہ منتخب ہوا ہون کوئی

نشان عطا کیجئے حضرت شموئیل نے فرمایا کہ بس یہ ہی نشان ہے کہ تیرا گدہا گم شدہ گہر

آگیا ہوگا۔ ملک طالوت نے گہر مین آکر گدہا موجود پایا۔ اس نشان نے ملک طالوت

کو بادشاہت بنی اسرائیل پر مستعد اور ثابت قدم کر دیا۔ حضرت شموئیل نے اشراف

قوم بنی اسرائیل کو جمع کر کے بادشاہت ملک طالوت کا اعلان کیا۔ مگر اشراف بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہا کہ جسکے گھر آنے مین نہ بادشاہت ہے اور نہ وہ خود مالدار ہے۔ ایسے شخص کو ہم کیونکر بادشاہ تسلیم کر سکتے ہین اس سے تو ہم ہی بادشاہت کے لئے زیادہ مستحق ہین۔ حضرت شموئیل نے جوابدیا کہ دو سبب سے ملک طالوت تم پر فوقیت رکھتا ہے۔ ایک باطنی صفت دانشمندی اور دوسری ظاہری صفت تنومندی اور جسامت ہے اور یہ دونو صفتین بادشاہ کے لئے ضروری ہین۔ علاوہ اسکے ملک طالوت کو خدا نے خود بادشاہ تجویز کیا ہے۔ اور وہ مختار ہے جسکو چاہے عزت دے۔ اسپر بھی بنی اسرائیل کا اطمینان نہ ہوا۔ اور وہ اپنی ہٹ پر قایم رہے اور کہدیا کہ جبتک ملک طالوت کے بادشاہ ہونیکا کوئی نشان یا حجت ظاہر نہ ہو گی ہم کبھی اسکو بادشاہ تسلیم نہین کر سکتے۔ اسکے جواب مین حضرت شموئیل نے فرمایا کہ یہ نشان ہے کہ تابوت سکینہ جسکو بوجہ نافرمانی بنی اسرائیل عمالقہ جنکا سردار جالوت تھا چھین کر لے گئے تھے واپس آجایگا۔

تابوت سکینہ ایک صندوق تین گز طول۔ اور دو گز عرض کا تھا۔ جسمین تمام مرسلین کی علامتین اور نشانیان لکھی ہوئی تھین۔ اور حضرت آدم علیہ السلام پر اوسوقت نازل ہوا تھا کہ اونکا فرزند شیث پیدا ہوا تھا اور یہ تابوت حضرت شیث کی اولاد مین وصیتاً

ایک دوسرے کے تفویض ہوتا رہا۔ جب حضرت ابراہیم کے دو فرزند اسحاق علیہ السلام
اور اسمعیل علیہ السلام ہوگئے تو نور محمدی حضرت اسمعیل کے حصہ مین آیا۔ اور
تابوتِ سکینہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد کو ملا۔ حضرت ایشع کے انتقال کے
بعد بوجہ نافرمانی قوم بنی اسرائیل کے قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے چھین لیا
چونکہ تابوت سکینہ سے بنی اسرائیل ضرورت کے وقت مدد لیتے تھے۔ اس لئے
اوسکے چھن جانیکا اِن کو سخت صدمہ تھا۔ قوم عمالقہ کو تابوت سکینہ سے بجز نقصان
مال جان اور کچھہ فائدہ نہوا مجبوراً اونہون نے ایک اعرابہ پر لادکر اوسکو ہانک دیا
خدا نے اوسکو حضرت شمویل کے پاس پہونچا دیا بنی اسرائیل نے تابوت سکینہ کے
ملجانے پر ملک طالوت کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ ملک طالوت نے بادشاہ ہوتے
ہی جہاد پر کمر باندہی قوم بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر قوم عمالقہ پر جو مابین فلسطین اور مصر کے
رہتی تھی چڑہائی کی۔ حضرت شمویل نے روانگی ملک طالوت کے وقت درگاہ خدا
مین ہال کارلڑائی کا معلوم کرنے کے لئے دعا کی بذریعہ وحی کے ظاہر ہوا کہ قاتل جالوت
عمالقہ کا ایک فرزند ایشا۔ (یہوداکی اولاد مین تھا) کا ہوگا۔ اور اوسکا انتخاب منجملہ سات
یا تیرہ بیٹون ایشا کے یون ہوسکتا ہے کہ پیالہ روغن قدس کا ہر ایک کے سر پر رکھا جائے
جسکے سر پر رکھنے سے پیالہ بھر جائے پس وہی قاتل جالوت ہے۔ حضرت شمویل نے

ایشیا کے گھر جا کر امتحان کیا ایک بیٹا ایشا کا جو بکریان چرایا کرتا تھا اور اوسکا نام داؤد تھا
امتحان مین پورا اوترا۔ اس امتحان کی بعد حضرت شموئیل اپنے گھر واپس آ گئے اور ملک طالوت
کو ایک زرہ دیکر کہا کہ جسکے جسم پر یہ زرہ ٹھیک آ ئے وہ قاتل جالوت ہوگا۔ ملک طالوت
بعد تیاری سامان جنگ فسلطین کو روانہ ہوا ایشا (والد حضرت داؤد) نے اپنے بیٹون کو
بجز حضرت داؤد ملک طالوت کے ساتھ کر دیا۔ پیچھے سے حضرت داؤد کو بھی اس
غرض سے بھیجدیا کہ اپنے بھائیون کے حال سے اوسکو اطلاع دی۔ حضرت داؤد اوس
وقت پہونچے کہ ملک طالوت کا لشکر جالوت کے مقابل صف آرا ہو چکا تھا۔ ملک طالوت نے
بعد ترتیب صفوف جنگ اہل لشکر کو مخاطب کر کے کہا کہ جو کوئی جالوت کا سر لائیگا
نصف سلطنت کا اور اوسکی دختر کے ساتھ نکاح کرنیکا مستحق ہوگا حضرت داؤد یہ سنکر
ملک طالوت کے پاس گئے اور کہا کہ مین جالوت سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہون حضرت
داؤد کے بھائیون نے حضرت داؤد کی دماغی کمزوری اس ارادہ کی تکمیل مین ظاہر کی مگر
ملک طالوت نے حضرت داؤد کو اپنے ارادہ مین مستعد پایا۔ تو جو زرہ کہ حضرت شموئیل
نے بغرض امتحان قاتل جالوت کے دی تھی حضرت داؤد کو پہنائی وہ ٹھیک آئی
جس سے ملک طالوت کو یقین ہو گیا کہ قاتل جالوت یہی ہے۔ حضرت داؤد
ملک طالوت سے ایفاے وعدہ کا مستحکم اقرار لیکر میدان جنگ مین پہونچے

جاتے ہی پتہر کو فلاخن مین رکھکر مارا جسکے لگتے ہی جالوت کا سر پاش پاش ہوگیا اور اسکا لشکر بہاگ گیا ملک طالوت مظفر و منصور ہو دیا مین واپس آئے اور جو وعدہ کہ حضرت داوٗد سے کیا تھا اوسکا ایفا کیا۔ حضرت شموئیل کی زندگی مین تو دونون مین اتفاق رہا مگر پہر۔ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند کی مثل صادق آئی۔ اور باہم ایسا نا اتفاقی کو طول ہوا کہ ملک طالوت حضرت داوٗد کے قتل کے درپے ہوئے حضرت داوٗد ستر ساتھیون کے ساتھ پہاڑ پر جا بیٹھے درانداز ون نے ملک طالوت سے کہا کہ حضرت داوٗد پہاڑ پر ستر ساتھیون کو لیے ہوئے تمہارے واسطے بددعا کر رہے ہین ملک طالوت نے یہ سنکر لشکر بہیجا جس نے جاتے ہی حضرت داوٗد کے ستر ساتھیون کو قتل کر دیا۔ ملک طالوت حضرت داوٗد کے ساتھیون کے قتل کا حال سنکر نادم ہوئے اور قاصد کے ذریعہ معذرت کر کے اس گناہ کے کفارہ کی تدبیر دریافت کی۔ جسکے جواب مین حضرت داوٗد نے کہلا بہیجا کہ اس گناہ کا کفارہ ستر مشرکین کا قتل ہو سکتا ہے یہ سنکر ملک طالوت نے فلسطین جانیکا ارادہ کیا اور جاتے ہوئے حضرت داوٗد کو وصیت کی کہ اوسکی دو خاتون حاملہ ہین اون سے حسب بشارت حضرت شموئیل کے دو لڑکے پیدا ہون گے۔ اونکا نام برخیا۔ اور ارمیا رکھکر اونکی پرورش کرنا اور خود فلسطین جاکر عمالقہ سے لڑا۔ اور معہ اپنے دنس بیٹون کے سینتالیس سال

بادشاہت کرکے شہید ہوگیا ملک طالوت کے شہید ہونے کے بعد دو لڑکے پیدا
ہوئے حضرت داؤد نے حسب وصیت ملک طالوت اونکے نام برخیا اور ارمیا
رکھکر اونکی تربیت شروع کی جوان ہونے پر برخیا کو وزیر اور ارمیا کو سپہ سالار
مقرر کیا۔ ان دونوں کے ایک ایک فرزند ہوا۔ برخیا نے اپنے فرزند کا نام آصف
اور ارمیا نے افغان رکھا۔ بعد انتقال حضرت داؤد کے جب اونکے فرزند حضرت
سلیمان بادشاہ ہوئے تو اونہوں نے آصف کو وزیر۔ اور افغان کو اپنا سپہ سالار
بنایا بعد انتقال حضرت سلیمان کے جنکے ساتھ یا اونکے بعد قریب زمانہ مین آصف
اور افغان کا بھی خاتمہ ہوگیا تھا بنی اسرائیل پر آفت آئی اور وہ ہی ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند　　سعدی از دست خویشتن فریاد

آپسمین ایکدوسرے کے دشمن ہوکر خانہ جنگی شروع کی اور نہین معلوم ہوسکتا کہ آصف
اور افغان کے بیٹوں پر کیا گذری بجز اسکے کہ آیندہ نسلوں کی زبان پر اونکا نام رہ گیا
اور یہ حالت اوسوقت تک قایم رہی کہ بخت نصر بادشاہ بابل نے بنی اسرائیل کی
باہمی عداوت اور خانہ جنگی سے فائدہ اوٹھا کر بیت المقدس پر قبضہ کرلیا۔ اور باہمی
خانہ جنگی کا نتیجہ ہوا کہ کئی لاکھہ بنی اسرائیل قتل وجلاوطن ہوئے۔ بنی افغان ارض مقدس
سے علیحدہ ہوکر عرب مین چلے آئے اور اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

بنائے ہوئے مکہ معظمہ کے آس پاس مقیم ہوئے جب اونکی کثرت اور عدم دستیابی
غلہ اور چارہ سے میدان عرب اون پر تنگ ہوا تو بنی افغان سے فرقہ ابدالی کے
کچھہ لوگ سندہ ملتان ہندوستان مین امن کی تلاش کرتے ہوئے آئے
جب کہین ٹھکانہ نملا تو کوہ سلیمان مین مقیم ہوئے کوہ سلیمان مین قیام کرنے کے
بعد اُن کے واقعات تاریخی پر تاریکی چھائی ہوئی ہے اور نہین کھلتا کہ سلول وعیص نے
کیا کارنمایان کئے البتہ قیس فرزند عیص نے اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کیا
کیونکہ یہ ایسے مبارک زمانہ مین سردار قبیلہ ابدالی ہوا کہ شمس الضحیٰ آسمان رسالت
و بدرالدجیٰ روح نبوت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے نور اسلام سے پہاڑ
فاران کی چوٹیون کو روشن کر دیا تھا بلکہ جزیرہ نماے عرب کا بہت سا حصہ نور اسلام سے
جگمگا رہا تھا بنی افغان جو مکہ یا اوسکے آس پاس مقیم تھے اونہون نے تنہا نور اسلام
کو شمع ہدایت بنانا مروت سے بعید سمجھکر اپنے دور افتادہ بھائیون کو جو کوہ سلیمان
مین مقیم تھے جیسا کہ اوپر لکھہ آیا ہون۔ آفتاب نبوت کی روشن شعاعون سے
ضیاے قلبی حاصل کرنے کی تحریک کی۔ یہان سے قیس مدینہ منورہ پہونچا
اور بحضور سرور کائنات نور اسلام سے منور ہو کر اپنے بنی اعمام کا جو زیر سرداری
خالد بن ولید جبلی شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے شریک ہوا۔ اور حسن خدمات

سے وہ اعزاز حاصل کیا۔ جو صفحہ تاریخ پر نیّر رخشان کی طرح قیامت تک نمایان رہکر اوسکی اولاد کے لیئے فخر و مباہات کا باعث ہوگا۔ یعنی شمس الضحیٰ رسالت نے قیس کی خدمات سے خوش ہوکر اوسکا نام قیس سے بوجہ عبرانی ہونے کے بلغت عرب عبدالرشید سے بدل دیا۔ اور بیتان کا خطاب عطا فرمایا۔ قیس نے معزز خطاب حاصل کرنے کے بعد سارہ بنت خالد بن ولید سے نکاح کیا اس روایت کو مولف حیات افغانی نے معتبر لکھا ہے مگر سید اغلب موہانی اسکو نہین مانتے کیون۔ اسلئے کہ خالد بن ولید معزز صحابی تھے۔ ناممکن ہے کہ انکی دختر کا نکاح ہو اور کسی تاریخ مین درج نہو۔ سید صاحب نے عقد نکاح کی خوب شرط لگائی ہے حضرت یہ کوئی دینی یا دنیاوی اہم معاملہ نہ تھا کہ جسکو تاریخ مین درج کرنے کی اشد ضرورت ہوتی۔ اگر آپکو خالد بن ولید کی دختر کا نکاح افغان سے ناگوار ہے تو دور کیون جاتے ہو۔ حضرت خالد کے پوتے خالد بن عبداللہ نے خراسان مین رہکر اپنی دختر کا نکاح ایک گمنام افغان سے کردیا تھا۔ یہ تو تاریخ مین درج ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اوسکے صحیح ہونے مین کیا قباحت ہے۔ تاہم قیس سردار قبیلہ تھا۔ اور قریشیون کا بنی عمّ ذلیل و گمنام نہ تھا جسکا نکاح سارہ بنت خالد بن ولید سے ناگوار طبع عالی ہوتا۔ غرضکہ قیس نکاح کرنے کے بعد کوہ سلیمان مین آیا۔ یہان پہونچکر اوسکے تین فرزند

ترین۔ غور غشت۔ بیٹن۔ پچھیا [illegible] کا سلسلہ علیحدہ لکھا جائیگا۔

باب دویم سلسلہ انساب وحالات ہجدی نادری لودی

قیس عبد الرشید

سڑبن ۲ — غور غشت سلسلہ نسب آگے — بیٹن ۲ سلسلہ نسب آگے

شرخبون ۳ — خرشبون سلسلہ نسب آگے آئیگا

ترین ۴ — شیرانی ۴ — میانہ ۴ — بریچ ۴ — اورمڑ ۴

ابدال ۵ — سپین ۵ دونو کا سلسلہ آگے — تور ۵ ان چارون کا سلسلہ اولاد آگے آئیگا۔

زوجہ اول — زوجہ دویم — سلیمان ۶ — خاکوانی

رجال ۶

عیسٰی ۷ — ماکو ۷ — علی زی ۷ — اودو ۷ فیض بولی

بیدل زی ۸ — فیروز زی ۸ — صاحب زی ۸ — حسن زی ۸ — کیوراز زی ۸ — زنک زی ۸

میر سلیمان عرف زیرک ۸ — نور زی ۸ — سکندر زی ۹ — سوکنے ۹ — خیرزی ۹ — شیخ زی ۹ — مشوزی ۹ — خویلدزی ۹

اسحاق زی ۹ — چلاک زی ۹ — کانوزی ۹ — بہادرزی ۹ — دررزی ۹

سلیمان عرف زیرک کی اولاد کے سوا تمام

ابدی زی ۱۰ — متین زی ۱۰ — ہوازی ۱۰ — فیروز زی ۱۰

ابدالیون کو پنج پای کہتے ہین۔

بارکل زی ۱۱ — ہرپنج پای ۱۱ سلیمان عرف زیرک کا سلسلہ اولاد آگے آئیگا۔

سلیمان عرف زیرک

- ۹ پوپل زئی
  - ۱۰ ایوب زئی
  - ۱۰ بادوزئی
  - ۱۰ حبیب زئی
    - ۱۱ ابو سعید
    - ۱۱ حسن زئی
    - ۱۱ اسمٰعیل زئی
    - ۱۱ ہانی زئی
      - ۱۲ قلندر زئی
      - ۱۲ نصرت
      - ۱۲ بساما
      - ۱۲ کائی
        - ۱۳ باتوزئی
        - ۱۳ زبنک زئی
        - ۱۳ بہلول زئی
          - ۱۴ علی ۔ ان ہی کے اولاد ہیں شاہ حسین ولیخان وزیر احمد شاہ درانی تھے ۔ ان ہی کے اولاد میں فرزند حافظ شیر محمد خان وزیر شجاع الملک تھے
          - ۱۴ معروف
            - ۱۵ عمر
              - ۱۶ سدو
              - ۱۶ صالح
- ۹ بارک زئی
  - ۱۰ نصرت زئی
  - ۱۰ رکن الدین زئی
  - ۱۰ عبداللہ زئی
  - ۱۰ نورالدین زئی
  - ۱۰ باجی زئی
- ۹ علیکوزئی
  - ۱۰ صفو
  - ۱۰ شکر
  - ۱۰ ابل
  - ۱۰ سرکانی
  - ۱۰ زکوزئی
    - ۱۱ سیلازئی
  - ۱۱ زنگی
  - ۱۱ پروٹ
  - ۱۱ دولت زئی
  - ۱۱ یعقوب زئی
    - ۱۲ کوڑی زئی
    - ۱۲ پانی زئی
    - ۱۲ نستوزئی
    - ۱۲ بوستان زئی
      - ۱۳ تکری زئی
- ۹ موسیٰ زئی

- ۱۳ باوزئی
- ۱۳ جیلانی زئی
- ۱۳ فیروز زئی
- ۱۳ بیان زئی
- ۱۳ خانوزئی

- ۱۰ لالگی خیل
- ۱۰ رامونزئی
- ۱۰ خویداد خیل

- ۱۱ سید خیل
- ۱۱ خان خیل
- ۱۱ موسیٰ زئی
- ۱۱ اکاخیل
- ۱۱ ابراہیم زئی
- ۱۱ عمرزئی

- ۱۱ سنجرزئی
- ۱۱ خواجک زئی
- ۱۱ ابازئی
  - ۱۲ این زئی
    - ۱۳ شیخو زئی
      - ۱۴ پائی زئی
- ۱۱ خواجی زئی
- ۱۱ بورزئی
- ۱۱ جمال زئی
- ۱۱ دلی زئی
- ۱۱ اسمان زئی

- ۱۱ اچک زئی
- ۱۱ تارو زئی
- ۱۱ جنک زئی
- ۱۱ غبیرزئی
- ۱۱ باکل زئی
- ۱۱ بیان زئی
- ۱۱ گرجی زئی
- ۱۱ سیرازئی

- ۱۱ لوطہ
- ۱۱ انگزئی
- ۱۱ خونسنر زئی
- ۱۱ خضرزئی
  - ۱۵ خضر خان
    - ۱۶ عمر خان زئی
      - ۱۷ محمد زئی
  - ۱۸ یارو
    - ۱۹ حاجی یوسف خان
      - ۲۰ حاجی جمال خان　انکا سلسلہ آگے آئیگا۔
- ۱۱ این زئی
- ۱۱ ملک
- ۱۱ سیفل
  - ۱۲ مدی زئی
  - ۱۲ دارو
    - ۱۳ نیک
      - ۱۴ اسمٰعیل

حاجی جمال خان
رحیم داد خان
ہارون خان
بہادر خان
پاینده خان
امردین خان
شہسوار خان
محمد رحیم خان
امیر دوست محمد خان
امیر محمد خان
عبد الجبار خان
شمس الدین خان
نظر محمد خان
عبد الغیاث خان
عبد الغنی خان
پردل خان
شیردل خان
مہردل خان
رحمدل خان
کہندل خان
میر افضل خان
محمد صدیق خان
سلطان علی خان
خوشدل خان
شیر علی خان
محمد عالم خان
محمد سرور خان
غلام محمد خان
عطا محمد خان
یار محمد خان
سردار سلطان محمد خان
پیر محمد خان
سید محمد خان
نواب اسد اللہ خان
نواب عبد الصمد خان
طرہ باز خان
جمعہ خان
وزیر فتح خان
سردار محمد عظیم خان
تیمور قلی خان
سردار محمد عثمان خان
احمد خان
رحمت خان
حبیب اللہ خان
سلطان احمد خان
محمد عمر خان
شہسوار خان
اسلام خان

حالات

سٹربن بڑا بیٹا قیس عبدالرشید کا اپنے والد کے انتقال بعد سردار قبیلہ ہوا چونکہ نادار

اور لاولد تھا اس لیے اپنے چھوٹے بھائی بٹین کے فرزند اسمٰعیل کو متبنیٰ ابنایا اور بیٹن

سے جو بسبب زہد و عبادت کے شیخ کے لقب سے ملقب تھا دعاے خیر کی استمداد کی

جسکا یہ اثر ہوا کہ خدا نے سٹربن کو دو فرزند شرخبون (شرف الدین) اور خرشبون (خیرالدین)

عطا کیے جنکی اولاد بادشاہ ہوئی

شرخبون (شرف الدین) ترین۔ ابدال بترتیب سردار قبیلہ ہوئے ابدال کا

نام کچھ اور تھا حضرت ابو احمد ابدال چشتی (مرید و خلیفہ خواجہ ابو اسحاق شامی ولادت ۲۶۰ھ

وفات ۳۵۵ھ) نے بخطاب ابدال مخاطب فرمایا جسکی اولاد بھی ابدالی کے نام سے مشہور

ہے ابدال کے انتقال کے بعد

رجڑ یا رجال۔ عیسے ایک دوسرے کے بعد سردار قبیلہ ہوئے عیسے نے

بخلاف رسم جانشینی بڑے بیٹے کے اپنے دوسرے فرزند

سلیمان کو جو عقلمندی کے سبب زیرک مشہور تھا جانشین کیا سلیمان کی عمر

جب نتو برس کی ہوئی تو اسنے قوم کی اتفاق راے سے اپنے بڑے فرزند

پوپل کو اپنی زندگی ہین جانشین مقرر کیا پوپل کے بعد حبیب۔ بامی

جانشین ہوئے بامی نے اپنے تینون۔ بیٹون کو نالایق قرار دیکر اپنے پوتے
سہلول ابن کافی کو اپنا جانشین بنایا۔ سہلول کے بعد معروف جانشین ہوا۔ اسکی
سخت مزاجی سے قوم ناراض تھی جسکا اثر یہ ہوا کہ اسکے مرتے ہی بہائیون نے
اسکی جایداد پر قبضہ کر لیا معروف کے انتقال کے بعد اوسکے بیٹا پیدا ہوا جسکا
نام اوسکی والدہ نے عمر رکہا۔ جایداد کے چہن جانے سے چودہ برس تک مان
بیٹون کی گذر عسرت سے ہوتی رہی۔ جب عمر چودہ برس کا ہوا اور ابدالیون مین
تقسیم اراضی کی بابت جھگڑا ہوا۔ تو ابدالیون نے عمر کو اپنا سردار تسلیم کر کے
اراضی کے تقسیم کی۔ استدعا کی عمر نے تمام قوم کے حصے مقرر کئے اونہین حصون
پر اراضی کو تقسیم کر دیا۔ جس سے ہمیشہ کو نزاع رفع ہوا۔ چند روز کے بعد بارکزیون
نے عمر کی سرداری سے انحراف کر کے بلوہ کر دیا۔ عمر نے لڑکر ان کو زیر کیا۔ عمر
جب اٹھانوین برس کا ہوا۔ تو اوس نے تمام قوم کو جمع کر کے اسد اللہ معروف[۵۱]
سدو کو اپنا جانشین تجویز کیا جسکو سدو کے بہائی صالح نے بھی خوشی سے منظور
کیا اور باپ کے ساتھ ہو کر سدو کی کمر سے تلوار سرداری کی بند ہوا دی۔ اس رسم
کے ختم ہونے پر صالح نے بہائی سے یہ کہکر کہ اوسکے پانچ فرزند زرخان ابراہیم خان

[۵۱] اسد اللہ معروف سدو بماہ ذالحجہ ۹۶۵ ہجری مین پیدا ہوا جبکہ ایران مین شاہ طہماسپ
صفوی۔ اور ہندوستان مین اکبر بادشاہ تھا۔ ۱۲

بآزید خان ۔ بآبآ۔ آنکو بر شفقت اور مہربانی کی نظر رکھنا ۔ گوشہ نشین ہوگیا ۔ بعد
انتقال عمر کے سدو نے جانشین ہوکر بارکزیون کے فساد کو مٹایا ۔ قوم غلزی و ہزارہ
پر کچھ فتوحات حاصل کین ۔ سدو جب ضعیف ہوگیا ۔ تو اوس نے قوم کو جمع کیا
اور منجملہ اپنے بیٹون کے خضر خان اور معدود خان کو قوم کے روبرو پیش کر کے
کہا کہ ان مین سے ایک کو واسطے سرداری کے منتخب کر لو ۔ اگرچہ وہ خود سرداری
خضر خان کی پسند کرتا تھا مگر قوم نے معدود خان کو منتخب کیا معدود خان سردار
قبیلہ اور خضر خان اوسکا نائب مقرر ہوا ۔ مگر بعد انتقال سدو کے قوم نے خضر خان
کو سردار تسلیم کیا ۔ بعد وفات خضر خان کے اوسکا فرزند خداداد (سلطان دسلطان
کا خطاب غالباً اورنگ زیب نے دیا تھا) جانشین ہوا اس نے قوم ابدالی اور غلزی کا
تنازعہ سرحدی رفع کیا ۔ علاقہ ژیوب پر چڑھائی کر کے واپس آرہا تھا کہ اوسکے روبرو
تین بچے اور ایک جوان آدمی جو اوسکے لشکر کے خوف سے ایک گڑھے مین
چھپے ہوئے تھے گرفتار ہوکر پیش ہوئے خضر خان نے ان بیگناہون کو
قتل کرادیا ۔ رات کو خواب مین دیکھا کہ وہ چارون مقتول اُسکے مارنے کو چلے
آتے ہین کہ اسقدر مین ایک بزرگ نے کہا کہ تو نے برا کیا کہ ان بیگناہون کو
قتل کرادیا اب تیری خیر اسی مین ہے کہ قوم کی سرداری اپنے بھائی کو دیدے

خداداد سلطان نے یہ شوشش خواب دیکھکر صبح ہی سرداری اپنے بھائی شیر خان کو دیدی۔ اور خود اوسکا نائب ہوگیا۔ کچھہ دنون کے بعد حاکم قندہار سے شیر خان کی چند مجرمون کو پناہ دہی کے باعث مخالفت ہوگئی۔ حاکم قندہار نے شیر خان پر لشکرکشی کی اور شہر صفا کے متصل جو قندہار سے ۹ فرسنگ ہے لڑائی ہوئی جسمین حاکم قندہار نے شکست کہائی حاکم قندہار نے شاہ ایران کے حکم سے شاہ حسین ابن معدود خان چچازاد بھائی شیر خان کو مرزا کا خطاب دیکر شیر خان کا مدمقابل بنایا۔ شیر خان شہر صفا اور شاہ حسین دہ شیخ مین حکومت کرنے لگے اور ابدالیون کے دو جتھے ہوگئے۔ شاہ حسین نے شاہ ایران سے اور شیر خان نے شاہ جہان بادشاہ دہلی سے تعلق پیدا کیا۔ بادشاہ دہلی نے شیر خان کو شہزادہ کا خطاب عطا کیا اس خطاب کے ملتے ہی ابدالی جو مذہبا سنت جماعت اور بالطبع شاہ ایران کی حکومت سے بوجہ شیعہ ہونے کے بیزار۔ اور بادشاہ ہندوستان کی حکومت پر مایل تھے۔ شیر خان کے طرفدار ہوگئے جس سے شاہ حسین کا جتھہ ٹوٹ گیا۔ اور وہ شیر خان سے ملکر ہندوستان کو چلا آیا۔

نوٹ تاریخ حیات افغانی مین لکھا ہے کہ شاہ حسین نے دربار حاکم قندہار مین اپنے

ملازم خیل غلزئی کو قتل کردیا جسکے باعث حاکم قندہار نے اوسکو قید کردیا۔ اور
شاہ ایران نے گستاخ ملازم کے قتل کو ناقابل سزا سمجھکر چھوڑ دیا۔ اور تاریخ سرلیپل گریفن
صاحب ہین۔ یہ واقعہ دربار عالمگیری مین لکھا ہے اسلئے صفحہ سقدر حال شاہ حسین
کا یہان لکھا گیا۔ مفصل حال معدو وخان کی اولاد کے سلسلہ مین لکھا جائے گا۔

شاہ حسین کے چلے جانے پر شاہ ایران نے بتقاضاے مصلحت ملکی شیرخان
پر نوازش فرماکر اپنا ہوا خواہ بنالیا۔ چند روز کے بعد شیرخان شکار مین صیاد اجل کا شکار
ہوا اور اوسکا فرزند سرمست خان جانشین ہوا۔ سرمست خان کے بعد اوس کا
فرزند خرد سال۔ دولت خان بسر براہنی اپنے جدی چچا حیات سلطان کے
جانشین ہوا مگر ایک عرصہ کے بعد۔ حاکم قندہار سے ان دونون کی آن بن ہوگئی
حیات سلطان تو ملتان کو چلا آیا اور دولت خان کو معہ اوسکے فرزند نظر خان کے
عزت وعطل ابدالیون نے قتل کردیا۔ اور ابدالی بے سر ہوگئے۔ جب امیر ویس غلزئی
نے گرگین خان حاکم قندہار کو سنہ ۱۱۲۰ھ مین قتل کرادیا تھا۔ (یہ واقعہ مفصل غلزیون
کے حالات مین درج کیا گیا ہے) تو ابدالی بھی غلزیون کے اس اقرار سے شامل
ہوگئے تھے کہ لوٹ سے انکو حصہ دیا جائیگا۔ مگر امیر ویس نے وعدہ خلافی کی
اسلئے غلزیون اور ابدالیون کی وشت پوری مین لڑائی ہوئی ابدالی شکست کھاکر

ہرات کے پہاڑون مین جا آباد ہوئے ۱۱۲۹ھ مین عبداللہ خان فرزند حیات سلطان ملتان سے آکر ابدالیون کا سردار بنا اور فتح ہرات کا جو اسوقت سلطنت ایران کے متعلق تھی ارادہ کیا۔ مگر اس ارادہ کی اطلاع عباس قلیخان شاملو کو جو شاہ ایران کی طرف سے حاکم ہرات تھا ہوگئی اور اوس نے عبداللہ خان کو معہ اوسکے فرزند خان محمد خان کے ہرات مین بلاکر قید کر دیا۔ مگر بہت جلد اوسکی رہائی کا سامان ہوگیا کہ ہرات کے قزلباشون نے بغاوت کرکے عباس قلیخان شاملو کو ہرات سے بیدخل کر دیا۔ اس اتفاقی واقعہ نے عبداللہ خان کو بہاگ جانیکا موقعہ دیا۔ اور وہ معہ اپنے فرزند خان محمد خان کے ہرات سے بہاگ کر کوہ دوشاخہ مین پہونچا۔ اور ابدالیون کو جمع کرکے ہرات پر یورش کی۔ جعفر خان حاکم ہرات جو بجائے عباس قلیخان شاملو کے مقرر ہوا تھا اوس نے ہرات سے ایک فرسنخ آکر مقابلہ کیا مگر گرفتار ہوا۔ بعد گرفتاری جعفر خان کے عبداللہ خان نے ہرات کا محاصرہ کیا اور برج قلیخانہ سے ہرات مین داخل ہوکر قزلباشون کو ہرات سے نکال دیا اور کوسویہ۔ غوربال۔ مرغاب۔ ولبعد عنیس پر قبضہ کر لیا۔ اسداللہ خان فرزند عبداللہ خان نے فراہ پر جو ایکسال پیشتر محمود غلزی کے قبضہ مین آگیا تھا قبضہ کر لیا۔ اسداللہ خان فراہ سے واپس آرہا تھا کہ فتح قلیخان

ترکمان جسکو شاہ ایران شاہ حسین صفوی نے حاکم ہرات بناکر بھیجا تھا اوسکے مقابل ہوا - اسد اللہ خان شکست کھاکر بھاگا - فتح قلیخان ترکمان نے تعاقب کیا اسد اللہ خان نے پلٹ کر حملہ کیا اور فتح قلیخان کو مع اوسکے ہمراہیونکے قتل کردیا - انہین دلون مین محمود غلزی نے فراہ کے واپس لینے پر چہڑائی کی اور اسد اللہ خان کیساتھہ مابین فراہ زمین د اور بمقام دلارام لڑائی ہوئی اسد اللہ خان قتل ہوا - محمود غلزی قتل اسد اللہ خان کو غنیمت اور تسخیر قلعہ کو دشوار سمجھکر قندہار کو واپس گیا - چند روز کے بعد محمد زمان خان ابن دولت خان نے عبد اللہ خان کو قید کرکے زہر سے ہلاک کیا - اور خود ابدالیون کا سردار ہوکر ہرات پر متصرف ہوا - شاہ ایران نے صفی قلیخان ترک اوغلی کو لشکر جرار کے ساتھہ ہرات پر روانہ کیا - زمان خان کی اور صفی قلیخان کی میدان کافر قلعہ مین لڑائی ہوئی صفی قلیخان مارا گیا - جسکے باعث اقتدار زمان خان کا بہت بڑہ گیا ۱۷۲۲ء مین زمان خان نے مشہد پر قبضہ کرنا چاہا مگر افسوس کہ عین عروج کے وقت خان محمد خان وغیرہ پسران عبد اللہ خان نے زمان خان کو قتل کردیا - دو فرزند زمان خان کے ذوالفقار خان اور احمد خان تھے - ذوالفقار خان تو جان بچاکر شوراپک کو چلا گیا - اور احمد خان کو بوجہ خردسالی کے اوسکی والدہ نے بذریعہ حاجی اسمعیل غلزی سبزوار و فراہ کی طرف

بھیجکر پوشیدہ کرا یا۔

سنہ ۱۱۳۵ھ کو افاغنہ ہرات نے ذوالفقار خان کو شوراپک سے بلا کر ہرات مین اپنا سردار مقرر کیا۔ مگر جان محمد خان فرزند عبد اللہ خان نے حکومت ہرات کے لئے جھگڑا کیا افاغنہ ہرات نے دونوں کو علیحدہ کرکے اللہ یار خان۔ فرزند عبد اللہ خان کو حاکم ہرات مقرر کیا۔ مگر عبد الغنی الکوزی نے ذوالفقار خان فرزند زمان خان کو بلایا۔ دونون مین چھ مہینے تک لڑائی ہوتی رہے۔ آخر اس بات پر صلح ہوئی کہ ذوالفقار خان حاکم فراہ اور اللہ یار خان حاکم ہرات مقرر ہوا۔

اسی اثناء مین نادر شاہ نے ہرات پر چڑھائی کی اللہ یار خان نے کچھ عرصہ لڑکر صلح کرلی ذوالفقار خان فرزند زمان خان نادر کی ہرات پر یورش کا حال سنکر اللہ یار خان کی مدد کو آیا۔ پہلے تو اللہ یار خان معاہدہ صلح کو جو نادر سے ہوا تھا بالائے طاق رکھکر شمول ذوالفقار خان نادر سے لڑنے کو تیار ہوا۔ مگر پھر نادر سے صلح کرلی نادر نے اللہ یار خان کو حاکم ہرات مقرر کیا۔ ذوالفقار خان اوسوقت تو طرح دیکر فراہ کو چلا گیا۔ مگر سنہ ۱۱۴۲ھ کو پھر ہرات پر چڑھ آیا اللہ یار خان ہرات سے بیدخل ہو کر مشہد مقدس نادر کی حمایت مین چلا گیا۔ ذوالفقار خان نے سنہ ۱۱۴۳ھ کو مشہد مقدس پر چڑھائی کی ابراہیم برادر نادر مشہد سے نکلکر مقابل ہوا۔ مگر شکست کھاکر مشہد

مین چلا گیا۔ ذوالفقار خان نے کچھ دن تو مشہد کا محاصرہ رکھا مگر پھر محاصرہ اوٹھا کر
فراہ کو واپس چلا گیا یہان پہونچکر اشرف غلزی سے لڑائی ہوئی جسمین ذوالفقار خان
معہ اپنے برادر خورد احمد خان (احمد شاہ درانی) کے گرفتار ہوکر قیدخانہ قلعہ قندہار مین قید ہوا
مولف۔ اس زمانہ مین ایک حصہ افغانستان کا میدان کارزار بنا ہوا تھا
جسمین تین مبارز باہم نبرد آزمائی کرکر اپنی طاقت کو گھٹا رہے تھے یا بالفاظ دیگر نادر کے
لئے افغانستان کا راستہ صاف کر رہے تھے۔

ا۔ غلزی۔ محمود اشرف شاہ حسین یکے بعد دیگرے جسمین سے اول الذکر نے
اصفہان پائے تخت ایران کو فتح کر لیا تھا

۲۔ دوابدالی ایک اللہ یار خان۔ فرزند عبداللہ خان دوسرا ذوالفقار خان
فرزند زمان خان جنہون نے ہرات و فراہ پر حکومت قایم کی تھی اور باہم چچازاد بھائی تھے
اگرچہ تینون افغان اور باہم بنی عم تھے مگر ایکدوسرے کے خون کے پیاسے تھے
انجام یہ ہوا کہ نادر کی بلند اقبالی تے ان تینون کو آپسمین لڑا کر کمزور کر دیا۔ بلکہ اللہ یار خان
تو اپنے بھائی ذوالفقار خان کا ساتھ چھوڑ کر نادر کا خیرخواہ بنکر نادر کی ترقی طاقت کا
باعث ہوا۔

شیر شاہ سوری سچ کہا کرتا تھا کہ افغانون مین اگر اتفاق ہو تو کوئی قوم بہادری اور شمشیر زنی

مین اونکی حریف نہین ہوسکتی مگر اتفاق کہان۔ اگر اتفاق ہوتا تو نادر کی مجال نہ تھی
کہ افغانستان کی طرف موںہہ کرتا اور یہ بات نادر کے طریق عمل سے ظاہر ہے
کہ جب تک تینون کمزور نہو گئے نادر نے افغانستان پر بڑہنے کا ارادہ
نہین کیا اور ادہر اودہر لڑتا بہرتا پھرا۔

غرضکہ نادر مشہد پر آیا۔ اور وہان سے آکر ہرات کا محاصرہ کیا۔ جسکو دس مہینے
مین فتح کرسکا ہرات کو فتح کر کے ابدالیون کو ایران و ملتان مین جلاوطن کردیا۔ اور
بہت سے ابدالیون کو جبراً اپنی فوج مین بہرتی کر کے شہر داعستان پر چڑہائی کی گیارہ
مہینے تک اوسکا محاصرہ رہا۔ ایکروز داعستان سے توپ کا گولہ سراپردہ نادری
مین گرا۔ نادر اوسوقت کہانا کہا رہا تہا کہ اوسکے صدمہ سے مٹی اوڑ اکر کہانے
مین گری نادر نے آشفتہ ہوکر سرداران ابدالی کو حکم دیا کہ اگر چوبیس گہنٹہ کے اندر داعستان
فتح نہوا تو تم سب قتل کئے جاؤ گے۔ نادری حکم سنکر عبدالغنی خان علیکوزی۔
نور محمد خان غلزی۔ حاجی جمال خان محمدزی بارکزی۔ خانو۔ دمانوزی ابدالیون
نے بشمول دیگر سرداران قوم ابدالی شہر مذکور پر حملہ کیا اور بہادرانہ متواتر حملون سے
شہر مذکور کو اندر میعاد فتح کرلیا۔ سرداران ابدالی نے جب نادر کو مژدہ فتح سنایا
تو اوس نے خوش ہوکر کہا مانگو کیا مانگتے ہو۔ اونہون نے کہا کہ ہماری قدیمی

زمینیں ہمکو غلزیوں سے دلوادی جائیں اور جو ابدالی کہ جلاوطن ہو کر ایران میں بھیجے گئے ہیں اونکو واپس بُلایا جاوے۔ نادر نے اس استدعا کو منظور کیا۔ اور داغستان سے سبزوار گیا۔ یہاں اللہ یار خان ابدالی مارا گیا۔ سبزوار سے نادر قندہار کیطرف متوجہ ہوا ۱۱۵۰ھ میں قلعہ قندہار کا محاصرہ کیا۔ شاہ حسین غلزی نے اطاعت قبول کر کے قلعہ قندہار حوالہ کیا۔ ذوالفقار خان و احمد خان (احمد شاہ) دونوں بھائیوں نے شاہ حسین غلزی کی قید سے رہائی پائی بعد فتح قندہار نادر نے حکم دیا کہ شاہ حسین غلزی معہ اہل و عیال مازندران میں جا کر آباد ہو۔ اور غلزی کی دونوں شاخیں ہوتک و توخی ہرات میں اور ابدالی ہرات سے اور نیز ایران سے جہان جلاوطن کئے گئے ہیں واپس آکر قندہار میں آباد ہوں ذوالفقار خان و احمد خان (احمد شاہ) دونوں بھائیوں کو نادر نے حاجی اسمعیل خان علیکوزی کی معرفت بلا کر اونپر نوازش فرمائی اور فوج مازندران کا سپہ سالار بنا کو مازندران کو بھیجدیا۔ وہان ذوالفقار خان کا انتقال ہو گیا۔ اور احمد خان (احمد شاہ) وہاں سے واپس آیا۔ نادر نے اسکو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا۔ اور قندہار کہنہ کو مسمار کر کے اسکے پاس اپنے نام پر نادر آباد آباد کیا۔ حکومت قندہار عبدالغنی خان علیکوزی کو عطا کر کے کابل کو روانہ ہوا۔ کابل کو فتح کرتا ہوا۔ درہ خیبر میں پہونچا۔ ناصر خان

صوبہ کابل جو پشاور مین رہتا تھا۔ افاغنہ یوسف زئی کو متفق کر کے نادر کا
سدراہ ہوا۔ نادر ملک سرور ایک افغان کی رہنمائی سے اوس راستہ سے
گذر کر جس سے تیمور گذرا تھا ناصر خان کی فوج کے پیچھے آگیا اس صورت مین
ناصر خان کو بجز لڑائی کے چارہ نہ تھا۔ آخر لڑکر گرفتار ہوا لیکن پہر نادر نے اوسکو
اپنی طرف سے صوبہ کابل مقرر کیا۔ ۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ء نادر نے دہلی مین پہونچکر قتل عام کیا۔
اور سات کروڑ کی لاگت کا تخت طاوس لیکر اور اپنے فرزند ناصر مرزا کی شادی
دختر یزدان بخش فرزند داود بخش تیموری سے کر کے ہندوستان سے چلا آیا
کچھہ عرصہ کے بعد جب سفر خوارزم سے داغستان مین آیا تو وسوسون اور توہمات
نے بجاے ضبط و استقلال کے طبیعت پر غلبہ پایا اور اپنے نور نظر رضا قلی مرزا کو
بقول مرزا مہدی میر منشی۔ از نظر انداخت دیدہ جہان بین اورا۔ از بینائی عاطل ساخت
مگر پہر اس فعل ناروا کے اثر سے آشفتہ مزاج ہو کر بیرحمی اور سفاکی پر مایل ہوا۔ ہزارون
بے گناہون کو قتل کراتا۔ اونکے سرون سے کلہ مینار چنواتا ایکروز کرمان مین بے
گناہون کے سرون سے کلہ مینار چنوایا۔ چننے والے نے اطلاع دی کہ کلہ مینار
تیار ہے۔ صرف ایک سر کی کسر ہے نادر نے یہ سنکر حکم دیا کہ اسی کا سر کاٹ کے
کلہ مینار کو پورا کیا جاوے۔ غرضکہ اِن کامون سے امرا و اہالیان فوج کے دل

برگشتہ ہوگئے۔ نادر نے اِن فسادون کا باعث قزلباشون کو سمجھکر بخلاف اونکے افغانون پر اعتبار کرکے مہربانی کرنے لگا۔ اِس سے قزلباش اور بھی بگڑ گئے اور نادر کے مارنیکا مصمم ارادہ کرکے موقعہ کے منتظر رہنے لگے۔ ایکروز نادر کا مقام فتح آباد مین ہوا تو محمد خان قاجار ایروانی۔ موسی بیگ افشار خلجانی کوچہ بیگ افشار ایبوادی محمد قلیخان افشار کشکچی باشی (نگھبان) نے اور محافظان سراپردہ نادری سے سازش کرکے بتاریخ ۱۱ جمادی الاول ۱۱۶۰ھ رات کو سوتے ہوئے نادر کو قتل کر دیا اور سر اوسکا افغانون کے قیام گاہ مین پہنکدیا آ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

شبنگہ سر تخت و تاراج داشت — سحر گہ نہ تن سر نہ سر تاج داشت

بیک گردشِ چرخ نیلوفری — نہ نادر بجا ماند نے نادری

صبح کو احمد خان (احمد شاہ) باتفاق افغانون اور اوزبکون کے قزلباشون سے لڑا۔ اور اونکو شکست دیکر اردوے نادری کو لوٹ کھسوٹ کے قندہار کو چلدیا راستہ مین ناصر خان صوبہ کابل خزانہ نادر کے پاس لئے جاتے ہوئے ملا۔ احمد خان نے لڑکر خزانہ اوس سے چھین لیا۔ جب متصل قندہار کے پہونچا تو صابر شاہ مجذوب نے مٹی کا چبوترہ بنا کر اوسپر احمد خان کو بیٹھایا۔ اور سبز گھانس

سر پر رکھکر کہا کہ تو بادشاہ درانی ہوا - احمد خان مجذوب کی بڑ کو نیک فال سمجھکر آگے بڑہا افغانان ابدالی موجودہ قندہار نے جب سنا کہ احمد خان قندہار کو آرہا ہے تو وہ پیشوائی کر کے احمد خان کو قندہار مین لے گئے اور اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔

احمد شاہ درانی

سنہ ۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء مین احمد شاہ درانی نے تخت افغانستان پر جلوس فرمایا۔ سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کر کے لقب احمد شاہ درانی اختیار کیا۔ سکہ پر یہ سجع مسکوک تھا

حکم شد از قادر بیچون باحمد بادشاہ سکہ زن بر سیم وزر از اوج ماہی تا بماہ

اسی سال بغرض فتح کابل وتنبیہ ناصر خان صوبہ کابل روانہ ہوا - غزنی وکابل کو فتح کرتا ہوا جلال آباد مین پہونچا - یہان عبد الصمد خان محمد زئی رئیس دوآبہ ہشت نگر جو ضلع پشاور مین ذی وقعت زمیندار تھا - ناصر خان سے بہاگ کر احمد شاہ درانی کے پاس حاضر ہوا - احمد شاہ درانی جلال آباد سے پشاور مین پہونچا - ناصر خان نے مقابلہ کرنا چاہا مگر جب دیکھا کہ تمام افغان اپنے قومی بادشاہ کے ہوا خواہ ہین تو وہ پشاور سے چھچھ ضلع راولپنڈی مین بہاگ گیا - شاہ درانی کے حکم سے سپہ سالار حیات خان نے ناصر خان کا تعاقب کیا اور اوسکو چھچھ ہزارہ سے

لاہور کی طرف نکالدیا - احمد شاہ درانی جب نظم و نسق ممالک افغانستان سے فارغ ہوا - تو اوس سے ہندوستان پر حملے شروع کئے -

پہلا حملہ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء کو احمد شاہ درانی بارہ ہزار سوار لیکر لاہور مین آیا - یہان شاہ نواز خان فرزند ذکریا خان محمد شاہ بادشاہ دہلی کی طرف سے صوبہ لاہور و ملتان تھا - وہ احمد شاہ کے مقابل ہوا اور شکست کھائی احمد خان نے شہر لاہور مین داخل ہو کر شہر کو غارت کیا اور مال و اسباب شاہنواز خان پر متصرف ہو کر عازم دہلی ہوا - محمد شاہ بادشاہ دہلی نے آمد آمد شاہ درانی کی سنکر اپنے فرزند احمد شاہ کو معہ وزیر الممالک قمر الدین خان و صفدر جنگ ابو المنصور خان و راجہ ایسری سنگہ فرزند راجہ جے سنگہ والی جے پور کو لشکر جرار کے ساتھہ روانہ پنجاب کیا - راستہ مین آلا سنگہ والی پٹیالہ - و جمال خان رئیس مالیر کوٹلہ - لشکر بادشاہی کے شامل ہو گئے - جب یہ لشکر زیر حکم شہزادہ احمد شاہ سرہند مین پہونچا تو وزیر الممالک قمر الدین خان نے بھاری بھاری اسباب یہان چھوڑا - اور عبد اللہ خان و فیض اللہ خان فرزندان نواب علی محمد خان [۵۱]

[۵۱] اس تاریخ مین ناظرین کی نظر سے گذریگا کہ جب قمر الدین خان وزیر الممالک نے نواب علی محمد خان کو صوبہ سرہند مقرر کیا اوسوقت مصلحتاً آپکے دو فرزند عبد اللہ خان و فیض اللہ خان کو بطور یرغمال رکھہ لیا تہا جب وزیر الممالک دہلی سے بمقابلہ شاہ درانی روانہ ہوا تو ان دونوں کو بھی ہمراہ لے آیا تہا سرہند مین پہونچکر اونکو قلعہ کی حفاظت کے لئے چھوڑا - شاہ درانی نے جب سرہند کو فتح کیا تو اون کو ہمراہ خود مالو پور کو لے گیا - اور وہان سے قندہار -

کو قلعہ کی حفاظت پر مقرر کیا شہزادہ احمد شاہ معہ تمام لشکر کے آگے بڑہا - جب ستلج کے کنارہ ماچھی واڑہ کے گھاٹ پہونچا - اودہر سے شاہ درانی بالا بالا لودہانہ ہوتا ہوا - ۱۳ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو سرہند مین آگیا - اور یہ عجیب صورت واقعہ ہوئی کہ مشرقی لشکر مغربی - اور مغربی مشرقی ہوگیا شاہ درانی نے شہر مین پہونچکر اوسکو لوٹا قلعہ مین جو اسباب کہ وزیر الممالک قمر الدین خان چھوڑ گیا تھا - اوسپر تصرف کر کے اور عبد اللہ خان وفیض اللہ خان فرزندان نواب علی محمد خان کو ساتھ لیکر انبالہ کی طرف روانہ ہوا - شہزادہ احمد شاہ شاہ درانی کے آنے کا حال سرہند مین سنکر انبالہ کی طرف واپس آیا - مالوپور کے مقام جو سرہند سے ۶ کوس بجانب انبالہ ہے - دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہوا - ۱۵ ربیع الاول کو لڑائی شروع ہوئی - ۲۲ - ربیع الاول روز جمعہ سن الیہ کو وزیر الممالک قمر الدین خان[۵۱] اپنے خیمہ مین نماز اشراق

[۵۱] وزیر الممالک قمر الدین خان انکے والد محمد امین خان خواجہ احرار علیہ الرحمتہ کی اولاد مین تھے بعہد عالمگیر توران سے ہندوستان مین آئے اور بتدریج منصب ہفت ہزاری پر فایز ہوئے - جب محمد شاہ بادشاہ ہوئے تو محمد امین خان وزیر - اور اونکے فرزند قمر الدین خان میر بخشی ہوئے بعد انتقال محمد امین خان کے نظام الملک آصف جاہ وزیر ہوئے اور جب وہ دکھن کو چلے گئے تو قمر الدین خان وزیر ہوئے اور ۱۱۶۱ھ کو بمقام مالوپور احمد شاہ درانی کی لڑائی مین مارے گئے - اِن کے فرزند میر منو معین الملک تھے جو صوبہ لاہور مقرر ہوئے اور ان کے فرزند میر مومن تھے جنکو احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور مقرر کیا اور جو چند روز کے بعد فوت ہوگئے -

سے فارغ ہوکر وظیفہ مین مصروف تھا کہ شاہ درانی کے لشکر سے گولہ توپ کا آکر وزیر الممالک کے لگا۔ اور اوسیوقت کام تمام ہوگیا۔ وزیر الممالک کے مرتے ہی راجہ ایسری سنگہ کے پانون اوکھڑ گئے اور وہ معہ بارہ ہزار راجپوتون کے بجے پور مین پہونچا۔ مگر شہزادہ احمد معین الملک میر منو فرزند وزیر الممالک قمر الدین خان مرحوم و صفدر جنگ[۵۱] قائم رہکر جوہر شجاعت دکہاتے رہے۔ میر منو نے

---

[۵۱] صفدر جنگ ان کا نام محمد مقیم اور لقب صفدر جنگ ہے نواب برہان الملک سعادت خان کے ہمشیرہ زادہ اور داماد اور جعفر علیخان کے فرزند تھے۔ چونکہ صفدر جنگ برہان الملک کے قایم مقام ہوئے اسلئے پہلے برہان الملک کا اور پہر صفدر جنگ اور ان کی اولاد کا حال عرض کرونگا۔

نواب برہان الملک سعادت خان کا نام نامی محمد امین ہے ان کے والد نصیر سادات مرتضوی نیشاپوری سے بعہد بہادر شاہ (۱۱۱۸ لغایتہ ۱۱۲۴) دہلی مین آئے۔ فرخ سیر کے عہد (۱۱۲۴ لغایتہ ۱۱۳۱) مین مدارج ترقی پر قدم رکہا۔ اور ابتدائے عہد محمد شاہ (۱۱۳۱) مین منصب ہفت ہزاری اور صوبہ اکبر آباد پر نائز ہوئے اور پہر صوبہ دار اودہ ہوئے۔ زمیندار ان سرکش اودہ کو تلوار سے سیدہا کیا۔ ۱۱۵۱ کو جب آمد آمد نادر کا شور بلند ہوا تو محمد شاہ نے ان کو اودہ سے بلا کر اپنے ساتہ لیا۔ اور بمقابلہ نادر عازم بجانب لاہور ہوئے بمقام کرنال دونون لشکرون کی مڈبہیڑ ہوئی۔ برہان الملک نے خوب جوہر شجاعت دکہائے جس پر نادر کو بہی تعجب ہوا۔ اتفاقاً اثنائے جنگ مین برہان الملک کی سواری کے ہاتہی کو ان کے بہتیجے شمشیر جنگ کی سواری کا مست ہاتہی ڈہکیل کر نادر کے لشکر مین لے گیا۔ وہان جاکر گرفتار ہوئے۔ لیکن پہر مورد عنایت ہوئے نادر نے خلعت فاخرہ عطا کرکے ان کے ذریعہ محمد شاہ سے صلح کرلی۔ بعد صلح کے جب دونون بادشاہ دہلی مین آئے تو برہان الملک نے ۹ ذالحجہ ۱۱۵۱ھ کو لاولد انتقال کیا۔

صفدر جنگ برہان الملک کے قایم مقام صوبہ دار اودہ ہوئے ۱۱۶۱ کو شاہ درانی کے

بحصول انتقام اپنے باپ کے حملے مردانہ کئے اسی اثناء مین شاہ درانی کے میگزین کو آگ لگی جس سے بہت مردمان فوج کا سخت نقصان ہوا اسلئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ - پنجاب سے اسطرف آنے پر محمد شاہ نے اپنے فرزند شہزادہ احمد شاہ کو بجانب لاہور بھیجا - اور ہمرکاب وزیر الممالک قمر الدین خان اور صفدر جنگ کو بھیجا - مانوپور کے مقام متصل سرہند کے دونون لشکرون مین جنگ شروع ہوئی - وزیر الممالک قمر الدینخان کام آئے - صفدر جنگ اور میر منو فرزند وزیر الممالک تردد مردانہ کرتے رہے - اتفاقاً شاہ درانی کے میگزین مین آگ لگی اور وہ کسیقدر نقصان اٹھا کر واپس ہوئے شہزادہ احمد بھی واپس آئے مقام کرنال مین خبر انتقال محمد شاہ پہونچی - صفدر جنگ نے چتر شاہی شہزادہ کے سر پر ہلایا - احمد شاہ نے دہلی پہونچکر خلعت وزارت صفدر جنگ کو عطا کیا وزیر ہوتے ہی افغانان کٹھیر - فرخ آباد وغیرہ کے استیصال پر کمربندہی جسکا سبب یہ تھا کہ انکو اپنے صوبہ کے متصل اقتدار افغانونکا گوارا نہ تھا اسلئے پہلے سند کٹھیر قطب الدین خان کو دیکر اوسکو قتل کرادیا - اسکے بعد سند ملک کٹھیر نواب قایم خان بنگش رئیس فرخ آباد کو دیکر نواب سعد اللہ خان فرزند - نواب علی محمد خان وحافظ الملک سے انکو قتل کرایا بعد قتل نواب قایم خان کے صفدر جنگ نے قایم خان کے ملک پر طمع کی باستثناے فرخ آباد و اور بارہ دیہات کے تمام ملک ضبط کرلیا - اور اپنے نایب نول رائے کو انتظام کے لئے چھوڑ کر واپس دہلی آئے سنہ ۱۱۶۲ کو افغانان کٹھیر فرخ آباد مئو وغیرہ نے نول رائے کو قتل کردیا صفدر جنگ نے یہ حال سنکر فوج شاہی - اور فوج راجہ سورج مل والی بھرت پور کی لیکر کٹھیر پر یورش کی - مگر بہت سے ہمراہیون کو قتل کراکر اور خود زخمی ہوکر واپس آئے - سنہ ۱۱۶۳ بارہ ملہار ہلکر اور جیا جی اپا وغیرہ سندھیا کو پچیس پچیس ہزار روپیہ اور راجہ سورج مل کو ۱۵ ہزار یومیہ دینا کرکے ان کے ساتھ کٹھیر مین آئے افغان کٹھیر فرخ آباد وغیرہ نے جیسے بنا صلح کرلی صلح کے بعد

شاہ درانی ۲۸ ربیع الاول ۱۱۷۴ھ ۱۷۶۱ع کو قندہار واپس گیا۔

دوسرا حملہ ۱۱۷۵ھ ۱۷۶۲ع مین شاہ درانی ہندوستان پر متوجہ ہوا۔ جب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۔ صفدر جنگ دہلی واپس آئے اور باہم ان کے اور عماد الملک کے ان بن ہوئی اور وہان سے اپنے صوبہ اودہ کو چلے آئے یہان آکر ۱۷۵۹ع مین فوت ہوئے نعش ان کی دہلی مین لیجا کر دفن کی گئی۔

شجاع الدولہ بعد انتقال صفدر جنگ مسند نشین ملک اودہ ہوئے۔ اُنھون نے انگریزون سے بگاڑ کر آمدنی ملک پر حکمرانی انگریزون کی قایم کی۔ حافظ الملک اور اوسکی اولاد کو قتل و برباد کیا۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو وفات پائی ان کے فرزند آصف الدولہ جانشین ہوئے ان کی فیاضی مشہور ہے۔ انہین کے عہد مین شہر لکھنو کو رونق حاصل ہوئی۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ کو انتقال ہوا۔ ملا محمد نعیم اصفہانی نے تاریخ وفات موزون کی جو لوح مرقد پر کندہ ہے

گلشن عشرت بتاراج خزان رفت ای ندیم	شامہ استشمام حسرت مے نماید از نسیم
لکھنو بے آصف است و آسمان بی آفتاب	شہر یونان بے مسیح و طور سینا بے کلیم
دار و آصف عشرتے در صحن آصف باغ خلد	انبیا ہمدم سلیمان ہمنشین آصف ندیم
نقد رحمت در کنار و فرد بخشش در بغل	عاصیان را جنس غفاریست عطای کریم
نقش بند کاف و نون بر تربت آصف نوشت	ہہنا روح و ریحان و جنات النعیم ۱۲۱۲ھ

وزیر علیخان متبنی آصف الدولہ جانشین ہوئے مگر ارکان دولت نے ظاہر کیا کہ وہ فرزند آصف الدولہ نہین ہے۔ اسپر وزیر علیخان معزول ہو کر بنارس بھیجے گئے۔ تین لاکھ روپیہ

دائرہ دولت لاہور مین پہونچا - اسوقت یہان معین الملک میر منو فرزند وزیر الممالک
قمر الدین خان مرحوم صوبہ لاہور و ملتان تھا وہ مقابل ہوا - مگر تہوڑی دیر لڑکر مغلوب ہوا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۶ - سالانہ گذارہ کے لئے مقرر ہوا - یہان سے کلکتہ بہیجے گئے وہان چیری صاحب کو قتل کر کے جے پور پہونچے والی جے پور نے گرفتار کر کے انگریزون کے حوالہ کیا بعد معزولی وزیر علیخان - سعادت علیخان فرزند شجاع الدولہ ۳ شعبان ۱۲۱۲ھ کو مسند نشین ہوئے اور ۲۳ ماہ رجب ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۴ء کو زہر سے ہلاک ہوئے ان کے فرزند غازی الدین حیدر ۱۵ - ذالحجہ ۱۲۳۵ھ ۱۸۱۹ء کو مسند نشین ہوئے انہون نے ایک کروڑ روپیہ بشرح سود فیصدی پانچ روپیہ سرکار کمپنی مین داخل کر کے وثیقہ کرایا - جسکا سود لاللعہ ۵ ۱/ ۸ پائی ابل وثیقہ کو ملتا ہے انہون نے ۲۷ - ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو انتقال کیا -

نصیر الدین حیدر جانشین ہوئے اور ۳ - ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو انتقال ہوا - رفیع الدین حیدر عرف منا جان کے لئے کوشش جانشینی ہوئی - مگر محروم رہے اور محمد علی - فرزند سعادت علیخان مسند نشین ہوئے ۸ برس کے بعد ۵ - ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ کو فوت ہوئے -

محمد امجد علی شاہ جانشین ہوئے - ۲۶ صفر ۱۲۶۳ھ کو فوت ہوئے -

واجد علیشاہ خاتم روسا اودہ جانشین ہوئے اور انکی بد انتظامی سے ملک اودہ پر گورنمنٹ انگریزی کا قبضہ ہوا - محمد واجد علیشاہ - ۸ - فروری ۱۸۵۶ھ کو بغرض استغاثہ عازم کلکتہ و انگلستان ہوئے - کلکتہ پہونچکر خود وہان رہے اور ۱۳ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء کو جناب عالیہ متعالیہ والدہ واجد علیشاہ سلطان عالم اور مرزا اسکندر حشمت بہادر اونکے بھائی اور مرزا ولیعہد محمد حامد علیخان اُنکے فرزند عازم انگلستان ہوئے جب یہ انگلستان پہونچے تو ان کی

پھر بذریعہ وزیر ولی خان بامی زئی شاہ درانی سے عذر معذرت کر کے صلح کر لی شاہ درانی نے اپنی طرف سے حکومت لاہور اس اقرار سے عطا کی کہ زر مالگذاری چار محال - سیالکوٹ - گجرات - اورنگ آباد پرسرور شاہ درانی کو ادا کرتا رہے گا - اسکے بعد قندہار کو واپس چلا گیا -

تیسرا حملہ ۱۱۶۵ھ ۱۷۵۱ء کو احمد شاہ درانی نے ہندوستان کا رخ کیا - لاہور پہونچنے پر معین الملک میر منو پھر مقابل ہوا - ایکی دفعہ چار مہینے تک لڑتا رہا - آخر مغلوب ہوکر شاہ درانی کی خدمت مین حاضر ہوگیا - شاہ درانی اپنی طرف سے معین الملک میر منو کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کر کے قندہار چلا گیا -

۱۱۶۷ھ ۱۷۵۳ء کو میر منو نے گھوڑے سے گر کر انتقال کیا - شاہ درانی نے قندہار سے اوسکی جگہہ اوسکے فرزند میر مومن کو بسر براہی اوسکی والدہ کے مقرر کیا - چند روز کے بعد میر مومن کا بھی انتقال ہوگیا اوسکی والدہ حکمران

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷ - بدقسمتی سے ہندوستان مین غدر ہوا جیسی کہ سکنای لندن کو اوسکی ہمدردی تھی ویسے ہی نفرت ہوگئی لندن سے ناامید ہوکر جناب عالیہ متعالیہ معہ اپنے فرزند و مرزا اسکندر حشمت بارادہ حج بیت اللہ عازم ہوئے پیرس مین پہونچکر جناب عالیہ متعالیہ نے ۲۶ جمادی الثانی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء اور پندرہ روز کے بعد اُن کے فرزند مرزا اسکندر حشمت نے انتقال کیا انکی وفات سے اہل پیرس کو بھی ملال ہوا ولیعہد بہادر ۲۷ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۵۹ء کو کلکتہ مین واپس تشریف لائے واجد علیشاہ نے بھی رنج و الم سے نجات پائی

رہی عماد الملک نے اہلیہ میر منو یا اپنی ہوسانی کو قید کرکے حکومت لاہور۔ ادینہ بیگ
خان کو بادائے بیس لاکھ روپیہ پیشکش حوالہ کی۔

چوتھا حملہ سنہ ۱۱۷۰ھ مطابق ۱۷۵۷ء کو احمد شاہ درانی نے یہ سنکر کہ عماد الملک نے میر منو کی
زوجہ کو قید کرکے حکومت لاہور ادینہ بیگ خان کو دیدی ہے ہندوستان
پر توجہ کی۔ شاہ درانی کے آنے پر آدینہ بیگ خان۔ ہانسی حصار کو بھاگ
گیا شاہ درانی لاہور سے چلکر سونی پت میں پہونچا۔ دوسرے دن بروز جمعہ سنہ ۱۱۷۰ھ کو
دہلی میں داخل ہوا۔ عماد الملک نے استقبال کیا۔ پہلے تو عماد الملک اپنی
ناروا حرکت سے جو اوس نے اپنی ہوسانی کی نسبت کی تہی معتوب ہوا مگر پھر
بسفارش اوسی دکھیا بیوہ کے قصور معاف ہوا۔ اور بہ تحریک وزیر ولی خان
بامی زی بادائے پیشکش عہدہ وزارت پر قایم رہا۔ شاہ درانی نے دہلی میں داخل
ہوکر عالمگیر ثانی سے ملاقات کی اور پھر روپیہ وصول کرنے پر متوجہ ہوا
شاہ درانی نے ایک مہینے دہلی میں قیام کیا۔ اس عرصہ میں اپنے فرزند تیمور شاہ کا
نکاح دختر عزیز الدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی سے کیا۔ اس سے فارغ
ہوکر سورجمل راجہ بھرتپور پر چڑہائی کی پہلے اسکے قلعہ بلب گڈہ کو فتح کیا اور قلعہ کے تمام
محافظون کو قتل کردیا۔ یہان سے وزیر ولی خان کو مقدمۃ الجیش بناکر شہر متہرا کو جا لوٹا

وہان سے آگرہ آیا - مگر یہان قدیمی قلعہ دار سیف اللہ بیگ نے ایسے گولے مارے کہ کسیکو قلعہ کے پاس نہ پھٹکنے دیا - شاہ درانی نے دیگر قلعہ جات راجہ سورجمل کی تسخیر پر خانجہان خان اپنے سپہ سالار کو مامور کیا - اسی اثناء مین لشکر درانی مین وبا پھیلی شاہ درانی قندھار جانے پر مجبور ہوا - آگرہ سے دہلی آیا - تو تالاب مقصود آباد پر جو دہلی کے متصل ہے عالمگیر ثانی نے ملاقات کی اور عمادالملک کی بہت کچھ شکایت کی شاہ درانی نے نواب نجیب الدولہ کو امیرالامرا بنا کر عالمگیر ثانی کی حمایت کی تاکید کی

* عمادالملک لقب اور میر شہاب الدین نام ہے - آپ امیرالامرا میر محمد پناہ کے فرزند اور آصف جاہ قمرالدین خان فیروز جنگ مورث اعلی روساء حیدرآباد کے پوتے اور اعتمادالدولہ قمرالدینخان وزیر محمد شاہ کے نواسے ہین چونکہ ذکر خیر روساء عالیشان حیدرآباد کا اس ناچیز تاریخ مین آگیا ہے لہذا سلسلہ نسب صرف عابد خان سے معہ مختصر حالات کے ذیل مین عرض کرتا ہون -
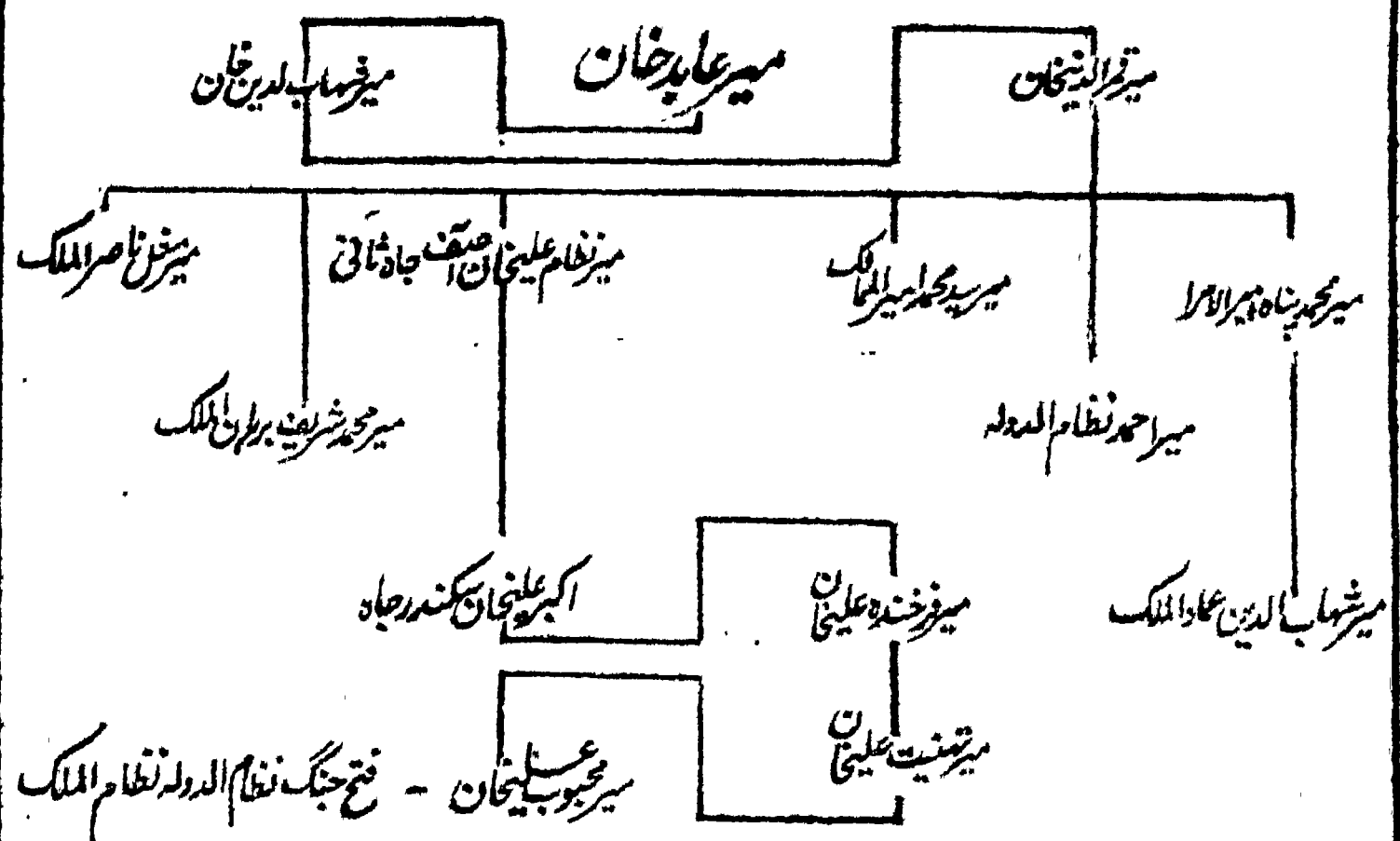
ملکہ زمانی دختر فرخ سیر بیگم محمد شاہ نے اور نیز دوسری بیگم محمد شاہ صاحبہ محل نے جسکے بطن سے ایک دختر محمد شاہ کی تھی عالمگیر ثانی - اور عماد الملک کی حکومت سے شاہ درانی کے ساتھ چلا جانا مصلحت سمجھا اور محمد شاہ کی دختر کا نکاح شاہ درانی سے کر دیا - شاہ درانی دونوں بیگمات کو ساتھ لیکر عازم قندھار ہوا لاہور مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹ - عابد خان اکابر سمرقند اولاد حضرت شہاب الدین سہروردی اور وہ اولاد حضرت ابوبکر صدیق (رض) کے تھے بعہد شاہجہان بادشاہ دہلی مین آکر شہزادہ اورنگ زیب کی خدمت گزینون مین داخل ہوئے - جب شہزادہ اورنگ زیب اورنگ آرائے سلطنت ہوئے تو عابد خان کو بتدریج منصب پنجہزاری عطا فرمایا اور دوبارہ منصب صدارت کل پر فایز ہوئے ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو محاصرہ قلعہ گولکنڈہ مین بصدمہ گولہ توپ رہگرائے عالم بقا ہوئے - آپکی شادی دختر سعد اللہ خان وزیر شاہجہان سے ہوئی تھی - جنکے بطن سے میر شہاب الدین پیدا ہوئے - ان کو پیشگاہ عالمگیر بتدریج منصب ہفت ہزاری اور خطاب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ عطا ہوا ۱۰۹۶ھ مین عالمگیر نے اپنے فرزند اعظم شاہ کو تسخیر بیجاپور کے لئے روانہ کیا وہان پہونچنے پر اعظم شاہ مع لشکر حاکم بیجاپور کی فوج کے حصار مین آگیا - جسکے باعث فوج نایابی غلہ کے باعث فاقون مرنے لگی میر شہاب الدین نے بہت کوشش اور جانفشانی سے غلہ لشکر اعظم شاہ مین پہونچایا جسکے باعث فوج کے تن بیجان مین جان آئی - اعظم شاہ نے اس قابل قدر خدمت سے خوش ہو کر انکو ہاتھون پر اوٹھا لیا - ملبوس خاص عطا کر کے مورد تفضلات فرمایا جب اس کارنمایان کی اطلاع عالمگیر کو پہونچی اونہون نے سنتے ہی آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھا کر

اپنے فرزند تیمور شاہ اور خانجہان خان سپہ سالار کو چھوڑ گیا۔ خانجہان خان نے
بصلاح شہزادہ تیمور آدینہ بیگ خان کو جو لکی جنگل مین چھپا ہوا تھا استمالت کر کے
سند حکومت دوآبہ جالندہر اس خیال سے عطا کی کہ وہ طرز حکومت اس ملک
سے واقف تھا۔ آدینہ بیگ خان بعد ورود سند دوآبہ جالندہر مین آکر انتظام ملک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱۔ کہا کہ جس طرح شہاب الدین کی کوشش سے آبروے چغتائی قایم رہی
اسیطرح حافظ حقیقی شہاب الدین کے عیال و اطفال کی عزت بچائے اور خود اوسیوقت برہانپور
سے سوار ہو کر بیجاپور پہونچے آخر قلعہ بیجاپور سنہ ۱۰۹۷ھ مین بسعی میر شہاب الدین فتح ہو گیا۔ عالمگیر نے
وقایع نویس کو۔ وقایع فتح قلعہ بیجاپور کے لکھنے کے لیے یہ فقرہ عنایت فرمایا۔

بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ قلعہ مفتوح گردید
بعد انتقال عالمگیر کے بعہد محمد معظم شاہ عالم۔ صوبہ دار گجرات مقرر ہوئے سنہ ۱۱۲۲ھ مین انتقال فرمایا
ان کے فرزند میر قمر الدین خان تھے جنکو بادشاہ عالمگیر نے خطاب چین قلیچ خان و منصب پنجہزاری
عطا کر کے صوبہ داری بیجاپور مقرر کیا۔ شاہ عالم نے خطاب خان دوران خان اور صوبہ داری اودھ
عطا کی مگر انھون نے کچھ عرصہ کے بعد بوجہ ناموافقت امرا سے حضوری شاہی سے ترک
منصب فرما کر لباس فقیری پہنکر دہلی مین گوشہ نشینی اختیار کی جہاندار شاہ نے کنج عبادت سے
نکالکر منصب سابقہ پر بحال کیا۔ محمد فرخ سیر نے خطاب نظام الملک فتح جنگ۔ و منصب
ہفت ہزاری و صوبہ داری دکن عطا کی۔ چندروز کے بعد صوبہ داری دکن امیر الامرا سید حسین علیخان
بارہ (جسکی امداد سے فرخ سیر بادشاہ ہوئے تھے) کو عطا کی۔ نظام الملک دکن سے دہلی مین
چلے آئے اور صوبہ دار مرادآباد مقرر ہوئے اور بعدہ رفیع الدرجات صوبہ دار مالوہ مقرر ہوئے

مین مصروف ہوا چند روز کے بعد خانجہان خان نے آدینہ بیگ خان کو بلایا چونکہ وہ خان جہان کی طرف سے مطمئن نہ تھا اسلئے بجاے اسکے کہ وہ خانجہان خان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲ - مگر بوجہ نفاق امرا دہلی سے چلکر ۱۱۳۲ھ مین تسخیر دکن پر متوجہ ہوئے قلعہ اسیر طالب علی خان اور برہان پور - انور خان سے لے لیا ۱۳ - شعبان ۱۱۳۲ھ کو سید دلاور علی خان کو جو بحکم رفیع الدرجات بغرض تنبیہ نظام الملک مقرر ہوئے تھے موضع حسن پور مین شکست دی ۶ شوال ۱۱۳۲ھ کو سید عالم علیخان - برادرزادہ امیر الامرا سید حسین علی خان کو جو امیر الامرا کی طرف سے نائب دکن تھا - نواحی بالاپور مین شکست دی جب سادات بارہ کا زمانہ برہم ہوا - اور اعتماد الدولہ محمد امین خان جو بعد سادات بارہ کے وزیر محمد شاہ ہوئے تھے انتقال ہو گیا تو نظام الملک دہلی مین آئے جمادی الاول ۱۱۳۴ھ کو خلعت وزارت سے مخلع ہوئے۔

انہین دلون مین حیدر قلیخان - اسفرینی ناظم گجرات نے بغاوت کی محمد شاہ نے صوبہ گجرات و مالوہ علاوہ منصب وزارت و ایالت دکن عطا کر کے مہم حیدر علی خان - انکی تفویض فرمائی نظام الملک جھالوہ مین متصل گجرات کے پہونچے - حیدر قلیخان اس غرض سے کہ اسمین مقاومت کی طاقت - نظام الملک سے نہ تھی سودائی بن گیا - نظام الملک نے نیابت صوبہ گجرات اپنے چچا حامد علیخان کو اور نیابت صوبہ داری مالوہ عظیم اللہ خان کو حوالہ کر کے دہلی مین واپس آئے یہان آکر دربار کا رنگ ناگفتہ بہ دیکھا - اوسی زمانہ مین کسی شاعر نے اس رنگت کا خاکہ اسطرح کھینچا ہے ؎

نوبت زکیان بجاکیان افتاد است ‌ ‌ ‌ بازوئے شکرفی بمیان افتاد است
شاید کہ سپہر سفلہ قصد ز نشاط ‌ ‌ ‌ شمشیر زون بدن زنان افتاد است

کے پاس آنا کوہستان مین چلا گیا۔ خانجہان خان نے بجاے اوسکے مراد خان کو اور اوسکی مدد پر۔ بلند خان و سرفراز خان کو مقرر کیا۔ آدینہ بیگ خان نے سکھون کو مراد خان سے لڑنے کو آمادہ کیا اور اپنی فوج بہی اونکے ساتھ کر دی لڑائی مین بلند خان مارا گیا مراد خان اور سرفراز خان لاہور مین خانجہان خان کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳۔ نظام الملک نے جب اصلاح مزاج محمد شاہ کی ناممکن خیال کی تو اونہون نے دربار کا آنا جانا کم کر دیا۔ ستر کار عیش و نشاط انکو اپنی صحبت کا مخل سمجھنے لگے اور خفیہ ۱۱۳۶ھ کو شقہ خاص ناظم برہان پور کو بہیجا کہ صوبہ دکھن نظام الملک کے نائبون سے چہین لے جب ان فتنہ انگیزیون کی اطلاع نظام الملک کو ہوئی۔ تو اونہون نے مخالفت آب وہواے دہلی اور موافقت آب وہواے مراد آباد کا بہانہ کرکے محمد شاہ سے اجازت روانگی مراد آباد حاصل کی۔ اور کچھ دور مراد آباد کی طرف جا کر دکھن کے عازم ہوئے اور جاتے ہی ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو موضع شکر کہیڑہ مین مبارز خان کو لڑا کر قتل کیا اور تمام ملک دکھن پر جو کئی شاہان اولوالعزم کا پاے تخت تھا[۵] تصرف کر لیا۔ جب محمد شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے صوبہ گجرات اور مالوہ نظام الملک کی سپردگی سے نکالکر اول الذکر سربلند خان تونی اور ثانی گردہر بہادر کے سپرد کر دیا لیکن پہر ۱۱۳۸ھ مین نظام الملک کی دلجوئی کرکے خطاب آصف جاہ مرحمت فرمایا اور ۱۱۵۰ھ مین محمد شاہ نے باصرار آصف جاہ کو حضور مین بلایا۔

۵ گلبرگہ و بیدر سلاطین بہمنیہ کا پاے تخت بیجاپور عادل شاہیہ کا پاے تخت تلنگ قطب شاہیہ کا پاے تخت تھا۔

پاس چلے گئے سکھون نے مراد خان کو شکست دیکر جالندہر اور اوسکے پرگنون کو
باشارہ آدینہ بیگ خان خوب لوٹا۔ انہین دنون مین رگناتہہ راؤ و شمشیر بہادر
دونون بہائی بالاجی راؤ پیشوا کے معہ ملہار و دیگر سرداران مرہٹہ کے دکن سے دہلی
مین آئے ہوئے تھے آدینہ بیگ خان نے متواتر خط بہیجکر اونکو بلایا وہ تو ایسے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۴ - آصف جاہ اپنے دوسرے فرزند میر احمد نظام الدولہ کو اپنی نیابت
مین حیدرآباد کو چھوڑ کر دہلی مین سے چلے آئے اور اسی سال مرہٹون کی تنبیہ پر مقرر ہوئے۔
صوبہ اکبرآباد راجہ جے سنگہ سے اور صوبہ مالوہ باجی راؤ سے لیکر آصف جاہ کے سپرد ہوئے
آصف جاہ نیابت صوبہ داری اکبرآباد محی الدین خان اولاد سعد اللہ خان وزیر کو دیکر عازم
مالوہ ہوئے جب بہوپال مین پہونچے تو ادہر سے باجی راؤ مقابلہ کو آیا۔ اثنائے جنگ مین
خبر آمد آمد نادر شاہ گرم ہوئی آصف جاہ مصلحتاً باجی راؤ سے صلح کرکے دہلی مین واپس آئے۔
اور ہمرکاب محمد شاہ روانہ پنجاب ہوئے دائرہ دولت محمد شاہی کرنال مین تھا کہ ادہر سے نادر بھی
آگیا اور لڑائی شروع ہوئی امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران خان مارے گئے اور برہان الملک
نادر کی قید مین چلے گئے اور باہم دونون بادشاہون کے مصالحت ہوگئی تو آصف جاہ نادر کے
مورد عنایت ہوئے پیشگاہ محمد شاہ بجائے خان دوران خان امیر الامرا مقرر ہوئے انہین
دنون مین آپکے دوسرے فرزند میر احمد نظام الدولہ نے باغوائے مغویان خودسری اختیار
کی آصف جاہ ۱۱۵۳ھ مین بغرض اصلاح نظام الدولہ کے اپنے بڑے فرزند میر محمد پناہ امیر الامرا
کو نیابت امیر الامرائی پر بحضور محمد شاہ چھوڑ کر عازم دکن ہوئے۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو سوا

موقعہ کی تاک مین لگے رہتے تھے فوراً روانہ ہوئے۔ سرہند مین آکر عبدالصمد خان کو جو شاہ درانی کی طرف سے صوبہ سرہند تھا۔ لڑکر گرفتار کیا یہان سے دھاوا کر کے لاہور پہونچے خانجہان خان کی فوج کے باعث لڑنے سے پہلوتہی کر کے اور تمام اندوختہ کئی سال کا دشمن کے لئے غنیمت چھوڑکر معہ شہزادہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۔ اورنگ آباد مین باپ بیٹون کا مقابلہ ہوا نظام الدولہ زخمی ہو کر گرفتار ہوے۔ اسکے بعد نظام الملک آصف جاہ نے ۵۶ سنہ ۱۱ھ مین ملک کرناٹک کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اول قلعہ ترچناپلی کو فتح کیا۔ اور پھر ملک ارکاٹ کو تسخیر کیا ۵۷ سنہ ۱۱ھ مین قلعہ بالاکنڈا توابع حیدرآباد کو مقرب خان دکھنی سے فتح کیا۔ ۴ جمادی الاخر ۶۱ سنہ ۱۱ھ مین سواد برہانپور مین انتقال کیا قریب قلعہ دولت آباد پائین مرقد شاہ برہان الدین غریب دفن ہوئے اسی سال اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور محمد شاہ بادشاہ نے انتقال فرمایا۔ غلام علی آزاد بلگرامی نے تینون کی تاریخ رحلت موزون کی۔

قطعہ

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند | فتاد حیف سہ در یگانہ از کف دہر
براے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ | نماند شاہ زمان با وزیر آصف دہر

۶۱ سنہ ۱۱ھ

دیگر تخرجہ

گفت تاریخ چون کشیدم آہ | موت شاہ و وزیر آصف جاہ

نواب آصف جاہ کے چھہ فرزند تھے جیسا کہ سلسلہ نسب مین ظاہر کر چکا ہون۔ بڑے فرزند

تیمور اٹک کو عبور کر گیا- سرداران مرہٹہ نے جہلم تک تعاقب کر کے ملتان- ڈیرہ غازیخان وغیرہ پر دریاے چناب تک قبضہ کر لیا اور پھر بخوف آمد موسم برسات- صوبہ لاہور آدینہ بیگ خان کو پچھتر لاکھ روپیہ پیشکش پر حوالہ کر کے دہلی چلے آئے- یہان جھنکو راؤ مرہٹہ کو چھوڑ کر دکھن چلے گئے-

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۶- امیر الامرا امیر محمد پناہ نواب آصف جاہ کی نیابت پر دہلی مین اور دوسرے فرزند نظام الدولہ میر احمد باپ کی قید مین تھے بعد انتقال نواب آصف جاہ کے نظام الدولہ قید سے نکلکر باپ کے جانشین ہوئے ان کے بھانجے ہدایت محی الدین مظفر جنگ حاکم بیجاپور نے ماموں سے بغاوت کر کے بترغیب حسین دوست معروف چندا صاحب رئیس نوابت ارکاٹ فوج فرانسیسی ملازم رکھکر بغرض تسخیر ارکاٹ انورالدین گوپاموی پر جو نواب آصف جاہ کی طرف سے ناظم ارکاٹ تہا چڑائی کی-

۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ھ ۱۷۴۸ع کو انورالدین گوپاموی بہادری سے لڑ کر قتل ہوا- نظام الدولہ بھانجے کی تنبیہ کو پانسو کوس کی مسافت طے کر کے بندر پلچری مین پہونچے ۲۶- ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۳ھ کو باہم مقابلہ ہوا مظفر جنگ دستگیر ہوئے اسکے بعد نظام الدولہ ارکاٹ مین آکر برسات طے کرنے لگے افاغنہ کرناٹک ہمت خان وغیرہ نے باتفاق فرانسیسیون کے شبخون مار کر سنہ ۱۱۶۴ھ مین نظام الدولہ کو شہید کر دیا جنازہ ان کا دولت آباد مین قریب مرقد آصف جاہ دفن کیا گیا- بعد شہادت نظام الدولہ کے مظفر جنگ جو مقید ہمراہ تھے جانشینی کے لئے منتخب ہوئے راستہ مین مابین مظفر جنگ و افاغنہ- کرناٹک نفاق ہوا- اور بمقام لکریت پلی باہم لڑائی ہوئی- مظفر جنگ اور افاغنہ مین سے

محرم ۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۸ع کو آدینہ بیگ خان ڈیڑہ دو سال کی حکومت کے لئے ۷۵ لاکھہ روپیہ
برباد کرکے ہمیشہ کے لئے حکومت صوبہ لاہور سے بیدخل ہوا۔ جنکو راؤ نے
صوبہ داری سرہند آدینہ بیگ خان کے رفیق صدیق بیگ خان کو اور صوبہ داری
دوآبہ جالندہر آدینہ بیگ خان کی بیوہ کو حوالہ کی۔ اور صوبہ داری لاہور پر سابا مرہٹہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷ - ہمت خان وغیرہ قتل ہوئے بعد قتل نواب مظفر جنگ عمایدلشکر نے
امیر الممالک[51] صلابت جنگ میر سید محمد کو اپنا سردار یا نواب آصف جاہ کا جانشین تسلیم کیا۔ امیر الممالک
نے راجہ رگناتھہ راؤ کو وکیل مطلق بنایا۔ رگناتھہ راؤ نے فرانسیسیون کو جنکا سردار موسیو بوسی تھا
اور جنہیں نواب مظفر جنگ نوکر رکھکر ہمراہ لایا تہا۔ امیر الممالک کا رفیق بنا دیا۔ امیر الممالک نے موسیو بوسی
کو خطاب عمدۃ الملک - سیف الدولہ اور جاگیر مین سیکاکل و راج بندری عطا کی اسکے بعد امیر الممالک
اورنگ آباد پہونچے ۱۱۶۴ھ / ۱۷۵۰ع کو بغرض تنبیہ بالاجی راؤ مرہٹہ احمد نگر ہوتے ہوئے پونہ کی طرف متوجہ
ہوئے بالاجی بہی پچاس ہزار سوارون سے مقابلہ کو آیا۔ بارہ محرم ۱۱۶۵ھ / ۱۷۵۱ع کو لڑائی شروع ہوئی۔
امیر الممالک نے لڑتے لڑتے مرہٹونکو پونہ کے قریب پہونچا دیا۔ بالاجی چاندگرہن مین پوجا کر رہا تھا کہ ۱۴ شب
محرم کو فرانسیسیون نے شب خون مارکر بالاجی کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ بالاجی گھبراہٹ مین بے زین کے گھوڑے
پر سوار ہوکر بھاگ گیا اسکے امیر الممالک عازم حیدر آباد ہوئے۔ ادہر دہلی سے امیر الامرا فرزند
کلان آصف جاہ ۱۱۶۵ھ مین پیشگاہ احمد شاہ صوبہ دار دکہن مقرر ہوئے جاتے ہوئے اپنے فرزند عماد الملک
شہاب الدین خان کو جنکا متن مین ذکر ہے - اپنی نیابت امیر الامرائی پر چھوڑ کر اور ہلکر اور مرہٹونکو

[51] پہلے انکا خطاب صلابت جنگ تھا عالمگیر ثانی نے خطاب امیر الممالک عطا کیا
اسلئے ان کو دونون خطابون سے مخاطب کرتے ہین ۱۲

مرہٹہ کو مقرر کر کے بہیجدیا۔ سابا نے لاہور مین پہونچکر اٹک تک قبضہ کر لیا۔

احمد شاہ درانی کو جب سرداران مرہٹہ کی سورش کا حال معلوم ہوا۔ اور نیز چند عرایض نواب فیض اللہ خان نواب نجیب الدولہ بشکایت وتاسیند ہیاد استدعای مدد پہونچین تو شاہ درانی نے پانچوان حملہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ع مین ہندوستان پر کیا شاہ درانی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸ - اپنا رفیق بنا کر عازم حیدرآباد ہوئے جب اورنگ آباد پہونچے تو مرہٹون نے امداد دہی۔ کے معاوضہ مین سند خاندیس سنگمیر۔ جالنہ وغیرہ توابع اورنگ آباد امیر الامرا سے حاصل کی۔ امیر الامرا نے اورنگ آباد پہونچنے سے سترہ روز کے بعد ۷ ذالحجہ ۱۱۶۵ھ کو انتقال کیا۔ جنازہ اونکا دہلی مین لاکر دفن کیا گیا امیر الممالک بہائی کے مقابلہ کو اورنگ آباد آئے مرہٹون نے ان سے بہی سند خاندیس وغیرہ کی تجدید کرائی۔

۱۱۶۹ھ کو امیر الممالک نے آصف جاہ ثانی نظام علیخان کو برار اور برہان الملک میر محمد شریف کو بیجاپور کی صوبہ داری عنایت کی۔

۱۱۷۰ھ کو برہان الملک صوبہ بیجاپور سے آکر وکیل مطلق ہوئے مگر آصف جاہ ثانی نے برار سے آکر بعد معطلی برہان الملک انتظام ریاست اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور بجاے وکیل مطلق کے اپنا لقب ولیعہد قرار دیا۔ اسی سال بالاجی راؤ نے بارادہ برخاش سوادا اورنگ آباد پر یورش کی۔ آصف جاہ ثانی حفاظت اورنگ آباد کی۔ امیر الممالک کے سپرد کر کے خود معہ برہان الملک بالاجی کے مقابلہ کو سوار ہوئے اور لڑتے ہوئے سند کہیڑ تک پہونچے یہان ستائیس لاکہہ کی جاگیر دیکر بالاجی سے صلح کر لی اور اورنگ آباد کو واپس آئے

جب اٹک سے عبور کر کے اس طرف آیا۔ سابا کی فوج نے خفیف مقابلہ کر کے لاہور کی راہ لی۔ جب شاہ درانی لاہور کے قریب آیا تو سابا دہلی کو چلدیا ساتھ ہی دوآبہ جالندھر سے بیوہ آدینہ بیگ خان اور سرہند سے صدیق بیگ خان دہلی کو بھاگ گئے۔ شاہ درانی بماہ صفر ۱۱۷۳ھ لاہور سے جموں گیا۔ وہاں سے کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۔ حیدر جنگ مدار المہام عمدۃ الملک موسیو بوسی فرانسیس نے جب دیکھا کہ آصف جاہ ثانی کی موجودگی میں اوسکی کچھ پیش نہیں جاتی تو وہ یہ چال چلا کہ ابراہیم خان گاردی۔ اور اکثر فوج آصف جاہ ثانی کو اون سے علیحدہ کرا کر موسیو بوسی کی ملازمت میں داخل کرا دیا اور تنخواہ برآمدہ بھی تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ اپنے پاس سے دیدی اس تدبیر سے یہ غرض تھی کہ آصف جاہ ثانی کو بے یار و مددگار کر کے پھر بہانہ صوبہ داری حیدرآباد بھیجکر قلعہ گولکنڈہ میں قید کرا دے جب ادہر یہ تدبیر ہو رہی تھی اُدہر آصف جاہ ثانی نے اپنے مشیروں سے خفیہ انتظام قتل حیدر جنگ کر رکھا تھا۔ حیدر جنگ جب کسی غرض سے آصف جاہ ثانی کے خیمہ میں آیا۔ مشیروں نے حسب قرارداد حیدر جنگ کو ۱۱۷۱ھ میں قتل کر دیا حیدر جنگ کے قتل ہوتے ہی آصف جاہ ثانی دلیرانہ گھوڑے پر سوار ہو کر برہان پور چلے گئے یہاں ابراہیم خان گاردی بھی آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔ امیر الممالک برہان الملک عمدۃ الملک موسیو بوسی سراسیمہ ہو کر حیدرآباد چلے گئے۔ انہیں دنوں میں گورنر جنرل کلایو صاحب نے فرانسیسوں پر فتوحات حاصل کیں۔ موسیو بوسی امیر الممالک کے پاس سے پلچری (پانڈچری) چلا گیا۔ اُسکے جاتے وقت امیر الممالک آنکھوں میں آنسو بھر لائے آصف جاہ ثانی نے برہان پور پہنچکر روپیہ جمع کیا

راجہ سے پیشکش لیکر عازم دہلی ہوا۔ یہان دتا پٹیل کی شجاع الدولہ و نجیب الدولہ سے صلح کی گفتگو ہو رہی تھی کہ شاہ درانی کے آنے کی خبر گرم ہوئی۔ دتا صلح کو درمیان چھوڑ کر معہ جھنکو برادرزادہ خود اسی ہزار سوار لیکر بمقابلہ شاہ درانی روانہ ہوا۔ عماد الملک بھی شاہ درانی کے خوف سے گھبرا کر سورج مل راجہ بھرتپور کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۔ اور یہان سے برار ہوتے ہوئے قصبہ ناہم ہین پہونچے یہان راگھوجی بھونسلہ سے لڑکر صلح کی اور یہان سے حیدرآباد پہونچے تینون بھائیون مین نا اتفاقی ہوئی۔ آخر امیر الممالک اور آصف جاہ ثانی ایکطرف ہوگئے۔ اور برہان الملک اپنے صوبہ بیجاپور کو چلے گئے۔

۱۷ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ کو قلعہ احمد نگر پایۂ تخت سلاطین نظام شاہیہ پر سداشیو بھاؤ چچازاد بھائی بالاجی نے قلعہ دار سے سازش کرکے قبضہ کرلیا۔ اور اسبات کا ساعی ہوا۔ کہ اولاد نظام الملک کو ملک دکھن سے بیدخل کردے اس غرض سے ابراہیم خان گاردی کو لالچ دیکر آصف جاہ ثانی سے علیحدہ کرلیا۔

۲۲ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ کو سداشیو بھاؤ پونہ سے نکلکر بمقام اودگیر مقابل لشکر آصف جاہ ثانی ہوا۔ اوسوقت تعداد لشکر آصف جاہ ثانی مخالف کے لشکر سے آٹھوین حصہ تھی اسواسطے آصف جاہ کا منشا ہوا کہ اودگیر سے لڑتے ہوئے دھارور مین پہونچ جائین۔ یہان انکی کسیقدر فوج موجود تھی۔ سداشیو کو بھی اسبات کا اندیشہ ہوا۔ اور اوس نے یکبارگی حملہ کردیا جس سے آصف جاہ ثانی کی فوج کا سخت نقصان ہوا۔ آخر سداشیو بھاؤ کو جاگیر ساٹھ لاکھ روپیہ جسمین

پناہ مین چلا گیا۔ شاہ درانی سہارنپور کے گہاٹ جمنا کو عبور کر کے انتر بید (دوآبہ گنگا و جمنا) مین آگیا۔ یہان نواب سعد اللہ خان فرزند نواب علی محمد خان نواب نجیب الدولہ احمد خان بنگش حافظ رحمت خان دوندے خان جنکی ریاستین انتر بید مین تھین شاہ درانی کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ شاہ درانی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۔ محالات صوبہ خجستہ بنیاد تمام و کمال۔ سواے شہر و پرگنہ حویلی و ہرسول و ستارہ و نصف صوبہ بیدر و بیجاپور و قلعہ دولت آباد و قلعہ اسیر و قلعہ بیجاپور دیگر صلح کر لی۔ قلعہ حیدر آباد و ایک جزو صوبہ برار و بیجاپور اور کچہ حصہ صوبہ بیدر امیر الممالک کے قبضہ مین رہا۔ اور اوسمین بہی چوتہہ شامل تہی۔ سداشیو بہاؤ بعد لینے جاگیر ساٹہہ لاکہہ روپیہ کے بغرض لینے انتقام دتا کے احمد شاہ درانی سے روانہ دہلی ہوا۔ اور پانی پت کے بمقام شاہ درانی کی لڑائی مین۔[۵۱]

۶ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ سداشیو بہاؤ۔ اور بسواس راؤ پسر بالاجی راؤ معہ دیگر سرداران مرہٹہ کے کام آئے اور بالاجی دکہن مین ۱۹ ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ کو دنیا سے چل بسا۔ اوسکا فرزند صغیر سن مادہوراؤ جانشین اور اوسکا بہائی رگناتہہ راؤ سرپرست ہوا۔ ۱۱۷۵ھ کو آصف جاہ ثانی معہ امیر الممالک کے متوجہ اورنگ آباد ہوئے۔ رگناتہہ راؤ و مادہوراؤ بہی پونہ سے معہ فوج جرار نکل کر شاہ گڈہ کے میدان مین مقابل ہوئے امیر الممالک و آصف جاہ ثانی لڑتے لڑتے اورنگ آباد پہونچے یہان بہاری بہاری اسباب چہوڑ کر ۲۳ ربیع الآخر ۱۱۷۵ھ کو بقصد تسخیر پونہ عازم ہوئے اور مرہٹون کو دباتے جاتے پونہ سے سات کوس ورے

[۵۱] اسکی مفصل کیفیت شاہ درانی کے حال مین ملاحظہ فرمائیے۔

خود توانتر بید سے دہلی گیا۔ اور فوج ہراول کو متعارف راستہ سے دتا پٹیل کے مقابلہ کو بھیجدیا۔ دتا پٹیل جب سرہند مین پہونچا تو ہراول شاہ درانی اسکے مقابل ہوا اور لڑکر اوسکو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے باولی مین جو نواح دہلی مین ہے پہونچا دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۔ پہونچ گئے راستہ مین مرہٹون کے قصبہ تونگہ کو برباد کیا قریب تہا کہ پونہ کا بہی یہی حال ہوتا کہ ناگاہ میر مغل ناصر الملک چہٹے فرزند نظام الملک آصف جاہ کے بہائیون سے آزردہ ہوکر مع رام چندر جو عمدہ سردار آصف جاہی تہا مرہٹون سے جا ملے۔ ان دونون کے چلے آنے سے مادہورا و ورگناتہ راؤ نے ہر طرف سے یکبارگی حملہ کردیا مگر بخلاف امید شکست فاش کہائی اور بخوف تاراج پونہ۔

۶ جمادی الاول ۱۱۷۵ھ ۱۷۶۱ع کو مادہوراو اور رگناتہ راؤ نے ستائیس لاکہہ کا علاقہ مع بیجاپور اور بیدر امیر الممالک اور آصف جاہ ثانی کو دے کر صلح کرلی۔ امیر الممالک و آصف جاہ ثانی نے مرہٹون سے نبٹ کر پنج محلہ محالات راجہ رام چندر کو جو مرہٹون سے جا ملا تہا غارت کیا۔ اور یہان سے کوچ کرکے بیدر پہونچے۔

۱۴ ذالحجہ ۱۱۷۵ھ ۱۷۶۱ع کو آصف جاہ ثانی نے امیر الممالک کو قلعہ بیدر مین قید کرکے (امیر الممالک نے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ کو انتقال کیا اور جوار مرقد۔ شیخ ملتانی مین دفن ہوئے) بیدر کو مرکز نزول قرار دیا۔ یہان ہی فرمان شاہ عالم عالی گوہر مشعر تفویضگی صوبہ داری دکہن بہ تغیر امیر الممالک آصف جاہ ثانی کے نام صادر ہوا فرمان کے پہونچنے پر آصف جاہ ثانی نے

بماہ جمادی الآخر ۱۱۷۳ھ شاہ درانی الوپ شہر کے گھاٹ جمنا کو عبور کر کے اپنی فوج ہراول کے شامل ہوگیا اور اوسیوقت لڑائی کا حکم دیا۔ حکم ہوتے ہی درانیون نے مرہٹون کو چارون طرف سے گھیر لیا اور جنگ مغلوبہ واقعہ ہوئی دتاپٹیل نے جان سے مایوس ہوکر اپنے بھتیجے جھنکوراؤ کو اس سانحہ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۔ مسند حکومت پر جلوس فرمایا۔ اور راجہ پرتاب ونت برہمن بجبر بیدی باشندہ سنگمنیر کو وزیر بنایا۔ مادھوراؤ اور رگناتھ راؤ نے صلح کر کے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے پونہ کو دار الریاست قرار دیا۔ تقریباً ڈہائی مہینے کے بعد چچا بھتیجون مین نفاق ہوا ہوا خواہان مادہوراؤ نے رگناتھ راؤ کو قید کرنا چاہا مگر رگناتھ راؤ ۳ صفر ۱۱۷۶ھ کو پونہ سے ناسک مین چلا آیا۔ محمد مراد خان وفادار ملازم آصف جاہی۔ جو مرہٹون کی استمالت کے لئے اورنگ آباد مین مامور تہا یہ حال سنکر رگناتھ راؤ کے پاس ناسک مین پہونچا۔ اسکے آنے سے لوگون کو گمان ہوا کہ آصف جاہ ثانی رگناتھ راؤ کا طرفدار ہے۔ اسلئے بہت سا لشکر رگناتھ راؤ کے پاس جمع ہوگیا جسکے زور پر پونہ مین جا کر بھتیجے کو شکست دی۔ مادہوراؤ شکست کہا کر دوسرے روز چچا کے پاس حاضر ہوگیا اور اپنی نادانی کا عذر کیا۔

آصف جاہ ثانی حسب اطلاع دہی محمد مراد خان رگناتھ راؤ کی امداد کے لئے بیدر سے چلکر بیدگاؤن مین پہونچے مگر ان کے آنے سے پیشتر چچا بھتیجو نمین صلح ہوگئی تہی۔ رگناتھ راؤ بیدگاون مین آصف جاہ ثانی کے پاس پہونچا۔ اور بعد خاطر مدارات کے پچاس لاکھ روپیہ کا علاقہ دولت آباد بمعاوضہ امداد دہی بذریعہ سند آصف جاہ ثانی کے نذر کیا۔

اطلاع دینے کے لئے دکہن بہیجدیا- تہوڑی دیر مین درانیون نے مرہٹون کا معہ دتا پٹیل کے خاتمہ کردیا غلام علی آزاد نے قطعہ تاریخ موزون کیا-

قتل دتا بہ تیغ دشمن کاہ	کرد سلطان عصر درانی
نصرت پادشاہ عالیجاہ ۱۱۷۳ھ	گفت تاریخ این ظفر آزاد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴- چونکہ یہ کام محمد مراد علی کی سعی سے ہوا تہا- راجہ پرتاب ونت براہ عناد اسکو نہ دیکہہ سکا- اور قبل اسکے کہ صلح پر عملدرآمد ہو آصف جاہ ثانی کو اس امر پر آمادہ کیا- کہ رگناتہہ راؤ کو معطل کرکے اسکی جگہہ جانوجی پسر رکہوجی بہونسلہ کا سدار برار کو مقرر کیا جاسے اور اس تجویز کی پیش رفت کے لئے جانوجی کو آصف جاہ ثانی کا ملازم کرادیا- میر مغل ناصر الملک بہی مرہٹون کی عدم توجہی سے بہائی کے پاس آگئے-

۱۴ شعبان ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۲ع) کو آصف جاہ ثانی نے حسب تجویز راجہ پرتاب ونت رگناتہہ راؤ کی معطلی کی غرض سے رگناتہہ راؤ پر یورش کی- رگناتہہ راؤ مقاومت کی طاقت نہ رکہتا تہا- اسلئے مقابلہ سے موہنہ پہیر کر تیس ۳۰ ہزار سوارون کے ساتہہ تاخت وتاراج ممالک آصف جاہی پر آمادہ ہوا اور اس غرض سے اورنگ آباد پہونچا- اور شہر کے غارت کرنے کی ناکامی سے کوشش کرتا رہا- اسی اثنا مین آصف جاہ ثانی کے قریب پہونچ جانے کے سبب بکلانہ کو چلا گیا- اور برار کے لوٹنے کا ارادہ کیا آصف جاہ ثانی بالاپور مین پہونچکر رگناتہہ راؤ کے سد راہ ہوئے یہان سے رگناتہہ راؤ نے حیدرآباد کا رخ کیا- آصف جاہ ثانی نے دریاے گنگا تک تعاقب کیا- یہان پہونچکر بخلاف تعاقب رگناتہہ راؤ کے مرہٹون کے ملک کو تاخت وتاراج کرنا مصلحت سمجہا

بعد قتل دتا کے شاہ درانی نے جنکو کا نارنول تک تعاقب کیا۔ جب نارنول

مین پہونچا۔ تو پیچھے سے خبر آئی کہ سکندرہ کے متصل ملہار راؤ ہلکر نے خزانہ

ورسد وغیرہ جسکو افغان انتر بید سے شاہ درانی کے لشکر کے لئے لا رہے تہے لوٹ لیا۔ یہ سنکر شاہ درانی نے

شاہ پسند خان۔ قلندر خان ابدالیونکو پندرہ ہزار سوار دیکر بغرض تنبیہ ملہار ہلکر کی روانہ کیا۔ دونون

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۔ اور یہان سے پونہ کے عازم ہوکر اوسکو تاراج کیا۔

سنہ ۱۱۷۹ھ / ۱۷۶۵ع کو نواب نظام علیخان آصف جاہ ثانی نے کرناٹک پر یورش کی۔ کیونکہ محمد علی فرزند انور الدین گوپاموی نے جو آصف جاہ کے وقت سے ناظم کرناٹک تھا۔ طریق اطاعت سے قدم باہر رکہا تھا۔ مگر سرکار انگریزی کی امتناع سے واپس آگئے۔

سنہ ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ع کو پہلا عہدنامہ سرکار انگریزی کا نواب نظام علیخان کے ساتھ ہوا۔ جسمین سرکار انگریزی کی طرف سے اقرار تھا کہ بوقت ضرورت نواب نظام علیخان کو سرکار انگریزی فوج سے مدد دیگی۔ اگر فوج کی ضرورت نہو تو نو لاکھ روپیہ نقد دے گی۔ اور نواب ممدوح اسکے معاوضہ مین شمالی سرکار (شمالی سرکار کے نام سے وہ ملک نامزد ہے۔ جو ساحل کرومنڈل پر سترہ ہزار میل مربع پریزیڈنسی مدارس مین ہے اور جسمین گنجام۔ بچکاپن۔ راج مندری۔ مچھلی بندر کنتور واقعہ ہین) گورنمنٹ انگریزی کو دینگے۔ اس عہدنامہ کے بموجب جب سرکار انگریزی نے حیدر علی نواب میسور پر چڑہائی کی۔ تو نواب ممدوح نے اپنی فوج سے مدد دی تھی۔

سنہ ۱۱۸۲ھ / ۱۷۶۷ع کو دوسرا عہدنامہ سرکار انگریزی اور نواب نظام علیخان کے باہم ہوا جسمین شرط تھی کہ نواب ممدوح سرکار انگریزی کو کرناٹک پر حملہ کرنے مین مدد دین اور سرکار انگریزی امداد دہی

سردار ایک رات دن مین نارنول سے ستر کوس کا سفر کر کے دہلی مین پہونچے
یہان تھوڑی دیر آرام لے کر علی الصباح سکندرہ مین پہونچے جہان ہلکر مقیم تھا
ہلکر ان کے آنے کا حال سنکر سراسیمہ ہوا۔ اور تین سو ہمراہیون کے ساتھ بغیر
زین کے گھوڑون پر سوار ہوکر بھاگ گیا باقی سرداران فوج قتل وقید ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶ کے معاوضہ مین ساتھ لاکھ روپیہ سالانہ اور شمالی سرکار کی حفاظت
کے لئے دولاکھ روپیہ سالانہ دیا کرے گی

سنہ ۱۱۸۶ء ۱۷۶۲ھ کو سرکار انگریزی نے نواب ممدوح کو مرہٹون کے مقابلہ مین امداد نہ دی اس لئے
نواب نظام علی خان نے ناراض ہوکر سرکار انگریزی کی دو پلٹنون کو جو پایۂ تخت آصفیہ مین
مقیم تھین واپس کر دیا۔ اور خود ایک فوج بھرتی کی جسمین فرنچ افسرون کو مقرر کیا۔

سنہ ۱۲۱۳ھ ۱۷۹۸ء کو تیسرا عہدنامہ سرکار انگریزی و نواب ممدوح کے باہم اور ہوا۔ جس کے موافق
نواب ممدوح نے فرنچ افسرون کو علیحدہ کر دیا۔ سرکار انگریزی نے ایک فوج چھ ہزار سپاہیون
کی اور ایک توپخانہ آصف جاہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا جس کا خرچ دو لاکھ اکتالیس ہزار
سات سو دس پونڈ آصف جاہ ثانی نے اپنے ذمہ لیا۔

سنہ ۱۲۱۳ھ ۱۷۹۹ء کو چوتھا عہدنامہ ٹیپو سلطان کے انتقال کے بعد اور سرنگاپٹن کے فتح ہونے
کے بعد مابین سرکار انگریزی اور نواب ممدوح کے ہوا جسکی رو سے بہت سا ملک* آصف جاہ ثانی کو دیا گیا

* یہ فقرہ جینے نظام ڈومینیس سے نقل کیا ہے۔ مگر تاریخ ہند راجہ شیو پرشاد مین لکھا ہے کہ ٹیپو سلطان کا تمام ملک
بر روے عہدنامہ مابین گورنمنٹ انگریزی اور نواب نظام علیخان کے بالمناصفہ قابل تقسیم تھا۔ مگر بخلاف اسکے
سرکار انگریزی نے سابق روساے میسور کو اس ملک کا بڑا حصہ دیا۔

تمام مال واسباب لوٹا گیا۔ شاہ درانی تارنول سے دہلی مین آیا۔ اور بسبب آمد موسم برسات اوس طرف دریاے جمنا کے جا کر سکندرآباد وہین چھاونی تجویز کی جب دکھن مین قتل دتا پٹیل کی خبر پہونچی تو بالاجی راؤ پیشوا نے اپنے چچازاد بھائی سداشیو عرف بھاؤ کو معہ اپنے فرزند بسواس راؤ کے بھاری لاؤ لشکر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷ ~~۱۵~~ ۱۲ھ مطابق ۱۸۰۰ء کو پانچوان عہدنامہ مابین سرکار انگریزی و آصف جاہ ثانی کے ہوا جسکی رو سے نواب ممدوح نے ۶۰۰۰ پیدل اور ۹۰۰۰ سوار سرکار انگریزی کے سپرد کئے اور بذات خاص امداد دہی کے لئے شریک ہونا منظور کیا۔ مگر بعدہٗ تعداد فوج مندرجہ صدر ۴۰۰۰ پیدل ۱۰۰۰ ہزار سوار معہ ایک پورے توپخانہ کے ہوگئی۔ اس کا نام کنٹنجنٹ فوج رکھا گیا اور اسکے خرچ کے لئے آصف جاہ ثانی نے سرکار انگریزی کو وہ ملک واپس دیدیا جو سرینگ پٹن کی فتح کے بعد سرکار انگریزی نے دیا تھا۔

۱۲۱۷ھ مطابق ۱۸۰۲ء کو ایک تجارتی عہدنامہ ہوا جسمین ایکدوسرے کے ملک مین آنے جانے والے مال پر محصول چنگی فیصدی پانچ ٹکے مقرر ہوئے۔

۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۴ء کو مرہٹون نے ولیعہد سکندرجاہ کو مسند نشین ہونے سے روکنے کے لئے نواب نظام علیخان کے ملک پر حملہ کیا۔ نواب نظام علیخان بیمار تھے مگر انکی اور سرکار انگریزی کی متحدہ فوجون نے آسانی اور ارگاؤن پر مرہٹون کو شکست فاش دی۔

۶۔ اگست ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ھ کو اولوالعزم و شجاع نواب نظام علیخان آصف جاہ ثانی نے حیدرآباد مین انتقال کیا ان کے فرزند نواب سکندرجاہ مسند نشین ہوئے

دیکر دہلی کو روانہ کیا - ان دونون نے آکر جب آگرہ کے متصل قیام کیا تو
راجہ سورج مل راجہ بھرتپور نے بذریعہ ملہار ہلکر کے اُن سے ملاقات کی عمادالملک
بھی جوالی متھرا مین بہاؤ کے ساتھ متفق ہو گیا - بہاؤ نے آگے چلکر قرار دیا کہ بعد
انقضاے موسم برسات شاہ درانی سے سمجھین گے بالفعل دہلی کا لینا مصلحت ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸ - ان سے ہلکر نے بخلاف سرکار انگریزی کے سازش کرنا چاہا - مگر انہون نے
صاف جواب دیدیا اسوقت چندو لعل پیشکار تھے نواب سکندر جاہ نے ۱۲۴۵ھ ۱۸۲۹ء کو انتقال کیا اِنکے
فرزند نواب فرخندہ علیخان ناصر الدولہ مسند حکومت پر متمکن ہوئے اِنکے عہد مین
انکے چچا مبارز الدولہ سرکار انگریزی و سرکار نظام کے برخلاف جوش پہلانے کے باعث قید ہوئے
۱۸۴۳ء کو راجہ چندو لعل پیشکار نے استعفیٰ دیا اور بجاے ان کے نواب سراج الملک مدار المہام
ہوئے ۱۸۵۳ء مین اِنکے انتقال کے بعد نواب سر سالار جنگ مدار المہام مقرر ہوئے اسی سال
سرکار انگریزی سے جدید عہد نامہ ہوا جسکی رو سے کنٹجنٹ فوج کے اخراجات کے لئے اور اس سود کی
ادائیگی کے لئے جو سرکار انگریزی کے قرضہ پر چڑہ گیا تھا پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کے اضلاع برار
مین گھاٹ شورا پور - رائچور - سرکار انگریزی کے حوالہ کئے گئے اور کنٹجنٹ فوج مین پانچہزار پیدل
دوہزار سوار اور چار توپخانہ مقرر ہوئے نواب ناصر الدولہ نے ۱۶ مئی ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا ان کے
بڑے فرزند نواب تہنیت علیخان افضل الدولہ مسند نشین ہوئے برٹش گورنمنٹ نے
غدر ۱۸۵۷ء کی امداد دہی کے صلہ مین دس ہزار پونڈ کے قیمتی تحائف افضل الدولہ کو دئے اور

اس امداد سے دو گھڑی دن چڑھے بتاریخ ۹ ذالحجہ ۱۱۷۳ھ کو شہر دہلی مین داخل ہو کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یعقوب علیخان ابدالی قلعہ دار نے حتی المقدور مدافعت مین کوشش کی مگر جب شاہ درانی کی امداد سے مایوس ہوا تو تحفظ جان و مال کا عہد و پیمان کر کے قلعہ بہاؤ کے حوالہ کر دیا اور خود کشتی مین بیٹھکر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۔ اسی سال بذریعہ عہدنامہ پچاس لاکھ روپیہ کا قرضہ نواب افضل الدولہ کو معاف ہوا۔ اور شوراپور۔ رائچور انکو واپس ملے اور انگریزی مال پر محصول فیصدی پانچ ٹکے معاف ہوئے ۲۶ فروری ۱۸۶۹ء کو نواب افضل الدولہ کا انتقال ہوا۔ انکے صغیر سن فرزند۔

نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک

مسند ریاست پر متمکن ہوئے چونکہ انکی عمر چار سال کی تہی اسواسطے نواب سر سالار جنگ اور نواب شمس الامرا مدار المہام مقرر ہوئے حضور ممدوح دربار قیصری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین تشریف لائے تہے جبکہ آپکی عمر گیارہ سال کی تہی اس دربار مین تمغہ و نشان و خطاب فرزند خاص دولت انگلشیہ عطا ہوا۔

۵ فروری ۱۸۸۴ء کو نواب ممدوح کو لارڈ رپن وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے باضابطہ مسند نشین کیا ۱۵ فروری ۱۸۸۵ء کو حضور ملکہ معظمہ نے انکو نائٹ گرینڈ کمانڈر سٹار اوف انڈیا کا خطاب و تمغہ عطا کیا۔ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو نواب ممدوح دربار اعلان تاجپوشی پر بمقام دہلی تشریف لائے۔ پیشگاہ ملک معظم ایڈورڈ ہفتم خطاب نائب گرینڈ کراس سول ڈویژن جی۔ سی۔ بی۔ کا عطا ہوا۔

دریائے جمنا کو عبور کر کے سکندرہ میں شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ بہاؤ قلعہ پر قابض ہو کر ۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۰ء کو ناروشنکر برہمن کو قلعہ دار مقرر کر کے ادھر اودھر ہاتھ مارنے کے لیے دہلی سے باہر آیا۔ اور کنجپورہ پر جہاں سے شاہ درانی کے لشکر میں سامان خوردنی آتا تھا دھاوا کیا۔ ربیع الاول ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۰ء کو کنجپورہ کا محاصرہ کر کے قلعہ کو فتح کر لیا عبدالصمد خان ابدالی*۔ قطب خان روہیلا نجابت خان رئیس کنجپورہ بہادری سے لڑ کر شہید ہوئے اور کنجپورہ لوٹا گیا۔ جب یہ حال شاہ درانی کے گوش گذار ہوا۔ تو وہ ۔ ۱۷ ربیع الاول سنہ الیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰ - حضور نظام عالی دماغ مدبر مستقل مزاج۔ حلیم الطبع سخی۔ خلیق خوش مزاج ہیں اپنے فرائض کو خداداد لیاقت اور دانائی سے انجام دیتے ہیں نظام ممدوح کے ولیعہد نواب عثمان علیخان بہادر ہیں۔ وسعت ریاست حیدرآباد تقریباً ایک لاکھ مربع میل اور آبادی تقریباً ایک کروڑ پچیس لاکھ اور آمدنی باستثنی جاگیرات تقریباً ساڑھے تین کروڑ ہے۔

* عبدالصمد خان ابدالی پہلے صوبہ سرہند تھا۔ اور مرہٹوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر رہا ہو چکا تھا ۱۲

کو باغپت کے گھاٹ جمنا کو عبور کرکے مرہٹون کی طرف متوجہ ہوا۔ بھاؤ
کنجپورہ سے سرہند کو جاتا تھا۔ شاہ درانی کی توجہ اپنی طرف سنکر واپس
ہوا اور پانی پت کے شمالی جانب سنگر تیار کرکے توپون سے اوسکو مستحکم
کیا۔ بھاؤ کے پاس اس وقت اسی ہزار سوار اور پیدل و بھیر ملاکر تقریباً تین لاکھ
تھی جسمین ابراہیم خان گاردی کے ماتحت بارہ ہزار پیدل اور دو سو توپین
تھین ۱۲ ربیع الاول سنہ الیہ کو شاہ درانی ایک لاکھ کی جمعیت سے جسمین
ترپین [۵۳] ہزار سوار اور اڑتیس [۳۸] ہزار پیدل اور تیس ضرب توپین تھین باقی بھیر
مرہٹون کے مقابل ہوا۔ چارون طرف سے درآمد غلہ کے راستہ کو بند کردیا
لاہور کی طرف سے جو غلہ وغیرہ آتا تھا اوسکی نسبت شبہ ہوا کہ مہاراجہ آلا سنگھ
والی پٹیالہ کا بھیجا ہوا آتا ہے اسلئے شاہ درانی نے برنالہ پر ایک دستہ فوج کا بھیجا
جس نے برنالہ کو لوٹ لیا۔ اور مہاراجہ آلا سنگھ کو شاہ درانی کے روبرو پیش
کیا۔ مہاراجہ آلا سنگھ نے چار لاکھ روپیہ دیکر مصالحت کرلی۔ شاہ درانی نے
مہاراجہ کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور خود محاصرہ مین مصروف ہوا۔ جب محاصرہ کو
طول ہوا تو روسائے ہند نے جو شاہ درانی کی طرفدار تھے حملہ کا تقاضا کیا
شاہ درانی نے جوابدیا کہ لڑائی کے معاملہ کو میری رائے پر چھوڑ دیجئے۔ اور

معاملون مین جو آپکا جی چاہے وہ کیجئے ادہر مرہٹے بہی ضیق محاصرہ سے تنگ
آگئے تہے اونہون نے بہاؤ کے پاس جاکر کہا۔ کہ بہوکون مرنے سے تو لڑکر
مرنا بہتر ہے یہ سنکر پہلے تو بہاؤ نے شاہ درانی کے پاس شجاع الدولہ کے ذریعہ
پیام صلح کا دیا۔ اگرچہ اکثر رئیس اس صلح مین رضامند تہے۔ مگر نجیب الدولہ کے
یہ کہنے پر کہ اگر ایکی دفعہ شاہ درانی مرہٹون کا زور توڑے بغیر چلا گیا تو ہم سب کا
پتہ نہ لگے گا۔ صلح کو نامنظور کیا جب بہاؤ صلح سے ناامید ہوا تو اوس نے
۶ جمادی الاخر ۱۱۷۴ھ کو سنگر سے نکلکر فوج کو اسطرح مرتب کیا۔ سب کے
آگے ابراہیم خان گاردی توپون اور پیادہ فوج کے ساتھ اسکے بعد سوار اور
سب کے پیچہے سداشیو رائو عرف بہاؤ معہ اور سرداران مرہٹہ کے ہاتہیون پر
سوار ہوکر میدان کارزار کی طرف بڑہا۔ پہر رات رہے شاہ درانی کو نقل و حرکت
مرہٹون کی اطلاع ہوئی تو وہ اوسیوقت سوار ہوکر میدان مین آیا اور فوج کو
تیاری کا حکم دیکر مرہٹون کا انتظار کرنے لگا صبح ہوتے ہی کیا دیکہتا ہے کہ
مرہٹے نشان کہولے ہوئے نقارہ بجاتے ہوئے ہر ہر کہتے دریا کی طرح
امڈے چلے آتے ہین پہلے تو ابراہیم خان گاردی نے توپون کی آتش باری
سے میدان رزم کو دہوان دار بنا دیا۔ جب اس سے کام نہ نکلا تو بندوقون پر

سنگین چڑہاکر حملہ کیا۔ اس تدبیر سے افغانون کا بہت نقصان ہوا۔ اور اونکے
پاؤن اکھڑ چلے تہے کہ اسی اثنا مین اشرف الوزرا ولی خان ابراہیم خان گاردی
کے مقابل ہوا۔ بہاؤ و بسواس راؤ نے بہی اشرف الوزرا پر حملہ کیا اس حملہ مین
عطائی خان اشرف الوزرا کا بہتیجہ مارا گیا اور اوسکے ہمراہی بہی بہاگا چاہتے تہے

کہ اشرف الوزرا گھوڑے سے کود پڑا اور ایسی کوشش کی کہ جس سے ظاہر
ہوتا تہا کہ اشرف الوزرا کو جان دیدینا منظور ہے میدان چھوڑنا منظور نہین۔
اگرچہ قریب تہا کہ اس کوشش مین اشرف الوزرا کی جان جائے۔ مگر عین
وقت پر شاہ درانی پہونچ گیا۔ جس کے آنے سے فوج کے قدم جم گئے
شاہ درانی نے آتے ہی فوج کو حملہ کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ بہی سنا دیا کہ جسکو بہاگتا
دیکھو اوسکو قتل کردو اس حکم پر افغانون نے جی توڑ کوشش کی۔ مگر پھر بہی
مرہٹون کا پلہ بہاری تہا۔ آخر احمد شاہ درانی نے اپنی فوج کو بائین بازو سے ہٹاکر بغل
کی طرف سے مرہٹون پر بڑہایا۔ اس تدبیر سے مرہٹون کا ستراؤ ہو گیا۔ سداشیو
عرف بہاؤ معہ اپنے بہتیجہ بسواس راؤ اور جنکو کے کہیت رہے۔ ملہار ہلکر نے
نجیب الدولہ کی چشم پوشی سے اور مہاجی سندہیا نے لنگڑا ہوکر جان بچائی
ابراہیم خان گاردی زندہ گرفتار ہوکر قتل ہوا۔ بائیس ہزار مرد و عورت گرفتار ہوئے

اور تقریباً تمام مرہٹے فنا ہو گئے غنیمت مین بہت مال ہاتھ آیا علاوہ زر و جواہر
کے پچاس ہزار گھوڑے اور دو لاکھ بگا و کئی ہزار اونٹ پانسو ہاتی تھے غرضکہ
نمایان فتح شاہ درانی کو نصیب ہوئی قتل بھاؤ کی آزاد بلگرامی نے تاریخ نظم کی۔

شاہ بھاؤ را پس از وتابکشت | کرد در انجام دور آغاز فتح
صور سے خامہ تاریخش نواخت | شاہ درانی نمودہ باز فتح

بعد فتح شاہ درانی دہلی مین آیا۔ شاہ عالم کو تخت دہلی پر بٹھایا۔ شجاع الدولہ کو
وزیر اور نجیب الدولہ کو امیر الامرا مقرر کر کے ۱۶ شعبان سنہ الیہ کو دہلی سے
روانہ ہوا۔ ۲۲ شعبان سنہ الیہ کو سرہند مین پہونچکر زین خان کو صوبہ سرہند
مقرر کیا۔ اور اسکے نام اس مضمون کا شقہ اشرف الوزرا ولی خان کی مہر اور دستخط
سے جاری کیا کہ مہاراجہ الاسنگہ کے علاقہ مقبوضہ کو اپنی حکومت سے
علیحدہ اور اونکے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھے سرہند سے
کوٹلہ مین بھیکن خان کو اور لاہور مین عبید خان کو حاکم مقرر کر کے قندہار کو چلا گیا۔

چھٹا حملہ ۱۱۷۵ھ شاہ درانی کے قندہار چلے جانے کے بعد ہندوستان
مین فساد شروع ہوا پنجاب مین سرداران سکھہ نے غدر مچایا۔ عبید خان حاکم لاہور
کو قتل کر کے جسّا سنگہ کو اپنا بادشاہ بنا لیا جس نے سکہ اپنے نام کا جاری کیا

سکہ پر یہ سجع منقوش تھا

سکہ زد در جہان بفضل اکال ملک احمد گرفت حبا کلال

زین خان صوبہ سرہند کو قتل کیا آگرہ کی طرف راجہ سورجمل راجہ بھرتپور نے قلعدار سے سازش کرکے قلعہ اکبرآباد پر قبضہ کر لیا۔ یہ حالات سنکر شاہ درانی لاہور مین آیا سرداران سکہ لاہور سے ادہر اودہر ہو گئے اور چنڈیالہ مین شاہ درانی سے مقابلہ کی تجویز کی مگر پھر شاہ درانی کے جلد بڑہ آنے سے ستلج کے اس پار کپ رہیڑہ مین تمام سرداران سکہ جمع ہو گئے شاہ درانی نے دہاوا کرکے اونکو جا لیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد سرداران سکہ نے شکست فاش کہائی۔ شاہ درانی نے سرہند مین آکر صوبہ سرہند ساڑہے تین لاکھ روپیہ مالگذاری ادا کرنے پر مہاراجہ الاسنگہ کے سپرد کیا۔ اور راجگی کا خطاب اور خلعت دیکر لاہور ہوتا ہوا قندہار کو چلا گیا۔

ساتوان حملہ ۱۱۸۰ھ ۱۷۶۷ع کو شاہ درانی سکہ سرداران کی تنبیہ کے واسطے ہندوستان مین آیا۔ اس دفعہ کوئی خونریز لڑائی نہین ہوئی بجز اسکے کہ اوس نے سکہ سرداران سے آشتی کے ساتھ ملک لینے اور اونکے آپسمین رقابت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جب شاہ درانی کڑہ بوانے مین آیا تو شاہ درانی کی خدمت مین

مہاراجہ امر سنگھ فرزند مہاراجہ الاسنگھ والی پٹیالہ حاضر ہوئے شاہ درانی بہت مہربانی سے پیش آیا اور نشان و نقارہ جوڑا جاتی کی علامت ہے معہ خطاب راجہ راجگان بہادر عطا فرمایا اور سکہ جاری کرنے کی اجازت دی سکہ پر یہ سجع منقوش ہوا۔

حکم شد از قادر بیچون باحمد بادشاہ   سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ

اسکے بعد شاہ درانی قندہار کو چلا گیا۔ یہ ہندوستان پر اخیر حملہ تھا۔ قندہار مین پہونچکر سنہ ۱۱۸۴ھ ۱۷۷۰ء کو بعارضہ ناسور بینی چوبیس سال کچھ مہینے سلطنت کرکے فوت ہوا احمد شاہ درانی کے چار فرزند تیمور شاہ۔ سلیمان۔ سکندر۔ پرویز تھے

تیمور شاہ فرزند احمد شاہ

جسوقت شاہ درانی کا انتقال ہوا۔ تیمور شاہ ہرات مین حکمران تھا اشرف الوزرا ولی خان بامی زئی نے شاہ درانی کے دوسرے فرزند سلیمان کو تخت افغانستان پر بٹھا دیا مورخ سلیمان کو جانشین کرنے کی دو وجہ لکھتے ہین۔ ایک یہ کہ اشرف الوزرا تیمور شاہ سے ناراض تھا دوسرے یہ بھی لکھتے ہین کہ سلیمان اشرف الوزرا کا داماد تھا تیمور شاہ کو ہرات مین یہ حال معلوم ہوا۔ کہ وہ تخت سلطنت سے محروم کیا گیا تو وہ ہرات سے قندہار کو روانہ ہوا اشرف الوزرا نے جب

عزیمت تیمور شاہ کا حال سنا تو وہ یہ چال چلا کہ ڈیڑہ سو سواروں کے ساتھہ ظاہر مین پیشوائی کے لیئے اور باطن مین گرفتاری کی غرض سے روانہ ہوکر تیمور شاہ کے لشکر مین بمقام فرہ پہونچا - قاضی فیض اللہ نے اشرف الوزرا کی نیت سے تیمور شاہ کو مطلع کیا تیمور شاہ نے اشرف الوزرا کو معہ اوس کے دو نوجوان بیٹون اور دو نوجوان بھانجون کے قتل کرا دیا - اور پھر اطمینان سے قندہار کو روانہ ہوا سلیمان شاہ نے اپنی بے تصوری کا عذر کر کے تخت افغانستان تیمور شاہ کے سپرد کیا - تیمور شاہ نے تخت افغانستان پر جلوس فرما کے سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا سکہ پر یہ سجع منقوش تھا -

چرخ می آرد طلا و نقرہ از خورشید و ماہ　　تا زند بر چہرہ نقش سکہ تیمور شاہ

چند روز تیمور انتظام قندہار مین مصروف رہکر کابل کو روانہ ہوا - اوسکے جاتے ہی عبد الخالق درانی نے بداعیہ سلطنت علم بغاوت بلند کیا جسکے باعث تیمور شاہ کو اولٹے پاؤن قندہار کو واپس آنا پڑا تیمور شاہ کے آنے پر عبد الخالق مقابل ہوا مگر شکست کھائی اور گرفتار ہوکر نابینا کیا گیا اس بغاوت مین پاینده خان بارکزئی کی کوشش سے تیمور شاہ نے خوش ہوکر اوسکو سرفراز خان کا خطاب عطا کر کے اپنا وزیر بنایا اِسکے بعد ملتان کو گیا - ملتان کی حکومت شریف خان

سعدوزئی کو دی۔ بہاولپور کو تاخت کیا مگر پسر نواب بہاول خان عباسی نے صلح کرلی وہان سے فیض اللہ خان رئیس پشاور کی بغاوت رفع کرکے کابل مین آیا۔ اور یہان سے دو دفعہ بغرض تنبیہ سرداران سکھ پنجاب کو گیا اور بہت سا حصہ اپنے عہد حکومت کا بغاوتون اور خانہ جنگیون کی نذر کرکے ۲۰ سال حکمرانی کرنے کے بعد ۷ شوال سنہ ۱۲۰۷ھ ۱۷۹۳ء فوت ہوا تیمور شاہ کے سات فرزند ہمایون - محمود شاہ - شاہزمان - عباس - شجاع الملک شاپور حاجی فیروز الدین تھے بعد انتقال تیمور شاہ کے مجلس شورے مین جسکے چار ارکان قاضی فیض اللہ خان - نور محمد - ملا عبد القادر - پایندہ خان بارکزی رکن اعظم تھے - تیمور شاہ کے جانشین کے انتخاب پر بحث ہوئی کثرت رائے سے استحقاق جانشینی زمان شاہ کا بخلاف دو بڑے بھائیون ہمایون حاکم قندہار اور محمود شاہ حاکم ہرات کے تسلیم کیا گیا۔

زمان شاہ

۸ شوال سنہ ۱۲۰۷ھ ۱۷۹۳ء کو تخت افغانستان پر متمکن ہوا۔ سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا سکہ مین یہ سجع منقوش تھا۔

طراز یافت بحکم خدائے ہر دو جہان رواج سکہ دولت بنام شاہ زمان

ہمایون حاکم قندہار نے شاہ زمان کی جانشینی پر اعتراض کیا - اور بزور اپنے استحقاق کو حاصل کرنا چاہا مگر شکست کھا کر بھاگا. لیہ ضلع ڈیرہ غازیخان مین نواب محمد خان سدوزی کے ہاتھون گرفتار ہو کر آنکھون سی قسمت کو کھو بیٹھا اسکے بعد زمان شاہ نے سنہ ۹۵ء (۱۲۱۲ھ) کو پنجاب پر لشکر کشی کی - اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو بصلہ نکلوا دینے توپون کے دریاے جہیلم سے سند قصبہ لاہور کی دیکر واپس ہوا - گورنمنٹ انڈیا کو شاہزمان کے پنجاب مین آنے جانے سے اوسکی پیشقدمی کا ہندوستان پر اندیشہ ہوا اور بہت دور سے کہ ہنوز دلی دور است کی مثل صادق آتی تھی - پولیٹیکل دوربین اوٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مشرقی سرحد افغانستان پر کوئی تیسری طاقت ایسی نہین کہ جس سے اتحاد پیدا کر کے زمان شاہ کی پیشقدمی کی روک تھام کیجاے مگر آفرین ہے گورنمنٹ انڈیا کی دور اندیشی پر کہ جب زیادہ غور کیا تو مغربی سرحد افغانستان پر ایک تیسری طاقت ایران نظر آئی جس سے سنہ ۱۵۶۱ع سے مابین ملکہ ایلزبتہ اور شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تعلقات دوستانہ قایم ہو چکے تھے اسکو اپنے ڈھب کا پایا - اپنے سفیر کو ایران بھیجکر باغراض ذیل معاہدہ کرنا چاہا -

۱- ہندوستان کو تاخت وتاراج افاغنہ سے محفوظ رکھا جائے۔

۲- ایران مین فرانس کا غلبہ ہونے پائے۔

۳- ایران مین انگلستان کی تجارت کو فروغ ہو۔

اس مقصد کے لئے سر جان میلکم کو بطور سفیر ایران مین بھیجا۔ ۱۸۰۰ء مین سر جان میلکم بندر بوشہر مین داخل ہو کر ایران مین پہونچے۔ فتح علی شاہ قاچار بادشاہ ایران سے ملاقات کی۔ اور جو بیش بہا تحائف بادشاہ اور ارکان سلطنت کیلئے لے گئے تھے پیش کئے جو منظور ہوئے یکم جنوری ۱۸۰۱ء کو مابین شاہ ایران اور سر جان میلکم حسب ذیل معاہدہ ہوا۔

عہد نامہ محررہ یکم جنوری ۱۸۰۱ء مابین سر جان میلکم اور شاہ ایران

۲- اگر بادشاہ افغانستان کا ہندوستان پر جو زیر حکومت عالی مرتبت بادشاہ انگلستان ہے ارادہ چڑھائی کا کرے تو اس حالت مین ایک زبردست فوج معہ تمامی سامان جنگ جانب سرکار عالی وقار و صاحب اقتدار بادشاہ فارس واسطے تنبیہ ونابود کرنے سلطنت افغانستان کے مقرر کیجائیگی اور ہر طرح کی کوشش دربارہ نیست ونابود کرنے قوم مذکور کے کیجائے گی۔

۳- کاش بادشاہ افغانستان کا کبھی ارادہ قایمی اتحاد کا بادشاہ فارس کے ساتھ جو حکومت مین سلیمان اور مرتبہ مین جمشید ہے کرے تو اس صورت مین بروقت قایم ہونے عہد و پیمان دوستی کے اس امر کا اقرار لیا جائیگا کہ شاہ افغانستان یا اوسکی فوج ارادہ چڑہائی کا متعلق حکومت بادشاہ مذکورہ بالا یعنی بادشاہ انگلینڈ ترک کر دین گے۔

۴- درحالیکہ کوئی بادشاہ افغانستان یا کوئی شخص قوم فرانسیسی سے ساتھ بادشاہ فارس کے جنگ کرے تو اسصورت مین عہدہ داران سرکار انگریزی جن کا دربار مثل آسمان کے ہے جس قدر گولہ بارود سامان جنگ کا ممکن ہوسکے بمعہ سامان ضروری و ہمراہیان و انسپکٹران کے بہیجدین۔ اور یہ سب اسباب کسی بندرگاہ فارس مین جسکی سرحد واقعہ ہے افسران اعلی بادشاہ فارس کے سپرد کر دیا جائیگا۔

۵- اگر فرانسس کی فوج قصد کرے کہ سواحل ایران مین۔ کسی جزیرہ مین اقامت گزین ہو۔ تو فوج متحدہ ایران و انگلینڈ بہیجی جاوے گی اور اس ذریعہ سے فوج فرانسس اس مقام سے ہٹا دی جائیگی اگر کوئی فرانسیس یہ ارادہ کرے گا کہ کسی ایرانی مقام مین سکونت اختیار کرے یا کسی بندر یا جزیرہ ایران مین وہ

اپنے ارادے مین کامیاب نہ کیا جائیگا۔

۹۔ درحالیکہ کوئی لڑائی بادشاہ فارس اور افغانستان کے وقوع مین آئے تو اس صورت مین بادشاہ انگلستان کسی قسم کی طرفداری نکرے گا تاوقتیکہ فریقین دربارہ صلح کرانیکے اونکا درمیانی ہونا پسند نہ کرینگے۔ تحریر یکم جنوری سنہ ۱۸۰۱ء

جان میلکم حاجی ابراہیم

شاہزمان نے پنجاب سے کابل مین پہونچکر وزیر پایندہ خان بارکزی کے مشورہ سے بہت سے درانیون کو بسازش شاہ محمود قتل کرادیا۔ اسپر ارکان سلطنت وسرداران قوم وزیر پایندہ خان سے بیزار ہوگئے رحمت اللہ خان مخاطب وفادار خان کامرانخیل نے شاہزمان سے یہ کہکر پایندہ خان شجاع الملک سے سازش کرکے آپکو معزول کرنا چاہتا ہے وزیر پایندہ خان کے قتل پر آمادہ کردیا فرزندان پایندہ خان (دیکھو شجرہ) نے شاہزمان کے اس بدارادہ کا حال سنکر اپنے والد پایندہ خان کو سمجھایا کہ وہ اپنے وطن گرشیک مین چلا جاے مگر اس غیور بہادر نے بھاگنا عار سمجھکر اس صلاح کو ناپسند کیا۔ آخر شاہزمان نے براہِ ناعاقبت اندیشی پایندہ خان کو قتل کرادیا۔ فتح خان فرزند پایندہ خان نے بخلاف شاہزمان شاہ محمود سے اتفاق کرکے بہت سا لشکر جمع کیا اور شاہ محمود کو ساتھ لئے ہوئے قندہار و غزنی پر قابض ہوکر کابل پر چڑھائی کی شاہزمان اس وقت

پیشاور مین تھا وہ شاہ محمود کی بغاوت کا حال سنکر شاہ محمود کے مقابلہ کو آیا مقابلہ

کے وقت اپنی ہی فوج ہراول کی نمکحرامی سے مغلوب ہوکر گرفتار ہوا

ہمایون کی آنکھون کے بدلے انکی بھی آنکھین گئین رحمت اللہ خان مخاطب وفادار خان

شاہزمان کی وفاداری مین قتل ہوئے۔ شجاع الملک بعد گرفتاری شاہزمان خیبر مین چلا آیا

شاہ محمود

تخت افغانستان پر متمکن ہوا فتح خان کو وزیراعظم بناکر شاہ دوست کا خطاب دیا

ادھر حافظ شیر محمد خان فرزند ولیخان بامی زی وزیر احمد شاہ درانی خیبر سے لشکر گران

جمع کرکے شجاع الملک کو محمود پر چڑھا لایا شجاع الملک محمود کو گرفتار کرکے نابینا کرنا

چاہتا تھا کہ شاہزمان نے منع کر دیا کیونکہ شاہ محمود بعوض ہمایون کے اوسکو (شاہزمان)

کو نابینا کرچکا تھا اسواسطے معاوضہ پورا ہوگیا۔ اسکے بعد۔

شاہ شجاع الملک

سیر آرائے افغانستان ہوا۔ چار سال کچھ مہینے حکومت کرکے عطا اللہ خان صوبہ کشمیر

کی بغاوت رفع کرنے گیا کہ وہان جاکر خود گرفتار ہوا ان کے قید ہوتے ہی

شاہ محمود دوبارہ تخت نشین افغانستان ہوا اور اپنے بھائے

فیروزالدین کو صوبہ ہرات عطا کیا۔ کچھہ عرصہ کے بعد شہزادہ کامران اپنے والد
شاہ محمود سے مستدعی ہوئے کہ صوبہ ہرات حاجی فیروزالدین سے لیکر اونکے
حوالہ کیا جاسے۔ شاہ محمود نے شہزادہ کی خواہش کو وزیر فتح خان سے ظاہر کیا۔
وزیر فتح خان معہ اپنے بھائی دوست محمد خان کے اس غرض کے لئے
روانہ ہرات ہوئے۔ ہرات کے قریب پہونچنے پر معلوم ہوا۔ کہ تین لاکھہ فوج
بحکم فتح علیخان قاچار حاجی فیروزالدین کی امداد کو یا ہرات لینے کے لئے
چلی آتی ہے۔

یہ سنکر وزیر فتح خان معہ حاجی خان کاکڑ ایرانی فوج کے مقابلہ کے لئے
آگے بڑہا۔ اور دوست محمد خان کو ہرات کی تسخیر کے لئے چھوڑ گئے۔

اودہر وزیر فتح خان نے ایرانی فوج کو شکست دیکر مشہد تک تعاقب کیا۔
ادہر دوست محمد خان نے ہرات کو تسخیر کرکے حاجی فیروزالدین کو اس الزام میں
کہ اونہوں نے شاہ محمود کی مدد نہیں کی تھی قید کر دیا۔ شہر ہرات کو لوٹا حرم سرا سے
شاہی پر بھی دست درازی کی۔ محمد قاسم فرزند حاجی فیروزالدین کی بیگم کا جو شہزادہ
کامران کی ہمشیرہ تھی ازار بند قیمتی دو لاکھہ روپیہ کا بذریعہ خواجہ سراؤں کے جبراً
لے لیا۔ شہزادی نے شلوار ازار بند کشیدہ اپنے بھائی کامران کے پاس بھیجکر

استغاثہ اہانت کیا۔ شہزادہ کامران نے برافروختہ ہوکر۔ دوست محمد خان سے اس اہانت کا بدلا لینے کی قسم کھائی۔

وزیر فتح خان نے جب یہ ناگوار واقعہ سنا تو بھائی کو تہدید آمیز خط کے ذریعہ سخت ملامت کی اور یہ بھی لکھا کہ اس ناگوار واقعہ کے سبب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا دوست محمد خان اس خط کے پہونچنے پر بھائی کی آزردگی کے خوف سے کشمیر محمد عظیم خان کے پاس چلے گئے۔

شہزادہ کامران نے اس خیال سے کہ دوست محمد خان نے بے ادبی حرم سرائے شاہی کی نسبت بصلاح وزیر فتح خان کی ہے اس بہادر کو جس نے تین لاکھ فوج ایران کو ابھی شکست دی تھی ہرات مین نابینا کر دیا۔

جب وزیر فتح خان قندہار مین پہونچا تو شاہ محمود نے بظاہر شاہ دوست کی حالت پر افسوس کیا اس بیجا ظلم کی عموماً قوم بارکزی اور خصوصاً اولاد پایندہ خان برداشت نہ کر سکے اور اونہون نے ارادہ کیا۔ کہ شاہ شجاع وغیرہ اہل خاندان سدوزی کا استیصال کر کے سید میر واعظ کو بادشاہ افغانستان بنائین۔

قندہار اور ہرات مین یہ ہورہا تھا اور ادہر شاہ شجاع کابل اور پشاور مین حکومت کر رہا تھا کہ شاہ شجاع کے پاس سفارت سرکار انگریزی بصدارت

آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر پشاور مین پہونچے - اور شاہ شجاع سے بخلاف فرانس و ایران معاہدہ کیا جسکی ضرورت اسلئے ہوئی کہ جو عہدنامہ سرکار انگریزی نے ایران کے ساتھ محررہ یکم جنوری ۱۸۰۰ء بخلاف شاہ افغانستان کیا تہا جسکو پیچھے لکھہ آیا ہون اوسکے چار برس بعد باہم ایران و روس بمقام جارجیہ لڑائی ہوئی ایران کو برٹش گورنمنٹ نے حسب معاہدہ مدد نہ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایران نے فرانس سے ایک عہدنامہ کیا جس سے معاہدہ ۱۸۰۰ء کالعدم ہوگیا اور فرانس کا اقتدار ایران مین اسقدر بڑہ گیا کہ جس نے برٹش گورنمنٹ کو فرانس و ایران کی پیشقدمی ہندوستان کا اندیشہ ہوا - اسلئے گورنر جنرل ہند لارڈ منٹو صاحب بہادر نے الفنسٹن صاحب کو بطور سفیر کے بہیجا اور باہم عہدنامہ ہوا جسکو ذیل مین درج کرتا ہون -

نقل عہدنامہ جو مابین برٹش گورنمنٹ و شاہ شجاع الملک کے ہوا

چونکہ بباعث سازش کے جو ایران کے ساتھ فرانس والون نے اس غرض سے کی ہے کہ اول عملداری شاہ درانی اور دوئیم عملداری برٹش گورنمنٹ ہندوستان پر حملہ آور ہون لہذا آنریبل موسٹ الفنسٹن بطور سفیر کل مختار منجانب رائٹ آنریبل لارڈ منٹو

گورنر جنرل بہادر جنکو اختیارات کل ملکی و مالی و فوجی ہندوستان مین جسقدر
انگریزون کے قبضہ مین ہے اس غرض سے ہوا ہے کہ اراکین سلطنت
سے گفتگو کرکے تدبیر حفاظت ملکون کی بمقابلہ حملہ ایران و فرانس کیجاے
اور چونکہ سفیر مذکور نے بہرہ یاب ملازمت ہوکے عرض اسی سفارت کی جو
محض دوستانہ اور مفید تہی بیان کی اور بادشاہ نے بغرض فوائد دوستی
واتفاق سرکارین جو اس موقعہ پر کارآمد ہے اپنے اراکین کو حکم دیا ۔ کہ آنربل
موسٹ اسٹوارٹ انفنسٹن سے گفتگو کرکے اور دونون ملکون کا فائدہ
مد نظر رکھکر دوستانہ اتفاق قایم کرین ۔ لہذا چند شرایط عہدنامہ فیمابین اراکین
شاہ و سفیر انگلشیہ منضبط ہوئے اور تصدیق اسکی دستخط شاہ سے ہوئی
پس ایک نقل اس عہدنامہ کی سفیر مذکور نے واسطے تصدیق گورنر جنرل کے
روانہ کی اور گورنر جنرل بہادر نے بلا کم و کاست منظور کرکے ایک نقل اوسکی
حسب ذیل مزین بمہر و دستخط گورنر جنرل و آراکین گورنمنٹ انگریزی ہندوستان
واپس ہوئی اور حسب منشاء اون شرائط کے امور سرکارین کے قرار پاگئے
اور آیندہ رہین گے ۔

شرط اول چونکہ فرانس و ایران نے سازش بمقابلہ کابل کی ہے اگر وہ درمیان

علاقہ بادشاہ گذر کرین گے تو ملازمان بارگاہ اونکو گذرنے نہ دینگے اور کوشش تمامتر
عمل مین لا کر جبتک آزمان ہون گے اور انکو اپنے ملک سے خارج کردین گے اور
ہندوستان تک اونکو پہونچنے نہ دینگے۔

شرط دویم۔ اگر فرانس وایران متفق ہوکر بادشاہ کابل کے ملک مین بہ نیت
فاسد آئین گے تو سرکار انگریزی بدل اونکے اخراج مین کوشش کرے گی اور
جو خرچ اس کام مین ہوگا اوسکی متحمل خود ہوگی۔ اور جب تک سازش فرانس
اور ایران کی جاری رہے گی یہ عہدنامہ بہی قایم رہے گا۔ اور تعمیل اوسکی
فریقین کرتے رہین گے۔

شرط سویم۔ ان دونون سلطنتونمین دوستی واتفاق واسطے دوام کے
رہے گا۔ اور نفاق درمیان سے اوٹھا لیا جائیگا اور ممالک باہمی مین ہرگز
دست اندازی کوئی نہ کرے گا۔ اور شاہ کابل کسی فرانس والے کو اپنے ملک
مین نہ آنے دے گا۔ ملازمین وفاداران سرکارین جنہون نے یہ عہدنامہ منظور
کیا۔ اور شرایط منظوری اور تصدیق مکمل ہوچکی اور اس سند پر مہر ودستخط رائٹ
آنریبل گورنر جنرل وآنریبل ممبر سپریم گورنمنٹ کے ہوئے۔ بتاریخ ۱۷ ماہ جون ۱۸۰۹ء
مطابق ۱۲۲۴ ہجری اس عہدنامہ کے کچھہ دنون بعد۔ شاہ شجاع الملک اوس

تجویز کو سنکر جو اولاد پاینده خان نے خاندان سدوزی کا استیصال کر کے سید میر واعظ کو بادشاہ بنانے کی کی تھی کابل پہونچا اور سید بیچارہ کو جو محض بیقصور تھا بیرحمی سے قتل کر دیا۔

سید کے قتل ہوتے ہی شہر کابل اور اوسکے نواح کے افغان جو سید کے معتقد تھے شاہ شجاع الملک سے بگڑ گئے اور سوزش عظیم برپا کی۔ شاہ شجاع الملک نے افغانستان مین قیام مشکل خیال کیا ۱۸۰۹ء مین پنجاب مین چلا آیا۔

اودہر شہزادہ کامران نے بمقام حیدرخیل متصل غزنی وزیر فتح خان کو نابینائی کی سزا غیر مکتفی سمجھکر قتل کر دیا وزیر کے قتل ہوتے ہی تمام افغانون نے خاندان سدوزی کو ملک کا دشمن قرار دیکر بغاوت کی شاہ محمود اور شہزادہ کامران اون سے عہدہ برانہ ہو سکے اور اپنی جان لیکر ہرات کو چلے گئے شاہ محمود نے چند روز بعد انتقال کیا۔ شہزادہ کامران ہرات مین حکمران رہا افغانستان کو اولاد پاینده خان نے آپسمین تقسیم کر لیا۔ کابل و غزنی امیر دوست محمد خان کے حصہ مین آئے اور قندہار اور کہن دل خان اور پردل خان نے سنبھالا۔

شاہ شجاع الملک کابل سے پہلے لاہور مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی پناہ مین آیا اور وہان سے بری طرح کوہ نور ہیرا چھنوا کر ۱۸۱۶ء مین بمقام لودہانہ گورنمنٹ انگریزی

کی پناہ مین آگیا گورنمنٹ نے چار ہزار روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا۔
مگر پچیس برس کے بعد بیٹھے بٹھائے پہر ہوس بادشاہت کی ہوئی اور
مہاراجہ رنجیت سنگہ سے جس نے کوہ نور ہیرا لینے مین شاہ شجاع الملک
کی بیعزتی اور اہانت مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا تھا قومی غیرت کو
بالائے طاق رکھکر ۱۲ - مارچ ۱۸۳۴ء کو ایک عہدنامہ
کیا - جسکی شرائط کی کمزوری ثابت کرتی تہی کہ جن لوگون نے شاہ شجاع الملک
کو قوم اور ملک کا دشمن قرار دیا تھا - اوسکے حق بجانب تھا - اب مین زیادہ لکھنے
سے باز رہکر عہدنامہ کو بعینہ نقل کرتا ہون -

نقل عہدنامہ باہمی مہاراجہ رنجیت سنگہ و شاہ شجاع الملک منعقدہ ۱۲ مارچ ۱۸۳۴ء

تمہید واسطے دوستی فیمابین مہاراجہ رنجیت سنگہ و شاہ شجاع الملک
اب باستحکام قرار پائی اور کوئی امر ایسا نہین اور نہ آیندہ کبہی ہوگا جسکے باعث
مغایرت یا نااتفاقی ظہور مین آئے - لہذا دونون بنظر نیک نیتی و دوستی اقرار
کرتے ہین کہ وہ شرائط ذیل منظور کرتے ہین اور اسکے مطابق عمل ہوگا -

شرائط

شرط اول - شجاع الملک تمام حقوق اپنے اور اپنے ورثا اور جانشینون کے

اور تمام قوم یوسف زی کی نسبت علاقجات دونون جانب دریاے سندہ یعنی
اٹک کے جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین ہین اور جنکی تفصیل ذیل مین درج
ہوتی ہے چھوڑتے ہین۔ یعنی کشمیر تمام وکمال معہ اوسکی حدود شرقی و غربی
جنوبی و شمالی معہ قلعہ اٹک و چھچھ ہزارہ کنبھل انبہ معہ ملحقات بجانب کنارہ
چپ دریاے مذکور بجانب ہرات ملک پشاور معہ یوسف زئی ۔ جہنگ
ہشت نگر۔ مچنئی۔ کوہاٹ اور تمام علاقہ متعلقہ پشاور۔ تا درخیبر۔ ونیود۔ وملک
وزیری ودورنانگ وگورنگ وکالاباغ وخوشحال گڈہ معہ اضلاع متعلقہ ڈیرہ
اسمعیل خان معہ ملحقات معہ ڈیرہ غازیخان وٹھن کوٹ۔ علاقہ ملحقہ سنگرم
برن داخل حاجی پور جے پور۔ بنون۔ کچھی۔ سنگیرہ معہ اضلاع ملحقہ وضلع ملتان
واقع کنارہ چپ یہہ ممالک ومقامات جائداد مہاراجہ کی ہین اور اونکے ملک
مین شامل ہین۔ بادشاہ کو کچھہ سرکار اس سے نہین اور نہ آیندہ ہوگا وہ مہاراجہ
کے اور اونکے ورثا کے پشت در پشت ہین۔

دویم جو لوگ دوسری جانب درخیبر کے رہتے ہین۔ وہ ذروی یا زیادتی
یا کسیطرح کا فساد اس جانب آکر کرنے نہ پائین گے۔ اگر کوئی باقیدار کسی
سرکار باہمی کا روپیہ سرکاری غصب کرکے دوسرے کے ملک مین پناہ گیر ہوگا تو

ہر ایک فریق وعدہ کرتے ہین کہ وہ اوسکو حوالی دوسرے کے کر دینگے۔

شرط سوم جسطرح بموجب عہدنامہ منعقدہ فیمابین گورنمنٹ انگریزی و مہاراجہ کوئی شخص کنارہ چپ دریاے ستلج سے بجانب کنارہ راست دریاے مذکور کے بغیر پروانہ مہاراجہ نہین جا سکتا اسیطرح دریاے سندہ پر جو ستلج سے ملتا ہے یہی قاعدہ مرعی رہے گا۔ اور کوئی شخص بغیر اجازت مہاراجہ عبور کرنے پائیگا۔

شرط چہارم درباب شکارپور اور ملک سندہ کے جو بجانب کنارہ راست دریاے سندہ کے واقعہ ہے شاہ مطابق اوسکے کاربند ہون گے جو درست اور مناسب قرار پاے گا۔ اور جو موافق مراسم دوستی اور اتحاد کے جو فیمابین گورنمنٹ انگریزی اور مہاراجہ کے بذریعہ کپتان ویڈ صاحب کے واقعہ ہے متصور ہوگا۔

شرط پنجم۔ جب شاہ اپنی حکومت کابل اور قندہار مین قایم کرلین گے تو وہ سال بسال مہاراجہ کو اشیاے مفصلہ ذیل دیا کرینگے۔

پچپن راس گھوڑے خوشرنگ آراستہ قدم باز۔

گیارہ ضرب شمشیر ایرانی معہ دستہ خنجر۔

پچیس قاطر میوہ جات خشک وتر وسردے براہ دریاے کابل ہر سال روانہ پشاور کیے جائینگے انگور۔ انار۔ سیب۔ ہینگ۔ بادام۔ کشمش۔ پستہ

اِن میوہ جات کے انبار در انبار بہیجے جائین گے پارچہ ساٹھن ہر رنگ چینہ سمور کمخواب نقرئی وطلائی - وقالین ایران جملہ ایکسو ایک تھان یہ تمام (مندرجہ صدر) اسباب شاہ ہمیشہ سال بسال مہاراجہ کو دیا کرین گے -

شرط ششم - طرفین سے تحریر مساوی ہوا کرے گی -

شرط ہفتم - جو تاجران افغانستان - لاہور - امرتسر یا اور کسی مقام ملک مہاراجہ مین تجارت کرنے جانا چاہین گے اون سے راستہ مین مزاحمت نہوگی بخلاف اسکے حکم محکم جاری ہونگے کہ اونکی آمد و رفت مین تسہیل ہوگی اور مہاراجہ اقرار کرتے ہین - کہ وہ بہی اسیطرح کا قاعدہ نسبت تجاران کے جو افغانستان کو جانا چاہین گے مرعی رکہین گے -

شرط ہشتم مہاراجہ براہ دوستی مفصلہ ذیل اشیا شاہ کے پاس سال بسال بہیجا کرین گے پچپن تھان ململ - گیارہ ڈوپٹہ - پانچ تھان کمخواب - پانچ رومال پانچ عمامہ - پچپن بار برنج بارہ جو خاص پشاور مین پیدا ہوتا ہے -

شرط نہم - اگر کوئی اہلکار مہاراجہ جو افغانستان کو واسطے خرید کرنے گھوڑون کے یا کسی اور کام کے جائے یا ملازمان شاہ واسطے خرید کرنے پارچہ شال وغیرہ کے پنجاب مین آئین اور گیارہ ہزار روپیہ تک کا اسباب خرید کرین

تو اونکی خاطر داری طرفین کی طرف سے بخوب ترین وجہ ہوگی اور اونکے کار مفوضہ مین ہر طرح کی تسہیل کیجاے گی۔

شرط دہم جب افواج طرفین یکجا مقیم ہوگی تو گاؤکشی اوس مقام پر نہوگی۔

شرط یازدہم اگر شاہ کمک مہاراجہ سے لین گے توجسقدر اسباب لوٹ بارکر ینگا مثل جواہرات گھوڑے اسلحہ وغیرہ دستیاب ہوگا وہ برابر طرفین کی فوج مین تقسیم کیا جائیگا۔ اگر شاہ بغیر مدد فوج مہاراجہ اونکا اسباب اپنے قبضہ مین لائین گے تو ایک حصہ اوسکا براہ دوستی شاہ ممدوح اپنے ملازمون کی معرفت مہاراجہ کے پاس بھیجدین گے۔

شرط دوازدہم۔ رسم خط وکتابت طرفین سے ہمیشہ جاری رہے گی۔

شرط سیزدہم۔ اگر مہاراجہ کو ضرورت فوج شاہ کی ہوگی۔ تو شاہ وعدہ کرتے ہین کہ فوج بسرکردگی افسر کلان روانہ کرین گے۔ اور اسیطرح مہاراجہ بھی وقت ضرورت اپنی فوج مسلمانون کی بسرکردگی افسر کلان کابل تک روانہ کرین گے جب مہاراجہ پشاور کے مقام پر آئین گے تو شاہ ایک شہزادے کو اون کی ملاقات کے واسطے بھیجین گے اور مہاراجہ اوسکی عزت وتوقیر حسب لیاقت بیچ استقبال اور مشایعت کے کرینگے۔

شرط چہاردہم دوست دشمن ایک کے دوست و دشمن دوسرے کے متصور ہونگے
شرط پانزدہم - فریقین شرائط بالا کو منظور کرتے ہین اور اون سے انحراف نہوگا
اور عہدنامہ ہذا دوامی اور استمراری گنا جاے گا -

اس عہدنامہ کو گورنمنٹ انگریزی نے منظور نہین کیا اور نہ بجز وظیفہ چار
ماہ پیشگی کے اور امداد مالی دی -

مولف گورنمنٹ انگریزی کی امداد نہ دینے کی وجہ یہ معلوم ہوتی
ہے کہ لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل کا مدبرانہ خیال یہ تھا - کہ اندرون
ملک افغانستان مین جاکر باہمی فسادون مین دخل نہ دیا جاے
کاش اگر گورنر جنرل لارڈ اکلنڈ اس راے کی پیروی کرتے تو ہرگز
گورنمنٹ انگریزی کا اسقدر نقصان جان و مال نہوتا - اور اون کی
نیکنامی پر دھبہ نہ لگتا -

غرضکہ شاہ شجاع الملک اس عہدنامہ کے بعد سندہ ہوتا ہوا - قندہار پہونچا
شہر کو فتح کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا - سرداران قندہار کہن دلخان پر دل خان
برادران امیر دوست محمد خان جنکے حصہ مین قندہار آیا تھا محصور ہوئے امیر
دوست محمد خان اس خبر کے پہونچنے پر جسقدر لشکر بہم پہونچا لیے ہوئے قندہار

پہونچے ان کے دونون بھائی قلعہ سے نکلکر امیر دوست محمد خان کے شامل ہوگئے اور تینون نے ملکر حملہ کیا۔ شجاع الملک نے شکست کھائی اور ہرات ہوتا ہوا اپنے بھتیجے کامران سے ملکر لودہانہ مین آگئے۔ جس کمزوری سے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے ساتھ عہدنامہ کیا تھا ویسے ہی کمزور ثابت ہوئی اور نقصان ملک گھاٹہ مین رہا۔ جبکو ملکیت ازان مہاراجہ تسلیم کرچکے اور دوسری[ف] دفعہ گورنمنٹ انگریزی کی امداد سے پہر کابل گئے ابکی دفعہ وہان جان دی شہزادہ شاپور و شہزادہ نادر صفدر جنگ انکے فرزند فوج سرکاری کے ساتھ کابل سے لودہانہ مین آگئے جن کا انتقال لودہانہ مین ہی ہوگیا۔ انکی اولاد لودہانہ مین موجود ہے۔

(نوٹ) اسد اللہ یا سدو کے پانچ بیٹے خواجہ خضر خان۔ معدود خان کامران زعفران بہادر خان تھے منجملہ انکے خضر خان کی اولاد کا حال لکھ چکا۔ اب اور تینون کا حال اور نیز انکی اولاد کا حال لکھتا ہون۔

معدود خان فرزند دویم سدو

معدود خان کے فرزند شاہ حسین کا حال بشمول اولاد خضر خان لکھا گیا ہے

[ف] پہلی جنگ افغانستان کا حال بارکزی کی اولاد کے سلسلہ مین لکھا جاوے گا۔

کہ شاہ حسین اپنے ملازم خلیل غلزی کے قتل کرنے پر حاکم قندہار کے حکم سے
قید ہوا۔ اور شاہ ایران کے حکم سے رہا ہو کر ملتان چلا گیا مگر یہ حال حیات افغانی
سے ماخوذ تھا سرلپل گریفین صاحب بہادر کی تاریخ روسائی پنجاب کے دیکھنے
سے حالات شاہ حسین خلاف حیات افغانی پائے گے غالباً حالات
مندرجہ تاریخ گریفین صاحب بہادر کسی اعلی رکن خاندان شاہ حسین نے لکھکر
دئے ہون گے اسواسطے اُن کو صحیح خیال کر کے بطور خلاصہ کے لکھتا ہون
خواجہ خضر خان فرزند کلان سدو نے ۱۶۲۶ء مین انتقال کیا تو اوسکا جانشین
معدود خان ہوا اور ۷ سال شہر صفا مین حکمرانی کر کے ۱۶۴۳ء کو فوت ہوا
شاہ حسین انکا فرزند جانشین ہوا خداداد سلطان فرزند خواجہ خضر خان نے
باستحقاق ترجیحی اپنے والد کے دعوی جانشینی کیا۔ اور دونون چچازاد بھائیوں مین
بمقام شہر صفا لڑائی ہوئی۔ شاہ حسین شکست کھا کر قندہار چلا گیا۔ اور اپنی
امداد پر خواصخان حاکم قندہار کو چڑھا لایا جس نے آتے ہی خداداد سلطان کو
شکست دی۔ خداداد سلطان بھی شکست کھا کر اصفہان پہونچا۔ اور عباس
صفوی شاہ ایران کو اپنی حمایت پر لے آیا۔ شاہ ایران نے آکر خواصخان کو
شکست دی اور اپنی طرف سے محراب خان الیاس کو حاکم قندہار مقرر کر کے

اصفہان واپس چلا گیا۔ شاہ جہان بادشاہ دہلی نے قندہار پر قبضہ کرنے کیلئے
شہزادہ اورنگ زیب کو معہ وزیر سعد اللہ خان فوج دیکر بھیجا۔ جب شہزادہ
افغانستان مین آیا۔ تو شاہ حسین بھی شہزادہ کے لشکر کے شامل ہو گیا
شہزادہ نے نواح قندہار مین پہونچکر شکست کھائی اور واپس ہندوستان ہوا۔
شاہ حسین بھی اہل و عیال کو لیکر شہزادہ کے ساتھ چلا آیا شاہجہان بادشاہ
دہلی نے شاہ حسین کو پہلے پرگنہ سیالکوٹ جاگیر مین دیا اور پھر اوسکی عوض پرگنہ
رنگپور جو دریائے چناب کے کنارہ ہے عطا کیا۔ سنہ ۱۶۵۲ء مین شاہ حسین
شہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکھن گیا۔ شہزادہ جب وہان سے واپس
آکر بادشاہ ہندوستان ہوا۔ تو اوس نے شاہ حسین کو سات سو سوار اور
اوسکے بھائی اللہ داد خان کو۔ دو سو سوار بھرتی کرنیکا حکم دیا۔ ایکروز سنہ ۱۶۵۸ء
مین بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے شاہ حسین سے ایک گھوڑے کی نسل
دریافت کی ہنوز شاہ حسین نے جواب ندیا تھا کہ اوسکا ملازم خلیل غلزی بول اوٹھا
شاہ حسین کو دخل در معقولات خلیل غلزی کا ناگوار ہوا۔ اور اوسی نے سر دربار
خلیل غلزی کو قتل کر دیا۔ عالمگیر نے ناراض ہو کر شاہ حسین کو قید کر دیا۔ مگر چند روز
کے بعد رہا ہو کر اپنی جاگیر رنگپور مین آگیا اور یہان سنہ ۱۶۵۹ء مین فوت ہو گیا اسکے

بعد اللہ داد خان متوفی کے چھ فرزندون مین سے عنایت خان اور اسکے بعد اوسکا
فرزند شیر محمد خان جانشین ہوا۔ مگر اسکی ناقابلیت سے عابد خان اسکا چچازاد
بھائی منتظم ریاست رہا بعد وفات عابد خان کی جانشینی کی بابت جھگڑا ہوا
جنکا فیصلہ زاہد خان فرزند عابد خان کے حق مین ہوا ۱۷۲۹ء/۱۱۴۳ھ مین زاہد خان کا
انتقال ہوا انکے بعد شاکر خان اور اسکے بعد شجاع خان جانشین ہوا شجاع خان کو احمد شاہ درانی
نے ناظم ملتان مقرر کیا۔ انہون نے شجاع آباد۔ آباد کیا۔ اور اوسمین قلعہ تعمیر کیا
احمد شاہ درانی کے چلے جانے کے بعد سکھ سردارون نے ملتان پر حملہ کیا۔ مگر
خانجہان سپہ سالار تیمور فرزند احمد شاہ نے سکھ سردارون کو محاصرہ ملتان سے
ہٹا دیا ہے چند روز کے بعد تیمور شاہ نے شریف خان سدوزئی کو حاکم ملتان مقرر
کیا شجاع خان شجاع آباد چلا گیا یہان بھی سکھ سردارون نے نہ ٹکنے دیا مجبور
شجاع خان بہاولپور جاکر وہان ۱۷۷۲ء/۱۱۸۶ھ کو فوت ہوگیا۔ محمد مظفر خان ان کا
فرزند نواب بہاولپور کو بمقابلہ سکھ سردارون کے چڑھا لایا۔ مگر ناکام رہا ۱۷۷۹ء/۱۱۹۴ھ
کو تیمور شاہ ملتان مین آیا۔ تو اوس نے مظفر خان کو خطاب رکن الدولہ دیکر ناظم
ملتان مقرر کیا ۱۸۰۲ء/۱۲۱۷ھ مہاراجہ رنجیت سنگھ ملتان مین آیا۔ باہم نواب مظفر خان
اور مہاراجہ رنجیت سنگھ تحفہ تحائف دیے گئے مہاراجہ کا ملنے سے ظاہرا

یہ مطلب تھا کہ باہمی اتحاد قایم ہو مگر باطن مین نواب کی طاقت کا اندازہ کرنا مدنظر تھا
چار برس کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ پھر ملتان مین آیا - اور ستہ ہزار روپیہ لیکر واپس ہوا
اسی سال پھر آکر ملتان پر قبضہ کرکے قلعہ پر حملہ کیا - مگر ہر دفعہ نواب مظفر خان نے
نقصان کے ساتھ پس پا کیا - آخر مہاراجہ نے اون شرایط کو منظور کیا - جو صلح
کی بابت نواب مظفر خان نے پیش کین تھین اور تینس ۳۰ ہزار روپیہ لیکر واپس گیا
۱۸۱۸ء ۱۲۳۴ھ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شہزادہ کھڑک سنگھ کو فوج دیکر ملتان پر بھیجا
اس نے آتے ہی شہر ملتان پر قبضہ کرکے قلعہ پر گولہ باری شروع کی - احمد شاہ
درانی والی توپ زمزم چار دفعہ چلائی گئی جس سے قلعہ کی دیوار دو تین دراڑین پڑ گئین
اور فوج شہزادہ کو قلعہ مین داخل ہونے کا راستہ مل گیا - نواب مظفر خان نے
شمشیر برہنہ حملہ کیا - فوج نے پیچھے پھر کر گولیون کی باڑ ماری - نواب مظفر خان معہ
اپنے پانچ فرزندون شاہ نواز خان ممتاز خان - اعزاز خان - حق نواز خان شاہ
باز خان کے قتل ہوا - ایک فرزند ذوالفقار خان زخمی ہوا - اور دو فرزند سرفراز خان
و امیر باز خان کی جان بخشی ہوئی اور دونون قید ہوکر معہ نواب عبدالجید خان
فرزند شاہنواز خان لاہور مین آئے جاگیر ضبط ہوکر اہل خاندان کے پنشنین مقرر ہوئین
نواب سرفراز خان ۱۲ مارچ ۱۸۵۱ء کو اور اونکے فرزند فیروز الدین خان ۱۸۵۵ء کو

فوت ہوئے نواب عبد المجید خان لاہور مین عزت کے ساتھ رہتے تھے گورنمنٹ کی طرف سے خطاب نوابی حاصل تھا ۲۶ فروری ۱۹۰۸ء کو انتقال ہوا۔ اکبر علی خان فرزند ثانی نواب سرفراز خان نے ۸ مارچ ۱۹۰۲ء کو انتقال کیا۔ ان کا فرزند عنایت علی خان موجود ہے۔

کامران خان اسکی اولاد مین رحمت اللہ خان ملقب وفادار خان شاہزمان بادشاہ کابل کا وزیر تھا۔ اس نے شاہزمان کو ترغیب دیکر پایندہ خان بارکزی کو قتل کرا دیا تھا۔ پایندہ خان کے فرزند فتح خان نے شاہ محمود کے ہاتھون اسے قتل کرایا۔

زعفران خان اسکی اولاد نہ تھی۔

بہادر خان اسکی اولاد مین نواب محمد خان معزز رئیس لیہ وغیرہ تھا۔ نواب محمد خان پہلے تجارت کرتا تھا۔ اور پھر ملازم نواب بہاولپور[۵۱] کا ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ تک نواب مظفر خان ناظم ملتان کا ملازم رہا۔ چونکہ قسمت مین ترقی تھی۔ افغانون کو جمع کر کے

---

[۵۱] رؤساے بہاولپور حضرت عباس عم رسول خدا محمد مجتبیٰ کی اولاد مین ہین سنہ ۶۵۶ ہجری مین چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد کو فتح کیا۔ اور مستعصم[†] باللہ کو جو عباسیون کا آخر خلیفہ

[†] معتصم سے پیشتر جو خلیفہ عباسی تھے اونکے نام اس نظم سے معلوم ہونگے جنکو صفحہ مقابل مین درج کرتا ہون یہ خاندان سنہ ۱۳۲ھ (۷۵۰ء) سے لغایت سنہ ۶۵۶ ہجری (۱۲۵۸ء) تک حکمران رہا۔

ملک گیری کرنے لگا۔ قلعہ مونده کو فتح کرکے علاقہ تھل۔ کچھی لیہ پر قبضہ کرلیا۔ شاہ زمان نے خطاب نواب شاہ نواز خان کا عطا کیا۔ نواب محمد خان نے قلعہ مونگیرہ تعمیر کیا۔ اور وہان ہی سکونت اختیار کی ۱۸۲۱ء مین قلعہ مونگیرہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے لے لیا مگر کچہ حصہ ملک کا نواب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲ - تھا قتل کردیا تو مورث اعلی روساے بہاولپور - ہلاکو خان کے خوف سے بغداد سے چلکر مع اپنی قوم کے براستہ خراسان وسیستان سندہ کے قرب وجوار مین آکر آباد ہوگئے اور یہان آکر ایسی طاقت پکڑ گئے کہ روساے بہاولپور کا ایک بزرگ داؤد خان جسکے نام سے یہ داؤد پوترہ مشہور ہین ۱۷۳۷ء کو صوبہ دار سندہ کے ساتھ جو بادشاہ دہلی کی طرف سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۹۲

از بنی عباس سی و ہفت بودند سے امام	کز سنان و تیغ شان شد سینۂ اعدا فگار
بو سفاح انگہے منصور مہدی از عقب	ہادی و ہارون امین مامون امام کامگار
معتصم آن گاہ واثق بعد از و متوکل است	منتصر پس مستعین بودست معتز پیشکار
متعہد و معتمد پس معتضد پس مکتفی	مقتدر پس قاہر و راضی امام روزگار
متقی بودست مستکفی مطیع و طایع است	قادر قایم پس از وے مقتدی شد آشکار
بعد از و مستظہر و مسترشد و راشد گذشت	مقتفی و مستنجد کو شیر گردون شد شکار
مستقی و ناصر و ظاہر دگر مستنصر است	آخراین قوم آمده مستعصم بامر کردگار

محمد خان کے قبضہ مین رہا محمد خان نے اپنی ہمت سے علاقہ راان مروت

عیسی خیل پر قبضہ کرلیا - نواب محمد خان کے اولاد نرینہ نہ تھی حافظ احمد خان

کو جو رشتہ مین اونکا بھتیجہ اور داماد تھا - اور اوسکے ایک لڑکا عبد الصمد خان

تھا اس نیت سے اپنا جانشین بنایا کہ بعد انتقال نواب محمد خان کے اوسکا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳ - مامور تھا بگاڑ بیٹھا اور شکست کھا کر معہ اپنی قوم کے دریاے

سندہ کے اس پار ایک جنگل مین آنکلا یہان اوسکو فوج شاہی نے آکر گھیر لیا اونہون نے

بیحرمتی کے خوف سے اپنے بیوی بچون کو قتل کرکے دشمنون پر ایسا حملہ کیا کہ اونکا مونہہ پھر گیا -

اس فتح کے بعد انہون نے سندہ کے شمال کی طرف اوس قطعہ زمین پر قبضہ کرلیا - جہان اب

بہاول پور آباد ہے - بعد انتقال داؤد خان کے اونکا فرزند -

نواب مبارک خان

جانشین ہوا - اور اوس نے صوبہ دار ملتان کی مہربانی سے (جو بادشاہ دہلی کی طرف سے مامور تھا)

اپنے ملک موروثی سے بہی کچھ حصہ حاصل کرلیا - جو جنوب مین اوس مقام تک پھیلتا ہے

جہان اوس زمانہ مین دریاے ستلج اور بیاس کا اکٹھا راستہ تھا - اور جسمین منٹگمری اور ملتان کا ایک

بڑا حصہ شامل ہے -

ابتدا مین یہ ریاست بہت چھوٹے چھوٹے سرداروں مین منقسم تھی جو ہر ایک بجاے

خود حاکم مستقل اور اپنے قبیلہ کا سردار تھا - بعد انتقال مبارک خان کے -

نواب بہاول خان اول - جانشین ہوئے - تو اونہون نے ان سب چھوٹے

علاقہ اوسکے نواسے کے پاس رہیگا بعد انتقال نواب محمد خان کے حافظ احمد خان اور اوسکے بعد عبدالصمد خان جانشین ہوا۔ مگر عبدالصمد خان نے لاولد انتقال کیا۔ اور نواب محمد خان کا منشا کہ اوسکے علاقہ کا مالک اوس کا نواسہ ہوگا پورا نہ ہوا۔ حافظ احمد خان کے بیٹوں مین سے جو اور بیوی سے تھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴ - چھوٹے سرداردن کو مغلوب کرکے اپنا ماتحت کرلیا - طاقت کے یکجا ہو جانے سے یہ نتیجہ عمدہ نکلا کہ شاہ درانی کے فرزند تیمور شاہ نے ان سے لڑکر بہاولپور مین کچھہ دنون قیام بھی رکھا تاہم انکا اقتدار اضلاع ملتان وغیرہ مین قایم رہا - بلکہ ڈیرہ غازیخان کو خان قلات سے چھین لیا -

۱۸۱۳ء مین جب شاہ شجاع کابل سے نکالے گئے تو یہ خودسر ہوگئے انکے اخیر عمر مین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے زور پکڑا - تو دریاے سندہ کے شمال کی طرف کا ملک انکے قبضہ سے نکل گیا اور انکے خوف سے گورنمنٹ انگریزی کے سایہ عاطفت مین آنے کے خواستگار ہوئے اگرچہ عہدنامہ کے رو سے جو باہم گورنمنٹ انگریزی و مہاراجہ لاہور کے ہوا تھا - گورنمنٹ انگریزی کو انہین اپنی حفاظت مین لینے کا اختیار تھا - مگر مصلحتاً گورنمنٹ انگریزی اس امر سے انکار کرتی رہی ان کے انتقال کے بعد -

نواب بہاول خان ثانی

مسند نشین ریاست ہوئے اور انکے انتقال کے بعد

بہاول خان ثالث مسند نشین ہوئے تو انکے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کا سنہ ۱۸۳۳ء

شیر محمد خان جانشین ہوا۔ اسکے عہد مین ۱۸۹۳ بکرمی مین کنور نونہال سنگھ نے ڈیرہ اسمعیل خان کا علاقہ ضبط کر کے ساٹھ ہزار سالانہ کی جاگیر شیر محمد خان کو دیدی بعد انتقال شیر محمد خان کے اوس کا فرزند سرفراز خان جانشین ہوا۔

لوٹ۔ سلیمان عرف زیرک کے بڑے بیٹے پوپل کی اولاد کا حال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۔ مین سولہ دفعات کا عہدنامہ دوستی اور تجارت کے باب مین ہوا جسکی دفعہ دوئم اور سوئم کی روسے وہ اپنے ملک مقبوضہ کے مالک اور حاکم خود مختار تسلیم کئے گئے۔

۱۸۳۸ء مین جب دوبارہ شاہ شجاع الملک کے تخت کابل پر بٹھانے کی تجویز ہوئی تو چونکہ کابل کا سیدھا راستہ اوس زمانہ مین جو خیبر ہو کر تھا پر خطر تھا۔ اور سوداگر افغانستان۔ درہ بولان کے راستہ سے آتے جاتے تھے۔ اسلئے گورنمنٹ انگریزی نے بھی اپنی ڈاک کابل کو اسی راستہ سے قایم کرنا مناسب خیال کر کے آٹھ دفعات کا ایک دوسرا عہدنامہ کیا جسکی روسے سرکار انگریزی نے ریاست بہاولپور کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور نواب بہاول خان ثالث نے اپنے آپ کو مطیع الامر سرکار انگریزی قرار دیا۔ اور جانبین کے دوست دوست اور دشمن دشمن قرار پائے۔ اور چونکہ نواب موصوف نے اس موقعہ پر اچھی خدمات کی تھین اسکے صلہ مین سبزل کا کوٹ اور بھونگ بارہ کا علاقہ سرکار انگریزی نے عنایت فرمایا۔ اور ۱۸۴۸ء مین مہم ملتان کی خدمت کے صلہ مین ایک لاکھ روپیہ نقد سالانہ حین حیات نواب بہاول خان ثالث کا مقرر فرمایا۔

لکھا گیا۔ اب دوسرے فرزند بارک کی اولاد کا حال لکھتا ہون۔

بارک فرزند دوئم۔ سلیمان عرف زیرک

بارک کی گیارہوین پشت مین حاجی جمال خان ہوا جسکے چار فرزند رحیم داد خان پایندہ خان۔ ہارون خان۔ بہادر خان تھے مگر مین حاجی جمال خان کے دوسرے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۔ سنہ ۱۸۵۲ء مین نواب موصوف نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ بجائے اونکے بڑے فرزند حاجی خان کے اونکے تیسرے فرزند سعادت یار خان کو انکا جانشین تسلیم کیا جاوے لیکن سرکار انگریزی نے اس معاملہ کو خانگی سمجھکر اس باب مین مداخلت کرنے سے انکار کیا۔ اور یہ امر اونکی زندگی تک بلا تصفیہ رہا۔ مگر جب اونکا انتقال ہوا۔

سعادت یار خان

مسند نشین ہو بیٹھا اور لقب نواب صادق محمد خان اختیار کیا۔ لیکن قوم نے بڑے فرزند کو حقدار قرار دیا۔ اور کسیقدر جنگ وجدل کے بعد سعادت یار خان کو معزول کرکے۔

نواب حاجی خان

کو مسند نشین کیا اور لقب فتح خان مقرر ہوا۔ اور یہ پہلا ہی موقعہ تھا کہ نواب بہاول پور کا لقب فتح خان قرار پایا ورنہ دستور یہ تھا کہ مسند نشین ہونے کے بعد اگر باپ کا لقب بہاول خان ہوتا تھا تو بیٹا صادق محمد خان۔ اگر باپ کا لقب صادق محمد خان ہوا۔ تو بیٹا بہاول خان کا لقب اختیار کرتا تھا۔ غالباً اسکا سبب یہ ہوگا کہ بہاول خان تو اونکے والد کا نام تھا۔ اور صادق محمد خان لقب سعادت یار خان نے اختیار کیا۔ پس اب کوئی لقب باقی نہ تھا جو یہ اختیار کرتے

فرزند پایندہ خان اور اوسکی اولاد کے حالات لکھونگا۔

پایندہ خان اگرچہ پہلے بھی معزز عہدہ پر بعہد احمد شاہ درانی ممتاز تھا۔ مگر جبکہ بعد انتقال احمد شاہ درانی کے عبدالخالق درانی نے بعہد تیمور شاہ فرزند احمد شاہ بداعیہ سلطنت افغانستان بغاوت کی تو پایندہ خان نے

تقبیہ حاشیہ صفحہ ۹۷ - اسلئے اونہون نے بھائی پر فتح پانے کے سبب اپنا لقب فتح خان تجویز کیا سعادت یار خان کو بسفارش سرکار انگریزی سولہ سو روپیہ ماہوار کی پنشن اس شرط سے ملی کہ اپنی اور اپنی اولاد کیطرف سے ریاست کے دعوی سے دست بردار رہین اور علاقہ انگریزی مین آکر سکونت اختیار کرین - اور کسیطرح سازش نواب ممدوح کے برخلاف نکرین - مگر وہ نچلا نہ بیٹھہ سکا اسواسطے لاہور کے قلعہ مین نظر بند کیا گیا - اگست ۱۸۶۲ء کو قلعہ مین انتقال ہوگیا ہم قوم سرداروں کا سعادت یار خان کو ریاست سے معزول کر دینا - اور نواب فتح خان کو رئیس بنانا اسکا باعث ہوا کہ اونکو دلونمین آزادی اور خودسری پیدا ہوگئی - نواب فتح خان جو ضعیف الرائے تہا احسانمندی خوف کیوجہ سے اُنکی روک ٹوک کرنیسے چشم پوشی کرتا رہے اسکا نتیجہ ہوا کہ جب اکتوبر ۱۸۵۸ء کو انکا انتقال ہوا اونکو فرزند اکبر

نواب رحیم خان ملقب بہاول خان رابع

جانشین ہوئے تو یہ لوگ اوسیطرح فتنہ وفساد سے اپنی اوس آزادی اور خودمختاری کے حاصل کرنے کے درپے ہوئے - جسے اونکو نواب بہاول خان اول نے محروم کر دیا تھا - کئی بڑے بڑے سردار کہلے بندوں باغی ہوگئے اور سبزل کے کوٹ پر ایک سخت حملہ اس غرض سے کیا کہ

رفع بغاوت مین بہت کوشش کی اسکے صلہ مین تیمور شاہ نے خوش ہو کر
پایندہ خان کو سرفراز خان کا خطاب دیکر اپنا وزیر بنایا۔ بعد انتقال تیمور شاہ
کے پایندہ خان۔ شاہزمان کے لیے بخلاف اُسکے دو بڑے بھائیون ہمایون
اور محمود کے بادشاہ گر بنا۔ اور جب ہمایون نے بداعیہ سلطنت شاہزمان پر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۔ نواب ممدوح کے تین چچا جو قلعہ ڈرآور مین قید تھے اونکو چہڑالین
مگر شکست کھائی۔ نواب بہاول خان رابع نے ان تینون کو جو محض بے گناہ تھے قتل کرا دیا۔ اور
ایسی ہی چند اور بیجا کارروائیان وقوع مین آئین جسکے باعث ملک بہاول پور کی عام
امنیت مین خلل آجانیکا اندیشہ ہوا۔ بضرورت سرکار انگریزی کو اپنی نارضامندی کی سخت دہمکی
دینی پڑی مگر یہ پر آشوب زمانہ بہت جلد ختم ہوگیا مارچ ۱۸۶۶ء مین کھانا کھانے کی تھوڑی دیر بعد
کثرتِ استعمال شراب کے باعث جسکی وہ بشدت عادی تھے۔ یکایک اونکا انتقال ہوگیا
ان کے فرزند۔

نواب صادق محمد خان

بہت بچے تھے سرداران ہمقوم نے ایک اور کو مسند نشین کرنا چاہا فوج بہی باغی ہوکر اونکے شامل
ہوگئی۔ مجبور بیگم صاحبہ (نواب بہاول خان رابع کی بیگم) اور اونکے مشیرون نے سرکار انگریزی سے
حفاظت کی استدعا کی۔ مگر لارڈ لارنس صاحب بہادر نے جو اوسوقت وایسرائے وگورنر جنرل
تھے زیادہ مداخلت کرنا پسند نہین کیا صرف اس پر اکتفا کیا کہ سید مراد شاہ جو سرکار انگریزی کیطرف

فوج کشی کی تو پایندہ خان نے سینہ سپر ہو کر جو کار نمایان کئے وہ مثل آفتاب کے ورق تاریخ پر نمایان ہین۔ مگر افسوس کہ زمان شاہ نے براہ نادانی پایندہ خان کو قتل کردیا۔ مگر یہ قتل بے اثر نہ رہا۔ پایندہ خان کے فرزند فتح خان نے موروثی حق بادشاہ گر کا حاصل کیا اور وہ محمود شاہ کے لئے بخلاف شاہ زمان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹- بہاولپور مین لطور اجنٹ رہتا تھا۔ اپنی صلاح اور مشورہ سے مدد دیتا رہے۔ سید مراد شاہ کی کوشش سے یہ ہوا کہ فوج باغی مطیع ہوگئی اور فساد کسیقدر دب گیا۔ مگر بیگم صاحبہ سے انتظام کا قایم رہنا دشوار تہا اس لئے وہ سرکار انگریزی سے مداخلت کی استدعا کرتی رہین آخر سرکار انگریزی نے یہ پذیرائے ادنکی استدعا کے جولائی ۱۸۶۶ء کو نواب ممدوح کے بالغ اور جوان ہونے تک انتظام ریاست اپنے ہاتھ مین لے لیا اور بعد بالغ ہونے کے نواب ممدوح باختیار خود حکمران ہوئے سنہ ۱۸۹۹ء مین نواب صادق محمد خان کا انتقال ہوا۔ ان کے فرزند۔

نواب بہاول خان خامس رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک

سنہ ۱۸۹۹ء مین مسند نشین ریاست ہوئے آپ چیف کالج لاہور کے تعلیم یافتہ ہین جنہون نے امتحان انٹرینس پاس کرلیا ہے سنہ ۱۹۰۰ء کو کالج چھوڑ کر انتظام ریاست مین مصروف ہوئے سنہ ۱۹۰۳ء مین بموقع دربار اعلان تاجپوشی حضور ایڈورڈ ہفتم دہلی شریف لے گئے تھے۔ آپ لایق اور انتظام ریاست مین ہمہ تن مصروف ہین۔

ریاستِ بہاول پور۔ شمال و مغرب کی جانب دریائے ستلج اور سندھ اور جنوب مین ریاست

بادشاہ گرینا۔ اور جیسا زمان شاہ نے ہمایون کے ساتھہ سلوک کیا تھا۔
ویساہی محمود نے زمان شاہ کے ساتھ کیا۔

جب فتح علیشاہ قاچار شاہ ایران کی تین لاکھہ فوج نے ہرات پر چڑہائی کی۔ تو
وزیر فتح خان معہ اپنے بہائی دوست محمد خان کے ہرات کو بچانے کیلئے
اور نیز حسب منشاء محمود ہرات کو حاجی فیروز الدین سے لیکر کامران فرزند محمود
کے دینے کے لئے عازم ہرات ہوا۔ وہان پہونچکر وزیر فتح خان معہ
حاجی خان کاکڑ بمقابلہ فوج ایران گیا اور دوست محمد خان کو ہرات پر چھوڑ گیا۔
ادہر وزیر فتح خان نے فوج ایران کو شکست دیکر مشہد تک تعاقب کیا۔ اور ادہر
دوست محمد خان نے ہرات کو لے لیا۔ حاجی فیروز الدین پر یہ الزام لگا کر
کہ اوس نے محمود کی آوارگی کے وقت اوسکی مدد نہین کی تہی قید کر دیا اور
ساتہہ ہی حرم سراے شاہی کو تاراج کیا۔ ایک ازار بند قیمتی دو لاکھہ روپیہ
کامران کی ہمشیرہ کا معرفت خواجہ سراؤن کے جبر اً لے لیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۔ جیسلمیر سے اور شرق کی طرف سرسہ وغیرہ اضلاع انگریزی سے
ملحق ہے۔ رقبہ ریاست پندرہ ہزار نوسو اٹھارہ میل مربع ہے۔ اور آبادی ساتھ لاکھہ بیس ہزار
اور آمدنی پچیس لاکھہ سالانہ ہے آپ کی سلامی سترہ توپ کی ہے اور رتبہ کشمیر و پٹیالہ
سے تیسرا ہے۔

وزیر فتح خان نے جب یہ ناگوار حال سنا تو اوس نے دوست محمد خان
کو ملامت کی۔ اور یہ بھی لکھا کہ اس ناروا حرکت کے باعث تجکو زندہ نچھوڑونگا
دوست محمد خان تو اس خوف سے کشمیر مین محمد عظیم خان کے پاس چلا گیا۔
اور وزیر فتح خان کو کامران نے اس خیال سے کہ جو کچھہ دوست محمد خان نے
کیا وہ باشارہ وزیر فتح خان کیا۔ وزیر فتح خان کو ہرات مین نابینا کردیا۔ اور
پھر اس سزا کو غیر مکتفی سمجھکر غزنی کے قریب بمقام حیدرخیل قتل کردیا۔ سعادتمند
فرزند کو وہ ہی صلہ ملا۔ جو پاینده خان کو ملا تھا۔ جیسا بادشاہ گر کا خطاب باپ
کی طرح فرزند کو موروثی ہوگیا تھا تو درانیون کے ہاتھ سے بے گناہ
قتل ہونا کیون نہ موروثی ہوتا۔

وزیر فتح خان کے قتل ہوتے ہی اولاد پاینده خان نے درانیون
کے استیصال پر کمر باندہی اور ایک سید میر واعظ کو حکومت افغانستان کیلئے
منتخب کیا۔ شاہ شجاع الملک ادہر ادہر ہاتھ پاؤن مارتا پھرتا تھا کہ اوس نے
پشاور مین یہ حال سنا تو وہ کابل مین پہونچا۔ اور سید بیگناہ کو قتل کردیا۔ سید
کے قتل ہونے سے پیشتر صرف بارکزی۔ استیصال درانیون پر آمادہ تھے
اب تمام افغان جو سید کے معتقد تھے خون کے پیاسے ہوگئے۔ اور درانیون

کو قوم اور ملک کا دشمن قرار دیکر عام بغاوت کردی جس سے شاہ شجاع الملک کو
افغانستان مین ٹھیرنا دشوار ہوگیا اور وہ لاہور مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس چلا آیا
اور یہان سے بری طرح کوہ نور ہیرا چہنوا کر گورنمنٹ انگریزی کی پناہ مین بمقام لودہانہ آگیا
محمود اور اوسکا فرزند کامران بہی بغاوت کو فرو نہ کرسکے اور دونو ہرات کو چلے گئے وہان
پہونچکر محمود کا انتقال ہوگیا اور کامران ہرات پر حکمران رہا۔
افغانستان کو اولاد پاینده خان نے باہم تقسیم کرلیا۔ قندہار کہن دلخان اور پردلخان
نے اور پشاور یار محمد خان نے لیا۔

امیر دوست محمد خان

نے جو سب بہائیون سے بوجہ تربیت اپنے بڑے بہائی فتح خان کے لایق تہا کابل
اور غزنی پر قبضہ کر کے کابل مین تخت افغانستان پر جلوس کیا۔ اور عروس البلاد
اپنے فرزند غلام حیدر خان کی آغوش حکومت مین دی۔
۱۸۳۴ء کو شاہ شجاع الملک مہاراجہ لاہور سے عہدنامہ کر کے جسمین پشاور
و کاشمیر وغیرہ ازان ملکیت مہاراجہ لاہور تسلیم کیا گیا ہے قندہار پر چڑہ آیا
پہلے تو کہن دلخان اور پردل خان قلعہ قندہار مین محصور ہوئے مگر جب امیر
دوست محمد خان یہ خبر سنکر قندہار پر آیا تو یہ دونو بہی قلعہ سے نکلکر امیر دوست خان

سے کے شامل ہوگئے اور تینون بھائیون نے ملکر شاہ شجاع الملک کو شکست دی جیسا کہ
شاہ شجاع الملک کے حالات مین لکھہ آیا ہون -
شاہ شجاع الملک تو عہدنامہ کے فواید سے محروم رہا مگر مہاراجہ لاہور نے باعتبار
اوس عہدنامہ کے افغانستان مشرقی کے مشہور شہر پیشاور پر قبضہ کرلیا -
امیر دوست محمد خان کئی دفعہ شہر مذکور کو مہاراجہ کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتا
رہا جسمین خود ہی نقصان اوٹھایا اور ایک دفعہ مہاراجہ لاہور کا لایق افسر ہری سنگہ لوہی
کام آیا مگر اپنے بھائی سلطان محمد خان کی منصوبہ بازی سے (مہاراجہ لاہور نے سلطان
محمد خان کو علاقہ ہشت نگر و دوابہ وغیرہ دے کر اپنا ہواخواہ بنالیا تھا) اپنی کوششون مین ناکام رہا
ان ناکامیون نے امیر دوست محمد خان کو مجبور کیا کہ وہ کسی طاقت کو مددگار بنا کر اپنے
ارادہ مین کامیابی حاصل کرے کہ اسی اثنا مین
سنہ ۱۸۳۵ع کو محمد شاہ قاچار بادشاہ ایران نے جو اپنے والد (مرزا عباس) کے
ارادہ فتح ہرات کو ہی پورا کرنا نہین چاہتا تھا بلکہ اٹک تک افغانستان کے تسخیر کے
ارادہ سے ہرات پر فوج کشی کی جسنے غوریان پر قبضہ کرکے ہرات کے
مقابل خیمہ آلگائے اس وقت امیر دوست محمد خان کی عجیب
حالت تھی یا تو افغانستان مشرقی کے انتزاع کی کوشش کررہا تھا یا افغانستان مغربی کے

بہی لالے پڑگئے۔ گویا امیر کی حالت اوس شخص کی سی تہی۔ کہ جسکے آگے
آگ جل رہی ہو۔ اور پیچھے پانی کا سیلاب آرہا ہو ایسی حالت مین ناممکن ہے
کہ اوسکے موںہہ پر قفل خاموشی کا نہ لگ جاوے۔ انہین ایام مین لارڈ اکلنڈ
صاحب بہادر گورنر جنرل ہندوستان نے الگزنڈر برنس صاحبکو کابل بہیجا تاکہ یہ
معلوم ہو جاوے کہ امیر دوست محمد خان کا کیا منشا ہے۔ جب برنس صاحب
کابل پہونچے تو امیر نے یاس و ناامیدی کی حالت مین گول مول جواب دیکر
برنس صاحب کو ٹال دیا اونہون نے کابل سے واپس آکر ظاہر کیا کہ امیر
تو سفیر روس کے کہنے مین ہے سفیر روس نے وعدہ کیا ہے وہ پشاور مہاراجہ
لاہور سے اوسکو دلوا دیگا۔ گورنر جنرل نے ان باتون سے یقین کرلیا
کہ روس کا ارادہ پیشقدمی کا ہے یہ خیال نہ کیا۔ کہ روس کو ہندوستان مین
آنے کے لئے کیسی کیسی مشکلات حائل ہین آخر بغرض مزاحمت پیشقدمی روس
یہ تجویز کی کہ شاہ شجاع الملک کو تخت افغانستان پر بٹھانا چاہیے اور اس
تجویز کی تائید ان غلط خیالات سے ہوئی۔

۱۔ شاہ شجاع الملک حقدار تخت افغانستان ہے۔

۲۔ شاہ شجاع الملک کے اکثر سکنائے افغانستان دوست اور اوسکے آنے

کے خواہشمند ہین -

۳- شاہ شجاع مہاراجہ رنجیت سنگہ کا دوست اور امیر دوست محمد خان دشمن ہے علاوہ اسکے اگر شاہ شجاع کو تخت افغانستان پر بٹھایا گیا تو ہمیشہ مرہون احسان رہے گا - ان اسباب پر نظر کرکے برٹش گورنمنٹ نے شاہ شجاع کو تخت افغانستان پر بٹھانا ضروری خیال کرکے اس تجویز مین مہاراجہ لاہور کو بہی شامل کرلیا - باہم گورنمنٹ انگریزی و مہاراجہ رنجیت سنگہ و شاہ شجاع الملک عہدنامہ ہوا جسکو ذیل مین درج کرتا ہون -

نقل عہدنامہ جو فیمابین گورنمنٹ انگریزی و مہاراجہ رنجیت سنگھ و شاہ شجاع الملک کے ہوا

تمہید - چونکہ ایک عہدنامہ سابق مین فیمابین مہاراجہ رنجیت سنگہ و شاہ شجاع الملک کے قرار پایا تہا اور اوسمین چودہ شرائط مندرج تھین سواے تمہید اور نتیجہ کے اور چونکہ تعمیل اون شرائط کی چند وجوہ سے ملتوی رہی تہی اور چونکہ اب مسٹر ڈبلیو ایچ میگناٹن صاحب کو رائٹ ہونربل لارڈ جارج اکلینڈ جی-سی-بی گورنر جنرل ہند نے دربار مہاراجہ رنجیت سنگہ مین بہیجا - اور اونکو کل اختیارات منعقد کرنے ایسے عہدنامہ کے عطا کیے جسکی رو سے موافقت

عہود سابق جو فیمابین سرکارین کے قایم ہین - متصور ہو لہذا عہدنامہ کی تجدید
معہ چار شرائط ایزاد کر کے بمنظوری و اتفاق رائے گورنمنٹ انگریزی کے کیجاتی
ہے اور شرایط اسکے حسب مندرجہ ہیتروہ دفعات ذیل کلیتاً و رعایتاً ملحوظ
رہین گی -

شرط اول - شاہ شجاع الملک تمام حقوق منجانب اپنے اور اپنے ورثا و
وجانشینون کے اور تمام قوم یوسف زی کی نسبت علاقجات دونون جانب
دریاے سندہ یعنی اٹک کے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ مین ہین - اور جنکی
تفصیل ذیل مین درج ہوتی ہے چھوڑتے ہین یعنی کشمیر تمام وکمال معہ اوسکے
حدود شرقی و غربی و شمالی و جنوبی معہ قلعہ اٹک و چھچھ و ہزارہ و کنہل و انبہ معہ
ملحقات بجانب کنارہ چپ دریاے مذکور اور بجانب راست ملک پشاور معہ
یوسف زی و خٹک و ہشت نگر و مچنی و کوہاٹ و تمام علاقہ متعلق پشاور تا درہ خیبر
و بنود و ملک وزیری - و دور تانک و گورانک - و کالا باغ و خوشحال گڈہ معہ
اضلاع متعلقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان معہ ملحقات ڈیرہ غازیخان - کوٹ مٹھن و علاقہ
ملحقہ سنگرہ راجل و حاجی پور و ہیون - کچھی و منگیرہ معہ اضلاع ملحقہ و ضلع ملتان
واقعہ کنارہ چپ یہ ممالک اور مقامات جایداد مہاراجہ کے ہین اور اونکے

ملک مین شامل ہین بادشاہ کوکچھ سروکار ان سے نہین اور نہ آیندہ ہوگا - وہ
مہاراجہ کے اور اونکے ورثا کے پشت در پشت ہین -

شرط دویم - جولوگ دوسری جانب درۂ خیبر کے رہتے ہین وہ دزدی و
یا زیادتی یا کسیطرح کا فساد اس جانب آکر کرنے نہ پائین گے اگر کوئی باقیدار
کسی سرکار یا ہمی کا روپیہ سرکاری غصب کرکے دوسرے ملک مین پناہ گیر
ہوگا تو ہر ایک فریق وعدہ کرتے ہین وہ اوسکو حوالہ دوسرے کے کردینگے
اور کوئی فریق اس ندی کو جو درہ خیبر سے نکلکر قلعہ فتح گڈہ مین پانی پہونچاتی
ہے حسب رواج قدیم نہ روکے گا -

شرط سویم - جسطرح بموجب عہدنامہ متعلقہ فیمابین گورنمنٹ انگریزی و مہاراجہ
کوئی شخص کنارہ چپ دریاے ستلج سے بجانب راست دریاے مذکور کے
بغیر پروانہ راہداری نہین جاسکتا اوسیطرح دریاے سندہ پر بھی جو ستلج سے
ملتا ہے یہی قاعدہ مرعی رہے گا - اور کوئی شخص بغیر اجازت مہاراجہ کے
عبور دریاے سندہ نہ کرنے پائیگا -

شرط چہارم - درباب شکارپور اور سندہ کے جو بجانب کنارہ راست دریاے
سندہ کے واقعہ ہے شاہ مطابق اوسکے کاربند ہونگے جو درست اور مناسب

متصور ہو کر قرار پاوے گا۔ اور جو موافق مراسم دوستی و اتحاد کے جو فیمابین گورنمنٹ

انگریزی اور مہاراجہ کے بذریعہ کپتان ویڈ صاحب کے واقعہ سے متصور ہوگا

شرط پنجم۔ جب شاہ اپنی حکومت کابل اور قندہار مین قایم کرے گا تو وہ

سال بسال مہاراجہ کو اشیاے مفصلہ ذیل دیا کرے گا۔

پچپن راس گھوڑے خوب آراستہ خوشرنگ قدم باز گیارہ قبضہ شمشیر

ایرانی معہ دستہ خنجر پچیس قاطر میوہ جات خشک و تر سردہ براہ دریاے کابل

ہر سال روانہ پشاور کیے جاوینگے۔ انگور۔ انار۔ سیب۔ ہینگ۔ بادام کشمش

پستہ۔ اِن میوہ جات کے انبار در انبار بھیجے جائین گے اور پارچہ ساٹھن

ہر رنگ۔ چوعہ سمور۔ کمخواب نقرہ و طلائی۔ قالین ایرانی یہ سب ایکسو ایک تھان

یہ تمام اسباب شاہ ہمیشہ سال بسال مہاراجہ کو دیا کرے گا۔

شرط ششم۔ طرفین سے تحریر مساوی ہوا کرے گی۔

شرط ہفتم۔ جو تجاران افغانستان لاہور امرتسر یا کسی اور مقام ملک

مہاراجہ مین تجارت کرنا چاہین گے اون سے مزاحمت راستہ مین نہوگی۔

بخلاف اسکے حکم محکم جاری ہونگے کہ اونکی آمد و رفت مین تسہیل ہوگی اور

مہاراجہ اقرار کرتے ہین کہ وہ بھی اسیطرح کا قاعدہ نسبت تاجرون کے جو افغانستان

کو جانا چاہئین گے مرعی رکھین گے ۔

شرط ہشتم ۔ مہاراجہ براہ دوستی اشیاے مفصلہ ذیل ۔ سال بسال شاہ کے پاس بھیجا کرینگے پچپن شال ۔ پچیس تھان ململ گیارہ دوپٹہ پانچ تھان کمخواب معہ رومال ۔ پانچ عمامہ ۔ پچپن بار برنج باڑہ جو خاص پشاور مین پیدا ہوتا ہے ۔

شرط نہم ۔ اگر کوئی اہلکار مہاراجہ جو افغانستان کو واسطے خرید کرنے گھوڑون کے یا کسی اور کام پر جاے یا ملازمان شاہ واسطے خرید کرنے پارچہ شال وغیرہ کے پنجاب مین آئین اور گیارہ ہزار روپیہ تک کا اسباب خرید کرین تو اونکی خاطر تواضع بخوب ترین وجہ ہوگی اور اونکے کار مفوضہ مین ہر طرح کی تسہیل کیجاے گی

شرط دہم ۔ جب افواج طرفین ایکجا مقیم ہوگی تو گاؤکشی اس مقام پر نہوگی ۔

شرط یازدہم ۔ اگر شاہ فوج کمک مہاراجہ سے لے تو جسقدر اسباب لوٹ بارکزیون کا ۔ مثل جواہرات گھوڑے اسلحہ وغیرہ دستیاب ہوگا ۔ و[illegible] طرفین کی فوج مین تقسیم کیا جاے گا ۔ اگر شاہ بغیر مدد فوج مہاراجہ کے [illegible] اپنے قبضہ مین لائیگا تو ایک حصہ اوسکا براہ دوستی شاہ شجاع اپنے [illegible] کی معرفت مہاراجہ کے پاس بھیجدین گے ۔

شرط دوازدہم - رسم خط وکتابت طرفین سے ہمیشہ جاری رہے گی۔

شرط سیزدہم - اگر مہاراجہ کو ضرورت فوج شاہی کی ہوگی تو شاہ وعدہ کرتے ہین کہ وہ فوج اپنی بسر کردگی افسر کلان کے روانہ کرین گے اور اسیطرح مہاراجہ بھی وقت ضرورت اپنی فوج مسلمانون کی بسر کردگی افسر کلان کے کابل تک روانہ کرین گے جب مہاراجہ پشاور کے مقام پر آئینگے تو شاہ ایک شہزادہ کو اونکی ملاقات کے واسطے بھیجین گے اور مہاراجہ اوسکی عزت وتوقیر حسب لیاقت بیچ استقبال اور مشایعت کے کرینگے۔

شرط چہاردہم - دشمن اور دوست تینون سرکارون کے یعنی سرکار انگریزی وسرکار سکہ اور شاہ شجاع الملک کے دشمن اور دوست باہمی تصور کیے جائینگے۔

شرط پانزدہم - شاہ شجاع الملک وعدہ کرتے ہین کہ بعد حاصل کرنے مطلب دلی کے وہ بلا عذر مبلغ دولاکھہ روپیہ نانک شاہی اوس تاریخ سے مہاراجہ کو دے گا جس تاریخ سے فوج سکہ واسطے دوبارہ قایم کرنے حکومت شاہ کے ملک کابل مین روانہ ہوگی۔ بالعوض مہاراجہ کے رکھتے پانچہزار سپاہی مسلمان سوار اور پیادے اندر حدود پشاور واسطے نذر شاہ جنکو سرکار انگریزی باتفاق اور صلاح مہاراجہ کے جہان ضرورت ہوگی وہان روانہ کرین گے۔ اگر کوئی

کار عظیم مغرب مین واقعہ ہو۔ تو ایسی تجویز اوسکی نسبت کیجاے گی جو ضروری بدانست سرکار انگریزی و سرکار سکہ متصور ہوگی۔ اور درصورتیکہ مہاراجہ کو ضرورت فوج شاہی ہوگی تو اوس ایام تک کا مبلغان مذکورہ بالا سے اوسقدر مجرا ہوگا جس قدر عرصہ تک فوج مذکور کی ضرورت اور مدد درکار ہوگی۔ اور گورنمنٹ انگریزی ضامن ہوتی ہے کہ جب تک شرایط اس عہدنامہ کی ملحوظ رہین گی۔ اسوقت تک زر مذکورہ بالا سال بسال مہاراجہ کو ادا ہوا کرے گا۔

شرط شانزدہم۔ شاہ شجاع الملک وعدہ کرتے ہین کہ وہ اپنی طرف اور اپنے ورثا اور جانشینون کی طرف سے کل دعوی حکومت بقایاے مالگذاری اوس ملک کی جو امیران سندہ کے قبضہ مین ہے چھوڑتے ہین (یہ ملک ہمیشہ کے واسطے امیران سندہ اور اونکے جانشینون کے قبضہ مین رہے گا) بشرطیکہ امیران اوسقدر روپیہ دین جسقدر گورنمنٹ انگریزی تجویز کرے اور منجملہ اوسکے پندرہ لاکھ روپیہ مہاراجہ کو دینگے جب یہ دادوستد ختم ہوگی تو شرط چہارم عہدنامہ مرقومہ ۱۲۔ مارچ ۱۸۳۳ء منسوخ متصور ہوگی اور معمولی خط و کتابت و ارسال تحائف فیمابین مہاراجہ و امیران سندہ حسب دستور سابق جاری رہین گے۔

شرط ہفت دہم - جب شاہ شجاع الملک اپنی حکومت افغانستان مین قایم کرین گے - تو وہ حاکم ہرات پر جو ونکا برادر زادہ ہے حملہ آور ہونگے اور نہ مزاحم اون کی ملک مقبوضہ کے ہونگے -

شرط ہیژدہم - شاہ شجاع الملک اقرار کرتے ہین کہ وہ اپنی طرف سے اور اپنے ورثا کی طرف سے وہ کسی ریاست غیر سے اتحاد یا اتفاق پیدا نکرین گے اور جو کوئی ارادہ فوج کشی کا اوپر ملک سرکار انگریزی یا سرکار سکہ کے کرے گا - اوسکا مقابلہ حتی المقدور معہ فوج کے کرین گے - تینون سرکار جو فریق اس عہدنامہ کے ہین یعنی سرکار انگریزی - سرکار سکہ - اور شجاع الملک شرایط بالا بدل منظور کرتے ہین اور اس سے ہرگز انحراف نہو گا - اس معنی کر یہ عہدنامہ دوامی اور بدامی متصور ہوتا ہے - اور عہدنامہ اوس تاریخ سے تعمیل ہو گا - کہ جس تاریخ مہر و دستخط ہونگے -

المرقوم مقام لاہور - بتاریخ ۲۶ جون ۱۸۳۸ء مطابق ۱۵ اہار سمت ۱۸۹۵

مہر و دستخط ہوئے ۲۵ جولائی ۱۸۳۸ء بمقام شملہ

مہر و دستخط گورنر جنرل مہر و دستخط مہاراجہ رنجیت سنگھ

مہر و دستخط شاہ شجاع الملک

اس عہد نامہ کی بناپر گورنر جنرل لارڈ آکلینڈ صاحب بہادر نے ساڑھے ساتھ ہزار فوج احاطہ بنگالہ معہ ایکسو دس ضرب توپ زیر حکم سر جان کین صاحب بہادر کمانڈر انچیف احاطہ بمبئی و برگیڈیر رسلٹن صاحب و سر ولیم میگناٹن صاحب بطور سفیر و ایلگزنڈر برنس صاحب و انفسٹن صاحب معہ دیگر افسران یوروپین براستہ سندھ و بلوچستان - شاہ شجاع الملک کے ساتھ کابل کو روانہ کی سندھ پہونچنے پر احاطہ بمبئی کی اور فوج شامل ہوگئی اور یہ کل فوج اونیس ہزار تین سو پچاس امیران سندھ کو مطیع کرتی ہوئی -

۲۲ - فروری سنہ ۱۸۳۹ع کو مقام سیوان سے براہ درہ بولان عازم قندہار ہوئی ۴ - مئی کو راستہ کی صعوبات برداشت کرتی ہوئی قندہار پہونچی -

کہن دل خان - پردل خان برادران امیر دوست محمد خان حاکم قندہار ایران کو چلے گئے -

۸ - مئی کو شاہ شجاع الملک قندہار میں تخت نشین ہوئے اور ایک بڑا حصہ فوج کا براہ ترنگ غزنی کو بھیجا گیا - غلام حیدر خان فرزند امیر دوست محمد خان لڑکر قلعہ غزنی میں متحصن ہوا -

۲۳ جولائی کو دروازہ قلعہ غزنی کا بارود سے اڑا کر قلعہ فتح کیا - غلام حیدر خان

کو گرفتار کرکے ہندوستان بھیجدیا۔

۷۔ اگست کو شاہ شجاع الملک قندہار سے کابل کو روانہ ہوئے۔ جب کابل کے قریب پہونچے امیر دوست محمد خان نے صلح کی کوشش کی۔ مگر شرایط صلح ایسی سخت تھیں کہ جسکے باعث امیر دوست محمد خان صلح نکرسکے عمایدافاغنہ سے امیر دوست محمد خان نے لڑائی کی بابت مشورہ کیا تو انھوں نے شاہ شجاع سے لڑنے کا مستحکم عہد و پیمان کیا۔ مگر یہ عہد و پیمان نقش برآب تھا۔ کیونکہ جب اس مشورہ کا حال شاہ شجاع الملک کو معلوم ہوا تو انھوں نے اونکو جاگیر روپیہ کا لالچ دیکر برخلاف امیر دوست محمد خان اپنا جانبدار بنالیا امیر دوست محمد خان کو ان میں سے کسی نے اس سازش کی اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ خیر اسیمین ہے کہ راتوں رات چلے جایئے ورنہ کل قتل ہوگے یا قید ہوگے۔ امیر دوست محمد خان نے اپنے اہل لشکر کی بیوفائی کا حال سنکر اپنے فرزند سردار محمد اکبر خان کو بلایا۔ بعد مشورہ سردار محمد اکبر خان قبایل امیر کو لیکر بلخ کو اور امیر دوست محمد خان بامیان کو چلا گیا۔ دوسرے روز ۷۔ اگست ۱۸۳۹ء کو شاہ شجاع الملک فتح و فیروزی کے شادیانہ بجاتا ہوا کابل مین داخل ہوا۔ ۳ ستمبر ۱۸۳۹ء کو تیمور شاہ فرزند شاہ شجاع الملک معہ

جنرل ونتورا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بطور امداد بھیجا تھا براستہ درہ خیبر
علی مسجد پر لڑتا ہوا۔ اور جلال آباد کے قلعہ کو فتح کرتا ہوا کابل مین پہونچا۔ امیر
دوست محمد خان بامیان سے یہ سنکر کہ اوسکی تلاش مین فوج شاہ شجاع الملک
آتی ہے قندز کو چلا گیا۔ یہان عزیز و قریب امیر نے اوسکا ساتھ چھوڑ دیا
اور امیر بے یار و مددگار قندز مین پہونچا۔ حاکم قندز نے امیر کے آنے کا حال
سنکر پیشوائی کی۔ شہر مین لیجاکر ایک مکان آراستہ مین ٹھیرایا۔ اور خاطر و
تواضع مین مصروف ہوا۔ حاکم قندز نے ایک روز باتون باتون مین امیر سے
اوسکی آوارگی کا سبب پوچھا امیر نے تمام داستان مصیبت کو دوہرایا۔
جسکو سنکر حاکم قندز کا جی بھر آیا۔ اور اوس نے امیر کو اطمینان دلایا کہ وہ بہادرونکو
جمع کرکے امیر کو تخت افغانستان پر بٹھا دیگا امیر دوست محمد خان کی
حاکم قندز کی دلدہی سے کسیقدر تشفی ہوئی۔ اور چند روز وہان قیام کیا
شاہ شجاع الملک کو امیر کی موجودگی کا قندز مین علم ہوا تو اوس نے حاکم قندز
کو لکھا کہ امیر کو گرفتار کرکے اوسکے پاس بھیجدے۔ مگر اوس نڈر بہادر نے
صاف جواب دیا۔ اسی اثنا مین شاہ بخارا نے امیر کا حال سنکر بذریعہ خط
کے امیر کو اپنے پاس بلایا۔ امیر خط کے پہونچنے پر پہلے بلخ مین گیا اور اپنے

اہل وعیال کے پاس ایکدو روز ٹھیر کر اور سردار محمد اکبر خان اپنے فرزند کو ساتھ
لیکر بخارا کو روانہ ہوا۔ بخارا کے قریب پہونچنے پر امیر بخارا نے اراکین دربار
کو استقبال کے لئے روانہ کیا۔ اراکین نے عزت و احترام سے استقبال
کر کے امیر کو شاہ بخارا کی خدمت مین پہونچایا۔ امیر دوست محمد خان نے
شاہ کو سلام مسنون ادا کیا۔ اور شاہ کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا۔ جسکے جواب
مین شاہ بخارا نے کہا کہ آپ چند روز یہان قیام کرین اراکین سلطنت سے تمہاری
امداد کے لئے مشورہ کیا جائیگا۔ یہ کہکر خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا امیر
دوست محمد خان شاہ سے رخصت ہوکر قلعہ مین آیا جو اوسکے قیام کیلئے
بخارا سے تین کوس کے فاصلہ پر تجویز کیا گیا تھا جسمین ہر قسم کا سامان مہیا تھا
امیر ہفتہ مین ایکدفعہ شاہ کے پاس جایا کرتا تہا۔ ایکدن حسب قاعدہ امیر دربار
مین گیا۔ شاہ نے اراکین دربار سے متوجہ ہوکر کہا کہ امیر دوست محمد خان
شاہ شجاع کے ہاتھون آوارہ ہوکر بطلب امداد ہمارے پاس آیا ہے اس لئے
اسکی امداد ہمپر واجب ہے اراکین سلطنت نے شاہ کے ارادہ کو مستحسن بیان
کر کے عرض کیا کہ ہنوز امداد کا موقعہ نہین آیا کیونکہ راستہ کابل کا برف سے
بند ہے جس سے سپاہ کا گذرنا مشکل ہے جب راستہ صاف ہوجائیگا

امیر کی امداد کیجاے گی - امیر نے ارکین کے طرز بیان سے خیال کیا کہ
وہ امداد دینے مین بہانہ کرتے ہین اسپر فطرتی شجاعت کے جوش مین آکر امیر
دوست محمد خان نے کہدیا کہ قوم ترک نامرد ہین - جو برف سے ڈرتے ہین
گھرون مین بیٹھے ہوے عورتون کی طرح تن پروری کرتے ہین ان سے
کیا امید بہادری ہوسکتی ہے - اگرچہ امیر کی سخت کلامی سے شاہ بخارا
ناراض بھی ہوا - مگر امیر نے کچھہ پرواہ نہین کی اور یہ کہکر کہ اب بخارا مین کھانا
پینا حرام ہے قلعہ مین آیا - اور وہان سے سردار محمد اکبر خان کو ساتھہ لیکر چل پڑا
امیر کے چلے جانے کے بعد شاہ بخارا کو خیال ہوا کہ مہمان ناراض ہوکر چلا گیا -
اچھا نہوا اوسیوقت ایک افسر سعید کو معہ پانسو سوارون کے امیر کو واپس لانے
کے لیے روانہ کیا - سعید کچھہ دور چلکر امیر کے پاس پہونچ گیا - اور کہا کہ امیر تمکو
شاہ نے بلایا ہے - امیر کو بلانے سے یہ خیال ہوا کہ شاہ نے اوسکی سخت
کلامی سے ناراض ہوکر اوسکی گرفتاری کے لئے سوار بھیجے ہین - جوابدیا کہ مین
شاہ کا نہ زرخرید ہون نہ ملازم ہون - نہ رعایا اور نہ مجکو شاہ پر اعتماد ہے اس لئے
واپس جانے پر مجبور نہین ہوسکتا - سعید نے امیر کے لیجانے پر بہت اصرار
کیا - مگر جب کچھہ اثر نہ ہوا تو اوس نے امیر کا کمربند پکڑ کے کھینچا - جس سے

شمشیر کی نوبت آئی دو سو ترک اور کچھ ہمراہیان امیر مارے گئے۔ امیر کا گھوڑا
زخمی ہوا۔ سردار محمد اکبر خان زخموں سے چور بیہوش ہوکر زمین پر گرا شاہ بخارا کے
سواروں نے چاروں طرف سے امیر کو گھیر لیا اور اوسی حالت سے شاہ کے
پاس لے آئے سعید نے امیر اور سردار اکبر خان کی بہادری کی بہت تعریف
کی شاہ بخارا نے امیر دوست محمد خان کی شجاعت سے امیر کے قصور سے
درگذر کی۔ اور سردار محمد اکبر خان کے زخموں کے علاج معالجہ کا حکم دیا۔ سردار
محمد اکبر خان کے زخموں کا اندمال ہوجانے کے بعد۔ امیر دوست محمد خان نے
شاہ کے پاس جاکر کہا کہ اب آپ بخوشی اجازت دین تاکہ بلخ جاکر اپنے اہل وعیال
سے ملوں۔ شاہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ تھا کہ تمکو مدد دیکر تخت کابل پر بہٹاتا
مگر تمہاری سخت کلامی نے ترکوں کو ناراض کردیا۔ اسصورت مین امداد کا دینا
ناممکن ہوگیا بہتر ہے کہ تم چلے جاؤ یہ کہکر شاہ نے کچھ اشرفیان اور دو گھوڑے
منگاکر امیر کو دئے اور پروانہ راہداری دیکر رخصت کیا۔ امیر دوست محمد خان
معہ سردار اکبر خان بخارا سے چلکر بلخ مین پہونچا اور اپنے اہل وعیال سے
ملکر خوش ہوا۔ مگر تقدیر نے بہت جلد خوشی کا غم سے تبادلہ کردیا۔ امیر کو بیٹھے
بٹھائے یہ خیال ہوا کہ اپنے اہل وعیال کو بلخ سے کسی اور محفوظ جگہہ بہیجدوں

اور اس غرض کے لئے مقام کش کو بہتر خیال کر کے اپنے بہائی جبار خان کے
ساتھ اہل وعیال کو روانہ کیا۔ دو تین منزل چلکر جبار خان نے شفیق بہائی کے
ناموس کو روپیہ کے بدلے مخالف کے سپرد کرنا چاہا۔ اور ایک معتمد کے ذریعہ
شاہ شجاع الملک سے کہلا بہیجا کہ اگر شاہ اوسکو زر و منصب عطا کرے تو وہ
امیر کے اہل وعیال کو بمقام کش لیجانے کے خلاف کابل مین شاہ کے
سپرد کردے شاہ نے اسکے جواب مین ایک معتمد کے ذریعہ کہلا بہیجا
کہ اگر تم امیر کے اہل وعیال کو کابل مین بہیجدوگے تو تمہارے ساتھ ایسا
سلوک کیا جائیگا جو تمہارے خیال مین بھی نہین آسکتا۔ اور معتمد کے
ہاتھ کچہہ اشرفیان بہی بہیجدین۔ معتمد نے شاہ کا پیام ادا کر کے اشرفیان
پیش کین۔ انکے دیکھتے ہی جبار خان کے منہ مین پانی بہر آیا۔ اور بہائی کے
ناموس کو کابل پہونچا دیا امیر دوست محمد خان۔ اہل وعیال کے تفکرات سے
فارغ ہوکر بمقام قندز شکار مین مصروف تھا کہ وہان کسی نے یہ غمناک
خبر امیر کو سنائی اس خبر کے سنتے ہی امیر نے خنجر نکالکر چاہا کہ اپنا کام
تمام کرے کہ اتفاقاً اسوقت حاکم قندز موجود تہا اوس نے ہاتہ پکڑکر کہا کہ
حرام موت مرنے سے فائدہ اپنے دشمنون سے لڑوا گر مارے گئے

شہید ہوگئے اگر مار لیا اپنے مقصد مین کامیاب ہوئے۔ میرے پاس جس قدر خزانہ و فوج ہے سب آپکی نذر ہے۔ مگر چندی صبر کرو کہ اچھے اچھے بہادر جمع کر کے تمہارے ساتھ بھیجدون۔ چند روز کے بعد حاکم قندز نے نامی نامی بہادرون کو جمع کیا جب امیر کے پاس فوج جمع ہو گئی تو وہ اگست ۱۸۴۰ء کو قندز سے چلکر بامیان مین پہونچا۔ اور کھلے میدان مین ڈیرے جا لگائے شاہ شجاع الملک کو بھی خبر ہوئی کہ امیر دوست محمد خان لشکر جرار لئے ہوئے بامیان مین آگیا ہے تو اوس نے بیس ہزار فوج پانچ انگریزی افسرون کے ماتحت بامیان کو روانہ کی۔ جب یہ فوج بامیان مین پہونچکر امیر کی فوج کے مقابل خیمہ زن ہوئی تو مسٹر کاٹن۔ انگریزی افسر اعلے نے امیر سے کہلا بھیجا کہ ناحق لڑکر کیون جان کھوتے ہو بہتر ہے کہ شاہ کی اطاعت قبول کرو۔ یہ سنکر امیر نے جوابدیا کہ شاہ ظالم و ستمگار ہے۔ مین ایسے شخص کی کبھی اطاعت نہین کرسکتا۔ دوسرے روز فریقین مقابل ہوئے۔ انگریزی فوج نے توپون کے مارے ترکون کے پرخچے اوڑا دئے جو بچے وہ بھاگ گئے انگریزی فوج نے خیمہ خرگاہ لوٹ لئے امیر دوست محمد خان اس شکست سے دل شکستہ ہو گیا افسران ترک نے امیر کو مغموم دیکھکر ڈھارس بندہائی اور کہا کہ جو ترک

مارے گئے یا بہاگ گئے وہ ناتجربہ کار تہے کل ہماری بہادری کو دیکھنا
یا تو خود مر جاینگے یا میدان مار لینگے۔ دوسرے روز جب مقابلہ ہوا
تو ترکون نے پالا جیت لیا مسٹر کاٹن کی فوج کے دو حصہ کام آئے آخر فوج
انگریزی ترکونکے حملونکی متحمل نہوئی اور ایک پہاڑ پر جا کر پناہ لی۔ امیر بہی مشقت
لڑائی سے تہکا ہوا تہا اسلئے تعاقب سے باز رہکر ایک دوسرے پہاڑ پر
چلا گیا۔ اور دو ہفتہ تک فریقین پہاڑ پر مقیم رہکر درستی سامان حرب و ضرب مین
مصروف رہے۔ اسکے بعد دونون فریق پہر مقابل ہوئے۔ امیر کے سوارون
نے نقصان اوٹہاکر توپون پر قبضہ کر لیا اور فریقین مین جنگ مغلوبہ شروع
ہوئی جسمین بہت فوج انگریزی کام آئی۔ افسران فوج انگریزی خزانہ ہمراہی کو اس
خیال سے کہ امیر کے ہاتہہ پڑکر اوسکی تقویت کا باعث ہو۔ دریا برد کرکے اور
خیمہ خرگاہ کا بوجہ ہلکا کرکے ایک پہاڑ پر مقیم ہوئے امیر کی فوج بہی خیمہ خرگاہ
گھوڑے ٹٹو کو لوٹ لاٹ کے دوسرے پہاڑ پر چلی گئی مسٹر کاٹن نے
کپتان واکر کو جنرل سیل کے پاس جو زرد فوج کو لیے ہوئے کابل اور باسیان
کے مابین مقیم تہے بطلب امداد بہیجا کپتان واکر نے جنرل سیل کے پاس پہونچکر
تمام لڑائی کی کیفیت سنائی اور فوراً امداد کی التجا کی جنرل سیل نے اس واقعہ کی

اطلاع شاہ شجاع الملک کے پاس پہونچائی جس نے کچھہ فوج امداد کے طور پر روانہ کی امیر دوست محمد خان اوس جگہہ کو چھوڑ کر بارادہ یورش کابل شہر بشدین پہونچا مرزبان شہر بشد سید مسجدی نے امیر کا استقبال کر کے شہر مین ٹھیرایا۔

مسٹر کاٹن کو امیر کے بشدین مقیم ہونے کی اطلاع ہوئی تو اوس نے قاصد کی زبانی سید مسجدی سے کہلا بھیجا کہ اگر تم امیر کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو گے تو پیشگاہ شاہ اور وزیر (سر ولیم میکناٹن) مستحق عنایات شاہی ہو گے۔ سید مسجدی نے کہلا بھیجا کہ کل اسکا جواب زبان شمشیر سے دونگا دوسرے روز امیر دوست محمد خان سید مسجدی کے فوج کو لئے ہوئے مسٹر کاٹن کے مقابل آئے اور آتے ہی انگریزی فوج پر حملہ کر دیا۔ اور باہم تلوار و سنگین کی نوبت آئی جنگ مغلوبہ مین مسٹر کاٹن مارا گیا اور کپتان ریٹ مفقود الخبر ہو گیا اور فوج ماتحت کام آئی امیر و سید مسجدی مظفر و منصور۔ قلعہ بشدین واپس آئے جنرل سیل صاحب نے جب یہ حال سنا تو وہ خود بشد پر آیا۔ اور لارنس صاحب کو بھی ہندوکش سے جہان مخالف کا آگا روکے ہوئے تھا اپنے پاس بلا لیا دونون نے ملکر بشد کا محاصرہ کر لیا امیر اور سید مسجدی بہادرانہ لڑتے ہوئے فوج انگریزی سے نکل گئے اور ایک پہاڑ پر مقیم ہوئے سید مسجدی بارادہ شبخون آخر شب پہاڑ سے اوترا اور سپاہیان

طلایہ کو قتل کر کے ارادہ حملہ کا جنرل سیل پر کیا۔ مگر بوجہ خبرداری کے کامیاب نہو سکا اسکے بعد تحقیق نہین ہوا۔ کہ سید مسجدی کہان چلا گیا۔ آیا مفقود الخبر ہو گیا یا قتل ہوا۔ امیر دوسرے روز پہاڑ سے اترا۔ اور لڑ بھڑ کر پہاڑ پر واپس چلا گیا۔ ایک ہفتہ تک اسیطرح جنگ کر کے بخوف شبخون تبدیل مقام کرتا رہا۔ اور پھر تبدیل مقام سے تنگ آکر قلعہ عالی حصار مین چلا گیا۔ حاکم قلعہ عالی حصار نے امیر کی خاطر مدارات کی۔ یہان جب جنرل سیل کو امیر کے قیام کا حال معلوم ہوا۔ تو اوس نے ارادہ کیا کہ ایکدفعہ پوری قوت سے امیر پر حملہ کر کے امیر کی قوت کو توڑ دینا چاہیئے اس خیال سے چارون طرف سے فوج کو جمع کر کے اور قلعہ شکن توپون کو مہیا کر کے قلعہ عالی حصار کا محاصرہ کر لیا۔ امیر قلعہ سے نکلکر اور فوج سے لڑ بھڑ کر پھر قلعہ مین واپس چلا آیا اور دو تین دفعہ اسیطرح جنگ کرتا رہا آخر کمی رسد۔ اور نعشون کے متعفن ہو جانے سے قلعہ مین آگ لگا کر رات کو قلعہ عالی حصار سے دوسرے قلعہ مین چلا گیا۔ اور یہان گھوڑون کے چرنے کیواسطے چھوڑ دیا۔ حاکم قلعہ نے ادہر تو منافقانہ امیر کی خاطر مدارات کی اور ادہر جنرل سیل کو امیر کی قلعہ مین موجودگی کی خبر بھیجدی علی الصباح فوج انگریزی نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ امیر کو

جب محاصرہ کا حال معلوم ہوا تو اوس نے منافق حاکم کو قتل کیا - اور پہر قلب
فوج انگریزی پر حملہ کرتا ہوا ایک پہاڑ[۱] پر جاکر مقیم ہوا - اور اقوام کوہی سے ایک
لشکر مرتب کرکے دو ہفتہ کے بعد انگریزی فوج کا مقابلہ کیا پہلے مبازرانہ جنگ
ہوئی پہلے امیر کے مقابلہ کو مسٹر کریز رمیدان مین آیا امیر نے اوسکو مجروح کیا
اور پہر کپتان مشوبی مقابل ہوکر قتل ہوا - اسکے بعد کپتان واکر اور ایک ڈاکٹر
مقابل ہوئے دونون نے زخمی ہوکر جان بچائی اور پہر جنگ مغلوبہ واقعہ ہوئی
جسمین ہزار سپاہی فوج انگریزی کے اور سو سپاہی امیر کے مارے گئے امیر کے
پاس چند سپاہی اور دو اونکے فرزند سردار افضل خان اور امیر شیر علی خان رہ گئے
امیر ان دونون کو لیکر ایک پہاڑ پر مقیم ہوئے یہان آکر امیر دوست محمد خان نے
جب دیکھا کہ اوسکے رفیقون کا لشکر تباہ ہو گیا اب نہ اوسکے پاس دولت ہے کہ
جسکے ذریعہ سے لشکر جمع کرے اور نہ روزمرہ کے حملون کی اوسمین طاقت ہے
اہل وعیال کی مفارقت مزید ہے برآن نہ کوئی اوسکا مددگار ہے اور نہ جائے
پناہ ہے تو اوس نے اپنے دل سے مشورہ کیا کہ اب اوسکو کیا کرنا چاہیئے آخر

[۱] امیر دوست محمد خان کی دو جگہہ لڑائی ہوئی ایک بامیان اور دوسرے درہ غوربند - مگر درہ غوربند کا کہین نام نہین آیا - شاید اس پہاڑ کا نام غوربند ہو گیا یا اسکے متصل غوربند ہو گا -

دل نے مشورہ دیا کہ اوسکو وزیر سر ولیم میگناٹن کے پاس حاضر ہوکر اپنے آپکو
سپرد کردینا چاہیئے اس ارادہ پر مضبوط ہوکر اوس نے راہ رو ساتھ لیا اور ۴ نومبر ۱۸۴۰ء
کو کابل مین وزیر میگناٹن کے مکان پر پہونچا۔ اور پہرہ والا کے ذریعہ آپنے آنے
کی اطلاع کی۔ وزیر یہ سنکر مکان سے باہر آیا۔ اور امیر کا ہاتھ پکڑکر مکان مین
لے گیا اگرچہ ظاہری وجاہت سے وزیر میگناٹن نے امیر کو پہچان لیا تھا مگر یہ
خیال کر کے کہ کل تک تو امیر کے کابل مین آنے کی دہوم مچی ہوئی تھی آج کیا
اتفاق ہوا کہ تن تنہا چلا آیا۔ اور اپنے خیال کی تائید یا تردید کے لئے خان
شیرین خان اور عبداللہ خان خوانین کو بلایا انہون نے امیر کو دیکھتے ہی سر
تسلیم خم کیا اور مودب امیر کے پس پشت جا کھڑے ہوئے ادب و تعظیم
سے اب وزیر کو پورا یقین ہوگیا۔ کہ امیر دوست محمد خان یہی ہے چند منٹ کے
بعد امیر نے اپنی کمر سے تلوار کھولکر وزیر کے روبرو پیش کی مگر وزیر نے بلحاظ شجاعت
امیر کے یہ کہکر کہ یہ تلوار شہنشاہ انگلینڈ کی طرف سے آپکو دیتا ہون امیر کی کمر سے
باندہ دی اور امیر کی شجاعت اور بہادری کی تعریف کر کے تنہا آنیکا سبب پوچھا
امیر نے کہا کہ جب آپکی فوج کابل کی طرف بڑہی۔ تو چونکہ مین آپ سے جنگ
کرنا نہین چاہتا تہا۔ اسلئے کابل سے بامیان چلا گیا۔ اس نیت سے کہ کسی

گوشہ مین بیٹھکر زندگی بسر کرون مگر وہان بھی آپ کی فوج نے نہ ٹھیرنے دیا
مجبور قندز کو اور وہان سے بخارا کو چلا گیا۔ جب بخارا سے واپس بلخ کو آیا
اور اپنے اہل وعیال کو بھمراہی جبار خان کش کو بھیجدیا۔ مگر جبار خان نے
مجھسے دغا کی۔ اور میرے اہل وعیال کو کابل پہونچا دیا۔ اوسوقت سے زندگی
وبال ہوگئی۔ اور آپ کی فوج سے دلیرانہ لڑتا تاکہ آپ کی فوج کے ہاتھ سے مارا
جاؤن مگر چونکہ زندگی باقی تھی اپنے ارادہ مین ناکام رہا۔ اور زندہ آپ کے پاس
موجود اور اپنے اپکو سرکار انگریزی کے سپرد کرتا ہون وزیر سر ولیم میکناٹن نے یہ
سنکر کھا کہ اگر آپ نے گورنمنٹ انگریزی پر بھروسا کیا ہے تو آپ خاطر جمع
رکھے کہ جو آپ کی آرزو ہوگی وہ بوجہ احسن پوری کیجائے گی۔ امیر نے کہا کہ
میری بجز تین باتون کے اور کوئی آرزو نہین۔

اولؔ یہ کہ مجکو شاہ شجاع کے پاس نہ لیجائیے۔ ہندوستان بھیجدیجئے تاکہ
وہان زیر سایہ سرکار معہ اہل وعیال زندگی بسر کرون۔

۲۔ میرے فرزند غلام حیدر خان کو جو دکھن مین قید ہے مین جہان رہون وہان پہونچا دیجیے
۳۔ اکبر خان کو قندز سے ملائمت سے بلائیے اگر وہ آجائے تو اسکو بھی میرے
پاس بھیجدیجئے وزیر میکناٹن نے ان باتون کو منظور کیا۔ اور امیر کو ایک عالیشان

مکان مین ٹہیرا کر جواہرات ماکولات وملبوسات ضرورت سے زائد امیر کے پاس بھیجدے اور امیر کے اہل وعیال کو غزنی سے جہان وہ بھیجدیے گئے تھے بلا کر امیر کے پاس پہونچا دیا اسکے بعد مسٹر نکلیسن صاحب کو ساتھ کر کے امیر دوست محمد خان کو ہندوستان کو بھیجدیا اور مسٹر نکلیسن صاحب کو ہدایت کی کہ جو کچھہ نقد وجنس امیر طلب کرے گورنمنٹ کی طرف سے اوسکے لئے مہیا کیا جاے علاوہ اسکے دو لاکہہ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔

امیر دوست محمد خان خیبر کے راستہ سے پشاور ہوتا ہوا پنجاب مین آیا یہان اور آکر امیر نے مسٹر نکلیسن صاحب سے پوچھا کہ میرے قیام کے لئے کونسی جگہہ تجویز ہوئی ہے۔ مسٹر نکلیسن صاحب نے جواب دیا کہ لودہانہ جو دریاے ستلج کے کنارہ ہے اور جسکی آب وہوا خوشگوار اور سیر وشکار کا عمدہ موقعہ ہے امیر دوست محمد خان لودہانہ مین پہونچکر اوس مکان مین معہ اہل وعیال کے فروکش ہوے جسمین شاہ شجاع الملک ٹہیرا تھا آٹھ دس روز کے بعد لارڈ اکلینڈ صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے امیر کے پاس پیام بھیجا کہ مینے آپکی شجاعت کے کارنامے سنکر اور نیز آپکا سرکار کمپنی کے سایہ عاطفت

مین آجانیکا حال معلوم کرکے ارادہ ملاقات کیا تھا اور اس وجہ سے کہ آپ
مہمان ہین - مینے وہان آکر ملاقات کرنا چاہا تھا مگر بوجہ کثرت کام روانگی فوج
آسام اور چین کے وہان آنے سے مجبور رہا - اگر آپ یہان آجاوین تو بہتر
ہے کیونکہ یہان علاوہ سیر و تفریح کے اپنے فرزند غلام حیدرخان سے
بھی مل لین گے جسکو دکھن سے بلایا گیا ہے اس پیام کے آنے پر امیر
نے اہل و عیال کو لودہانہ مین چھوڑا - اور چند رفیقون کے ساتھ بہمراہی مسٹر
نکلیسن صاحب کلکتہ کو روانہ ہوا - جب امیر کلکتہ کے قریب پہونچا - تو گورنر جنرل
نے بڑے بڑے افسرون کو امیر کی پیشوائی کے لئے بھیجا افسرون نے
استقبال کرکے امیر کو کلکتہ مین داخل کیا اور ایک مکان عالیشان مین جو
فرش فروش و شیشہ آلات سے آراستہ تھا ٹھیرایا اور ایک افسر
امیر کی مہمانی کے لئے مقرر کیا - امیر شہر کلکتہ کی سڑکون - عمارتون - باغون
کی سیر سے بہت خوش ہوا - ایکروز گورنر جنرل کی ملاقات لئے مقرر ہوا - اوسروز
سکرٹری و ایڈیکانگ گورنر جنرل امیر کے لینے کے لئے آئے - اور امیر کو
گھوڑے پر سوار کراکے گورنمنٹ ہاوس کو لیے گئے جب امیر اوس کمرے
کے قریب پہونچا جسمین گورنر جنرل تشریف رکھتے تھے - تو خود لارڈ ممدوح

امیر کے استقبال کے لئے آئے اور مصافحہ کرکے امیر کا ہاتھہ ہاتھہ مین لئے ہوئے صدر مقام پر لے گئے۔ اور اپنی برابر کرسی پر بٹھایا اور پوچھا کہ آپکو کونسا شہر ہندوستان مین اپنے قیام کے لئے پسند ہے امیر نے جوابدیا کہ جہان آپکا منشا ہو اوسیکو مین بہی پسند کرتا ہون گورنر جنرل نے سنکر کہا کہ ہندوستان مین جہانتک میرے زیر فرمان ہے۔ ہر ایک شہر آپ کی ملک ہے جہان جی چاہے قیام فرمائے۔ اسکے بعد گورنر جنرل نے ایک قبضہ شمشیر ایک مالا مروارید اور عجیب و غریب اشیا انگلینڈ اور دوسرے ملکون کی بنائی ہوئین مرحمت فرمائین اور جس جگہہ سے استقبال کیا تہا وہان تک مشایعت کرکے امیر کو رخصت کیا۔ امیر کے مصارف کے لئے۔ اسقدر روپیہ امیر کے خزانہ مین رہتا تہا کہ جو چیز چاہتا تہا۔ اوسیوقت خرید کیجاتی تہی۔ امیر نے لکہوکہا روپیہ کا اسباب اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے خرید کیا۔ امیر تین مہینے تک کلکتہ مین سیر و تماشے سے جی بہلاتا رہا یہان ہی امیر کا فرزند غلام حیدر خان آگیا تین مہینے کے بعد امیر کلکتہ سے روانہ ہوا۔ ہنوز دہلی سے آگے نہ بڑہا تہا کہ افغانستان مین شورش برپا ہوئی۔ امیر دوست محمد خان دہلی سے قید ہوکر منصوری بہیجا گیا

اور لودہانہ مین امیر کے اہل و عیال قید ہوئے۔

شورش افغانستان کے حالات

جب شاہ شجاع الملک اپنے آبا و اجداد کے تخت پر بیٹھہ گیا اور افغانستان مین امن و امان ہوگیا سر جان کین صاحب کمانڈر انچیف کچھہ فوج چھوڑکر اور بنگالہ کی فوج کو لیکر ہندوستان کو چلا آیا۔ اور فتح افغانستان کے صلہ مین لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل کو ارل کا اور سر جان کین کمانڈر انچیف کو بیرل کا خطاب مل چکا اور امیر دوست محمد خان بہی قید ہوکر ہندوستان مین چلا آیا تو ایکروز افغانی سرداروں نے بعض نوجوان۔ انگریزی افسرون کی حرکات ناشایستہ کی شاہ شجاع الملک سے شکایت کی جسکے جواب مین شاہ نے فرمایا کہ از شما ہیچ نمی آید۔ اس فقرہ نے گویا بارود مین آگ لگادی اور دوسرے روز ۲ نومبر سنہ ۱۸۲۱ع کو بلوا ہوگیا۔

د اگرچہ تاریخون مین کئے سبب فساد کے لکھے ہین مثلاً افغانی سردارون کی تنخواہ تصنیف کر دینا۔ اور اونکی جاگیرون کا نصف ضبط کرلینا عورت بدچلن کے قتل مین اوسکے شوہر کو سزا دینا عورتون کا فعل مختار بنانا وغیرہ وغیرہ مگر یہ اسباب

وجہ رنجش یا کشیدگی شاہ شجاع الملک کی طرف سے ہو سکتی ہین - مگر بنای فساد وہی شکایت ہے جسکو مینے مجمل طور پر اوپر بیان کیا ہے اگرچہ اس شکایت کو بھی کئی طرح سے تاریخو نمین لکھا ہے مگر اسمین شک نہین کہ وجہ فساد الکزنڈر برنس صاحب کے حرکات ناشایستہ تہین جیساکہ تاریخ نیرنگ افغانی مین بحوالہ تاریخ محاربہ کابل کے لکھا ہے) اور تین چار سو بدمعاشون نے برنس صاحب کی کوٹھی کو جو شہر مین تہی جا گھیرا - اونکو اور اونکی مددگارون کو قتل کر کے کوٹھی مین آگ لگا دی - جب برنس صاحب کے مارے جانے کی خبر چھاونی مین پہونچی تو افسرانِ فوج نے بخلاف اسکے کہ مسلح ہوکر شہر مین جاتی اور بلوائیون کا انتظام کرتی سپاہیون کو ادہر ادوہر بھیجنے اور بیفائدہ توڑ جوڑ لگانے مین اپنا وقت ضایع کیا - اگر افسر فوج کو لیکر قلعہ بالاحصار مین چلے جاتے تو کسیکا مقدور نہ تہا کہ اونکو قلعہ سے نکال دیتا لیکن برخلاف اسکے انفسٹن صاحب و سلٹن صاحب بگیڈیر و لیم میگناٹن کو یہی صلاح دیتے رہے کہ اب کابل مین رہنا مصلحت نہین جسطرح بنے جلال آباد پہونچکر ہندوستان چلے چلو - افسرون کے تساہل نے بلوائیون کو اور بھی دلیر کر دیا - اور نیز اونکی تعداد مین بہت کچھ ترقی ہوگئی - تمام کابل بلوائیون سے

بھر گیا۔ باہر بھی جدہر دیکھو بلوائی بلوائی نظر آتے تھے ۲۲ نومبر ۱۸۴۱ء کو سردار اکبر خان بھی بلوائیون کے شامل ہو گیا۔ سر ولیم میگناٹن نے جب دیکھا کہ فوج سرکاری کا ہر طرف نقصان ہو رہا ہے اور افسر بجز واپسی ہندوستان کے اور کسی بات پر آمادہ نہین مجبور اونہون نے سردار اکبر خان سے کابل چھوڑنے کی بابت گفتگو شروع کی اور یہ بات قرار پائی کہ سردار محمد اکبر خان اور سر ولیم میگناٹن صاحب ایک جگہہ متفق ہو کر شرایط صلح کو آپسمین طے کر لین اس قرارداد کے بموجب ۲۳ نومبر ۱۸۴۱ء کو سر ولیم میگناٹن صاحب معہ کپتان لارنس۔ ٹریور۔ میکنزی صاحبان کے چھاونی سے سردار محمد اکبر خان سے شرایط صلح طے کرنے کو روانہ ہوئے۔ سردار محمد اکبر خان ایک خیمہ مین جو پل کے اوپر مابین چھاونی اور بالاحصار کے نصب کرایا تھا معہ سات ہمراہیون کے بیٹھا ہوا سر ولیم میگناٹن کا انتظار کر رہا تھا کہ اتنے مین سر ولیم میگناٹن معہ صاحبان صدر کے متصل خیمہ کے پہونچے سردار اکبر خان استقبال کر کے خیمہ مین لے گیا خیمہ مین باتون باتون مین حجت بڑھی اور سردار محمد اکبر خان نے سر ولیم میگناٹن کو قتل کر دیا ٹریور صاحب نے سر ولیم میگناٹن کی امداد دہی مین ایک ہمراہی سردار محمد اکبر خان کو مار دیا لارنس صاحب اور میکنزی صاحب قید ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد

الفنسٹن صاحب مستدعی صلح ہوئے آخر اسبات پر صلح ہوئی کہ فوج سرکاری
تمام خزانہ توپخانہ چھوڑکر صرف چھ توپین لیکر ہندوستان کو چلی جاے ۶ جنوری
سنہ ۱۸۴۲ کو جمعرات کے دن فوج چھاونی سے بہ تعداد ساڑھے چار ہزار سوار
پیدل اور بارہ ہزار بہیڑ بہاڑ بچے اور عورتین علاوہ بیمارون کو سردار محمد اکبر خان کے
سپرد کر کے روانہ ہوئے ۷ جنوری کو کابل سے پانچ کوس چلکر بت خاک مین
مقام ہوا۔ بلوائیون نے چارون طرف سے حملے شروع کئے۔ فوج سرکاری نے
اپنی توپون مین اب کیلین ٹھونک دین۔ جب سردار محمد اکبر خان سے جو حفاظت
کے لئے ہمراہ آیا تھا۔ بلوائیون کے روکنے کے واسطے کہا گیا تو اوس نے
جوابدیا کہ یہ لوگ میرا کہنا نہین مانتے۔ ۸۔ جنوری کو درہ خورد کابل پہونچے جس کا
طول پانچ میل اور دونون طرف پانچ پانچ سو فٹ بلند پہاڑ کھڑے تھے۔ اور
جسکے کنارون مین پچاس فٹ سے زیادہ فرق نہ تھا اور جو ندی اوسمین بہتی تھی وہ
اٹھائیس بار اوترنی پڑتی تھی۔ درہ کے اوپر سے بلوائیون نے گولیون کا مینہ
برسا رکھا تھا اسمین بہت سے آدمی ضائع ہوئے ۹ جنوری کو یہان ہی
مقام رہا۔ سردار محمد اکبر خان نے افسرون سے کہلا بھیجا کہ عورتون بچونکی تکلیف
مجھسے نہین دیکھی جاتی بہتر ہے کہ آپ انکو میرے حوالے کر دیجئے۔ مین انکو

حفاظت سے پہونچا دون گا۔ افسرون نے عورتون بچون کو حوالہ کیا۔ ۱۰ جنوری ۱۸۴۲ سنہ
کو درہ تنگ و تاریک مین جو اسم بامسمی تھا مقام ہوا یہ درہ دس فٹ سے زیادہ
چوڑا نہ تھا اسمین بہت لوگ کام آئے اور دو سو ستر باقی رہ گئے یہ ۱۲- اور ۱۳ کو
درہ جگدلک اور گندیک مین تباہ ہوئے۔ یہ بھی مورخ لکھتے ہین کہ سردار
اکبر خان کے سبب سے کچھہ تکلیف فوج کو نہین ہوئی آفات قدرتی برف بازی
سے یہ لوگ تباہ ہوئے مگر یہ نہین کہا جاتا کہ بلوائیون نے کچھہ بھی دست درازی
نہین کی یہ ضرور ہے کہ برف باری بھی جانون کے ضائع کرنے مین بلوائیون
کی ممد و معاون ہوئی۔ غرضکہ ساڑھے سولہ ہزار آدمیون مین سے جو کابل
سے چلے تھے ایک ڈاکٹر بریڈن زندہ بچے جنہون نے جلال آباد مین پہونچکر
جنرل سر رابرٹ سیل کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ سر رابرٹ سیل نے اپنی شجاعت
سے جلال آباد کو محفوظ رکھا۔ سردار محمد اکبر خان نے چھہ ہزار فوج سے اوسپر حملہ کیا
مگر جنرل سر رابرٹ سیل نے اوسکو شکست دی۔ قندہار کو جنرل ناٹ محاصرہ
کیے رہا۔ اور جو آیا اوسکو شکست دی۔ غزنی مین جنرل پامر کی رحمدلی نے غضب
ڈہایا اوس نے اہل غزنی کو برف کی شدت سے باہر نہ نکالا تھا انہون نے
دیوار شہر پناہ کو توڑ کر بلوائیون کو شہر مین بلا لیا۔ کرنل پامر قلعہ مین محصور ہوا۔ اور بھی

قلعہ مین سامان رسد نہ رہنے کے باعث سرداروں سے عہد و پیمان کرکے
قلعہ حوالہ کیا۔ اور شہر مین آگئے بلوائیون نے بخلاف عہد و پیمان کے انپر حملہ
کیا۔ سپاہی گھبراکر اور شہر پناہ کو گراکر باہر نکل آئے اور یہ خیال کرکے کہ پشاور
کل پچیس تیس کوس رہے دہاوا کرکے اب پہونچ جاتے ہین۔ رات کو بھی
چلدے مگر برف نے قدم نہ اُٹھانے دیا۔ اور صبح ہوتے تک قتل اور
گرفتار ہوگئے۔ جنرل پامر نے معہ اور یوروپین افسرون کے جدید عہد و پیمان
کرکے اپنے آپکو سرداران افاغنہ کے سپرد کردیا۔ فوج انگریزی کے کابل
سے چلے آنے کے بعد سردار محمد اکبر خان و امین اللہ خان لوگڑی شہر
کابل مین حکومت کرنے لگے اور قلعہ بالاحصار مین شاہ شجاع شاہ شطرنج بنا
ہوا تھا۔ ہواخواہان بارکزی نے شاہ کو ترغیب دی کہ وہ بالاحصار سے
نکلکر انگریزون کو جلال آباد سے نکال دے شاہ اگرچہ مطمئن نہ تھا۔ مگر سرداران
افاغنہ کے قول و قسم سے مجبور ہوکر قلعہ بالاحصار سے بغرض روانگی جلال آباد
ہوادار پر سوار ہوکر برآمد ہوا۔ جب ما بین بالاحصار اور پل پیکر کے متصل سنگ
سیاہ کے جہان زمان خان کا بیٹا شجاع الدولہ گہات لگائے ہوئے کچھ
ہمراہیون کے ساتھ بیٹھا تھا پہونچا۔ تو اوسیوقت شجاع الدولہ نے قرابین

جھونکدی شاہ زخمی ہوکر بھاگا چاہتا تھا کہ ایک سوار نے سر کاٹ کر بماہ مارچ ۱۸۴۲ء کام تمام کیا۔ اسکے بعد صفدر جنگ فرزند شاہ شجاع تخت افغانستان پر متمکن ہوا اور سردار محمد اکبر خان وزیر مگر پھر ان دونوں مین بھی ناچاقی ہوئی اور مقدم الذکر نظر بند ہوا۔ ادہر ہندوستان مین جب لارڈ اکلینڈ گورنر جنرل کو تباہی فوج کا حال معلوم ہوا تو اونہون نے پشاور مین بغرض امداد جلال آباد والون کے لشکر جمع کیا۔ لیکن وہ تو قبل روانگی لشکر ولایت کو سدہارا اور بجاے ان کے لارڈ النبرا گورنر جنرل ہند۔ ہندوستان مقرر ہوکر آخر مارچ ۱۸۴۲ء کو آیا اگرچہ اسکی پالیسی افغانستان کی بابت یہ تھی کہ اندرون ملک افغانستان مین دخل نہ دیا جاوے رعایا جسکو چاہے بادشاہ منتخب کرلے۔ مگر ایکدفعہ افغانستان مین اقتدار قایم کرنا۔ اور قیدیون کو چھڑانا ضرور تہا اسلئے جنرل پالک صاحبکو فوج دیکر اپریل ۱۸۴۲ء مین کابل کو روانہ کیا ۱۶۔ اپریل کو یہ فوج زیر حکم جنرل پالک جلال آباد پہونچی ۔ اور آخر اگست تک وہان مقیم رہی ۵ ستمبر ۱۸۴۲ء کو کابل مین داخل ہوئی۔ سندہ سے جنرل انگلینڈ بغرض امداد جنرل ناٹ فوج لیکر قندہار مین آیا۔ جنرل ناٹ جنرل انگلینڈ سے فوج لیکر غزنی مین آیا اور محمود غزنوی کے مقبرہ سے سومنات والی کواڑ اکہاڑتا ہوا کابل مین آگیا

شجاع الملک تو قتل ہو چکا تھا فوج کو بجز اسکے کہ قیدیون کے چھٹنے کا انتظام
کرے اور کوئی کام نہ تھا قیدیون کی سپردگی کی بابت مورخون مین اختلاف ہے
کوئی تو لکھتا ہے کہ سردار محمد اکبر خان نے جنرل پالک سے یہ معاہدہ کرکے
وہ قیدیون کو اس شرط پر سپرد کرتا ہے کہ امیر دوست محمد خان کو افغانستان مین
بھیجدیا جاوے قیدیون کو جنرل پالک کے سپرد کردیا۔ اور کوئی لکھتا ہے کہ سردار
محمد اکبر خان نے قیدیون کو صالح محمد کے ہاتھ بامیان کی طرف بھیجدیا تھا
صالح محمد نے بیس ہزار روپیہ نقد اور دو ہزار روپیہ پنشن کا لینا کرکے قیدیون کو
لشکر انگریزی مین بھیجدیا جنرل پالک ستر قیدیون کو جنمین علاوہ دیگر صاحبان کے
لیڈی میگناٹن اور لیڈی سیل معہ تیرہ میم اور اونیس بال بچون کے تھے۔ لیکر
کابل سے روانہ ہوا۔ اور فتح و فیروزی کے ساتھ فیروزپور مین داخل ہوا افغانستان
کی لڑائی مین علاوہ بہت سی جانون کے سترہ کروڑ روپیہ گورنمنٹ انگریزی کا
صرف ہوا لارڈ ایلنبرا۔ گورنر جنرل ہند نے امیر دوست محمد خان کو کابل بھیجدیا
امیر اپنے سعادتمند فرزند کی کوشش سے کابل مین پہونچکر انتظام ملک مین
مصروف ہوا۔ ۱۸۴۹ء مین جب پنجاب مرکز فساد تھا۔ اوسوقت سردار چتر سنگھ
و شیر سنگھ اٹاری وارے نے امیر دوست محمد خان کو پیشاور۔ اور قلعہ اٹک دیکر اپنا

مددگار بنا لیا تھا۔ مگر جب سردار چتر سنگھ اور شیر سنگھ کو ۲۱ فروری ۱۸۴۹ء کو
بمقام گجرات شکست ہوئی جس سے تمام زور سکھون کا ٹوٹ گیا تو امیر دوست محمد خان
بھی قلعہ اٹک اور پیشاور کو چھوڑ کر کابل چلا گیا۔ اور چھ برس کے بعد گورنمنٹ
انگریزی سے اتفاق اور اتحاد قایم کرنا چاہا۔ اور نامہ و پیام کا تبادلہ کر کے
اپنے فرزند غلام حیدر خان ولیعہد کے ذریعہ گورنمنٹ انگریزی سے عہد نامہ
کر لیا۔ جسکو ذیل مین درج کرتا ہون۔

عہد نامہ

فیمابین سرکار انگریزی و امیر دوست محمد خان والی کابل و دیگر مقامات افغانستان
جو اب اونکے قبضہ مین ہین جسکی تکمیل کے واسطے منجانب گورنمنٹ انگریزی
جان لارنس چیف کمشنر پنجاب باختیارات عطیہ گورنر جنرل ہند اور منجانب امیر
دوست محمد خان امیر کابل سردار غلام حیدر خان باختیار عطیہ امیر صاحب مقرر
ہوئے تھے۔

شرط اول۔ فیمابین ایسٹ انڈیا کمپنی۔ اور امیر دوست محمد خان والی کابل
و دیگر مقامات مقبوضہ افغانستان اور اونکے ورثاء کے صلح و آشتی ہمیشہ رہیگی
شرط دویم۔ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی وعدہ کرتی ہے کہ وہ لحاظ اون علاقجات

افغانستان کا رکھے گی جو اب امیر صاحب کے قبضہ مین ہین اور ہرگز اونمین دست اندازی نکریگی

شرط سویم - امیر دوست محمد خان والی کابل وغیرہ ملک مقبوضہ افغانستان اپنی طرف سے اور اپنے ورثاء کی طرف سے وعدہ کرتے ہین کہ وہ بلحاظ ممالک سرکار کمپنی کا رکھین گے اور اوسمین دست اندازی نکرین گے اور آنربل کمپنی کے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن رہے گا - مقام پشاور بتاریخ ۳۰ - مارچ ۱۸۵۵ء

مہر و دستخط جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب -

مہر و دستخط غلام حیدر خان ولیعہد بطور مختار امیر دوست محمد خان امیر کابل اور اپنی طرف سے بحیثیت ولیعہد

تصدیق کیا رائیٹ آنربل گورنر جنرل بہادر ہند نے مقام اوٹکمنڈ بتاریخ یکم ماہ مئی ۱۸۵۵ء دستخط ڈلہوزی -

حسب الحکم موسٹ نوبل گورنر جنرل اوف انڈیا - دستخط جی - ایف ایڈمنسٹن سکرٹری گورنمنٹ ہند - ہمراہ گورنر جنرل -

اس عہد نامہ کے دو برس بعد ۱۸۵۷ء مین مابین گورنمنٹ انگریزی و شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران بخلاف قبضہ ہرات جنگ چھڑی گورنمنٹ انگریزی نے خلیج فارس بوشہر پر قبضہ کر لیا - اوسوقت گورنمنٹ انگریزی کا منشا ہوا کہ امیر دوست محمد خان کو دوست بنائے اور مالی امداد دے -

اس غرض سے امیر دوست محمد خان نے پشاور مین جاکر سر جان لارنس صاحب
چیف کمشنر پنجاب سے ملاقات کی۔ اور آٹھ ولایتی گھوڑے سر جان لارنس
کو تحفتاً پیش کئے گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے اسی ہزار روپیہ خلعت کا
اور آٹھ لاکھ روپیہ فوجی تیاری کے لئے ملا۔ اور اسی سال ۱۸۵۷ء مین
مابین گورنمنٹ انگریزی اور امیر کے عہدنامہ ہوا جسکو ذیل مین درج کرتا ہون۔

نقل عہدنامہ

فیمابین امیر دوست محمد خان والی کابل وغیرہ ممالک مقبوضہ افغانستان
بذات خود منجانب اپنے اور سر جان لارنس کے سی بی چیف کمشنر پنجاب اور
لفٹنٹ کرنل ایچ بی ایڈوارڈس کمشنر قسمت پشاور منجانب آنریبل ایسٹ انڈیا
کمپنی باختیارات عطیہ رایٹ آنریبل چارلس جان وائی کونٹ کیننگ گورنر جنرل
ھند باجلاس کونسل۔

شرط اول۔ چونکہ شاہ ایران نے بخلاف عہد جو انہون نے سرکار انگریزی
کے ساتھ کیا تھا قبضہ ہرات پر کر لیا۔ اور اب ارادہ دست اندازی کرنے کا مقام
مقبوضہ امیر دوست محمد خان پر رکھتے ہین اور اب فیمابین سرکار انگریزی اور ایران
کے جنگ واقعہ ہوئی ہے لہذا آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی واسطے اعانت

امیر دوست محمد خان کے بنا بر حفاظت قبضہ مقامات بلخ و کابل و قندہار کے
ازراہ دوستی وعدہ کرتی ہے کہ جب تک کہ جنگ ایران سے قایم رہے گی
مبلغ دو لاکھہ روپیہ ماہوار بموجب شرایط ذیل امیر صاحب کو دینگے۔

شرط دویم۔ امیر صاحب جسقدر سوار اور توپخانہ ہے اوسکو قایم رکھین اور
اٹھارہ ہزار پیادہ فوج سے کم موجود نہ رکھین۔ اور منجملہ اسکے تیرہ ہزار آئینی فوج ہوگی
اور تیرہ رجمنٹ مین منقسم ہوگی۔

شرط سویم۔ امیر صاحب روپیہ لینے کا بندوبست خزانہ انگریزی سے
خود کرین اور اوسکے لیجانے کا اپنے علاقہ مین خود انتظام کرین۔

شرط چہارم۔ افسران انگریزی مع عملہ داران حسب مرضی گورنمنٹ انگریزی
کابل و قندہار یا بلخ یا تینون مقامون کو یا جہان ایک فوج انگریزی ایرانیون کے
مقابلہ مین جمع ہوگی بہیجی جائینگی۔ ان افسرون کا کام یہ ہوگا کہ وہ نگرانی رکھین کہ
جو کمک دی گئی ہے وہ کار لایق جنگ مین کام آتی ہے اور اپنے سرکار کو
وہان کے حالات سے اطلاع دیتے رہین گے وہ کچھہ مطلب تقسیم تنخواہ فوج
سے نہ رکھین گی۔ یا یہ کہ دربار کابل کو کسی بارہ مین مشورہ دین اور وہ کسی حالت
مین انتظام ملک مین مداخلت نکرینگے ان افسرون کی حفاظت اور خاطرداشت کی

جبتک وہ اُن کے ملک مین رہین گے امیر ذمہ دار ہونگے اور اسکا بھی امیر
صاحب کا ذمہ ہوگا کہ وہ انکو تمام حالات جنگ سے اطلاع دیتے رہین۔

شرط پنجم۔ امیر کابل ایک وکیل مقرر کرکے پشاور مین رکھین گے۔

شرط ششم۔ یہ کمک ایک لاکھہ روپیہ ماہوار کی اوس تاریخ سے موقوف
ہوگی جس تاریخ صلح ایران اور گورنمنٹ انگریزی کے مابین ہوجائے گی یا
قبل اسکے جب مرضی گورنر جنرل بہادر ہند کی ہو۔

شرط ہفتم۔ جب یہ کمک موقوف ہوگی اوسیوقت افسران انگریزی بھی
ملک امیر سے برخاست ہوکر چلے آئین گے مگر درصورتیکہ مرضی گورنمنٹ انگریزی
کی ہوگی تو ایک وکیل مگر انگریز نہو گا۔ منجانب گورنمنٹ انگریزی کابل مین رہیگا اور
ایک وکیل پشاور مین منجانب والی کابل۔

شرط ہشتم امیر صاحب معقول گروہ سپاہیون کا ہمراہ فوج انگریزی
کرینگے جب سے کہ وہ ملک انگریزی سے باہر اور ملک امیر صاحب مین
داخل ہونگے اور نیز جب وہ واپس آوینگے اُسوقت بھی گروہ سپاہ معقول
کا تا سرحد ملک انگریزی اونکے ہمراہ رکھنا ہوگا۔

شرط نہم۔ زر کمک یکم جنوری ۱۸۵۷ء سے شروع ہوگا اور ایک مہینا رکھکر

دوسرے کا روپیہ دیا جایا کرے گا۔

شرط دہم جو پانچ لاکھ روپیہ قبل اسکے امیر صاحب کے پاس پہونچا ہے یعنی تین لاکھ قندہار اور دو لاکھ کابل مین وہ روپیہ اس عہدنامہ مین محسوب نہوگا یہ روپیہ علیحدہ آنریبل ایسٹ انڈیا کی طرف سے تحفتاً دیا گیا ہے مگر جو ایک لاکھ روپیہ اب مہاجنان کابل کے پاس موجود ہے اور وہ ایک اور مطلب کے واسطے روانہ ہوا تھا وہ البتہ ماہ اول کی قسط مین ادا ہوگا۔

شرط یازدہم۔ یہ عہدنامہ کسی طرح ناسخ عہدنامہ پشاور منعقدہ ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء مطابق ۱۱ رجب ۱۲۷۱ہجری کے نہوگا جسکی روسے امیر کابل وعدہ کرتے ہین کہ وہ دوستون کا دوست اور دشمن یا دشمنان آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہوگا۔ اور امیر کابل بمنشاء عہدنامہ مذکور کے وعدہ کرتے ہین کہ وہ سرکار انگریزی کو اطلاع دینگے اگر وہ کوئی پیام ایران یا دوستان ایران سے پائینگے کہ جبوقت جنگ جاری رہے گی یا اوس وقت جبتک کہ فیمابین سرکار انگریزی اور کابل کی دوستی قایم رہے گی۔

شرط دوازدہم۔ بلحاظ دوستی جو فیمابین انگریزی اور امیر دوست محمد خان قایم ہے سرکار انگریزی وعدہ کرتی ہے کہ وہ قصورات ماضیہ اقوام افغانستان سے

چشم پوشی کرے گی اور کسی طرحکی سزا اونکو نہ دے گی۔

شرط بیست و ہم۔ چونکہ امیر صاحب چاہتے ہین کہ چار ہزار بندوق اونکو

دیجاے سواے اون چار ہزار کے جو سابق مین اونکو دی گئی ہین یہ وعدہ ہوتا ہے

کہ چار ہزار بندوق سرکار انگریزی بمقام تلنگ بھیجدے گی وہان سے امیر صاحب

کے آدمی باربرداری لاکرے جائین گے۔

مہر و دستخط جان لارنس چیف کمشنر پنجاب

مہر و دستخط ہربرٹ بی ایڈوارڈس کمشنر قسمت پیشاور

اس عہدنامہ کے بعد مابین گورنمنٹ انگریزی و شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ

ایران صلح ہوگئی۔ مگر گورنمنٹ نے جو تعلق دوستانہ امیر سے پیدا کیا تھا وہ

بدستور قایم رہا۔

سنہ ۶۲ء مین ایک تھوڑی سی بات پر خانگی جھگڑا شروع ہوا اور اوس نے

بڑھکر پولیٹکل صورت اختیار کی جسکا مختصر حال یہ ہے۔

شروع سنہ ۶۲ء مین تیمنی کے سردار عبدالغفور خان نے جو ملک غور مین تیورہ

کا رئیس تھا اپنے ایک رشتہ دار باشندہ فراہ کو خانگی عداوت سے قتل کردیا۔ محمد

شریف خان فرزند امیر دوست محمد خان حاکم قلعہ فراہ عبدالغفور خان کی حرکت سے

بہت بگڑا اور اوس نے عبد الغفور خان کی سزادہی کی امیر دوست محمد خان سے اجازت طلب کی۔ امیر نے اجازت دیدی۔ سلطان جان (محمد عظیم خان کا فرزند اور امیر دوست محمد خان کا بھتیجہ اور داماد تھا) والی ہرات[۵۱] نے عبد الغفور خان کی سزادہی پر اعتراض کیا۔ اہلیہ سلطان جان دختر امیر دوست محمد خان نے جب اس فساد کو بڑہتا دیکھا تو وہ خود معہ اپنے فرزند شہنواز خان کے فراہ مین محمد شریف خان کے پاس اس لئے گئی کہ بھائی سے کہکر آپکی رنجش کو رفع دفع کرا دے۔ عاقلہ اور عاقبت اندیش بی بی کے جانے پر یہ مشہور ہوا کہ عبد الغفور خان کا قصور امیر نے اپنی دختر کی سفارش سے معاف کر دیا۔ عبد الغفور خان معافی قصور کا حال سنکر مطمئن ہو گیا۔ مگر رات کو شریف خان نے عبد الغفور خان پر چھاپا مارا۔ عبد الغفور خان تیورہ سے اپنے مربی سلطان جان کے پاس ہرات مین آ گیا محمد شریف خان نے اوسکے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ شروع ماہ مارچ ۱۸۶۲ء مین سلطان جان نے

---

[۵۱] ہرات پہلے شہزادہ کامران ابن محمود شاہ کے قبضہ مین تہی۔ اوسکو وزیر یار محمد خان علیکوزی نے قتل کرکے ہرات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اِسکے مرنے کے بعد سردار محمد خان۔ اپنے باپ کا جانشین ہوا اور جب اوسکے دماغ مین خلل ہوا۔ تو عیسیٰ خان کو ہی ہرات پر قابض ہو گیا اوس سے سلطان جان فرزند سردار محمد عظیم خان نے لے لیا۔

بحمایت عبدالغفور خان آٹھ ہزار فوج اور تین توپین علاوہ ملیشیا فوج کے لیکر
فراہ کو جا گھیرا سیف اللہ خان فرزند امیر دوست محمد خان قلعہ فراہ مین محصور ہوا۔
انیس روز کے محاصرہ کے بعد محافظان قلعہ فراہ نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا
سلطان جان نے فوج محصور سے ہتیار لیکر مستورات کو محفوظ رکھکر ان کو
قلعہ سے نکالدیا۔ امیر دوست محمد خان کو جلال آباد مین جب یہ مشوش خبر پہونچی
تو اونہون نے قندہار کو کوچ کیا ۹ جون گربشک مین اور ۱۶ جون کو دریا ے
ہلمند سے عبور کر کے قلعہ فراہ کا محاصرہ کیا۔ ۲۹ جون کو قلعہ فراہ فتح ہوا
۲۸ جولائی ۱۸۶۲ع کو ہرات کا محاصرہ کر لیا ایام محاصرہ مین دغا اور فریب سے
بھی کام لیا گیا ایکدوسرے کی فوج سے آدمی ادہر ادہر ہی آتے جاتے
رہے۔ شروع محاصرہ مین سلطان جان کی اہلیہ امیر دوست محمد خان کی دختر
نے انتقال کیا۔ ۱۶ اپریل ۱۸۶۳ع سلطان جان کا انتقال ہوگیا۔ اسکی
وفات پر زہر خورانی کا شبہ کیا گیا۔ سلطان جان کے بعد اوسکا فرزند شہنواز خان
نانا سے ہرات کو بچا تا رہا۔ آخر امیر دوست محمد خان نے حملہ سخت کر کے
۷ مئی ۱۸۶۳ع کو قلعہ ہرات فتح کر لیا فتح ہرات سے بارہ تیرہ روز کے بعد بمقام

ـــــــــــــــ

۵۱ شریف خان نے تیورہ پر قبضہ کر کے فراہ اپنے پدری بہائی سیف اللہ خان کو دے دیا ہوگا۔

ہرات امیر دوست محمد خان نے ۹ جون ۱۸۶۳ء کو انتقال کیا۔ مورخون نے
امیر مرحوم کی بیماری کی جو باعث وفات ہوئی تشخیص نہین کی۔ البتہ اون کے
پوتے امیر عبدالرحمن خان ضیاء الملتہ نے لکھا ہے کہ امیر مرحوم کے خلاف
اونکے فرزند محمد اعظم خان محمد امین خان محمد اسلم خان نے سلطان جانؑ الی
ہرات کے ساتھہ سازش کی تھی اوسکا صدمہ ہوا۔ علاوہ اس صدمہ کے
دو صدمے اور امیر مرحوم کو لاحق ہوئے ایک اپنی عاقلہ عاقبت اندیش
دختر کی وفات کا رنج جسنے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ فساد کی چنگاری اگر
نہ بجھائی گئی۔ تو نہ معلوم کس کسکو تباہ کرے گی اور اوس نے اوسکے بجھانے
کی کوشش بھی کی۔ مگر ناکام رہی آخر وہ ہی ہوا۔ کہ اوس چنگاری سے
ایسے شعلے بھڑکے کہ جس نے اوسکے گھر کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اور دوسرے
سلطان جان کی وفات کا رنج بھی کم نہ تھا۔ گو وہ مخالف ہو گیا تھا مگر پھر بھی تھا
تو بھتیجہ اور داماد غرضکہ ان مجموعی رنجون نے امیر کو مضمحل کر دیا اور وہ اہل وعیال
کا فدائی ملکی و قومی خیر خواہ ان صدمون کو لئے ہوئے بہشت برین کو سدھارا
کیا خوب حکمران تھا خدا مغفرت کرے۔

امیر شیر علی خان

بعد وفات امیر دوست محمد خان کے امیر شیر علیخان جنکو امیر مرحوم نے
انتقال سے پیشتر ولیعہد قرار دیا تھا ہرات مین جانشین ہوئے محمد اعظم خان
محمد امین خان محمد اسلم خان تینون بہائی امیر شیر علیخان کی جانشینی سے ناراض
ہوکر اپنے اپنے علاقہ کو چلے گئے محمد اعظم خان نے کرم دخوست مین چپکے
چپکے فوج جمع کرنا شروع کیا۔ اور محمد اسلم خان نے ہیزدہ نہر سے بخلاف امیر شیر علیخان
کابل مین ریشہ دوانی شروع کی امیر شیر علیخان اپنے بہائیونکی مخالفت کا حال سنکر ہرات مین اپنے
فرزند یعقوب خان کو چہوڑکر غزنی مین آیا کہ اپنے بہائیون محمد اعظم خان و
محمد اسلم خان کو سزا دے مگر پہر۔ یا تو اونکی طاقت کو زبردست خیال کرکے
یا اپنی نئی حکومت کے باعث طرح دیکر کابل مین چلا آیا۔ چند روز کے بعد
محمد اعظم خان نے فوجی طاقت کو ترقی دیکر کہدیا کہ مستحق جانشینی امیر مرحوم
سردار افضل خان ہے جو سب بیٹون مین بڑا ہے مگر یہ اعتراض بعد از وقت
تھا۔ اگر جانشینی کے وقت حجت کرکے یہ اعتراض پیش کرتے تو ہم بھی کہتے
این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ اور او سوقت تما ایک تہین تین سے جو

امیر شیر علیخان کی جانشینی سے ناراض تھے اور غالباً تینون کی مجموعی طاقت
امیر شیر علی خان سے کم نہوگی۔ مگر جب یہ صداے بے ہنگام امیر شیر علیخان
کے کانون تک پہونچی تو اونھون نے یہ خیال کر کے کہ کوئی اور بھائی
اس صداے بے ہنگام کا ساتھ نہین دیتا ارادہ کیا کہ پہلے سردار اعظم خان
سے نبٹ لو پھر اورون سے سمجھین گے اور اس ارادہ کی تکمیل کے لئے
محمد رفیق اپنے مشیر کو بہت سی فوج دیکر محمد اعظم خان سے لڑنے کو بھیجا
محمد اعظم خان اسقدر فوج سے مقابلہ نکر سکا۔ بغیر لڑے بھڑے کوہاٹ
اور وہان سے راولپنڈی گورنمنٹ انگریزی کے سایہ عاطفت مین آگیا۔
منجانب گورنمنٹ پہلے ڈیڑہ سو روپیہ روزینہ مقرر ہوا اور جب سوار کم کر دئے
تو پچاس روپیہ یومیہ مقرر ہوا۔

امیر شیر علیخان اعظم خان سے نبٹ کر سردار محمد افضل خان کی طرف
متوجہ ہوا۔ اور ترکستان پر لشکر کشی کی۔ سردار محمد افضل خان بھی ادہر سے
مقابلہ کو بڑہا۔ دشت سفید مین دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ سردار
محمد افضل خان۔ محمد اعظم خان تو تھا ہی نہین کہ بغیر ہاتھ پاؤن ہلائے چلا جاتا
خود شجاع اور لشکر بھی اونکے فرزند عبدالرحمن خان کی تربیت سے آراستہ تھا

باہم چند خفیف چھیڑ چھاڑ کے بعد امیر شیر علیخان سمجھ گیا کہ سردار محمد افضل خان کا مغلوب کرنا مَتہ کا نوالا نہین - اسواسطے صلح کے پردہ مین - مکروفریب سے کام نکالنا چاہا - اور اس منصوبہ کی پیش رفت مین بہائی کے پاس جو موضع دواب مین مقیم تہا قرآن شریف یہ کہکر بہیجدیا کہ میرے اور تمہارے درمیان قرآن شریف ہے اگر مین تمسے پرخاش کرون آپسے بگاڑ کر اپنے والد کے نام کو دہبہ نہین لگانا چاہتا سردار محمد افضل خان پر یہ افسون موثر ہوا اور وہ بہائی سے ملنے کو چلا آیا - شیر علیخان بہائی کو قریب آتا ہوا دیکھکر استقبال کو دوڑا گیا اور جاتے ہی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ آپ ہرگز یہ خیال نفرمائین کہ مین آپ سے لڑونگا - آپ بجائے والد کے ہین - سردار محمد افضل خان ان باتون سے مطمئن ہوکر اپنی قیام گاہ پر واپس آیا اور سامانِ دعوت بہائی کے لئے بہیجا - دوسرے روز دونون بہائیون کی مزار شریف پر قسما قسمی ہوئی - اور سردار محمد افضل خان کو پورا یقین ہوگیا کہ امیر شیر علیخان کے دل مین کدورت نہین مزار شریف سے سردار محمد افضل خان تختہ پل پر آیا اور دوسرے دن بہائی کی ملاقات تاشقرغان گیا امیر شیر علیخان نے عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہکر سردار محمد افضلخان کو قید کر دیا - سردار محمد افضل خان نے

اپنے رشید فرزند کو لڑنے کی ممانعت کر کے اسکو ترکستان چلے جانے کی
ہدایت کی امیر شیر علیخان بھائی کو قید کر کے بلخ مین پہونچا اور وہان اہل وعیال
سردار محمد افضل خان کو قید کر کے کابل مین بہیجدیا۔ بلخ مین سردار فتح خان
فرزند محمد اکبر خان کو مقرر کر کے کابل کو آیا۔ یہان سے سردار محمد افضل خان
کو ساتھ لئے ہوئے قندہار پہونچا اور اپنے بھائی محمد امین خان اور محمد شریف
خان سے ۵۔ ۶ جون ۱۸۶۵ء کو لڑا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ادہر اُنکا بھائی محمد امین
خان قتل ہوا۔ اور ادہر اسکا فرزند محمد علیخان ولیعہد کام آیا۔ امیر شیر علیخان
کو محمد علیخان ولیعہد کے مارے جانیکا سخت صدمہ ہوا۔

ادہر سردار عبد الرحمن خان اپنے والد کی ہدایت سے ترکستان روانہ
ہوئے انکی فوج نے بجز دوڈہائی سو سوارون کے امیر شیر علیخان سے نہ لڑنے
کے باعث آزردہ ہوکر ان کا ساتھ چھوڑدیا۔ سردار عبد الرحمن خان دوڈہائی سو
سوارون کو لئے ہوئے دریائے جیحون سے عبور کر کے علی آباد امیر بخارا کی
سرحد مین پہونچگئے۔ یہان سے شاہ مظفر الدین امیر بخارا کے بلانے
پر بخارا روانہ ہوئے جب بخارا کے قریب پہونچے تو وزیر قاضی۔ کوتوال بخارا
معہ اور افسرون کے مقام کاکرتنک بطور پیشوائی کے آکر سردار عبد الرحمن خان

کو شہر مین لیگئے اور ایک مکان مین ٹھیرایا۔ امیر بخارا نے خاطر و مدارات کی
ان کو اور ہمراہیون کو خلعت و زر نقد دیا جب روسیون نے تاشقند کو لے
لیا تو امیر بخارا اوس کی پیشقدمی روکنے کو سمرقند چلے گئے سردار عبدالرحمن خان
بذریعہ خط کے اجازت روانگی وطن حاصل کر کے بلخ کو روانہ ہوئے اور
سردار محمد اعظم خان کے پاس قاصد بھیجکر انکو راولپنڈی سے بلایا
جب سردار عبدالرحمن خان شیر آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ فوج متعینہ سرپل
علاقہ بلخ بغاوت کر کے آقچہ مین آگئی ہے تو یہ بھی آقچہ کو روانہ ہوئے اور
صوبہ آقچہ کے موضع چاک شیر آباد مین پہونچکر قیام کیا اور اون دو پلٹنون کو خط بھیجا
جو سرپل سے معہ توپخانہ کے آقچہ مین آگئی تھین خط کے پہونچتے ہی
ایکہزار آدمی تو اوسیوقت سردار عبدالرحمن خان کے پاس آگئے اور مرنے
مارنیکا عہد کیا۔ سردار عبدالرحمن خان یہان سے آقچہ گئے فتح محمد خان
(فرزند محمد اکبر خان) گورنر بلخ نے تختہ پل پر سردار محمد عبدالرحمن خان کے
مقابلہ کو فوج جمع کی فوج مین سے دوسو آدمی پہلے حقوق پرورش کا لحاظ کر کے
سردار عبدالرحمن خان کے پاس چلے آئے جب لڑائی شروع ہوئی فتح محمد
خان نے شکست کھائی اور تاشقرغان چلا گیا۔ سردار عبدالرحمن خان نے

بلخ پر قبضہ کرلیا۔ یہان سے تاشقرغان کو بڑہے۔ جہان فتح محمد خان چھہ پلٹنین لئے ہوئے آمادہ کارزار تھا۔ مگر تاشقرغان پر امیر عبدالرحمن نے بلا مزاحمت قبضہ کرلیا۔ تاشقرغان سے ہیبک ہوپنچے یہان میر آتالیق کا فرزند سلطان مراد قناغان کا گورنر سردار عبدالرحمن خان کے پاس حاضر ہوا پانچ سو گھوڑے دو سو شتر۔ دو ہزار بھیڑین۔ چار ہزار بار غلہ۔ چالیس ہزار روپیہ نقد پیش کیا۔ سردار عبدالرحمن خان ہیبک سے باجگاہ پہونچے۔ یہان محمد اعظم خان انکے چچا راولپنڈی سے چلکر بنو۔ سوات۔ چترال ہوتے ہوئے بدخشان مین بمقام فیض آباد میر آتالیق میر بدخشان کی دختر سے شادی کرکے باجگاہ مین بھتیجے کے شامل ہوگئے سردار عبدالرحمن خان نے باجگاہ سے سلسلہ خط وکتابت سرداران کابل کے ساتھ جاری کیا۔ اور چند روز کے بعد کابل کی طرف بڑہے۔ فروری ۱۸۶۶ء کو خفیف مزاحمت کے بعد محافظون نے قلعہ کابل کا دروازہ کھول دیا سردار عبدالرحمن خان معہ اپنے چچا محمد اعظم خان کے قلعہ مین داخل ہوئے تقریباً ڈیڑہ مہینے کے بعد خبر آئی امیر شیر علیخان لڑنے کو چلے آتے ہین یہ سنکر سردار عبدالرحمن خان نے ایک حصہ سوارون کا معہ تین ہزار سپاہیون کے جو جدید بھرتی کئے گئے تھے کابل مین سردار محمد اعظم خان

کے پاس چھوڑا - باقی فوج اور تیس توپین لیکر غزنی ہوپہنچے - قلعہ غزنی کے فتح کرتے مین (بوجہ استحکام قلعہ اور کمی میگزین کے) زیادہ تردد کرنے سے بازرہکر آگے کوچ کیا - مخبرون کی زبانی معلوم ہوا کہ امیر شیر علی خان چالیس ہزار فوج لئے ہوئے غزنی کو آرہے ہین - سردار عبدالرحمن خان نے کھلے میدان مین اپنی قلیل فوج کا - فوج کثیر سے لڑنا مصلحت نہ سمجھا اور پلٹ کر سعید آباد کے درہ مین آگئے اور یہان مورچے قائم کئے طرفین کی فوج ہراول مین خفیف چھیڑ چھاڑ ہوئی اور امیر شیر علیخان غزنی کو چلے گئے چار روز کے بعد غزنی سے سردار محمد افضل خان کو وہان مقید کرکے سعید آباد آئے اور لڑائی شروع کی اسوقت سردار عبدالرحمن خان کے پاس سات ہزار فوج اور تیس ضرب توپین اور امیر شیر علی خان کے پاس پچیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپین تھین - تمام روز کی لڑائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۱۰ مئی ۱۸۶۶ء امیر شیر علیخان شکست کھا کر قندہار کو چلے گئے - اونکا رسالہ سردار محمد عبدالرحمن خان کے پاس چلا آیا محافظان قلعہ غزنی نے امیر عبدالرحمن خان کی فتح کا حال سنکر سردار محمد افضل خان کو چھوڑ دیا - اور اطاعت قبول کی سردار محمد افضل خان سعید آباد مین فرزند کے پاس چلے آئے - سردار عبدالرحمن خان نے تمام فوج سے استقبال کیا - اور بخیریت

پہونچنے پر خدا کا شکر کیا۔ دوسرے روز سردار عبدالرحمن خان امیر شیر علیخان
کے تعاقب مین جانا چاہتے تھے کہ محمد اعظم خان کے اختلاف راے
سے جسکے ساتھہ محمد افضل خان نے بھی اتفاق کیا۔ اونکو اپنا ارادہ بدلنا پڑا
اور وہان سے کابل آگئے۔ سرداران کابل نے سردار محمد افضل خان کو
اپنا امیر تسلیم کیا۔ ۲۱ مئی ۱۸۶۶ء کو سردار محمد افضل خان نے تخت افغانستان
پر جلوس کیا۔ ملکی انتظام اپنے ذمہ لیا۔ اور فوجی انتظام سردار محمد اعظم خان
اور سردار عبدالرحمن خان کے سپرد کیا موسم خزان کی آمد کے ساتھہ ہی سردار
عبدالرحمن خان و سردار محمد اعظم خان آگے پیچھے باپاے امیر محمد افضل خان
امیر شیر علیخان سے لڑنے کو قلات روانہ ہوئے قلات کے متصل لڑائی
ہوئی امیر شیر علیخان شکست کھا کر ہرات چلے گئے اونہون نے قندہار پر
قبضہ کر لیا۔ سردار محمد عبدالرحمن خان۔ سردار محمد اعظم خان کو قندہار مین چھوڑ کر
کابل چلے آئے۔ انھین دنون مین امیر افضل خان لبعارضہ ہیضہ مبتلا ہوئے
اور ساتھہ ہی یہ بھی خبر آئی کہ امیر شیر علیخان اور فیض محمد خان (فرزند امیر دوست محمد
خان) دونون ملکر کابل کو آرہے ہین۔ سردار عبدالرحمن خان والد کو بیمار چھوڑ کر
امیر شیر علیخان و فیض محمد خان کی پیشقدمی روکنے کو چارہ کار روانہ ہوئے وہان

پہونچکر معلوم ہوا کہ فیض محمد خان کا ارادہ پنج شیر سے کابل پر حملہ کرنیکا ہے اسلئے
سردار عبدالرحمن نے چارہ کار سے قلعہ الہداد پہونچکر اوسپر مورچے قایم
کئے دوسرے روز لڑائی شروع ہوئی۔ فیض محمد خان توپ کے گولہ کا نشانہ
بنا۔ امیر شیر علی خان۔ فیض محمد خان کے مرتے ہی ۱۲ ستمبر ۱۸۶۷ء کو ہرات چلے
گئے۔ سردار عبدالرحمن خان مظفر و منصور کابل واپس آئے۔ امیر افضل خان
کو نزع مین مبتلا پایا سردار محمد اعظم خان بھی قندہار سے آگئے بروز جمعہ ستمبر ۱۸۶۷ء
کو امیر افضل خان نے بعارضہ ہیضہ انتقال کیا۔ محمد اعظم خان برضامندی
سردار عبدالرحمن خان جانشین ہوئے چند روز کے بعد چچا بھتیجو مین اختلاف
رائے ہوا کہ جسکے سبب چچا بھتیجے کے کابل مین رہنے کے روادار نہ تھے
آخر امیر اعظم خان نے بھتیجے کو بلخ کے انتظام کیلئے ٹالدیا انہون نے
بلخ پہنچکر وہان کا انتظام کیا اور کئی بغاوتون کو رفع کرکے کابل مین آگئے
اور چند روز قیام کے بعد کابل سے تاشقرغان ہوتے ہوئے ہیبک
پہونچے یہان انکو ان کا غلام بچہ ملا جس نے ظاہر کیا کہ اسمعیل خان (فرزند
محمد امین خان) نے کابل پر قبضہ کرکے امیر شیر علیخان کو امیر قرار دیا ہے اسی
اثنا مین غلام سرور خان فرزند امیر محمد اعظم خان نے غوری سے اطلاع دی

کہ اوس نے غزنی مین امیر شیر علی خان سے شکست کہائی اور بہاگنے مین
امیر محمد اعظم خان اوس سے علیحدہ ہو گئے۔ سردار عبد الرحمن خان کو یہ سنکر
سخت رنج ہوا اور وہ ہیبک سے غوری کو روانہ ہوئے یہان امیر اعظم خان
بہی آگئے۔ اور قبضہ کابل کے لئے مصر ہوئے سردار محمد عبد الرحمن خان نے
ایکدو دفعہ عزیمت کابل کا مصلحتاً عذر بہی کیا۔ جب وہ نامقبول ہوا تو یہ غوری
سے بامیان اور وہان سے گردن۔ دیوال۔ جہان تین ہزار سوار ہراتی۔ امیر
شیر علیخان ٹہیرے ہوئے تہے اونکو بہگاتے ہوئے غزنی پہونچے۔ قلعہ
غزنی خدا نظر خان وردک نے مستحکم کیا ہوا تہا۔ اسلئے روضہ مین مقیم ہوئے
امیر شیر علیخان ان سے لڑنے کو غزنی مین آئے۔ مگر شکست کہاکر قلعجات
زنا خان ششگاو کے قریب خیمہ زن ہوئے امیر محمد اعظم خان نے سردار
عبد الرحمن خان کو۔ قلعہ زنا خان کی تسخیر پر بلاآن کے مصلحت کے مامور کیا
چارو ناچار سردار عبد الرحمن خان کو شام جانا پڑا سردی کی شدت اور برف
کی کثرت مین راتون رات چلکر قلعہ زنا خان پہونچے۔ اوسیوقت جنرل نظر خان
کو آس پاس کی پہاڑیون پر مورچے قایم کرنے اور توپین نصب کرنے کا حکم
دیا اور خود تسخیر قلعہ مین مصروف ہوئے۔ مگر صبح تک قلعہ کی تسخیر مین ناکام ہو

علی الصباح امیر محمد اعظم خان کو معہ فوج کے بلایا - اونہون نے سردی کے باعث آنے مین تساہل کیا - ادہر جنرل نظر خان نے سردی کے مارے زیادہ شراب پیکر مورچے قایم کرنے اور پہاڑی پر توپین چڑہانے مین غفلت کی اسی اثناء مین امیر شیر علیخان نے پوری طاقت سے حملہ کیا - تساہل اور غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۶۹ء کو سردار عبدالرحمن خان شکست کہا کر وزیری پہاڑیون کی طرف بہاگ گئے راستہ مین سردار محمد اعظم خان اور جنرل نظر خان بہی معہ تین سو سوارون کے مل گئے - ان سب نے بحال تباہ قلعہ زرمت مین پناہ لی - زرمت سے چلکر داور مین پہونچے یہان بنوا ور پشاور سے انگریزی افسرون نے خط بہیجکر انگریزی عملداری مین بلایا - محمد اعظم خان تو رضامند ہو گئے تہے - مگر سردار عبدالرحمن خان نے گورنمنٹ انگریزی کی سرد مہری اونکو یاد دلاکر انگریزی عملداری مین جانے سے صاف انکار کیا - یہان سے کئی منزلین طے کر کے مشہد مقدس مین پہونچے یہان اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء کو سردار محمد اعظم خان نے انتقال کیا سردار عبدالرحمن خان خیوا ہوتے ہوئے دریاے جیحون کو عبور کر کے بخارا مین پہونچے - امیر بخارا ایک ضرورت کے باعث مقام حصار مین گئے ہوئے تہے یہ بہی حسب الطلب وہان پہونچے

چند روز حصار مین مقیم رہکر سمرقند روسی عملداری مین پہونچ گئے۔ یہان سے
روسی وائسرائے ترکستان نے تاشقند مین بلایا۔ حسب الحکم گورنمنٹ روس
ساڑھے بارہ ہزار اسم (سکہ روسی) وظیفہ مقرر کیا۔ اور رہنے کے لئے حسب منشاء
سردار عبدالرحمن خان سمرقند تجویز کیا یہان سردار عبدالرحمن خان نے میر بدخشان کی دختر سے شادی کی جسکے
بطن سے ۱۸۷۲ء مین امیر حبیب اللہ خان اور ۱۸۷۴ء مین سردار نصر اللہ
خان پیدا ہوئے۔

مولف سردار عبدالرحمن خان کو کچھ عرصہ سمرقند مین مقیم رکھتا ہون اور امیر شیر علیخان
اور اونکے فرزند یعقوب خان کے حالات کی طرف عود کرتا ہون بشرط زندگی
امیر عبدالرحمن خان اور اونکے فرزند امیر حبیب اللہ خان بادشاہ افغانستان
کے حالات سے اس ناچیز تاریخ کو زینت دونگا۔

امیر شیر علیخان سردار عبدالرحمن خان کو شکست دیکر کابل کو آئے محمد
اسمعیل خان فرزند محمد امین خان نے چچا کے لئے دروازہ کابل کا پہلے ہی
کھولدیا تھا امیر شیر علیخان فتح وظفر کے شادیانے بجواتے ہوئے۔ کابل
مین داخل ہوئے اس فتح کے بعد۔

سرجان لارنس وائسرائے ہند نے بھی تہنیت نامہ بھیجا۔ جسمین

امیر شیر علیخان کو لکھا تھا کہ یہ فتح تمکو تمہاری شجاعت لیاقت اور استقلال سے حاصل ہوئی ہے۔ علاوہ اسکے چھ لاکھ روپیہ نقد اور ساڑھے پانچہزار بندوقین امیر شیر علیخان کے لئے بھیجین۔

۱۸۶۹ء مین امیر شیر علیخان بغرض ملاقات سر جان لارنس صاحب بہادر وائسرائے ہند انبالہ مین آئے۔ وائسرائے نے بہت شوق سے ملاقات کی خاطر مدارات مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا امیر شیر علی خان بھی خاطر ومدارات سے ایسے محظوظ اور مشکور گئے کہ اوسوقت یہ قیاس بالکل ناممکن تھا کہ چند سال کے بعد امیر شیر علیخان تمام راہ رسم اتحاد کو بھلا دینگے۔ مگر اتفاق تقدیر ہندوستان سے جاتے ہی اُن کے فرزند یعقوب خان نے اِن سے اسلئے بغاوت کی کہ امیر شیر علیخان بخلاف استحقاق عبداللہ جان کو ولیعہد بنانا چاہتے ہین۔ مارچ ۱۸۷۱ء کو یعقوب خان نے غوریان پر۔ اور دو مہینے کے بعد ہرات پر قبضہ کر لیا۔ برٹش گورنمنٹ نے بیچمین پڑکر باپ بیٹون مین صلح کرا دی اور یعقوب خان مستقل حاکم ہرات قرار پایا۔ مگر امیر شیر علیخان یعقوب خان سے دل مین خوش نہ تھے اسواسطے اونھون نے برٹش گورنمنٹ سے عبداللہ جان کے ولیعہد تسلیم کرنے کی بخلاف

یعقوب خان استدعا کی۔ لیکن برٹش گورنمنٹ نے نامنظور کیا جس سے
امیر شیر علیخان ناراض ہو گئے۔ علاوہ اسکے گورنمنٹ انگریزی نے کوئٹہ پر
قبضہ کر لیا۔ یہ امر مزید ناراضگی کا باعث ہوا۔ اسی اثنا میں روسی سفارت
کابل میں آئی۔ اور اون دونوں امورات کو اپنی مطلب براری (امیر اور
برٹش گورنمنٹ میں لڑائی) کا ذریعہ سمجھکر امیر شیر علیخان کو خوب بھڑکایا اور وعدہ
کیا کہ وہ برٹش گورنمنٹ سے دریاے اٹک سے اسطرف کا ملک دلوادینگے
یہ چیقمہ روسی سفارت کا کارگر ہوا۔ اور امیر شیر علیخان کھلم کھلا مخالف۔ برٹش
گورنمنٹ ہو گئے۔ لارڈ لٹن صاحب وایسراے ہند نے جب دیکھا کہ
افغانستان میں روسی طاقت کو غلبہ ہوتا ہے۔ تو اونہون نے برٹش سفارت
کو کابل میں مدعو کرنے کے لئے امیر شیر علیخان کو لکھا۔ مگر جواب ندارد۔ آخر
وایسراے ہند نے ایک سفارت بصدارت میجر کوکناری۔ پشاور سے
کابل کو روانہ کی جسکو حاکم علی مسجد نے آگے نہ بڑہنے دیا۔ وایسراے نے
سفارت کو واپس آجانیکا حکم دیا۔ اور نیز برٹش سفیر متعینہ کابل کو بھی بلا لیا۔ اور
ایک چہٹی بطور الٹی میٹم کے بہیجی جسمین بیس روز کی مہلت اس غرض سے
امیر کو دی کہ اس عرصہ میں برٹش گورنمنٹ کی خواہش کو درباب تقرر سفارت کے

قبول کرلین مگر اس میعاد مین برٹش گورنمنٹ کی مفید تجویز پر امیر شیر علیخان نے توجہ نہ کی اور اپنی ضد پر قایم رہے۔

اس صورت مین یہ امر تنقیح کے قابل ضرور ہے کہ آیا امیر شیر علیخان کا برٹش گورنمنٹ کی مخالفت مین آڑا رہنا ضد کا باعث بنا۔ یا کوئی چبھتی ہوئی بات ایسی تھی کہ جو گورنمنٹ کی مخالفت پر اونکو آمادہ کرتی تھی۔ ولیعہدی کا جھگڑا تو تقدیر نے بچ۔ یعقوب خان فیصلہ کرہی دیا تھا۔ (عبداللہ خان کا ۱۸۷۸ء مین انتقال ہوگیا تھا) باقی رہا کوئٹہ کا قبضہ منجانب برٹش گورنمنٹ البتہ یہ ایسا امر تہا کہ جو امیر شیر علیخان کو برٹش گورنمنٹ سے صاف ہونے دیتا تھا اور یہ ایک موروثی ورثہ تھا۔ جو امیر دوست محمد خان سے اونکو ملا تہا مشرقی افغانستان کے پیچھے امیر دوست محمد خان نے کیا کیا نہ کیا۔ آخر یہی اونکے فرزند رشید تھے۔ بقول الولد سر لابیہ کے کوئٹہ کی بابت کیونکر صبر کر سکتے تھے جبکہ روسی سفارت بہی انکے زخمون پر نمک چھڑک رہی ہو۔

آخر برٹش گورنمنٹ نے کوہاٹ مین لام باندہا۔ جسکا نام کورم فیلڈ فورس رکھا گیا اور میجر جنرل سر فریدرک رابرٹس صاحب بہادر کورم فیلڈ فورس کے افسر اعلی قرار پائے۔

بعد گذر جانے میعاد الٹی میٹم کے اعلان جنگ ہوا۔ اور ۱۸۷۹ء مین فوجین
افغانستان کی طرف اٹھین امیر شیر علیخان کی طرف سے علی مسجد۔ پیوار کوتل
یا شترگردن پر مورچے قایم کئے گئے تھے۔ میجر جنرل نے بہت جلد دونوں کو
فتح کر کے قبضہ کر لیا۔ اور جنرل زیڈرس صاحب بہادر درہ خوجک پر
اور جنرل کوبرون صاحب نے جلال آباد پر قبضہ کر لیا۔ اور افغانستان مین
چارون طرف فوجین پھیل گیئن۔ امیر شیر علیخان نے یعقوب خان کو حکومت
افغانستان سپرد کی اور یہ کہکر کہ ترکستان سے روسی امداد لیکر آتے ہین
ترکستان کو چلے گئے اور بلخ مین پہونچکر ۲۱ فروری ۱۸۷۹ء کو فوت ہو گئے۔

امیر یعقوب خان

بعد انتقال امیر شیر علیخان کے سرداران کابل نے مارچ ۱۸۷۹ء مین
امیر یعقوب خان کو امیر تسلیم کیا برٹش گورنمنٹ تو پہلے ہی ولیعہد تسلیم کر چکی
تھی اسلئے اسکو امیر یعقوب خان کی امارت پر کوئی اعتراض نہ تھا جب
انگریزی فوج گندمک مین پہونچی تو امیر یعقوب خان بذات خاص انگریزی
لشکر مین چلا آیا۔ اور صلح کر لی۔ صلح کے بعد ۲۰ مئی ۱۸۷۹ء کو بمقام
گندمک عہدنامہ ہوا جسکو ذیل مین تحریر کرتا ہون۔

نقل عہدنامہ گندمک جو مابین گورنمنٹ انگریزی اور امیر یعقوب خان کے ۳۰ مئی ۱۸۷۹ء کو ہوا

شرط اوّل - فریقین اس معاہدہ کی رو سے صلح اور آشتی پر قایم رہینگے

شرط دویم - تمام افغانستان کی رعایا کی خطا معاف کیجاے گی اور جو لوگ اونمین سے انگریزون سے مل گئے تھے - اونکو سزا نہ دیجاے گی -

شرط سویم - سلاطین غیر سے معاملات وغیرہ کرنے مین انگلستان سے مشورہ ہوا کرے اور بلاد کابل پر جو آفتین نازل ہون - اونکے دفع کرنے مین امیر کی مدد کیجاے گی -

شرط چہارم - انگریزی سفیر کابل مین مقرر کیا جاے اور اسکے ساتھ کافی باڈی گارڈ ہو - نیز اوسکو اسبات کا حق حاصل ہو - کہ انگریزی عمال خاص امورات کے واسطے افغانی سرحد پر بھیج سکے - نیز امیر کو بھی یہ حق دیا جاے کہ وہ اپنے کارندون کو ضروری امور کے واسطے ہندوستان مین روانہ کیا کرین -

شرط پنجم - انگریزی اہلکار جو بائے تخت کابل مین مقرر ہون - اونکی حفاظت کیجاے اور اونکے ساتھ باعزاز و اکرام پیش آنے کی ذمہ داری کرین -

اس عہدنامہ کے بعد یہ قرار پایا کہ جب امیر یعقوب خان اس معاہدہ کی

تحمیل کرے گا تو اوسکو چھ سو روسی ریال سالانہ ملا کرین گے۔

اِسکے بعد فوج انگریزی علاقجات کابل کو باستثناے کوئٹہ۔خیبر۔کرم۔پشین چھوڑ سرحد پر آگئی اور حسب شرط ہفتم عہدنامہ گندمک میجر سر لوی کوگناری منجانب برٹش گورمنسٹ سفیر مقرر ہو کر معہ اسٹاف ۲۴ جولائی ۱۸۷۹ء کو کابل مین داخل ہوئے تاریخ داخلہ سے صرف ڈیڑہ مہینا گذرا تھا کہ کابل مین بغاوت ہوئی جسکے اسباب یہ لکھتے ہین۔

سفیر سر لوی کوگناری صاحب اپنے آپکو حاکم کابل سمجھکر امورات انتظامیہ مین دخل دینے لگے افغانون کو دخل درمعقولات ناگوار رہا۔

عبداللہ خان ولیعہد مرحوم کی والدہ نے تین ہزار اشرفیان داود شاہ سپہ سالار کو اسلئے دین کہ وہ سفیر کابل کو قتل کرادے۔تاکہ ملک افغانستان امیر یعقوب خان کے ہاتھ سے نکلجاے۔

دو پلٹنون نے تنخواہ کم ملنے سے بغاوت کی۔مردمان شہر انکے شامل ہوگئے اور ان سب نے سفارت کو جا گھیرا۔میجر سر لوی کوگناری کو معہ اسٹاف کے جسمین مسٹر ہنیکن سی۔آئی۔ای معہ سکرٹری۔سرجن میجر کیلی۔لفٹنٹ ہملٹن ڈی سی فوج بدرقہ کا افسر۔معہ چند سپاہیان وسواران بدرقہ کے شامل تہے قتل ہوئے

گویا اوسی نقشہ کا عکس اوتار اگیا۔ جو ۱۸۴۲ء مین الگزنڈر برنس صاحب کے
قتل کے وقت کھینچا گیا تھا فرق صرف اسقدر تھا کہ پہلے نقشہ مین۔ شبیہ
الگزنڈر برنس دہندلی دکھائی دیتی تہی۔ اور عکس مین سر لوی کوگناری کی تصویر
کو اونکی بیگناہی نمایان کر رہی تہی۔

اسا سباب مین قلم فرسائی کرنا کہ یہ صورت کیون ہوئی چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے
بقول حافظ شیراز ؎

امور مملکت خویش خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

لیکن اپنے خیالات کو بغیر ظاہر کیے بہی نہین رہ سکتا کیونکہ مورخ کو تحقیق اور
تنقید ہر ایک واقعہ کی لازمی ہے۔ اسواسطے میرا فرض ہے کہ واقعات کی
تحقیق کے ساتھ جرح اور قدح بہی کرون تاکہ خود غرضی کا اعتراض نہو۔

اسمین شک نہین کہ امیر یعقوب خان نے سخت غلطی کی کہ سفیہ انگریزی کے
تقرر پر رضامندی ظاہر کرکے ایسی ذمہ داری کو قبول کیا جسکو اعلی بہادر ملک
اور قوم کا دوست امیر دوست محمد خان نے منظور نہ کیا تھا جنرنیہ تو اہل غرض مجنون
تھا۔ مگر وائسراے ہند۔ لارڈ لٹن کو کیا ہوا جنہون نے اوس پالیسی کو بدل دیا
جو ۱۸۵۷ء مین سر جان لارنس چیف کمشنر پنجاب نے بمنظوری ایسٹ انڈیا کمپنی

اختیار کی تہی کہ کابل مین سفیر انگریزی نہ رہیگا۔ ہندوستانی رہیگا۔ جسکا حال عہدنامہ منعقدہ ۱۸۵۵ع کی شرط ہفتم کے ملاحظہ سے جو اس تاریخ مین درج ہے معلوم ہوگا۔ اور اوسکے بعد بھی یہہی پالیسی مدنظر رہی۔ بلکہ لارڈ لٹن وائسرائے ہند کے زمانہ مین بھی ہندوستانی سفیر کابل مین تہا۔

جو امر کہ سوچ سمجھکر کیا جاوے اور اوسپر عرصہ دراز تک عملدرآمد رہے تو وہ بمنزلہ دستور کے ہوجاتا ہے۔ اور اوسکے خلاف ورزی مین ایسے ہی حادثات پیش آتے ہین۔ افسوس کہ لارڈ لٹن وائسرائے ہند نے خود ہی افغانون کو قتل سفیر کا موقعہ دیا۔ اور اوس ملک مین کہ جسکے باشندون کے تمدنی اور اخلاقی حالات برٹش گورنمنٹ کو پورا تجربہ ہوچکا تھا۔ سفیر کو معدودے چند کے ساتھہ اطاعت کی رسی مین باندہکر افغانون کے سامنے رکہدیا۔ امیر یعقوب خان کا کیا بگڑا وہ تو صحیح سلامت موجود ہے۔ مگر صدہا افغانون کے قتل و غارت کی تلافی ناممکن ہے۔ مگر تقدیراً یہ امر شدنی تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک مستحق لایق ہوشیار حکمران (امیر عبدالرحمن خان) کو کیونکر موقعہ ملتا کہ وہ اپنے پولٹکل معلومات سے منصفانہ کارروائیون سے ملازمین اور رعایا کی آسائش کا سبب ہوتا۔ اور برٹش گورنمنٹ کا یکّا دوست ہوکر روس کے دست برد سے

برٹش گورنمنٹ کے حقوق کی حفاظت کرتا۔ اس واقعہ کی اطلاع امیر یعقوب
خان نے بذریعہ خط۔ اسمی سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو علی خیل مین دی تھی
چونکہ سر فریڈرک رابرٹس صاحب شملہ مین بغرض شمولیت فوجی کمیشن جو اس غرض
سے منعقد ہوا تھا کہ افواج ہندوستان کو از سر نو ترتیب دینے کے سوال
پر غور کیا جاوے چلے آئے تھے۔ پولیٹکل افسر علی خیل کپتان آرتھر صاحب نے
بذریعہ ٹیلیگرام اس واقعہ کی اطلاع جنرل رابرٹس صاحب کو شملہ مین دی۔
۵ ستمبر ۱۸۷۹ع کو دو بجے رات کے جنرل سر رابرٹس صاحب کو اس ٹیلیگرام
نے چونکا دیا۔ اونہون نے فوراً ٹیلیگرام کو والیسرائے ہند لارڈ لٹن صاحب
کی خدمت مین بھیجدیا۔ اور تھوڑے توقف کے بعد خود بھی والیسرائے ہند
کی خدمتمین حاضر ہوئے۔ والیسرائے ہند نے انکو اس مہم پر جانے کے
لئے تجویز کیا۔ سر فریڈرک شملہ سے روانہ ہوکر علی خیل ہوتے ہوئے۔ ۸ ستمبر کو
شیر پور اور ۱۲ ستمبر ۱۸۷۹ع کو کابل کے قلعہ بالاحصار مین داخل ہوئے۔ امیر
یعقوب خان دو ہمراہیون کے ساتھ جنرل سر فریڈرک رابرٹس صاحب کے
کیمپ مین چلا آیا اور سفیر کے قتل کی سازش سے انکار کرکے حکومت کابل
سے دستبردار ہوگیا۔ ممبران کمیشن تحقیقات قتل سفیر۔ کرنل۔ سی۔ ایم میکگریگر

سی - بی - سی - ایس - آئی - سر جن میجر بیلو سی - ایس - آئی محمد حیات خان سی - ایس - آئی نے قتل سفیر کی سازش کا الزام امیر یعقوب خان پر عاید کیا - یعقوب خان بحکم برٹش گورنمنٹ یکم دسمبر ۱۸۷۹ء کو ہندوستان بھیجا گیا - ملّا مشک عالم کی آتش بیانی نے کچھ دنوں آتش بغاوت کو مشتعل رکھا - مگر سیلاب افواج برٹش گورنمنٹ نے اوسکو بہت جلد بجھا دیا جنرل سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے کابل اور قندہار پر قبضہ کر کے انکو دو صوبہ ہندوستان کے بنانا چاہا - مگر قبضہ کابل اور قندہار کے خلاف لبرل فرقہ کی لیڈر مسٹر گلیڈسٹون نے پرزور سپیچون سے کنسرویٹو فرقہ کے ہوش اوڑا دے اور ثابت کر دیا کہ یہ قبضہ خلاف اوس قرارداد کے ہوگا - جو مابین روس اور انگلستان کے ہو چکا ہے کہ افغانستان ہندوستان اور ممالک روس کے درمیان آزاد رہے گا - اگر تم نے قندہار پر قبضہ کیا تو اودہر روس ہرات پر قبضہ کر لے گا اور اس سے ہمارے پولیٹکل مقاصد کو ضرر پہونچے گا - اور کنسرویٹو وزارت کے بدولت آج ہی روس اور انگلینڈ مین لڑائی شروع ہو جائیگی - ان سپیچون کا یہ اثر ہوا کہ لارڈ لٹن والیسرائے ہند نے جو کنسرویٹو فرقہ کے ممبر تھے ۱۴ مارچ ۱۸۸۰ء کو سکرٹری سٹیٹ ہند سے سردار عبدالرحمن خان کے امیر کابل تسلیم کئے جانے کی منظوری حاصل کی اور اس

کام کے لیے ۲۰ مارچ ۱۸۸۰ء کو سر لیپل گریفن صاحب کابل کو بھیجے گئے۔

مولف معزز ناظرین آپکو یاد ہوگا کہ مولف سردار عبدالرحمن خان کو سمرقند مین چھوڑ کر امیر شیر علیخان کے حالات پر متوجہ ہوا تھا۔ اور یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ زندگی۔ سردار عبدالرحمن خان کے حالات پھر عرض کرونگا۔

مگر اے معزز ناظرین جب مولف سردار عبدالرحمن خان کو غربت مین فکر و تشویش مین مبتلا چھوڑ کر امیر شیر علیخان کا وقایع نگار بنا تھا۔ اوسوقت مجھپر ہی کیا موقوف ہے کوئی بھی اہل الرائے نہین کہہ سکتا تھا کہ سردار عبدالرحمن خان تخت امارت کابل کو زیب و زینت فرما دینگے۔ مگر قدرت کے پولیٹکل رازون کی کسکو خبر تھی کہ دس برس مین ایسے ایسے انقلاب ہونگے کہ تقدیر امیر شیر علیخان اور اونکے فرزند یعقوب خان کی صف حکومت کو اولٹ دیگی اور سردار عبدالرحمن خان کیلئے راستہ صاف کردے گی۔ سچ ہے عزت و ذلت اوسیکے ہاتھ مین ہے۔ جو بادشاہون کا بادشاہ ہے۔

اب مین ایفائے وعدہ کے لئے سمرقند پہونچکر۔ سردار عبدالرحمن خان کی وقایع نگاری کا معزز فخر حاصل کرتا ہون اور اونہین کے ساتھ ساتھ (بلحاظ واقعات تاریخی) کابل مین آؤن گا۔ ناظرین سردار عبدالرحمن خان کی ہمت۔ استقلال

اور صبر پر۔ آفرین کے پہول نثار کرنے کے لئے دامن کو بہر رکھیں جب
کابل میں یہ ہورہا تھا کہ امیر یعقوب خان ہندوستان کو جلاوطن کئے گئے
تو ادہر سردار عبدالرحمن خان کے کانون مین بھی اس انقلاب کی بہنک
پہونچی۔ اور انکو اپنی کامیابی کا موقعہ ملا۔ مگر یہ سمرقند مین اور وایسرائے
ترکستان کا مقیم تاشقند مین تھا۔ جس سے روانگی وطن کی اجازت اور
اپنے مقصد مین کامیابی کے لئے امداد لیتے اتفاق یہ ہوا کہ انکا مہری
خط جسپر انکی بلا رضامندی مہر لگائی تھی۔ اسمی شیر علیخان قندہاری جسمین
صدر امداد دہی کی استدعا کی گئی تہی۔ وایسرائے کا مقیم کے
روبرو پیش ہوا۔ اگرچہ مضمون خط کا فساد انگیز نہ تھا۔ مگر وہان ایسا ہی بلا استمزاج
وایسرائے لکھنا قابل اعتراض تھا۔ اسلئے وایسرائے ترکستان نے
انکو بلایا۔ گورنر سمرقند کے ماتحتون نے سردار عبدالرحمن خان کو حراست مین
گورنر سمرقند کے روبرو پیش کیا۔ سردار عبدالرحمن خان کی شکایت پر۔ گورنر
سمرقند نے حراست کی بابت جو بلا حکم ہوئی تہی معافی چاہی اور وایسرائے
کے پاس تاشقند بہیجدیا۔ انکے آنے پر خط کا معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ وایسرائے
نے اجازت سمرقند جانے کی دی۔ مگر سردار عبدالرحمن خان نے۔ اس

مصلحت ہے کہ تاشقند بہ نسبت سمرقند کے افغانستان کے قریب ہے۔ جب
چاہین گے باجازت یا بلا اجازت چلے جائین گے۔ سمرقند کے جانے سے
اوس ذلت کی شرمندگی کو آگے رکھکر جو انکو حراست مین لیجانے سے سمرقند
مین ہوئی تھی انکار کرکے تاشقند مین رہنا پسند کیا۔ دو چار روز قیام کے بعد
سردار عبدالرحمن خان اہل وعیال کو بھی تاشقند مین لے آئے۔ اور
بہت سے بحث مباحثون کے بعد والیسرا ے ترکستان جنرل کا فمین سے
اجازت روانگی وطن حاصل کی۔ ادر بازار مین جاکر سوداگرون سے دو ہزار
اشرفیان قرض لین اور سو گھوڑے اور زین ہمراہیون کے واسطے خرید کر تاشقند
سے حسب بشارت روحانی خواجہ احرار نقشبند رحمتہ اللہ علیہ اونکے متبرک
مزار کا نشان لئے ہوئے روانہ بلخ ہوئے اوس نشان کی برکت سے راستہ
ہر منزل مین ہر آفات سے محفوظ رہکر رستاق سے دو ہزار سوار۔ اور ایکہزار
پیدل بھرتی کرکے بدخشان اور قطاغان پر قبضہ کرتے ہوئے قندز پہونچے۔ اور
یہان توپخانہ کا معائنہ کر رہے تھے کہ ایک شخص سلام کرکے قدمون پر گر پڑا
جب سر اوٹھاکر دیکھا تو وہ محمد سردار خان پسر ناظر حیدر خان تھا۔ اوس نے ایک
خط میرپلیس گریفن صاحب کا سردار عبدالرحمن خان کے حوالہ کیا۔ جسکا یہ مضمون تھا

میرے معزز دوست سردار عبدالرحمن خان

بعد از تبلیغات رسمیہ و دعائے صحت۔ آپکا دوست گریفن آپکو بذریعہ خط کے

اطلاع دیتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو نہایت خوشی ہوئی کہ آپ بخیریت قطغان

پہونچگئے اگر آپ تحریر فرمائین کہ روس سے کسطرح آپ تشریف لائے اور

آیندہ آپ کیا ارادہ رکھتے ہین تو گورنمنٹ خوش ہوگی۔

سردار عبدالرحمن خان نے یہ خط فوج کو اسلیئے سنایا۔ کہ وہ کہین بدگمان نہوجاے

کہ سردار عبدالرحمن خان انگریزون سے مل گیا۔ اور اون سے جواب لکہنے مین

امداد دینے کو کہا دو روز کی مہلت کے بعد سرداران فوج نے جواب کے

مشورہ لکہنے مین۔ خوب خوب فضول طبع آزمائیان کین۔ آخر سردار عبدالرحمن خان

نے سات ہزار ازبک اور افغانون کے سامنے یہ جواب لکہا۔

میرے معزز دوست گریفن صاحب رزیڈنٹ برٹش گورنمنٹ منجانب

سردار عبدالرحمن خان راقم خط کا سلام قبول ہو مجھے آپ کا خط پاکر

خوشی ہوئی جسمین کہ آپ نے میرے بخیریت پہونچنے پر مسرت ظاہر

کی ہے آپ کے اوس سوال کے جواب مین کہ روس سے کس طرح

آئے اطلاعاً تحریر ہے کہ جنرل کافمین وائسرائے اور روسی گورنمنٹ

کی اجازت سے مین روس سے روانہ ہوا اس سے غرض میری حضرت یہ تھی کہ ایسی مصیبت اور دشواری کے زمانہ مین اپنی قوم کی مدد کرون

والسلام۔

امیر عبدالرحمن خان نے جواب خط سرور خان کو دیکر کابل روانہ کیا۔ اور خود چارہ کار روانہ ہوے اور انگریزی افسرون کے پاس زبانی کہلا بھیجا کہ وہ اون سے تصفیہ کرنے کو چارہ کار آرہے ہین ۳۰۔ اپریل ۱۸۸۰ء کو دوسرا خط سر لیپل گریفن صاحب کا آیا جسمین اونھون نے تخت کابل کے سنبھالنے پر اصرار کیا تھا۔ جسکا جواب ۱۶ مئی ۱۸۸۰ء کو سردار عبدالرحمن خان نے یہ دیا

میرے عزیز دوست

مجھے سلطنت برطانیہ سے بڑی امید تھی اور اب بھی ہے اور آپ کی دوستی کی جتنی مجھے امید تھی اوسیقدر ثابت ہوئی۔ اور وہ ہی میری تمام امیدون کا باعث بھی ہے۔ آپکو خوب معلوم ہی کہ افغانون کی خاصیت کیا ہے ایک شخص کی بات کا کوئی اثر نہین ہوسکتا جبتک کہ اونہین یقین نہو کہ جو کچھہ کیا جاتا ہے۔ وہ اونکی بہبودی کے لئے ہے اس سے پیشتر کہ مجھے کابل جانے کی اجازت دین وہ سوالات

مفصلہ ذیل کا جواب چاہتے ہین۔

۱۔ میری عملداری کی حدود کیا ہونگی۔

۲۔ قندہار بہی میری حکومت مین شامل کیا جاے گا یا نہین۔

۳۔ کوئی یورپین سفیر یا انگریزی فوج افغانستان مین رہے گی۔

۴۔ سلطنت برطانیہ کے کسی دشمن کی مدافعت اور اوس سے مقابلہ کرنے کی مجہہ سے امید کیجاے گی۔

۵۔ سلطنت برطانیہ مجہے اور میرے ملک کو کیا فائدہ پہونچانیکا وعدہ کرتی ہے

۶۔ اور اونکی عوض وہ کیا خدمات مجہسے چاہتی ہے۔

ان کے جواب قوم کو دکہانا ضروری امر ہے۔ اسکے بعد اونکی صلاح و مشورہ سے اور جس قدر کہ وہ مجہکو اجازت دین اوسکے مطابق مین کوئی اس قسم کا اقرار نامہ منظور کرون گا۔ کہ جسکی شرایط مین منظور کرسکون اور اوسکی تعمیل بہی کرسکون۔ مجہے خدا کی ذات سے یقین ہے کہ وہ مجہے اور میری قوم کو توفیق دے گا کہ ہم متفق ہوکر سلطنت برطانیہ کی امداد کرین گو آپکو مدد کی ضرورت نہین لیکن دنیا کا اعتبار نہین ممکن ہے کہ ایسا موقعہ آجاے۔

چارہ کار پہونچتے پہونچتے سردار عبدالرحمن خان کے پاس علاوہ سات ہزار

فوج کے جسکی تعداد اوپر لکھہ آیا ہون۔ تین لاکہہ غازی جمع ہو گئے۔ اور صدق دل سے برٹش گورمنٹ کے ساتھ لڑنے کا وعدہ کیا۔ مگر سردار عبدالرحمن خان نے یہ کہکر ٹالدیا کہ برٹش گورمنٹ سے لڑنے کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ کیونکہ برٹش گورمنٹ نے ہی خود اونکو بلایا ہے۔

۱۴۔ جون ۱۸۸۰ء کو سیرلیپل گریفن صاحب نے سوالات سردار عبدالرحمن خان کے۔ یہ جواب دئے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ جو سوالات آپنے کئے ہین اونکے جواب گورمنٹ انڈیا کی طرف سے آپکو دون۔

۱۔ یہ کہ سلطنت خارجیہ سے فرمان روائے کابل کو کیا تعلق ہونا چاہیئے چونکہ برٹش گورمنٹ کے نزدیک بیرونی سلطنتون کو حق حاصل نہین ہے۔ کہ افغانستان مین مداخلت کرین۔ اور روس اور ایران دونون نے اقرار کیا ہے کہ افغانستان کے معاملات مین ہر قسم کی پولیٹکل دست اندازی سے باز رہین گے اسلئے صاف ظاہر ہے کہ فرمان روائے کابل سوائے انگریزون کے اور کسی طاقت سے پولیٹکل تعلقات نہین رکھہ سکتا اگر کوئی ایسی طاقت افغانستان مین دخل دینا چاہیئے اور اس مداخلت سے فرمان روائے کابل پر یا اوسکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی ہوئی حملہ عاید ہو

تو برٹش گورنمنٹ اوسکی امداد کے لیے مستعد ہوگی اور اگر ضرورت ہو تو دشمن کو ملک سے نکال دیگی۔ بشرطیکہ فرمان روا سے کابل اپنے خارجی تعلقات مین برٹش گورنمنٹ کی صلاح مانے۔

دوم۔ ملک کی حدود کی نسبت مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ کل صوبہ قندہار ایک علیحدہ حاکم کے ماتحت کیا گیا ہے۔ سوا سے پشین اور سیبی کے جو کہ انگریزی قبضہ مین رکھے گئے ہین۔ لہذا ان امور کے متعلق گورنمنٹ آپ سے کوئی گفتگو کرنے کے لیے تیار نہین ہے اور نہ اوس بند و بست کے متعلق جو کہ امیر سابق محمد یعقوب خان سے سرحد شمال اور مغرب کی نسبت ہو چکا ہے۔ اِن شرائط کے ساتھ گورنمنٹ کو منظور ہے کہ آپ افغانستان پر د معہ ہرات کے جس پر آپکو قبضہ دلانے کی کوئی ذمہ داری نہین کیجا سکتی۔ گو اگر آپ اوسپر قابض ہونے کی کوئی تدبیر کرین تو گورنمنٹ مزاحم نہوگی) اوسی طرح کی کابل اور وسیع حکومت قایم کرین جیسی کہ اتبک آپکے خاندان کے کسی امیر نے کی ہو۔ سلطنت برطانیہ نہین چاہتی کہ ملک کے اندرونی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کرے اور نہ آپ سے یہ استدعا کیجائیگی کہ کسی مقام پر انگریزی رزیڈنٹ قبول کیجیے۔ گو دو ملحق سلطنتون مین

معمولی اور دوستانہ ربط ضبط کے آسانی کے لئے باتفاق دونوں کے ایک مسلمان ایجنٹ کا سلطنت برطانیہ کی جانب سے کابل میں رہنا مناسب سمجھا جاوے۔

۲۳ جون ۱۸۸۰ء کو اسکا جواب سردار عبدالرحمن خان نے مختصر طور پر یہ دیا۔ کہ قندہار کی علیحدگی پر جو قدیمی شاہی خاندان کا شہر ہے وہ رضامند نہیں۔ اسکے بعد سردار عبدالرحمن خان کوہستان کے راستہ سے چارہ کار میں داخل ہوئے یہاں ۲۰ جولائی ۱۸۸۰ء کو افغانی قبیلوں کے سرداروں نے سردار عبدالرحمن خان کو امیر افغانستان تسلیم کیا۔ جب یہاں امیر عبدالرحمن خان اور سر لیپل گریفن صاحب کے سوال جواب ہو رہے تھے اور سر لیپل گریفن قندہار کی عدم حوالگی۔ اور امیر عبدالرحمن خان قندہار کی مقابضت پر اڑے ہوئے تھے کہ امیر عبدالرحمن خان کے اقبال نے وزارت انگلستان پر اپنا مفید اثر ڈالا۔ اور تقدیر کے ہاتھوں کنسرویٹو وزارت کا جس نے جنگ افغانستان چھیڑ کر کروڑوں روپیہ کا ہزاروں جانوں کا نقصان کرا دیا تھا پانسہ پلٹ دیا۔ اور لبرل پارٹی کے لیڈر مسٹر گلیڈسٹون صاحب وزیر اعظم ہوئے جو ابتدا سے جنگ افغانستان کے خلاف تھے اونہوں نے بجائے لارڈ لٹن

سے کے لارڈ رپن کو جو لبرل پارٹی کے ممبر تھے والیسراے ہند مقرر کیا۔
اب سر لپل گریفن صاحب اور سر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب نے افغانستان
سے بہت جلد واپس آنا چاہا اور بعدم موجودگی امیر عبد الرحمن خان کے
کابل مین دربار کیا۔ اہلکاران انگریزی اور سرداران افاغنہ کے رو برو
امیر عبد الرحمن خان کو امیر کابل تسلیم کرکے یہ تقریر کی۔
"چونکہ واقعات کی رفتار سے سردار عبد الرحمن خان کے لئے ایک
ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے جو گورنمنٹ کی خواہشات اور امیدون کے
مطابق ہے اسلئے گورنمنٹ ملکہ معظمہ قیصر ہند اور والیسراے ہند
خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ ہمنے سردار عبد الرحمن خان نبیرہ امیر
دوست محمد خان والا مرتبت کو امیر کابل تسلیم کیا۔ گورنمنٹ کے لئے
یہ ایک بڑا ذریعہ خوشی اور اطمینان کا ہے کہ تمام قبیلون اور سردارون نے
خاندان بارکزی کے ایک ایسے نامور رکن کو پسند کیا ہے جو مشہور سپاہی
اور دانا تجربہ کار شخص ہین۔ اونکے خیالات برٹش گورنمنٹ کی جانب نہایت
ہی دوستانہ ہین اور جب تک کہ اونکی حکومت سے یہ ظاہر ہوتا رہے گا
کہ اس قسم کے خیالات اونکے دلمین جاگزین ہین برٹش گورنمنٹ اونکی ضرور

امداد کریگی سب سے بہتر طریقہ اس گورنمنٹ کے ساتھ اظہار دوستی کا یہ ہوگا کہ جن لوگون
نے اونکی رعایا مین سے ہماری خدمتگذاری کی ہے اون سے دوستانہ سلوک کرین
اس دربار کے ایک ہفتہ کے بعد ۲۹ جولائی ۱۸۸۰ء کو شملہ سے تار سرلیپل گریفن صاحب
کے پاس آیا کہ ایوب خان فرزند شیر علیخان نے میوند مین فوج انگریزی کو شکست فاش دی
اس تار کے پہونچتے ہی سرلیپل گریفن تھوڑے سے سوار ساتھ لیکر قصبہ ذمہ مین کابل
سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر جہان امیر عبدالرحمن خان ٹھیرے ہوئے تھے پہونچے بعد طویل گفتگو کے
سرلیپل گریفن نے ایک کاغذ جسمین امورات ذیل مندرج تھے امیر عبدالرحمن خان کے حوالہ کیا

وائسرائے ہند کی طرف سے امیر عبدالرحمن خان کو اونکے آنے پر اظہار
مسرت کے بعد امیر کابل تسلیم کیا گیا۔

انگریزی رزیڈنٹ کا باستثنائے مسلمان ایجنٹ کے کابل مین مقرر نہونا

حکومت خارجیہ سے امیر کابل کا تعلق نہ رکھنا۔

حکومت خارجیہ کا افغانستان مین مداخلت کرنے پر برٹش گورنمنٹ
کی طرف سے اوسکا دفعیہ بشرطیکہ امیر کابل برٹش گورنمنٹ کی صلاح
پر عمل کرین۔

اسکے بعد سرلیپل گریفن صاحب نے امیر عبدالرحمن خان سے کابل جانے اور فوج انگریزی کو

اسرحد تک پہونچانے اور اوسکے لئے رسد کا انتظام کرنے کی استدعا کی۔

اسکے جواب مین امیر عبدالرحمن خان نے کابل مین آنے کا بروقت روانگی سر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب کے وعدہ کیا اور سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو فوراً قندہار بمقابلہ ایوب خان بھیجنے کو کہا۔

سر لیپل گریفن صاحب نے ذمہ سے کابل مین آکر سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو قندہار پر بھیجا جنہون نے جاتے ہی ایوب خان کو شکست دی اور وہ ہرات کو چلا گیا

۱۰۔ اگست ۱۸۸۰ء کو امیر عبدالرحمن خان شیرپور مین آئے اُنکے آنے پر دربار ہوا اور بیس توپین اور اونیس لاکھ روپیہ جو اہلکاران گورنمنٹ نے اثنائے قیام کابل مین وصول کیا تھا امیر عبدالرحمن خان کے حوالہ کیا۔ اور اوسی روز سر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب اور سر لیپل گریفن صاحب عازم پشاور ہوئے اور جنگ دویم افغانستان کا خاتمہ ہوا۔

امیر عبدالرحمن خان

تخت افغانستان پر متمکن ہوکر نظم و نسق ملک مین مصروف ہوئے۔ ۲۱۔ اپریل ۱۸۸۱ء کو برٹش گورنمنٹ نے قندہار بھی امیر عبدالرحمن خان کے حوالہ کیا امیر عبدالرحمن خان نے اپنی طرف سے ہاشم خان کو حاکم قندہار مقرر کیا۔

۲۰ جولائی ۱۸۸۱ء کو ایوب خان نے قندہار پر آکر ہاشم خان حاکم

قندہار نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی ایوب خان نے قندہار پر قبضہ کر لیا۔
شکست قندہار کی خبر سنکر امیر عبدالرحمن خان نے خود جانے کا ارادہ کیا
اور اپنے فرزند حبیب اللہ خان کو شہر کابل کا گورنر اور پروانہ خان کو سپہ سالار
مقرر کر کے بارہ ہزار فوج کے ساتھ قندہار کو روانہ ہوئے راستہ مین تقریباً
دس ہزار آدمی قبائل توخی وغیرہ کے اور شامل ہو گئے۔ امیر عبدالرحمن خان
ڈبل کوچ کرتے ہوئے تیموریان نام ایک کارن مین جو قندہار سے چار میل
کے فاصلہ پر ہے پہونچ گئے۔ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۱ء کو پورا سے شہر قندہار کے
کھنڈرون مین ایوب خان سے جسکے ساتھ بیس ہزار فوج تھی مقابلہ ہوا۔ اگرچہ
ابتدا مین ایوب خان کو غلبہ رہا۔ مگر جب چار پلٹنین جو پہلے امیر عبدالرحمن خان
کے پاس سے ایوب خان کے پاس چلی گئی تھین۔ عین گرمی کارزار مین
ایوب خان کی طرف سے ادہر آگئین اور اپنی بندوقین ایوب خان کیطرف
سر کین۔ تو ایوب خان کو شکست ہوئی اور ہرات کو چلا گیا۔ مگر ہرات کو
عبدالقدوس خان نے جسکو امیر نے قندہار جانیسے پیشتر ہرات کے فتح کرنے کو بھیجدیا تھا
ایوب خان کی فوج سے لڑکر فتح کر لیا تہا۔ جب ایوب خان ہرات کے
متصل آیا اور اوسپر عبدالقدوس خان کا قابض ہونا معلوم کیا تو وہ ہرات سے

کمتر اکر مشہد چلا گیا۔

امیر عبدالرحمن خان قندہار کو فتح کر کے کابل مین واپس آئے اور اپنے کمسن
فرزند حبیب اللہ خان کی خدمتون سے جو اونہون نے امیر کی غیبت مین کی
تھین بہت خوش ہوئے اسی سال ۱۸۸۱ء مین سید محمود (وزیر محمد اکبر خان کا
داماد) کو شکست دی شیر خان پسر احمد علیخان کا فساد مٹایا ۱۸۸۲ء مین میمنہ پر
قبضہ کیا۔ میر یوسف سردار شغنان اور روشن سے لڑ کر شغنان اور روشن پر
قبضہ کر لیا۔ روسی گورنمنٹ نے ان دونون کو روسی عملداری فرغانہ کے
متعلق بیان کر کے بہت شور مچایا۔ بلکہ ایکدفعہ تو جنرل آیونوف نے شغنان اور
روشن پر قبضہ کرنا چاہا۔ مگر امیر عبدالرحمن خان نے فوج بھیجکر اوسے پیچھے
ہٹا دیا۔ ۱۸۸۳ء مین جب روسیون نے مرو پر قبضہ کر لیا تو امیر عبدالرحمن خان
کو بخیال روسی ناراضگی کے بوجہ قبضہ شغنان اور روشن۔ روسی پیشقدمی کا
افغانستان پر اندیشہ ہوا۔ مگر لارڈ رپن وایسرائے ہند نے مراسلہ بھیجکر
امیر عبدالرحمن خان کی ہمت بندھائی خلاصہ مضمون مراسلہ کا یہ تھا۔

اطمینان رکھو ہم مدد کو تیار ہین

جون ۱۸۸۳ء کو لارڈ رپن نے۔ امیر عبدالرحمن خان کا بذریعہ خط کے ایک لاکھ

روپیہ ماہوار مقرر کیا خط کا مضمون یہ تہا - "ان باتون کا لحاظ کرکے ہمنے ارادہ کرلیا ہے کہ آپکو بارہ لاکہہ روپیہ سالانہ دیا کرین جو آپکو مدد بطور دیا جائیگا یہ آپکی فوج کے اخراجات کے لئے ہے - تاکہ آپ شمالی مغربی سرحد کو مستحکم کرین اور دشمنون کے حملون سے بچائین اور ہمین آپ کے تجربہ - لیاقت اور شجاعت سے یقین کامل ہے کہ آپ اس روپیہ کو بطرز مناسب خرچ مین لائین گے"

جواب امیر عبدالرحمن خان مورخہ ۱۱ - جولائی ۱۸۸۳ء

مینے یہ خوشخبری افغانون کو سنادی ہے اور وہ سنکر نہایت بشاش ہین اور کہتے ہین کہ افغان سالہاسال سے مصیبتین جہیل رہے تہے بارے شکر کا مقام ہے کہ فیاض گورنمنٹ اونکے حال پر مہربان ہوئی - اگر خدا کو منظور ہے تو افغان کبہی راہ دوستی سے منحرف نہون گے اور جب تک میرے دم مین دم ہے سوائے اس عظیم الشان سلطنت کے اور کسی کی دوستی کا دم نہین بہرون گا - مین دعا مانگتا ہون کہ عالیشان سلطنت کی شان و شوکت مین ترقی ہو -

سنہ ۱۸۸۳ء مین امیر عبدالرحمن خان اپنے لائق فرزند حبیب اللہ خان کو کابل مین گورنر مقرر کرکے جلال آباد مین آئے اور شنواریون کو مطیع کیا اسی سال منگل اور زرمت کے باغیون نے اطاعت قبول کی -

۱۸۸۴ء کو امیر عبد الرحمن خان نے دلاور خان والی میمنہ کو قید کرکے
بجاے اسکے اپنی طرف سے گورنر میمنہ مقرر کیا۔
۱۸۸۴ء کو بعہد لارڈ رپن والیسرائے ہند مشترکہ کمیشن جسکی استدعا امیر
عبد الرحمن خان نے بغرض تصفیہ سرحد مشرقی و شمالی افغانستان بوساطت برٹش
گورنمنٹ کی تھی موقعہ پر پہونچا برٹش گورنمنٹ کی طرف سے سر کمیشن سرپٹر
لسڈن - روسی گورنمنٹ کا ذیلی نائی اور افغانی گورنمنٹ کا جنرل غوث الدین
تھا - ہنوز سرحدی تصفیہ نہوا تھا کہ اسی اثنا مین لارڈ ڈفرن والیسرائے ہند نے
امیر عبد الرحمن خان کو انہین کی درخواست پر بغرض سمجھوتہ امورات سرحدی
راولپنڈی مین مدعو کیا۔

امیر عبد الرحمن خان راولپنڈی مین

۱۲ - مارچ ۱۸۸۵ء کو امیر عبد الرحمن خان تقریباً تین ہزار ہمراہیون کے جسمین فوج
پیدل سوار توپخانہ مصاحبین و سرخیل خادمین شامل تھے کابل سے چلکر ۱۹ - مارچ کو
جلال آباد مین نوروز کا دربار کرکے لنڈی کوتل - جمرود علی مسجد ہوتے ہوے ۳۰ مارچ کو
پشاور مین داخل ہوئے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ۲۱ ہزار روپیہ دعوت اور اشیاے خوردنی
بافراط دی گئین ۳۱ - مارچ کو پشاور سے سپیشل ٹرین مین سوار ہوکر راولپنڈی مین پہونچے

ہز آنر نے لفٹننٹ گورنر پنجاب (آنربل سر چارلس الفرسٹن ایچیسن کے۔سی۔ ایس۔آئی۔سی۔آئی۔ای) نے استقبال کیا۔ یکم اپریل کو امیر عبدالرحمن خان نے ہز ایکسلنسی ارل ڈفرن۔ کے۔پی۔جی۔سی۔ بی۔جی۔سی۔ایم۔جی وائسرائے ہند سے ملاقات کی اسی تاریخ وائسرائے ہند نے معہ ڈیوک اوف کناٹ (برادر ملک معظم ایڈورڈ ہفتم) امیر سے ملاقات بازدید فرمائی امیر نے تین راس اسپ و پانچ کشتیان جواہرات پیش کین۔ ۸۔اپریل کو دربار ہوا جسمین لفٹننٹ گورنر پنجاب۔ لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ انربل الیفرڈ لایل۔سی۔بی کے سی۔ایس۔آئی۔سی۔آئی۔ای۔ کمانڈر انچیف افواج ہند۔ کمانڈر انچیف بمبئی و مدراس و روسا رعالیشان۔ کشمیر۔ پٹیالہ بہاولپور۔ نابہہ۔ جنید۔ کپورتھلہ۔ فرید کوٹ۔ چمبہ۔ شامل تھے۔ وائسرائے کی طرف سے قیمتی تحائف پیش ہونے کے بعد امیر عبدالرحمن خان نے یہ تقریر فرمائی۔

صاحب من۔ برائے این ہمہ مہربانی ہا کہ جناب وائسرائے فرمودہ اند و برائے ان ہمہ عنایت خسروانہ کہ جناب ملکہ معظمہ بحال من مبذول فرمودہ اند من شکرگذار و احسانمندستم عوض انہمہ الطاف ہائے دوستانہ ہر خدمتے کہ از من ممکن باشد از سپاہ خود یا از مردم ملک خود بجا خواہم آورد و آنکہ سرکار انگریزی ارادہ خود ظاہر کردہ کہ برائے دفعت دشمن بیرونی مدد افغانستان نماید قوم افاغنہ انشاء اللہ تعالیٰ پہلو بہ پہلو سپاہ انگریزی قایم خواہد ماند۔

اس تقریر کے ختم ہونے پر والیسرائے نے شمشیر مرصع پیش کی جسکو لیکر امیر صاحب نے فرمایا

صاحب من۔ امیدوارم کہ ازین شمشیر من ہر یک دشمن انگلستان را قتل خواہم کرد انشاء اللہ تعالے

اسکے بعد دربار برخاست ہوا۔ ۱۲۔ اپریل کو والیسرائے نے ملکہ معظمہ کی طرف سے خطاب

و تمغہ گرینڈ کمانڈر سٹار آف انڈیا۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی عطا کیا۔

یہان دربار کی خوشیان منائی جارہی تہین کہ ادہر گورنمنٹ روس نے سرحد مشرقی و شمالی افغانستان پر ایکدم

فوج کا پنجدہ پر بڑہایا۔ ۱۳۔ مارچ ۱۸۸۵ء کو غول ٹپہ پر قبضہ کرکے اوسکو مستحکم کیا افغانی

فوج جو سفارت کے ساتھ بہیجی گئی تہی وہ دریائے جیحون کے بائین کنارے

مقیم تہی جسمین ایکسو چالیس گولنداز۔ چار برجی۔ چار کوہی توپین اور تہوڑے پیدل تہے

۲۹۔ مارچ ۱۸۸۵ء کو روسی جنرل کمروف نے افغانی جنرل غوث الدین کو پیام دیا کہ اپنی

فوج دریائے جیحون کے دہنے کنارے ہٹا لیجاؤ ورنہ لڑائی ہوگی۔ افغانی جنرل

نے روسیون کے ارادہ کی اطلاع جنرل سر پٹر لمسڈن کو دی اونہون نے حکم دیا کہ تم

اپنی جگہ سے نہ ہٹو۔ روسیون کی مجال نہین کہ تم پر حملہ کرین افغانی جنرل اپنی سرحد پر قائم

رہا۔ دوسرے روز روسیون نے پورے بریگیڈ سے افغانی فوج پر حملہ کردیا۔ ارکان سفارت

تو جان بچاکر ہرات کو چلے گئے۔ افغانی فوج مقابلہ پر اڑی رہی تہوڑی دیر مین کچہہ مارے

گئے کچہہ زخمی ہوئے۔ بچے کہچے ہرات کو چلے گئے روسیون نے پنجدہ پر قبضہ کرلیا۔

جسکی اطلاع خود لارڈ ڈفرن ویسرائے ہند نے امیر کو بمقام راولپنڈی دی تھی جسکے باعث امیر کابل مین واپس آئے۔

مئی ۱۸۸۵ء کو لارڈ ڈفرن وایسرائے ہند نے امیر کو اطلاع دی کہ روسی راضی ہوگئے ہین کہ بجائے پنجدہ کے ذوالفقار امیر کو دیدین اسلیئے اب سرحدی خط گلران اور مروچاک کے شمال سے ہوکر جائیگا امیر نے اس تصفیہ کو منظور کیا۔

۹ مئی ۱۸۸۵ء کو سر ویسٹ رجوی بجائے جنرل سر پٹر لمسڈن سرکمیشن مقرر ہوکر آئے۔ اور اونہون نے سرحدی مسئلہ کے حل کرنے مین پوری کامیابی حاصل کی ۱۸۸۶ء کو سر ویسٹ رجوے ذوالفقار سے خواجہ سالار تک تصفیہ سرحد کا کرکے کابل آئے۔ امیر نے سرکمیشن سر ویسٹ رجوے اور ممبران کمیشن قاضی اسلم خان کرنل ہولڈچ صاحب کرنل ییسٹ صاحب وغیرہ کو تمغہ طلائی اعزازی عطا کئے۔

۸۷-۱۸۸۶ء کو امیر عبدالرحمن خان نے اہل غلمان کو سیدہا کیا۔ اونکو غلمان سے جلاوطن کرکے گریسک۔ زرمت۔ خوست مین اور اونکی جگہہ ملغان اور دو صوبون کے باشندون کو آباد کیا۔

۸۷-۱۸۸۶ء کو دو سال کے اندر غلزیون کی بغاوت کو فرد کیا۔

۱۸۸۸ء کو امیر کے چچازاد بھائی محمد اسحاق خان گورنر ترکستان نے امیر کے

انتقال کی غلط افواہ کو یقین کرکے سرکشی کی سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ امیر نے

ان سے لڑنے کو فوج بہیجی۔ وادی غزنی گگ مین لڑائی ہوئی۔ عین گرمی کارزار مین

کچہہ سپاہی فوج امیر سے باغی ہوکر بغرض اظہار اطاعت اسحاق خان کے پاس جو ایک

پہاڑی پر بیٹہا ہوا لڑائی کا تماشہ دیکہہ رہا تہا بہ گئے۔ اسحاق خان یہ خیال کرکے کہ

امیر کی فوج کے سپاہی اوسکی گرفتاری کو آتے ہین۔ ترکستان کو بہاگ گیا۔ اور اقبال

امیری کام کر گیا۔

امیر عبدالرحمن خان کو جب سرحد شمال مغربی سے جو ممالک روس سے ملحق تہی

اطمینان ہوگیا۔ تو اونہون نے تصفیہ سرحد افغانستان اور ہندوستان پر توجہ کی اور

اس غرض سے لارڈ لینسڈون وایسرائے ہند سے استدعا کی کہ ایک سفارت بصدارت

سر مارٹیمر ڈیورینڈ کابل مین بہیجی جاے۔ مگر وایسرائے ہند نے خلاف منشا۔ امیر

سفارت کے افسر اعلی لارڈ رابرٹس صاحب مقرر کیئے گئے چونکہ ان کا تقرر مصلحت کے

خلاف تہا اسلیئے امیر نے سفارت کے آنے کو کچہہ خاموشی سے کچہہ تحریرون سے روکا

اخیر مین جب وایسرائے ہند کی طرف سے سفارت کے بہیجنے مین اصرار ہوا تو امیر نے اپنے

یوروپین ملازم مسٹر پائن کو وایسرائے کی خدمت مین بہیجکر اس معاملہ کو اس سلیئے توقف

مین ڈالا۔ تاکہ مدتِ ملازمت لارڈ رابرٹس صاحب بہادر جو قریب الانقضا تہی ختم

ہوجاے - لارڈ رابرٹس صاحب کے ہندوستان سے رخصت ہوتے ہی فوراً سفارت کے بھیجنے کی استدعا کی ۹ ستمبر ۱۸۹۳ء کو سر مارٹیمر - ڈیورینڈ فارن سکرٹری معہ کرنل ایلس منتعینہ دفتر کو ارٹرماسٹر - کپتان میگان کپتان میز اسمتھ مسٹر کلارک متعلقہ فارن آفس پولیٹکل اسسٹنٹ - میجر فن ڈاکٹر وایسراے ہند - مسٹر ڈانلڈ - وچند دیگر ہندوستانی اکونٹنٹ وکلارک واہلکاران کابل مین پہونچے - غلام حیدر خان جنرل امیر نے انکا استقبال کرکے کابل کے متصل مقام اندکی محل سردار حبیب اللہ خان (اب امیر ہین) مین ٹھیرایا اور اونکے ذریعہ سرحدات کا تصفیہ اسطرح ہوا -

سرحد ملحقہ روسی گورنمنٹ

امیر عبدالرحمن خان شغنان اور روشن کے اون حصون کو چھوڑدین جو دریاے جیحون کے دہنے کنارے واقعہ ہین اور بعوض اوس کے درواز پر قبضہ کرلین مگر پھر مارچ ۱۸۹۵ء کو مابین روس وانگلستان اسطرح اسکا فیصلہ ہوا کہ درواز کا وہ حصہ جو دریاے جیحون کی جانب افغانستان واقعہ ہے عملداری امیر بخارا سے نکالکر افغانستان کے شامل کیا جاے اور افغانستان سے شغنان اور روشن کے اون حصون کو نکالکر جو دریاے جیحون کے دہنے کنارے واقعہ ہین عملداری امیر بخارا کے شامل کیے جائین -

سرحد متصلہ برٹش گورنمنٹ

داغان - کافرستان - اسمار - مہند لالپورہ - وزیرستان کا ایک حصہ افغانستان کے شامل کیا گیا ریلوے اسٹیشن نیو چمن چاغی بقیہ حصہ وزیرستان بلند خیل کرم آفریدی - باجور - سوات - بنیر - دیر - چلاس - چترال سے امیر عبدالرحمن خان نے دست برداری کر کے سرحد ہندوستان کے شامل تسلیم کئے اور باہم عہدنامہ ہوا - جسکو ذیل مین درج کرتا ہون -

عہدنامہ باہمی امیر عبدالرحمن خان و سر مارٹیمر ڈیورنڈ فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند منعقدہ ۱۸۹۳ء

چونکہ دربارہ سرحد افغانستان کے کچھہ گفتگو پیش آئی ہے کہ جسکا تعلق ہندوستان سے ہے اور ہز ہائینس امیر کابل اور گورنمنٹ انڈیا ان باتون کا فیصلہ دوستانہ طریقہ سے کر کے دوستانہ سمجھوتہ قایم کرنا چاہتی ہے - اور ہردو معاملات کی حد مقرر کرنا چاہتی ہے - تاکہ برائے آیندہ کوئی اختلاف رائے ہردو گورنمنٹ متوطن مین نہو - لہذا حسب ذیل وجوہ قرار دئے گئے -

شرط اول - مشرق اور جنوبی سرحد عملداری ہز ہائنس کی واغان
سے سرحد فارس تک حسب لین نقشہ منسلکہ ہو گی -

شرط دویم - گورنمنٹ انڈیا کسی وقت مین اس عملداری سے مداخلت
نہ کرے گی - جو حدود افغانستان مین ہو گی اور ہز ہائنس امیر کسی وقت
اس عملداری مین مداخلت نہ کرین گے جو اس حد سے باہر جانب
ہندوستان ہو گی -

شرط سویم - برٹش گورنمنٹ تسلیم کرتی ہے کہ ہز ہائنس امیر اسمار پر قابض
رہین اور اوسکے اس جانب وادی چندک تک انکو اختیار ہے اور ہز ہائنس
اسبات کو منظور کرتے ہین کہ کسی وقت مین وادی سوات سے کسی طرح کی
مداخلت نکرین گے - اور سوات باجور - چترال یا وادی اسفل سے کوئی
تعلق نہ رکھین گے اور برٹش گورنمنٹ رضامند ہے کہ ہز ہائنس کو برل کا
قبضہ دیدے جو اس نقشہ سے مفصل طور پر ظاہر ہو گا جو ہز ہائنس کو دیا گیا
ہے اور ہز ہائنس نے وزیری اور داوڑ کے ملک سے اور چار شگاہ سے
قطع تعلق کر لیا ہے -

شرط چہارم - سرحدی لین بعد کو مشرح طور سے قرار دیجائیگی جسکی کارروائی

برٹش اور افغانی کمشنرون کے ذریعہ سے ہوگی اور اوسکا منشا یہ ہوگا کہ باہم سمجھوتہ سے ایک سرحد قایم کیجاے اوسکے بارہ مین حتی الامکان لین موافق نقشہ منسلکہ کے ہوگی اور استحقاق مواضع جوابی سرحد کا بھی لحاظ رکھا جائیگا

شرط پنجم گفتگوے چمن کے بارہ مین امیر اُس اعتراض کو واپس لیتے ہین - کہ جو جدید برٹش کمپو قایم کرنے پر تھا - اور برٹش گورنمنٹ کو اپنا دہ استحقاق واپس دینے مین جو سرکی - اور تیری کے پانی کا خرید کیا تھا -

شرط ششم - چوٹی خواجہ عمران کی شاخ پہاڑی واقعہ متصل شاہ کوتل سے جو برٹش عملداری مین رہے گا - سرحدی لین ایسی سمت سے جائیگی - تاکہ مرغ چمن - شرابو کا چشمہ افغانستان کے لئے چھوٹ جاے اور سرحد جدید چمن کی قلعہ اور افغانی بیرونی تھانہ کے قریب سے گذرے گی - جو کہ لشکر ڈانڈ کرکے مشہور ہے وہان سے مابین ریلوے اسٹیشن اور پہاڑیان بلاق کے گذرے گی - اور جنوبی جانب جائیگی وہان سے خواجہ عمران کی پہاڑی سے شریک ہوگی - گورچہ کا تھانہ برٹش عملداری مین ہوگا - اور شراوک کو جو سڑک گئی ہے وہ مغربی جانب رہے گی - اسکے جنوب مین گورچہ واقعہ افغانستان ہوگا اس سڑک کے نصف میل تک برٹش گورنمنٹ کوئی مداخلت نہ کریگی -

معاہدہ مذکور گورنمنٹ انڈیا اور امیر افغانستان ایک قابل تسلیم فیصلہ خیال کرتے ہین جسمین کوئی اختلاف راے نہین ہے جو کہ حال مین مابین گورنمنٹ ہند ہوا ہے۔ اور امیر افغانستان وعدہ کرتے ہین کہ اُسکا فیصلہ دوستانہ طریقہ سے وہ افسر کرین کے جو سرحد قائم کرنے کو مقرر ہونگے۔ تاکہ براے آیندہ کوئی شک وشبہ اور باعثِ غلط فہمی ہر دو گورنمنٹون مین پیدا نہو۔

شرط ہفتم۔ چونکہ یقین کامل ہے کہ ہز ہائنس برٹش گورنمنٹ کی طرف سے نہایت نیک نیت اور اس خیال سے کہ افغانستان آزاد اور مضبوط ہو۔ گورنمنٹ انڈیا سامان جنگی کے طلب کرنے مین ہرگز مداخلت نہ کرے گی اس بارے مین گورنمنٹ انڈیا خود امیر کی مدد کرے گی۔ علاوہ ازین اس لحاظ سے کہ ہز ہائنس امیر نے دوستانہ طریقہ سے اس فیصلہ کو منظور کیا ہے گورنمنٹ اوف انڈیا نے علاوہ اوس بارہ لاکھ روپیہ کے جو ہز ہائنس کو ملتے ہین چھ لاکھ روپیہ سالانہ اور زیادہ کر دیے ہین۔

اسکے بعد امیر عبدالرحمن خان نے سفارت کو اعزازی تمغہ دیکر رخصت کیا ۱۴۔ نومبر ۱۸۹۳ء کو سفارت کابل سے روانہ ہوئی۔

سنہ ۱۸۹۴ء مین ہر مجسٹی ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند نے امیر عبدالرحمن خان یا اونکے کسی فرزند کو انگلستان مین مدعو فرمایا۔

اسی سال رائٹ آنریبل مسٹر جارج کرزن ۵ل (جو اب مستعفی وایسرائے ہند ہین) چترال اور پامیر کا سفر کرتے ہوئے لغرض ملازمات امیر عبدالرحمن خان کابل مین آئے امیر اونکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوئے۔

ہز ایکسلنسی وایسرائے ہند لارڈ کرزن کے مستعفی ہونیکی وجہ ۵ل

۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سکرٹری اسٹیٹ ہند (مسٹر براڈرک) نے گورنر جنرل کو با جلاس کونسل ایک مراسلہ بھیجا جسمین انتظام فوج کی دوہری نگرانی کی موجودہ قاعدہ کی کچھ باتون پر اعتراض کیا۔ اور کمانڈر انچیف اور فوجی ممبر کونسل (سر اسے ایلس) کی رائے طلب کی کہ کیا اس قاعدہ کو بدلدینا چاہیے۔ اگر بدلا جائے تو کس قاعدہ سے۔

اس مراسلہ کے انڈیا اوفس سے بھیجے جانے کے ایک مہینے بعد کمانڈر انچیف نے گورنمنٹ انڈیا کے سامنے ایک طولانی یادداشت پیش کی۔ اور اوسمین مروجہ قاعدے کو ناقص قرار دیا۔ اور مشورتاً اوس قاعدہ کو بیان کیا۔ جسکو کمانڈر انچیف بجائے مروجہ قاعدی کے قایم کرنا چاہتے تھے

مروجہ قاعدہ

برسون سے یہ تھا کہ گورنر جنرل کی کونسل مین ایک ممبر اعلیٰ درجہ کا مشہور و معروف فوجی افسر رہتا ہے اور اوسکا یہ کام ہے۔

کہ کمانڈر انچیف جو تجویز پیش کرین اوسکی جانچ کر کے اوسکے متعلق گورنمنٹ ہند کو مشورہ دے

ہر مجسٹی ملکہ معظمہ کی دعوت انگلستان پر - امیر عبدالرحمن خان بوجہ بیماری خود تو نہ جا سکے مگر اپنے دوسرے فرزند سردار نصر اللہ خان کو ایک ہدایت نامہ سفر انگلستان مین عملدرآمد کرنے کے لئے دیکر بماہ اپریل ۱۸۹۵ء کو روانہ کیا - سردار نصر اللہ خان مئی کو انگلستان مین پہونچے ہر مجسٹی ملکہ معظمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۶ - ان سالون مین کمانڈر انچیفون کو خصوصاً لارڈ کچنر کو یہ شکایت تھی کہ اونکے درجہ اور اعتبار سے جیسا پاس و لحاظ اونکا لازم تہا - ویسا نہین کیا جاتا - اور محکمہ فوج نے کبھی کبھی اونکے اختیارات کے اندر قدم بڑہایا ہے اور انجام دہی معاملات مین فضول تاخیر ہوئی ہے اور چھوٹے چھوٹے معاملات مین نامناسب مداخلت کی گئی ہے - کمانڈر انچیف نے اس بات پر زیادہ زور دیا کہ بالفعل جو قاعدہ ہے اوسے متروک کرنا چاہیے - اور سفارش کی کہ ہندوستان کے تمام فوجی صیغون کا انتظام کمانڈر انچیف کے سپرد کیا جائے اور تمام مسایل فوج مین گورنمنٹ ہند کا یہی ایک مشیر ہو - اور تجویزون کے تیار اور مرتب کرنے مین جنرل اسٹاف فوج اور ایک فنانشل سکرٹری - اور ایک سکرٹری گورنمنٹ ہند - جو کمانڈر انچیف کے جنگی ممبر ہونے کی حیثیت سے ماتحت ہون اونکے محد و معاون ہون -

فوجی ممبر کونسل وایسراے (سر اے ایلیس) نے حسب منشاء مراسلہ سکرٹری اسٹیٹ ہند (مسٹر براڈرک) مورخہ ۲۲ - دسمبر ۱۹۰۴ء ایک بہت بڑی یادداشت لکھکر اون تجویزون سے جو قاعدہ جدیدہ سے متعلق نہین قطعی مخالفت کی

۲۳ - مارچ ۱۹۰۵ء کو گورنر جنرل نے باجلاس کونسل ایک مراسلہ کے ذریعہ باتفاق کل حکام

و دیگر اہالیان خاندان شاہی سے نے بہت عنایت اور مہربانی فرمائی - سردار حبیب اللہ خان و سردار نصر اللہ خان کو اعزاض شاہی - جی - سی - ایم جی عطا کیا - مگر امیر کو جس مقصد اہم کی ہز مجسٹی کی قدمبوسی سے آرزو تھی کہ ایک اونکا سفیر انگلستان مین رہے وہ پوری نہوئی - سردار نصر اللہ خان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۷ - ولائت سکرٹری اسٹیٹ ہند کے پاس بہیجدے اسکے ساتھ کمانڈر انچیف نے ایک مختصر یادداشت بہی بہیجدی جسمین اختلاف راے ظاہر کیا گیا تھا - مراسلہ گورنر جنرل باجلاس کونسل مین یہ امر ضروری بیان کیا گیا تھا - کیا مطلوب ہے کہ گورنمنٹ ہند کے پاس ایک ہی اعلی درجہ کا فوجی مشیر ہو - جو تمام فوج کی نگرانی کرے - یا قاعدہ مروجہ کے بموجب کوئی دوسرا شخص بہی ہو - جو اون معاملات پر جو بغرض انفصال گورنمنٹ ہند کے روبرو پیش ہون تجربہ سے راے دے -
جب یہ کاغذ سکرٹری اسٹیٹ ہند کے پاس پہونچے تو اونہون نے اِن کاغذات کو سات ممبرون - (مسٹر براڈرک لارڈ رابرٹس جارج وائٹ لارڈ سالسبری - مسٹر جی - ایل میکی جنرل سر جان گارڈن سر ایڈورولڈ) کی ایک کمیٹی کے سامنے پیش کیا آگے اونہون نے چار ممبرون (لارڈ ریلجین لارڈ کرومر سر بری بریکن بری - سر اے کاٹن) کی ایک سب کمیٹی مقرر کی اور مختلف اعلی اشخاص سے جو کونسل ہندوستان کے کامون کا تجربہ رکھتے تھے اسباب مین راے طلب کی -

لیورپول مین گئے اور نو مسلمون کی جماعت کے سردار شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلم کو پچاس ہزار روپیہ دیا - اور بماہ - اگست ۱۸۹۵ء انگلستان سے روانہ ہوکر - کراچی اور قندہار کے راستہ کابل مین آ گئے -

۱۸۹۶ء کو امیر عبدالرحمن خان نے کافرستان فتح کیا - اور وہان کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۸ - کمیٹی نے ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اپنی رپورٹ مین سفارش کی کہ کمانڈر انچیف حصہ فوج سے کابل نگرانی کرین اور ضمنی محکمہ جو خالص ہین - وہ ایک ممبر کونسل کے سپرد ہون جو ممبر بہم رسانی رسد فوج کے نام سے موسوم ہوگا -

۳۱ مئی ۱۹۰۵ء کو سکرٹری اسٹیٹ ہند نے ایک مراسلہ کے ذریعہ جسمین گیارہ دفعات تھین گورنمنٹ ہند کو اس تجویز قطعی سے اطلاع دی - اس تجویز کو وائسراے ہند نے بھی منظور کر لیا -

۱۷ - جولائی ۱۹۰۵ء کو وائسراے ہند نے ممبر بہم رسانی رسد فوج کے لئے جنرل ایڈمنڈ بیرو کمانیر فوج پشاور ڈویزن کی سفارش کی -

یکم اگست ۱۹۰۵ء کو سکرٹری اسٹیٹ ہند نے جنرل ایڈمنڈ بیرو کو بخلاف اس عہدہ کے سرحدی فوجی کمان یا چیف اوفدی سٹاف کے لئے موزون ظاہر کیا - اور لکھا کہ اگر آپ اور لارڈ کچنر - اونہین اس عہدہ کے لئے مناسب سمجھتے ہین تو اونکی سفارش کرین -

۲ - اگست کو وائسراے نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ مین جنرل بیرو کو اونکی لیاقت

باشندون کو جو قید ہو گئے تھے لغمان مین اور کافرستان مین افغانی پنشن یافتہ سپاہی اور دوسرے لڑنے والے افغان قوم کو آباد کیا۔

۱۸۹۵ء ۱۳۱۴ھ کو قوم کے سردارون اور علماے مذہبی نے امیر عبدالرحمن خان کو امیر المومنین ضیاء الملت والدین کا خطاب دیا اور اقرار کیا کہ امیر عبدالرحمن خان کی جان نثاری اور وفاداری سے کبھی منہہ نہ موڑین گے اور اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۹ کی وجہ سے تجویز کرسکون اس صورت مین جو ذمہ داری ہز مجسٹی کی گورنمنٹ مجھسے چاہے وہ مین قبول کرسکون گا۔

۴ - اگست کو سکرٹری اسٹیٹ ہند نے لکھا کہ اس عہدہ پر مقرر کرنے مین خاص ہماری ذمہ داری ہے۔ اسواسطے افسوس کے ساتھہ ہمنے سر اسے ایلس کا استعفی منظور کیا تھا جنرل بروسے امید نہین کہ وہ سابقہ عہدون کی وجہ سے آزادانہ مزاجی کے ساتھہ نیا قاعدہ جاری کرسکین۔ آپ لارڈ کچنر سے مشورہ لیکر لکھین کہ کونسا شخص اوس و عدہ کے لئے زیادہ لایق ہے

۵ - اگست وایسراے نے جواب دیا کہ لارڈ کچنر کہتے ہین کہ میر بہم رسانی رسد فوج کے عہدہ کے لئے کسی افسر کی سفارش کرنا ادنکے کام کا جزو نہین ہے۔ اگر میری تجویز نا منظور ہوئی تو مین ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کرتا ہون اور چاہتاہون کہ میرا کل بیان ہوم گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا جاے اگر یہ منظور نہو تو مین وزیراعظم (مسٹر بالفور)

ملک سے چپہ زمین کسیکو نہ لینے دینگے اور ہر آٹھہ آدمیون مین سے ایک آدمی فوجی خدمت کے لیے دین گے۔

۱۸۹۷ء سرحدی جنگیومین جو برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ وزیری وغیرہ نے کین ضیاء الملتہ والدین نے الگ تہلگ رہنے کی پالیسی اختیار کی۔ بلکہ سرحدی قومون کے متنبہ کرنے کے لیے اعلان کیا اور اوسمین صاف لفظون مین ظاہر کیا کہ اقوام مذکور غلطی پر ہین۔ امیر کسی طرح اونکے افعال ناروا کے شریک نہین ہوسکتے۔

خصائل امیر عبد الرحمن خان

اپنے فرزندون کو اپنا جانشین یا اونکو علیحدہ علیحدہ حکومت دینے کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۰ سے خواستگار ہون کہ وہ میرا استعفیٰ ملک معظم کے حضور مین پیش کرین۔ اسکے بعد مابین سکرٹری اسٹیٹ ہند و وایسرائے ہند متعدد تار برقیان آئی گئین اور طرح طرح سے سکرٹری اسٹیٹ ہند نے وایسرائے کو اپنے ارادے کے بدلنے کے لیے ترغیب دی ایک تار برقی مین تو اپنے احسانون کو بہی جتایا جسمین مقاسہ بنگال کا بہی تذکرہ تھا۔ مگر وایسرائے ایک انچہ اپنے ارادہ سے پیچہے نہ ہٹے آخر استعفیٰ منظور ہوا اور بجائے اونکے لارڈ منٹو وایسرائے و گورنر جنرل مقرر ہوکر ۸۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو ہندوستان مین تشریف لائے۔

بالکل خلاف تھے۔ اُنکو فوجی و سول عہدون پر مقرر کر کے سلطنت کے
ہر ایک کام سے واقف بناتے تھے۔ اتفاق اور اتحاد بڑہانے کے
لئے اپنے فرزندون کی شادیان افغانون کے بڑے بڑے گھرانون مین
کرتے تھے۔

رعایا کو یورپ مین بہیجکر کام سکہانے کی عوض یوروپین ملازمون کے ذریعہ
کابل مین بہی رعایا کو ہر ایک کام سکہاتے تھے۔ اور جب رعایا واقف
ہوجاتی تھی تو یوروپین ملازمون کو رخصت کرتے تھے فوج کی آراستگی
کا بہت خیال تھا۔ یوروپین طرز پر فوج کو مرتب رکھتے تھے فوج مین۔
رجمنٹ سواران۔ پلٹن۔ سفرمینا۔ مورچہ بندی اور خندق کھودنے کے
انجنیر باجا۔ خیمے۔ حکیم۔ جراح۔ ملا۔ محاسب محکمہ کمسریٹ وغیرہ سب موجود تھے
فوج مین بی ہٹفرڈ ہنٹری مارٹنی سنائیڈر۔ مونیر بندوقین تھین۔

توپخانہ مین برج لوٹنگ سورونفلٹ ہوچکیس۔ کرب قسم کی توپین تھین
علاوہ اُسکے انگریزی کوہی۔ باٹری۔ خچر باٹری۔ میکسم۔ گارڈنر۔ کیپ لنگ
توپین تھین

غرضکہ۔ نہ اونکے بیحد کارنامون کو۔ نہ اونکے بیشمار انتظامون کو اور نہ اونکے

وسیع مصلحتون کو تحریر مین محدود نہین کرسکتا۔ اگر مشتے نمونہ لکھون بہی تو
یہ مختصر تاریخ اونکی متحمل نہین ہوسکتی اسلیئے جسقدر لکھہ چکا۔ کافی خیال کرتا ہون
المختصر۔ شجاع۔ مدبر عاقبت اندیش بینظیر تہے شیوع علم کے شایق
ترویج صنعت اور حرفت کے دلدادہ تہے وہ ہی کابل ہے کہ جہان
امیر عبدالرحمن خان کو تین آدمی لکہے پڑہے بمشکل دستیاب ہوئے تہے
یا اب بچہ بچہ فارسی ترکی۔ عربی۔ انگریزی کا ماہر ہے۔ پہلے اکثر ضروری اشیا
باہر سے کابل مین آتی تہین۔ جیسا کہ چمڑہ وغیرہ یا اب چمڑہ مشینون کے
ذریعہ صاف ہوکر باہر کو جاتا ہے۔

جن آلات حرب کی ایجاد پر یورپ کو ناز تھا جیسا کہ میکسم۔ توپ
بی مٹفرڈ۔ بندوق اب ایسی ہی کابل مین تیار ہوتی ہین۔ کہین چمڑہ صاف
ہورہا ہے۔ کہین بوٹ بنتے ہین۔ کہین دیا سلائیان بنائی جارہی ہین
پہلے یہ تمام کام یورپینون کے ذریعہ جاری کرائے اب کابل کے باشندے
ہر ایک کام کو خود تیار کرتے ہین۔

مگر افسوس کہ پولیٹکل حکمت عملیون کا پتلا قواعد حکمرانی کا موجد۔ اشاعت
علم کا شایق صنعت و حرفت کا شیدا۔ رعایا کا ہمدرد ۳ ۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء

مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو ۳ بجے رات کے جمعہ کے روز لعارضہ فالج

محل کالا باغ میں جنت کو سدھارا اور بوستان سرائے میں دفن ہوا۔

امیر حبیب اللہ خان

جب امیر عبدالرحمن خان کی خبر وفات مشہور ہوئی۔ تو جوق جوق۔ فوجی

اور ملکی افسر جو کابل میں تھے سردار حبیب اللہ خان کے پاس ۔ بغرض

ادائے تعزیت جمع ہوئے۔ اور بعد فاتحہ خوانی کے سب نے امیر حبیب اللہ

خان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اطاعت اور فرمان برداری کی۔ قسم کھائی

اور کہا کہ ہم آپکو بادشاہ تسلیم کرتے ہین۔ ہمنے نہایت صدق دل سے

آپکے ہاتھ پر بیعت کری ہے ہم التجا کرتے ہین کہ امورات انتظامی کی ۔

عنان اپنے ہاتھ مین لین۔ اور امیر مرحوم کی طرح ہمارے سر پر ہاتھ رکھین

اور جیسا کہ آپ کے والد مرحوم نے بے انتہا محنت اور جان کاہی سے

کام کیا ہے ویسا ہی آپ بھی تندہی سے فرایض سلطنت کو انجام دین

اسکے بعد امیر حبیب اللہ خان کے چھوٹے بھائیون۔ شاہی خاندان

جرگون کے سردار سادات علما۔ مشایخ ملکی اور جنگی افسرون نے بیعت

کر کے اطاعت اور فرمان برداری کی قسمین کھائین۔ اسکے بعد یہ تمام مجمع محل

کالا باغ کو گیا۔ اور اون لوگون کے ساتھہ جو پہلے سے وہان موجود تھے امیر مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی اور حسب وصیت بوستان سرا مین دفن کیا۔

۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو دربار ہوا۔ اوسمین کل امرا وزرا افغانی جرگون کے سردار و علما سے نے امیر حبیب اللہ خان کو امیر تسلیم کیا۔ اور اپنے اقرار کو قرآن شریف پر مہر لگا کر موکد کیا اس رسم کے ادا ہونے کے بعد امیر حبیب اللہ خان نے فرمایا۔

تمنے مجکو بادشاہ بنایا۔ اور مینے اسکو قبول کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مین ہمیشہ اسلام کے روشن اصول پر چلون گا۔ کبھی راہ شریعت سے قدم باہر نہ رکھون گا۔ اور افغانستان کے باشندون کی جنہون نے مجھکو بادشاہ تسلیم کیا ہے حفاظت کرون گا۔ اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد حاضرین نے اپنے اپنے عمامہ اوتار کر امیر حبیب اللہ خان کیلئے دعا کی

۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ایک اور دربار ہوا۔ اوسمین سردار نصر اللہ خان۔ امیر کے دوسرے بہائی قرآن مجید۔ تلوار۔ اور نشان امیر مرحوم کا لیکر دربار مین آئے اونکے قریب پہونچنے پر امیر حبیب اللہ خان اوٹھے اور دو چار قدم آگے جا کر قرآن مجید بہائی کے ہاتھہ سے لیکر سر پر رکھا۔ تلوار کمر سے باندہی

نشان کو ہاتھہ مین لیکر کہا۔ کہ مجکو میرے بہائیون تمام فوجی افسران نے
شاہ افغانستان بنایا ہے اور مینے یہ عہدہ منظور کر لیا ہے۔ مجکو اپنے
بہائی نصر اللہ خان پر پورا بہروسا ہے۔ اونکا جو عہدہ امیر مرحوم کے وقت
مین تھا۔ اب بھی اوسی عہدہ پر قایم رکہتا ہون۔ اور بہائی عمر خان کو ریونیو افیسر
اور اپنے بہائی امین اللہ خان کو جوڈیشل افیسر مقرر کرتا ہون اسکے بعد
ایک اعلان رعایا مین مشتہر کیا جو حسب ذیل تھا۔

اعلان

میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اور مجکو اپنی مرضی سے کل سردارون نے
اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اور سب کی طرف سے ایک قرآن مجید۔ ایک تلوار
ایک پٹی امیر مرحوم کی دی گئی۔ اب مین لوگون کو اطلاع دیتا ہون کہ مینے
محاصل اراضی اور ٹیکسو نمین کمی کر دی ہے۔ آپ صاحبون کو یقین
رکھنا چاہیئے کہ مین ہمیشہ آپکی بہبودی اور ترقی کا خیال رکھون گا۔

اور جو لوگ کہ قلمرو خداداد افغانستان سے خارج کئے گئے تھے
یا مفرور تھے اونکو بذریعہ فرمان اپنے اپنے وطن مین آنے کی اجازت
دی گئی فرمان یہ ہے۔

ترجمہ فرمان مصدورہ امیر حبیب اللہ خان

برضمائر اخلاص مآثر رعایائے خداداد افغانستان - واضح ہو کہ

کہ جو لوگ بوجہ بے ضابطگی اور ناحق شناسی ملکی حکام اپنے ملک اور وطن سے آوارہ - اور مفرور ہوئے دوسرے ملک مین چلے گئے ہین - اونکو اطلاع دیجاتی ہے کہ بعد وفات حضرت ضیاء الملتہ والدین قبلہ گاہ معظم خلد آشیان جب مین تخت نشین اور فرمان روای مملکت افغانستان زاد اللہ شوکتہ ہوا - تو اس ملک کی تمامی خلایق یعنی ہر کہ ومہ نے میری بیعت کی اور میرے سایہ عاطفت مین داخل ہو کر مورد نوازشات شاہانہ ہوئے - اب وہ بہ امن تمام دعاے بقاے دولت خداداد مین مصروف ہین - پس تم بھی جب اس ملک کے رہنے والے ہو - اور سرکار والا تم سبکو اپنی رعیت سمجھتے ہین لہذا سرکار والا کی مرضی نہین ہے کہ تم لوگ اپنے ملک اور اپنے گھرون کو چھوڑکر غیر ملک مین پریشان اور آوارہ رہو - بنابران بکمال ترحم و مہربانی تم سب سے ارشاد فرماتے ہین کہ بخوشنودی خاطر اطمینان تمام جو آدمی جس مقام پر فرار ہو کر چلا گیا ہے وہ اپنے وطن اور گھر کو واپس آئے اور بآرام تمام بود و باش کرے جسقدر تمہاری املاک بوجہ تمہارے فرار ہوجانے کے عمال بادشاہی

نے ضبط کرلی ہے۔ اونکو حکم دیا گیا ہے کہ بروقت تمہاری واپسی کے تمکو
تمہاری املاک تفویض کر دین۔ اور یہ اسوجہ سے کیا گیا ہے کہ تم سب
بہ سبب غریب الوطنی اور پریشانی کے بے خانمان اور بے جائداد ہوگئے
ہو اور یہ بھی ہمنے مقرر کیا ہے کہ جو شخص اپنے گہر اور اپنے ملک مین واپس
آ کے اوسکی زمین اوسکو سپرد کر دینا چاہیئے اور تمہاری معاش کے واسطے
تخم بطور تقاوی بقدر ضرورت زراعت منجانب حکومت تمکو اوسوقت دیا جائیگا
کہ جب تم مین سے ایکدوسرے کا ضامن ہوگا اول سال کی مالگذاری تمہارے
واسطے معاف کردی گئی ہے۔ وہ تم سے نہین لیجاویگی۔ مگر نصف تقاوی
جو حق بیت المال ہے وہ حاصل کی جاوے گی۔ اور سال مابعد مین نصف
تقاوی اور مالگذاری معمولی لیجاوے گی اس سے زیادہ تم لوگون سے
کسیکی مجال نہین جو حاصل کرے۔ درگاہ باری تعالی سے امید رکھتا ہون
کہ تمہاری پریشانی اور سرگردانی مبدل بہ راحت و بجز بستری وآسودہ حالی ہوجاوے
دعاگو و شکر گذار ہو اور اپنے آنے مین تامل نکرو اور الطاف والاکو اپنے
شامل حال سمجھو۔ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ

الراضی الی اللہ
امیر حبیب اللہ

مضمون فرمان کیسا دلچسپ ہے کہ جسکے فقرہ فقرہ سے دلجوئی و ہمدردی رعایا و ملازمین کا بیحد خیال

سچ یہ ہے کہ انہین اوصاف حمیدہ سے جمہور رعایا سے افغانستان کے دلکو تسخیر کیا اور

امیر حبیب اللہ خان کی تخت نشینی پر متفق ہو گئے کسی قسم کی رکاوٹ آپکی تخت نشینی مین

پیدا نہین ہوئی ورنہ تاریخی شہادتین اسکے خلاف ہین یہ خصوصیت یا تو احمد شاہ درانی کو حاصل

ہوئی تھی یا اونکے ہجدی پوتے امیر حبیب اللہ خان کو۔

تخت نشینی کے بعد امیر حبیب اللہ خان نے ذاتی لیاقت اور اوس تجربہ سے جو امیر مرحوم

کی حیات مین حاصل ہو چکا تھا ثابت کر دیا کہ آپ خوش انتظامی اور حسن تدبیر مین امیر مرحوم سے پیچھے

نہ رہینگے بلکہ رحمدل اور فیاضی مین تو ایکدو قدم آگے اگرچہ آپکی فیاضیان باشندگان افغانستان پر لاتناہی

ہین جنکا تذکرہ اسلیئے غیر موزون ہے کہ وہ آپکی رعایا ہین اور ہر طرح کے احسانونکے مستحق البتہ یہ فیاضی طلائی

حرفون سے لکھنے کے قابل ہے کہ آپنے سینکڑون کوس سے پنجاب کے مسلمانونکی کم استطاعتی قومی تعلیم کے

عظیم الشان کار خیر کے اجرا مین محسوس فرما کر اسلامیہ کالج لاہور کے محفوظ فنڈ مین تیس ہزار روپیہ یکمشت

عطا فرمانے کے علاوہ چھ ہزار روپیہ سالانہ دواماً کالج کا مقرر فرمایا۔ صایب نے سچ کہا ہے ؎

دوستان را باحسان یاد کردن ہمت است ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افگند

اگرچہ یہ فیاضی آپ کی علوشان کے مقابل کچھہ بھی وقیع نہین مگر پنجاب کے مسلمانونکے لیئے جو بیچارے

چپکی آٹے کی جمع کر کے مستقل سرمایہ کالج بنانا چاہتے تھے بہت کچھہ ہے جو نہ صرف اہل اسلام پنجاب بلکہ

کل اہل اسلام ہند کی مشکوری کا باعث ہے۔

الحمد للہ کہ امیر حبیب اللہ خان کے تعلقات برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ دوستانہ ہین جسکے لئے افاغنہ رعایا ئے برٹش گورنمنٹ صدق دل سے متمنی ہین اور دعا کرتے ہین کہ ان تعلقات مین مزید استحکام رہے

۲۶- نومبر ۱۹۰۴ء کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ایک سفارت زیر صدارت آنربل سر لوئیس ولیم ڈین فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کابل کو روانہ ہوئی - ۱۲- دسمبر کو جب سفارت کابل کے قریب پہونچی تو ادہر سے ولیعہد سردار عنایت اللہ خان بغرض ملاقات ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند آتے ہوئے ملاقی ہوئے بعد ملاقات سفارت کابل کو اور سردار عنایت اللہ خان عازم ہند ہوئے - سفارت کے کابل پہونچنے پر افغانی پلٹنون نے پریزنٹ آرمس کی سلامی دی ۲۱ فیر توپ کے سر ہوئے اور متصل شیرپور ٹھیرائی گئی -

مولف کچھہ عرصہ سفارت کو کابل مین مقیم رکھتا ہون اور حالات سفر ہند سردار عنایت اللہ خان حوالہ خامہ کرتا ہون -

ولیعہد عنایت اللہ خان کے حالات سفر ہندوستان

۱۲- دسمبر ۱۹۰۴ء کو ولیعہد عنایت اللہ خان بمنشاے اپنے والد امیر حبیب اللہ خان کے بغرض ملاقات ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن صاحب وائسرائے ہند کابل سے چلکر راستہ مین سفارت سے ملاقات کر کے ۲۱- دسمبر کو لنڈی کوتل مین پہونچے - کرنل آر - ایچ جیننگز آر - اے - سی - ایس - آئی اور میجر آر ایچ بن - سی - ایس - آئی - (پولیٹکل افسران مامورہ خدمت ولیعہد) اور میجر روس کیپل - سی - آئی ای - نے معہ ایک اسکاڈرن گارڈ کے زیر کمان کپتان ہمیر استقبال کیا رات کو گورنمنٹ کی

طرف سے دعوت ہوئی۔

۲۲- دسمبر کو لنڈی کوتل سے سوار ہو کر معہ دونو پولیٹکل افسرون او ردیگر ہمراہیونکے جمرود مین پہونچے اسٹیشن پر مسٹر رابنسن صاحب ڈپٹی کمشنر و کپتان بلیفرڈ صاحب کمانیر رالفیل پلٹن اور کرنل حافظ محمد نور خان نے استقبال کیا جمرود سے ریل مین سوار ہو کر پشاور مین پہونچے آنریبل لفٹنٹ کرنل ڈین صاحب چیف کمشنر صوبہ سرحدی وایجنٹ گورنر جنرل نے معہ سٹاف و میجر جنرل سر ایڈمنڈ برو صاحب کی سی۔ بی پشاور ڈویزن کے کمانڈر نے استقبال کیا گارڈ آف آنر نے سلامی دی ۲۱ فیر توپ کی سر ہوئے۔ بعد ملاقات گورنمنٹ ہوس کو تشریف لیگئے۔ راتکو چیف کمشنر صاحب نے دعوت کی

۲۳- دسمبر کو جامع مسجد پشاور مین نماز جمعہ ادا کی بعد نماز جمعہ سپیشل مین سوار ہو کر

۲۷- دسمبر کو کلکتہ کے ہوڑا اسٹیشن پر پہونچے مسٹر کلارک صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ ڈپٹی سکرٹری نظارت خارجیہ و مسٹر ہنبل کمشنر پولیس کلکتہ و کپتان جونز مارٹیمر ایڈیکانگ و مسٹر اوسیلی انڈر سکرٹری گورنمنٹ بنگال نے استقبال کیا گارڈ آف آنر نے سلامی دی قلعہ فورٹ ولیم سے ۲۱ فیر توپ کے سر ہوے بعد ملاقات ہسٹینگس ہوس کو تشریف لیگئے۔

۲۸- دسمبر کو مسٹر کلارک صاحب ڈپٹی سکرٹری و آنریبل سے بیرنگ فوجی سکرٹری وایڈیکانگ سردار عنایت اللہ خان کو والیسرائے کی گاڑی مین سوار کرا کر ہز ایکسلنسی کی ملاقات کو گورنمنٹ ہوس مین لائے باقاعدہ سلامی ہوئی بعد ملاقات اوسی اعزاز سے واپس آ لئے سہپہر کو گھوڑدوڑ ملاحظہ کی

دوسرے روز وایسرائے نے ملاقات بازدید فرمائی۔

۳۰ دسمبر کو نشان بردار جہاز ہیا سنتھہ کے دیکھنے کو بندر ہنگی پر تشریف لیگئے ہزایکسینسی ریرایڈمرل جارج اٹیکنس ولس نے معہ اسٹاف زینہ سمندر تک استقبال کیا بحری سپاہیونکے گارڈ اوف آنر نے سلامی دی بحری توپخانہ سے ۲۱ فیر سر ہوئے بعد ملاقات ہزایکسلنسی سردار عنایت اللہ خان کو عرشہ پر لیگئے وہان آپ نے وایٹ ہڈ تارپیڈو اور گربی سوکوب (اول الذکر ایک کشتی ہے جس سے جہاز کو تباہ کردیتے ہین اور ثانی الذکر ایک آلہ ہے جسکے ذریعہ تارپیڈو ٹھیک نشانہ پر پڑتا ہے) دیکھہ کر دونو سے دلچسپی ظاہر کی بحری گولندازون نے چھہ انچہ والی توپون کی قواعد دکھائی اور بتایا کہ انکا برج کس کل سے کھلتا ہے اور یہ توپین کسطرح فیر کیجاتی ہین کچھہ گولندازون نے کپتان برسی اسکاٹ شاہی بحری فوج کے آلہ ڈاٹر سے (ڈاٹر ایک آلہ ہے کہ جب نشانہ متحرک ہو یا دریا کے تموج سے جہاز کو جنبش ہو تو اس آلہ سے شست خوب لگتی ہے) قواعد دکھائی۔ پھر فور کاسٹل پر لیجا کر چھہ انچہ دبیز چادر آہنی کا برج دکھا کر کہا کہ اس سے جہاز کی نقل و حرکت توپون اور تارپیڈو کے سر کرنے پر قابو رہتا ہے اور وہ آلہ دکھایا جس سے بحری سپاہیون کو چھہ انچہ والی توپون سے مارس کا ٹیو لگا کر گولہ اندازی سکھائی جاتی تھی۔ اسمین چھوٹے چھوٹے کارتوس بھرے جاتے ہین اور اس کی چاندماری بھی چھوٹی ہوتی ہے۔ اسکو دیکھہ کر سردار عنایت اللہ خان نے خود

نشانہ لگانے کی خواہش ظاہر کی اسپر اونکو ترکیب بتائی گئی جسکو اونہون نے بہت جلد

سمجھہ لیا اور دیدبان سے شست لگاکر ایک گولہ مارا کہ عین چاندماری کے بیچ مین

جاکر لگا۔ اسکے بعد کمانڈرانچیف کے قیامگاہ مین جاکر فواکہات تناول فرمائے اور بذریعہ کرنل

جینکنز ہزاکسیلنسی کا شکریہ ادا کر کے واپس آئے اور چہہ سات روز کلکتہ کی سیر مین مصروف رہے

۷۔ جنوری ۱۹۰۵ء کو ہزاکسیلنسی لارڈ کرزن وایسرائے ہند سے رخصتی ملاقات کی اور چہہ اسپ

اور کچہہ تہان سمور کے تحفتاً وایسرائے کے روبرو پیش کئے وایسرائے نے ایک مرصع تلوار

معہ قیمتی پیٹی کے دی اور ہمراہیون کو خلعت و روزینہ دیا۔ تین چار روز کے بعد سردار

عنایت اللہ خان نے کلکتہ سے مراجعت فرمائی۔

۱۳۔ جنوری کو آگرہ مین آئے اسٹیشن پر مسٹر رینالڈ صاحب کمشنر آگرہ نے معہ دیگر عہدہ داران

سول و فوج استقبال کیا گارڈ اوف آنر نے سلامی دی قلعہ سے ۲۱ فیر توپ کے سر ہوئے

۱۴۔ جنوری کو قلعہ کا ملاحظہ کیا اور اوسی روز سوار ہوکر

۱۵۔ جنوری کو بحصول زیارت مزار پرانوار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند علاقہ

سرکار پٹیالہ مین آئے، ۷ بجے صبح کے جلوس کے ساتھہ کیمپ مین جو زیراہتمام کرنل بہادر علی

اسسٹنٹ اکونٹنٹ ریاست پٹیالہ تیار ہوا تہا تشریف لائے۔

مولف بہی مشتاق زیارت سردار عنایت خان سرہند مین پہونچ گیا تہا اور منتظر قدوم

ہمایون کھڑا تھا کہ اتنے مین سواری میرے قریب آئی اوسوقت ایک مسن افغانی سردار سے جو آپکے روبرو بیٹھا ہوا تھا مسکراتے ہوئے ہمکلام تھے کہ مینے سلام عرض کیا آپنے اوسی خندہ پیشانی سے میری طرف متوجہ ہوکر ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا تبسم آمیز جواب نے میرے دل مین مسرت افزا اثر کیا بے اختیار میرے دل سے دعا نکلی کہ خدا قومی سروار کو سلامت اور مقاصد برٹش گورنمنٹ کی حمایت مین سرگرم رکھے۔

سردار عنایت اللہ خان خوبصورت نوجوان عمر مین پندرہ[۱۵] یا سولہ[۱۶] برس کے ہونگے چہرہ سے متانت اور سنجیدگی برس رہی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ ہونہار دانائی - لیاقت اور پولیٹکل معاملہ فہمی مین بے نظیر ہوگا کیمپ مین پہونچنے پر کونسل اوف ریجنسی پٹیالہ (سردار گورمکہ سنگھ - آنربل ممتاز الدولہ مشیر الملک خان بہادر خلیفہ محمد حسین - لالہ بھگوانداس) سے ملاقات کی ۱۲ بجے دن کے بعد تناول دعوت منجانب سرکار پٹیالہ جسکا اہتمام باعلیٰ نگرانی خان بہادر عبد المجید خان فارن منسٹر ریاست پٹیالہ جو آپکے اتالیق جی تھے قاضی محمد سلیمان منتظم مہمانخانہ و مولوی رجب علی مالک راجندر پریس نے کیا تھا - حضرت مجدد الف ثانی کے مزار کو تشریف لیگئے بعد زیارت مزار پر گیارہ سو روپیہ چڑھا کر واپس آئے اور چار بجے شام کے بعد لاہور کو اور وہان سے بخیر و عافیت سرحد کابل مین داخل ہوئے۔

سفارت کے طول قیام کا یہ نتیجہ نکلا کہ باہم امیر حبیب اللہ خان و سر لوئیس ولیم ڈین صاحب

عہدنامہ ہوا جسکا ترجمہ فارسی سے حسب ذیل ہے۔

ہو اللہ جل کمالہٗ

ہز مجسٹی سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان خودمختار بادشاہ افغانستان و مضافات افغانستان نے ایکطرف سے اور آنربل مسٹر لوئیس ولیم ڈین سی آئی۔ فارن سکرٹری زبردست گورنمنٹ وقایمقام گورنمنٹ عالیہ برٹش نے دوسری طرف سے یہ معاہدہ کیا۔

ہز مجسٹی اقرار کرتے ہین کہ یہ عہدنامہ اصولاً و فروعاً اندرونی و بیرونی معاملات مین ایسا ہی ہوگا جیسا میرے والد ماجد ضیاء الملۃ والدین نور اللہ مرقدہٗ نے عالی تبار برٹش گورنمنٹ سے کیا مین اوسپر کاربند رہا اور رہونگا اور اپنے کسی عہد ومیثاق مین اوس سے تجاوز نکرونگا۔

اور آنربل مسٹر لوئیس ولیم ڈین موصوف اس سے اتفاق کرتے ہین کہ عالی تبار برٹش گورنمنٹ نے ہز مجسٹی سراج الملۃ والدین کے والد عالی تبار ضیاء الملۃ والدین مغفور سے اندرونی و بیرونی اصول و فروعی معاملات کے بارے مین جو عہدنامہ کیا گیا تہا مین اوسے منظور کرتا ہون برٹش گورنمنٹ کسیطرح کی کوئی کارروائی اسکے خلاف نکریگی۔ مورخہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء

فارسی مہر امیر حبیب اللہ خان یہ صحیح ہے اسپر مہر اور دستخط کیے	دستخط ولیم ڈین فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند

یہ عہدنامہ عہدنامہ سابق کی جو ۱۸۹۳ء مین باہم امیر عبدالرحمن خان و برٹش گورنمنٹ ہوا تہا توثیق ہے۔

البتہ یہ امر جدید ہوا کہ امیر حبیب اللہ خان بادشاہ افغانستان و مضافات تسلیم کیے گئے۔
سفارت کے واپس آنے پر ہز اکسلنسی لارڈ منٹو صاحب وایسرائے ہند نے ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان
کو سیاحت ہند کے لئے مدعو فرمایا یہ مدبرانہ پالیسی ہز اکسلنسی کی سبب سے وقیع ہے۔ گویا جو بنیاد
اتحاد لارڈ منٹو سابق گورنر جنرل ہند (وایسرائے حال کے بزرگ) نے ۱۸۰۹ء مین بادشاہ
کابل (شاہ شجاع الملک) کے ساتھ قایم کی تھی اوسکو اونکے پوتے لارڈ منٹو وایسرائے حال نے
دو کم سو برس کے بعد اطمینان بخش طریقہ سے مستقل طور پر قایم کرنا چاہا۔

سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان بادشاہ افغانستان کے حالات

سیاحت ہند

ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان ہز اکسلنسی وایسرائے ہند لارڈ منٹو صاحب بہادر کی دعوت سیاحت ہند
پر کابل مین اپنا جانشین شہزادہ عنایت اللہ خان کو مقرر کر کے جلال آباد ہوتے ہوئے چودہ سو (۱۴۶۰)
ساٹھ ہمراہیون کے۔

۲ - جنوری ۱۹۰۷ء کو سرحد برٹش گورنمنٹ مین داخل ہوئے ۳۱ فیر توپ کی سلامی ہوئی گورنمنٹ
کی طرف سے میجر روس کیپل صاحب درہ خیبر کے پولیٹیکل افسر نے استقبال کیا سر ہری میکموہن
صاحب (ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان) نے وایسرائے کیطرف سے اور میجر بروک صاحب نے کمانڈر انچیف
کیطرف سے خوش آمدید کہا اثناء مزاج پرسی مین سر ہری میکموہن نے لفافہ تار مرسلہ ہز مجسٹی

قیصر ہند اسمی ہز مجسٹی امیر حوالہ کیا جسکا یہ مضمون تھا۔

آپ کی سیاحت سے مجھے کمال خوشی ہوئی کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یور مجسٹی اور میری گورنمنٹ کے تعلقات دوستانہ ہین۔

تار کے مضمون نے ہز مجسٹی کے دل مین مسرت افزا اثر کیا اور افسران برٹش گورنمنٹ سے باتین کرتے ہوئے کیمپ لنڈی کوتل مین داخل ہوئے گارڈ اوف آنر نے اسلحہ پیش کیے ۳۱ فیر سلامی کے سر ہوئے۔ ۲ جنوری کو ہز مجسٹی لنڈی کوتل سے جمرود تک گھوڑے پر اور جمرود سے شاہی سیلون مین سوار ہوکر پیشاور مین رونق بخش ہوئے۔ اسٹیشن پر سر ہیرولڈ ڈین صاحب صوبہ سرحدی کے چیف کمشنر اور لفٹنٹ جنرل سر ایڈمنڈ برو صاحب پیشاور ڈویزن کے کمانڈر نے استقبال کیا گارڈ اوف آنر نے اسلحہ پیش کیے ۳۱ توپ کی سلامی ہوئی۔ اسٹیشن سے ہز مجسٹی قیام گاہ کو تشریف لے گئے مسٹر گرزٹ نے چیف کمشنر صاحب کی طرف سے مزاج پرسی کرکے ۲۱ ہزار روپیہ دعوت کا پیش کیا۔ اسی تاریخ ہز مجسٹی نے نماز جمعہ جامع مسجد پیشاور مین پڑھی اور دس ہزار روپیہ مسجد کی مرمت کیلئے عطا کیا رات کو چیف کمشنر صاحب نے دعوت کی ہز مجسٹی چار روز یہان مقیم رہ کر ۷ جنوری کو نوشہرہ کی فوج اٹک کابل راولپنڈی کا فوجی ریویو ملاحظہ کرتے ہوئے۔

۸ جنوری کو سرہند (سرہند کی حکومت ۱۷۶۲ء مین ہز مجسٹی کے جد دادا احمد شاہ درانی نے مہاراجہ امیر سنگھ صاحب والئی پٹیالہ کو دی تھی) مین تشریف لائے۔ اسٹیشن پر لفٹنٹ کرنل سی۔ ایم۔ ڈالس صاحب

آئی اے پولیٹیکل ایجنٹ پہولکیان (ریاستہاے پٹیالہ - نابہہ - جنید) و نہاولپور ولالہ گوکل چند قایمقام فارن منسٹر ریاست پٹیالہ (خان بہادر عبدالمجید خان مستقل فارن منسٹر) اڈیکانگ ہز مجسٹی امیر مقرر ہوگئے تھے و عبدالحمید خان ناظم ضلع نارنول و محمد اشرف خان ناظم ضلع ڈہوڈات (ماموریگان خدمت ہز مجسٹی امیر) استقبال کیلئے موجود تھے ہز مجسٹی کے سیلون سے برآمد ہونے پر امپریل سروس انفنٹری کے گارڈ اوف آنر نے اسلحہ پیش کئے ریاست کے اسپی توپخانہ سے ۱۳۱ فیر سلامی کے سر ہوئے۔ اسٹیشن سے ہز مجسٹی کیمپ مین تشریف لائے بعد تناول دعوت منجانب مہاراجہ پٹیالہ (منصور الزمان فرزند دلبند دولت انگلشیہ اندر مہندر راجہ راجگان مہاراجہ بہوپ اندر سنگہ صاحب والئی پٹیالہ) کچہہ دیر استراحت فرماکرہ بجے شام کے ریاست کی گاڑی مین سوار ہوکر مزار پُرانوار حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی - سرہندی (ولادت ۹۷۱ھ وفات ۱۰۳۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ایکہزار روپیہ مزار کے نذر کیا - دوسو روپیہ گوروداره کو دیا جہان دسوین گورو صاحب (گوروگوبند سنگہ صاحب) کے دو فرزند جاںبحق ہوسے تھے - بعد زیارت ، بجے شام کے واپس آئے اور ۹ بجے رات کے عازم آگرہ ہوئے ۹ - جنوری کو آگرہ مین پہونچے پیشوائی کے لئے ہز آنر سر جی پی ہیوٹ صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ معہ اسٹاف و دیگر حکام اسٹیشن پر موجود تھے ہز مجسٹی سپہ سالار کی یونیفارم سے ملبوس

۱؎ نواب محمد بہاول خان خامس عباسی حال بہاولپور کا بعد ادائے حج و شرف زیارت روضہ نبوی صلعم واپس آتے ہوئے بمقام عدن فروری ۱۹۰۷ء کو انتقال ہوگیا۔

+ ہز مجسٹی امیر کے مرشد حضرت ضیا معصوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین -

سیلون سے برآمد ہوئے۔ ہز آنر نے ممالک متحدہ مین آنے پر خیر مقدم کہا اور مسٹر رنیا اللہ صاحب کمشنر آگرہ اور لفٹننٹ جنرل گیسلی صاحب کمانڈنگ ایسٹرن بنگال کمانڈ کا ہز مجسٹی سے تعارف کرایا گارڈ اونر آنر نے اسلحہ پیش کئے قلعہ سے ۱۰۱ فیر توپ کے سر ہوئے ہز مجسٹی کا سٹاف بھی انگریزی سپہ سالارون کی سی وردی پہنے ہوئے اور اسیطرح ٹوپی پر سرخ و سفید کلغیان لگائے ہوئے تھا ہز مجسٹی شاہانہ جلوس کے ساتھہ کیمپ کو تشریف فرما ہوئے ہز مجسٹی کے برابر ہز آنر لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ بیٹھے ہوئے تھے کیمپ کے قریب پہونچنے پر ترشح شروع ہوا ہز مجسٹی نے بپاس خاطر سپاہیون کے جو بارش مین بھیگ رہے تھے اُور کوٹ پہننا یا گاڑی کا ٹپ کھڑا کرنا پسند نہین کیا بارش مین بھیگتے ہوئے کیمپ مین پہونچے یہان حسب دستور سلامی ہوئی سر لوئیس ولیم ڈین صاحب فارن سکرٹری نے ہز اکسلنسی وایسرائے کی طرف سے مزاج پرسی کر کے ۲۱ ہزار روپیہ دعوت کا پیش کیا۔

۱۰- جنوری کو ہز مجسٹی نے بآئین شاہانہ ہز اکسلنسی وایسرائے سے ملاقات کی اثنار گفتگو مین معزز میزبان نے عالیشان مہمان کو کلکتہ کی سیاحت کی دعوت دی- اسی تاریخ ہز اکسلنسی وایسرائے نے ملاقات باز دید فرمائی۔

۱۱- جنوری کو آگرہ کی شاہی جامع مسجد مین پچاس ہزار مقتدیون کو نماز جمعہ پڑہائی بعد نماز فتح پور سیکری کا ملاحظہ کیا رات کو ہز اکسلنسی کے ساتھہ دعوت تناول فرمائی۔

۱۲-جنوری دن کو فوجی ریویو دیکھا رات کو قلعہ آگرہ کے دربار عطاے خطابات مین شامل ہوئے ہز ایکسلنسی لارڈ منٹو صاحب وایسرا ے ہند نے ہز مجسٹی قیصر ہند ملک معظم کی طرف سے ہز مجسٹی امیر کو تمغہ وخطاب نائٹ گرانڈ کراس دی موسٹ آنربل آرڈر اوفدی باتھ کا اپنے ہاتھ سے پہنایا- فارن سکرٹری نے ہز مجسٹی کے پورے خطاب کا اعلان کیا-

ہز مجسٹی سراج الملت والدین امیر حبیب اللہ خان نایٹ گرانڈ کراس اوفدی موسٹ آنربل آرڈر اوفدی باتھ - جی- سی- بی- نایٹ* گرانڈ کراس اوفدی موسٹ دسٹنگوشد آرڈر اوفدی سینٹ میکائیل وسینٹ جارج- جی- سی- ایم- جی- امیر افغانستان وممالک متحدہ

۱۳-۱۴-۱۵-جنوری کو آتشبازی- پولو- مصنوعی جنگ ملاحظہ کی-

۱۶-جنوری کو ۸ بجے صبح کے سیلون مین سوار ہو کر ۱۰ بجے کے بعد علی گڈہ مین پہونچے پلیٹ فارم پر پیشوائی کے لئے صاحب کمشنر میرٹھ صاحب کلکٹر علی گڈہ و محمدن کالج کی طرف سے نواب محسن الملک مہدی علیخان آنرری سکرٹری نے کالج و مسٹر آرچبولڈ پرنسپل کالج وممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان سی- ایس- آئی پریزیڈنٹ ٹرسٹیان معہ سات ٹرسٹیون کے موجود تھے ہز مجسٹی جب سیلون سے برآمد ہوئے تو مسٹر ہنری سیکوبن صاحب نے معزز صدر کا ہز مجسٹی سے تعارف کرایا بعد ملاقات ہز مجسٹی اسٹیشن سے دسوین پنجابی پلٹن کے گارڈ اوف آنر کا ملاحظہ کرتے ہوئے تشریف فرما کالج ہوئے- جلو مین

* یہ خطاب ہز مجسٹی اور سردار نصر اللہ خان کو ملکۂ انگلستان نے دیا تھا جبکہ سردار نصر اللہ خان ملک آنجہانی کی دعوت پر ۱۸۹۵ء کو انگلستان گئے تھے-

سکول کے طلبا کا سکارٹ سرخی کوٹ اور سفید برجس پہنے ہوئے اور آٹھوین لانسرز کا ایکدستہ
تھا اسٹیشن سے لیکر کالج تک معززین شہر نے سڑک کے دو نو جانب خوبصورت اسٹینڈ تعمیر کرکے راستہ
کو گلزار بنا دیا تھا۔ ہز مجسٹی اس راستہ سے گذر کر کالج کے صدر دروازہ پر پہونچے یہان ٹرسٹیان و معزز
مہمانان حسب ذیل نواب محسن الملک آنریری سکرٹری و مسٹر آرچیبولڈ پرنسپل کالج معہ پروفیسر انکے موجود تھے

ٹرسٹیان - ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان پریزیڈنٹ ٹرسٹیان۔ نواب عبد السلام خان -
نواب احمد سعید خان - نواب محمد اسحاق خان - خانبہادر محمد مزمل اللہ خان - خانبہادر سید اشرف الدین
مولوی حبیب الرحمن خان - سید محمد احمد - مرزا عابد علی بیگ - سید محمد میر - سید محمد علی سی - ایس - میر عاشق علی
مولوی نظام الدین حسن بی اے - بی ایل - شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی - صاحبزادہ آفتاب احمد خان
مولوی علاء الحسن بی اے - خواجہ یوسف شاہ - سید زین الدین ایم اے - حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان دہلوی
خانبہادر عزیز الدین احمد خان - راجہ نوشاد علی رئیس جہانگیر آباد - شیخ محمد عبد اللہ بی اے - ایل ایل بی -
مولوی بدر الحسن بی اے - خانبہادر سید فرید الدین احمد -

مہمان - آنریبل سید محمد رئیس مدراس - نواب میر سردار علی رئیس بمبئی - نواب سرفراز حسین
رئیس پٹنہ - مولوی رفیع الدین بیرسٹر بمبئی - عبد العزیز بیرسٹر پشاور -

نواب محسن الملک نے کالج کے ٹرسٹیون یوروپین - و ہندوستانی پروفیسرون کا ہز مجسٹی سے تعارف کرایا

نوٹ ٹرسٹیون مین سے سات اولڈ بوائز جن پر خط کھچا ہوا ہے پیشوائی کے لیے اسٹیشن پر موجود تھے اور جنکا پر ہز
یہ نشان ہے وہ ہز مجسٹی کے ساتھ کھانے مین بھی شامل ہوے تھے -

اثنای تعارف مین ہز مجسٹی نے فرمایا "مینے کالج کی نسبت بہت سی باتین موافق اور مخالف سنی ہین اسلیے مینے چاہا کہ بقول حضرت علیؑ کے کہ جہوٹ اور سچ مین چار انگشت کا فاصلہ ہے (کان اور آنکہ کے درمیان) جو کچہہ کان سے سُنا ہے اوسکو آنکہہ سے بہی دیکہہ لون" اسکے جواب مین نواب محسن الملک نے ابو الفضل کی یہ رباعی عرض کی - رباعی

قیل ان الرسول قد کہنا   قیل ان اللہ ذو ولداً
ما نجی اللہ والرسول معاً   من لسان الوریٰ فکیف انا

ہز مجسٹی نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر جب تک کہ مین کالج کی ہر ایک چیز کا معاینہ نکرلون اور ہر ایک کا امتحان خود نہ لیلون کالج کی نسبت ایک لفظ بہی نہین کہہ سکتا - مولوی فدا حسین عالم شیعہ کے پیش ہونے پر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ لوگ مجکو متعصب سنی کہتے ہین - کیا اونکو معلوم نہین کہ عید الضحیٰ کے موقعہ پر مینے اہل ہنود کی ناراضگی کے لحاظ سے گائے کی قربانی کی ممانعت کردی جبکہ مجکو اہل ہنود کا اتنا خیال ہے تو کیا مجکو شیعہ ہندؤن سے بہی کم عزیز ہین - میری رعایا شیعہ - ہندو - یہودی - پارسی ہین مگر مین سب کی فلاح کا یکسان خیال رکہتا ہون ہان اصحاب ثلاثہ کو بُرا کہنا بُرا سمجہتا ہون - بعد اختتام سلسلہ تعارف ہز مجسٹی مسقف عارضی راستہ سے جو صدر دروازہ سی اسٹریچی ہال اور اسٹریچی ہال سے ایک طرف مہدی منزل تک اور دوسری طرف مسجد تک بنا ہوا تہا کالج مین تشریف لائے طلباے کالج کا سلام لیتے ہوئے

جو راستہ کے دونو جانب استادہ تھے اسٹریچی ہال کے قریب آئے جہان اولڈ بوایز (مگر مجبے اولڈ سٹ کوئی نہ تھا) اور معزز مہمان کھڑے ہوے تھے۔ انھون نے السلام علیکم یا سراج الملۃ والدین کی صدا البلند کی۔ ہز مجسٹی سب کا سلام لیتے ہوئے بیک منزل مین رونق افروز ہوئے تھوڑی دیر کے بعد نواب محسن الملک کو یاد کیا۔ کالج کی گذشتہ تاریخ۔ کالج کے طریقہ تعلیم دینیات کی نسبت بہت سے سوالات کئے۔ نواب محسن الملک ہر ایک سوال کا جواب دیتے رہے انجام تقریر مین نواب محسن الملک نے عربی سائنس سکول کی ضرورت اور اوسکا بیادگار تشریف آوری شہزادہ ویلز اور اونکی بیگم صاحبہ کے قایم ہونا۔ آنربل سر سلطان محمد شاہ آغاخان بالقابہ کا ۳۵ ہزار روپیہ اس غرض سے دینا سالانہ عطیہ کی تعداد مین اضافہ کرنا۔ سر آدم جی پیر بہائی کا ایک لاکہ دس ہزار روپیہ عطا کرنا۔ گورنمنٹ کا علاوہ دو ہزار ماہوار کے ایکہزار روپیہ ماہانہ کا اضافہ کرنا۔ عرض کیا ہز مجسٹی نے سنکر فرمایا کہ عربی کی اعلی تعلیم کون حاصل کرے گا۔ اسکے لئے طالب العلم کہان سے ملین گے۔ اسکی خواہش کسکو ہے۔ اس اعلی تعلیم سے دنیاوی معاش مین کیا مدد مل سکتی ہے۔ نواب محسن الملک نے عرض کیا گریجوایٹ اعلی تعلیم حاصل کرینگے عربی کی اعلی تعلیم کی ترغیب کے لئے ۲۵ روپیہ ماہوار کا وظیفہ ہر طالب علم کو دیا جائیگا۔ اسکے لئے ذی مقدرت اور فیاض مسلمانون نے وعدہ کیا ہے۔ یہ سنکر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ انگریزی خوانون کے لئے تو عربی کی تعلیم اسقدر کافی ہے کہ جس سے اونکو اسلامی عقاید و احکامات متعلقہ عبادات سے

آگاہی ہو سکے تاکہ وہ مسلمان بنے رہین - نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ اسکا انتظام کالج مین پہلے سے موجود ہی اسکے بعد ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین دو حیثیت سے کالج کو دیکھ سکتا ہون ایک بطور ممتحن کہ ہر ایک امر کی تحقیق کر کے اور طلبا کا امتحان لیکر اپنی رائے قایم کرون - دوسرے بطور سیاح کے کالج کو سرسری نظر سے دیکھ کر چلا جاؤن - نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ ٹرسٹیان کالج کی آرزو ہے کہ ہز مجسٹی بحیثیت شاہ افغانستان اور مذہبی عالم کے پورا امتحان لین - اگر کالج کو قابل اطمینان پایا تو جو رائے ہز مجسٹی ظاہر فرمائین گے وہ کالج کے لیے بیش بہا سند ہوگی اگر نقص کا اظہار فرمایا تو اوسکی اصلاح بھی فائدہ سے خالی نہوگی - اس موقعہ پر نواب محسن الملک نے یہ بھی عرض کیا کہ گذشتہ موقعہ تشریف آوری پر شہزادہ ولیعہد اور اون کی بیگم صاحبہ نے ٹرسٹیان کالج کو لنچ پر شریک ہونے کا افتخار بخشا تھا ہز مجسٹی بھی ٹرسٹیون کے لیے یہ اعزاز منظور فرمائین -

اسکے جواب مین ہز مجسٹی نے فرمایا کہ تاوقتیکہ مین کالج کو - طریقہ تعلیم اور ٹرسٹیون کی کاروائی کو پسند نکرلون یہ درخواست منظور نہین کر سکتا - اسکے بعد ہز مجسٹی نے دوپہر کا کھانا للٹن لائبریری مین اپنے مشیرون کے ساتھ تناول فرمایا - سپاہیون - افسرون اور اتاجیون نے جنکی تعداد چھ سو تھی پرنسپل ہال اور اوسکے متصلہ کمرون مین کھایا -

بعد تناول طعام ہز مجسٹی نے معائنہ کالج شروع کیا - نواب محسن الملک و مسٹر آرچبولڈ

پرنسپل وخان بہادر محمد مزمل اللہ خان وچند دیگر ٹرسٹیان ہمراہ تہے سب سے پہلے پختہ بارک کے دو کمرون کو جنمین اکونٹنٹ آفس تہا ملاحظہ کیا کالج کے حساب کتاب کے رجسٹرون کو دیکہا اور پہر چند کمرون کے اندر جاکر طریقہ وسلیقہ رہایش طلبا کا ملاحظہ کیا باقی کمرون کو برآمد مین سے دیکہتے ہوئے ڈائننگ ہال (سالار منزل) مین تشریف لائے سرسالار جنگ کے عطیہ کی یادگار مین جو کتبہ دیوار پر نصب تہا اوسکو پڑہا - اوسکے اخیر مین ایک شعر جو سرسید کے دل محزون سے نکلا تہا اور جس سے مسلمانون کی حالت زار اور ذی مقدرت اہل اسلام کی عدم توجہی کی تصویر آنکھون کے سامنے پہر جاتی ہے پڑہا ؎

اجرش دہد خدائے کہ کرد ست یاوری ۔ باآن کسان کہ ناصر و یاور نداشتند

اس شعر کو پڑہ کر بہت متاثر ہوئے ڈائننگ ہال سے سرہنری ہیکموہن و نواب محسن الملک کو اپنے ساتہہ سوار کراکر براہ ظہور گیٹ انگلش ہاوس کو تشریف لے گئے جاتے ہوئے جب میگڈانل بورڈنگ ہوس و ممتاز بورڈنگ ہوس کے قریب سے گذرے تو نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ اولذکر بورڈنگ کی تعمیر مین گورنمنٹ نے بیس ہزار روپیہ دیا ہے اور ثانی الذکر ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان کے عطیہ پچاس ہزار روپیہ سے تعمیر ہوا ہے ہز مجسٹی نے ممتاز بورڈنگ کی خوبصورتی اور ممتاز الدولہ کی فیاضی پر اظہار پسندیدگی فرمایا - انگلش ہاوس مین پہونچنے پر مسٹر راس ہاوس ماسٹر و مس ہیرس لیڈی

سپرنٹنڈنٹ نے بچون کے سونے کہانے نماز پڑہنے سبق یاد کرنے کے کمرے دکہائے ہز مجسٹی نے کمرون کو دیکہہ کر فرمایا کہ لوگ اس طریقہ پر مسلمان بچون کے رہنے سہنے پر اعتراض کرتے ہین مگر مین انمین کچہہ مضایقہ نہین دیکہتا جب بچے اسلامی عقاید سے واقف اور ارکان اسلام کے پابند ہون پہر جو چاہین پڑہین اور جسطرح چاہین رہین۔

مسٹر ریس نے بچون کے سبق یاد کرنے کے کرہ مین وہ الماری دکہائی جسمین بچون کے پڑہنے کے قرآن شریف اور سیپارے رکہے ہوئے تہے۔

ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین قرآن شریف کو بالاے طاق دیکہنے نہین آیا بلکہ یہ دیکہنے آیا ہون کہ بچے انہین پڑہتے بہی ہین یا نہین اگر پڑہتے ہین تو اونکے اخلاق اور طبیعت مین انکا کچہہ اثر بہی ہے کہ نہین۔

مسٹر ریس نے چار لڑکون کو امتحان کے لئے پیش کیا ہز مجسٹی نے فرمایا کہ "مین اسطرح منتخب شدہ لڑکون کا امتحان لینا نہین چاہتا مین لڑکون کو خود منتخب کرون گا اور جو چاہونگا پوچہونگا" اسی اثنا مین نماز ظہر کا وقت ہوگیا اور ہز مجسٹی انگلش ہاؤس سے مسجد مین چلے آئے بعد اداے نماز ظہر نظام میوزم مین تشریف لے گئے اور مسٹر آرچبولڈ پرنسپل سے پروفیسرون کا طریقہ تعلیم دکہانے کی فرمایش کی اس حکم کی تعمیل مین مسٹر ٹول نے پولٹیکل اکانومی کے مسئلہ تجارت بین الاقوام پر لکچر دیا مسٹر ریس کرافٹ نے چہوٹے بچون کو بلا پند د

کتاب صرف گفتگو کے ذریعہ زبان سکھانے کا طریقہ دکھایا - مولوی عباس حسین معلم

دینیات شیعہ نے طلبار کی ایک جماعت کو کتاب المعاملات پر درس دینا شروع کیا

ہز مجسٹی نے درس سنکر فرمایا کہ "یہ بحث معاملات سے متعلق ہے جسکی ضرورت قاضیون

مفتیون کو ہوتی ہے لڑکون کو جو خاص کر انگریزی خوان ہین عقاید اور عبادات جاننے

کی ضرورت ہے اگر مین عقاید اور عبادات کے متعلق سوال کرون توکیا یہ لڑکے جواب دیسکتے

ہین" طلبا نے کہا جی ہان - اس جواب پر ہز مجسٹی نے ایک لڑکے کو بلاکر پوچھا

بنائے اسلام چند است بگو - لڑکے نے جواب دیا پنج - توحید - عدل - عدل کا لفظ

سنکر ہز مجسٹی متعجب ہوئے - نواب محسن الملک نے کہا کہ یہ جماعت طلبار شیعہ کی ہے

اسپر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ جب مین انکے عقاید سے واقف نہین تو انکا امتحان نہین لے

سکتا سنی طلبا بلائے جائین -

مولوی عبداللہ انصاری پچاس سے زاید طلبار اہل سنت کو لیکر آئے - ہز مجسٹی نے سبکو

ایک حلقہ مین کرسیون پر بیٹھنے کی اجازت دی اور اون مین سے ایک ایک لڑکے

کو بلاکر دینیات مین اپنے سوالون کے صحیح جواب سنکر شاباش فرماتے رہے چند

لڑکون سے دعائین جو نماز کے مختلف ارکان مین پڑہی جاتی ہین پڑہوائین پھر امتحان

قرات قران شریف کے لئے ایک کرسی اپنے روبرو بچھوائی اور اون مین سے ایک

لڑکے علی* الدین کو جو بی اے کلاس مین پڑہتا تہا بُلاکر اپنے روبرو کرسی پر بٹھایا اور فرمایا "وہ قرآن شریف مین سے جو یاد ہو پڑہو" حسن اتفاق کہ جس لڑکے کو ہز مجسٹی نے منتخب کیا وہ اپنے اسلاف کی طرح اسلامی عقاید اور مذہبی ارکان کا واقف - حافظ قرآن اور قاری تہا اوسنے مصری لہجہ مین اعوذ و بسم اللہ کے بعد سورہ آل عمران کا رکوع ۱۹ - اِنَّ فِی خلق السموات والارض الخ پڑہنا شروع کیا - دو چار آیتون تک تو ہز مجسٹی نے ضبط کیا - مگر پہر خوش الحانی حسن تجوید موثر لہجہ - کلام متبرک کی فصاحت اور آیات کے بلیغ معنی نے اثر کیا اور بے اختیار آنکھون سے مسلسل آنسو رخسارون پر بہنے لگے اور جسقدر غبار کہ حاسدون کی بدگوئی سے کالج کی نسبت ہز مجسٹی کے آئینۂ دل پر تہا سب کو دہو دیا - الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہوئے کرسی سے کہڑے ہو گئے اور نہایت جوش سے فرمانے لگے کہ جو کچہ بدگوئی لوگون نے کالج کی نسبت مجہسے کی تہی سب غلط سب جہوٹ جسکو اپنے دین سے کامل واقفیت ہو اوسکو کیون اجازت نہو کہ وہ علم معاش حاصل کرے مذہبی واقفیت کی نسبت ہمنے طلبا کا امتحان لے لیا بہت اچہا اور ہم بہت خوش - کچہہ اور فرمانا چاہتے تہے کہ نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ مختلف حصص ہندوستان سے بہت سے معززین

* علی الدین میرے محب شفیق مولوی رفیع الدین وکیل ضلع علی گڈہ کا فرزند ارجمند ہے - اگرچہ اس خاندان (دہلی اسرائیل) مین بہت سے حضرات (مولوی اسمٰعیل مرحوم - میرے اوستاد مولوی اسحاق مغفور) مشرقی علوم مین عالم وفاضل ہوے ہین مگر یہ ہونہار مشرقی اور مغربی علوم کے باعث فخر خاندان ہے اسکے امتحان کے وقت مین بہی موجود تہا اور اوسکی کامیابی کی دعا کی مقبولیت پر مسرور تہا -

مشتاق زیارت اسٹریچی ہال مین جمع ہین اگر اعلی حضرت اپنے خیالات اوس مجمع مین ظاہر فرمائین تو بہت مستحسن ہے اس درخواست پر ہز مجسٹی نظام میوزیم کے برآمدہ مین تشریف لائے تو صاحبزادہ آفتاب احمد خان عوز عشتی سے جو یہان کھڑے ہوئے تھے طلبا کی امتحان مین کامیابی پر اظہار مسرت فرما کر اسٹریچی ہال مین رونق بخش ہوئے حاضرین تعظیم کیلئے سروقد کھڑے ہو گئے۔ مولوی حبیب الرحمن شروانی نے ایڈریس پیش کیے جانیکی ہز مجسٹی سے اجازت حاصل کی و رخان بہادر محمد مزمل اللہ خان شروانی نے ایڈریس پڑہنا شروع کیا جسکا عنوان بعد تشکریہ تشریف آوری کے یہ اشعار تھے ؎

مژدہ اے یاران کہ در تہنا روان آید ہمین ۔۔۔ وندرین گلشن بہار بیخزان آید ہمین

شاہ افغانان نمی آید درین دار العلوم ۔۔۔ ابر رحمت بہر تشنہ لبان آید ہمین

اسکے بعد ہز مجسٹی کے عہد مین افغانستان کی ترقی ملتی و سیاستی کا ذکر۔ ہندوستان کے مسلمانون کا تنزل و دیگر اقوام کی ترقی۔ مسلمانون کی ترقی کے لئے بیت العلوم کی ضرورت۔ سرسید کی مساعی جمیلہ گورنمنٹ کی دستگیری۔ رؤسا رعالیشان حیدرآباد۔ پٹیالہ۔ بہاولپور۔ رامپور۔ جاورہ۔ کوٹلہ مالیر

ﷺ خان بہادر محمد مزمل اللہ خان و مولوی حبیب الرحمن خان اور نواب نیر محمد سعید خان جنکا ذکر آیندہ آئیگا۔ ایک اعلی خاندان کے رکن ہین جو کہ رؤسا و تادلی۔ دادون۔ بھیکم پور پر مشتمل ہے جن سے ضلع علیگڈہ کو زیب و زینت ہے اور اسلامیہ کالج کو پوری امداد ہے اور اس تاریخ کے ہیرو لودی کے منجھلے بہائی شروانی کی اولاد ہین۔ مولف نے بہت کوشش کی کہ اس خاندان عالی کا شجرہ اور مختصر تاریخی حالات بذیل اولاد شروانی درج کرتا مگر افسوس کہ دونو معززین نے راقم کی متواتر درخواستون پر نظر توجہ سے دریغ فرمایا۔ جسکا مجکو سخت رنج ہے۔

عطیون کا امتنان - اعلیٰ تعلیم علم عربی کیلیئے بیادگار تشریف آوری شہزادہ ویلز اور اونکی بیگم صاحبہ کے مخصوص انتظام کا ہونا - سائنس عربی کی توسیع اور تکمیل کے لئے گورنمنٹ کا ہزار روپیہ ماہانہ علاوہ دو ہزار ماہانہ مقررہ سابقہ کے عطا فرمانا - سر سلطان محمد شاہ آغا خان - جی سی - آئی ای رئیس اعظم بمبئی کا ۵۳ ہزار یکمشت اور عطیہ سابقہ چھ ہزار سالانہ پر دو ہزار سالانہ کا اضافہ فرمانا سر آدمجی پیر بہائی کا ایک لاکھ دس ہزار روپیہ مرحمت فرمانا - اور پہران اشعار دعائیہ پر خاتمہ تھا

تا مدار کار باشد بر عمل	عار باشد تاجوانان را کسل
در جہان تا علم را باشد نشان	بر ہنرہا تا کند نازش جہان
تا ریاست راست در گیتی وجود	تا سیاست راست در عالم نمود
شخص تو محفوظ ماند از گزند	چارہ کار از تو جوید دردمند

خان بہادر نے تہوڑا سا پڑہا تہا کہ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مجکو معلوم ہوگیا زیادہ پڑہنے کی ضرورت نہیں یہ فرماکر کہڑے ہو گئے اور یہ تقریر فرمائی

اکثر مردم کہ در باب این کالج قسم قسم سخنہا میگفتند لاکن ما آمدیم برائے علم آوری وما شکر گذاریم از گورنمنٹ انڈیا کہ او اجازت داد این را کہ درین کالج کہ اکثر مردم اسلام کہ درین جا آمدہ اند بہ بینیم حالا آمدیم بر سر مطلب امروز کہ ما آمدیم بقسم بسیار درست وآنچہ معلوم بود از اصول دین ما سوال کردیم از شاگردان کہ درین کالج بودند و شکر مے کنیم و باز شکر مے کنیم کہ این شاگردان

در عقاید اسلامی خود کامل و مکمل انداول کسیکہ دہن بدگویان بند کند او من خواہم بود گاہے
نخواہم گفت کہ کسی از علم یورپ نخواند بخواند۔ بخواند بخواند لیکن بعد تکمیل مسلمانی ۔چنانچہ ما در افغانستان
یک کالج حبیبیہ نام بنا کردہ ایم - در وہم جاری کردیم علم مغرب زمین - لاکن بعد ازان کہ
شاگردان پورا مسلمان شوند- واین شاگردان کا امتحان کردیم ہمہ در اصول دین درست کامل
اند حالا ہمی خواہیم کہ عملاً امداد این کالج بکنیم لاکن افسوس مے کنیم کہ ما امداد کالج مکمل درین جا
کردن نمی توانیم چونکہ در دولت خود از براے این کار محتاجیم سازین و با این ہمہ ما براے ہمیشہ ہمیشہ
ماہے پنجصد روپیہ میدہیم و نصیحت ما خواہد بود کہ طلبا مسلمان اول ہمین قدر کہ امروز
امتحان گرفتیم تعلیم دینی دادہ شود بعدہٗ بہر طرف رو گردانند گردانند- وحالا یکمشت کہ این سالانہ
نیست بست ہزار روپیہ مے دہیم والسلام - مکرر حضرات کہ درین جا حاضر ہستند ہمہ را با مان
خدا مے سپاریم و وداع مے کنیم و بجاے خود می رویم و امشب با حضرات این کالج کہ بست
و پنجکس مے باشند باہم نان مے خوریم و مے رویم والسلام-

ہز مجسٹی کی تقریر ختم ہونے کے بعد ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان نے ایڈریس کو صندوقچہ نقرہ
مین رکھکر پیش کیا - اس موقع پر نواب محسن الملک نے حسب ذیل اعلان کیا-

۱-حاجی نواب احمد سعید خان (شروانی) رئیس بھیکم پور نے دس ہزار روپیہ اس غرض سے
دینے کا وعدہ کیا ہے کہ اس روپیہ سے ہز مجسٹی کی یادگار قایم کیجاے- ہز مجسٹی کا منشا معلوم کرنے پر جواب ملے

کہ اس روپیہ کی آمدنی تعلیم فقہ پر صرف کیجاے۔

۲- نواب میر سردار علی خان رئیس بمبئی نے سات ہزار روپیہ اس لیے دینے کا وعدہ کیا ہے

کہ ہز مجسٹی کی یادگار مین عربی سکالرشپ قایم کیجاے۔

۳- راجہ نوشاد علی رئیس جہانگیر آباد نے تین ۳۰۰۰ ہزار روپیہ امداد تعلیم نسوانمین دینے کا وعدہ کیا ہے

اسکے بعد ہز مجسٹی اسٹریچی ہال سے بیک منزل مین تشریف لاے گارڈن پارٹی مین

شامل ہونے سے عذر کیا۔

۷ بجے شام کے نواب محسن الملک۔ ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان۔ وقار الملک نواب

مشتاق علیخان۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان۔ شیخ عبداللہ کو بلا کر بیس ہزار روپیہ یکمشت

کے کرنسی نوٹ اور چھ ۶ ہزار روپیہ نقد پیشگی بابت سنہ رواں عطا کیا۔ اور ایک سند عطا

فرمائی جسکو بلفظہ ذیل مین درج کرتا ہون۔

ہو اللہ

بتاریخ یوم چہارشنبہ غرہ ماہ ذالحجہ الحرام ۱۳۲۴ھ ہجری مقدس۔ مطابق شانزدہم

ماہ جنوری ۱۹۰۷ء

جہت ملاحظہ علیگڈہ کالج آمدیم اگرچہ از زبان بعضے مردم در باب شاگردان کالج

موصوف شنیدہ بودم کہ در عقاید اسلامیہ خود درست نمی باشند۔ اما خود

من بحضور خود بزبان خود از شاگردان کالج مذکور امتحان بعض عقاید ضروری اسلام و مسایل روزہ نماز
را گرفتم تمام سوال ہاے مرا بطریق عقاید اہل اسلام جواب گفتند و شستہ تعمیر کالج مذکور و
طریقہ بود و باش طلبا را ہم ملاحظہ کردم خیلے موزون و درست است بعد ازان کہ اطفال اہل اسلام بعقائد
اسلامی ضروری فرایض اسلام دانستہ شوند ہرگاہ شروع درس مروجہ یورپ بکنند ہیچ عیبی نیست فقط
بعد عطاے سند ہز مجسٹی نے سات بجے رات کے ۲۶ اٹھائیس و دیگر معززین کے ساتھ کھانا تناول
فرمایا جنکے نامون کی نسبت گذشتہ موقع پر اشارہ کر آیا ہون - علاوہ انکے نواب احمد سعید خان
رئیس بھیکم پور و نواب وقار الملک محمد مشتاق علیخان شریک طعام ہوئے اور خان بہادر محمد مزمل اللہ خان
بوجہ ناسازی طبع شمولیت سے معذور رہے - بعد تناول طعام دا دا سے نماز عشا ممتاز الدولہ† نواب فیاض علیخان
و نواب محسن الملک و خواجہ الطاف حسین حالی کو یاد فرمایا اس موقع پر خواجہ حالی نے قصیدہ سنایا جس کو درج کرتا ہون

قصیدہ

میرسد گر فرق عزت بگذرد از فرقدان | میزبانی را کہ شاہے چون تو باشد میہمان
گر بہر فصلے آید در و دیوار کالج دور نیست | زین طرب کامد بدیدارش امیر کامران
دولت بیدار منت ما کہ شد مہمان ما | چون تو مہمان عزیز قیصر ہندوستان

† ممتاز الدولہ سورج بنسی راجپوت رئیس پہاسو ہین جنکا سلسلۂ نسب ۶۰ واسطون سے راجہ لو ابن مہاراجہ
رام چندر جی تک پہنچتا ہے اور ایک اعلیٰ خاندان کے رکن ہین جو لعل خانی مشہور ہے سلسلہ نسب و مختصر حالات
خاندان مین بھی درج کرتا ہون -

زندہ کاش امروز بودی بانئ این درسگاہ	تا بدیدے پایہ اش بالاتر از وہم و گمان
تا ہمہ امید ہا کاندر دل خود بستہ بود	از قدوم نشہ بچشم خویشتن دیدے عیان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۳

حالات
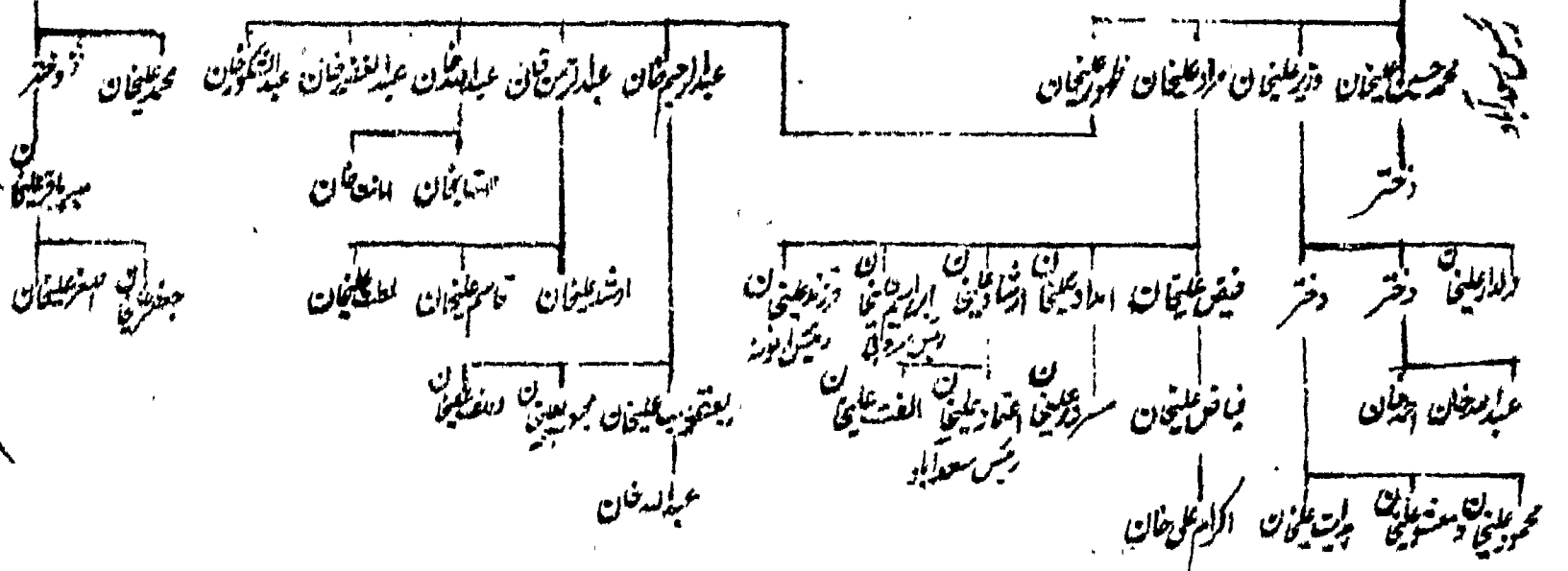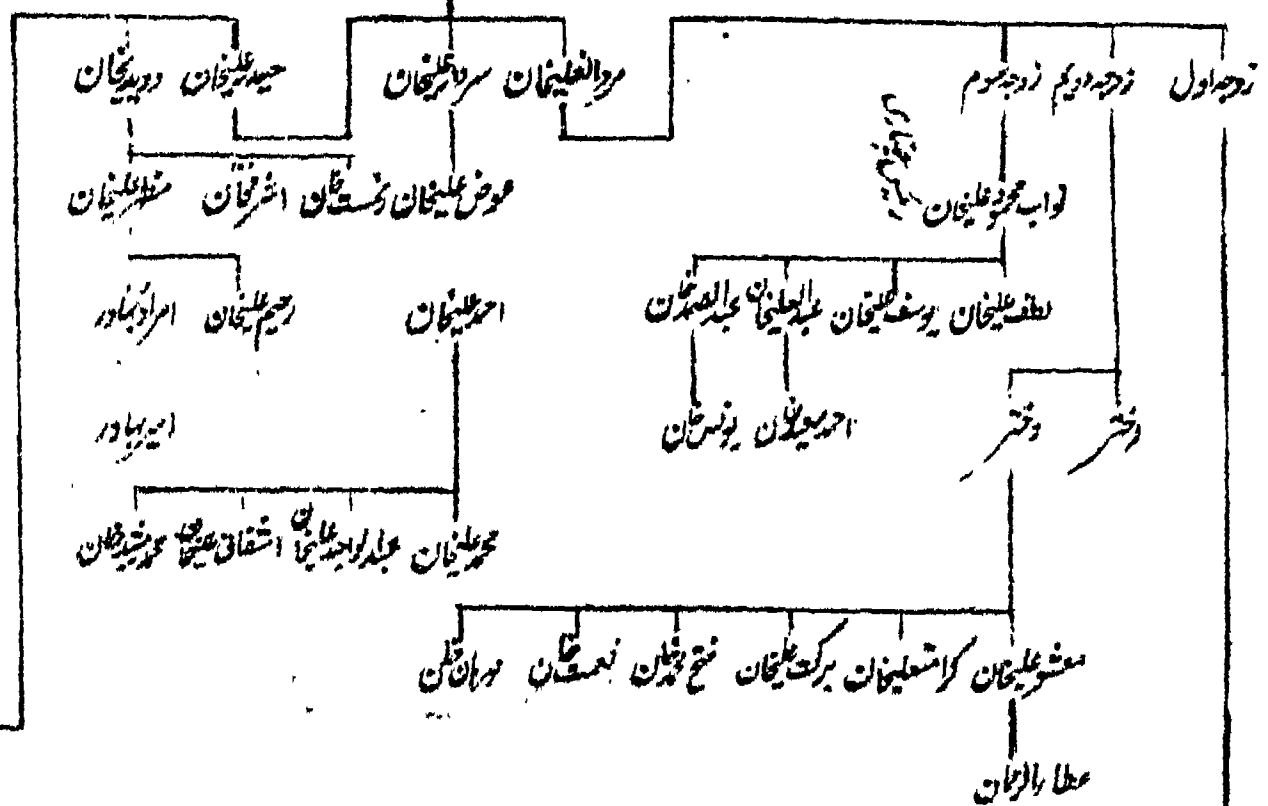
مورث اعلی اس خاندان کا راجہ پرتاب سنگہ راجہ لو سے اننالیسوین پشت مین دہلی اور کشن گڈہ کا حکمران تہا انکی بہادری کے کارنامے سنکر راجہ اجیت سنگہ والی کول (علی گڈہ) نے اپنی دختر کی شادی ان سے کی اور جہیز مین پانچ پرگنے دیے جنمین ایک پیاسو تہا راجہ پرتاب سنگہ سے نوین پشت مین

اے سراج ملت و دین اے امیر ابن امیر | اے چو باب نامدار خویش شاہی کاروان
سنگھا کاندر رۂ تعلیم قوم آمد بہ پیش | داستان عبرت انگیزش نگنجد در بیان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۴

راجہ پہاڑ سنگھ جنکو شیر شاہ سوری نے خطاب خانی عطا کیا اور اُنکے فرزند راجہ لعل سنگھ کو جلال الدین محمد اکبر نے خطاب خانی عطا کرکے لعل خان کے نام سے مخاطب کیا اسوجہ سے راجہ لعل سنگھ کی اولاد لعل خانی مشہور ہے راجہ لعل سنگھ کے فرزند راجہ البان نے معہ اپنے فرزند راجہ **اعتماد رائے** بعہد نور الدین جہانگیر فیض صحبت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سے مذہب اسلام قبول کیا اور حضرت موصوف کے ہاتھ پر بیعت کی اوسوقت سے یہ خاندان شرف اسلام سے مشرف ہے راجہ اعتماد رائے کے بعد انکے فرزند **زبردست خان** اور انکے بعد **راجہ رستم خان** جانشین ہوے جنکی اولاد روساے جونیر۔ امرولی۔ کھیلیا سعد آباد۔ پہاسو چھتاری وغیرہ پر مشتمل ہے

عذر مولف مینے سلسلہ نسب مین معزز ارکان خاندان کا پتہ دیدیا ہے مگر حالات تاریخ مختصراً گویا خوشہ از خرمن روساے پہاسو وچھتاری کے زیب اوراق کرتا ہون اگر خدا کو منظور ہے تو دوسرے ایڈیشن مین اس کمی کی تلافی کرون گا۔

ا۔ **ریاست پہاسو** اس ریاست کی نیکنامی کی مزید شہرت اور قابل قدر خدمات گورنمنٹ انگریزی کی ابتدا نواب **فیض علیخان** مرحوم سے ہوئی ہے جو نواب ممتاز الدولہ کے والد ماجد تھے۔ مرحوم اپنے والد محمد مراد علیخان کی حیات مین بطور سیاحت جے پور تشریف لیگئے تھے وہان اتفاق ملاقات کا ہز ہائینس مہاراجہ ادہراج مہاراجہ **رام سنگھ** صاحب بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ والی جے پور سے ہوا ہز ہائینس نے پہلی ہی ملاقات مین مرحوم کو راج کے معزز عہدون کے لیئے موزون خیال کرکے ۱۸۵۶ء مین اپنے سایہ عاطفت مین لے لیا۔ اور پھر چند عہدون کی تبدیلی کے بعد ۱۸۵۶ء مین خطاب نوابی عطا کرکے بخشی (کمانڈر انچیف) راج مقرر کیا۔ اس عہدہ پر ہنوز ایک ہی سال ہوا تھا کہ ۱۸۵۷ء مین غدر ہوا چونکہ نواب مرحوم کے فوجی انتظام سے راج جے پور آفات غدر سے محفوظ تھا اسلیئے ہز آنر لفٹننٹ گورنر آگرہ نے بذریعہ مسٹر ایڈن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ راج جے پور ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر سے بغرض انطفاے نائرہ غدر استدعا امداد کی ہز ہائینس نے نواب مرحوم کو معہ ہزار فوج و چند توپ و بارہ ضرب توپ روانہ دہلی کیا پہلی منزل مین نواب مرحوم نے دو میم اور چند بچون کو جو سو ایتون کی قید سے چھڑایا اور پھر بارہ اعلی عہدہ داران سرکار انگریزی کی جان بچائی جسمین ایک مسٹر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب تھے جو بعہدہ کمانڈر انچیف ہند اور پھر فیلڈ مارشل انگلینڈ مقرر ہوے بعد رفع غدر نواب مرحوم کی خدمات ایام غدر کی قدر فرماکر گورنمنٹ انگریزی نے خلعت گران بہا اور سند زمینداری چار ہزار روپیہ مالگذاری دوام کے لیئے معہ معافی چہارم حصہ مالگذاری حین حیات و خطاب خان بہادر۔ اور مہاراجہ صاحب بہادر جے پور

قصہ کوتاہ جہل و دانش سالہا درجنگ بود	جہل میکوشید تا نگذارد از دانش نشان
دولت ہند از بنود سے حامیٔ این درسگاہ	کوشش بانی ہمہ برباد رفتے بیگمان
شکر للہ کز میان برخاست این جنگ و خلاف	جملہ بربستند بر امداد این کالج میان
عاقبت مقصود لائے کالج بدین غایت رسید	تربیت گاہ غریبان شد گذرگاہ شہان
شکر این کہتر نوازی کز قدوم خویشتن	اہل کالج را فزودی آبرو عزو شان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۵) نے آٹھ ہزار سات سو روپیہ کی جاگیر دوام کے لیے عطا فرمائی۔ ۱۸۶۹ء مین ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جے پور نے بصلہ حسن کارگزاری معاہدہ سانبھر جو باہم گورنمنٹ انگریزی ور اج جے پور ہوا تھا خلعت معہ زنجیر فیل و خطاب ممتاز الدولہ عطا فرمایا جسکو گورنمنٹ انگریزی نے بھی منظور فرمایا۔ ۱۸۷۰ء مین گورنمنٹ نے نواب مرحوم کو خطاب و تمغہ کمپینین سٹار اوف انڈیا۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۱ء کو بادخال ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ مالگذاری علاقہ بیاسو گورنمنٹ سے مرفوع القلم کرائی۔

۱۸۶۶ء کو بصلہ حسن ترتیب رپورٹ انتظامیہ راج بڑودہ و حسن انتظام راج کوٹہ گورنمنٹ نے نواب مرحوم کو خطاب و تمغہ نائٹ کمانڈر سٹار اوف انڈیا۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ عطا فرمایا۔

۱۸۸۰ء مین گورنمنٹ نے خطاب ممتاز الدولہ نواب مرحوم کو نسلاً بعد نسلاً عطا فرمایا۔

۱۸۸۹ء مین نواب مرحوم بعد ادائے مناسک حج و زیارت روضۂ نبوی صلعم واپس آئے۔ اور بلا ضرورت تقرر محکمہ بورڈ اوف کنٹرول پیشگاہ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جے پور سے دل برداشتہ ہوکر اپنے عہدہ ممبر ایل کونسل سے استعفی دیدیا۔ اگرچہ مہاراجہ رام سنگھ صاحب بہادر نے اور ادھکے بیکنٹھ باس ہونے کے بعد ہز ہائنس مہاراج ادھیراج سروائی مادھو سنگھ صاحب بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی آئی۔ ای۔ نے بہت چاہا کہ مرحوم اپنے عہدہ کو سنبھالین مگر مرحوم عذر ضعیفی کرکے ٹالتے رہے۔

۱۸۹۴ء نواب ممتاز الدولہ فیض علیخان بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ نے

گر نویسد بارہ زان نیست یارائے قلم ‏ ‏ ور بگوید اندکے زان نیست نیروے زبان

پس ہمان بہتر کہ گردد بر دعا ختم سخن ‏ ‏ زانکہ ناید جز دعاے خواجہ از بندگان

تا ز تعلیم است و تلقین دین و دنیا را فروغ ‏ ‏ تا بود وابستہ با علم و عمل نظم جہان

ملت افغان ز تدبیر تو اندر علم و فن ‏ ‏ گوئے سبقت بردہ باد از جملہ ابناے زمان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۶) بمقام پہاسو انتقال فرمایا آپ کے فرزند رشید۔

نواب ممتاز الدولہ فیاض علیخان جنکا متن مین ذکر ہے جانشین ہوئے ہز ہائینس مہاراجہ سر سوائی مادھو سنگھ صاحب بہادر والی جے پور اس نقصان کو محسوس فرما رہے تھے کہ جو ممتاز مشیر (نواب فیض علیخان مرحوم) کی دواماً علیحدگی سے راج کو پہنچا جسکی تلافی یہ فرمائی کہ

سنہ ۱۹۰۱ء مین نواب ممتاز الدولہ فیاض علیخان کو باستحقاق قدامت و ذاتی قابلیت یاد فرما کر بعہدہ پرائم منسٹر کے ممبر اکل کونسل مقرر کیا۔

سنہ ۱۹۰۲ء کو ممتاز الدولہ پریزیڈنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ منجانب گورنمنٹ منتخب ہوکر جشن تاجپوشی ہز مجسٹی ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند بمقام لندن شامل ہوئے۔

سنہ ۱۹۰۳ء کو ممتاز الدولہ دربار اعلان تاجپوشی ہز مجسٹی قیصر ہند بمقام دہلی مدعو ہوئے اور خطاب و تمغہ کمپینین سٹار آف انڈیا۔ یعنی سی۔ ایس۔ آئی۔ سے اور

سنہ ۱۹۰۸ء کو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی قیصر ہند خطاب نائٹ کمانڈر انڈین امپائر۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سے ممتاز ہوئے آپ ہی کے عطیہ پچاس ہزار روپیہ سے ممتاز بورڈنگ تعمیر ہوا۔ جسکا افتتاح ہز آنر سر جیمس ڈگس لاٹوش صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ نے اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو فرمایا۔

۲۔ **ریاست چھتاری**۔ اس ریاست کی نیکنامی کی شہرت اور ادائے خدمات گورنمنٹ کی ابتدا **نواب محمود علیخان** مغفور سے ہوئی ہے جنکو خیر مجسم کہنا زیبا ہے آپکی خیری اور یتیم بیواؤن کی دستگیری کا آوازہ ہند سے عرب تک گونج رہا ہے۔

سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین آپ نے ادائے خدمات گورنمنٹ مین نہایت سرگرمی ظاہر کی۔ گورنمنٹ نے بھی

آنچنان کز نوع خود در زور و طاقت برتر است	ہمچنان در علم و حکمت باد ممتاز از جہان
تا بود خیر و صلاح خلق در صلح و وفاق	تا نہال دوستی بار آور و امن و امان
اتحادِ دولت ہند و خداداد امیر	باد مستحکم بسان اتحاد جسم و جان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۷) مغفور کی خدمات ایام غدر کی قدر فرما کر اوسکے صلہ مین خلعت گران قدر اور سند زمینداری مواضعات مالاگڈھ - ڈہکولی متنجاعت پور جیسی چار ہزار چھتیس روپیہ معہ خطاب خان بہادر عطا فرمایا -

سنہ ۱۸۷۷ء مین مغفور کو دربار قیصری پر خطاب نوابی عطا ہوا - مغفور نے کئی حج کیے عرصہ تک حرمین شریفین مین مقیم رہے اور بہت سے کام رفاہ عام کے کر کے رہگرائے عالم بقا ہوئے آپ کے چار فرزند حسب ذیل تھے -

۱- نواب لطف علیخان - آپ کی خدمت مین مجکو بھی شرف نیاز حاصل تھا آپ اپنے اخلاق حمیدہ سے اکثر تقریبات خاندان راقم مین تشریف لا کر ممنون فرماتے تھے منجانب گورنمنٹ مدار المہام ریاست رام پور بھی مقرر ہوئے تھے - افسوس کہ اونکا انتقال ہوگیا - جب مجکو اونکے اخلاق حمیدہ یاد آتے ہین سخت قلق ہوتا ہے ایک دفعہ آپ ریاست نابہہ کے قریب ایک تقریب مین تشریف لائے جب واپس جانے لگے تو مجکو اطلاع ہوئی بشوق ملاقات اسٹیشن نابہہ پر پہونچا مجکو دور سے دیکھتے ہی دوڑے آئے اور آکر چمٹ گئے - حیرانی کے لہجہ مین فرمانے لگے - ارے میان تم کہان - مینے اپنے نوکری اری ریاست نابہہ کا حال کچھ یون ہی عرض کیا تھا کہ فرمانے لگے ہان ہان یاد آگیا - مینے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمانے کی استدعا پر اصرار کیا فرمانے لگے کہ اگر تنہا ہوتا تو ضرور چلتا اور دو چار روز ٹھیر کر سیر کرتا اب مجبور ہون -

۲- نواب یوسف علیخان - آپ اسلامیہ کالج کے معزز ٹرسٹی تھے - بلحاظ اپنی لیاقت کے قانونی کونسل مین داخل ہو چکے تھے سنہ ۱۹۰۳ء کے دربار اعلان تاجپوشی ہز مجسٹی قیصر ہند پر بمقام دہلی مدعو ہوئے تھے اونکا بھی انتقال ہوگیا -

۳- عبد العلیخان - انکا بھی انتقال ہوگیا - انکے فرزند احمد سعید خان جانشین ہین -

۴- عبد الصمد خان - آپ آبائی ریاست پر متمکن ہین آپ کے فرزند یونس خان ہین -

ہز مجسٹی نے بعد سماعت قصیدہ نواب محسن الملک - نواب ممتاز الدولہ - خواجہ حالی کو رخصت فرمایا اور نو بجے رات کے کالج کو خیرباد کہکر اسٹیشن کو تشریف لیگئے۔

✣ افسوس صد افسوس - نواب محسن الدولہ محسن الملک منیر نواز جنگ سید مہدی علیخان سرسید کے لایق جانشین - مسلمانون کے محترم لیڈر - مدرسۃ العلوم کے سرگرم سکرٹری - محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے روح رواں ال انڈیا مسلم لیگ کے محرک - ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۷ء کو بمقام شملہ بعارضہ سرخ بادہ مسلمانون کی ہمدردی و غمخواری سے ہمیشہ کو سبکدوش ہوئے - مادہ تاریخ وفات نتیجہ طبع مستجاب شروانی - لیغفر لہ - ہے مغفور کی قومی خدمتون کا تذکرہ ایسا وسیع ہے کہ جسکا محدود کرنا میرے امکان سے باہر ہے جسقدر مالی اور تعلیمی فایدہ مدرسۃ العلوم کو پہونچا اوسکا شکریہ قوم سے ادا ہونا دشوار ہے خدا اجر عطا فرمائے۔

سید القوم نے مسلمانون کیلئے حصول تعلیم کی ابتدا کی تہی محسن القوم نے حصول اعتراض تعلیمی کی پولٹیکل جد وجہد کی تحریک (ڈپوٹیشن آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ تحریک محسن القوم بحضور ہز ایکسلنسی لارڈ منٹو مقتدا والیسرائے ہند بمقام شملہ حاضر ہونا اور اغراض و مقاصد مسلمانون پر توجہ دلانا) شروع کی - جسکا احساس گورنمنٹ نے بہی فرمایا اور کچھ کچھ نتیجہ بہی مسلمانونکے حق مین مفید (قانونی کونسلونکی توسیع اور زایدممبر مسلمانونکا تقرر) ظاہر ہونے لگا ہی - مگر حیف کہ مغفور اپنی تحریک کے پورے نتیجہ کو نہ دیکہ سکے اور بقول خواجہ حالی

وہ ملک کا محسن وہ مسلمانون کا غمخوار　　　　سر کرکے مہم قوم کے کام آگیا آخر
سید کا بدل قوم کو مشکل سے ملا تہا　　　　اوسکو بہی وہی قوم کا غم کہا گیا آخر

مرحوم کے جانشین ٹرسٹیون اور اسلامی انجمنون اور اخبارون کے اتفاق رائے سے نواب وقار الدولہ وقار الملک انتصار جنگ مولوی مشتاق علیخان منتخب ہوئے - اجماع قومی سے ظاہر ہوتا ہے - سالے نکوست از بہارش پیداست آپ بہی اپنے پیشرون سے قومی خدمات مین پیچہے نہ رہین گے مین بہی دعا کرتا ہون کہ خدا اونکی کوششون مین برکت اور ارادون مین کامیابی عطا فرمائے - ۲۲ - اپریل ۱۹۰۸ء کو ہز ایکسلنسی لارڈ منٹو والیسرائے ہند نے علی گڈہ کالج مین تشریف لاکر بذریعہ مطلا و مذہب سنہ کے خطاب نواب بطور ذاتی اعزاز کے عطا فرمایا۔

۱۷-جنوری کو کانپور مین پہونچے حکام ضلع نے حسب دستور استقبال کیا ریلوے اسٹیشن سے سوار ہوکر مشہور ملون اور فیکٹریون کا ملاحظہ کیا نو بجے رات کے بعد کانپور سے سوار ہوکر

۱۸-جنوری کو گوالیار مین پہونچے اسٹیشن پر ہزہائینس مہاراج ادہراج سرمادہوراؤ صاحب بہادر سیندھیا- والی گوالیار- جی- سی- ایس- آئی- نے استقبال کیا گلے مین طلائی پہولون کے ہار پہنائے گارڈ اوف آنر نے اسلحہ پیش کیے ۲۱ توپون کی سلامی ہوئی- ہزمجسٹی اسٹیشن سے راج کے کیڈٹ کور کے جلو مین محل کو تشریف لے گئے دوپہر کے بعد جامع مسجد مین نماز جمعہ ادا کی-

۱۹-جنوری کو فوجی کرتب مصنوعی جنگ ملاحظہ کی-

۲۰-جنوری کو فوجی ریویو ملاحظہ کرکے شکارگاہ مین تشریف لے گئے دو چیتے شکار کیے رات کو ہزہائینس کی شاہی دعوت مین شامل ہوئے میزبان اور مہمان نے قدم رنجہ فرمائی اور مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرکے ایک دوسرے کا جام صحت تجویز کیا- بعد تناول دعوت ہزمجسٹی گوالیار سے سوار ہوکر

۲۱-جنوری کو دہلی مین تشریف لائے- مسٹر مرک صاحب کمشنر دہلی نے معہ رؤسائے شہر استقبال کیا- اسٹیشن سے سرکٹ ہوس کو تشریف لے گئے - دوپہر کو موٹر کار مین سوار ہوکر قلعہ ملاحظہ کرتے ہوئے مزار پرانوار حضرت سلطان الاولیا نظام الملۃ والدین

محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ (مرید و خلیفہ حضرت فرید الملۃ و الدین گنج شکر اجودھنی ولادت ۶۳۴ھ و وفات ۷۲۵ھ) کی زیارت سے مشرف ہوئے ۲۲- اشرفیان اور دو روپیہ مزار کے نذر کئے- بعد زیارت ہمایون کا مقبرہ دیکھ کر حضرت سلطان قطب الملۃ والدین بختیار اوشی علیہ الرحمۃ (مرید و خلیفہ سید معین الحق و الدین حسن سنجری ولادت ۵۸۲ھ وفات ۶۳۲ھ) کے مزار کی زیارت سے مستفیض ہوئے ۲- اشرفیان مزار کے نذر کین- جوگ مایا پر چڑھ سو روپیہ دیا اور نواب صفدر جنگ کا مقبرہ دیکھ کر واپس آ لئے-

۲۲- جنوری کو بطون کا شکار کھیلنے جھیل وساوین پر جو دہلی سے ۲۲ میل تحصیل کیتھل ضلع کرنال مین ہے تشریف لے گئے اور بہت سے پرند شکار کئے نواب✣ رستم علیخان و نواب عمر دراز علیخان رؤسا کرنال نے جنکی جاگیر کے دیہات جھیل مذکور کے آس پاس واقعہ ہین ہز مجسٹی کی دعوت کا سامان کیا بعد تناول دعوت رؤسا موصوفین کی تواضع کا شکریہ ادا کر کے واپس آئے اور نو بجے رات کے دہلی سے سوار ہو کر

۲۳- جنوری کو اجمیر مین مزار پُر انوار حضرت معین الحق والدین حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمۃ (مرید و خلیفہ خواجہ عثمان ہارونی ولادت ۵۳۷ھ وفات ۶۳۳ھ) کی زیارت سے مشرف ہوئے پانسو روپیہ دیوان اور پانسو روپیہ متولی اور پانسو روپیہ مدرسہ اسلامیہ

✣ ان دونون صاحبون کی تاریخ صفحہ ۴۱۴ پر ملاحظہ فرمایئے-

اجمیر کو دیا - اور ایک ہزار روپیہ مولچند کے مندر کو دیکر اجمیر شریف سے سوار ہوئے - اور

۲۴ - جنوری کو دوبارہ دہلی مین آئے گنیش فلور ملز و ہند و بسکٹ فیکٹری کا ملاحظہ کیا

۲۵ - جنوری کو عیدگاہ مین نماز عید الضحے ادا کی پیش امام کو دو ہزار روپیہ کا خلعت دیا - عیدگاہ

سے واپس آکر نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد مین تشریف لے گئے سید محمد امام جامع مسجد کو دو ہزار

روپیہ کا خلعت عطا کیا - جامع مسجد سے واپس آکر دربار عید کیا جسمین عمائد اہل اسلام و ہنود

مدعو کئے گئے تھے - بعد دربار عازم کلکتہ ہوئے -

۲۸ - جنوری کو کلکتہ مین پہونچے ڈپٹی سکرٹری فارن اوفس گورنمنٹ ہند - ڈپٹی سکرٹری

گورنمنٹ بنگال - وایسرائے اور کمانڈر انچیف کے ایک ایک مصاحب نے

استقبال کیا - گارڈ اوف آنر نے اسلحہ پیش کئے ۱۳ فیر توپ کی سلامی ہوئی اسٹیشن سے

ہسٹینگس ہوس کو تشریف لیگئے - سر لوئیس ڈین صاحب فارن سکرٹری نے گورنمنٹ

کی طرف سے تحائف ذیل پیش کئے - اسلحہ ہائے آتشی - گراموفون - فرشی جہاڑ -

میز کا برقی سامان آرایش - دیگر اشیائے کارآمد -

رات کو لارڈ کچنر کے ساتھہ کہانا کہایا -

۲۹ - جنوری کو میڈیکل کالج - عجائب گھر - ملاحظہ کیا رات کو ہز ایکسلنسی وایسرائے کے

ساتھہ کہانا تناول فرمایا -

۳۰ جنوری کو سرکاری کارخانون اسلحہ سازی کاشی پور۔ ودمدم۔ عیسی پور کا ملاحظہ کیا آخرالذکر
کارخانہ مین ایک توپ ڈھالکر دکھائی گئی۔

۳۱۔ جنوری کو خضر پور کا گھاٹ۔ سیلون مین سوار ہوکر معلق پل۔ ملاحظہ کیا۔ اور پھر ہاڈ ناحی
کشتی وائیسرائے مین سوار ہوکر دوسری پار عجائب گھر دیکھا۔

۱۔ فروری سے ۰ ا فروری تک منٹو میٹیا بازار کی سیر مین مصروف رہے۔ وائیسرنگل دوکان
مین جاکر لیڈی منٹو سے ملاقات کی مختلف دوکانون سے نو ہزار روپیہ کی اشیا خریدکین
ذکریا مسجد مین نماز جمعہ ادا کی۔ گھوڑدوڑ دیکھی۔ اور ۱۰ فروری کی رات کو ایک بجے عازم بمبئی ہوئے

۱۲۔ فروری کو بمبئی کے وکٹوریا اسٹیشن پر پہونچے ہز اکسیلنسی لارڈ لمینگٹن صاحب گورنر بمبئی نے
خیر مقدم کیا۔ سلامی باقاعدہ ہوئی سر ہنری مکموہن نے امیر البحر۔ چیف جسٹس۔ ممبران کونسل
لفٹننٹ جنرل ایسٹرن کمانڈر کا ہز مجسٹی سے تعارف کرایا بعد ملاقات ہز مجسٹی گورنمنٹ ہوس
کو تشریف لیگئے۔ رات کو ہز اکسیلنسی گورنر بمبئی نے دعوت مین مدعو کیا۔ میزبان اور مہمان
نے ایک دوسرے کا جام صحت تجویز فرمایا۔

۱۳۔ فروری کو کلابہ جاکر شمالی اور جنوبی توپخانون کا ملاحظہ کیا ایسٹرراک کی باٹری کو دیکھا
سمندر مین دو چوبی نشانہ ڈال کر نشانے لگاکر دکھائے گئے۔ ہز مجسٹی نے بھی دور سے بٹن
دباکر توپ کا ایک فیر کیا۔ سہ پہر کو گھوڑدوڑ ملاحظہ کی۔

۱۴- فروری - اپولو بندر کے جہازی بیڑون کو ملاحظہ کیا ہر ایک جہاز سے ۲۱ فیر کی سلامی ہوئی رات کو سرکس کا تماشہ دیکھا -

۱۵- فروری - احمد دیوجی کی دوکان سے چوبی فرنیچر خریدا جمعہ کی نماز ایک مسجد مین ادا کی

۱۶- فروری - سلطان عبدالحمید عربی گھوڑون کے سوداگر سے بارہ گھوڑے خرید کئے گھوڑدوڑ ملاحظہ کی رات کو سر ارچیالڈ ہنٹر کے ساتھ کھانا کھایا -

۱۷- فروری - پونہ کی سیر کی وہان سے آکر آٹھ روز بمبئی مین مقیم رہے -

۲۵- فروری کو بمبئی کے اپولو بندر سے ڈفرن سٹیمر مین سوار ہوکر -

۲۷- فروری کو کراچی مین پہونچے - کمشنر صاحب سندہ اور فوجی اعلیٰ عہدہ دارون نے استقبال کیا - مرہٹہ پلٹن کے گارڈ اوف آنر نے اسلحہ پیش کئے -

۲۸- فروری کو ایک کشتی سمندر مین اوڑا کر دکھائی گئی - چڑیا گھر دیکھ کر چھاونی کے اسٹیشن پر تشریف لائے اور اسی تاریخ عازم لاہور ہوئے -

یکم مارچ کو لاہور کے اسٹیشن پر تشریف لائے مسٹر ینگ ہسبنڈ صاحب کمشنر لاہور نے استقبال کیا سلامی حسب قاعدہ ہوئی - اسٹیشن سے لایٹ ہوس کو تشریف لے گئے - دوپہر کے بعد شاہی جامع مسجد لاہور مین نماز جمعہ ادا کی امام کو ایکہزار روپیہ کا خلعت عطا کیا بعد نماز جمعہ جہانگیر کا مقبرہ دیکھ کر چیف کالج مین تشریف

لے گئے مسٹر ایف اے لسلی جونز پرنسپل نے استقبال کیا اور بعض جلیل القدر طلبا (مہاراج پٹیالہ - راجہ فرید کوٹ - ولیعہد چمبہ - امیر خیرپور سندہ) کا تعارف کرایا ہز مجسٹی بعد معائنہ کالج خوشنودی کا نوٹ لاگ بک مین درج کرکے واپس آئے۔

۲ - مارچ - میانمیر مین فوجی کرتب ملاحظہ کیئے - مسرز لگ اینڈ کلوی کی دوکان سے زیورات خریدے رات کو لفٹننٹ جنرل وا لٹر کیچنر کے ساتھ کھانا کھایا۔

۳۰ - مارچ - حسب استدعاے عمایدخالصہ امرت سر تشریف لے گئے دربار صاحب مین اکہزار دوسو پندرہ روپیہ - خدام کو متعدد عطایا عنایت کیئے خالصہ کالج کو چھ ہزار روپیہ دیا اور اوسی روز واپس آکر اسٹیشن سے سیدہے اسلامیہ کالج مین تشریف لائے منتظان کالج نے ایڈریس پیش کیا بعد سماعت ایڈریس خود تقریر فرمائی جسمین علاوہ چھ ہزار روپیہ سالانہ عطیہ سابقہ کے چھ ہزار سالانہ مزید یتیمون کی پرورش کے لئے مقرر فرمایا اور بیس ہزار روپیہ تعمیر کالج کے لئے عطا کیا - بعد اختتام تقریر موقعہ بنیاد کالج پر تشریف لاکر سنگ بنیاد جسپر عبارت ذیل کندہ تھی اپنے ہاتھ سے نصب کیا -

اللھم بارک فیہ

از ید فیض سشہ کابل زمین سشد بناے کاخ علم مومنین

سنہ ۱۳۲۵ھ

۴ - مارچ کو شالامار باغ ملاحظہ کیا انجمن حمایت الاسلام کا ڈپوٹیشن قبول کیا جسکے پریزیڈنٹ آنریبل نواب حاجی فتح علیخان قزلباش - سی - آئی - ای - رئیس اعظم لاہور تھے اسی تاریخ لاہور سے سوار ہوئے اور

۵ - مارچ کو تھوڑی دیر راولپنڈی مین ٹھیرکر رات کو پیشاور مین پونچے -

۶ - مارچ کو پیشاور مین سر ہنری میکموہن صاحب کو اعلیٰ درجہ کا تمغہ افغانی حرمت وسردار کا میجر بروڈ - میجر بروک کو تمغہ حرمت - کیپٹن ڈارنڈ - میجر ڈیوک - کیپٹن روسی کو تمغہ عزت - مسٹر فیلڈ - مسٹر جینکنز - مسٹر کیپٹن - مسٹر واگ کو تمغہ خدمت عطا کرکے -

۷ - مارچ کو جمرود مین آئے - مضمون ذیل لغرض اشاعت اخبارات سر ہنری میکموہن کے حوالہ کیا -

۷ - مارچ ۱۹۰۷ء جمرود در وقت مراجعت از سفر ہندوستان و داخل شدن بخاک افغانستان -

انچہ از گورنمنٹ انڈیا و خود جناب وایسرائے صاحب - کمانڈر انچیف صاحب وغیرہ افسران نظامی و حکام ملکی ہندوستان ملاحظہ کردم ہمہ محبت و دوستی بود ہمہ شان را دوست خود یافتم من سمے توانم گفت کہ درین قلیل زمان گردش

در ہندوستان آنقدر دوستہائے صادق برائے دولت افغانستان

وبرائے شخصے خود پیدا کردم کہ اگر از افغانستان در ہندوستان نمے آمدم

بہ بست سال پیدا کردہ نمی توانستم۔ پس امروز ملتِ افغانستان وخود را

مبارک بادمے دہم کہ مالک خوب دوستہا ہستم۔ دوست من سرہنری سکموہن

این مضمون نوشتہ برائے مدیر اخبارات رائٹر بہ ہند تا در اخبار خود شایع کند کہ

تمام عالم واقف شود۔

جمرود سے درۂ خیبر اور علی مسجد سے گزر کر

۸۔ مارچ کو لنڈی کوتل میں پہونچے یہاں بریک فاسٹ تناول فرما کر لنڈیخانہ ہوتے

ہوئے سرحدِ کابل میں داخل ہوئے۔
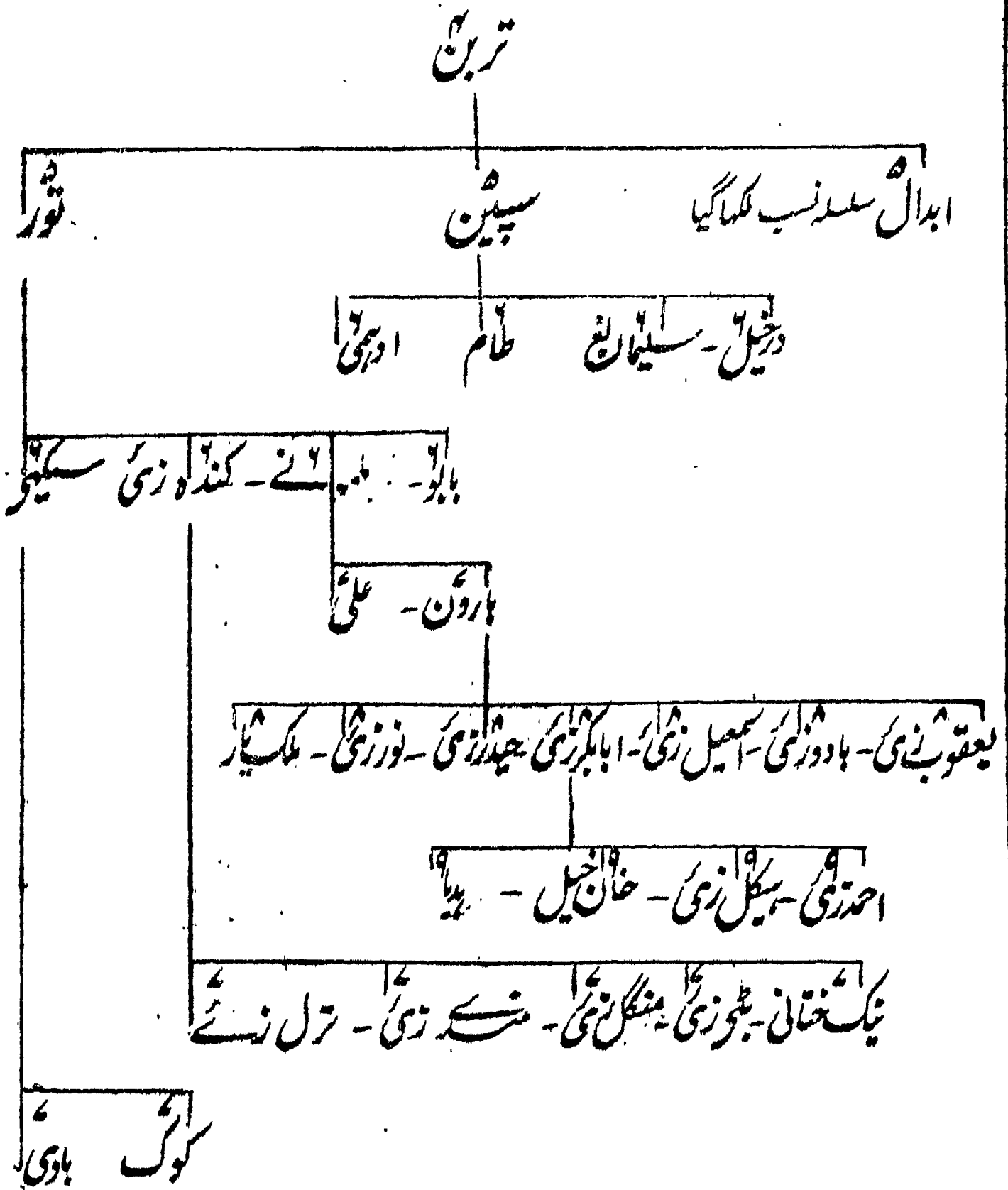
یہ دونو شاخین بترتیب وادی موسوم ژوہ اور تل چوٹیالی کے میدان - اور پشین مین آباد ہین - اور ان دونون شاخون کے بہت افغان ہندوستان مین آباد ہین - جو سپین ترین اور تور ترین اپنے مورثون کے نام سے مشہور ہین -

حالات

شیرانی- بہانجہ کاکڑ نبیرہ غور غشت کا تھا اوسکی والدہ جب فوت ہوگئی۔ شرخبون نے
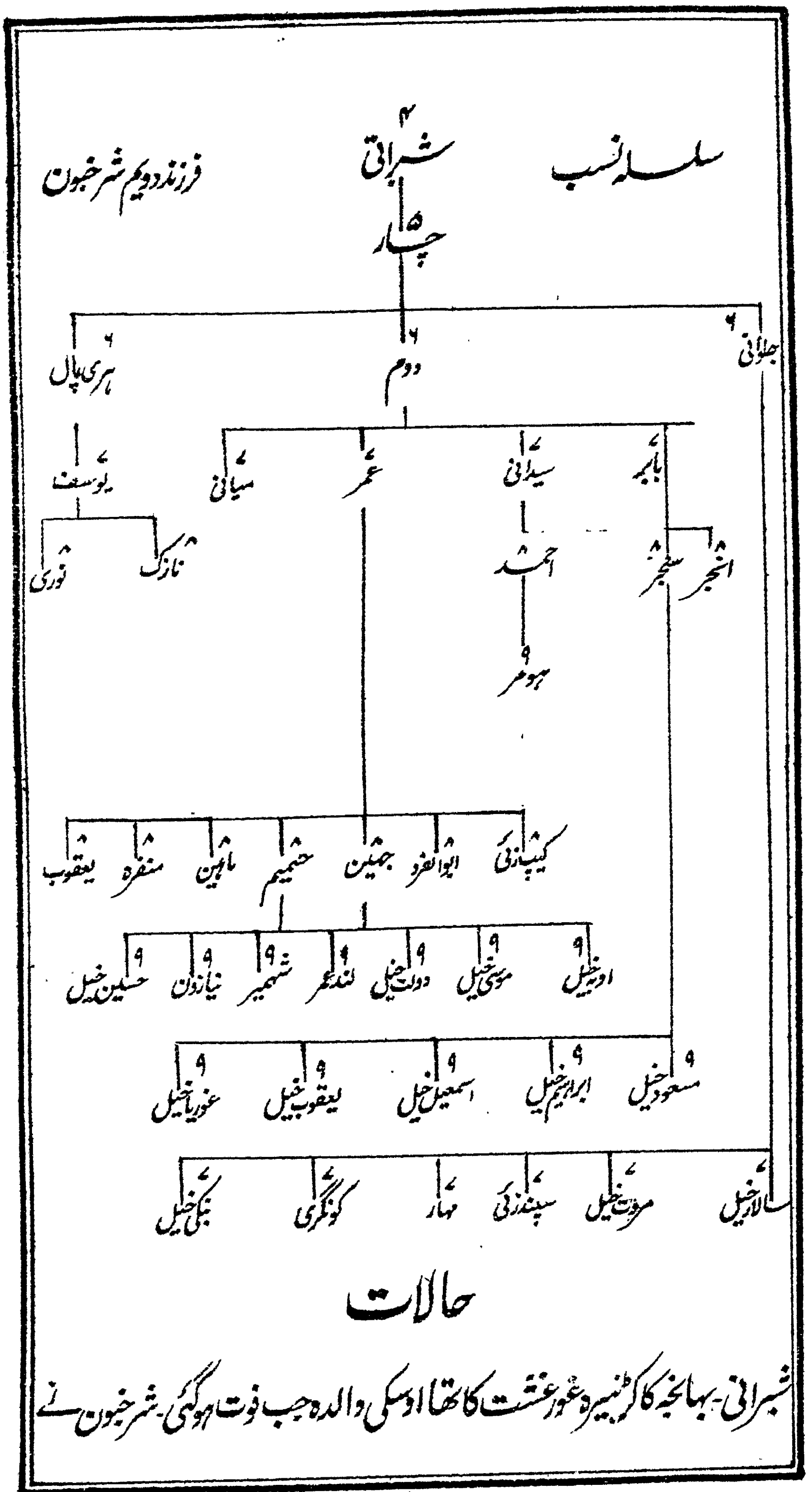
اور عورت سے نکاح کر لیا۔ جس سے اور فرزند پیدا ہوئے۔ شیرانی بوجہ نہ ملنے دستار مختاری کے اپنے باپ اور بھائی ترین سے ناراض ہو کر اپنے ماموں کاکڑ کے ساتھ چلا گیا۔ اور عہد کیا کہ وہ سربنی نہ کہلائیگا۔ بلکہ غورغشتی شیرانی کے پوتے جلوانی اور ہری پال۔ اور پر پوتے بابر نے اپنے نام پر اپنی اولاد کو موسوم کیا۔ صرف مسمی اجمیم شیرانی کے پر پوتے کی اولاد شیرانی کے نام سے موسوم ہے شیرانی تخت سلیمان کے اونچے پہاڑ پر رہتے ہین بابر کی اولاد مختلف جگہہ قندہار۔ ارغنداب۔ نواح کابل۔ لوہ گڈہ۔ کونیر مین آباد ہے۔

ہری پال کی اولاد درہ گومل سے جنوب علاقہ واڑہ کے محاذ مین آباد ہے اولاد جلوانی۔ شیرانی کے ملحق پہاڑ مین آباد ہے۔ ہندوستان مین بھی اس قوم کے لوگ آباد ہین۔

حالات قوم میانہ

اس قوم کا سلسلہ نسب جسقدر مل سکا اوپر درج کیا گیا یہ قوم مختلف مقامون پر آباد ہے شاخ توخ نواح بنگش مین اور شاخ شکون علاقہ کرانک مین ہے۔ حضرت سلیمان چشتی جنکا مزار تونسہ مین زیارت گاہ ہے اسی قوم سے تھے۔

غرشین فرزند میانہ کی نسبت روایت ہے کہ وہ صلبی فرزند میانہ کا نہ تھا سید زادہ تھا پہلے نام اسکا کچھہ اور تھا مگر جب اسکی دعا سے ایک پہاڑ سبز ہوگیا تو اسکو غرشین کہنے لگے کیونکہ زبان پشتو مین غر پہاڑ اور شین سبز کو کہتے ہین۔

سلسلہ نسب بڑتیچ فرزند چہارم خرشبون

داؤد ۵ — حسین ۵

داؤد ۵: یحیٰی زئی ۶، چوپان زئی ۶، بدل زئی ۶، شیخ ثابت ۶، شکرزئی ۶، سبوک زئی ۶

حسین ۵: مردان زئی ۶، بارک زئی ۶، بسانی ۶، ذکوزئی ۶، سندوزئی ۶

بدل زئی: دولت خان ۷ — شہاب الدین خان ۸

شہاب الدین خان: بابی خان ۹، محمود خان ۹، آدم خان ۹

محمود خان: آزاد خان ۱۰، شہزاد خان ۱۰، حکیم خان ۱۰، حسن خان ۱۰، محب اللہ خان ۱۰، فتح اللہ خان ۱۰، شاہ عالم خان ۱۰

آزاد خان: داؤد خان ۱۱ ... نواب علی محمد خان متبنی انکا سلسلہ نسب دوسرے صفحہ پر ہے

شاہ عالم خان: رحمت خان ... انکا سلسلہ اولاد علیحدہ لکھا جائیگا

سلسلہ نسب رؤسائے رامپور
حضرت علی علیہ السلام
حضرت امام حسین علیہ السلام
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
خواجہ ابراہیم
سید عبدالعزیز
سید محمد طاہر
سید دلاور علی
سید دلاور علی
سید غیاث الدین احمد
سید یونس
سید یعقوب علی
نواب علی محمد خان
نواب عبداللہ خان
نواب فیض اللہ خان
نواب سعد اللہ خان
محمد یار خان
اللہ یار خان
مرتضیٰ خان
نواب محمد علیخان
نواب غلام محمد خان
نواب محمد یوسف علیخان
نواب مشتاق علیخان
نصر اللہ خان
نواب احمد علیخان
نواب محمد سعید خان
نواب محمد کلب علیخان
نواب حامد علیخان
فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ نواب حامد علیخان صاحب بہادر جی سی آئی ای

حالات اولاد ڑبریچ فرزند چہارم شرخبون یا شرف الدین

ڑبریچ کی اولاد ڑبریچ کے نام سے معروف ہے۔ اور شوراوک[۵۱] توابع قندہار مین آباد ہے۔ شوراوک سے ڑبریچ کے پوتے بدل خان کی اولاد مین شہاب الدین خان لنگرکوٹ ضلع اٹک مین چلے آئے اور متاہل ہو کر یہان ہی بود و باش اختیار کی۔ بعد انتقال شہاب الدین خان کے اِنکے دوسرے فرزند محمود خان لنگرکوٹ کی سکونت ترک کر کے موضع تور شہامت پور مین آ گئے یہان اِنکے چھ بیٹے پیدا ہوئے سب سے چھوٹے شاہ عالم خان تھے۔ جنکے داؤد خان ہوئے۔

سردار داؤد خان

جب جوان ہوئے تو ایک اولوالعزم اور بہادر شہسوار تھے۔ جن کے سمند بہادری کے تگ و تاز کے لئے میدان تور شہامت پور تنگ تھا

---

[۵۱] شوراوک توابع قندہار سے ہے۔ اسکی وسعت ساٹھ میل مربع ہے۔ اسکے درمیان ایک نالہ موسوم بہ لوہ گرگہ جاری ہے۔ جس سے دور دور تک زمین کی آبپاشی ہوتی ہے۔ باقی زمین بارانی ہے۔ جو ایک سخت مٹی کا خشک و ہموار میدان ہے اور حدود ذیل سے محدود ہے۔ شمال ملک درانی۔ جنوب پہاڑ مقبوضہ براہو بلوچ۔ مشرق کوہ خواجہ عمران مغرب بیابان ریگستان۔

آخر اونکی اولالعزمیون اور جبلی شجاعت کے جوش نے
اونکو اپنے والد شاہ عالم خان سے جدا ہونے پر مجبور کیا - اور وہ بعہد اورنگ
زیب عالمگیر (۱۶۵۸ء لغایتہ ۱۷۰۷ء) ہندوستان مین آکر ملک کٹھیر
(روہیلکھنڈ) مین مقیم ہوئے - اور دو تین سو افغانون کو جمع کرکے جنمین انکے
چچازاد بھائی ملک شادی خان وردوندے خان بھی تھے بمعاوضہ معقول
ایک رئیس کے جانبدار ہوکر دوسرے رئیس سے لڑنا اختیار کیا - رفتہ
رفتہ اونکی شجاعت کی یہ قدر و منزلت ہوئی کہ ہر ایک رئیس اونکو اپنا جانبدار
بنا کر اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھنے لگا - مدار سا رئیس پرسرعلاقہ بدایون نے
داؤد خان کو بلا کر رئیس چوپحلہ کی لڑائی پر مامور کیا - انہون نے جاتے ہی رئیس
چوپحلہ کو شکست دی - اور اوسکے دیہات کو لوٹنے لگے - موضع باکولی
تحصیل بیہڑی ضلع بدایون پر جو سیدون کی بستی تھی حملہ کیا - اوسکے باشندے
خفیف مقابلہ کے بعد بھاگ گئے سردار داؤد خان موضع باکولی مین داخل
ہوئے تو ایک مقام پر ایک لڑکا خوردسال ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی | مے تافت ستارہ بلندی

نظر آیا جسکے بشرہ سے مطلق خوف و ہراس ظاہر نہ تھا - سردار داؤد خان نے

لڑکے کی بے باکانہ طرز وضع سے متعجب ہوکر پوچھا لڑکے تمہارا کیا نام ہے۔
جواب دیا کہ میرا نام محمد علی ہے اور باپ کا نام سید دلاور علی تھا جسکی وفات نے مجکو
یتیم بنا دیا۔ سردار داؤد خان کے دلمین اِس دلیرانہ حسن جواب نے اثر کیا۔ اور
لڑکے کو پیار سے گود مین اوٹھا لیا۔ اور بجاے محمد علی کے علی محمد خان
نام رکھکر اپنا فرزند قرار دیا۔ تعلیم و تربیت کے لئے معلم و ادیب مقرر کئے۔
نواب علی محمد خان کے نسب پر حاسد مورخون نے بیجا حملے کئے ہین غلام حسین
مصنف سیر المتاخرین نواب علی محمد خان کو اہیر کا بیٹا لکھکر چاند پر خاک ڈالنے کا
مصداق ہوا ہے۔ جو کچھہ لکھا ہے ذاتی کاوش سے لکھا ہے۔ مورخون کے
نزدیک یہ طریقہ نہایت نازیبا ہے۔ ناظرین جب سیر المتاخرین کو دیکھین گے
ضرور خیال کرینگے کہ جو کچھہ مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہے واقعی ہوگا۔ مگر یہ ایک رخی تصویر
ہے جب تک اوسکا دوسرا رخ نہ دکھایا جایا معلوم نہین ہوسکتا کہ یہ خلاف واقعہ
تحریر ذاتی کدورت سے کیون ہے۔

ناظرین تاریخ ہذا ملاحظہ فرمائین گے کہ نواب علی محمد خان نے سرہند سے
آکر اپنے قدیمی ملک کو غیرون سے خالی کرا لیا۔ ہدایت علیخان جو مصنف سیر المتاخرین
کا باپ ہے نواب علی محمد خان کے سرہند چلے جانیکے بعد بریلی کا حاکم ہوگیا تھا

نواب علی محمد خان نے پہلے تو ہدایت علیخان کو نرمی سے بریلی کے چھوڑ دینے کو کھا۔ جب انکار کیا تو بری طرح اسکو بریلی سے نکلوا دیا۔ اس رنج سے غلام حسین مصنف سیر المتاخرین نے نواب علی محمد خان کو اہیر کا بیٹا لکھدیا غلام عباس مصنف تزک افغانی نے بحوالہ اور تاریخون کے جن کا نام نہین رکھا (غالباً سیر المتاخرین و عماد السعادت ہون گی) یہ لکھا کہ ایکروز سردار داؤد خان کہین جارہے تھے کہ راستے مین ایک عورت مردہ پڑی ہوئی نظر آئی جسکے پاس ایک شیرخوار بچہ ڈیڑہ برس کا پڑا ہوا تھا اور ادہر ادہر چار پانچ بھیڑیے تاک لگائے بیٹھے تھے سردار داؤد خان نے پاس جاکر بھیڑیون کو للکارا اور بچے کو گود مین اوٹھا لیا۔ اور متوفیہ کو دفن کرا دیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ متوفیہ لچھو جاٹنی تھی جو اپنے دہ مسکن بالکولی سے موضع بسولی پرگنہ بدایون کو جاتی تھی راستہ مین شدت بخار سے فوت ہو گئی۔

دوسری روایت یہ لکھتا ہے کہ متوفیہ برہمنی تھی۔ جو مسلمان ہو کر ایک سید کے نکاح مین آگئی تھی یہ دونون روایتین باہم ایسی متناقص ہین۔ کہ کسی پر بھی اعتبار نہین ہو سکتا یہ ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ مورخون کا رجحان کسیقدر

اصلیت کی طرف مائل ہونے لگا تھا جیسا کہ دوسری روایت مندرجہ تزک افغانی سے پایا جاتا ہے۔ حالانکہ ایک جز و اوسکا جو برہمنی سے متعلق ہے محض غلط ہے۔

چونکہ میری زیر نظر اسباب مین متعدد تاریخین ہین۔ ایک طرف سیر المتاخرین تزک افغانی۔ عماد السعادت دوسری طرف۔ تاریخ بدیع انتخاب یادگار۔ گل رحمت۔ اور طرفین باہم تناقض ہین اسلئے ضرور ہے کہ اسباب مین ایک معیار تجویز کرون جو کھوٹے کھرے کو پرکھ دے۔

معیار ہر شخص کی ذاتی شرافت کا اوسکے عملی واقعات ہوتے ہین۔ نواب علی محمد خان کی شجاعت اور اولوالعزمیان ثابت کرتی ہین کہ وہ معمولی انسان نہ تھے۔ انمین شجاعت حیدری کا جوش تھا۔ جسکو کوئی معرکہ تہتر معرکون مین سے ہیمانہ کرسکا۔

مگر اس بات کے لکھنے سے بھی درگذر نہین کرسکتا کہ باوصف اسکے کہ آپ سید تھے مگر آپ اپنے محسن داود خان کی احسانمندی کی غرض سے روہیلہ یا افغان کہنے سے خوش تھے کبھی اظہار سیادت کا نہین کیا۔ یہ انہین کے وجود باجود کا سبب ہے کہ ملک کٹھیر یا انتربید۔ روہیلکھنڈ کے نام سے معروف ہوگیا۔ اور

اور اسیواسطے ریاست رام پور بھی افغانون کی ریاست مشہور ہے۔ غرضکہ جب تک زندہ رہے افغان کہلاتے رہے۔ اور انتقال کے بعد بھی مادہ تاریخ وفات۔ ہے ہو افغان سے برآمد ہوا۔

سردار داؤدخان کی ترقی مراتب کا شہرہ جب موضع تورشہامت پور مین پہونچا تو شاہ عالم خان اپنے بیٹے سے ملنے کے لئے کٹھیر مین آئے سردار داؤد خان نے والد کے آنے پر سعادتمندی سے تعظیم وتکریم کی خاطر و مدارات سے پیش آئے چند روز کے بعد جب شاہ عالم خان وطن جانے لگے تو بیٹے نے دو ہزار روپیہ نذر کیا۔ اور دو ہزار روپیہ سال بسال اونکے پاس بھیجدینے کا وعدہ کیا۔ شاہ عالم خان کو وطن پہونچنے پر خدا نے اونکو ایک اور فرزند عطا کیا۔ جسکا نام اونہون نے رحمت خان رکھا۔

کئی سال کے بعد شاہ عالم خان بیٹے سے ملنے کو کٹھیر مین آئے سردار داؤدخان ویسی ہی سعادتمندی سے پیش آئے انہین دنون مین سردار داؤدخان کو رئیس بدایون نے پرگنہ بدایون کے سرکش زمینداروں کی سرکوبی کو بلایا۔ اُنکے ساتھ بتقاضائے محبت شاہ عالم خان بھی چلے گئے۔ بعد سرکوبی زمینداران سرکش پرگنہ بدایون کے۔ سردار داؤدخان بدایون مین سے

کہ رات کو کسی بدمعاش نے سوتے ہوئے شاہ عالم خان کو قتل کر دیا۔ (غالباً داؤد خان کے دھوکے مین) اگرچہ سردار داود خان کو شاہ عالم خان کے انتقال کا سخت افسوس ہوا مگر بجز صبر کے کیا چارہ تھا۔

کچھہ دنون کے بعد دیوی چند راجہ کمایون نے سردار داؤد خان کو بمعاوضہ بیش قرار بلایا۔ انہین ایام مین عظمت اللہ خان حاکم مراد آباد نے حسب الحکم شاہی راجہ کمایون پر چڑہائی کی راجہ دیوی چند معہ سردار داؤد خان کے مقابل ہوا مگر شکست کھائی۔ شکست کی وجہ سردار داؤد خان کی سازش عظمت اللہ خان کے ساتھ خیال کر کے درپئے انتقام ہوا۔ ایکروز راجہ دیوی چند نے سردار داؤد خان کو فوج کی تنخواہ لیجانے کے بہانہ سے پہاڑ پر بلایا۔ اور بیرحمی کے ساتھ قتل کر دیا۔

نواب علی محمد خان کی جانشینی

سردار داؤد خان کے قتل کا حال افسران فوج کو معلوم ہوا جو پہاڑ کے نیچے مقیم تھے تو اونہون نے نواب علی محمد خان کو جنکی عمر اوسوقت سولہ سال کی تھی سردار داؤد خان کا جانشین کیا۔ عظمت اللہ خان حاکم مراد آباد کو جب معلوم ہوا کہ سردار داؤد خان کا قتل بخیال ان کی خیر خواہی کے ہوا ہے تو اونہون نے

نواب علی محمد خان کو بلاکر کچھ عرصہ اپنے پاس رکھا۔ اور پھر علاوہ دیہات مقبوضہ سردار داؤد خان کے چند دیہات اور اجارہ پر دیکر رخصت کیا۔

چند سال کے بعد صالح محمد خواجہ سرا۔ عمدۃ الملک امیر خان۔ اور دوسرے جاگیر داروں کی طرف سے اجارہ دار (ٹھیکہ دار مالگذاری) پرگنہ منونہ کا مقرر ہوکر کٹھیر مین آیا۔ اور آتے ہی زمینداران پرگنہ منونہ سے زیادہ ستانی شروع کی نواب علی محمد خان کو بھی بیدخلی دیہات مقبوضہ کی دھمکی دی۔ نواب علی محمد خان نے پہلے تو خواجہ سرا کو باداے اضافہ مالگذاری رضامند کرنا چاہا۔ مگر جب سیدھا نہوا تو مجبور نواب علی محمد خان نے تلوار سے سیدھا کر کے منونہ پر اور نیز مسمی دوجا زمیندار آنولہ کو قتل کرا کے آنولہ پر بھی قابض ہوگئے۔

عمدۃ الملک امیر خان۔ اور نواب صفدر جنگ نے نواب علی محمد خان کی زیادتی کی شکایت محمد شاہ بادشاہ سے کی۔ نواب وزیر الممالک قمر الدین خان نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ اسباب مین سراسر زیادتی خواجہ سرا کی ہے جس نے جاتے ہی زیادہ ستانی سے زمینداران پرگنہ منونہ کو دق کردیا۔ وزیر الممالک کے اس کہنے سے یہ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

نواب علی محمد خان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر وزیر الممالک قمر الدین خان و دیگر جاگیرداروں سے اجارہ خالصہ و جاگیرات پرگنہ منونہ کا لے لیا۔ اور آنولہ کو ریاست گاہ قرار دیکر آس پاس کے سرکش زمینداروں کو مطیع کر کے مالگذاری وصول کرنے لگے۔

محمد شاہ بادشاہ نے سید سیف الدین خان برادر سید حسین علی خان و عبداللہ خان سیدان بارہ کی بغاوت کے استیصال کے لئے عظیم اللہ خان کو مامور کیا۔ تو وزیر الممالک نواب قمر الدین خان نے نواب علی محمد خان کو بذریعہ شقہ واسطے امداد وہی عظیم اللہ خان کے لکھا۔

نواب علی محمد خان بفور پہونچنے شقہ کے روانہ بارہ ہوئے ان کے پہونچنے سے پیشتر مابین عظیم اللہ خان و سید سیف الدین خان بمقام جانسٹھ ہنگامہ کارزار گرم تھا اور قریب تھا کہ عظیم اللہ خان کو شکست ہو جاتی کہ عین وقت پر نواب علی محمد خان پہونچ گئے۔ اور داہنی طرف سے حملہ کر کے صف فوج کو لپیٹ دیا۔ سید سیف الدین خان مارے گئے فوج بھاگ گئی۔

نواب علی محمد خان فتح پاکر آنولہ میں آگئے۔ اور بذریعہ عرضداشت مژدہ فتح معہ تحف و ہدایا دوندے خان کے ہاتھ بوساطت وزیر الممالک قمر الدین خان

محمد شاہ بادشاہ کے حضور مین پیش کیا۔ عرضداشت کے پہونچنے پر محمد شاہ
نے نواب علی محمد خان کی کارگذاری سے خوش ہو کر۔

خلعت۔ نوبت۔ نقارہ۔ علم۔ خطاب نواب علی محمد خان بہادر
فدوی محمد شاہ بادشاہ اور منصب پنجہزاری عطا فرمایا۔

بادشاہ کی قدر افزائی سے دن بدن ترقی مراتب دایزادی ملک مین ہونے لگی۔
انہین دلون مین نواب علی محمد خان نے رحمت خان فرزند شاہ عالم خان کو
موضع تور شہامت پور سے بلاکر اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا۔ عمدۃ الملک
امیر خان۔ اور صفدر جنگ کو جو باہم سورۂ اخلاص پڑہتے تہے ترقی مراتب
نواب علی محمد خان پر رشک ہوا۔ اور اونہون نے زمینداران پرگنہ متونہ کو
اکساکر نواب علی محمد خان کی شکایتون کا تار باندہ دیا۔ جسکا یہ اثر ہوا کہ محمد شاہ
نے راجہ ہرنند کو بغرض تادیب نواب علی محمد خان و انتظام ملک کٹھیر کے
مامور کیا۔ راجہ ہرنند پچاس ہزار سوار و پیادہ لیکر دہلی سے سنبل ہوتا ہوا مرادآباد
آپہونچا اور عبدالنبی خان ملیح آبادی حاکم بریلی اور شاہجہان پور کو اپنی امداد پر بلایا۔
نواب علی محمد خان راجہ ہرنند کے آنے کا حال سنکر آنولہ سے چلکر تین[۳]
کوس پر بجانب مرادآباد مقیم ہوئے مرادآباد سے چلکر راجہ ہرنند بہی نشۂ غرور ونخوت

مین ست نواب علی محمد خان کے مقابل خیمہ زن ہوا۔ نواب علی محمد خان نے
پہلے تو صلح صفائی کی گفتگو کی جب ناکامی ہوئی تو دوسرے روز علی الصباح
لشکر کو اس ترتیب سے مرتب کر کے۔

ہراول مین حافظ رحمت خان۔

میمنہ مین دوندے خان۔

میسرہ مین پایندہ خان۔

قلب مین خود معہ اور جان نثارون کے۔

آگے بڑہے راجہ ہرنند پوچا مین تھا کہ نواب علی محمد خان نے حملہ کر دیا
پہلے ہی حملہ مین راجہ ہرنند اور اوسکے بیٹے موتی لال اور حمایتی عبدالنبی خان
ملیح آبادی کا خاتمہ کر دیا۔ اور شاہ آباد۔ مرادآباد۔ سنبل شاہجہان پور۔ بریلی
پر اپنے عامل بہیجکر قبضہ کر لیا۔ پایندہ خان کو پیلی بہیت کی فتح کو بہیجا
اوس نے ویس بہت بنجارہ پیلی بہیت کو شکست دیکر پیلی بہیت پر قبضہ کر لیا۔
جب اس شکست کا حال عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کو معلوم ہوا۔ تو
اُنہون نے محمد شاہ بادشاہ سے اور فوج بہیجنے کی استدعا کی۔ محمد شاہ نے
وزیر الممالک قمر الدین خان کو روانگی فوج کا حکم دیا۔ اُنہون نے اپنے فرزند

معین الملک میر منو کو قوی فوج کے ساتھ نواب علی محمد خان کی تادیب کو بھیجدیا۔ اور خفیہ کہدیا کہ لڑنا نہین۔ معین الملک نے کٹھیر مین آکر بعد نمایش آمادگی جنگ کے نواب علی محمد خان سے صلح کرلی اور واپس دہلی ہوا

انہین دنون مین راجہ دیوی چند راجہ کمایون کے فرزند کنور کلیان چند نے مسمی دو۔ لی چند اپنے رشتہ دار کے کسی بات پر ناراض ہوکر ناک کان کاٹ کر الموڑہ سے نکال دیا۔ دوسے چند روتا پیٹتا نواب علی محمد خان کے پاس آیا اور الموڑہ پر شکرکشی کی استدعا کی۔

نواب علی محمد خان پہلے ہی سردار داؤد خان کا انتقام راجہ کمایون سے لینے کو آمادہ تھے اس استدعا کو تائید غیبی سمجھے۔

سنہ ۱۱۵۴ھ کو فوج لیکر الموڑہ کو محاصرہ کرلیا۔ کنور کلیان چند تھوڑی دیر لڑکر گڑھوال کو بھاگ گیا نواب علی محمد خان الموڑہ کو فتح کرکے چند روز وہان رہے اور پھر بوجہ خراب ہونے آب وہوا کے الموڑہ کو باقرار اطاعت و ادا سے مالگذاری کنور کلیان چند کے ایک رشتہ دار کو دیکر آنولہ مین واپس آگئے۔

عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کا مقصود معین الملک کی فوج کشی سے حاصل نہوا تو انھون نے بخلاف راے وزیر الممالک قمر الدین خان محمد شاہ

بادشاہ کو اسبات پر آمادہ کیا کہ بذات خاص نواب علی محمد خان پر فوج کشی کیجائے
آخران کے کہنے سننے سے محمد شاہ بذات خاص عازم کٹھیرہوئے۔
نواب علی محمد خان نے بادشاہ کی عزیمت کا حال سنکر اپنی بے قصوری
کی عرایضات بھیجکر بادشاہ کو اس عزم سے باز رکھنا چاہا۔ مگر جب ان کی
عرایضات کا مقابلہ اون دونون سورہ اخلاص کے پڑہنے والون کے
کچھہ اثر نہوا تو نواب علی محمد خان نے آنولہ سے الموڑہ چلے جانے کا ارادہ کیا
کہ اسی اثنا مین نواب قایم خان بنگش رئیس فرخ آباد نے نواب علی محمد خان
کو لکھا کہ آنولہ سے کہین نہ جائین وہ بادشاہ سے کہہ سنکر عفو تقصیر کرادین گے
نواب علی محمد خان نے اس تحریر کے بہروسہ پر الموڑہ کا جانا ترک کیا۔ اور آنولہ
مین مقیم رہے۔ مگر جب بادشاہ کی سنبل سے آگے بڑہ آنے کی اطلاع آئی تو
نواب علی محمد خان آنولہ سے قلعہ بنگڈہ مین جو آنولہ سے چار پانچ کوس کے
فاصلہ پر ہو چلے گئے۔ یہان سے بھی عفو قصور کی عرایضات بھیجتے رہے
انکا بھی کچھہ اثر نہوا بلکہ بخلاف امید عمدۃ الملک اور صفدر جنگ و قایم خان
بنگش نے جو خیر خواہی کا دم بھرتے تھے۔ قلعہ بنگڈہ پر گولہ باری شروع کی
نواب علی محمد خان نے بادشاہ سے مقابلہ نامناسب خیال کیا اور سنہ ۱۱۵۰ھ

کو بوساطت وزیر الممالک نواب قمر الدین خان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ نواب علی محمد خان کے بطور خود چلے آنے کا یہ اثر ہوا کہ بادشاہ نے انکی جان بخشی کرکے وزیر الممالک نواب قمر الدین خان کے سپرد کر دیا اور واپس دار الخلافہ ہوئے۔

عبد اللہ خان اور فیض اللہ خان اپنے والد نواب علی محمد خان کی رنج و راحت کے شریک ہوئے نواب علی محمد خان کے بادشاہ کے ساتھ چلے جانے کے بعد انکی فوج کے سپاہی اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے۔ افسران فوج حافظ رحمت خان۔ دوندے خان وغیرہ قادر گنج مین شجاعت خان غلزی کے پاس جا ٹھہرے۔

نواب علی محمد خان کو جیسا توسل وزیر الممالک نواب قمر الدین خان کا تھا ایسا ہی انکو بھی نواب علی محمد خان کا ہر وقت خیال تھا جب موقعہ پاتے تھے سفارش کرنے مین دریغ نکرتے تھے مگر ان دونون (عمدۃ الملک وصفدر جنگ) کے مقابل بادشاہ کے دل مین مطلق اثر نہوتا تھا۔

اتفاقاً ایکروز محمد شاہ بادشاہ نے بد انتظامی صوبہ سرہند کا ذکر چھیڑا وزیر الممالک تو ہر وقت موقعہ کی تاک مین تھے اس موقعہ کو نواب علی محمد خان کی کامیابی

کے لئے مناسب سمجھا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ

حضور میرے نزدیک تو یہ مصلحت ہے کہ علی محمد خان کو ناظم سرہند مقرر کیا جاے

اگر بغاوتون کے رفع کرنے سرکشون کے دبانے اور اون سے مالگذاری

وصول کرنے مین کامیاب ہوا تو اوسکی خیر خواہی کی قدر کیجائے گی - اگر

باغیون کے مقابلہ مین شکست کھائی تو خود ہی تمام حوصلے پست ہوجائینگے -

بادشاہ نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا - وزیر الممالک نے اسکی اطلاع

نواب علی محمد خان کو دیکر فوج کے بلا لینے کا حکم دیا -

نواب علی محمد خان نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کو فوج

کے فراہم کرنے کو لکھا وہ تھوڑے دنون مین مئو - فرخ آباد - انولہ وغیرہ سے

سات ہزار فوج جمع کر کے دہلی مین لے آئے ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۶ع کو محمد شاہ نے نواب

علی محمد خان کو منصب سابقہ پر بحال کر کے سرہند کی نظامت پر بھیجدیا اور

اونکے فرزند عبد اللہ خان اور فیض اللہ خان کو بطور اول کے رکھکر وزیر الممالک

نواب قمر الدین خان کے سپرد کیا نواب علی محمد خان سرہند مین پہونچکر سرکشون

کے زیر کرنے مین مصروف ہوئے -

پہلے رائے پور کے سرکش رئیس بہارامل پر توجہ کی اور اوسکو قتل کر کے اوسکے

اہل وعیال کو قید کر لیا۔ اور پھر باقرار اطاعت وادا سے مالگذاری کسیقدر نذرانہ لیکر چھوڑ دیا۔

دوسرے جودہ پور کے رئیس ننگا ہی مل پر یورش کی اوسنے تیس ہزار روپیہ نذرانہ دیکر اطاعت قبول کی۔

تیسرے کوٹ وجگراون[۵۱] کے رئیس رائے کلہا پر چڑہائی کی وہ خود تو بھاگ کر پاک پٹن چلا گیا۔ اور اپنے بھائی رائے ملہن کو قلعہ کی حفاظت پر چھوڑ گیا۔ رائے ملہن نے پہلے تو کچھہ ہاتھہ پیر ہلائے مگر پھر مغلوب ہو کر قلعہ کی کنجیان

---

[۵۱] کوٹ وجگراون کے رئیس اٹھارہوین صدی کے آغاز مین ایک بڑے علاقہ پر قابض تھے قوم کے مسلمان راجپوت تھے۔ انکا مورث اعلی تلسی داس تھا جو ۱۳۲۳ء کو جیسلمیر سے آکر فرید کوٹ مین آباد ہوا اور مذھب اسلام قبول کیا۔ اسکے بیٹے گوپال نے شاہجہان پور کو جو رائے کوٹ کے قریب ہے آباد کیا اور اوسکی اولاد مین سے رائے کالا نے ۱۴۷۸ء مین قصبہ تلونڈی کو بسایا جو رائے کی تلونڈی کے نام سے مشہور ہے ۱۶۰۲ء مین اس خاندان نے خوب ترقی کی۔ اسی سال شہر لودہانہ پر قبضہ کیا جسکو ۱۴۸۰ء مین دو افغان لودی سرداروں یوسف و نہنگ نے آباد کیا تھا۔ اور اسی نسبت سے اسکا نام لودیانہ ہوا۔ سترہوین صدی عیسوی کے اخیر مین رائے کوٹ تلونڈی۔ جنڈیالی۔ بدووال۔ جگراون۔ بسیان۔ لودہانہ انکے قبضہ مین تھے۔ رائے الیاس اس خاندان کا اخیر رئیس تھا۔ رئیسون کا خاتمہ موت نے کیا۔ ریاست کا خاتمہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے ہاتھون ہوا۔

حوالہ کین۔ چندروز کے بعد راے کلھا بھی آگیا۔ اور ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ دیکر اطاعت قبول کی۔ ان سرکشون کی سرکوبی سے تمام سرکش اطاعت قبول کرکے مالگذاری داخل کرنے لگے۔ چندروز مین صوبہ سرہند فتنہ وفساد سے صاف ہوگیا۔

مہاراجہ آلاسنگہ والی پٹیالہ کو بھی نواب علی محمد خان نے کسی بات پر ناراض ہوکر قید کردیا تھا۔ مگر جب نواب علی محمد خان کسی ضرورت سے سنام گئے جو سرہند کا ایک پرگنہ تہا تو مہاراجہ آلاسنگہ کو بھی ساتھ لے گئے اور قلعہ مین قید کردیا۔ وہان ایک زمیندار مسمی اکرمان نے کسیطرح قلعہ مین پہونچکر اپنے کپڑے مہاراجہ آلاسنگہ کو پہنائے اور اونکے کپڑے خود پہنکر اونکی جگہہ ہو بیٹھا اور اس تدبیر سے مہاراجہ آلاسنگہ کو قلعہ سے باہر نکال دیا۔

نواب علی محمد خان کا سرہند سے کٹھیر مین آنا

نواب علی محمد خان کو سرہند مین آئے ہوئے ایک سال ہوا تھا کہ احمد شاہ درانی پہلی دفعہ ۱۱۶۰ھ مین دریاے اٹک کو عبور کرکے لاہور مین آیا۔ اور صوبہ دار لاہور شہنواز خان کو شکست دیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔

محمد شاہ بادشاہ کو جب پیش قدمی شاہ درانی کا حال معلوم ہوا۔ تو اونکو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین نواب علی محمد خان بوجہ اتحاد قومی۔ شاہ درانی سے متفق نہو جائین اسلئے اُنکا سرہند مین رہنا خلاف مصلحت سمجھا۔ وزیر الممالک نواب قمر الدین خان سے جب اس اندیشہ کو ظاہر کیا تو اونہون نے عرض کیا۔ اور نواب علی محمد خان کے پاس سند ملک کٹھیر بہیجدی جاسے وہ فوراً کٹھیر مین جو سرہند سے دور ہے چلا آئے گا اور یہ اندیشہ رفع ہو جائیگا بادشاہ نے اس تجویز کے موافق سند ملک کٹھیر نواب علی محمد خان کے پاس بہیجدی وہ سرہند سے عازم کٹھیر ہوئے اور دریاے گنگا کے چاندی گھاٹ سے اوترکر مراد آباد پہونچے۔

مراد آباد کو چیترہوج حاکم مراد آباد سے خالی کرالیا۔ اور بریلی کو ہدایت علی خان حاکم بریلی سے چھوڑ دینے کو کہا پہلے انکار کیا جب ادہر سے سختی دیکھی تو مجبور بریلی کو چھوڑ گئے۔ نواب علی محمد خان نے اِن دونون شہرون پر عامل مقرر کیے اور شاہجہانپور۔ سنبل۔ شاہ آباد وغیرہ پر قبضہ کرکے اپنے تمام قدیمی ملک پر قابض ومتصرف ہوگئے اور اپنے حسن انتظام سے تمام ملک کے باشندون کو جنہون نے بہت کم جواحکومت کا اپنے کندہون پر اوٹھایا تہا حلقہ بگوش بنالیا آخر تیس سال حکومت کرنے کے بعد۔ بعارضہ استسقی ۳ شوال ۱۱۶۲ھ ۱۷۴۸ء کو انتقال کیا

اور انولہ مین دفن ہوئے عرش آشیان لقب پایا - مادۂ تاریخ وفات - ہی ہی افغان - ہی
۱۱۶۲ھ

خصایل

شجاع تھے تہتر معرکون مین آپ شریک ہوئے اور ہر ایک معرکہ مین فتح یاب ہوئے
منتظم تھے باوصف اخراجات بیشمار کے جسمین بہت بڑا حصہ استحکام ریاست
مثل تعمیر قلعہ چہترہ جسپر ڈیڑہ کروڑ روپیہ صرف ہوا اور اخراجات رفاہ عام و
قایمی آثار قدیمہ کے پھربھی انتقال کے وقت تین کروڑ روپیہ نقد خزانہ مین تھا
آبادی ملک و ترقی زراعت کا بہت خیال تھا وہی ملک کٹھیر تھا - کہ
جسکے باشندے زراعت و حرفت و صنعت سے محض بے بہرہ تھے
یا یہہ ہوا - کہ آپکے عہد مین ان تمام صیغون مین معقول ترقی ہوئی - زراعت
کی ترقی کا تو اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ زر مالگذاری ایک کروڑ سترہ لاکھہ
خزانہ مین داخل ہوتی تھی -

فوج کی آراستگی پر خاص توجہ تھی - بڑے بڑے سپہ سالار تھے جیسا کہ حافظ
رحمت خان دوندے خان وغیرہ وغیرہ فوج علاوہ افسرون کے ایک لاکھہ تھی -

نواب سعد اللہ خان

بوقت انتقال عرش آشیان کے آپکے دو فرزند نواب عبداللہ خان اور فیض اللہ خان

درانی کے پاس قندہار مین تھے (نواب عبداللہ خان اور نواب فیض اللہ خان کا
شاہ درانی کے پاس ہونے کا حال شاہ درانی کے حال مین ملاحظہ کیجیے)
عماید لشکر نے اونکے تیسرے فرزند نواب سعداللہ خان کو مسند نشین کیا۔
نواب سعداللہ خان نے فوج کی دلدہی اور رعایا کی داد دہی سے ثابت کر دیا۔
کہ آپ اپنے والد کے لایق جانشین ہین۔
سنہ ۱۱۶۳ھ مین عرش آشیان کے انتقال کے ایکسال کے بعد نواب
صفدر جنگ نے بتقاضاے اوس پورانی کاوش کے جو عرش آشیان کے
ساتھ تھی اور جسکا اظہار چند مرتبہ عرش آشیان کی حیات مین کر کے ناکام ہو چکے
تھے۔ نواب سعداللہ خان کی عداوت پر کمر باندہی - اور یہ ارادہ کیا کہ اگر اونکو
مٹا نہ سکین تو لڑا لڑا کر کمزور کر دین۔ اس ارادہ کی پیش رفت مین سند ملک کٹھیر
قطب الدین خان نبیرہ عظمت اللہ خان کو عطا کی قطب الدین خان سند کو لیکر
معہ جمعیت معقول کٹھیر مین آ گئے۔
نواب سعداللہ خان کو کب گوارا ہو سکتا تھا کہ جس ملک کے سرسبز و مرفع الحال بنانے
مین اونکے والد عرش آشیان نے ایک بڑا حصہ عمر کا صرف کیا تھا۔ اسکو بغیر خون
ریزی جانے دین۔ اسلیے اونہون نے مقابلہ کیا۔ قطب الدین خان مارے گئے

اور فوج بھاگ گئی۔

نواب صفدر جنگ کو جب اس منصوبہ مین ناکامی ہوئی تو وہ یہ چال چلے کہ سند ملک کٹھیر نواب قایم خان بنگش رئیس فرخ آباد کو عطا کی نواب قایم خان سے نہ بغیر اسکے کہ نواب صفدر جنگ کی حکمت عملی پر غور کرتے بلا سوچے سمجھے ملک کٹھیر مین قدم رکھا۔ اُدھر سے نواب سعد اللہ خان معہ افسران فوج حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ مقابل ہوئے نواب سعد اللہ خان نے پہلے تو باہمی اتحاد جتا کر نواب قایم خان کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا مگر کٹھیر کا لالچ ایسا نہ تھا۔ کہ اونکو اس ارادہ سے باز رکھنا سچ ہے۔ مصرعہ

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

آخر خون ریز معرکہ ہوا جسمین نواب قایم خان کام آئے نواب سعد اللہ خان نے بمشورہ اعیان لشکر نواب قایم خان کی نعش پالکی مین رکھکر عزت و احترام کے ساتھ انکی والدہ بی بی صاحبہ کے پاس فرخ آباد مین بھیجدی اور کہلا بھیجا کہ اس باب مین جو کچھ زیادتی ہوئی وہ آپ کے فرزند کی طرف سے ہوئے ہماری طرف سے مدافعت تھی جسکا یہ نتیجہ ہوا۔

اس فتح کے بعد نواب سعد اللہ خان نے ریاست فرخ آباد سے شہر بدایون پرگنہ مہر آباد اسیت پرم نگر پر معہ اوس علاقہ کے جو اِس رو سے دریاے گنگا کے تھا قبضہ کر لیا۔ باقی ملک بقبضہ بی بی صاحبہ والدہ نواب قایم خان قایم رکھا۔

نواب عبد اللہ خان اور فیض اللہ خان کا قندہار سے آنا

۱۱۶۵ھ کو نواب عبد اللہ خان اور نواب فیض اللہ خان شاہ درانی سے اجازت اور اقرار معاونت لیکر راستہ مین نواب جمال خان رئیس مالیر کوٹلہ و نواب نجابت خان رئیس کنجپورہ کے مہمان ہوتے ہوئے مراد آباد مین پہونچے۔ نواب سعد اللہ خان بطور استقبال مراد آباد گئے اور دونون بھائیون کو خوش و خورم انولہ مین لے آئے کچھ دنون تو بھائیون مین اتفاق رہا۔ مگر پھر در اندازون نے ادھر اودھر لگا بجھا کر آپسمین پھوٹ ڈالدی جس سے عموماً ارکان فوج کو خصوصاً حافظ رحمت خان کو موقعہ ملا۔ اور اونھون نے تمام ملک کٹھیر کو باہم تقسیم کر کے مجموعی طاقت ریاست کو جسکو عرش اشیان نے اعلی درجہ کی طاقتور اور پر رعب ریاست بنا دیا تھا۔ سخت صدمہ پہونچایا جسکا خمیازہ تقیسم کے محرکون۔ اور مجوزون کو اوٹھانا پڑا۔

تفصیل تقسیم ملک کٹھیر

۱- نواب عبداللہ خان کو پرگنہ اجھیانی - جمعی پانچ لاکھ روپیہ سالانہ دیکر ریاست سے علیحدہ کردیا-

۲- نواب فیض اللہ خان کو پرگنہ رام پور و شاہ آباد جمعی پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ملا-

۳- حافظ رحمت خان نے بریلی اور پیلی بھیت کو لیا-

۴- رسالدار دوندے خان نے مراد آباد - کاشی پور - سنبھل کو سنبھالا-

۵- بخشی سردار خان کے پرگنہ کوٹ - اہرات - سہنا - ہاتھ آیا-

۶- فتح خان خانساماں نے انولہ - بدایون اسیت پر قبضہ کیا-

۷- نواب سعد اللہ خان کو اپنے اپنے حصوں مین سے اٹھ لاکھ روپیہ سالانہ دینا کرکے سپہ سالار بنایا چونکہ اس تقیسم سے ریاست مین انقلاب عظیم واقعہ ہوا اسواسطے اب حالات بترتیب فرزندان عرش اشیان لکھتا ہون-

نواب عبداللہ خان

ریاست سے علیحدہ ہوکر کچھہ دنون فرخ آباد مین رہے اسکے بعد اجھیانی مین جو اونکے حصہ مین آئی تھی رہنے لگے اور یہان سانپ کے کاٹنے سے جنکے پالنے کا اونکو بیحد شوق ہوگیا تھا فوت ہوئے اور ایک فرزند نصر اللہ خان یادگار چھوڑا

نواب فیض اللہ خان

اوپر کی تقسیم کے بعد نواب فیض اللہ خان نے رامپور کو ریاستگاہ قرار دیا۔
اور نواب سعد اللہ خان آپکے چھوٹے بھائی معہ فوج آپکے قوت
بازو رہے۔ اگرچہ مجتمع قوت ریاست کے منتشر ہوجانے سے ممکن تھا
کہ مزید نقصان ریاست کو پہونچتا مگر ان دونوں بہائیوں کے اتفاق نے
بچی کھچی ریاست کو خوب سنبہالا۔

۱۱۶۶ھ کو احمد شاہ بادشاہ دہلی کو نواب صفدر جنگ کے مخالفون
نے یہ کہکر کہ اوسکا ارادہ بجائے آپ کے آپکے چچا سلطان بلند اختر کو
تخت پر بٹھانے کا ہے نواب صفدر جنگ سے بدگمان کر دیا۔ بادشاہ کا
منشا ہوا کہ خدمت میر آتشی (افسری توپخانہ) نواب صفدر جنگ سے لیکر
کسی اور کے حوالہ کریں۔ صفدر جنگ کو یہ منظور نہ تھا۔ انہوں نے اپنے
صوبہ اودہ پر چلے جانے کی استدعا کی یہان کیا دیر تھی یہ تو خدا سے چاہتے
تھے۔ اوسیوقت خلعت رخصت نواب صفدر جنگ کے گھر بھیجدیا۔
نواب صفدر جنگ نے خلعت لیتے تو لے لیا۔ مگر پیچھے سے سوچے
کہ جن لوگوں نے کہہ سنکر اونکو دار الخلافتہ سے نکالا ہے وہ صوبہ اودہ مین

کب ٹکنے دینگے یہ خیال کرکے بگڑ بیٹھے جب بادشاہ کی طرف سے تقاضائے
روانگی ہوا تو اونھون نے یہ کیا کہ شہر دہلی سے لال کٹورہ مین چلے گئے اور
وہان راجہ بھرت پور سورج مل کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثنا مین جاٹون
کا رام دل آگیا۔ اور اونھون نے پورانی دلی کو لوٹنا شروع کیا۔ اور بادشاہ و
وزیر مین لڑائی ہونے لگی۔ بادشاہ کے پاس فوج کم تھی۔ اور وزیر کے پاس
زیادہ تھی۔ اس لئے بادشاہ کو تردد ہوا اور اس تردد کا یہ علاج کیا کہ نواب
سعد اللہ خان کو مدد کے لئے لکھا۔ یہ خود تو نہ گئے نجیب خان فرزند
بشارت خان۔ عمر خیل کو بارہ ہزار فوج دیکر بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ یہ
نواب عرش آشیان کے تربیت یافتہ شجاع اور بہادر تھے۔ انھون نے
جاتے ہی لڑائی کا رخ بدلدیا کوٹلہ کی لڑائی مین صفدر جنگ کے سپہ سالار
اندر گر گوشائین کو مارلیا۔ اور خود بھی زخمی ہوئے بادشاہ نے انکی کارگذاری سے
خوش ہوکر اسکے صلہ مین نواب نجیب الدولہ خطاب اور بوڑیہ سہارنپور
جاگیر مین عطا کیا۔

نواب صفدر جنگ کئی زکین اوٹھانے کے بعد صلح کرکے اپنے صوبہ
اودھ کو چلے گئے اور وہان جاکر ۱۱۶۷ھ مین فوت ہوگئے۔

بعد انتقال نواب صفدر جنگ کے شجاع الدولہ مسند نشین ہوئے

تو انہوں نے اپنے والد کی پالسی کو جو نسبت فرزندان عرش آشیان تھی۔

بالکل بدلدیا اور نواب سعد اللہ خان کو پگڑی بدل بھائی بنایا۔

سنہ ۱۱۷۰ھ مین شاہ درانی نے دہلی مین آکر نواب عماد الملک غازی الدین خان

سے نذرانہ مانگا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ کوئی شہزادہ تیموریہ اور

فوج بھیجدی جائے۔ روپیہ نذرانہ کا وصول کر کے داخل کردون گا۔ شاہ

درانی نے۔ شہزادہ ہدایت بخش ابن عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی

ابن اعز الدین حسین کو اور اپنے سردارون مین سے خان باز خان کو کچھہ فوج

دیکر ساتھ کردیا۔

نواب عماد الملک دونون شہزادون کے لئے ہوئے پہلے فرخ آباد

گئے اور نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد سے نذرانہ لیتے ہوئے

عازم اودہ ہوئے۔ نواب شجاع الدولہ نے یہ سنکر اپنے پگڑی بدل بھائی کو

اس مصیبت کے وقت یاد کیا۔

نواب سعد اللہ خان اوسی وقت عازم اودہ ہوئے۔

نواب شجاع الدولہ بارادہ جنگ سانڈی پالی مین آئے اور نواب عماد الملک

کے پہونچنے پر طرفین کے قراولون مین خفیف چھیڑ چھاڑ بھی ہوئی کہ اسی اثنار
نواب سعداسد خان بھی پہونچ گئے اور انکے ذریعے سے نواب شجاع الدولہ
نے پانچ لاکھہ روپیہ دیکر صلح کرلی - نواب سعد اللہ خان نے اس موقعہ پر بڑی
ہمدردی نواب شجاع الدولہ کی - کی جسکے باعث نواب عماد الملک
نواب شجاع الدولہ کا کچھہ نہ کر سکے -

سنہ ۱۱۷۱ھ کو شہزادہ عالی گوہر (شاہ عالم) عماد الملک کے ہاتھون اورہ ہوکر
سہارنپور مین نواب نجیب الدولہ کے پاس آٹھہ مہینے رہ کر اونکی صلاح سے
عازم بنگالہ ہوئے جب مراد آباد سے بریلی جانے لگے تو نواب فیض اللہ
خان نے شہزادہ کو رام پور مین ٹھہراکر دھوم دھام سے دعوت کی -

سنہ ۱۱۷۲ھ مین سرداران مرہٹہ وتاسنیدیہ اور اوسکے بھتیجے جھنکوجی نے
سلطنت دہلی کی کمزوری سے فائدہ اوٹھانا چاہا اور تمام ملک کے فتح کرنیکا
ارادہ کرکے دکھن سے قدم آگے بڑہایا دالخلافت کے امیرون کے باہمی نقیض
نے اونکی پیشقدمی کا استقبال کیا -

نواب عماد الملک کی اشتعالک سے سرداران مرہٹہ نے ملک کٹھیر
اور اودہ کی تسخیر کے ارادہ سے پہلے نواب نجیب الدولہ پر یورش کی - انہون

سے نے کھلے میدان مین مرہٹون سے لڑنا خلاف مصلحت سمجھا اور سکرتال مین جو دریاے جمنا کے کنارے سے ایک دشوار گذار مقام تھا سنگر بنا کر امادۂ پیکار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان و نواب سعد اللہ خان کی خدمت مین بحصول امداد رجوع ہوئے۔

نواب فیض اللہ خان اور نواب سعد اللہ خان نے معہ فوج جرار سکرتال کا عزم کیا۔ اور نواب شجاع الدولہ کو مرہٹون کے ارادہ سے اطلاع دیکر لکھا کہ

علاج داقعہ پیش از وقوعہ باید کرد۔

نواب شجاع الدولہ بخیال دور اندیشی امداد دہی نواب نجیب الدولہ لازمی سمجھکر عازم سکرتال ہوئے اگرچہ ان روسا کی متفقہ فوج سے نے مرہٹون کی سوزش کو دبا دیا۔ مگر اونکا زور پوری طرح سے نہ ٹوٹا تھا۔ کہ آیندہ اونکے دست برد سے محفوظ رہتے اسلئے نواب فیض اللہ خان نے اور رئیسون کے کہنے سے بلحاظ وعدہ امدادی کے جو شاہ درانی نے قندہار سے رخصت کرتے وقت ان سے کیا تھا۔ شاہ درانی کو بلایا اسی سال احمد شاہ درانی ۔ نواب فیض اللہ خان کے بلانے سے عازم ہندوستان ہوا جب لاہور سے آگے بڑھا تو راستہ متعارف کو مرہٹون کے دست برد سے ویران پایا۔ اسلئے

متعارف راستہ کو چھوڑ کر دریا سے جمنا کو عبور کر کے انتربید (جو ملک دریائے جمنا اور گنگا کے درمیان ہے) میں آیا نواب فیض اللہ خان۔ اور نواب سعد اللہ خان سے نے شاہ درانی کا جمنا کے کنارہ استقبال کیا شاہ درانی نے انتر بید میں پہونچکر فوج ہراول کو مرہٹون سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ اور خود دریائے گنگا کو عبور کر کے دہلی میں آیا۔ شاہ درانی کی فوج ہراول نے مرہٹون کو سرہند میں جالیا اور اونکو دباتے دباتے بادلی میں جو دہلی سے تقریباً تین چار کوس ہے پہونچا دیا کہ اتنے میں شاہ درانی اپنی فوج ہراول سے شامل ہوگیا۔ اور فوراً حملہ کا حکم دیا۔ نواب فیض اللہ خان اور نواب سعد اللہ خان نے اس لڑائی میں خوب داد شجاعت دی۔ آخر دتا سیندہیہ مارا گیا۔ اور جھنکو راؤجی دکھن کو بھاگ گیا۔

اسی سال جھنکوجی نے جب اس واقعہ کی اطلاع دکھن میں پہونچائی۔ تو وہان سے بھاؤ فوج جرار کے ساتھ راہی دہلی ہوا۔ اور پانی پت کے مقام مشہور معرکہ ہوا جسمین ہمیشہ کو مرہٹون کا زور ٹوٹ گیا اس فتح میں نمایان حصہ تردد نمایان نواب فیض اللہ خان اور سعد اللہ خان کا تھا۔

اسی سال شاہ عالم بادشاہ دہلی بیکانیر کے ارادہ سے جا کر پھر واپس پورب

ہوئے تو نواب فیض اللہ خان بمقام فریدون بادشاہی ملازمت سے مشرف ہوکر مورد تفضلات شاہی ہوئے شاہ عالم بادشاہ دہلی نے نواب فیض اللہ خان کو بغرض انتظام مرہٹون کے اٹاوہ مین مامور کیا۔

۱۱۷۵ھ نواب فیض اللہ کے لئے سخت نامبارک سال تھا۔ جسمین اونکے قوت بازو نواب سعد اللہ خان نے بعارضہ سل انتقال کیا۔

نواب فیض اللہ کو اِنکے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسمین شک نہین کہ نواب عرش منزل زبردست قوت بازو تھے کہ جنپر نواب فیض اللہ خان کو پورا بھروسا تھا۔

۱۱۸۵ھ کو رام چند۔ مادہوجی سیندیہ۔ ٹکاجی ہلکر سرداران مرہٹہ نے شاہ عالم بادشاہ کے مزاج مین دخل پاکر بادشاہ کو مائل کیا کہ نواب ضابطخان فرزند نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی کی جاوے۔ آخر اونکی استدعا سے نواب ضابطخان پر فوج بہیجی گئی۔ نواب ضابطخان بہی سگرتال اور قلعہ غوث گڈہ کو مستحکم کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے بادشاہی فوج کے پہونچنے پر ایسی گڑبڑ ہوئی کہ نواب ضابطخان کی فوج بیوفائی کر کے اِن کو تنہا چھوڑ کر لوٹ کھسوٹ کے چلتی بنی۔ اِس صورت مین نواب ضابطخان

کو بھی ٹھہرنا مشکل ہوا۔ اور وہ نواب شجاع الدولہ کے پاس لکھنؤ چلے گئے مرہٹہ نواب ضابطہ خان سے نبٹ کر حافظ الملک کی طرف متوجہ ہوئے اور اونکے ملک سے چلے جانے کے معاوضہ مین چالیس لاکھ روپیہ مانگا۔ ان سے ادا ے روپیہ کی کچھ سبیل نہ ہوئی تو نواب شجاع الدولہ سے مستدعی امداد ہوئے نواب شجاع الدولہ نے دستاویز چالیس لاکھ روپیہ کی ان سے لکھوا کر مرہٹون کو روپیہ اپنے خزانہ سے دیدیا۔

بعد انتقال نواب سعد اللہ خان کے رسالدار دوندے خان بخشی سردار خان۔ فتح خان خانساماں فوت ہو گئے حافظ رحمت خان نے شاہ عالم بادشاہ سے خطاب حافظ الملک پاکر اقتدار بڑھایا تو نواب فیض اللہ خان بالکل الگ ہو گئے۔

۱۱۷۸ھ ۱۷۶۴ء کو نواب شجاع الدولہ بکسر کے مقام انگریزون سے شکست کھا کر حافظ الملک کے پاس بامید امداد آئے مگر حافظ الملک بخلاف امداد رہی۔ اونکی جان کے خواہان ہوئے۔ ایک روز تو نواب شجاع الدولہ کو حمام مین مار ہی ڈالا ہوتا۔ اگر عین وقت پر نواب فیض اللہ خان نہ ہو پہنچ جاتے نواب فیض اللہ خان کو کسیطرح ارادہ حافظ الملک کا معلوم ہو گیا

تھا۔ اسلئے وہ سرِراہ حمام کے آ کھڑے ہوئے جب نواب شجاع الدولہ آئے
تو نواب فیض اللہ خان نے اونکو خبردار کر کے گھوڑا اور ایک لاکھ اشرفی زادراہ
دیکر نواب احمد خان بنگش کے پاس فرخ آباد بھیجدیا۔ نواب احمد خان کی
رہنمائی سے نواب شجاع الدولہ وارن ہسٹینگز صاحب بہادر گورنر جنرل کے
پاس چلے گئے۔ گورنر جنرل نے بقاعدہ سب سڈی ایری سسٹم (امدادی انتظام)
نواب شجاع الدولہ سے عہدنامہ کر کے ملک اودہ اونکو واپس دے دیا۔
اور ایک فوج امدادی کا خرچ اونکے ذمہ ڈالا نواب شجاع الدولہ نے اپنے
ملک پر قابض ہوکر حافظ الملک سے اوس ارادہ ناسزا کا بدلہ لینا چاہا۔ اسلئے
حافظ الملک کو لکھا کہ

مبلغ چالیس لاکھ روپیہ مندرجہ تمسک ادا کردو اگر روپیہ نہ دے سکو
تو شاہجہانپور دیدو بعد وصول زر تمسک شاہجہانپور واپس دیا جائیگا۔

اس تحریر کے پہونچنے پر حافظ الملک نے التجا کر کے نواب فیض اللہ خان
کو بلایا اور اسباب مین مشورہ لیا۔

نواب فیض اللہ خان نے کہا کہ اگر روپیہ مطلوبہ واجب الادا ہے
تو ادا کردو اگر تمہارے پاس روپیہ نہیں تو افسران فوج پر پتہ ڈالدو جس قدر روپیہ

مجھسے مانگو گے مین بھی ادا کر دون گا۔ اگر روپیہ دینا منظور نہین تو شاہجہانپور دیدو اگر اونکو دینا منظور نہین تو مجکو شاہجہان پور دیدو مین کل روپیہ دیدون گا۔ ان تجویزون مین سے جب کوئی تجویز حافظ الملک نے منظور نہ کی تو نواب فیض اللہ خان اوٹھکر جانے لگے حافظ الملک نے دامن پکڑ لیا اور کہا۔ کہ ایسے وقت مین۔ مین تمکو ہرگز نہ جانے دون گا۔ مجبور نواب فیض اللہ خان نے اپنی فوج کو شاہ آباد سے بلا لیا۔ حافظ الملک نے روپیہ کے دینے سے نواب شجاع الدولہ کو صاف انکار لکھہ بھیجا۔

جواب کے پہونچنے پر نواب شجاع الدولہ نے باستمزاج گورنر جنرل وارن ہسٹنگر صاحب معہ فوج انگریزی حافظ الملک پر چڑہائی کی۔

حافظ الملک نے بھی لڑائی کا سامان کیا۔ بذریعہ نواب فیض اللہ خان دولاکھہ روپیہ فتح خان خانسامان سے لیا۔ اور نواب فیض اللہ خان کو کارفرما بناکر کوچ کیا اور لال کہیڑہ مین آکر اوسکو میدان رزم قرار دیا۔

اودہر سے نواب شجاع الدولہ بھی لال کہیڑہ مین آکر مقابل حافظ الملک کے خیمہ زن ہوئے اور یہ سنکر کہ نواب فیض اللہ خان بھی حافظ الملک کے ساتھہ ہین۔ نواب فیض اللہ خان کے پاس سفیر کو یہ پیام دیکر بہیجا کہ مین آپ سے

لڑنا نہین چاہتا۔ کیونکہ آپ کے احسان مجکو خوب یاد ہین آپ مجھسے کیون لڑتے ہین۔ اسکے جواب مین نواب فیض اللہ خان نے کہلا بھیجا کہ مجکو آپ سے کچھہ خصومت نہین حافظ الملک کے اصرار سے ساتھہ ہو لیا ہون اب اون سے علیحدہ ہونا وضعداری کے خلاف سمجھتا ہون۔ آخر نواب شجاع الدولہ کے اصرار سے یہ ٹھیرا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوج کو لئے ہوئے ایک طرف کھڑے رہین۔

۲۴ صفر ۱۱۸۸ھ ۱۷۷۴ء کو لڑائی شروع ہوئی ناگہان ایک گولہ حافظ الملک کے لگا جسکے صدمہ سے اوسیوقت انتقال ہو گیا۔

میمنت خواجہ سرا کی پلٹن نواب فیض اللہ خان کی فوج کے مقابل ایستادہ تھی پلٹن مذکور نے ایک باڑ نواب فیض اللہ خان کی فوج پر ماری۔ باڑ کا مارنا تھا۔ کہ نواب فیض اللہ خان نے خلاف معاہدہ زیادتی سے آشفتہ ہوکر اپنی فوج کو بھی فیر کا حکم دیا۔ جس سے میمنت کی فوج کا ڈھیر ہو گیا۔ اور میمنت بھی زخمی ہوا اسکے بعد نواب فیض اللہ خان میمنت کی باقی ماندہ پلٹن کو کاٹتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے اور اوسکو مستحکم مورچہ بنا لیا۔

میمنت خواجہ سرا روتا پیٹتا نواب شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اور اپنا حال زار

دکھا کر تمام پلٹن کا ضایع ہونا نواب فیض اللہ خان کی فوج سے ظاہر کیا نواب شجاع الدولہ نے یہ حال سنکر نواب فیض اللہ خان کے تعاقب کا حکم دیا - چارون طرف سے فوج نے لال ڈانگ کو گھیر لیا - جب محاصرہ کو طول ہوا - اور حسب راے چمرلین (چمپین) صاحب مورچہ لال ڈانگ ناقابل تسخیر ثابت ہوا تو نواب شجاع الدولہ نے حسب تجویز چمرلین (چمپین) صاحب سفیر کو نواب فیض اللہ خان کے پاس بھیجکر وجہ خصومت دریافت کی اونھون نے تمام حال زیادتی میمنت خواجہ سرا کا کہہ سنایا سفیر کے واپس آنے پر نواب شجاع الدولہ نے تحقیق کر کے قصور میمنت کا پایا اور میمنت کو باندہ کے نواب فیض اللہ خان کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ یہ تمہارا مجرم ہے اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کردو -

نواب فیض اللہ خان نے بخلاف قتل کے میمنت کو خلعت دیکر رخصت کیا - اسکے بعد نواب شجاع الدولہ نے بلحاظ حقوق سابقہ (حافظ الملک سے جان بچائی تھی) نواب فیض اللہ خان سے صلح کرنا چاہا - اور اس غرض سے نواب فیض اللہ خان کو بلایا - انھون نے بلا توسط کسی انگریزی افسر کے آنے اور صلح کرنے سے صاف انکار کیا -

نواب شجاع الدولہ نے حسب منشای نواب فیض اللہ خان جمرلین (جمپین) صاحب کو بہیجدیا وہ اپنے ساتھہ نواب فیض اللہ خان کو لے آئے۔ اور باہم صلح ہوکر عہدنامہ لکھا گیا جسکے شرایط حسب ذیل ہین۔

نقل عہدنامہ دستخطی مہری نواب شجاع الدولہ بہادر و کرنل جمپین ۱۷۷۴ع

چونکہ دوستی فیمابین میرے اور فیض اللہ خان کے قایم ہوئی ہے لہذا مینے وعدہ کیا ہے کہ مین اوسکو ملک رام پور معہ دیگر اضلاع (شاہ آباد و حضرت نگر) متعلقہ کے جمعی سالانہ چودہ لاکہہ چہتر ہزار روپیہ ہے دون گا۔

اور مینے یہ شرط کی ہے کہ فیض اللہ خان پانچہزار فوج ملازم رکہے اس سے زیادہ نہ رکہے اسواسطے مین یہ عہدنامہ لکھدیتا ہون۔ کہ مین ہمیشہ اور ہر وقت فیض اللہ خان کی حرمت اور عزت کی حفاظت کرتا رہون گا۔ اور اوسکی بہبود اور بہتری مین کوشش بلیغ حتی الامکان کیا کرون گا۔ بشرطیکہ فیض اللہ خان سواے میرے اور کسی سے اتفاق پیدا نہ کرے اور سواے سرداران انگریزی کے اور کسی سے تحریر کی رسم جاری نہ رکہے۔ اور وہ میرے دوستون کو اپنا دوست اور میرے دشمنون کو اپنا دشمن تصور کرے۔

اور اگر مین کسی سے لڑائی کرنے کو جاؤن تو وہ دو تین ہزار یا جس قدر اوس سے

ممکن ہو میرے ہمراہ فوج دے۔

اگر مین ہمراہ فوج کے جاؤن تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے ہمراہ میرے رہے اگر بسبب کمی فوج کے وہ خود ہمراہ میرے نہ جا سکے کیونکہ اوسکے پاس تھوڑی فوج ملازم ہے تو مین چار ہزار سپاہ اور اوسکے ساتھ مقرر کردون گا تاکہ اوس فوج کو بھی اپنے ہمراہ رکھکر ہمراہی میری کرے اور مین اُسکے خرچ کا متحمل ہون گا۔

ان شرایط پر مینے وعدہ کیا ہے۔ مین علاقجات مذکورہ جمع تعداد مسطور فیض اللہ خان کو دون گا اور اوسکی بہتری اور بہبود مین کوشش بلیغ کرون گا۔

اگر فیض اللہ خان شرایط عہدنامہ ہذا کی تعمیل قرار واقعی کرے گا تو مین انشاء اللہ تعالیٰ پہلوتہی اُسکی بہبودی مین نکرون گا۔ باقی رہیلون کو وہ دوسری طرف دریا کے روانہ کرے گا۔

مین نے قسم قرآن کی کہائی ہے اور خدا و رسول کو گواہ دیا ہے کہ مین ان شرایط کو انجام دون گا

بارہ رجب ۱۱۸۸ھ ہجری

مہر شجاع الدولہ مہر کرنل چمپین

اس عہدنامہ کے بعد نواب فیض اللہ خان نے پچاس لاکھ روپیہ مصارف

جنگ ادا کیا۔ روپیہ لیکر نواب شجاع الدولہ اودہ کو چلے گئے۔ اور نواب فیض اللہ خان رام پور مین آکر انتظام ریاست مین مصروف ہوئے۔

رام پور کی آبادی مین ترقی دیکر اوسکو شہر بنا دیا۔ اسکا نام اپنے نام پر فیض آباد رکھنا چاہتے تھے چونکہ اس نام کا اور ایک شہر مشہور ہے اسواسطے اسکا نام مصطفیٰ آباد رکھا۔ نواب فیض اللہ خان نے ۲۰ سال حکومت کرنے کے بعد تریسٹھ سال کی عمر مین ایک پھوڑہ کے صدمہ سے جو داہنی طرف بغل کے نکلا تھا بروز پنجشنبہ ۱۸ ذالحجہ ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۷۹۴ء کو انتقال فرمایا مادہ تاریخ وفات (غروب ہے) بعد انتقال رام پور مین دفن ہوئے عرش منزل لقب پایا۔

خصائل

بیمثل شجاع تھے جبکہ آپ شاہ درانی کے پاس قندہار مین تھے تو آپنے ایک بہادر پہلوان مسمی تورنج کو زیر کیا۔ قلعہ سبزوار جسکے فتح کرنے مین افسران فوج درانی عاجز آگئے تھے آپ نے فتح کیا۔

منتظم تھے ترقی محاصل مین ہمیشہ ساعی رہتے تھے۔ انتقال کے وقت تین لاکھ بیس ہزار اشرفیان سجے پوری خزانہ مین تھین۔ آمدنی ریاست

بڑھ کر بتیس ۳۲ لاکھہ ہو گئی تھی۔

عابدزاہد شب زندہ دار تھے۔ بنہایت سے سخت تنفر تھے۔

نواب محمد علیخان

نواب عرش منزل کے دو فرزند بڑے نواب محمد علیخان اور اون سے چھوٹے نواب غلام محمد خان تھے دونوں بہائیون مین محبت اور اتفاق ایسا تھا۔ کہ دیکہنے والون کو گمان باپ بیٹون کا ہوتا تھا۔ بعد انتقال نواب عرش منزل کے نواب محمد علی خان نے چاہا کہ چھوٹے بہائی مسند نشین ہون مگر نواب غلام محمد خان نے صاف انکار کیا۔ اور کہا کہ ریاست آپکو اور آپکی اولاد کو مبارک رہے۔ نواب محمد علی خان نے جب دیکھا کہ چھوٹے بہائی کسیطرح مسندنشین ہونا منظور نہین کرتے تو اونہون نے کہا کہ مین اس شرط سے مسندنشین ہوتا ہون کہ جو امور باعث قایمی محبت دو داد کے ہین وہ پہلے باہم طے ہو جائین۔

نواب غلام محمد خان نے کہا کہ باعث قایمی محبت باہمی کے تین امور ہین۔

اول۔ اگر کوئی دراندازآپ سے میری نسبت کچہہ کہے تو اوسکو آپ مجھسے فرمادیجئے اگر وہ امر واقعی ہوگا تو مین اوسکا اقرار کرکے آپ سے معافی کا

خواستگار ہون گا - اگر آپ معاف کرین گے تو جو سزا اوس جرم کے لئے
مقرر ہے اوسکو برداشت کرون گا -

دویم - میرے گذارہ کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ ریاست سے مقرر ہے
اوسمین میری اور میرے متعلقین کی گذر نہین ہوسکتی علاقہ ٹہاکر دوارہ کا جو
میرے گذارہ کے لئے مقرر ہے اوسکی آمدنی علاوہ مالگذاری کے
ساڑہے بارہ ہزار ہے - اوسکی جمع ہمیشہ کو یہی قایم رہے - تاکہ اوسکے
منافعہ سے اور نیز تجارت کی آمدنی سے گذر کرسکون -

سویم - عرش منزل کے جیسے عادات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ تہے
آپ بہی اونکی پیروی کرکے اپنے اخلاق سے چہوٹے بڑے سب کو خوش و
خورم رکہئے -

نواب احمد علیخان نے یہ تینون باتین منظور کین نواب غلام محمد خان نے
تمام ارکان فوج کے روبرو آپ کو مسند نشین کرنا چاہا مگر ارکان فوج نواب محمد علیخان
کی عادات کے لحاظ سے اون کا مسند نشین ہونا منظور نہ کرتے تہے مگر
غلام محمد خان کے سمجہانے سے رضامند ہوگئے نواب غلام محمد خان
نے نواب محمد علی خان کو ۱۸ - ذالحجہ ۱۲۰۸ھ کو مسند نشین کردیا پہلے خود پہر

ارکان فوج سے نذرین دلوادین۔

مسند نشینی کے بعد نواب محمد علی خان کے درخور مزاج ایک بدذات سقہ ہوگیا۔ اور اوس نے نواب محمد علی خان کو ارکان فوج اور نواب غلام محمد خان سے برہم کرادیا۔ ارکان فوج کے اشارہ سے سقہ مذکور پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا۔ مگر وہ اپنی خوش قسمتی سے بچ گیا۔ پھر تو اوس نے اپنے انتقام مین طرح طرح کی خلاف واقعہ باتین بنا کر نہ صرف ارکان فوج بلکہ نواب غلام محمد خان کا دشمن بنا دیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نواب محمد علیخان نے جو علاقہ ٹھاکر دوارہ کا غلام محمد خان کو دیا ہوا تھا وہ ضبط کر لیا نواب غلام محمد خان نے بہائی کی آزردگی سے حج کا ارادہ کیا۔ مگر افسران فوج مانع ہوئے۔

جب نواب محمد علیخان اور افسران مین اوس بدذات سقہ کے لگانے بجہانے سے زیادہ کدورت بڑہی تو وہ سب نواب غلام محمد خان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم نواب محمد علیخان کو قتل کر کے آپ کو اونکی جگہہ مسند حکومت پر بٹھائین گے اگر آپ نہ مانین گے۔ تو آپ کے ساتھ بھی اوسیطرح پیش آکر نواب عرش منزل کی اولاد مین سے کیسکو جانشین کر دینگے اگر اوس نے بھی نہ مانا۔ تو اپنی قوم سے کیسکو بذریعہ قرعہ اندازی منتخب کر لین گے نواب

غلام محمد خان افسران فوج کا ارادہ بد اپنے بہائی کی نسبت اور اپنی نسبت سنکر شدت اندوہ ملال سے ایسے چپ ہوئے کہ گویا منہہ مین زبان ہی نہین افسران فوج خاموشی کو دلیل رضامندی سمجہکر چلے گئے اور پہر چودہ ہزار مسلح فوج کے ساتہہ آئے اور نواب غلام محمد خان کو بجبر ساتھ لیکر دیوانخانہ کے دروازہ پر پہونچے۔ جب اندر جانے لگے تو دلیر خان۔ نواب محمد علی خان کے سمدہی نے بہیئت مجموعی اندر جانے سے روکا۔ مگر انکی کون سنتا تھا دوبارہ روکنے پر نواب غلام محمد خان نے جہڑک دیا۔

افسران فوج نواب غلام محمد خان کو لئے ہوئے دیوان عام کے چبوترہ پر پہونچے۔ نواب محمد علیخان۔ سیف الدین خان اور اپنے ماموں بہادر خان سے باتین کر رہے تھے کہ اونہوں نے اس انبوہ کو دیکہکر بہائی سے کہا یہ انبوہ کیسا ہے۔

نواب غلام محمد خان نے جواب دیا کہ اس وقت مصلحت یہ ہے۔ کہ آپ مسند سے اوٹہہ بیٹہتے ہین نے تو کوئی دقیقہ آپ کی خیر خواہی مین اوٹھا نہ رکہا تھا۔ مگر افسوس کہ آپ سے ریاست نہ سنبہالی گئی۔ ابہی یہ فقرا پورا بہی نواب غلام محمد خان کی زبان سے نہ نکلا تھا کہ نواب محمد علیخان نے تلوار سونت کر

بھائی کے ایک ہاتھ مارا۔ انہوں نے سپر پر روکا۔ مگر تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی پہولوں تک اوتر کر سپر میں پھنس گئی نواب محمد علیخان نے تلوار کے نکالنے مین بہت کوشش کی مگر تلوار نہ نکل سکی۔ نواب غلام محمد خان نے سپر کو پھیرا ادہر نواب محمد علیخان نے قبضہ کو ہاتھ سے نچھوڑا۔ آخر پہل قبضہ سے نکل گیا۔ افسران فوج نے جب نواب محمد علیخان کو نہتا پایا۔ تو چارون طرف سے ٹوٹ پڑے بعض افسرون نے اسی اثناء مین۔

نواب غلام محمد خان

کو بہ جبر مسند نشین کیا۔ نواب محمد علیخان کے مامون بہادر خان نے جب بھانجے کو افسران فوج کے ہاتھون زخمی ہوتے دیکھا تو وہ نواب غلام محمد خان کے پاس گئے۔ اور افسران کی زیادتی کو روکنے کیلئے کہا۔ نواب غلام محمد خان یہ سنتے ہی آئے اور افسران فوج سے کہا۔ اب بس کرو بہت زیادتی کر چکے اب مجھسے زیادہ سختی برداشت نہین ہوسکتی۔ افسران فوج نے نواب غلام محمد خان کے کہنے سے نواب محمد علیخان کو چھوڑ دیا۔ مگر زخمون سے بیہوش تھے جب ہوش آیا تو کہا کہ مجکو محل مین پہونچادو۔ محل مین جاکر اپنے فرزند احمد علیخان کو بلا کر کہا کہ۔

جو ہونا تھا وہ ہوچکا - افسوس میری جان بھی گئی اور بھائی کے واسطے بھی اچھا نہ ہوا
افسران فوج کو نواب محمد علیخان کا محل مین رہنا ناگوار ہوا - اور اونہون نے
نواب غلام محمد خان سے کہا - کہ ہمکو نواب محمد علیخان کا محل مین رہنا منظور نہین
نواب غلام محمد خان اس بات کو منظور نہ کرتے تھے - آخر بہت سی
حجتون کے بعد افسران فوج حضرت حافظ شاہ جمال پیرو مرشد نواب
غلام محمد خان سے عہد و پیمان کر کے - کہ وہ نواب محمد علی خان سے
دغا نہ کرین گے - نواب محمد علیخان کو محل سے لیجا کر - گڈہ مین نظر بند کر دیا
نواب محمد علیخان کے جب زخم مندمل ہو گئے - تو پہر اونہون نے اُنہین
باتون کا اعادہ کیا جن کے باعث تکلیف اوٹھا چکے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ افسران فوج نے اونکے قتل کا ارادہ کیا - اور ایک افغان الہام خان
اس فعل ناروا کا ذمہ وار ہوا رات کو اس ارادہ سے جاتا تھا - کہ راستہ مین
منسارام بکسریا اوسکا معین ہوگیا - اور دونون نے -
۲۰ صفر سنہ ۱۲۰۹ھ کو گڈہ مین جا کر آدہی رات کو نواب محمد علیخان کو قتل کر دیا -
نواب غلام محمد خان کو جب قتل نواب محمد علیخان کا حال معلوم ہوا - تو اونکو
سخت رنج ہوا - افسران فوج بظاہر مغموم صورت بنائے ہوئے ادائے

تعزیت کے لئے نواب غلام محمد خان کے پاس آئے۔ اور بعد تسلی و دلاسا
اثار ماتمی دور کرا کر نواب غلام محمد خان کو مسند پر بٹھایا۔ اور نواب محمد علیخان کا
جنازہ محلہ مدرسہ مین لیجا کر دفن کیا۔
حضرت شاہ جمال صاحب کو جب قتل نواب محمد علیخان کا حال معلوم ہوا
تو وہ شدت صدمہ و رنج سے اوسی روز فوت ہو گئے اور فرما گئے۔ جنہون
نے نقض عہد کر کے نواب محمد علی خان کو قتل کیا ہے اونکے واسطے
اچھا نہوگا۔ مگر ان بیرحم افسرون پر اوس خدا رسیدہ کی پیشین گوئی کا کیا اثر ہو سکتا
تھا۔ بلکہ ان کی بیرحمی کو اور ترقی ہوئی اور وہ اس فکر مین ہوئے کہ نواب
مرحوم کی یادگار کو مٹا کر اپنا جی ٹھنڈا کرین۔ جب وہ نواب احمد علی خان فرزند
نواب مرحوم کو دیکھتے تھے تو ان کی آنکھوں مین سے خون اُترتا تھا۔
ایک روز نواب احمد علیخان چچا کے پاس بالاخانہ پر کھیل رہے تھے کہ
اتنے مین بیرحم افسر آپہونچے اور ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ نواب احمد علی خان کو پکڑ کر
کوٹھے سے نیچے پھینکدین۔ مگر وہ بھاگ کر چچا کے گلے سے جا چمٹے
نواب غلام محمد خان نے سینہ سے لگا کر افسرون سے کہا۔ کہ
اس معصوم بچے نے تمہارا کیا بگاڑا ہے اسکے مارنے کا ہرگز ارادہ نکرو

یہ کہکر نواب احمد علیخان کو محل مین بہیجدیا اور تاکید کی۔ کہ اسکو باہر نہ نکلنے دینا مجکو اسکی جان کا اندیشہ ہے۔

چند روز کے بعد استغاثہ قتل نواب محمد علیخان کا بذریعہ صاحبزادہ مصطفی خان ابن اللہ یار خان ابن نواب علی محمد خان آصف الدولہ کی سرکار مین پیش ہوا۔ نواب غلام محمد خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے اس امر کے ظاہر کرنے کے واسطے کہ اونکا نواب محمد علیخان کے قتل مین کچہہ تعلق نہین اپنی طرف سے صاحبزادہ فتح علیخان کو بہیجدیا۔ دیوان جہاؤ لال۔ آصف الدولہ کی سرکار مین مرجع کار تھا۔ وہ اس تنازعہ کی تحقیقات کے واسطے مامور ہوا۔ دیوان مذکور نے جانبین کے عذرات سننے کے بعد تجویز کیا۔

اسمین شک نہین کہ نواب غلام محمد خان کا نواب محمد علیخان کے قتل مین کچہہ تعلق نہین مگر مناسب یہ ہے کہ احمد علی خان فرزند نواب محمد علیخان جانشین ہون اور نواب غلام محمد خان لبطور نائب کام کرین۔

جب یہ تجویز نواب غلام محمد خان کے پاس پہونچے تو صاحبزادہ نصراللہ خان (ابن عبداللہ خان) نے سمجہایا بہی کہ اس تجویز کو منظور کرلینا چاہیئے۔ نواب

غلام محمد خان نے جواب دیا کہ جب بیٹنے خوشی سے ریاست کو منظور نہین کیا تو نہایت اکو کب منظور کرتا ہون۔ اس تجویز کو نامنظور کیا۔ جب بذریعہ مصطفی خان دیوان جہاولال کے پاس اسکی اطلاع پہونچی تو اونہون نے یہ تجویز کیا۔ کہ ریاست نصفا نصف ہو کر ایک حصہ نواب غلام محمد خان کو اور دوسرا نواب احمد علی خان کو دیا جاے۔

اس تجویز سے افسران فوج نے اس بنا پر مخالفت کی کہ ملک تہوڑا ہے اسمین دو رئیسون کی گنجایش نہین یہ سنکر دیوان مذکور نے یہ تجویز کیا کہ نواب احمد علیخان کو لکہنو مین بہیجدین اور گذارہ کے لئے تین لاکہہ روپیہ مقرر کردین اور چوبیس لاکہہ روپیہ بطور نذرانہ کے بہیجدین۔

نواب غلام محمد خان اس تجویز کو منظور کیا چاہتے تھے کہ افسران فوج مانع ہوئے نواب غلام محمد خان نے کہا کہ اگر اس تجویز کو نامنظور کیا تو غالباً لڑائی ہوگی افسرون نے جوابدیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم احمد علی خان کو ایک زبردست کے قبضہ مین جانے دین اور ہمیشہ فتنہ و فساد قایم رکہین اگر لڑائی ہوئی تو ہم بھی تیار ہین نواب غلام محمد خان نے سمجہایا کہ نواب آصف الدولہ کے پاس فوج بہت سے ہے سرکار انگریزی اوسکی مددگار ہے اون سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے

افسرون نے کہا۔ کہ فتح و نصرت خدا کے اختیار مین ہے کثرت فوج پر موقوف نہین اور یون تو یہان بہی خدا کے فضل سے ایک لاکہہ جوان ایکدل موجود ہین لڑائی کے دن دیکھنا کہ یہ ایک لاکہہ کئی لاکہہ پر بہاری ہونگے۔

نواب غلام محمد خان نے مجبور ہو کر کہدیا کہ مین تو اِس تجویز کے خلاف کچہہ لکہہ نہین سکتا۔ میری مہر موجود ہے جو چاہو لکہہ بہیجو۔

اِن نا عاقبت اندیشون نے نواب غلام محمد خان کی طرف سے لکہہ بہیجا کہ ہمکو اپنی ریاست کا اختیار ہے جو چاہا وہ کیا اور آئندہ جو چاہین گے کرینگے ہمارے معاملات مین دوسرا دخل دینے کا مجاز نہین۔ جب یہ خط لکہا جا چکا تو نواب غلام محمد خان وہان سے اوٹہہ کر چلے آئے اور اپنی طرف سے ایک خط دیوان جہاو لال کو لکہکر بہیجا کہ افسران فوج نے میری طرف سے جو کچہہ لکہا ہے مین اوس سے مبرا ہون۔

لیکن یہ خط دیوان جہاو لال کے پاس نہ پہونچا راستہ مین افسرون کے ہاتہہ پڑ گیا اور اونہون نے نواب غلام محمد خان سے بدظن ہو کر کہدیا۔ کہ اب جو خط لکہین وہ ہمکو دکہا کر بہیجین۔

جب وہ خط جو افسران نے نواب غلام محمد خان کی طرف سے لکہکر بہیجا تہا

دیوان چھاؤلال کے پاس پہونچا تو وہ خط کو پڑھ کر حیران ہوگیا۔ اور اوس نے خط مضمون سے نواب آصف الدولہ کو اطلاع دی وہ سنتے ہی برہم ہو گئے اور اوسیوقت مسٹر جارج فریڈرک چیری صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ سے کہلا بھیجا کہ

آپکو معلوم ہے کہ ملک کٹھیر حافظ رحمت خان کی لڑائی کے بعد سے ہمارے متعلق ہے وہان فوج نے غدر مچا کر نواب محمد علیخان کو قتل کر دیا آپ بموجب عہد نامہ میری مدد کیجیے تاکہ بغاوت فرو کر کے نواب احمد علیخان ابن نواب محمد علیخان کو مسند نشین کیا جائے۔

چیری صاحب نے ابرگرنبی سپہ سالار فوج انگریزی کو فوج کے تیار کرنے کا حکم دیا آصف الدولہ بھی بڑی بھاری فوج لیکر سوار ہوگئے۔

نواب غلام محمد خان کو نواب آصف الدولہ کی عزیمت کا حال معلوم ہوا تو اونہون نے افسرون سے کہا "دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا صلح کر لو"

جنگ دوجوڑہ

افسران فوج نے نواب غلام محمد خان کی فہمایش کو نہ مانا۔ اور عین دوالی کے دن تمام فوج کو لیکر کوچ کیا۔ میرگنج ہوتے ہوئے فتح گنج پہونچے۔ ادہر سے

نواب آصف الدولہ معہ فوج اپنی اور سرکار انگریزی کے فتح گنج مین آگر مقابل خیمہ زن ہوئے۔

دوسرے روز افسران فوج نے لشکر کو مرتب کیا۔

قلب مین نواب غلام محمد خان معہ صاحبزادہ نصر اللہ خان وحیدر خان۔

میمنہ مین عمر خان اور اونکے بیٹے بلند خان و مصطفی خان عرف بجو خان معہ چودہ ہزار جوانون کے۔

میسرہ مین دلیر خان کمال زئی۔ نواب محمد علیخان کے سمدہے۔ معہ چودہ ہزار جوانون کے نواب آصف الدولہ بھی مقابل ہوئے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو ایک دستہ سواران انگریزی نے بڑھ کر فیر کیا۔ اور پیچھے کو بھاگ پھیری سواران فوج افاغنہ نے حملہ کر کے ان کو جا لیا اور سینکڑون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا۔ مگر جب ادھر سے توپ برسنی پڑی تو ان کا بھی سخت نقصان ہوا۔ اگرچہ افغانون نے دلیری اور شجاعت سے تردد مردانہ کئے۔ مگر توپون کے سامنے کیا پیش جاتی تھی کئے بار توپون پر بھی جا پڑے مگر بجز نقصان کے کچھہ فایدہ نہوا۔ الغرض عمر خان مصطفی خان شہید ہوئے اور عمر خان کے دو بیٹے عبد الصمد خان و محمد یوسف خان زخمی ہوئے اور ایک

عمر خان کا بہانجا محمد نسیم بہت بہادری سے لڑکر شہید ہوا۔ اور دلیر خان میسرہ
کے سپہ سالار نے اوس برج سے جو اونہون نے فوج باغی کو بروز زخمی
ہونے نواب محمد علیخان کے دروازہ دیوان عام پر روکا تھا۔ اور نواب
غلام محمد علیخان نے جہڑک دیا تھا پیٹھ دکھائی۔ ان کے ساتھ تمام فوج
چلتی ہی۔

اب میدان رزم مین نواب غلام محمد خان اور صاحبزادہ نصراللہ خان
اور حیدر خان رہ گئے ان دونون نے نواب غلام محمد خان سے کہا ہی
کہ اب موقعہ ٹھہرنے کا نہین ہے مگر اونکو جیسا کہ پہلے میدان جنگ مین
آنا پسند نہ تھا۔ ویسا ہی میدان جنگ کو بغیر مارے مرے چھوڑنا عار تہا۔
صاحبزادہ نصراللہ خان نے جب دیکھا۔ کہ نواب غلام محمد خان میدان
نہین چھوڑتے تو اونہون نے گھوڑے کی باگین کاٹ دین۔ اور وہ ان کو
لیکر میر گنج پہونچا وہان سے نواب غلام خان گھوڑے کی باگین درست
کرکے لال ڈانگ چلے گئے یہان انکے پاس میدان جنگ سے بہاگے
ہوئے سوار و پیادہ جمع ہو گئے نواب آصف الدولہ نے معہ فوج انگریزی
لال ڈانگ کا محاصرہ کیا مگر یہ بہی اپنے والد (نواب شجاع الدولہ) کی طرح

لال ڈانگ کی تسخیر سے مایوس ہوئے۔ تو انھوں نے نواب غلام محمد خان کو بلایا۔ اور نیز رزیڈنٹ چیری صاحب نے علیحدہ بلایا۔

نواب غلام محمد خان بخلاف رائے دیگر عمائد چیری صاحب کے پاس چلے گئے۔ جسکے سبب نواب آصف الدولہ ناراض ہوگئے۔ ناراضگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ نواب غلام محمد خان ریاست سے علیحدہ کئے گئے اور جنگ دوجوڑہ ختم ہوئی۔

بعد ختم ہونے جنگ دوجوڑہ کے نواب آصف الدولہ خزانہ ریاست کو سمیٹنے کے لئے اور نواب غلام محمد خان دامن مراد کو حصول زیارت حرمین شریفین سے مالامال کرنے کو عازم بیت اللہ ہوئے۔

کچھ عرصہ نواب آصف الدولہ کے دست برد سے خزانہ ریاست کو (بلحاظ ترتیب حالات) محفوظ رکھکر حالات سفر عرب۔ افغانستان ہندوستان نواب غلام محمد خان تحریر کرتا ہون اسکے بعد حالات نواب آصف الدولہ و نواب احمد علیخان حوالہ خامہ کرون گا۔

نواب غلام محمد خان حج کے ارادہ سے بنارس پہونچے یہان قبائل کو بہ نگرانی اپنے فرزند رشید نواب محمد سعید خان چھوڑکر کلکتہ سے جہاز مین سوار ہوکر

مع الخیر بیت اللہ مین پہونچے اور بعد ادا ے فریضہ حج حبیب خدا صلعم
کے روضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوکر واپس ہندوستان ہوے
یہان سے کابل گئے زمان شاہ بادشاہ کابل تعظیم وتکریم سے پیش آیا
کابل سے جب طبیعت اچاٹ ہوئی کشمیر کی سیر کرتے ہوئے اور منکوٹ
کے راجہ کو زیر کرکے نادون مین آگئے یہان کے راجہ سنسار چند نے
ایسا اتحاد بڑہایا ۔ کہ آپ کی جدائی کا ایک لمحہ بھی متحمل نہوتا تھا ۔ آپ نے
بھی بپاس خاطر اسکے نادون مین ہی رہنا اختیار کیا ۔ اور یہان ہی
۸ جمادی الآخر ۱۲۳۸ھ کو بعارضہ فالج فوت ہوئے ۔

قطعہ تاریخ رحلت

چو نواب حاجی بیت الحرام	ز دنیا سوے خلد رحلت نمود
بپایش خرد گفت رضوان مقام	ریاض جنان گشت آرام گاہ

۱۱۳۸ھ

نواب آصف الدولہ نے رامپور مین جاکر ۔

نواب احمد علی خان

کو مسند نشین کیا ۔ اور اونکی خوردسالی کی وجہ سے صاحبزادہ نصر اللہ خان کو
نائب مقرر کیا خزانہ مین جسقدر روپیہ اور اشرفی تھا سبکو سمیٹا اور ایک علاقہ زرخیز

جمعی چہہ لاکہہ روپیہ ریاست رام پور سے علیحدہ کرکے اپنی ریاست اودہ کے شامل کیا۔ اور واپس لکہنو ہوگئے۔

صاحبزادہ نصر اللہ خان تقریباً پندرہ سال نائب رہے۔ انکی زندگی مین کسیقدر انتظام رہا بعد انتقال انکے نواب احمد علیخان خود مختار ہوئے اُنھون نے اپنے والد کے انتقام پر کمر باندہی۔ اہل خاندان سے بجز صاحبزادہ مصطفی خان اور کسی پر عنایت نہ تھی۔ اور افسران فوج مین سے سوائے دلیر خان کے جسکو دیکھتے تھے تو آنکھون مین خون اتر تا تھا۔ ان تمام باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک مین فتنہ و فساد پھیل گیا گھر گھر خانہ جنگیان ہونے لگین آپکو بجز عیش و نشاط اور کچہہ کام نہ تھا۔ شب و روز بادہ ارغوانی کا دور تھا۔ اسکی کثرت سے صحت پر خراب اثر پڑا اور عارضہ استسقا مین مبتلا ہوئے۔ کسینے امیرون کو منہیات سے بچنے کے لئے کیا عمدہ نصیحت کی ہے مین بہی اس موقعہ پر درج کرتا ہون۔

رباعی

یہ عشرت و عیش و شادمانی کب تک	عشرت بہی ہوئی تو نوجوانی کب تک
ہو یہ بہی اگر قیام دولت ہے محال	دولت بہی ہوئی تو زندگانی کب تک

گویا یہ رباعی نوجوان رئیسون کو متنبہ کرتی ہے کہ وہ عیش و آرام مین نہ پڑین انتظام

ریاست و داد دہی رعایا مین شب و روز مصروف رہین تاکہ اونکی عمر دراز ہو۔

آخر نواب احمد علیخان اوسی عارضہ مین ۲۵ جمادی الاول ۱۲۵۶ھ کو ۲۷ برس

حکومت کرکے ۵۵ سال کی عمر مین بلا اولاد نرینہ فوت ہوگئے۔

نواب محمد سعید خان

اوپر لکھہ آیا ہون کہ نواب غلام محمد خان حج کو جاتے ہوئے اپنے فرزند

رشید نواب محمد سعید خان کو بنارس مین چھوڑ گئے تھے۔ کچھہ عرصہ کے بعد

نواب محمد سعید خان بنارس سے لکھنو آئے۔ مگر پھر اپنا قیام لکھنؤ مین خلاف

مصلحت سمجھکر کلکتہ چلے گئے یہان اپنی اعلی لیاقت کا سکہ حکام انگریزی کے

دلون پر بٹھایا وہان سے بدایون مین آئے اور یہان ہی مقیم تھے کہ نواب

احمد علیخان کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ گورنمنٹ انگریزی کے نزدیک بجز نواب

محمد سعید خان دوسرا مستحق جانشینی نہ تھا۔ اسلئے صاحب کمشنر بہادر انکو اپنے

ساتھہ بدایون سے رامپور مین لائے۔ اور ۲۱ جمادی الآخر ۱۲۵۶ھ مسند

نشین کیا۔

نواب محمد سعید خان نے مسند نشین ہوتے ہی خداداد لیاقت سے تمام ملک کو

فتنہ و فساد سے صاف کردیا۔ جدید قواعد حکمرانی مرتب کرکے انتظام ریاست و داد دہی رعایا کے لئے محکمہ جات قایم کئے تجارت۔ صنعت۔ حرفت کو ترقی دیکر تمام ملک کو از سرِ نو آباد کیا۔ پندرہ سال خوش انتظامی سے حکومت کرنے کے بعد بعارضہ سل بروز دوشنبہ ۱۳ رجب ۱۲۷۱ھ کو فوت ہوئے جنت آرامگاہ لقب پایا۔ آپ کے فرزند۔

نواب محمد یوسف علیخان

مسند نشین ہوئے ہنوز مسند نشین ہوئے سوا برس ہوا تھا کہ ۱۸۵۷ء مین قیامت خیز غدر ہوا۔ آپ نے اعلیٰ دانشمندی سے نہ صرف ریاست رامپور کو آفات غدر سے محفوظ رکھا۔ بلکہ جب حکام انگریزی مراد آباد سے نینی تال جانے لگے تو انتظام مراد آباد آپ کے سپرد کر گئے۔ آپنے یہان بھی اپنے پُر رعب انتظام سے بلوہ کی ہوا تک نہ آنے دی۔ جس قدر حکام انگریزی نینی تال پر مقیم تھے اونکی حفاظت اور اونکے مایحتاج کا پورا انتظام رکھا۔ بعد رفع غدر کے گورنمنٹ انگریزی نے بھی آپکی حسن کارگذاری کی قدر فرمائی اور بصلہ خیر خواہی علاوہ خلعت و خطاب فرزند دلپذیر و ایزادی دو توپون کی سلامی کے ایک علاقہ بذریعہ سند مورخہ ۲۳ جون ۱۸۶۰ء عطا فرمایا۔ نقل سند ذیل مین درج ہے۔

ترجمہ سند بابت دیہات جو نائب السلطنت کیننگ گورنر جنرل ہند نے

نواب محمد یوسف علیخان بہادر نواب رامپور کو ۲۳ جون ۱۸۶۰ء کو عطا کی۔

چونکہ فرزند دلپذیر نواب محمد یوسف علی خان بہادر نواب رام پور نے شروع بلوہ سے اخیر تک نمک حلالی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ دینے مدد روپیہ اور فوج کے اور بچانے زندگی عیسائیان۔ اور کرنے دیگر خدمات لایقہ کے ظاہر کی ہے۔ جس سے خوشنودی گورنمنٹ ہوئی ہے نواب کی شکر گذاری سابق ادا ہو چکی ہے اور ایک خلعت عطا ہو چکا ہے۔ اور تعداد ضرب توپ سلامی بھی ایزاد ہو چکی ہے اور اوسکے خطاب مین افزونی ہو چکی ہے مگر ماسوا اسکے اب اور قدر اُسکی خدمات کی کیجاتی ہے یعنی گورنمنٹ چند مواضعات اضلاع بریلی اور مرادآباد حسب مندرجہ تفصیل علیحدہ جمعی ایک لاکھ اٹھائیس ہزار پانسو ستائیس روپیہ چار آنہ دوامی نسلاً بعد نسل عطا فرماتی ہے مواضعات مذکورہ شامل علاقہ قدیم نواب کئے گئے۔ اور وہی شرایط جو اوسکے قدیم علاقہ سے مشروط ہین اس علاقہ سے بھی متعلق تصور ہونگی

تفصیل دیہات (بوجہ طوالت تمام نہین لکھی) بریلی و مرادآباد معہ جمع سالانہ

دیہات علاقہ بریلی	۱۲۳	جمعی سالانہ	ایک لاکھ لعہ ۵ ما ۵

دیہات علاقہ مراد آباد - ۱۳ - جمعی سالانہ ۱۷۱۳۱ عہ ۵

میزان ۱۳۶ جمعی سالانہ ایک لاکھ ۶۵۶۶۵ عہ ۵

عطائے علاقہ مندرجہ صدر کے بعد گورنمنٹ نے بمزید عنایت تمغہ سٹار اوف

انڈیا عطا کیا۔ اور کونسل واضع آئین و قوانین مین داخل کیا۔

دس سال چار ماہ گیارہ روز حکومت کرنے کے بعد بمرض سرطان بروز جمعہ ۲۴ ذیقعدہ

سنہ ۱۲۸۱ھ کو فوت ہوئے مادہ تاریخ رحلت۔ غفار ہے۔ سنہ ۱۲۸۱ھ

خصائل

عقلمند۔ شجاع۔ اور عاقبت اندیشی مین تو اپنے آپ ہی نظیر تھے۔ غدر سنہ ۱۸۵۷ع

مین جبکہ رامپور کے چارون طرف آتش غدر مشتعل تھی۔ اور خصوصاً بریلی اور مراد آباد

مرکز غدر بنے ہوئے تھے اُس وقت آپ ہی گورنمنٹ کی خیر خواہی پر کمر بستہ تھے

کیونکہ آپ کی عاقبت اندیشی فوراً نتیجہ پر پہونچ گئی تھی۔ بریلی مین نواب خان

بہادر خان بلوائیون کے سرغنہ بن گئے۔ تو آپ نے دوستانہ طور پر سمجھایا کہ

اس حرکت سے باز آؤ خیر خواہ گورنمنٹ بنے رہو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اونھون نے

نہ مانا آخر خراب ہوئے۔

انتظام ریاست مین رئیسانہ لیاقت مین اپنے ہمعصرون مین ممتاز تھے۔ ان

اوصاف سے گورنمنٹ نے بھی قدر افزائی فرمائی۔ تمغہ سٹار آف انڈیا عطا کیا
کونسل واضع آئین وقوانین مین داخل کیا۔

نواب کلب علیخان

بعد انتقال جنت آرامگاہ کے اونکے فرزند نواب کلب علی خان مسند آرا ئے
ریاست ہوئے گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسند نشینی معہ فیل یا ہودج
نقرہ۔ اور اسپ باساز نقرہ عطا ہوا۔
مسند نشین ہونے کے بعد سب سے پہلے محصول غلہ جو ایک لاکھہ
کے قریب داخل خزانہ ہوتا تھا۔ براہ رعایا پروری معاف فرمایا۔ کچھہ عرصہ کے
بعد گورنمنٹ نے کونسل واضع آئین وقوانین مین داخل کیا۔ ایکدفعہ آپ
بغرض شمولیت کونسل مذکور کلکتہ گئے تھے مگر بہ سبب ناموافقت آب وہوائے
کلکتہ بہ تجویز ڈاکٹر و باجازت گورنر جنرل واپس آئے۔
سنہ ۱۲۸۲ھ مین ولیعہد ذوالفقار علی خان کی شادی بڑی دہوم دہام سے
کی مگر افسوس کہ ایکسال کے بعد ولیعہد ذوالفقار علیخان کا انتقال ہوگیا۔
سنہ ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء کو بغرض ملاقات شہزادہ اڈنبرا اکبر آباد تشریف لے گئے شہزادہ
صاحب آپ کی ملاقات سے بہت محظوظ ہوئے۔

۲۲۔ رمضان ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء کو بارادہ حج بیت اللہ رامپور سے روانہ ہوئے بمبئی پہونچکر ڈھاکہ سٹیمر مین ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کرایہ دیکر سوار ہوئے۔ عدن ہوتے ہوئے جدہ مین پہونچے وہان سے مکہ معظمہ مین داخل ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے۔

۲۷۔ شوال کو بحصول شرف زیارت روضہ حبیب خدا محمد مصطفی مدینہ شریف پہونچے بعد حصول شرف زیارت ۲۱۔ ذیقعد مدینہ منورہ سے مراجعت کرکے یکم ذالحجہ کو مکہ شریف مین واپس آئے۔ بعد ادائے حج ۶۔ محرم ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء کو رامپور مین مع الخیر واپس تشریف لائے۔

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۷ء کو گورنمنٹ نے خطاب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مشیر قیصر اور دو توپون کی سلامی ایزاد فرمائی اور ایک نشان عطا فرمایا۔

مگر افسوس کہ چودہ سال حکومت کرنے کے بعد ۲۳ مارچ ۱۸۸۷ء/۱۳۰۵ھ کو رہگرائے عالم بقا ہوکے خلد آشیان لقب پایا۔

خصائل

ادائے فرائض مذہبی کے سخت پابند تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تمام دنیاوی ضرورتون کو چھوڑکر معبود حقیقی کے سامنے سر جھکاتے تھے۔

مخیر اور فیاض بیحد سے تھے حج کو جاتے ہوئے بمبئی مین دوسو آدمیون کو کرایہ جہاز

وزادراہ دیکر اونکے مراد حصول حج کو پورا کیا۔

شیوع علوم وفنون کے بہت شایق تھے۔ مدرسہ عالیہ مین اشاعت

علوم کے لئے بڑے بڑے عالم متبحر مقرر تھے جو دور دور سے آئے ہوئے

شایقین کو درس دیتے تھے۔

اسیطرح کاملین فن دور دور سے اگر آپکی قدردانی سے مستفید ہوتے تھے اور

اشاعت فنون مین مصروف رہتے تھے۔

کتب نادرہ اور کمیاب کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا جسکے لئے بہت

کچھہ روپیہ صرف کرتے تھے۔ غرضکہ مدبر لاجواب۔ مورخ بیعدیل۔ شاعر بےمثال تھے

نواب مشتاق علی خان

خلد آشیان کے بعد مسند نشین ہوئے۔ آپ کے عہد حکومت کا زمانہ اگرچہ دوسال

سے بھی کم تھا۔ مگر امن وامان کا زمانہ تھا۔

آپ کو اشاعت علم وصنعت وحرفت پر خاص توجہ تھی۔ رامپور کے کاریگرون سے

مثل ساخت ولایت کے بندوقین بنواتے تھے۔ اور اونکی ہنرمندی کی قدر

فرماکر صلہ عطا کرتے تھے۔ تاکہ اونکے حوصلہ صناعی کو ترقی رہے۔

شروع ۱۸۸۶ء مین شہر کی بیوہ عورتون کا فی دو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔
اور اسی سال بغرض ترقی صنعت پارچہ بافی خصوصاً۔ ترقی تجارت کھیسون کیلئے
جولاہون کو ایک عمارت بلا کرایہ عطا کی اور دس ہزار روپیہ بطور امداد ترقی تجارت
کے عطا فرمایا۔

۱۱۔ دسمبر ۱۸۸۷ء کو فوج کی قواعد پریٹ پر ملاحظہ فرماکر سپاہیون کا ۔ ایکروپیہ
ماہانہ اضافہ فرمایا۔

۱۸۸۸ء کو ایک وسیع محتاج خانہ بنوایا۔ جسمین اپاہج اندہے لولے
لنگڑے اور یتیم بچون کی پرورش ہوتی تھی۔

مسجدون کی بزرگان دین کے مقبرون مزارون کی مرمت کا بہت خیال تھا اس غرض
کے لئے علماء مشایخ کی ایک کمیٹی قایم تھی جسکو بیس روپیہ تک کی مرمت
کا اختیار تھا اور اس سے زیادہ منظوری۔

خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمتہ کے مزار پرانوار کی مرمت کرائی اور اوسپر
ہزار ہا روپیہ کا سنہری کام بنوایا۔ غرضکہ بہت سے کام رفاہ رعایا۔ قایمی آثار قدیمہ
ترقی تجارت کے کر گئے۔

۲۵۔ فروری ۱۸۸۹ء کو فوت ہوئے اور عرش آشیان لقب پایا۔

نواب حامد علیخان

بعد عرش آشیان کے مسند آرائے ریاست ہوئے۔ اور خداداد لیاقت
سے تھوڑے عرصہ مین جز وکل امورات ریاست پر حاوی ہوکر انتظام
ترقی وسایل آمدنی ریاست و انصاف دہی رعایا مین مصروف ہوئے
اگرچہ قدیمی طریقہ حکمرانی مجریہ ریاست مین آپکو مہارت تامہ حاصل تہی۔ مگر جدت
پسند طبع عالی متقاضی ہوئی کہ طرز تمدن وطرز حکومت یورپ۔ وامریکہ
وافریقہ وغیرہ سے تجربہ حاصل کرکے پورانے قواعد حکمرانی مین نئی جان
ڈالدین اس مقصد کے لئے آپ نے ۱۳۔ مارچ ۱۸۹۳ء کو سفر ممالک
مذکور اختیار کیا۔ یورپ کے اکثر حکمرانون کے طریقہ حکومت دیکھتے ہوئے
۹۔ اگست ۱۸۹۳ء کو لندن مین پہونچے۔ انڈیا آفس نے آپ کے آنے
کی۔ اعلیٰ حضرت ملکہ معظمہ کو اطلاع دی۔ ملکہ معظمہ نے آپکو قصر آسبورن
مین ملاقات کے لئے بلایا۔ جب آپ قصر مذکور کے قریب پہونچے تو
چند معزز افسر استقبال کرکے قصر آسبورن کے ایک کمرہ مین لے گئے
وہان حضور ملکہ معظمہ کے دو ہندوستانی خدمتگار آپکے پاس آئے اور پوچھا
کہ آپ کس قسم کا کھانا چاہتے ہین انگریزی اور ہندوستانی دونون

باورچیخانہ نے آپکی خدمت کے لئے آمادہ ہین حسب مناسب جواب دینے کے بعد آپ ہندوستانی لباس سے ملکہ معظمہ کی ملاقات کو گئے۔ ملاقات کو کمرہ کے دروازہ پر دو ہندوستانی اپنے لباس مین اور دو انگریز کھڑے تھے کمرہ کے صدر مین حضور ملکہ معظمہ معہ اپنی چھوٹی بیٹی اور داماد کے کھڑی تھین آپ نے جا کر ملکہ معظمہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ ملکہ معظمہ نے خیریت مزاج دریافت فرما کر کہا۔ کہ نواب کلب علیخان کا ذکر میرے چھوٹے بیٹے ڈیوک اوف کناٹ کرتے تھے اسکے بعد شہزادی۔ اور اونکے شوہر سے حضور ملکہ معظمہ نے تعارف کرایا۔

بعد حصول ملاقات آپ پھر اوسی کمرہ مین آگئے اور کھانا۔ کھایا۔ جسکا اہتمام حضور ملکہ معظمہ نے کیا تھا۔

حضور نواب صاحب کچھہ دنون لندن مین ٹھہر کر دوسرے ملکون کے حکمرانون کا طرز حکومت دیکھتے ہوئے۔

۱۰۔ جنوری ۱۸۹۲ء کو دارالریاست مین واپس تشریف لائے بروز تشریف آوری، قدوم ہمایون کے اظہار مسرت مین آپ کی وفادار رعایا کے گنیش گھاٹ سے قلعہ معلی تک ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے جس سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ رعایا کو اپنے

پیاری حکمران سے کیسی خلوص عقیدت اور دلی محبت ہے۔

آپ دارالریاست مین تشریف لاکر اون تجربون کو جو ممالک یورپ وغیرہ سے حاصل کئے تھے۔ عملی طور پر کام مین لانے لگے۔ ہر ایک محکمہ ہر ایک دفتر مین نہایت ضروری اور مفید اصلاحین فرمائین جو انتظام ریاست و انصاف رعایا مین بہت کچھہ ممد و معاون ہوئین۔

سنہ ۱۹۰۳ع کو لارڈ کرزن وایسرائے و گورنر جنرل صاحب بہادر ہند نے آپکو دوبارہ اعلان تاج پوشی شاہنشاہ ہند و انگلینڈ۔ ملک معظم ایڈورڈ ہفتم منعقدہ بمقام دہلی مدعو فرمایا۔

اپریل سنہ ۱۹۰۵ع کو وایسرائے ہند لارڈ کرزن صاحب بہادر خود رامپور مین تشریف لائے اور حضور نواب صاحب کی ملاقات سے محظوظ ہوئے۔

حضور نواب صاحب بہادر فراست اور انتظام ریاست مین خود اپنی آپ ہی نظیر ہین۔ بہت بڑا حصہ اپنے وقت کا انتظام ریاست و دادرسی رعایا مین صرف کرتے ہین۔

ترقی تعلیم کے شایق ہین۔ ترقی تعلیم کی غرض سے پچاس ہزار روپیہ علیگڈہ کالج کو عطا فرمایا علاوہ اسکے دوسو روپیہ ماہوار امداد کالج کا مقرر ہے۔

ملازمون کے قدردان ہین - مگر جو ملازم اُجرناجایز کا عادی ہے - یا جو اپنے ماتحتون

کے ایسے افعال ناروا سے چشم پوشی کرتا ہے اوسکے دشمن ہین -

تعمیر مکانات سے بھی خاص طور پر دلچسپی رکھتے ہین - غفران مآب (نواب

علی محمد خان) کو ایسی عمارت کے بنانے کا شوق تھا - جو اس وقت کے

لحاظ سے استحکام ریاست کے لئے ضروری تھین جیسا کہ چھتر کا قلعہ جسکی

تعمیر پر ڈیڑہ کروڑ روپیہ صرف کیا - آپ نے علاوہ ایسی عمارت کے جو

اس غرض کو پورا کرے چند عمارتین اس قسم کی بنوائین جو عظمت ریاست

کے لئے ضروری ہین - جیسا کہ عالیشان کوٹھی حامد منزل جسکا بنیادی پتھر

سنہ ۱۹۰۲ء کو سر جیمیس ڈگس لاٹوش صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ نے

رکھا تھا - اور جسکی تعمیر اور آراستگی پر بیس لاکھ روپیہ صرف ہوا جو اپنی دلفریب

اور بے مثل خوشنمائی مین لاجواب ہے -

کمیاب اور غیر مطبوعہ کتابون کے جمع کرنے کا بہت شوق ہے اور اس کام مین

بہت روپیہ صرف کیا جاتا ہے - انکے واسطے ایک عالیشان کتب خانہ

تعمیر فرمایا -

جسمین اٹھارہ ہزار نو سو اوناسی کتابین ہین منجملہ انکے سات ہزار آٹھہ سو چالیس قلمی

کتابین ان مین ایک کتاب بادشاہ محمد بابر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔ اور ایک شاہجہان کے وزیر سعد اللہ خان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ علاوہ اِنکے شاہجہان کے کتبے اور عجیب عجیب تصویرین ہین۔ ڈاکٹر برنیر کی تصویر ہے جو شاہجہان کے عہد مین یورپ سے آکر شاہی محلات کا طبیب مقرر ہوا تھا۔

کتب خانہ مین ایک منصرم اور ایک رجسٹرار ہے جسکے ماتحت کئی خوشنویس کئے ورق گردان اور جلد ساز ہین۔

نواب صاحب بالقابہ کی ذات عموماً اہل ہند کے لئے اور خصوصاً اہل اسلام کے لئے باعث فخر و مباہات ہے۔

مین بھی صدق دل سے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ بطفیل ایمہ طاہرین۔

حضور فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ میجر نواب حامد علیخان صاحب بہادر اور اونکے ولیعہد حسن علیخان کو سلامت رکھے۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

رقبہ ریاست رام پور تقریباً آٹھ سو ترانوے (۸۹۳) میل مربع ہے۔

آبادی پانچ لاکھ تینتیس ہزار دو سو بارہ (۵۳۳۲۱۲) ہے۔

آمدنی ریاست چونتیس لاکھ ترسیٹھ ہزار چار سو چہتر (۳۴۶۳۴۷۶) روپیہ ہے۔

فوج باقاعدہ - دو ہزار چھ سو اکیاون ہے جسمین پانچ سو چھ سوار ہین منجملہ اِن کے تین سو تیرہ سوار امپیریئل سروس مین داخل ہین - دو ہزار ایکسو سینتالیس سپاہی مع توپخانہ کے ہین - کل خرچ فوج کا چار لاکھ اٹھاون ہزار تین سو سولہ روپیہ ہے -

پولیس مین چارسو بیس کانسٹبل اسّی ہیڈ کانسٹبل بیس سب انسپکٹر تین انسپکٹر اور ایک اسسٹنٹ سپرنڈنٹ اور ایک سپرنڈنٹ ہے دیہاتی پولیس اِسکے علاوہ ہے - جسمین ایکہزار چار سو باون سپاہی اور چار افسر ہین - کل خرچ پولیس کا ایک لاکھ اونسٹھ ہزار چھ سو تریسٹھ روپیہ ہے -

علاوہ محکمہ جات ریونیو - اور جوڈیشل کے ایک عدالت اعلیٰ ہے جسمین مدار المہام کا اجلاس ہوتا ہے اور عدالت سشن کا اپیل اس محکمہ مین ہوتا ہے - مدار المہام کو اختیار سزاے موت وحبس دوام کا نہین ہے - یہ نواب صاحب بہادر کے اختیار مین ہے -

خزانہ محفوظ ہین - اٹھ سو اشرفیان ایک کرور اناسی لاکھ چھتیس ہزار پانسو روپیہ کے گورنمنٹ پرامیسری نوٹ ہین سنہ ۱۹۰۵ع مین دو لاکھ کے اور پرامیسری نوٹ خریدے گئے

تمام قلمرو مین گیارہ شفاخانہ ہین محکمہ ویکسی نیشن جدا ہے زنانہ ہسپتال شہر مین زیر اہتمام مس واکر کے جاری ہے - خرچ شفاخانون کا اکسٹھ ہزار چھ سو پینتیس ہے

شہر و مفصلات مین انچاس [۴۹] سکول ہین - جسمین ایک ہائی سکول - گرل سکول
نارمل سکول شہر مین ہین - جنمین پانچہزار سات سو بچاسی طلبا تعلیم پاتے
ہین - اور ہائی سکول مین تین سو اسی [۳۸۰] طلبا ہین - اسکے علاوہ ایک مدرسہ عالیہ
دینیات کا ہے جسمین ہر حصہ ہندوستان سے طلبا آکر تعلیم پاتے ہین
سشتہ تعلیم کا خرچ تریسٹھ ہزار اکتالیس روپیہ ہے - شہر کے باہر
باغات کی کثرت نے نواح کو گلزار بنا دیا ہے جسمین بہت صاف سڑکین
جاری ہین - سڑکون کا اہتمام نہایت عمدہ ہے - کئی سڑکین طول طویل ہین
جنکا ذکر باعث طوالت ہے -

حافظ رحمت خان

عنایت خان ۱۱۸۷ھ مین فوت ہوے اولاد انکی بریلی مین ہے۔

ہمت خان ۱۱۷۴ھ مین لاولد فوت ہوئے۔

ارادت خان ۱۲۲۴ھ کو فوت ہوئے اُنکی اولاد شاہجہانپور مین ہے۔

محبت خان ۱۲۲۳ھ مین فوت ہوے اولاد انکی لکھنو مین ہے۔

حافظ یار محمد خان ۱۲۵۴ھ کو فوت ہوئے اولاد انکی بریلی مین ہے۔

محمد دیدار خان ۱۲۲۳ھ مین فوت ہوے اور انکی اولاد لکھنو مین ہے۔

محمد ذوالفقار خان ۱۲۱۲ھ مین فوت ہوئے اولاد بریلی مین ہے۔

اللہ یار خان ۱۲۳۸ھ کو فوت ہوے۔ اولاد بریلی مین ہے۔

عظمت خان ۱۱۹۳ھ مین فوت ہوئے اولاد بریلی مین ہے۔

حرمت خان ۱۲۳۳ھ مین فوت ہوئے اولاد انکی رامپور مرادآباد مین ہے۔

غلام مصطفیٰ خان ۱۲۰۳ھ مین لاولد فوت ہوئے۔

محمد عمر خان ۱۲۲۰ھ مین فوت ہوئے اولاد انکی بریلی مین ہے۔

محمد مستجاب خان ۱۲۴۸ھ مین فوت ہوے اولاد انکی بریلی مین ہے۔

محمد اکبر خان ۱۲۴۸ھ کو فوت ہوے اولاد انکی بریلی مین ہے۔

حالات حافظ رحمت خان

حافظ رحمت خان دوسرے فرزند شاہ عالم خان کے ہین ۔ جیساکہ سلسلہ نسب مین ظاہر کر چکا ہون ۔ حافظ رحمت خان کے حالات بضمن حالات نواب علی محمد خان و نواب فیض اللہ خان ۔ نواب سعد اللہ خان لکھہ چکا ہون یہ امر صرف زیر تحقیق تھا کہ حافظ الملک کا خطاب انکو کب اور کس نے عطا کیا اس باب مین علاوہ اور تاریخون کے خاص اونکی مولفہ کتاب خلاصۃ الانساب ۔ خاموش ہے ۔ البتہ اونکے پوتے مصنف گل رحمت یہ لکھتے ہین ۔

کہ جب احمد شاہ بادشاہ دہلی نے بعد مارے جانے وزیر الممالک قمر الدین خان کے منصب وزارت نواب صفدر جنگ کو دینا چاہا اور جانبداران وزیر الممالک مرحوم ہارج ہوے اوسوقت احمد شاہ نے نواب علی محمد خان کو بلایا ۔ یہ تو بوجہ بیماری لاحقہ کے نہ جا سکے ۔ حافظ رحمت خان کو فوج دیکر بھیجدیا ۔ انکے جانے سے نواب صفدر جنگ حصول وزارت مین کامیاب ہوئے اسکے صلہ مین نواب صفدر جنگ نے احمد شاہ سے خطاب حافظ الملک معہ خلعت وغیرہ دلوادیا ۔

بعد انتقال نواب علی محمد خان کے جب ریاست کو افسران فوج نے تقسیم کرلیا

جیسا کہ مین نواب فیض اللہ خان کے حالات مین لکھہ آیا ہون۔ تو حافظ الملک نے بریلی اور پیلی بھیت پر قابض ہوکر بریلی کو دار الریاست قرار دیا۔ ایک عرصہ کے بعد مرہٹون نے حافظ الملک پر چڑہائی کی انہون نے مرہٹون کو ٹالنا چاہا مگر وہ بغیر لیئے دیئے کب ٹل سکتے تھے۔ انہون نے نواب شجاع الدولہ فرزند نواب صفدر جنگ سے بلحاظ اوس امداد دہی کے جو حصول وزارت مین کر چکے تہے امداد چاہی۔ نواب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپیہ اپنے خزانہ سے دیدیا۔ اور ان سے تمسک چالیس لاکھہ روپیہ کا خود لکھا لیا۔ جب نواب شجاع الدولہ بکسر کے مقام انگریزون سے شکست کھا کر حافظ الملک کے پاس آئے اور انہون نے بے اعتنائی کی (جیسا کہ حالات نواب فیض اللہ خان مین لکھا گیا) اور وہ یہان سے جاکر بعد معاہدہ سرکار انگریزی اپنے ملک پر قابض ہوئے تو انہون نے اوس بے اعتنائی کا حافظ الملک سے بدلا لینا چاہا۔ اور زر تمسک طلب کیا۔ حافظ الملک نے انکار کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ باہم نواب شجاع الدولہ و حافظ الملک لڑائی ہوئی جسمین حافظ الملک کے توپ کا گولہ لگا۔ اور وہ ۱۱۸۸ھ مین دار البقا کو سدہارے۔ بعد انتقال حافظ الملک کے نواب شجاع الدولہ نے پیلی بھیت مین آکر اولاد حافظ الملک کو قید کیا۔ تمام

مال و اسباب ضبط کیا۔ یہان سے بسولی گئے وہان دوندے خان کی
اولاد کے ساتھ یہی برتاو کیا اور پھر تمام محبوسون کو قلعہ الہ آباد مین بھیجکر قید کردیا
چندروز کے بعد محبت خان فرزند حافظ الملک کو الہ آباد سے بلاکر ایکہزار روپیہ
ماہانہ مقرر کیا۔
بعد انتقال نواب شجاع الدولہ کے نواب آصف الدولہ مسند نشین ہوئے
تو انھون نے اولاد حافظ الملک پر اور بھی سختی کی مگر انکی خوش قسمتی سے جان
پرسٹو صاحب بہادر آ گئے۔ اور انھون نے نواب آصف الدولہ سے کہکر اور
اولاد حافظ الملک کو قید سے نجات دلوادی اور ایک لاکھ روپیہ اولاد حافظ الملک
اور دوندے خان کا اس شرح سے مقرر کیا۔ پینسٹھ ہزار اور اولاد حافظ الملک کو
اور پینتیس ہزار روپیہ اولاد دوندے خان کا۔ مگر فتح اللہ خان و محب اللہ خان
فرزند دوندے خان نے اس قلیل گذارہ کو منظور نہین کیا۔ اور وہ نواب
فیض اللہ خان کے پاس رامپور چلے گئے۔ جنکا گذارہ نواب فیض اللہ خان
نے مقرر کردیا۔ منجملہ اولاد حافظ الملک کے عظمت خان۔ حرمت خان
اور اکبر خان نے گذارہ مقررہ کو نامنظور کیا۔ اسکے بعد منہائی سہ حصہ اکسٹھ ہزار
پانسو پینسٹھ روپیہ مقرر رہا جب ملک کٹھیر۔ گورنمنٹ انگریزی نے نواب اودہ

سعادت علیخان سے لے لیا۔ تو ۱۸۲۰ھ؁ مین گذارہ اولاد رحمت خان مین تیس ہزار پانسو تیرہ روپیہ سالانہ کی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے اور بیشی ہوئی اور عظمت خان و حرمت خان و اکبر خان جو پہلے گذارہ سے محروم رہے تھے شامل کیے گئے۔

اس تمام گذارہ کو جسکی مجموعی تعداد بانوے ہزار اٹھتر روپیہ تھی ۔ پندرہ حصون پر تقسیم کر دیا۔ جسمین سے بارہ حصہ فرزندان حافظ الملک کے اور ایک حصہ بیٹی کا۔ اور دو حصہ دو علاقہ دارون کے ایک علاقہ دار سعادت خان پسر بخشی سردار خان۔ اور دوسرا اختیار خان چیلہ تھا۔ علاوہ اسکے جسقدر اراضی بطور جاگیر یا عطیہ۔ وزراے اودہ یا اُنکے عاملون کی طرف سے اولاد حافظ الملک یا اونکے علاقہ دارون یا متوسلون کے قبضہ مین تھی وہ بدستور اونکے قبضہ مین بحال رہی۔

روساے جہجر بھی بڑیچ تھے۔ اخیر رئیس جہجر نواب عبدالرحمن خان تھے جنکو بالزام بغاوت غدر ۱۸۵۷ء؁ مین بمقام دہلی پھانسی دی گئی ۔ انکے متعلقین کی سکونت کے لئے لودہانہ تجویز ہوا۔ نواب علی محمد خان چچا رئیس مرحوم کے بہت لایق تھے ۔ مگر افسوس کہ تھوڑے دنون مین سب کا خاتمہ ہوگیا۔

بڑیچون کا ایک گاؤن سامانہ کے متصل آباد کیا ہوا ہے۔ اسی گاؤن سے روسائے جھنجر کا نکاس بیان کیا جاتا ہے۔

سلسلہ نسب — اڑمڑ — فرزند پنجم شرخبون

سکتوی ھ | منتوی ھ | مسکور ھ | شکلتوی ھ | زیق ھ | مشوی ھ | جلوبان ھ | دہری ھ | کالی کرم ھ | خزان ھ

کونیخ ھ | خفزان ھ | اتلک ھ | ڈانچیا ھ | ملالی ھ | پیدائی خان ھ | دوتوی ھ | سین ھ | خلیل ھ | بوکی ھ

اڑمڑ کے بیس فرزند تھے جنکے نام اڑمڑ نے اس جگہہ کے نام پر رکھے کہ جہان وہ پیدا ہوئے تھے مگر اونکی اولاد اڑمڑ کے نام سے مشہور ہوئی پہلے قوم اڑمڑ کا وطن کوہ سلیمان کے دامن مین وہ علاقہ تھا۔ جسپر آجکل مسعود وزیری آباد ہین موضع کانی کورم جو مسعود وزیریونکے علاقہ مین ہے۔ قوم اڑمڑ کا آباد کیا ہوا ہے۔ کچھہ اڑمڑ تو اپنے قدیمی وطن دامن کوہ سلیمان مین آباد ہین اور کچھہ لوگرڑ کے علاقہ مین کابل سے بجانب جنوب آباد ہین۔ علاقہ پشاور مین ایک گاؤن اڑمڑون کا آباد کیا ہوا ہے۔ قوم اڑمڑ تمام افغانون مین نیک چلن اور مرنج ومرنجان ہین۔ زمیداری سے گزارہ کرتے ہین اڑمڑون نے فارسی ہندی پشتو سے ملا جلا کر ایک اور زبان ایجاد کی ہے جسمین وہ بات چیت کرتے ہین۔ اور دوسرے کو علم نہین ہوتا اس قوم کے ایک شخص عبداللہ اڑمڑ نے کہڑائی آہنی کے نیچے سے جبکہ وہان

ایک لشکر شب باش ہو کر چلا گیا تھا ایک بچہ شیر خوار پایا۔ عبد اللہ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اسواسطہ اوس بچہ کو مثل فرزندوں کے پرورش کیا اور اوسکا نام کٹراہی آہنی کے مناسبت سے جسکو پشتو مین کرٹبری کہتے ہین۔

کرران

رکھا۔ اور جب بڑا ہوا۔ تو اپنی دختر کا نکاح اسکے ساتھ کر دیا۔

کرران کے نسب مین اختلاف ہے اور یہ اختلاف اوسکی اولاد کی زبانی ظاہر ہوتا ہے

قوم ولازاک جو کودی فرزند کرران کی اولاد ہے۔ کرران کو سید قاف کا فرزند بیان کر کے اٹھوین پشت مین حضرت امام حسین سے سلسلہ ملاتی ہے۔

قوم خٹک جو اسکے دوسرے فرزند لکئی کی اولاد ہے۔ کرران کو مسمی ہوتی کا فرزند ظاہر کر کے سربنی افغانون سے سلسلہ ملاتی ہے۔

قوم شیٹنک جو لکئی کی اولاد ہے کسی شہزادہ کا فرزند ظاہر کرتی ہے۔

قوم خوگیانی عبد اللہ اُرمڑ کا کرران کو صلبی فرزند بیان کرتی ہے۔

اوپر کے اختلاف سے غالب اتفاق۔ اسبات مین ضرور معلوم ہوتا ہے کہ کرڑان سربنی افغان تھا اگرچہ مورخون نے کرران کو علیحدہ لکھا ہے۔ مگر مین دو وجہ سے کرران کو اُرمڑ کے ذیل مین لکھتا ہون۔

۱- دو قوموں خٹک اور خوگیانی کا اتفاق ہے کہ کرران سڑبنی (منسوب بہ سڑبن جدا علیٰ قوم اُڑمڑ) افغان تھا۔

۲- بالفرض کرران عبداللہ اُڑمڑ کا فرزند صلبی نہ سہی اوسکے متبنیٰ ہونے میں تو کچھ شک نہیں جبکہ اوس نے پرورش کیا اور اوسکے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کر دیا تو سخت حق تلفی ہے کہ کرران کو بذیل اُڑمڑ نہ لکھا جائے۔

عبداللہ اُڑمڑ کی دختر کے بطن سے کرران کے دو فرزند ہوئے

۱- کودی جسکی اولاد کی تین شاخیں ولازاک اورکزی منگل ہیں۔

۲- ککے جسکی اولاد کی چار بڑی شاخیں برہان خوگیانی سلیمان شیتک ہیں اور مرگے اونکی کئی شاخیں۔

کرران متبنی عبداللہ اُرمڑ

۲ لودی — ۲ گگی [illegible]

زوجہ اول — زوجہ دویم

۳ دلارائک — ۳ اورک زئی

۳ موسیٰ زئی — ۳ منگل — ۳ نوری — ۳ ہیٹے — ۳ ورک

وصلی

۴ علی زئی — ۴ ستوزئی — ۴ دولت زئی — ۴ اسمٰعیل زئی — لشکرزئی

۴ موسیٰ خیل — ۴ جانی خیل

۵ علی شیرزئی — ۵ ما مونزئی — ۵ پاڑے

۵ میرخیل — ۵ خوجڑہ — ۵ ہیبی — ۵ موسگے — ۵ کمال خیل

۵ رابیا خیل — ۵ ممازئی — ۵ ابا خیل — ۵ خدی زئی

۵ محمد خیل — ۵ ستار زئی — ۵ خیل — فیروز خیل — ۵ نیروٹی

[illegible]

۶ سپاہی — ۶ عبدالعزیز خیل — ۶ مانی خیل — ۶ میر احمد خیل

۷ خویاد خیل — ۷ علی محمد خیل — ۷ سید خیل — ۷ مرازئی خیل

۷ سلطان خیل — ۷ امیر خیل — ۷ لشکری خیل

۷ صبور خیل — ۷ احمد خیل — ساوزئی — مست علی خیل — ۷ سلار خیل

۴ نوری خیل — ۴ یعقوب خیل

ذکریا خیل — ۵ امازئی — ۵ بید خیل — ۶ اصغر خیل

۶ حمید زئی — ۶ سینی زئی — ۶ ہسی زئی

۹ یاسین خیل — ۶ مندوزئی — ۶ موتازئی — ۹ مانی زئی

۵ احمد خیل — ۵ دنگ خیل — ۵ عمر خیل — ۵ یحییٰ زئی — ۵ سمرزئی

سلسلہ نسب سرا ربھوپال
خان محمد خان
مرازمی خیل فاطمہ خیل
جان محمد خان
نور محمد خان
محمد شاہ خان
عاقل محمد خان
دوست محمد خان
میر احمد خان
شیر محمد خان
اللہ محمد خان
صدر محمد خان
سلطان محمد خان
فاضل محمد خان
نواب یار محمد خان
داصل محمد خان
مغرور محمد خان
مختار محمد خان
قطب محمد خان
یسین محمد خان
نواب حیات محمد خان
سعید محمد خان
کابل محمد خان
عاشق محمد خان
شریف محمد خان
نواب فیض محمد خان
حسن محمد خان
دل محمد خان
نواب وزیر محمد خان
حریف محمد خان
تاج محمد خان
نواب غوث محمد خان
امیر محمد خان
نواب نظر محمد خان
نواب شاہجہان بیگم
اکبر محمد خان
شیر محمد خان
شمشیر محمد خان
نواب سکندر بیگم
نواب سلطان جہان بیگم
منیر محمد خان
نواب جہانگیر محمد خان
ولیعہد محمد نصر اللہ خان
محمد عبید اللہ خان
محمد حمید اللہ خان
اوج محمد خان
عادل محمد خان
گوہر بیگم عرف قدسیہ بیگم
معز محمد خان
بہادر محمد خان
اکبر محمد خان عرف اللہ محمد خان
امراؤ محمد خان
فوجدار محمد خان
حاتم محمد خان
یار محمد خان
فیض محمد خان
یسین محمد خان

حالات قوم ولازاک

ولازاک کران کا بڑا پوتا ہے جسکی اولاد نے بلحاظ تعداد اور قوت کے بہت ترقی کی پہلے اسی قوم نے بعد ترک وطن دامن کوہ سلیمان خیبر سے گکھر راجہ لاہور کی حکومت پشاور پر قبضہ کیا اور پھر اپنے قبضہ کو دریاے سندھ کے مشرقی میدان تک بڑہایا۔

جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۶ھ ۱۰۲۴ء کو سومنات پر یورش کی تو اس قوم کا گروہ کثیر زیر سرداری ملک یحیی اسلطان کے ساتھ سومنات گیا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد جب اس قوم کو اپنی قوت اور ترقی تعداد پر گھمنڈ ہوا تو قوم خلیل و مہند (اولاد خرشبون) نے کابل کی طرف سے آکر پشاور ان سے چھین لیا اور پھر اقوام یوسفزئی نے دریاے سندھ کے مشرقی میدان سے بھی انکو بیدخل کر دیا۔

ولازاک دریاے سندھ کو عبور کر کے علاقہ چھچھہ ضلع ہزارہ میں آگئے یہاں آکر بھی چین سے نہ بیٹھے لوٹ مار شروع کی۔

جہانگیر بادشاہ دہلی نے ان پر فوج کشی کی اور بہت سے ولازاک قتل کر دیئے جو باقی رہے وہ جلاوطن کئے گئے اب اس قوم کے چند گھر پشاور اور چند ضلع ہزارہ میں ہیں۔

حالات قوم اورکزئی

اورکزئی دوسرا پوتا کران کا ہے جسکی اولاد ضلع کوہاٹ اور کوہ سفید کے مشرق

جانب اور تیراہ کے جنوب مین آباد ہے۔ پہلے ان کا قبضہ کوہاٹ پر بہی ہوگیا تہا
مگر قوم بنگش نے ان سے کوہاٹ چھین لیا۔ اور کرنی کی چوتھی پشت مین اور کران
سے ساتوین پشت مین مرازی خیل تہا جسکی اولاد مین ایک افغان صلیح محمد ہوا اوس
نے ایک افغانی سردار کی دختر فاطمہ سے شادی کرلی۔ اوس سے جو اولاد ہوئی وہ
فاطمہ خیل کے نام سے معروف ہوئی۔ فاطمہ خیل مین سے خان محمد خان اور اونکے
فرزند جان محمد خان اور اونکے فرزند نور محمد خان ہوئے۔

حالات رؤسائے بھوپال

نور محمد خان کے فرزند دوست محمد خان ۱۱۲۰ھ ہجری مین لعہد سلطنت بہادر
شاہ ابن عالمگیر بادشاہ تیراہ سے آکر لوہاری جلال آباد مین مقیم ہوئے اتفاقاً
یہان انکے ہاتہہ سے ایک افغان قتل ہوگیا۔ اور دوست محمد خان بخوف
باز پرس لوہاری جلال آباد سے دہلی مین آکر ہمراہ فوج بادشاہی مامورہ مالوہ چلے
آئے یہان آکر راجہ سیتامئو کے ملازم ہوئے چند روز کے بعد محمد فاروق
حاکم بہیلسہ (ریاست گوالیار مین ہے) کے پاس ٹھہرے اور یہان اپنا مال و
اسباب رکھکر ایک سردار مالوہ کے ملازم ہوگئے۔ اور اوسکے ہمراہ زمیندار اباسن
برلہ کے ساتھہ لڑکر زخمی ہوئے لوگون نے بباعث زخم شدید کے ان قتل ہونا

مشہور کیا۔ جب یہ غلط افواہ محمد فاروق کی کانون تک پہونچی تو اوس نے ان کے
مال امانتی پر تصرف کیا۔ دوست محمد خان زخمون سے تندرست ہو کر بھیلسہ مین
محمد فاروق کے پاس آئے اور اپنے مال و اسباب کا مطالبہ کیا۔ محمد فاروق نے
کچھ دیا اور باقی کی بابت عذر کیا۔ دوست محمد خان۔ محمد فاروق سے ناراض
ہو کر منگل گڈھ مین جو متصل بیرسیہ کے ہے چلے آئے اور یہان ٹھاکر انند سنگھ
راجپوت سولنکھی کی والدہ کے ملازم ہو گئے۔ رانی مذکور نے انکی کارگزاری سے
خوش ہو کر انکو اپنا فرزند بنا لیا۔ رانی کے انتقال کے بعد بیرسیہ مین چلے آئے۔
بیرسیہ کا اجارہ عاملان تاج محمد خان امیر بادشاہی سے جو جاگیردار بیرسیہ کا تھا۔
بیس ہزار روپیہ مین لے لیا۔ اور یہان اپنے والد بھائیون اور ہمقوم افغانون کو بلا کر
ملک گیری شروع کی موضع پاراسون کے ٹھاکرون پر جو عموماً اقطاع مالوہ کو اور خصوصاً
بیرسیہ کو تاخت و تاراج کرتے تھے توجہ کی ایکروز انکو معلوم ہوا کہ ٹھاکران پاراسون بتقریب تیوہار
ہولی سرشار بادۂ عیش و نشاط ہین۔ انہون نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور
آدہی رات کو ٹھاکران پاراسون پر یورش کی اور ان کو قتل و غارت کر کے موضعات
کھیچی واڑہ اور وسط واڑہ پر قبضہ کر لیا۔ راجی خان و شمسی خان نے جو منجانب محمد فاروق عامل
شمس آباد تھے مقابلہ کیا مگر قتل ہوئے اسی اثنا مین ٹھاکران جگدیس پور نے جو نامی اہرن تھے

زمیندار پرگھیڑہ سے خراج مانگا۔ اوسکے انکار پر اُسکے گھر کو غارت کیا۔ وہ دوست محمد خان
کے پاس فریادی آیا۔ اور انتقام کا مستدعی ہوا۔ دوست محمد خان کو ایکروز معلوم
ہوا کہ ٹھاکران مذکور لوٹنے کے لیے کسی جگہہ دور دراز گئے ہین۔ تو اونہون نے
جگدیس پور جا کر موجودگان کو حکمت عملی سے قتل کرکے جگدیس پور پر قبضہ کرلیا۔
اور اوسکو اسلام نگر سے موسوم کیا اور اوسمین عمارت مستحکم بنوا کر بود و باش اختیار
کی اور محمد فاروق حاکم بھیلسہ سے اپنی آزردگی کا انتقام لینے کے لیے جو مال
امانتی کے مطالبہ کے وقت اوسکی جانب سے ہوئی تھی۔ اوس پر لشکر
کشی کی۔ محمد فاروق نے بھیلسہ کے قریب سرحد موضع باگڑی مین صف آرائی کی۔
اور خود ہاتھی پر سوار ایک طرف کھڑا ہو کر نتیجہ لڑائی کا دیکھنے لگا دوست محمد خان
نے محمد فاروق کی بزدلی سے فایدہ اوٹھانا چاہا۔ فوج کی کمان اپنے بھائی
شیر محمد خان کو دیکر معہ چند بہادرون نے باگڑی کے ایک کریوہ کے پیچھے
گھات مین بیٹھ گئے جب میدان کارزار گرم ہوا تو راجی خان میواتی۔ شیر محمد
خان سے مقابل ہوا۔ اور دونون ایک ساتھ اپنے اپنے حریف کے ہاتھ
سے قتل ہوئے۔ شیر محمد خان کے قتل ہوتے ہی فوج کے پاؤن اوکھڑ گئے۔ محمد فاروق کی فوج نے مفرورون کا
تعاقب کیا۔ محمد فاروق نے نقارہ فتح کا بجوایا۔ دوست محمد خان اسی موقعہ کی

تاک مین تھے۔ گھات سے نکلکر محمد فاروق کے ہاتھی پر چڑھ گئے اور اوسکو قتل کر کے اوسکی جگہہ خود ہو بیٹھے۔ اور نقارہ فتح کا بجواتے ہوئے شام بھیلسہ مین واپس آئے۔ نگہبانان قلعہ نے محمد فاروق کے دہوکہ سے دروازہ قلعہ کا کھولدیا۔ دوست محمد خان نے قلعہ مین داخل ہوکر نعش محمد فاروق کی نگہبانان قلعہ کے آگے پھینکدی اور قلعہ پر قابض ہو کر نگہبانان قلعہ کو باہر نکال دیا اس فتح سے اقتدار دوست محمد خان کا بہت بڑہ گیا۔ اسکے بعد دوست محمد خان نے علاوہ علاقہ بھیلسہ کے پرگنات محل پور۔ کلگاون۔ اونٹ۔ کٹھیرہ۔ غیاث پورہ انباپانی۔ سانچیت چوراسی جہابوہ کہام کٹھیرا۔ احمد پور۔ باگرود۔ دوآبہ۔ سیہور۔ اچھاور دیبی پور وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔

دوست محمد خان کی ترقی دولت کا شہرہ دیا بہادر صوبہ مالوہ کے کانون تک پہونچا تو اوس نے اِن پراوجین سے فوج کشی کی۔ دوست محمد خان نے دلیرانہ مقابل ہو کر دیا بہادر کو شکست فاش دی۔ اگرچہ غنیمت مین سامان جنگ و توپخانہ بہت ہاتھ آیا جس سے ایک طاقتور رئیس ہو گئے۔ مگر اِن کے بھائی شاہ محمد خان اس لڑائی مین کام آئے جنکی تلافی ناممکن تھی۔

نے بجے رام عامل شجاعل پور نے عروج دوست محمد خان کا دیکھکر۔ علاقہ شجاعل پور اوسکے نذر کیا اور خود اونکے ملازمون مین داخل ہوگیا۔

نواب دلیل خان حاکم کوروائی دوست محمد خان کی ملاقات کو بیرسیہ مین آئے۔ مگر باتون باتون مین باہم بگڑ گئی۔ اور ایک دوسرا اپنے مقابل کے قتل پر آمادہ ہوا۔ اتفاقاً پہلا وار دوست محمد خان کا کارگر ہوا اون کے قتل ہوتے ہی اونکی فوج نے کوروائی کا راستہ لیا۔

انھین ایام مین نظام شاہ گونڈ حاکم قلعہ گنور کو اوسکے بھائی حاکم چین پور باڑی نے زہر دیکر ہلاک کردیا۔ اوسکی زوجہ رانی کملاپتی اپنے شوہر کا انتقام لینے کو دوست محمد خان سے ملتجی ہوئی اوہون نے چین پور باڑی پر یورش کر کے حاکم چین پور باڑی کو قتل کردیا۔ اور اس امداد دہی کے معاوضہ مین چین پور باڑی کو اپنے ملک مقبوضہ کی شامل کیا۔ رانی کملاپتی نے ان کی امداد دہی سے خوش ہو کر انکو اپنی ریاست کا مختار مقرر کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رانی مذکور کا انتقال ہوگیا۔ دوست محمد خان نے اسکا علاقہ اپنے قبضہ مین کرلیا۔

۹۔ ذالحجہ سنہ ۱۱۴۰ھ کو دوست محمد خان نے اپنی رہائش کے لئے بھوپال کو پسند کر کے اوسمین قلعہ سنگین اور شہر پناہ مستحکم تعمیر کرائی۔

۱۱۵۲ھ کو نظام الملک آصف جاہ نواب قمرالدین خان بہادر فتح جنگ دہلی سے حیدرآباد کو جاتے ہوئے اسلام نگر کے متصل فروکش ہوئے اور اس خیال سے کہ ۱۱۳۲ھ میں دوست محمد خان کے بھائی میر احمد خان بمقابلہ انکے سید دلاور علی خان سپہ سالار سید حسین علی (سید بارہ) کے رفیق ہوکر۔ آصف جاہ سے لڑکر مارے گئے تھے۔ دوست محمد خان کو بدخواہ سمجھکر اُن کو مالوہ سے علیحدہ کرنے پر مائل ہوئے۔ دوست محمد خان کو اِن سے لڑنے کی طاقت نہ تھی اسلئے نیازمندانہ خاطر و مدارات سے پیش آئے اور جسطرح بنا۔ آصف جاہ سے صلح کرکے اونکو خوشنود کرلیا۔ نظام الملک آصف جاہ جاتے ہوئے۔ ان کے فرزند کلان یار محمد خان کو حیدرآباد ساتھ لے گئے دوست محمد خان نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۱۱۵۳ھ کو انتقال کیا اور بھوپال میں دفن ہوئے۔ انکے والد نور محمد خان بیرسیہ میں مدفون ہیں۔

نواب یار محمد خان

دوست محمد خان کے انتقال کی اطلاع جب نظام الملک آصف جاہ کو ہوئی۔ تو اونھوں نے یار محمد خان کو بلاکر کہا تمہارا باپ مرگیا۔

نواب یار محمد خان نے عرض کیا۔ کیا ہوا اگر ایک افغان مرگیا۔ مجکو ذات عالی
مثل پدر کے ہے۔ خدا آپکو میرے سر پر سلامت رکہے۔

آصف جاہ نے یار محمد خان کے حسن جواب سے خوش ہوکر خلعت خاصہ
ماہی مراتب و حاجب چتر آفتابی معہ خطاب نوابی عطا کیا اور لشکر و سامان
امارت ساتھ کرکے بہوپال کو رخصت کیا نواب یار محمد خان نے بہوپال مین
پہونچکر اپنے چہوٹے بہائی سلطان محمد خان کو جنہین عماید ریاست نے
بعد انتقال دوست محمد خان جانشین کردیا تہا جاگیر دیکر علیحدہ کردیا۔ اور
خود مسند نشین ریاست ہوئے بعد انتقال اپنے چچا دیوان عاقل محمد خان
کے خلعت دیوانی بجے رام کو عطا کیا۔ اور اپنے سکونت کے لئے اسلام نگر کو
بجاے بہوپال کے پسند کرکے ملک گیری مین مصروف ہوئے۔ تہوڑے
عرصہ مین سیوانس۔ بہٹاری۔ اودہ پور وغیرہ قصبات پر قبضہ کرلیا۔ راجہ کوٹہ بوندی
کو مغلوب کرکے نذرانہ لیا۔ رمپورہ پرکہہ بہان اور کروٹہہ کو تاخت تاراج کیا۔
یہان کے قیدیون مین ممولا بی بی تہی جسکو انہون نے اپنی زوجیت مین داخل
کیا۔ پیشواے پونہ کی فوج کو بہوپال کے متصل میدان موضع پورین بیٹہہ مین شکست
دی۔ اور ۱۱۶۷ھ کو انتقال کیا ان کے فرزند۔

نواب فیض محمد خان

کو دیوان بجے رام نے اسلام نگر میں مسند نشین کیا اور امید رائے ٹیکا رام ابراہیم خان چیلہ نے سلطان محمد خان - یار محمد خان کے بھائی کو بھوپال مین جانشین کیا - دیوان بجے رام نے بھوپال پر لشکر کشی کی - اثنائے جنگ مین ہلاسرائے عامل - چین پور باڑی اپنی خیر سگالی کا سلطان محمد خان کو دم دیکر بھوپال مین داخل ہو گیا اور دروازہ شہر اور برج شہر پناہ پر اپنے ہمراہی مقرر کر کے سلطان محمد خان کو بھوپال سے نکالدیا - اسکے بعد ایکدو دفعہ چچا بھتیجون مین لڑائی ہوئی - آخر چچا نے راحت گڈھ جاگیر مین لیکر بھتیجے سے صلح کر لی -

نواب فیض محمد خان نے قلعہ رائسین کو جو بھوپال سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے نوید علیخان خواجہ سرا سے جو عالمگیر ثانی کی طرف سے قلعدار تھا لے لیا - اور بذریعہ عرضداشت کے بادشاہ کی خدمت مین اطلاع دی کہ چند اوباشون نے قلعہ دار کی غفلت سے قلعہ رائسین کو لیکر فساد مچانا چاہا تھا - مین نے قلعہ مذکور کو اپنی حفاظت مین لے لیا - عرضداشت کے پہونچنے پر عالمگیر ثانی نے فرمان رضامندی - مقابضت قلعہ اور

سند قلعہ داری عطا فرمائی انہین دنون مین بالاجی راؤ پیشوائے سویم پونہ نے باغوائے واصل محمد خان فرزند دوست محمد خان جو اون کا ملازم ہوگیا تھا۔ بہوپال پر لشکرکشی کی نواب فیض محمد خان مین اون سے لڑنے کی طاقت نہ تھی اس واسطے بہیلسہ۔ شجاعل پور۔ آشٹہ۔ سیہور۔ دوراہہ۔ اچھاور۔ دیبی پور وغیرہ پرگنات جو نصف حصہ ملک بہوپال کا تھا اوسکو دیکر پیچھا چھٹایا۔

نواب فیض محمد خان نے بعارضہ استسقی یازدہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۹۱ھ کو لاولد انتقال کیا

قطعہ تاریخ رحلت نواب فیض محمد خان

نواب فیض محمد بہادر دوران — کہ ہست عتبہ او مصدر مراد ہمہ
ازین جہان چو ملالت بخاطرش رہ یافت — شتافت سوے سرایکہ بد معاد ہمہ
کدام غم۔ کہ بعالم ز انتقالش نیست — شد است نام سرور و طرب زیاد ہمہ
زمین بخاک نشست و فلک سیہ پوشید — جہان بماتم او دل ز دست داد ہمہ
گل است چاک گریبان و لالہ داغ بدل — اساس آہ و فغان۔ بلبلان نہاد ہمہ
صراحی نوحہ گر و جام حیرت آمود است — سرود و نغمہ۔ ز کار خود او فتاد ہمہ
برخ کلف لبسر آتش زرنج وغم مہ و مہر — ستارہ دیدۂ حیرت بہم کشاد ہمہ
چو جستجوے بسال وصال او کردم — بدانستے کہ برو باشد اعتماد ہمہ
بگفت تعمیہ کز رحلتش شدہ بے فیض — سخاوت و کرم و بذل و جود و داد ہمہ

ان کے بہائی۔

نواب حیات محمد خان

مسند نشین ریاست ہوئے ان کے عہد حکومت مین جنرل گدرڈ معہ فوج انگریزی بہوپال مین آئے نواب حیات محمد خان بخلاف ارادہ باشندگان بہوپال صلح داشتی سے پیش آئے جس سے جنرل موصوف شکر گذار ہوئے اور سند قایمی اتحاد مابین سرکار کمپنی ور وساے بہوپال معہ وعدہ امداد وہی بوقت ضرورت عنایت کی۔ انکے وقت مین آمدنی ریاست بہوپال بنیس لاکھہ روپیہ تھی جسمین سے پانچ لاکھہ روپیہ ذاتی خرچ نواب موصوف کے لئے اور باقی مصارف ملازمون کے لئے سپرد دیوان ہوتے تھے۔ اگرچہ ان کے کئی دیوان فولاد خان۔ چھوٹے خان۔ ہمت رام۔ مرید محمد خان فرزند آصف خان۔ نبیرہ سلطان محمد خان ہوئے۔ مگر آخر مین شجاع و بہادر وزیر محمد خان فرزند شریف محمد خان دیوان و مدار المہام ریاست و مخاطب بخطاب وزیر الدولہ ہوے انکے مہر کا سجع یہ تھا خدا ہست سلطان محمد وزیر انہون نے قلعہ رائسین کو۔ جو بالاراؤ صوبہ سرونج کے قبضہ مین آگیا تھا۔ واپس لیا۔ قلعہ ہوشنگ آباد پر قبضہ کیا۔ راجہ ناگپور نے سنہ ۱۲۱۰ھ مین نوخان سفید پوش کو باامداد بنڈت پانڈورنگ فوج کثیر کے ساتھ ہوشنگ آباد کو لینے کیلئے

بھیجا - وزیر الدولہ مل کر گھنور کے جنگل مین چلے گئے نور محمد خان نے قلعہ واپس لے لیا -

نواب حیات محمد خان نے وزیر محمد خان کی عادت جنگجوئی سے دق ہو کر کئی دفعہ ارادہ انکی علیحدگی کا کیا مگر ناکام رہے - کیونکہ مثل ان کے بہادر منتظم ملنا دشوار تھا -

اسی اثنا مین غوث محمد خان فرزند حیات محمد خان اور وزیر الدولہ مین نااتفاقی ہوئی - اور یہان تک طول ہوا کہ باہم چار دفعہ لڑائی ہوئی - مگر ہر دفعہ غوث محمد خان کو شکست ہوتی رہی آخر غوث محمد خان نے محمد شاہ خان کو سرونج سے اور کریم خان پنڈارہ کو شجاعلپور سے اپنی مدد پر بلایا - دونون لشکر لیکر سرحد بھوپال مین آموجود ہوئے ادہر سے وزیر الدولہ بھی لڑائی کو نکلے مگر لڑائی سے پیشتر دونون مددگارون مین پھوٹ پڑ گئی اور اپنے اپنے گھرون کو چلدئے -

غوث محمد خان دولت رام سیندیہ کے پاس مددخواہ گئے - اونہون نے حکیم اسد علی کو غوث محمد خان کی مدد پر مامور کیا - حکیم اسد علی نے بھوپال مین دونون باپ بیٹون کو ناقابل اور وزیر محمد خان کو بہادر او منتظم پایا اسلئے باہم صلح کرا کے

بہ چلے گئے وزیر محمد خان[۵۱] انتظام ریاست مین مصروف ہوئے۔ نواب حیات محمد خان نے سنہ ۱۲۲۳ہجری مین انتقال کیا اُنکے فرزند۔

نواب غوث محمد خان

جانشین ہوئے وزیر محمد خان ان دنون زورون پر تھے۔ قرب وجوار کے رئیسون سے نذرانہ لیتے تھے۔ والی ناگپور اور گوالیار کے ملک کو تاخت وتاراج کرتے تھے۔ تمام مالوہ مین انکی دہاک تھی۔ جب کوئی کہتا تھا کہ وہ آیا دم کٹے[۵۱] گھوڑے کا سوار تو لوگونکے ہوش اوڑ جاتے تھے۔

آخر وزیر محمد خان کی تاخت وتاراج سے مہاراجہ ناگپور اور سیندہیہ نے تنگ ہوکر سنہ ۱۲۲۴ھ مین متفقہ فوج زیر حکم صدیق علیخان مہاراجہ ناگپور نے اور زیر حکم تانتیہ ناتھ مہاراجہ گوالیر نے بہوپال پر بہیجی۔ وزیر محمد خان نے فوج متفقہ کی آمد کا حال سنکر اہل وعیال کو بہوپال مین چھوڑا۔ اور قلعہ گنور کو چلے گئے فوج مذکور کے آنے پر نواب غوث محمد خان اشتی سے

---

[۵۱] وزیر محمد خان کی سواری مین ایک گھوڑا دکھنی برنگ سرنگ تھا جسکا نام بکھراج تھا۔ جب وزیر محمد خان بہی سنگھ راجپوت اومٹ واڑہ کے پاس سے تھے اوسوقت کسی لڑائی مین۔ اس گھوڑے کی دم کٹ گئی تھی اسکے ساتھ وزیر محمد خان کو بہت محبت تہی کسی وقت جدا نکرتے تھے اسلئے وزیر محمد خان کا نام اس گھوڑے کی سواری سے دم کٹے گھوڑے کے سوار سے مشہور ہوگیا تھا

پیش آئے صدیق علیخان نے وزیر محمد خان کی دست درازی کی شکایت کر کے
اہل وعیال وزیر محمد خان کو نواب غوث محمد خان سے مانگا۔ انہون نے
خلاف ننگ افغانی۔ جو انکی اہل وعیال مین عذر کیا۔ صدیق علیخان نے
مطالبہ اہل وعیال وزیر محمد خان سے درگذر کر کے انکے فرزند معز محمد خان
کو ساتھ لیا۔ اور فوج بقدر ضرورت بھوپال مین چھوڑ کر ناگپور چلے گئے
راجہ ناگپور نے معز محمد خان کی خاطر و مدارات کر کے واپس بھوپال مین
بھیجدیا دو مہینے کے بعد وزیر محمد خان نے قلعہ گنور سے آکر فوج ناگپور کو
بھوپال سے لڑ کر نکال دیا۔ اسی اثناء مین نواب امیر خان والی ٹونک
بھوپال مین آئے اور محمد وزیر خان سے بمقابلہ راجہ ناگپور امداد کے
خواستگار ہوئے یہان کیا دیر تھی۔ پہلے ہی صدیق علیخان کی کارروائی
سے آمادہ پیکار تھے ساتھ ہو لئے نواب امیر خان نے جاتے ہی
بخلاف رائے وزیر محمد خان ساگر کے مقام فوج راجہ ناگپور سے لڑائی شروع
کردی اور پھر مخالف کا غلبہ دیکھا کر وزیر محمد خان سے کہنے لگے کہ دشمن
غالب ہے چلدو۔ انہون نے جواب دیا کہ تم چلے جاؤ مین تو بغیر مارے مرے
میدان سے نہ ہٹون گا۔ یہ کہکر فوج کو مرتب کیا اور ایسی بہادری سے لڑے

کہ فوج ناگپور کو پس پا ہونا پڑا۔
سر ہنری گلور صاحب بہادر فوج انگریزی لئیے ہوئے دریاے نربدا کے
کنارے مقیم تھے وہ بھاگی ہوئی فوج کے مددگار ہوکر دوبارہ نواب امیر خان
کے مقابلہ کو لائے۔ وزیر محمد خان نے یہ حال سنکر
نواب امیر خان سے کہلا بھیجا کہ اب مجھسے امداد کی توقعہ نہ رکھنا۔ سرکار انگریزی
سے میرے تعلقات دوستانہ جنرل گدرڈ کے ذریعہ قایم ہوچکے ہین۔ اور بھوپال
کو واپس ہوئے راستہ مین جن زمینداروں نے اطاعت کی اون سے
نذرانہ لیا۔ اور جنھون نے سرکشی کی۔ اونکی سرکوبی کرتے ہوئے بھوپال واپس آئے
شروع موسم سرما مین وزیر محمد خان نواب غوث محمد خان کو آمادہ سفر کر کے
رائسین لے گئے راستہ مین کانہہ سنگہ سکھہ کو معہ پانچ سو سواروں کے نوکر
رکھکر موضع احمد پور و دیگر دیہات کو سرحد موضع بھیلسہ تک تاخت و تاراج کیا
بجے سنگھہ منجانب مہاراجہ سیندہیہ حاکم بھیلسہ تھا اوسکو شکست دی چپڑے چڑھا ہے
قلعہ باگرود کو فتح کیا۔ یہان نواب امیر خان رئیس ٹونک آ گئے۔ اون سے
دوستانہ ملاقات کر کے اپنا پانی ہوتے ہوئے رائسین پہونچے یہان دو چار
مقام کر کے موضع چوراس مین جو دریاے نربدا کے کنارے ہے پہونچے

یہان غوث صاحب سے جو راجہ ناگپور کی طرف سے لڑنے کو آئے تھے
مقابلہ ہوا - کانہہ سنگہہ سکہہ غوث صاحب کی طرف بڑہا - غوث صاحب اپنا
ملازم سمجھکر مطمئن رہے اس نے جاتے ہی غوث صاحب کا سر کاٹ کر نواب
غوث محمد خان و وزیر محمد خان کے سامنے پیش کیا - غوث صاحب کے
قتل ہوتے ہی فوج ناگپور فرار ہوگئی یہان سے بھوپال مین واپس پہونچے
آتے ہی سنا کہ رام پول رسالدار راجہ ناگپور نے موضع محلپور پر قبضہ کر لیا - وزیر محمد خان
نے - اوسیوقت جا کر اوسکو بہگا دیا -

والئے ناگپور اور گوالیر نے مصمم ارادہ استیصال وزیر محمد خان کا کیا اور سنہ ۱۸۱۲ع
مین جگوا بابو معہ رام لعل - کرشنا بہاو - دان سنگہ کے باون ہزار فوج کے ساتھ
مہاراجہ سیندہیہ کی طرف سے اور صدیق علیخان تیس ہزار فوج کے ساتھ
راجہ ناگپور کی طرف سے مامور ہوکر آئے اور بھوپال کو چارون طرف سے
گھیر لیا - بھوپال مین اسوقت گیارہ ہزار فوج تھی - وزیر محمد خان نے اسی
قلیل فوج سے محاصرین کو ناکون چنے چبوا دئے - صدیق علیخان تو یہ
کہکر کہ رات کو اونہون نے ہولناک خواب دیکھا ہے بھوپالیون پر سایہ
لطف خدا ہے اُن سے لڑنا اچھا نہین - ناگپور چلے گئے جگوا بابو نے

ہیر اکھا کر جان دی نوج مہاراجہ سیندیہ پر اسکو استعلام نگر کے قریب پہونک کر چلتی ہوئی

اسکے بعد وزیر محمد خان سے نواب غوث محمد خان کو مسلوب الاختیار کر کے

زمام ریاست اپنے ہاتھہ مین لی۔

مہاراجہ سیندیہ کو جب اپنے سپہ سالار کی یہ درگت معلوم ہوئی تو اُنھون سے

اور فوج بسر کردگی جان بٹیس فرانسیس اور جسونت راؤ مرہٹے کے بھوپال پر بھیجی

نواب وزیر محمد خان سے ایک قطعہ خریطہ معہ نقل عہدنامہ جنرل گوڈرڈ صاحب

بہادر معہ تحایف و ہدایا۔ اسمی کرنل اختر لونی صاحب بہادر باستدعاے امداد

اپنے معتمدون کے ہاتھ دہلی بہیجا۔ ہنوز معتمد دہلی نہ پہونچے ہونگے کہ ان دونون

افسرون مہاراجہ سیندیہ مین نااتفاقی ہوئی اور ایکدوسرے سے لڑکر چلے

گئے۔ کرنل اختر لونی صاحب بہادر سے بجواب خریطہ نواب وزیر محمد خان کا

معتمدون کے ذریعہ اطمینان کیا۔ اور مہاراجہ سیندیہ سے کہکر لڑائی کو بند کرا دیا۔

نواب وزیر محمد خان کو جب ان ترددات سے اطمینان ہوا تو اُنھون سے

حکام سرکار انگریزی سے اتحاد بڑہایا اور پہر بیواس مین جا کر پنڈارون سے لڑے

یہان سے بیچپا پیر ہوتے ہوئے دیلوری پہونچے یہان تپ محرقہ مین مبتلا ہو کر

۱۶ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ کو فوت ہو گئے۔

نواب وزیر محمد خان مرحوم کے دو فرزند امیر محمد خان اور نظیر محمد خان تھے

امیر محمد خان نے عالی ہمتی سے ریاست پر التفات نہ کیا۔

نواب نظیر محمد خان

مسند نشین ہوکر مخاطب بہ نواب نظیر الدولہ ہوئے۔ اِنہوں نے نواب

غوث محمد خان کی جاگیر مستقر کی۔ ۲۰ ربیع الاخر ۱۲۳۲ھ کو اُنکی شادی دہوم دہام

سے دختر نواب غوث محمد خان قدسیہ بیگم سے ہوئے۔

اسی سال مین جنرل آدم صاحب بہادر فوج انگریزی لئے ہوئے ہوشنگ

آباد پنڈارون کے استیصال کے لئے آئے نواب نظیر محمد خان نے سرکار

انگریزی کی امداد پر کمر باندہی۔ جب لشکر سرکار انگریزی نے دریاے نربدا کو

عبور کیا۔ نواب ممدوح نے رایسین پہونچکر جنرل آدم صاحب سے ملاقات کی

اور بارہ لاکہہ روپیہ صرف کر کے سرکار انگریزی کی مدد کی جسکے باعث اُنکی خیرخواہی سرکار انگریزی کے دل پر منقش ہو گئی

سرکار انگریزی نے بہی اس خیرخواہی کی قدر کی اور بصلہ اس خیرخواہی کے بذریعہ عہدنامہ پانچ پرگنہ

اور قلعہ اسلام نگر کی سند عطا کی۔ مختصر ترجمہ عہدنامہ کا حسب ذیل ہے۔

۱۔ باہم سرکار کمپنی و نواب نظیر الدولہ نظیر محمد خان دوستی۔ یگانگی۔ یکجہتی ہمیشہ

نسلاً بعد نسلاً و بطناً بعد بطناً قایم رہے گی۔ جانبین کے دوست۔ دوست

اور دشمن ہونگے۔

۲۔حفاظت ملک بھوپال وریاست بذمہ سرکار انگریزی ہوگی۔

۳۔نواب نظیر الدولہ۔نظیر محمد خان بہادر اطاعت ورفاقت سرکار انگریزی کرین گے دوسرے رئیس یا سردارون سے سروکار نہوگا۔

۴۔نواب موصوف نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً بلا مرضی و اطلاع سرکار انگریزی کسی سرکار یا سردار سے سوال وجواب نکرینگے۔مگر سلسلہ مراسلت دوستانہ دوستون اور بھائیون کے ساتھ اور مقدمات ضروری ہین۔زمینداروں اور رؤسا ء گردونواح سے جاری رہے گا۔

۵۔نواب موصوف نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً کسی سے نزاع نکرین گے اگر اتفاقاً کوئی نزاع پیدا ہو تو انفصال اوسکا بروے انصاف سرکار انگریزی کے اوپر منحصر ہوگا۔

۶۔چھ سو سوار۔چار سو پیادہ سرکار بھوپال۔سرکار انگریزی مین عند الطلب حاضر کرینگے اور بوقت ضرورت تمام فوج سرکار بھوپال بجز اسکے جو انتظام ریاست کے لیے ضروری ہو۔شامل فوج سرکار انگریزی کے ہوگی۔

۷۔فوج سرکار انگریزی کی آمدورفت کی ملک بھوپال مین ممانعت نہوگی بصورت

ضرورت سرکار انگریزی چھاونی بہی ملک بہوپال مین تجویز کرے گی۔ اسکے واسطے نواب موصوف یا اونکی اولاد نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً اقرار کرین کہ بوقت درخواست قلعہ نظیر گڈہ یا گلگانون یا دو ہزار گز زمین گرد نواح قلعہ مذکور کے بنابر چھاونی وذخیرہ سرکار انگریزی کو دیدینگے۔ اس کی تاکید ہوگی کہ ملک بہوپال مین فوج کی آمد ورفت سے پارے مالی اور نقصان نہوگا۔

۸۔ بہم رسانی غلہ واجناس لشکر سرکاری کے لئے نواب موصوف نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً حتی المقدور مدد دین گے اور جس قدر غلہ۔ لشکر سرکاری کے لئے ملک نواب صاحب موصوف مین خرید کیا جائیگا۔ اوسپر محصول ملک نواب صاحب مین چوکیات راہداری پر نہ لیا جائیگا۔

۹۔ نواب صاحب موصوف یا اونکی اولاد نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً مالک ومختار اپنے ملک کے رہین گے۔ دخل عدالت سرکاری انگریزکا سرکار بہوپال مین کسیطرح نہوگا۔

۱۰۔ چونکہ نواب نظیر محمد خان نے مہم تادیب پنڈارہ مین اپنا مال وملک سرگرمی اور وفاداری سے صرف کیا ہے۔ سرکار انگریزی اسلئے کہ پسندیدگی اس کام کی تمام عالم پر ظاہر ہوجائے۔ واسطے مدد خرچ فوج مقررہ کے پانچ محال

آسشٹہ - اچھاور - سیہور - دوراہہ - دیبی پور - نواب موصوف کو عطا ہوئے
حکومت ان محالات کی - نواب موصوف کو - اور اونکی اولاد کو نسلاً بعد نسلاً بطناً
بعد بطناً علی الدوام حاصل رہے گی -

۱۱ - یہ عہدنامہ گیارہ دفعات کا بمہر و دستخط کپتان اسٹوارٹ صاحب بہادر
و میان کریم خان و شہزادہ مسیح بمقام رایسین لکھا گیا - کپتان اسٹوارٹ صاحب
بہادر اقرار کرتے ہین کہ تین ہفتہ مین یہ عہدنامہ بمہر و دستخط گورنر جنرل سے مزین
ہو کر نواب موصوف کے حوالہ ہوگا - اور میان کریم خان و حکیم شہزاد مسیح اقرار کرتے
ہین کہ دو روز مین مہر و دستخط نواب نظیر الدولہ نظیر محمد خان کے کرادین گے
المرقوم ۲۶ فروری ۱۸۱۷ء ۱۹ - ربیع الاخر ۱۲۳۳ ہجری -

اس عہدنامہ کے بعد پولٹیکل ایجنٹ حسب مرضی سرکار انگریزی بھوپال مین
مقرر ہو گئے اور ایکہزار فوج حسب شرط دفعہ ۷ - انکے حوالہ ہوئی فوج کے قیام کے
لئے ایک قطعہ زمین دسیع سواد سیہور مین محدود ہوا - نام اس فوج کا کنٹجنٹ مقرر ہوا
جسکو تنخواہ ریاست بھوپال سے دیجاتی تھے اور زیر فرمان سرکار انگریزی رہے
دخرچ فوج کنٹجنٹ کا مختلف اوقات مین مختلف تعداد کا مقرر ہوتا رہا - مگر ابتدا سے
یکم جولائی ۱۸۴۹ء ۱۲ سے بمنظوری گورنمنٹ مبلغ دولاکھ روپیہ مروجہ بھوپال ودام

کے لئے مقرر ہوا)

اس عہد نامہ کے دو برس بعد نواب وزیر الدولہ بطور سیر و شکار قلعہ اسلام نگر مین گئے۔ وہان اُنکے سالے ہشت سالہ فوجدار محمد خان کے ہاتھ سے سہواً تپنچہ چل گیا۔ اوسکی گولی نواب ممدوح کے سر پار ہو گی جسکے صدمہ سے ۱۲۳۵ھ مین انتقال ہوگیا۔ نواب سکندر جہان بیگم کو یادگار چھوڑا۔

قطعہ تاریخ انتقال

نظیر الدولہ آن یکتاے عالم
شہادت از تپنچہ یافت دردم

پے سال وفاتش گفت ہاتف
عدد یک از نظیر الدولہ شد کم
۱۲۳۵ھ

بعد انتقال نواب نظیر محمد خان کے اراکین ریاست بھوپال نے بمشورہ میجر ہنری صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال قدسیہ بیگم کو مختار ریاست مقرر کیا۔ اور رئیس ہونیکا استحقاق اوسکی ذات پر موقوف رہا۔ جو برادران ریاست سے شوہر نواب سکندر بیگم بنت نواب نظیر محمد خان ہوگا۔

۱۲۳۵ھ مین نواب غوث محمد خان کا انتقال ہوا۔

۱۷۔ ذالحجہ ۱۲۵۰ھ ۱۷۔ اپریل ۱۸۳۵ء کو نواب سکندر بیگم کی شادی نواب جہانگیر محمد خان سے ہوئی شادی کے بعد نواب جہانگیر محمد خان نے حصول اختیارات

ریاست کی تحریک کی۔ قدسیہ بیگم نے اسبات سے ناراض ہوکر اونکو نظر بند کردیا

چند روز کے بعد نواب جہانگیر محمد خان نظر بندی سے نکلکر سیہور پہونچے اور قصبہ

دوراہہ دیبی پور وغیرہ پر قبضہ کرلیا اسپر باہم قدسیہ بیگم و نواب جہانگیر محمد خان

جنگ ہوئی آخر ویلکنس صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ نے بمنشاء حکم گورنر جنرل صاحب

بہادر ۱۰ ستمبر ۱۸۳۷ء کو جنگ بند کرادی اور پہر خود آکر ریاست جہانگیر محمد خان کے

سپرد فرمائی اور قدسیہ بیگم کے لئے جاگیر چار لاکھ [illegible] ریاست سے

جدا کرکے اونکے حوالہ کی۔

نواب جہانگیر محمد خان

مسند نشین ریاست ہوئے کچھ دنوں تو باہم نواب جہانگیر محمد خان۔ اور نواب سکندر بیگم مین اتفاق رہا۔ مگر پہر سخت آزردگی ہوگئی ۲ صفر ۱۲۵۴ھ کو پردہ کی آزادی کے انسداد کے لئے نواب جہانگیر محمد خان نے نواب سکندر بیگم کو تلوار سے نصیحت کی جسکے باعث نواب سکندر بیگم معہ اپنی والدہ قدسیہ بیگم کے اسلام نگر مین چلی گئین ۶ جمادی الاول ۱۲۵۴ھ کو نواب سکندر بیگم کے بطن سے نواب شاہجہان بیگم پیدا ہوئین۔

نواب جہانگیر محمد خان نے ۱۲۵۶ھ کو جہانگیر آباد۔ آباد کیا۔ اور پہر عارضہ ضعف معدہ

لاحق ہوا جسکے باعث ضعف و ناتوانی بڑہتی گئی۔ آخر عین جوانی مین ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۰ھ کو انتقال کیا۔

قطعہ تاریخ رحلت

وا سے نواب جہانگیر جوان رعنا ناگہان کرد ز دنیا سوئے عقبی رحلت

چاک شد جیب سحر از غمش از پنجہ مہر شام داماں سیہ کرد بر دار زرقت

نیلگوں کرد قبا در بر خود اطلس چرخ شور از شش جہت آید کہ دریغ و حسرت

حوریان از پئے تعظیم ز جا برجستند بالش سبز نہادند بقصر جنت

گلرخانان جنان تا در باغ رضوان پیش رفتند نشاندند بصدر عزت

بست ہشتم مہ ذیقعد دوشنبہ روز ے یکہزار و دو صد و شصت سنین ہجرت

وقت پاسے ز شب نیم دگر بود کہ رفت سوے فردوس ازین کہنہ سرا ے کلفت

ہاتف غیب ندا داد کہ شد بے سروپا حسن و خلق و کرم و بخشش و حلم و ہمت

بعد انتقال نواب جہانگیر محمد خان کے نواب شاہجہان بیگم بنت نواب جہانگیر محمد خان رئیسہ بھوپال اور نواب سکندر بیگم نگرانِ ریاست اور فوجدار محمد خان مدار المہام مقرر ہوئے مگر سنہ ۱۲۶۳ھ مین فوجدار محمد خان استعفیٰ دینے پر مجبور ہوئے۔

نواب سکندر بیگم نے یہ دستور کہ رئیس کی دختر کا شوہر رئیس ہوگا۔ گورنمنٹ سے

منسوخ کرا کے ۱۲۷۱ھ میں نواب شاہجہان بیگم کا عقد باقی محمد خان سے کیا جسمیں تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔

۱۲۷۳ھ ہجری کو غدر ہوا۔ نواب سکندر بیگم خیرخواہی گورنمنٹ میں سرگرم رہیں۔

۱۲۷۳ھ ہجری میں برضامندی باہمی نواب سکندر بیگم حکمران (رئیسہ) اور نواب شاہجہان بیگم ولیعہد مقرر ہوئیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسند نشینی حسب ذیل دیا گیا۔ کنٹھہ مروارید ایک سانگن مرصع ایک جفت دوشالہ یک۔ سیلا برہانپوری یک۔ کمخواب ایک تھان۔ ململ ایک تھان۔ قلمدان نقرہ۔ شمشیر معہ سپر توپ ساخت ولایت ۲ ضرب۔ اسپ معہ ساز یک۔ فیل معہ ہودج نقرہ یک نواب سکندر بیگم نے دو نون ستائیس اشرفیان بطور نذر گورنر جنرل و وایسراے ہند کے ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا کے حوالہ کریں۔

۲۷۔ ذیعقد ۱۲۷۴ھ ۹ جولائی ۱۸۵۸ء کو نواب سلطان جہان بیگم پیدا ہوئیں۔

۴۔ رجب ۱۲۷۷ھ ۱۵ جنوری ۱۸۶۱ء کو نواب سکندر بیگم بغرض حصول ملاقات گورنر جنرل۔ لارڈ کیننگ صاحب بہادر بمقام جبلپور تشریف لے گئیں۔ لارڈ موصوف نے بصلہ خیرخواہی نواب سکندر بیگم کو پرگنہ بیرسیہ عطا کیا۔ یکم نومبر ۱۸۶۱ء ۱۲۷۸ھ نواب سکندر بیگم کو بمقام کلکتہ۔ تمغہ سٹار اوف انڈیا منجانب گورنمنٹ عطا ہوا۔

۲۲- جمادی الاول سنہ ۱۲۸۰ھ کو نواب سکندر بیگم معہ قدسیہ بیگم و فوجدار محمد خان معہ ہمراہیوں کے حج کو تشریف لے گئیں بعد حصول حج بیت اللہ ۳ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۱ھ کو بھوپال مین واپس تشریف لائین۔

سنہ ۱۲۸۲ھ کو باقی محمد خان شوہر نواب شاہجہان بیگم نے حج سے واپس آکر انتقال کیا۔

۱۰- رجب سنہ ۱۲۸۵ھ کو نواب سکندر بیگم نے انتقال کیا۔

قطعہ تاریخ وفات

بیگم عالیہ سکندر نام چون بدار البقا نمود سفر

سال تاریخ آن ستودہ خصال گفت شاہجہان غم مادر
۱۲۸۵ھ

بعد انتقال نواب سکندر بیگم کے نواب شاہجہان بیگم مسند نشین ہوئین۔ کرنل میڈ صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے وکرنل جان ولیی آسبرن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال نے منجانب گورنمنٹ خلعت مسندنشینی نواب شاہجہان بیگم۔ اور خلعت ولیعہدی سلطان جہان بیگم کو پہنایا۔ نواب شاہجہان بیگم نے مسند نشین ہوتے ہی محصول غلہ رفاہ رعایا کیلئے معاف کیا اور تنخواہ فوج مین اضافہ فرمایا۔ اور بغرض داد دہی رعایا و انسداد جبر تعدی۔ عمال کے دورہ تمام ملک بھوپال کا فرمایا۔

سنہ ۱۲۸۸ھ ۱۸۷۲ء کو بیگم صاحبہ ممدوحہ کا نکاح ثانی صدیق حسن خان سے ہوا
پیشگاہ گورنمنٹ صدیق حسن خان کو خطاب امیر الملک والاجاہ معہ سترہ توپوں
کی سلامی سے عطا ہوا - (۲۶ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۵ء کو صدیق حسن خان بحکم رزیڈنٹ
سنٹرل انڈیا - سر لیپل گریفن صاحب بہادر ریاست بھوپال سے معتوب
ہوئے اور ۱۹ - فروری سنہ ۱۸۹۰ء کو انتقال ہوا -)

۲۶ - نومبر سنہ ۱۸۷۲ء لارڈ ناتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بمقام
بمبئی منجانب ملکہ معظمہ تمغہ نایٹ گرینڈ کمانڈر یعنی - جی - سی - ایس - آئی - اور
سلطان روم نے تمغہ مجیدی نواب شاہجہان بیگم کو عطا فرمایا -

سنہ ۱۸۷۸ء - دوسرا تمغہ کرون اوف انڈیا کا نواب شاہجہان بیگم کو عطا ہوا -

سنہ ۱۸۸۱ء میں نواب قدسیہ بیگم نے انتقال کیا -

۱۶ - جون سنہ ۱۹۰۱ء کو نواب شاہ جہان بیگم نے انتقال کیا - آپکی دختر بلند اختر -

نواب سلطان جہان بیگم

مسند نشین ہوئیں - مراسم مسند نشینی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا - کرنل میڈ
صاحب بہادر اور مسٹر لنگ صاحب بہادر رزیڈنٹ بھوپال نے ادا کیں - یہ
حسن اتفاق ہے کہ کرنل میڈ نے شاہجہان بیگم کو اور اونکے فرزند کرنل میڈ نے

سلطان جہان بیگم کو مسند نشین کیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسند نشینی حسب دستور عطا ہوا۔ منجملہ خلعت مسند نشینی مالائے مروارید۔ کرنل میڈ نے اپنے ہاتھ سے بیگم صاحبہ کے گلے مین ڈالا۔ اس موقعہ پر گورنمنٹ کی طرف سے نواب نظیر الدولہ محمد احمد علیخان شوہر بیگم صاحبہ کو خطاب احتشام الملک عالیجاہ عطا ہوا۔ سنہ ۱۹۰۳ء کو لارڈ کرزن صاحب بہادر گورنر جنرل و وایسرائے ہند نے نواب سلطان جہان بیگم کو بموقعہ دربار اعلان تاجپوشی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم بمقام دہلی مدعو فرمایا۔ پردہ کی احتیاط کے باعث شمولیت سواری جلوسی سے معاف فرمایا دربار کے موقعہ پر نواب سلطان جہان بیگم کے لئے نشست پردہ دار تجویز ہوئی تھی۔ جہان سے بیگم صاحبہ موصوفہ نے خاتونان ہند کی طرف سے گورنر جنرل کی خدمت مین ایڈریس پیش کیا۔

اسی سال نواب سلطان جہان بیگم بحصول شرف زیارت حرمین شریفین تشریف لے گئین۔ ولیعہد نصر اللہ خان صاحب بہادر نگران ریاست رہے۔ سنہ ۱۹۰۴ء مین زیارت حرمین شریفین سے مستفیض ہو کر مع الخیر بھوپال مین تشریف لائین۔

نواب سلطان جہان بیگم کے تین فرزند ہین ولیعہد نصر اللہ خان صاحب بہادر

حافظ عبیداللہ خان - حمیداللہ خان -

آبادی قلمرو ریاست بھوپال .. .. ۶ لاکھ　۶۰۵۶۲۸

رقبہ .. .. میل مربع　۶۷۶۴

محاصل ریاست بھوپال .. .. .. ۲۶ لاکھ　۲۶۹۸۳۸۴

منہائی جاگیر .. .. ۱۰ لاکھ　۱۰۹۳۹۷۸

خالصہ .. .. ۱۵ لاکھ　۱۵۸۹۴۰۵

تعداد پرگنہ. شہر. قصبات. دیہات　۲۵۶۵

شہر - پرگنہ -	قصبات	مواضعات
یک　۳۰	۳	[illegible]

حالات قوم منگل

منگل کودی - ابن کرران کا - دوسری زوجہ سے فرزند ہے پہلی قوم منگل علاقہ بنون مین آباد تھی - مگر بھر شیتکون کے غلبہ سے بنون کو چھوڑ کر ملک خوست اور کرم کے مغربی جانب کے پہاڑون مین جا بسی -

سلسلہ نسب ککے[۳] فرزند دویم کرلان متبنی عبد ابنہ اُڑمڑ

- برہان[۳]
- خوگیانی[۳] †
- سلیمان[۳] †
- شیتک[۳] †

† ان تینون کا سلسلہ نسب آگے آئیگا

- عثمان[۴] † معروف افریدی
- لقمان[۴] † معروف خٹک
- جدران[۴] †
- اتمانخیل[۴] †

† ان چارون کا سلسلہ نسب آگے آئیگا

سلسلہ نسب عثمانؒ معروف آفریدی

۵ باپے — ۵ چنبے اسکی اولاد بہت تھوڑی ہے

زوجہ اول مسمات ترے — زوجہ دویم مسمات فاطمہ — زوجہ سویم مسمات زینہ

ٹیا خیل — زوجہ اول مسمات ختورے — زوجہ دویم مسمات عائشہ — آدم خیل — زوجہ اول مسمات سیمنو — زوجہ دویم مسمات رضو — اولا خیل — اکا خیل — میر خیل

حسن خیل — درگے — گگے — کالا — محمدی — علی خیل — فیروز — سپاہی — شان خیل — بو خیل — نصرالدین

سینی خیل — استو خیل — بائیے — میر احمد خیل — انمل خیل — قمرے — کوکے — پائیندی — خضر کے

نظر خیل — زرم خیل — شہباز — ابدال خیل — پٹنا خیل — سکندر — بنجی — ضیا — دین — انائے

ملک دین خیل — محمود خیل — خوجی خیل — قمبر خیل — کرم خیل — فلوڑ — بلدہ — غنی خیل — ابابکر — لندے — ہرزہ

عمر خان خیل — گلا بجان — مرزا نگ خیل — نانی خیل — کٹی خیل — سوہن خیل

ڈربی خیل — زیدی خیل — ششخل خیل — نو خیل — قارن خیل — مدہ خیل — والی خیل

بی بی خیل — دولت خیل — باری خیل — مدر خیل — بسنے خیل — بلا خیل — کمال خیل — سلطان خیل — سنبر خیل — عیسی زئی

دردی خیل — میر خیل — یار محمد خیل — بہرامی — الی خیل — کلندہ خیل — رحمدل خیل — گرگری — شیر خیل — کٹ — میر خیل

خواجہ علی خیل — متقنی — یار خیل — پیر خیل — قائم خیل — سلیمان خیل — علی خیل

جعفر خیل — عمر خیل — عالم خیل — رشید خیل — نظر خیل — عبید خیل — اسمعیل خیل — سبا خیل

خیدہ خیل — مشتہیہ خیل — نصرت خیل — منتو خیل

زنا خیل — ستاسی خیل — گودے

لقمان معروف خٹک بن برہان نبیرہ ککے

برکوبط ۷ امیر ۷ رجبر ۸ توران ۵ بلاق ۵ ترے ۶ ترکے ۶ یوسف ۷ الیسوڑے ۷

اسمعیل خیل ۸ مزی خیل ۸ انوخیل ۸

امندی ۸ بہرام ۸ خواج خیل ۸ نصرتی ۸ عبدل ۸ لگاڑے ۸ سپال ۸

یاسین خیل ۹ ادریس خیل ۹ خورم ۹ وڑ ۹

گدہ خیل ۹ کشید خیل ۹ بدین خیل ۹

بارک ۱۰ ببر ۱۰

بوگر خیل ۱۰ جلی خیل ۱۰ لشتی خیل ۱۰ مندر خیل ۱۰ درخان خیل ۱۱

امن ۱۱ ہی گلنڈی ۱۱

اسمعیل ۱۲ متدین ۱۲ میرگل خیل ۱۰ اللداد خیل ۱۰ اشتر خیل ۱۰ دادیہ خیل ۱۰ سٹن خیل ۱۰

کودی ۱۲ لشتے خیل ۱۲ سرے ۱۲

گلدین خیل ۱۰ خرگے خیل ۱۰ علیخان خیل ۱۰ عالم خیل ۱۰ لشکر خیل ۱۰

ہاتی خیل ۱۳ حید خیل ۱۳

درشے ۱۳ مندوے ۱۳ اکو ۱۳ مدے ۱۴ عیسک ۱۵ سیتی ۱۵

ماشے ۱۳ عربے ۱۳ ترکے ۱۳ بیا خیل ۱۳

بابینہ خیل ۱۴ جنبد خیل ۱۴ مشر ۱۴

عزین ۱۵ کمی خیل ۱۵ عزیز خیل ۱۵

خوشحال خیل ۱۴ مخل خیل ۱۴ میرخان خیل ۱۴ شیخ حاصل ۱۴ بینا خیل ۱۴

شوکی ۱۶ سخاوت ۱۶

دیل خیل ۱۵ کہر خیل ۱۵ میرباز خیل ۱۵

مرگے خیل ۱۴ کمی خیل ۱۴

الف خیل ۱۵ شنحل خیل ۱۵ بہرام خیل ۱۵

کابل خیل ۱۵ الہخان خیل ۱۵

غرے ۹ ترکے ۹ ماشے ۹ خواجے ۹

انوخیل

ابن برکو بیطہ ابن ترے ابن تورمان ابن نقمان

ہوتی خیل ۱۰ — خنز ۱۰ — بطنی خیل ۹ — مہمند ہی ۹ — سوریا خیل ۱۱ — محما خیل ۱۱

الک خیل ۱۱ — عیسی ۱۱ — یاسین ۱۱ — حسن خیل ۱۲ — میتم خیل ۱۳ — محمود خیل ۱۲ — انما خیل ۱۳ — کریم خیل ۱۳

فتح خیل ۱۱ — کمیل خیل ۱۱ — میرے ۱۱ — شیخ علی ۱۱ — دریی خیل ۱۱ — بارک خیل ۱۴ — مندو ۱۴ — جنجو ۱۴ — ناصر ۱۴ — شاہد ۱۴ — علی خیل ۱۴ — احمد خیل ۱۴

ملک کوڑ ۱۵ — میرداد ۱۵ — عزے ۱۵ — محوزہ ۱۵ — زوجہ اول دریا خیل — زوجہ دوم بنگش — غاریخان ۱۵

یحیی ۱۶ — شہباز ۱۷ — جمال خان ۱۸ — خوشحال خان ۱۸ — محمد امیر خان ۱۹ — بہرام خان ۱۹ — عبدالقادر خان ۱۹

سعد اللہ خان ۲۱ — کاظم خان ۲۱ — محمد علی خان ۲۱ — حسن علی خان ۲۱ — محمد افضل خان ۲۰ — عبداللہ خان ۲۰ — نادر خان ۲۰

سعادت خان — خوشحال خان — شہباز خان — شیر محمد خان — امیر خان — ہاشم

عجب خان ۲۳ — نور اللہ خان ۲۳ — صفی خان ۲۳ — نواز خان ۲۳ — منصور ۲۳ — حسن ۲۳ — نادر علی خان ۲۳ — نائب محمد سعید خان ۲۴ — نامجیب خان ۲۴ — محمد خان ۲۴

حسن خان ۲۴ — کریم خان ۲۴ — نجف خان ۲۴ — نادر ۲۴ — لمید ۲۴ — ارسلا خان ۲۴ — خوشحال خان ۲۴ — غوث محمد خان ۲۵ — صادق علی خان ۲۵

بلند خان ۲۵ — میر حمزہ ۲۴ — فیروز خان ۲۴ — افضل خان — رسول خان ۲۴ — جہانگیر ۲۴ — شہباز ۲۵ — عباس خان ۲۵ — خواجہ محمد خان ۲۵ ......

جعفر ۲۵ — عباس خان ۲۵ — خواجہ محمد خان ۲۵ — فتح جنگ خان ۲۵ — شیر محمد ۲۵

فتح محمد خان ۲۶ — مظفر خان ۲۶ — محمد ظفر خان ۲۶ — عبدالرحیم خان ۲۶ — عفار خان ۲۶ — تاج خان ۲۶ — ناصر خان ۲۶ — ارباب خان ۲۶ — یاسین خان ۲۶

سعد اللہ خان ۲۶ — شاہ محمد ۲۶ — مہتاب خان ۲۶ — رئیس خوشحال گڑھ — محمد عمر خان ۲۷ — عبدالحکیم خان ۲۵ — ایوب خان ۲۷ — ابراہیم خان ۲۷ — ناظر خان ۲۷ — یار محمد خان ۲۷

عبدالجبار خان ۲۷ — شاہ محمد خان ۲۷ — امیر محمد خان ۲۷ — عبدالغفار خان ۲۷

یولاق پسر دویمی - خٹک

زوجہ اول

ساغری — تندرک

مکوڑے — بنگی خیل — ترہ — گلی — روزی — شان

ترکہ — میر خیل — انوخیل

جبو نو — سرخیل — تیری

ماکے خیل — کمٹی خیل — سکو خیل

سدو خیل — دلاور خیل — عالم شاہ خیل — مریم خیل

جمالی — جلدین خیل

چوری خیل — مرزا خیل — نمارک — کریم داد خیل

مصری خیل — میر باز خیل — شہیار خیل

بابر — مٹون خیل — شوی خیل — ہیبت خیل

ترکے — مہرگل خیل — گورب خیل

دلتخان خیل — لمخان خیل — مخوم خیل — دیا خیل

بازید اکے — مرزا کے

زوجہ دویم

مروزی

محمود — خواجہ خیل — عطار — اپو خیل — غوریا خیل — ماسون خیل

ذہ تو

ورلک — مندی — موشک — خورم

جدزان - پسر سوکی برہان نبیرہ گگے

لولاخیل[5] — حبیب خیل[5] — ٹیپہ

مرے — سپر خیل[6] — زنی خیل[6]

اخون خیل[7] — بیہہ خیل[7] — بولاخیل[7] — مملخیل[7] — الخیل[7] — گرزی[7]

خرم خیل[8] — نجابی[8]

ملتان خیل[9] — شہادت خیل[9] — بشک خیل[9]

زنگ خیل[8] — مندل خیل[8] — سپر کے[8] — نمیت خیل[9] — بیٹھ خانی[9]

خانی خیل[8] — میر حسین خیل[8] — فیروز خیل[8] — علیخان خیل[8]

ابوخیل[8] — دیرے خیل[8] — گویان خیل[9] — الوخیل[10] — نعمت خیل[9] — بریت خیل[9]

شیر خیل[9] — للہ خیل[9] — جوخیل[9] — جمکی خیل[9] — دوبی خیل[9] — ہوس خیل[9] — خوبی خیل[9] — سوسم خیل[9]

بابر خیل[9] — ڈنگے خیل[9] — باز کے[10] — تور گنے[10] — ویدے[10]

احمد خیل — بیرم خیل — یادخیل[7] — بازید خیل[8] — سورے خیل[7]

عمر خیل[8] — خرط خیل[8] — تورہ خیل[8] — سلطان خیل[8] — بزنگے[8]

اختر خیل[8] — درے پلاڑہ[8] — خوجاد خیل[8]

ولی خیل[9] — نظر خیل[9] — موسی خیل[9] — ایک خیل[9] — ٹوکر خیل[9] — مدوخیل[9] — غنی خیل[9]

اتمان خیل - ابن برہان - نبیرہ سگے
عزیز خیل
کرلئے
اصیل
بھری - بیمری
دخلہ
شموزی
ماندل
پائندہ خیل
ہیبت خیل
عمر خان خیل
اسمٰعیل خیل
دعوت
سعدہ
نورزی
ابرپ
دلازاک
مظفر خیل
عمبارہ خیل
برمی خیل
مسکین خیل
اخو خیل
میرویس خیل
صدر خان خیل
ابی خیل
اندان
ابو خیل
محمد خان کور
زین خان کور
کمے خیل
سلطانی خیل
اکور خیل
باتو خیل
خوشحال خیل
عباس خیل
باگے خیل
باتوزی
دولت خیل
سربدال خیل
طاوسی
داؤ خیل
جوگے خیل
اخرے خیل
جلال خیل
فقیر خیل
ملوک خیل
پائندے خیل
یادو خیل
سلیم خان کور
خان بیگ خیل
پولاد خیل
حیات خیل
عجب خیل
اباخیل
صابی خیل
شابی خیل
بوخان خیل
درو خیل
فتح خیل
ہارون خیل
جنگا خیل
انیس خیل
طاوس خیل
منصور خیل
یار علی خیل
خان شیخ خیل
شیخ علی
خان کور
دولت خیل
رسول خیل
تراوے
اسحاق کور
برہ کور
خان کور
زمیندے کور
ادن کور
ہمزہ کور
اخلی کور
دولت خیل
شیخا خیل
دالی خیل
مومن خیل
شریف خیل
سواتی

خوگیانی - پسر چہارم برہان

زوجہ اول

زوجہ دوم

خربوٹے[۴] نوزے[۴] حابجے[۴] مندوزے[۴]

حمزہ خیل[۵] مستو خیل[۵] دہرزی[۵] علی زی[۵] غونڈے خیل[۵]

شیرزاد[۴] پربہ[۴] خدر خیل[۴] بارک[۴] بوبوخیل[۴] عبدالرحمن[۴]

لقمان[۵] شادی خیل[۵]

عمرکے[۵] ترکے[۵] کانکہ خیل[۵]

درویش موسی ۶ — محمود ۶ — مبارک ۶ — سلیمان ۳ آبن ۳ گلے ۴ — وزیر ۴ — خدرے ۵ — لانے ۵

مسعود ۷ — گرباز ۷ — دونوں کا سلسلہ اولاد آگے آئیگا

خوجہ خیل ۱۲ — خرمز خیل ۱۲ — تمزل ۱۲ — ملے خیل ۱۰ — عبد لخیل ۱۰

آمان زی — احمدزی آگے آئیگا

مدخیل ۱۱ — شیخ ودے ۱۱ — اسمٰعیلخان خیل ۱۱ — میرخان خیل ۱۱ — عزیز خیل

محمود خیل ۸ — ابراہیم خیل ۸ — ولی خیل ۸ — دونوں کا سلسلہ آگے آئیگا

مرچن خیل ۱۱ — شیخ ودے ۱۱ — سکندر خیل ۱۱ — مخے خیل ۱۱ — ٹوٹخیل ۱۱

حسین خیل ۹ — دوزی خیل ۹ — بارک خیل — رشیمین خیل ۹ — ۱۲ — بینگ خیل ۱۲ — ممہ خیل ۱۲ — سرست خیل ۱۲ — حکیم خیل ۱۲ — جنگے خیل

منڈی خیل ۱۰ — دردانی ۱۰ — دوسلے ۱۰ — موسکے ۱۰ — زرونے ۱۰ — درے خیل ۱۰ — اسد خیل ۱۰ — سلیمانے ۱۰

میرخان خیل ۱۱ — مرزا خیل ۱۱ — دری پلادہ ۱۱

ناناخیل ۱۲ — ارمیاخیل ۱۲ — تولاخیل ۱۲ — وارخیل ۱۲

باباز ی خیل ۱۱ — تترخیل ۱۱ — لاٹے خیل ۱۱ — شنخ خیل ۱۱ — درنے ۱۱

برسرے ۱۱ — ہیبت خیل ۱۱ — مدے خیل ۱۱ — توزکے

برخانی خیل ۱۲ — مرست خیل ۱۲ — جمال خیل ۱۲ — ممرز خیل ۱۲ — عیسیٰ خیل ۱۲ — دوزے خیل ۱۲

گوگے خیل ۱۱ — بخشی خیل ۱۱ — محب خیل ۱۳ — ذکریا خیل ۱۳ — شیر خیل ۱۳ — ذلک خیل ۱۲ — مہربان خیل ۱۲ — غلب خیل ۱۲ — بوجی خیل ۱۲

خضر خیل ۱۰ — تیپے خیل ۱۱ — زبر خیل ۱۱ — حیدر خیل ۱۱ — محمد خیل ۱۰ — بل خیل ۱۰

مہتر خیل ۱۱ — ترکلے ۱۱ — دری پلاڑے ۱۱ — تور خیل ۱۱ — درے نامی ۱۱ — شادی خیل ۱۱

خدا خیل ۱۲ — رنجے خیل ۱۲ — شیر خیل ۱۲ — پہاڑ خیل ۱۲ — چلاک خیل ۱۲ — تیر خیل ۱۲ — سمل خیل ۱۲ — درل خیل ۱۲

[illegible]

ابراہیم خیل پسر آتمان زی ابن درویش موسیٰ -
منظر خیل
ملدہ خیل
نوزنری
علی خیل
دوستان خیل
بابازی خیل
سرکی خیل
مچگان
اسمعیل خیل
خوجے خیل
علیخان خیل
بہادر خیل
کنٹے خیل
بہرام خیل
موسم خیل
سکندر خیل
خضر خیل
نظر خیل
خواجہ احمد خیل
جہان بیگ خیل
نعمت خیل
اجر خیل
صاحبداد خیل
کرے خیل
فخر خیل
ولیداد خیل
متے خیل
میو خیل
اندس خیل
شادی خیل
خوشحالی
دتا خیل
ٹل خیل
بوسلے
میر علی
شاہ میرے
جمالی
عثمان خیل
ہیبے
سوگر
شیخے خیل
سلیمی خیل
نونہی خیل
منہ خیل
جنگے خیل
شحنہ خیل
علی خانی
مدو خیل
رسو خیل
زروانے
بیسلہ خیل
شامی خیل
علی خیل
اودے خیل
خوبہ خیل
بجن خیل
قلندر خیل
بریم خیل
اسکندری خیل
تولک خیل
خواجہ دین خیل
دودے خیل
لجے خیل
تربشے
شیر علی خیل
مدی خیل
لاجر خیل
شیخ بدین خیل
محل خیل
عالم خیل
عباس خیل

کابل خیل ملکشاہی بکاخیل — ولی خیل ابن اتمان زئی — بہائی خیل — تور — سپور

سرہی خیل تخی خیل ترمی خیل — شوئی خیل تیخ لمی سینی خیل موسی خیل — محمود خیل رشین خیل ہندی خیل بجہ گکے

ششطبر خیل انزخیل نوزخیل بجبسی خیل فتح خیل کوٹر خیل — اندپا خیل

عثمان خیل خان خیل — گگاڑی خیل اکبر خیل جنگی خیل اندر خیل — ورم خیل ترہ خیل

جلال خیل لدی خیل نثر خیل — دودیا خیل سینی خیل پولید خیل — ملا خیل علی خیل خواجہ خیل ڈروگے

خورم خیل خواجہ خیل — امری خیل صاحب خیل بیگم خیل — شیخ عثمان خیل ملک خیل

ششطبر خیل نمصل خیل کانتی خیل — خوید خیل پیرداد خیل — جاسیلی خیل علی محمد خیل

حانی خیل معروف خیل غلیف خیل — کلی خیل انزدی خیل ویگا خیل — شہادت خیل ولیت خیل — مبادر خیل بودی خیل

وزخیل شیخ بدین خیل حسن خیل — حسن بیگ خیل منہ خیل کوہیتی خیل — خواجہ اویس خیل ککا خیل

مانک خیل عمر خیل شیخان دریا خیل — براہیم خیل مینک خیل — خسبی خیل پیرہ خیل میرہ خیل

کگا خیل موکر خیل گنگت خیل رکین خیل بابا خیل اخیل جولی خیل حبا خیل حسن بیگ خیل کرکا خیل

سیفو — مداخیل میامی خواجہ خیل — پیلے

رلیمین خیل خوجان خیل درجی خیل خوزخیل زنی خیل — خرمز خیل — کلا خیل

سلطان خیل پوخیل شیرمن خیل بیتا خیل شمل خیل — ملوخیل بہرداں مستی خیل

پدر خیل شیر احمد خیل علیسی خیل مندو خیل کامی خیل خشد خیل شہرہت خیل رشمین خیل

سلین خیل — احمدزئی ابن درویش موسیٰ — کالوخیل (سلسلہ نسب آگے)

۹ تاتھی خیل — ۹ سرکئی خیل — ۹ عمرزئی

۱۰ ابدال خیل — ۱۰ کمال خیل — ۱۰ تولہ خیل — ۱۰ بولہ خیل — ۱۰ سعید خیل — ۱۰ توزک خیل

۱۱ موسو خیل — ۱۱ پرپا خیل — ۱۱ علی خانی — ۱۱ ناتا خیل — ۱۱ الهداد خیل — ۱۱ مدنی خیل — ۱۱ ولید خیل

۱۲ خدر خیل — ۱۲ وی گے — ۱۲ زیرکے — ۱۱ عزخیل — ۱۱ عمل خیل

۱۲ ایزب خیل — ۱۲ جنگر خیل — ۱۲ لندی خیل

۱۲ میانخیل — ۱۲ مدی خیل — ۱۲ مرزخیل — ۱۲ توزک خیل

۱۳ دودی خیل — ۱۳ ٹوٹل خیل — ۱۱ اسمعیل خیل — ۱۱ گنڈی خیل

۱۳ بڑھی خیل — ۱۳ مدگخیل — ۱۳ بوٹی خیل — ۱۲ مرہر خیل — ۱۲ یای خیل

۱۲ گنڈاسی — ۱۲ طوس خیل — ۱۳ بازہ خیل — ۱۳ منظر خیل

۱۴ برحانخیل — ۱۴ برت خیل — ۱۴ سمی خیل — ۱۴ ترہ خیل

۱۳ مروت خیل — ۱۳ للہ خیل

۱۳ سنجر خیل — ۱۳ وتین خیل — ۱۳ غلب خیل — ۱۳ میا گلخیل

۱۲ توری خیل — ۱۲ ابراہیم خیل — ۱۲ جان بیگ خیل — ۱۲ علی خیل

۱۱ کمال خیل — ۱۱ بکر خیل — ۱۱ بوٹی خیل — ۱۱ عیسیٰ خیل

نصر ۹
کاکوخیل ابن احمدزی
سپیرکی ۹

مسعود ابن محمود ابن ضدری
علی زی
بہلول زی
فتح خیل
شمن خیل
جبار خیل
غنی خیل
بادین زی
گگ
شے
سلسلہ نسب آگے آئیگا

سلسلہ نسب بہلول زئی فرزند دویم مسعود وزیر

۹ ہمل خیل ۹ باند خیل ۹ باتو خیل ۹ ستنگے

۱۰ عیدلی، ملک شیر ۱۰ نیغرخیل

۱۰ اکم خیل ۱۰ طوطیہ خیل

۱۰ محمد ۱۰ سے ۱۰ جوگے ۱۰ ملائے ۱۰ بوبلی

۱۱ بوریا خیل ۱۱ وجی خیل ۱۱ خرمن خیل ۱۱ ماسیہ خیل

۱۱ عزخیل ۱۱ خوزیخ خیل

۱۲ حسن خیل ۱۲ ماسیہ خیل

زوجہ اول ستاماستو زوجہ دویم قوم کاکر زوجہ سیوم قوم اڑٹر

۱۳ فتح خیل ۱۳ زرگرخیل

۱۰ ہیبت خیل ۱۰ عمرخیل

۱۰ علیخانی ۱۰ بیرخانی ۱۰ سندر ۱۰ برستے ۱۰ مہرخانے

۱۳ خویدادی ۱۳ بانزیدی

زوجہ اول زوجہ دویم

۱۱ شیہابی خیل ۱۱ بیراخیل ۱۱ میراحمد خیل

۱۴ بنجی خیل ۱۴ بلاخیل

۱۱ مجرخیل ۱۱ برہم خیل

۱۴ لنگرخیل ۱۴ گرطی خیل ۱۴ سوخی خیل ۱۴ بابل خیل

۱۱ درویش خیل ۱۱ مراد خیل

۱۱ شیرین خیل ۱۱ بختو خیل

خنی خیل غورکے سلیمکی

۱۱ ندہی خیل ۱۱ تبئی خیل

۱۲ اصرے خیل ۱۲ تنگ خیل ۱۲ عباسخیل ۱۲ للہ خیل ۱۲ حیات خیل

۱۲ موسو خیل ۱۲ سرت خیل

۱۱ عباس خیل ۱۱ شیخ خیل ۱۱ گیگا خیل

۱۳ سنخی خیل ۱۳ گنہ خیل

۱۲ تادر خیل ۱۲ رستم خیل ۱۲ جلاخیل ۱۲ زہرن خیل ۱۲ محب خیل ۱۲ طالب خیل

کمالخیل خدنی خیل

۱۴ ازوہی خیل ۱۴ ظریف خیل

۱۳ سمئی خیل ۱۳ شیراخیل پیرداد خیل سیرداد خیل کریمداد خیل زوری خیل

بازوخیل قتیل خیل ہنکی خیل

۱۴ سندرخیل ۱۴ مکی خیل ۱۴ تاجی خیل ۱۴ باباخیل

۱۴ مرت خیل

گرباز ابن مبارک نبیرہ وزیر

نقرہ دین ۸ — خرے خیل ۸

پرت خیل ۹ — بوریہ خیل ۹ — حسین خیل ۹ — لند خیل ۹ — زودین ۹ — بنگی خیل ۹ — گدی خیل ۹ — مالی خیل ۹ — سیر خیل ۹ — سرگلے ۹

بکہ گنڈہ ۱۰ — بیری گنڈہ ۱۰ — بیری گنڈہ ۱۰

حال شاخ گرباز

گرباز حذری ابن وزیر ابن سلیمان کے تیسرے فرزند۔ مبارک کا فرزند ہے اگرچہ گرباز بہی وزیری ہے مگر چونکہ گرباز دستور و رواج وزیری سے علیحدہ ہو گئے ہین۔ اسواسطے ان کا حال علیحدہ لکہنا پڑا۔ ابتدا مین یہ شاخ مسعود وزیری کے شمال اور نکے پہاڑ کے شمالی حصہ مین رہتی تھی۔ دو سو برس کا عرصہ گزرا۔ کہ اُنہون نے کوہ گبر۔ شاخ ورگاڑے قوم بیٹنے سے چھین لیا کچھہ عرصہ کے بعد شاخ کچین قوم بیٹنے نے ان پر لشکر کشی کر کے ان سے کوہ گبر واپس لے لیا۔ اور گرباز کمزور ہو کر وزیری ملک کے مغربی اور شمالی گوشہ مین ملک خوست سے شرق مائل جنوب اور ڈزور کے علاقہ سے شمال غربی کے پہاڑون مین جا آباد ہوئے اور کچھہ عرصہ کے بعد کسیقدر میدان علاقہ خوست کا اپنے قبضہ مین کر لیا ہے۔ حکومت کابل کے مطیع ہین۔

سمے - ابن - کیوی - ابن شیتک
مندان خیل
عیسکے
آگے آئیگا
صنوبر
آگے آئیگا
تیتے
بارنزی خیل
فتح خیل
میتا خیل
چیت
بادیو
شہداد خیل
میانداد خیل
قاسم خیل
ملک دین
کنیگر
حیدر خیل
سکندر خیل
کفٹے خیل
لنڈی
کمال خیل
داؤ خیل
اندس خیل
محبت خیل
کرا خیل
منگر شاہ خیل
مانک خیل
میان خیل
بہاون خیل
بارک خیل
بیرنی خیل
سپار خیل
کلک
دمان
بشر خیل
خوجہ مد
عباس خیل
مدے
اورے خیل
کسے خیل
نانک خیل
عقیب خیل
دراز خیل
خان خیل
شغال خیل
شجاع خیل
گلستان خیل
بہرام خیل
شانی خیل
کلان خیل
عنایت خیل
عوبی خیل
افضل خیل
بنگش خیل
خٹک خیل
جانبی خیل
صابو خیل
مایت خیل
بسیت خیل
زونی خیل
ولی خیل
گنداخیل
میرزعلی خیل
ممبت خیل
جنگیہ خیل
عیسی خیل
بانے خیل

عیسکے - ابن سمے ابن کیوے ابن شیتک

- زوجہ اول
  - حسن خیل
  - سکندر خیل
    - ہاتھی خیل
      - شہباز خیل
    - سلیمہ خیل
    - محبت خیل
      - سکے
      - شجاع
    - شمل خیل
  - شمشے خیل
  - ننگر خیل
  - نانک خیل
  - ششن خیل
  - ہیبت خیل
  - غزنی خیل
- زوجہ دوم
  - نقرہ دین
    - زوجہ اول
      - باز خیل
      - جھنڈو خیل
        - سرت خیل
          - عجیب خیل
          - ملیک خیل
          - اعظم خیل
      - گلہ خیل
    - زوجہ دوم
      - اسمعیل خانی
        - کبیر خیل
        - خانان خیل
    - زوجہ سوم
      - بدل خیل
      - میلو
- زوجہ سوم
  - سرور
    - شیرو
    - بدا خیل
      - سلامت خیل
      - بہلولے

غوربی خیل - ابن لنگر خیل - ابن عیسکے
خانان خیل
ششن بل خیل
لنگر خان
خٹک خان
ملک وزیر اعظم
احمد خان
شاہ بزرگ
دریا خان
اعظم خان
خانان
زوجہ اول شیرینہ
زوجہ دوئم بی بی گوہرہ
زوجہ سوئم بی بی عایشہ
عالم خان
شمس خان
زبردست
سرمست
رن مست
قلندر
دریا خان
شرافت خان
وکیل خان
شیر دست
میر عالم
شیر داد
میر اکبر
اللہ داد
مستات بی بی - مستات بدینہ
کشمل
پتنی
مہر دل
شاہ کوثر
میر اصغر
اکرم خان
جنگ باز خان
حیدر
لال باز
ورب
ذوالفقار
اللہ داد
صحبت
سردار
سعادت
فیض اللہ
میر عباس
سرداد
میر سوس
مدت
صوبہ دار
زرداد
زوجہ اول
زوجہ دوئم
جاجی خدا خان
ضابطہ خان
زبردست
مستات فاطمہ بی بی
خانصوبہ
نظم خان
عالم خان

صنوبر - ابن - سمے - ابن کیوی - ابن شیتک

- زوجہ اول
  - اتنخیل
    - رشتے خیل
    - مستے خیل
    - ہیبت خیل
    - مصری خیل
- زوجہ دوئم
  - سوکڑے
    - ولی خیل
      - بہادر خیل
    - شوزے خیل
      - وزیر خیل
      - یعقوب خیل
    - حسن خیل
    - کمال خیل
  - خوجرے
    - سعید خیل
    - شامی خیل
    - زیبا خیل
    - سترومے

بیتے - ابن سمے - ابن کیوی - ابن شیتک

- میر خیل
  - رسول خیل
    - نور خیل
    - غفور خیل
  - دولت خیل
  - تاجی خیل
    - کویز خیل
  - متے خیل
    - چندن خیل
    - غلام خیل
    - خوجہ خیل
  - میوہ خیل
  - نظام خیل
- اسمٰعیل
  - بومیہ خیل
  - موسیٰ خیل
    - فرید خیل
    - متہ خیل
    - یاسین
    - بہار خیل
  - خواجہ اجرم خیل
- کرچے
- تغل خیل
  - زوجہ اول
    - ہاشی خیل
      - کلان خیل
      - علیل خان
      - سیقل
    - ملیک خیل
    - درہ خیل
      - بخل خیل
    - مندرہ خیل
  - زوجہ دوئم
    - دوری خیل
    - شخل خیل

ٹنے[۴] - ابن شیتک

اریوڑے[۵] — مرسے زی[۴] — سنیکی[۵]

پنجو خیل[۶] — سیٹ خیل[۶] — گوید خیل[۶] — جنگے خیل[۶]

عیسٰی خیل[۶] — نعمتے[۶] — شوبہ خیل[۶] — بیتہ خیل[۶]

یحیٰی خیل[۶] — اتمان زی[۶] — خبرزی[۶] — درے نامی[۶]

بندہ خیل[۷] — وسکے[۷]

آتے خیل[۷] — تور خیل[۷] — ابدال خیل[۷]

حصارکے[۸] — موشی خیل — سپرکے

پیچکے[۸] — گرڑے[۸] — لچے خیل[۸] — وگل کہول[۸]

شادزی خیل[۸] — بابک خیل[۸] — کوتے — لنڈشے

اندس خیل[۹] — بچنے[۹] — پچیرے[۹]

دوست خیل[۱۰] — بکر خیل[۱۰] — خوبچے خیل[۱۰]

ستر انڈے — سپائی[۱۰]

ترین خیل[۱۱] — رشید خیل[۱۱] — براہیم خیل[۱۱]

شاہجہان گنڈہ[۱۱] — وبجلتے گنڈہ

شہزاد خیل[۱۰] — لاجمیر خیل[۱۰]

بریم خیل — ارگنڈ خیل — کاش خیل — روشان خیل

دلاک خیل — ویرسے[۸] — میران[۸] — زرک[۸]

سورانی - ابن شیتک

بک خیل [۵] - غورنی خیل [۵] ☫ - منداخیل [۵] ☫ - سپنبک [۵] ☫

☫ ان تینوں کا سلسلہ آگے لکھا جائیگا

خوزک [۶] - حسن خیل [۶] - کولیتری [۶] - بیسکے [۶]

جونتے خیل [۷] - مسعودی خیل [۷] - ملے زی - وانخیل [۸] - نصرادین [۸]

خدے خیل [۹] - بوزی خیل [۹]

بوبک خیل [۱۰] - روزی خیل [۱۰] - شنگی خیل [۱۰]

سلطان خیل [۸] - ملاخیل [۸] - احمد خیل [۹] - میسو خیل [۹] - آدم خیل [۹] - ہیٹہ گان [۹]

قدرا ٹبر [۹] - عالم گل ٹبر [۹] - حاجی ٹبر [۹] - عالم خان ٹبر [۹] - فضل خیل [۱۰] - محل خیل [۱۰]

زاود شاہ [۷] - میش خیل [۸] - امندے [۸] - کیبوی خیل [۸] - توب خیل [۸] - اطمان خیل [۹] - حبانی خیل

حیات خیل [۸] - ریمی - باجی خیل [۹] - خواجہ خیل [۹] - عیرک خیل [۹] - اربن خیل [۹] - خدخیل [۹] - سوراگی [۹] - بریم خیل [۹]

دولت خیل [۹] - عزت خیل [۹] - سید خیل [۹] - ادمے خیل [۹] - گلہ خیل [۹] - صاحب خیل [۱۰] - ممیت خیل - عزیز خیل

میر خوج شر - احمد خان کشر - ظفر خان [۱۰] - شال خیل [۱۰] - عثمان خیل - خٹک خیل [۱۱] - عمبر خیل [۱۱] - یحیا خیل [۱۱]

بوزی خیل [۹] - مخل خیل [۹] - موسم خیل [۹] - خدا خان [۹] - غیبی خیل [۱۲] - برہیم خیل [۱۲] - سرست خیل [۱۲]

تسکی خیل [۱۰] - عیراق خیل [۱۰] - بنے خیل [۱۰]

کمال خیل [۱۱] - اشرف خیل [۱۱] - حاجی خیل [۱۱] - اکیت خیل [۱۱] - سمال تبار [۱۱]

مسنداخیل - ابن سورانی - ابن شیتنک

للے زئی ۶ | بساخیل ۶ | مالیو ۶ | چاوزی ۶

عیسک خیل ۷ | تنگی خیل ۷ | لم کنگھے ۷

جونسی خیل ۸ | سوفی خیل ۸

میس خیل ۷ | برہم خیل ۷ | حمزہ خیل ۷ | بوبکر خیل ۷

ایمل خیل ۸ | ٹوکر خیل ۸

عمر خیل ۷ | شوروتڑا ۷

میرقلم تبار ۸ | بہرام ٹبار ۸ | عابد خیل ۸

مندی زی ۷ | تورکے ۷ | دندہ خیل ۷ | بازیدی ۷

بالاخان ۸ | بہادرخان ٹبار | شند ٹبار | علی زی | گوبار

اسمعیل ۹ | ہیند ٹبار ۱۰

کمال خیل ۸ | کوکل خیل | ملےزی | ابراہیم خیل | آدم خیل

دوری خیل ۹ | باجی خیل ۹

ہیبک ۵ - ابن سورانی - ابن شیتنک

بالاخیل ۶ | اسمعیل خیل ۶

سلمی خیل ۷ | نانی خیل ۷

مازی | نظرخیل ۷ | عبدالخیل ۷ | بارک خیل ۷ | گی بی ۷

المکے ۸

غورے زی - یا - غرض زی - ابن سورانی - ابن شیتک
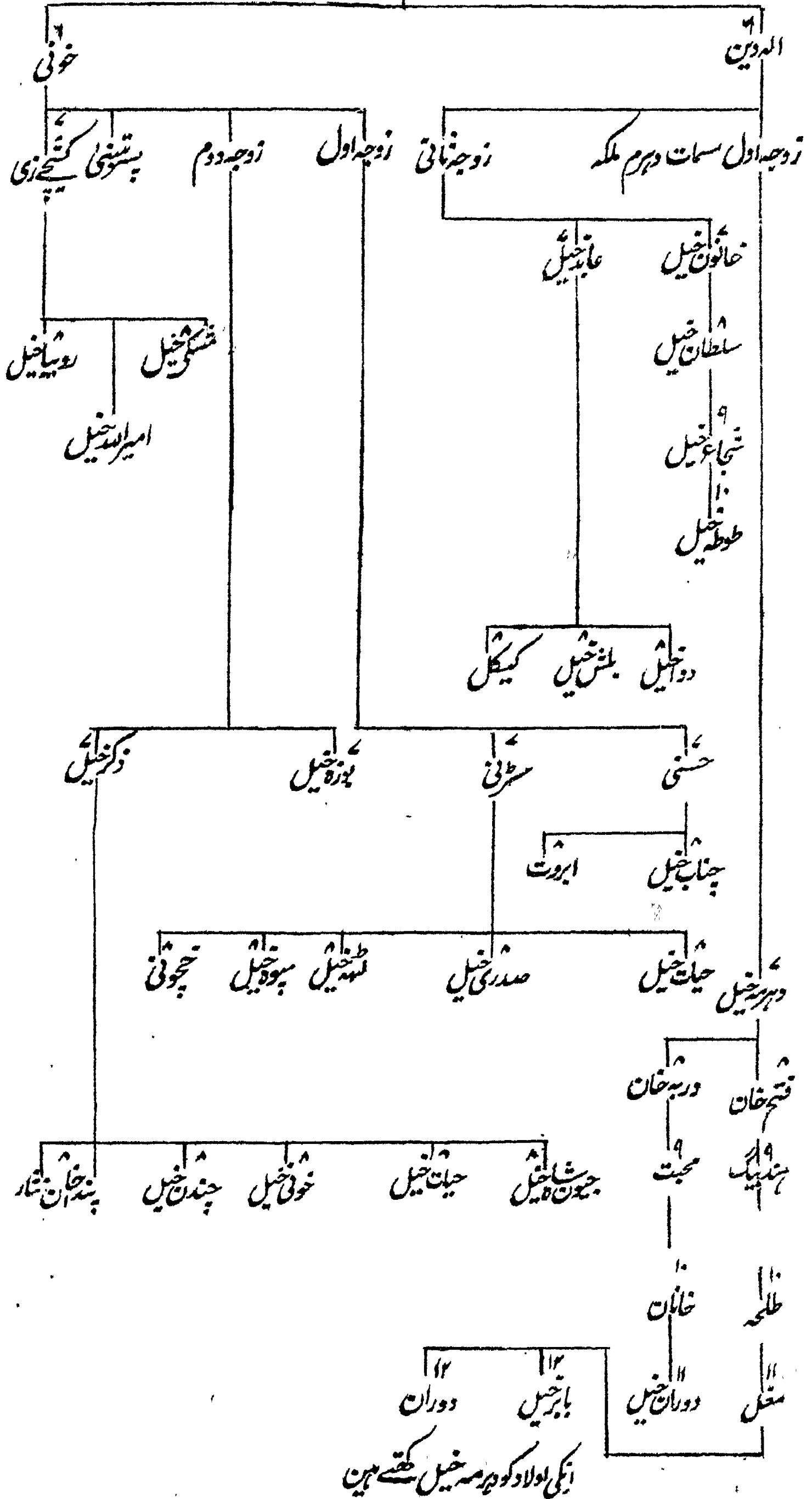
الہ دین

زوجہ اول سمات دہرم ملکہ

زوجہ ثانی

خاتون خیل

عابد خیل

سلطان خیل

شجاع خیل

طوطہ خیل

دو خیل

بلش خیل

کیکل

خونی

زوجہ اول

زوجہ دوم

پستونی

کیشپے زی

ششکی خیل

روہیا خیل

امیر اللہ خیل

حسنی

سٹرنی

یوزہ خیل

ذکر خیل

چناب خیل

ابروت

حیات خیل

صدری خیل

ٹھٹھہ خیل

میوہ خیل

تجوتی

دہرمہ خیل

قسم خان

دریہ خان

ہندبیگ

محبت

طلحہ

خانان

مغل

دوران خیل

بابر خیل

دوران

جیون شاہ خیل

حیات خیل

خونی خیل

چندن خیل

پندخان ستار

انکی اولاد کو دہرمہ خیل کہتے ہین

حالات اولاد گگے فرزند دویم کرران متبنی عبداللہ مرط

گگ کے چار فرزند تھے۔ جیسا کہ سلسلہ نسب مین ظاہر کر چکا ہون سب سے بڑا

برہان دوسرا خوگیانی۔ تیسرا سلیمان۔ چوتھا شٹیک تھا۔

آگے برہان کے چار فرزند۔ سب سے بڑا عثمان معروف آفریدی۔ دوسرا لقمان

معروف خٹک۔ تیسرا اجدران۔ چوتھا آتماخیل۔

لہذا پہلے سب سے برہان کے بڑے فرزند۔ عثمان معروف آفریدی کی اولاد کا

حال لکھتا ہون اسکے بعد لقمان معروف خٹک کا اور اسکے دوسرے بھائیونکا

لکھکر پھر بڑی شاخ خوگیانی وغیرہ پر متوجہ ہون گا۔

۱۔ عثمان معروف آفریدی

عثمان کی اولاد آفریدی کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ دوسرا نام عثمان کا آفریدی

ہے۔ جسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایکروز چند مفلس اور نادار مہمان عثمان کے گھر آئے

اتفاقاً اوس وقت عثمان گھر پر موجود نہ تھا۔

مہمان سردی کی شدت سے ہاتھ۔ منہ لپیٹ کر اور ایکدوسرے کے ساتھ ملکر

بیٹھ گئے۔ اسی اثناء مین عثمان بھی آگیا مہمانون نے آہٹ پاکر کہا۔ کون۔

عثمان نے جواب دیا (دا ہم آفریدہ د خدائی دے) یعنی مین بھی خدا کا پیدا کیا ہوا

ہون - اس جواب نے عثمان کو افریدی کے ساتھ موسوم کر دیا - آفریدی کی بہت
سی شاخین ہین - جنکا حال سلسلہ نسب سے ظاہر ہے آفریدیون کا مسکن تیراہ
ہے - جو ضلع پشاور کی حدود جنوبی اور غربی سے ملا ہوا ہے - جسکو افریدیون
نے اورکزیون - آتما خیلون سے بزور چھین لیا تھا -

آفریدیون کے دو گوندے (فریق) ہین -

ایک گوندے (فریق) ہین - شمل جسمین انکی شاخین ملک دین خیل - زخہ خیل
اکا خیل سپاہی قمری ہین

دوسرے گوندے (فریق) ہین - گاڑے جسمین اوسکی شاخین - قمبر خیل
کوکی خیل - داخل ہین - آدم خیل کبھی - شمل کے اور کبھی گاڑے کے شامل
ہوجاتے ہین - ہر ایک شاخ کا ملک جدا جدا ہے - افریدیون کو امیر کابل
کی طرف سے واسطے حفاظت راستہ کے جو پشاور سے براہ خیبر کابل کو جاتا
ہے کچھہ روپیہ بطور وظیفہ کے ملتا ہے -

افریدی عموماً لاغر اندام - محنتی - پورے قد کے - جنگجو ہین - سواے تیراہ کے
کچھہ آفریدی - حیدر آباد دکھن پانی پت اور ٹونک مین بھی آباد ہین -

۲ - لقمان معروف خٹک

لقمان کی اولاد خٹک کے نام سے معروف ہے کیونکہ لقمان کا دوسرا نام خٹک ہے جسکی وجہ تسمیہ یہ ہے - کہ ایکروز چارون بہائی - عثمان - لقمان - جدران - آتما - کسی غرض سے جنگل مین جارہے تہے کہ انکو چار عورتین جوان ناکتخدا ملین - چارون بہائیون نے باہم صلاح کی کہ ان مین سے ایک ایک عورت ہر ایک بہائی لے - لقمان نے کہا کہ پہلے ایک کو مین منتخب کرتا ہون پہر تم قرعہ ڈالکر ایک ایک لے لینا - اس تجویز کو تینون بہائیون نے منظور کیا۔

لقمان نے ظاہر مین خوش وضع دیکہکر جس عورت کو منتخب کیا تھا وہ بدصورت نکلی اسپر تینون بہائیون نے ہنسکر کہا (لقمان بخت لاڑ) یعنی لقمان مٹی مین دہس گیا اوسوقت سے لقمان خٹک کے نام سے موسوم ہوا۔

پہلے خٹک کوہ شوال مین جو کوہ سلیمان کی ایک شاخ ہے آباد تہے - یہان سے اٹھہ کر زمین وزیال معروف سڈراون مین آئے مگر اسکو بوجہ عداوت شتیکون کے چھوڑ کر - کرہ بوعہ ٹیری - چوترہ - لاچی - شکر درہ - بر دریا سے سندہ تک قابض ہوگئے - اور پہر بشمول قوم بنگش اور کرنیون سے لڑکر کوہاٹ بنگشون سے اور ایسی - پٹیالہ - زیرہ - تورہ چیرہ - خٹکون نے لے لیا - پہر رفتہ رفتہ

اُس تمام ملک پر قابض ہو گئے جو دریائے کابل معروف لنڈی کے شمالی کنارہ سے
لیکر کالاباغ - عیسیٰ خیل - مروت وزیری ضلع بنوں کی حد تک جو دریائے سندھ
کے مغربی کنارہ پر ہے - اور جسکا طول سو میل اور عرض چالیس میل ہے - اور
یہ تمام ملک برٹش گورنمنٹ کے زیر حکومت ہے -
خٹک کی شاخ حسن خیل میں ملک درویش محمد عرف چنجو مشہور دلاور لوٹ مار کا عادی
تھا - اسکا بیٹا ملک اکوڑ بھی اِن صفتوں میں باپ سے کم نہ تھا -
اکبر بادشاہ نے کابل جاتے ہوئے ملک اکوڑ کو لاہور اور پشاور کی شارع عام
کی حفاظت کے لئے مامور کیا - اور اسکے معاوضہ میں خیرآباد سے نوشہرہ
اور تبے سے موسو درہ تک جاگیر عطا کی علاوہ اسکے زنوری - سپین خاک معہ حق
بحری کے عطا کی -
ملک اکوڑ نے ایک سرائے راستہ پر بنوائی اور اوسکا نام بھی اکوڑ رکھا - ملک اکوڑ
اکتالیس سال اس خدمت کو انجام دینے کے بعد اپنی قوم شاخ بولاق کے
لوگوں کے ہاتھ سے بمقام پیر سباک جو اکوڑ سرائے اور نوشہرہ کے درمیان
ہے مارا گیا - اوسکا فرزند
یحییٰ خان جانشین ہوا اور اسکے بعد اسکا فرزند شہباز خان اور اسکے بعد اُسکا بیٹا

خوشحال خان بحکم شاہجہان بادشاہ رئیس خٹک ہوا۔ اور بادشاہ کے حکم سے
تارہ گڈہ کو جو متصل اجمیر کے ہے فتح کیا۔ جسکے صلہ مین شاہجہان نے
چار لاکہہ روپیہ نقد اور ڈیڑہ لاکہہ روپیہ کی جاگیر عطا کی عالمگیر بادشاہ نے
کسی بات پر ناراض ہوکر خوشحال خان کو قید کر دیا۔ چھہ برس کے بعد اُسکی
خوش قسمتی سے نواح پیشاور مین بغاوت ہوئی۔ عالمگیر نے بعطاے خلعت
واسپ عزت کے ساتھ دعا لیا بغرض رفع بغاوت یا انتظام آیندہ کے رخصت کیا
خوشحال خان نے گہر پر آکر اپنے فرزند اشرف خان کو جانشین کیا۔ اشرف خان
کے بعد اوسکا فرزند محمد افضل خان جانشین ہوا محمد افضل خان کے انتقال
کے بعد اوسکا ایک فرزند سعد اللہ خان ٹہیڑی کا اور دوسرا محمد علیخان
اکوڑہ کا حاکم ہوا چند روز کے بعد دونون بہائیون مین نا اتفاقی ہوئی۔ محمد علی خان حاکم
اکوڑہ ٹہیڑی پر چڑہ آیا۔ مگر شکست کہائی۔ سعد اللہ خان حاکم ٹہیڑی نے تعاقب
کرکے محمد علیخان کو اکوڑہ سے بیدخل کر دیا۔ اور خود اکوڑہ مین رہا۔ اور اپنے
فرزند خوشحال خان کو ٹہیڑی کا حاکم بنایا۔

احمد شاہ درانی دہلی جاتا ہوا سعادتمند خان فرزند سعد اللہ خان کو معہ
اور مردمان خٹک کے نوکر رکہکر ساتھ لے گیا۔ پیچہے سے لشکر خان فرزند

محمد علیخان سنے ٹہٹری مین آکر اپنے چچا سعد اللہ خان کو قتل کر دیا۔

خوشحال خان فرزند سعد اللہ خان نے ٹہٹری سے آکر لشکر خان کو نہیر کیطرف بھگا دیا۔ احمد شاہ درانی کو جب قتل سعد اللہ خان کا حال معلوم ہوا۔ تو اوسنے لشکر خان کو گرفتار کرا کے سعادتمند خان دوسرے فرزند سعد اللہ خان کے حوالہ کیا۔ جسنے اپنے باپ کے انتقام مین قتل کر دیا۔

احمد شاہ درانی سنے فرمان کے ذریعہ خوشحال خان کو ٹہیری اور سعادتمند خان کو اکوڑ کا حاکم بنایا۔ جب مرہٹہ اٹک تک پہونچے۔ اوس وقت خوشحال خان سنے شاہ درانی کے حکم سے مرہٹون کا مقابلہ کیا اور مارا گیا۔ احمد شاہ درانی سنے اٹک کو عبور کر کے مرہٹون کو بھگا دیا۔ اور خوشحال خان کے بھائی سعادتمند خان کو سردار کا خطاب دیکر اوسکی حکومت کو جہلم تک وسیع کیا۔

خوشحال خان کے شہید ہونے کے بعد اوسکا فرزند شہباز خان حاکم ٹہٹری ہوا تیمور شاہ فرزند احمد شاہ درانی نے سعادتمند خان حاکم اکوڑ کو سرفراز خان کا خطاب دیا بعد وفات سرفراز خان (سعادتمند خان) حاکم اکوڑ کے شہباز خان حاکم ٹہیری حاکم اکوڑ بھی ہوا۔ مگر اوس سنے اپنے چچازاد بھائی آصف خان فرزند سعادتمند خان

کو حاکم اکوڑہ مقرر کیا۔ اور اب کل علاقہ خٹک کے دو حصہ ہو گئے۔

ایک مغربی خٹک جسمین ٹھیڑی تھی اور اوسکا حاکم شہباز خان تھا۔

دوسرا مشرقی خٹک جسمین اکوڑہ تھا۔ اور اوسکا حاکم آصف خان فرزند سعادتمند خان تھا۔

مغربی خٹک مین شہباز خان کی اولاد مین سے بہت انقلابون کے بعد خواجہ محمد خان رئیس ہوا جسکو بصلہ خدمات ایام غدر ۱۸۵۷ء برٹش گورنمنٹ نے رعایتی مشخصہ کے ساتھ مغربی خٹک حوالہ کیا۔

مشرقی خٹک مین آصف خان کی اولاد مین سے محمد افضل خان رئیس ہوا جسکو بصلہ خدمات ایام غدر ۱۸۵۷ء برٹش گورنمنٹ نے جاگیر عطا کی۔

۳۔ جدران

جدران تیسرا فرزند برہان ابن گگے کا ہے اسکی اولاد کا مسکن۔ ملک خوست سے مغرب اور علاقہ زرمت سے مشرق کے پہاڑ سر سبز ہین۔ جسمین آنار بادام۔ بکثرت پیدا ہوتے ہین۔ لیکن زمین قابل زراعت بہت کم ہے جسکے باعث انکو اور جگہہ سے غلہ لانا پڑہتا ہے۔ آدمی اس قوم کے جسیم اور مضبوط ہین۔

۴- اتمان فرزند برہان ابن گگے

اتمان چوتھا فرزند برہان کا ہے۔ اسکی اولاد اتمان خیل کے نام سے مشہور ہے
شروع سن چودہ عیسوی مین اتمان خیل ٹناک اور گومل کے پہاڑون سے اٹھکر
یوسف زیون کے ساتھ کابل اور ننگرہار کے راستہ پشاور کو آئے۔ کچھ عرصہ
یوسف زیون کے ساتھ دوآبہ ہشت نگر مین رہے اور جب یوسف زیون کی
دلازاکون سے لڑائی ہوئی تو اتمانخیل بلالحاظ ہم قومی برخلاف دلازاکون کے
یوسف زیون کے طرفدار رہے۔ جس سے دلازاکون کو شکست ہوئی۔
مگر یوسف زیون نے ان کی جان فشانی کی قدر نہ کی تو یہ اون سے علیحدہ
ہوکر تیراہ مین آئے جب یہان بھی ٹھکانہ نملا۔ تو اٹرنگ۔ ٹرنگ کے
پہاڑون مین جابسے جہان اب آباد ہین۔

۲- خوگیانی

دوسرا فرزند گگے کا ہے۔ اسکی اولاد کی شاخین مختلف مقامات پر
آباد ہین شاخہاے شیرزاد۔ خضرخیل۔ بارک۔ بوبو۔ علاقہ ننگرہار سے مغرب
کوہ سفید کے شمال مائل غرب مین آباد ہین۔

شاخ توری ملک خوست سے شمال۔ کوہ سفید سے جنوب دریاے کرم کے

دو نون کناروں پر علاقہ کرم مین آباد ہے۔

شاخ حاجی توری سے مغرب یا ین شمال بمقام پیواڑ۔ اور اوس سے پرے

اریوب مین آباد ہے۔

پور یہ علاقہ خوست مین اور شاخ عبدالرحمن۔ میون۔ علاقہ خوست مین آباد ہے

۳۔ سلیمان

سلیمان تیسرا بیٹا ککے کا ہے۔ اس کا ایک بیٹا وزیر تھا۔ جسکے دو پسر خضری اور لالی ہوئے لالی کے ہاتھ سے علاقہ شوال مین جہان یہ اپنے والد کے ساتھہ بشمول شتیکون کے رہتا تھا ایک شیتک مارا گیا۔ اور یہ بخوف باز پرس علاقہ ننگرہار مین قوم خوگیانی کے پاس چلا گیا۔ اور وہان ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ اُس سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ لالی وزیر کے نام سے معروف ہے خضری کی اولاد دادا کے نام پر۔ وزیری مشہور ہے۔ مولد اس قوم کا کوہ برمل ہے جو کوہ سلیمان کی ایک دہار ہے جب انکی تعداد کو ترقی ہوئی تو وہ اپنے قبضہ کو بڑہاتے رہے علاقہ شوال شتیکون سے۔

علاقہ۔ بدر۔ شہیر۔ کانی گورم۔ وکین۔ اڑمڑون سے۔

درہ ٹاک بیٹنیون سے بزور چھین لیا۔

رفتہ رفتہ اُس تمام ملک پر قابض ہو گئے جس کا طول ایکسو چالیس میل ہے

اور حدود ذیل سے محدود ہے۔

مشرق۔ حدود ضلع کوہاٹ۔ بنوں۔ کوہ بیٹنی جو حدود ٹانک ضلع ڈیرہ

اسمٰعیل خان سے ملا ہوا ہے۔

غرب۔ علاقہ قوم خروٹی ملحقہ کوہ برل۔

شمال علاقہ ورگون۔ اور علاقہ جدران۔ ملک خوست وکرم اور ضلع کوہاٹ۔

جنوب۔ درہ گومل۔

اور اس تمام ملک میں یہ علاقے قوم وزیری کی ملکیت ہیں۔

علاقہ شوال۔ بارہ اور چھہ کوس۔ طول وعرض۔

علاقہ شکی گیارہ اور تین کوس طول وعرض۔

علاقہ برل۔ اٹھارہ اور چار کوس طول وعرض۔

علاقہ زرمک چھہ اور چار کوس طول وعرض۔

علاقہ شتم۔ علاقہ خیسورہ۔ شہرنہ۔ شرکے۔ شیرہ تلہ۔ علاقہ واٹہ۔ اسمین علاوہ

قوم وزیری کے قوم دوتانی شاخ لودی آباد ہے اور اونکا ایک قلعہ بھی ہے۔

علاقہ بدر۔

مسعود وزیری کا علاقہ - علاوہ علاقہ وزیری کے حسب ذیل ہے۔

اول درہ جسمین مشہور شہر یکین ہے۔

دوئم جسوڑہ بانی۔

سوئم میدان۔

چہارم درہ توئی علاوہ اسکے درہ ٹاک - رنگرہ - شہیر - شکتوا ور کرسٹو ہین۔

وزیریون مین تین خاندان ستر وزیر کے نام سے معروف ہین۔ گویا وہ اس قوم کے مفتی ہین اور اونکا فتویٰ یا فیصلہ قطعی ہے۔

۱- آتمان زی وزیری کی شاخ ممیت خیل۔

۲- توری خیل کی شاخ مدے خیل۔

۳- ولی خیل - ابن آتمان زی کے فرزند کابل خیل کی شاخ مین پیپلے - سپر کے وزیر ضلع بنون مین آباد ہین اونکا ملک عالم خان ایک مشہور بہادر تھا۔ اوسکی پانچوین پشت مین ملک سوہان خان ہوا - جس نے ۱۸۴۷ء مین سر ہربرٹ ایڈوارڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ لاہور کو قوم وزیری کے مطیع بنانے مین قابل قدر مدد کی اسلئے صاحب ممدوح نے اس کے صلہ مین پانچ پارچہ کا خلعت دستیارہ طلائی (کنگن طلائی) عطا فرماے اور چھ سو روپیہ پنشن

حین حیات مقرر فرمایا - ۸۵۲ھ مین سوہان خان کا انتقال ہوا اوس کا بڑا فرزند نجیب خان ملک ہوا -

۴ - شیتک

شیتک چوتھا فرزند گکے کا ہے - اصلی نام اسکا فرید تھا - شیتک کے نام سے معروف ہونے کی یہ وجہ ہے کہ فرید کی والدہ کا اوسکی شیرخوارگی کے ایام مین انتقال ہوگیا تھا - جب عورتون کا دودہ اوسکو موافق نہ آیا - تو اوسکو خر مادہ کا دودہ پلایا گیا - جسکے باعث اوسکا نام شیرتک (گدہے کا دودہ پینے والا) ہوکر کثرت استعمال سے شیتک رہ گیا -

شیتک کی تین زوجہ تہین -

۱ - مسمات بانو جسکے بطن سے دو فرزند کیوی اور سوراق پیدا ہوئے ان دونون کی اولاد مسمات بانو کے نام پر بنوزی مشہور ہوئی - بنوزیون کا قدیمی مسکن کوہ شوال تھا وہان سے وزیریون کے غلبہ سے اوٹھکر بڈہنڈ مین آباد ہوئے انکی سکونت سے بڈہنڈ کا نام بھی مسمات بانو کے نام پر بنو مشہور ہوگیا

۲ - زوجہ کے بطن سے ڈور - ٹینے دو فرزند پیدا ہوئے یہ بھی اوسی زمانہ مین کہ جب اونکے بہائی کیوی اور سوراق کوہ شوال سے ترک وطن کرکے بڈہنڈ مین آئے

تھے۔ کوہ سنوال سے چلے آئے ڈور کی اولاد رود توخی کے دونون کنارون پر اور ٹمنے کی اولاد علاقہ خوست کے گوشہ غربی اور جنوبی مین آباد ہے۔

۳۔ زوجہ۔ سے جیلم و ہوید ہوئے انکی اولاد بہت کم ہے اور متفرق اپنے بھائیون کے ساتھ سکونت رکھتی ہے۔

۳

سلسلہ اولاد خرشبون یا خیرالدین فرزند دویم سڑبن ابن قیس عبدالرشید

کند [4] — زمند [4] — کانسی [4]

(کند:) خشتی [5] — غوریاخیل [5] سلسلہ آگے

(خشتی:) زوجہ اول مسمات مرجانہ — زوجہ دویم مسمات بسو

مند [6] — مخ [6] — ترک لانی [6]

(مند:) عمر [7] — یوسف زئی [7] سلسلہ اولاد آگے

(عمر:) منڈر

زوجہ اول — زوجہ ثانی

عثمان زئی [9] — آتمازئی [9] — رجسٹر

(عثمان زئی:) کمال زئی [10] — امازئی [10]

سلسلہ اولاد آگے آئیگا — سلسلہ اولاد آگے آئیگا

کمال زی

۱۱ عنایت　۱۱ اکاخیل　۱۱ یوسف

۱۲ مشران زی　۱۲ کشران زی

۱۳ معدو خیل　۱۳ قاسم خیل　۱۳ رستم خیل

زوجہ اول　زوجہ دوئم

۱۴ خماری خیل　۱۴ بہلاخیل

۱۴ نارمل خیل　۱۴ وریگانخیل

۱۴ ودو خیل　۱۴ بہادر خیل

۱۴ بامی خیل　۱۴ شکری خیل　۱۴ بامو خیل

۱۴ برہ خانخیل　۱۴ الہداد خیل

۱۵ اسمعیل خیل　۱۵ محمد خانخیل

۱۵ شکور　۱۵ ساہو　۱۵ حیدر خانخیل　۱۵ میر خانخیل　رشنڈر خیل وغیرہ

۱۵ سدی خیل　۱۵ سکندر خیل　۱۵ ہمزہ خیل

۱۵ محمد خیل　۱۵ تترخیل　۱۵ یحییٰ خانخیل　وغیرہ

۱۶ بابو خیل　۱۶ میر خاخیل　۱۶ بونس خیل

۱۶ خادی خان　۱۶ اجبٹ خیل　۱۶ محرم کور

۱۷ شہباز خان

۱۸ بلند خیل　۱۹ جلال خیل　۱۹ ہیبت خیل　۱۸ موائی

۱۹ نزو خیل　خانان و حال خیل ہوتی مردان اسی شاخ میں ہیں

۱۳ تتی خیل　۱۳ موسیٰ خیل　۱۳ ابا خیل　۱۳ بوستی خیل

۱۴ کرا خیل　۱۴ اما خیل　۱۴ عمو خیل　۱۴ صدیق خیل

۱۵ زید خیل　۱۵ نیک بی خیل

+ خانان طورو تیہ مشرانی زی اسی شاخ میں ہیں

مشران زی طورو میں ... کشران زی ... ہیں ... مشران زی ... خان ... اور کشران زی ... خان ہے

امازی

- دولت زی
  - حسینی خیل
    - صحبت خیل
      - غازی خانی
      - دلاور خان کور
        - کپور خیل
    - اسمعیل خیل
    - منی خیل
      - علی خان خیل
      - پایندہ خیل
    - خیرالدین خیل
    - رانی خیل
  - مبارک خیل
    - قابل خیل
      - سنگر خیل
        - سعید کور
      - بہرام خیل
      - میتا خیل
      - درخان خیل
    - ملے خیل
    - معروف خیل
  - جسام
    - بازید خیل
      - سعید خیل
        - جمال خیل
        - جلال خیل
        - نیکنام خیل
          - خانہ خیل
          - خولہ جعفر خیل
          - سلطان محمد کور
      - سلیمان خیل
        - ملا میرو
          - بیر خیل
            - پیرو خیل
            - میرموسیٰ خیل
            - نقرہ دین خیل
            - جانو خیل
            - عیسیٰ خیل
        - میرداو †
        - اللہ داد خیل †
  - خیرالدین
- اسمعیل زی
  - یعقوب خیل
    - اوریازی
    - اسحاق زی
    - بوقہ
  - سکندر خیل
    - طاؤس خیل
    - بہلر خیل
    - ڈور
    - بام خیل
  - جوہد خیل
  - نقال خیل
  - بوقہ

† ان دونوں کو سلیمان خیل کہتے ہین۔

نوٹ - امازی - سرکار انگریزی کے علاقہ یوسف زی مین بکنارہ رود مقام اور سدوم آباد ہین - مگر کچھ شاخ امازی کی مبارک خیل بیر خیل بام خیل بمقام جروڑے و تنگڑے ص

ص علاقہ مہابن مین بیرون حدود سرکار انگریزی کے آباد ہین۔

سلسلہ نسب آتمان زی ابن منڈر

- زوجہ اول
  - اکازی
    - چار حصہ
    - عیسیٰ زی
    - صاحب خیل
  - کنباری — آگے
  - علی زی — آگے
- زوجہ دوئم
  - سدوزی — آگے
  - برہم زی
    - زوجہ اول
      - خضر خان خیل
        - امرزی
        - اوسی خیل
        - شاہ دم خیل
    - زوجہ دوئم
      - نیکی خیل
      - خوبداد خیل
        - یانو خیل
        - پاتو خیل
        - مدو خیل
        - اوریا خیل
      - سمعیل خیل
  - سارہ خیل
  - بالحیرزی
    - حبیب خیل
      - سید خیل
      - شم خیل
      - بوسی خیل
      - سکندر خیل
    - جونا خیل
      - بہرام خیل
    - کابن خیل
  - پیرک زی
    - شیخ ملے خیل*
      - نیکنام خیل
      - مزید خیل
      - جہانگیر خیل
      - خانہ خیل
    - سید علی خیل
  - سکندر خیل
    - پایندہ خیل
  - منصور خیل
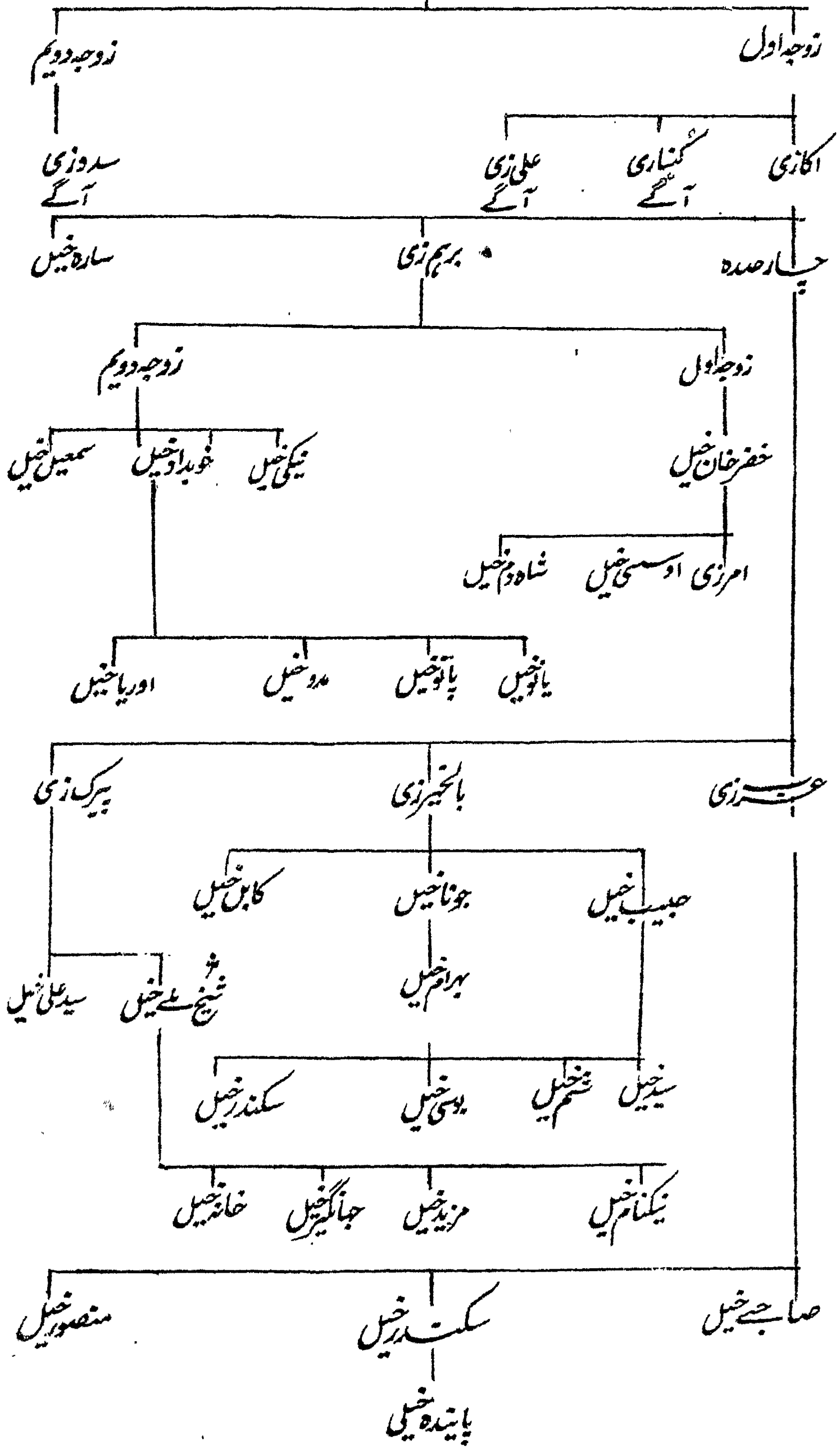
* شیخ ملی نے کل ملک مقبوضہ کو قوم یوسف زی پر تقسیم کیا تھا اسواسطے جدی ملکیت کو شیخ ملی دفتر کہتے ہیں۔

سلسلہ نسب کنازی پسر دویمی آتمان
باکرخیل
موسی خیل
محمد خان خیل
غلام خیل
زوجہ دوم
زوجہ اول
بارہ خیل
سناخیل
ازنخ خیل
چور خیل
ظریف خیل
شمکے خیل
رکہا خیل
فرید خیل
خواجی خیل
حیدر خان خیل
بارہ خیل
غالہ خیل
سلیم خان خیل
بوچہ خیل
اسو خیل
ہیبو خیل
بارہ خیل
نعلمہ خیل
بیٹا خیل
سلسلہ نسب علی زی پسر دویمی آتمان
بوبا خیل
سمو خیل
سمعیل خیل
سیدہ خیل
پاٹھہ خیل
پیرا خیل
زنگی خیل
اجو گے خان
داوبن
طایر خیلی
علی خیل
چارانده
دوسے خیل
خواجے خیل
عمر خیل
بائیندہ خیل
کالا خیل
ساہس خیل
بابا خیل
میگے خیل
بریم خیل
ہیبو خیل
مشہہ خانی
سیدخانے
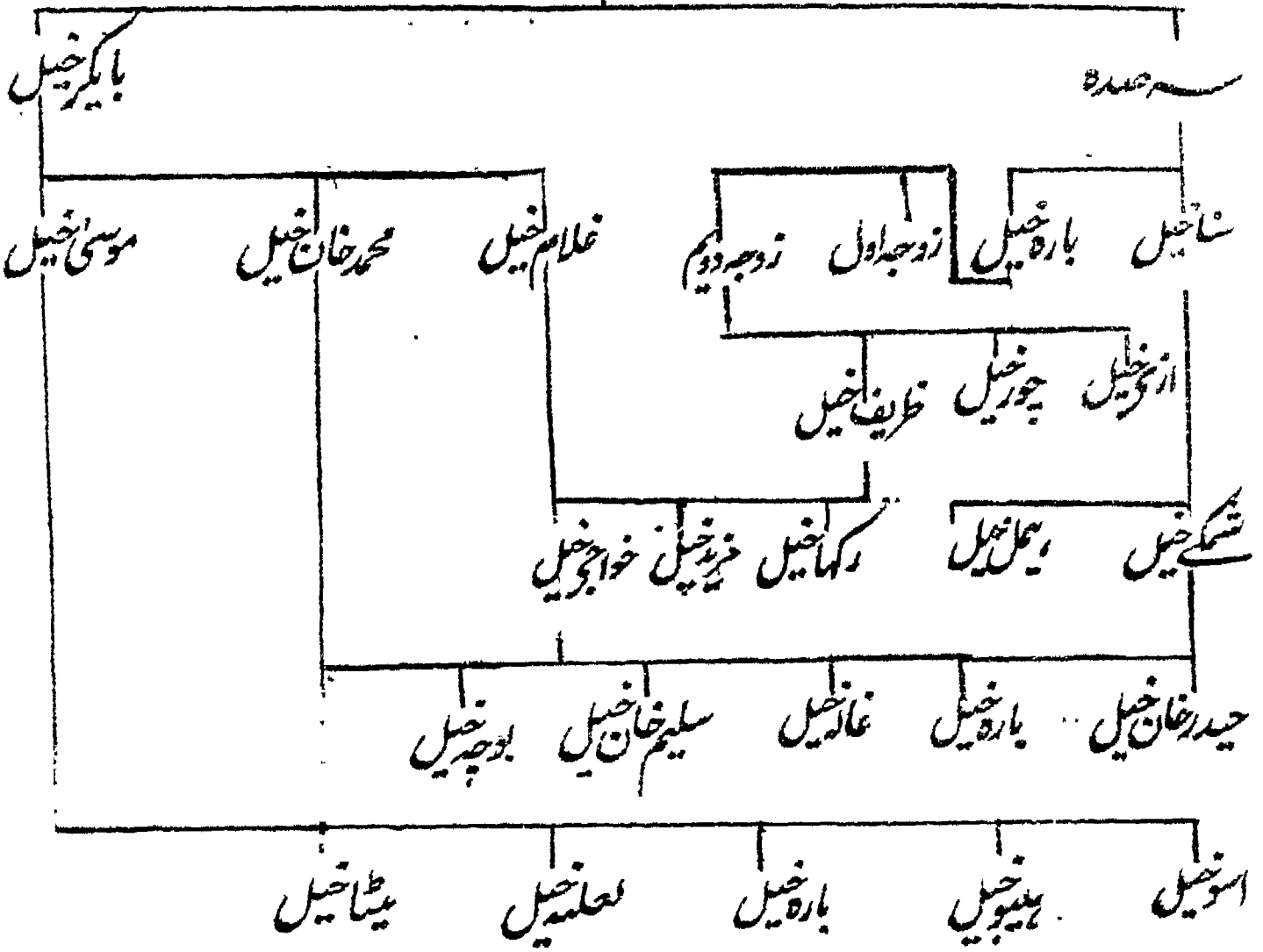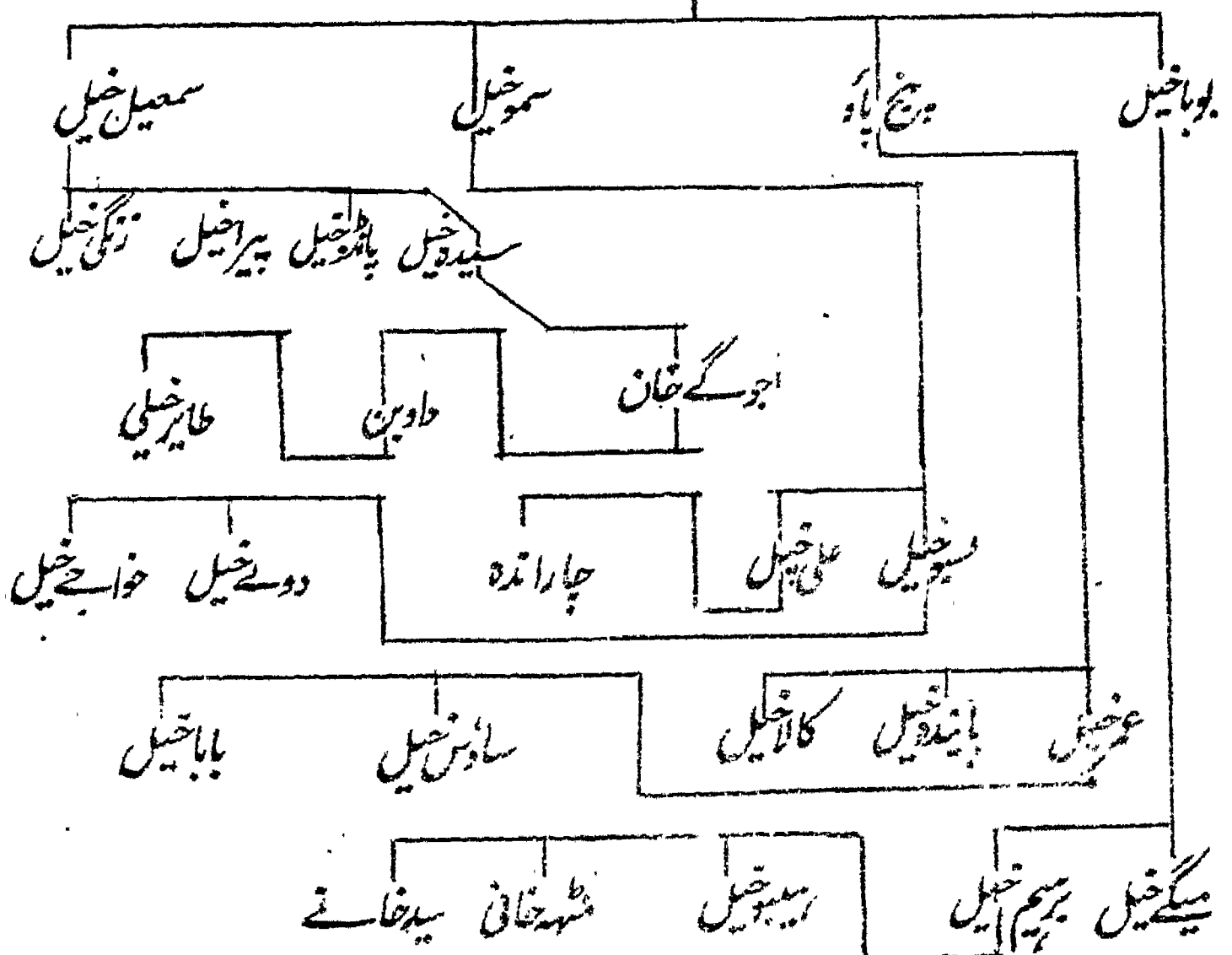
سدوزی ابن آتمان

زلوزی — درے زی (آیندہ لکھا جائیگا)

اباخیل — عمر خیل — اسکا سلسلہ نسب دوسرے صفحہ پر۔

نصرت خیل — دولت خیل

قاسم خیل+ — موسی خیل+ — براہیم خیل+ — دیناخیل — سصدہ

لودیہ خیل — عزیز خیل — ادین خیل

شرغہ خیل — برہ خان خیل — پچھے خیل — راؤخیل

معروف خیل — برہ خان خیل

ہاشم خیل — حسن خیل — نعلو خیل

صبیو خیل

اوسی خیل — باندو خیل — شہداد خیل — یعقوب خیل

بہلر خیل — طاوس خانی — تاجو خیل — ایب خیل — ذکریا خیل — پنج بائی

رانا خیل+ — بہلر خیل — + خانان۔ زہدہ۔ اور ہند۔ اس شاخ سے ہین۔

اسبو خیل — غالی خیل — درے پتے — منصور خیل — خضری خیل — بابو خیل

خگا خیل — مرکا خیل — حسن خیل

+ یہ تینون مرجانہ خیس اپنی والدہ مرجانہ کے نام سے مشہور ہین۔
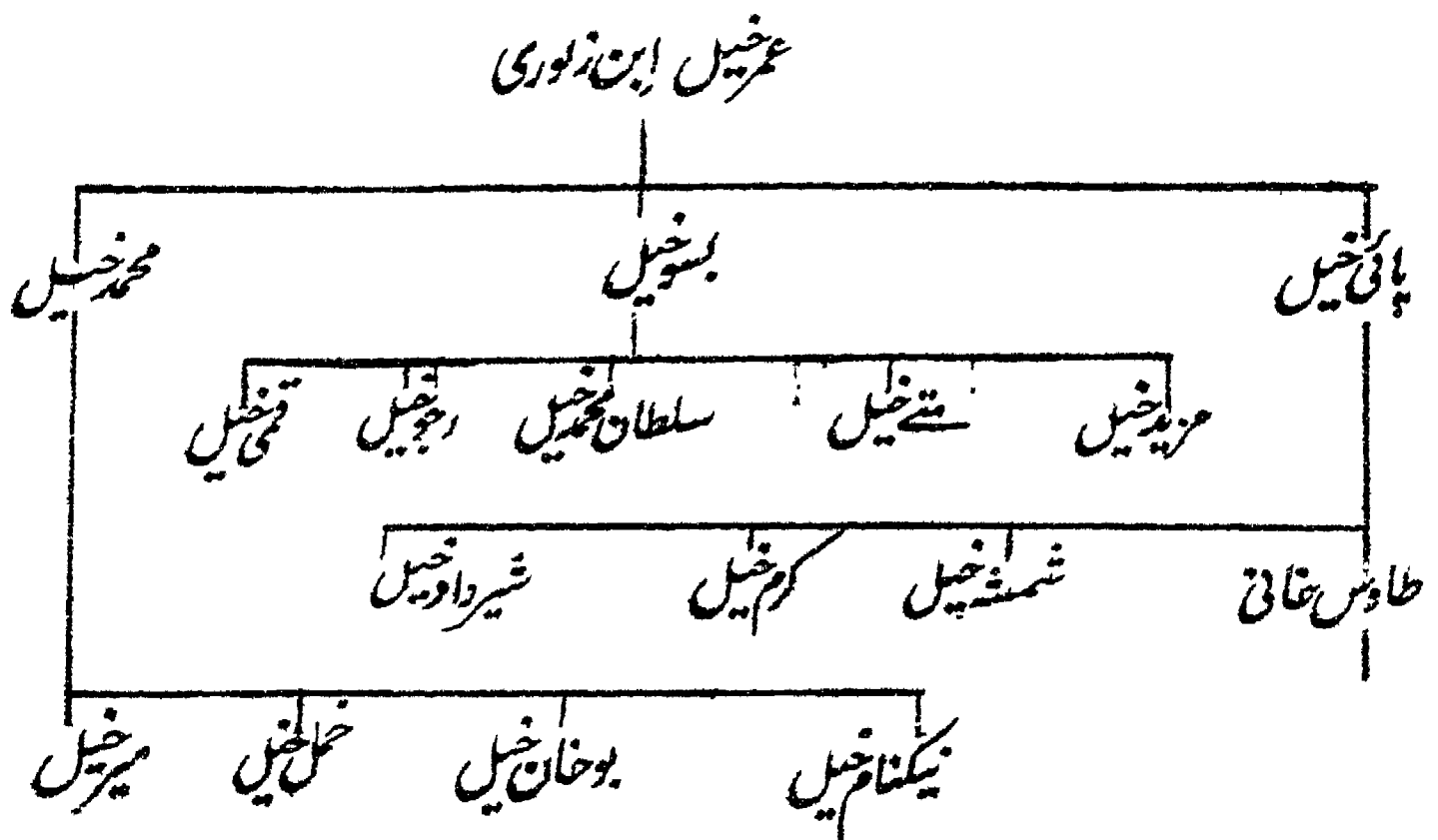
عمرخیل کی اولادمین نواب نجیب الدولہ امیرالامرا تھے جنہون نے اپنی لیاقت اور شجاعت خداداد سے ایسی ترقی کی کہ محسود ارکان سلطنت دہلی ہوئے۔ ایک لڑائی مین جو وزیر صفدر جنگ اور احمد شاہ بادشاہ دہلی کے درمیان ہوئی تھی بادشاہ کی طرفداری مین ایسی شجاعت دکھائی کہ جس سے مجبور ہوکر وزیر صفدر جنگ صلح کرنے پر مائل ہوگئے۔ احمد شاہ نے بھی اِنکی شجاعت کی قدر کی۔ اور اوسکے صلہ مین جاگیر بوڑیہ سہارنپور وغیرہ عطا کی۔ اُنہون نے شہر نجیب آباد آباد کیا۔

انکے فرزند ضابطہ خان اور اونکے غلام قادر خان تھے اب اُنکی اولادمین نواب عبدالسلام خان پنشنر سب جج ہین جو بمقام رامپور قیام رکھتے ہین۔ اور اُنکے فرزند عبدالصمد خان جو بیرسٹرایٹ لا ہین ریاست رامپور کے مدارالمہام ہین

نوٹ نسبت قوم آتمان زئی

آتمان کی دو زوجہ سے چار پسر تھے جیسا کہ سلسلہ نسب مین ظاہر کیا گیا ہے منجملہ اِن کے اکازی - کنازی - علی زی کی اولاد - آتمان زی کے نام سے مشہور ہے - اور سدو کی اولاد نے علیحدہ نام پایا -

آتمان زئی - ملک یوسف زی کے شرقی جزو مین بکنارہ دریاے اباسین اور دامن جنوبی کوہ مہابن مین آباد ہین - کل ہرسہ قوم آتمان زی کے بموجب تقسیم شیخ ملی ماللعہ للعہ حصہ ہین تبہ اتمان نامہ مین لہ للعہ موضع مین جنمین ۲۰ موضع آتمان زی کے ہین - مشہور گاؤن انکے کرہاری علاقہ مین - ٹوپے مینے کوٹھہ ہین - علاقہ کرہاری سے باہر - موضع کنہل دریاے اباسین کے غربی کنارے پر سلمتے تور بیلہ کے عمدہ ہوا دار گاون ہے کچھہ چھوٹے چھوٹے مواضعات - یا - باہنڈہ - مہابن مین بہی ہین -

علی زی کی قوم سے شاخ طاہر خیلی - علاقہ کند گہر - اور گہڑے دہر و مین متفرق رہتی ہے اور ضلع ہزارہ مین بموضع کہلابٹ - سید خانی آباد ہین - اور باقی علی زی وغیرہ نے بہی تور بیلہ وغیرہ دیہات ملحقہ مین کچھہ ملکیت حاصل کی ہے -

میر احمد خیل
بنیزادو خیل
درے زئی
ابن سدو نبیرہ آتمان
خدو خیل
نصر خیل
علی خیل
عثمان خیل
لعل خیل
بام خیل
قاسم خیل
موسیٰ خیل
زلیہ دو خیل
گوار خیل
بنی خیل
مدا خیل
جعفر خیل
انیس خیل
بودا خیل
بٹری خیل
دور عثمان
زوجہ اول
زوجہ دوم
رحمت خانی
افضل خانی
بہادر خانی
سلیمان خیل
بلو خیل
مرکے خیل
کالو خیل
زیارت خیل
بازید خیل
عیب خیل
جندو خیل
بنکے خیل
بیان خیل
چوریا خیل
موسیٰ خیل
خواجہ ہو خیل
اللہ داد خیل
سرگین خیل
گجو خیل
جیلو خیل
گلہ خیل
مزید خیل
بوبی خیل
میرداد خیل
بابو خیل
جانہ خیل
یار خیل
اکا خیل
آدم خیل
پانڈو خیل
نجتی خیل
کندے کوز نیمہ
کندے بر نیمہ
ادی خیل
سبحان خیل
ماما خیل
تمران
جانا خیل
سلطو خیل
ادریا خیل
خویداد خیل
بہلر خیل
اللہ داد خیل
گدائی خیل
مالا خیل
محمدی خیل
سرگند خیل
احمد خیل
حبیب خیل
سکندر خیل
جلال خیل
برہ خان خیل
صدیق خیل
درویزہ خیل
داد خیل
حسن بیگ
ادی خیل
ترکیا خیل
ولازاک
جھجو خیل
نوزنگ خیل
بارہ خیل
جلال خیل

مختصر حالات

سدو آتمان کا پسر دوسری زوجہ سے ہے بموجب تقسیم چونڈا وندڑ کے نصف متروکہ آتمان کا سدو نے اور نصف اکازی۔ کنازی۔ علی زی نے پایا جو دوسری زوجہ سے تھے۔

آتمان زی سے سدو کی اولاد مغرب کی جانب آباد ہے۔

شاخ زبوزی کے شعبہ اباخیل ہین۔ راناخیل کا خاندان زیدہ اور ہنڈ کے خان خیل ہین۔ شاخ درے زی سے میر احمد خیل ہر دو مرغز اور ٹھنڈ کوی سلیم خان اور گار منارہ مین آباد ہین۔

بیزاد خیل۔ کہلابٹ۔ خدو خیل۔ درہ پنجتار۔ اور جنگلے مین آباد ہین۔ اور سرکاری علاقہ مین باجا بام خیل بہی انکی ملکیت ہے۔

خدو خیلون مین پنجتار کا بہت پرانا معزز خاندان شاخ عثمان خیل بیٹری خیل سے ہے۔

زوجہ اول — رحجڑ ابن سنڈر — زوجہ دوم

مانی زی ملک زی اکوخیل خضرزی محمود زی معروف ماموزی

بازید بہلول احمد خیل خان خیل زیدہ خیل

احمد خیل محمد خیل سلیمان خواد زیدہ خیل سہ صدہ یعقوبی

باباخیل بہرام خیل

کمال خیل شمشی خیل سیدو خیل بہائی خیل

اسمعیل خیل اللہ داد خیل کریم داد خیل میرداد خیل

بہلڑ خیل متہ خیل دروان خیل بنگے خیل لنگر خیل

معروف خیل بادین خیل بوشن خیل

اللہ داد خیل صدیق خیل نانگے خیل مبارک خیل بہلڑ خیل متہ خیل نیکے خیل

سلطان خیل ہمزہ خیل جونا خیل

علیخان خیل برہان خیل میرخیل باٹ خیل

کالا خیل جانب خیل عظمت خیل بابی خیل سندی خیل جمال خیل دوران خیل مردان خیل

سرغلٹ ابراہیم داود خیل ہیبت خیل خضر خیل موسیٰ خیل سلیمان خیل

معروف داعوت خیل

احمد خیل ازنی خیل برنیج باور

مختصر حالات قوم رجڑ

قوم رجڑ زیادہ تر سرکاری علاقہ یوسف زی مین رہتی ہے۔

مالی زی۔ ادینہ۔ واگے۔ تھلا تدی مین آباد ہے۔

ملک زی کا بڑا موضع یار حسین ہے۔

خضر زی شیوہ مین اور محمود زی۔ اسوٹہ۔ شیخ جانہ۔ نودینہ مین آباد ہین۔

سکونت کل قوم منڈر

منڈر کے چار پتے مشہور ہین۔

۱۔ تپہ اتمان نامہ جسمین اولاد اتمان کی۔ اتمان زی وسدوزی رہتے ہین اس پتہ مین چار تعلقہ ہین۔

۲۔ پتہ رزڑ اتمان نامہ سے مغرب مین واقعہ ہے جسمین پانچ پسران رزڑ کے نام پانچ تعلقہ مشہور ہین۔

۳۔ پتہ امازی رزڑ سے مغرب وشمال بکنارہ رود مقام وسدہوم واقعہ ہین جسمین تین تعلقہ ہین۔

۴۔ پتہ کمال زی۔ امازی سے مغرب واقعہ ہے جسمین دو تعلقہ شیران زی اور کشران زی ہین۔

یہ چارون پتے سرکار انگریزی کے علاقہ یوسف زی مین واقعہ ہین۔ جسکو ملک سمہ یعنی میدان یا ملک منڈر کہتے ہین۔

علاوہ اسکے علاقہ چملہ جو پتہ رزڑ وسدہوم سے شرقی پہاڑ مین واقعہ ہے اور مہابن کے شمال جزو مین بھی منڈر کی اولاد رہتی ہے۔ خدوخیل۔ پنجتار۔ جنگلی کی نواح پر قابض ہین علاقہ یوسف زی ہین۔ سواے ملک مقبوضہ اولاد منڈر کے پانچوان پتہ بای زی شاخ یوسف زی کا تھا جسپر قوم خٹک نے قبضہ کرلیا۔ تاہم شاخہاے بای زی۔ بابوزی۔ اری خیل شرقی حصہ پر کچھہ قبضہ رکھتے ہین اور پتہ بای زی کے شمالی مشرقی گوشہ پر اتمان خیل قابض ہین جنکا حال آیندہ لکھا جائیگا۔

سلسلہ نسب یوسفزی - ابن مندر

- عیسیٰ
- موسیٰ
  - الیاس زی
  - سالارزی
    - ماعو
      - پنج پاؤ
      - مخوزی
    - تاجے
      - گدائی
        - اپیخیل
        - ملے خیل
          - جلال خیل
            - حسن خیل
            - برہان خیل
            - علی شیرخیل
            - کمبوخیل
          - ہوتی خیل
            - مزید خیل
            - فتح خیل
              - ولایت خیل
              - طاوسی کور
              - براہیم کور
            - طاوس خیل
            - ہمیں خیل
              - سلطان خیل
              - مستر داد خیل
              - کمال خیل
          - یا خیل
          - خدین خیل
          - موسارڑہ خیل
          - خاکی زی
        - حسن خیل
        - بہرام خیل
        - علی شیر خیل
        - سیین خیل
    - مے
      - عایشہ زی
- مالی زی
  - دولت زی
    - مندی زی
    - برخدزی
    - اسمٰعیل زی
  - چغرزی
  - نوری زی
    - اباز زی
    - عیسوزی
    - مصری خیل
      - بہرام کور
      - داد خیل
      - خان گل خیل
    - ونو خیل
      - ہجوم کور
      - ماھونی کور
- اکوزی (آئیندہ)
- اوریا پوچے

حسن زی — یعقوب زی — اکازی — ہداخیل

سالارزی کی اولاد میں دو سادو ٹک ہیں جن کا سلسلہ نسب آئندہ لکھا جائیگا۔

بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی - طالع خان قصبہ جوہڑ علاقہ تیر سے ہندوستان مین آئے کچھہ دنون رامپور نرولی وغیرہ مین رہکر ترین سرائے (محلات سنبل) مین آکر مقیم ہوئے اور یہان ہی انتقال ہوا۔ آپکے فرزند محمد حیات خان کو دوندے خان مختار ضلع کٹھیر نے زمرہ اہل عزت

مین منسلک فرمایا۔ بعد انتقال دوندے خان کے محمد حیات خان نے سلسلہ ملازمت ترک کردیا اور زراعت سے وجہ معاش پیدا کرنے لگے ۱۱۸۲ھ ۱۷۶۸ع کو انکے ایک فرزند پیدا ہوئے جنکا نام امیرخان رکھا۔ ان کے چہرہ سے بچپن مین ہی آثار شجاعت نمایان تھے اس صفت نے ان کو والدین کی خدمت سے جدا ہونے پر مجبور کیا۔ اور بلارضامندی والدین لکھنؤ گئے۔ اور وہان سے واپس آکر میرٹھ مین نواب غلام قادر خان کی فوج کے شامل ہوئے مگر اپنے حوصلہ کے موافق حصول منصب مین ناکام رہے۔ جکی وجہ بلا اطلاع والدین کے چلے آنا خیال کرکے وطن کو واپس ہوگئے۔ اور دوبارہ باجازت والدین بتلاش معاش مالوے گئے۔ راجہ جے سنگہ کھیچی والئے راگھوگڈہ نے انکی شجاعت کا آوازہ سنکر ان کو بلایا۔ اور انکو معہ انکے ایک ہزار رفیقون کے اپنی رفاقت مین رکھا انہین دنون مین باہم راجہ رگھوگڈہ و سرداران سیندھیہ لڑائی ہوئی۔ سرداران سیندھیہ کے نواب امیرخان کی شجاعت سے حوصلے پست ہوگئے۔ نواب امیرخان والی راگھوگڈہ کے پاس زیادہ نہ رہ سکے اوس سے علیحدہ ہوکر سرداران سیندھیہ کی رفاقت اختیار کی انکے پاس سے بھی دل برداشت ہوکر بھوپال گئے نواب محمد حیات خان والے بھوپال نے انکو معہ انکے

رفیقون کے عزت سے ٹھہرایا۔

بھوپال سے سنہ ۱۲۱۴ھ ۱۸۰۵ء مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر والی اندور نے بلایا۔ اور یہ اقرار کیا۔ کہ جس قدر ملک فتح ہوگا۔ بالمناصفہ۔ باہم تقسیم کرلین گے۔ اس قرارداد کے بعد مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے نواب امیرخان کی شجاعت سے اپنے بڑے بھائی کاشی راؤ ہلکر پر فتح پائی اور تمام مالوے کے مالک ہوگئے مہاراجہ جسونت راؤ نے نواب امیرخان کی کارگذاری سے خوش ہوکر رابطہ اتحاد مستحکم قایم کیا۔ (نواب امیرخان کے کارنامے شجاعت جو برفاقت جسونت راؤ ہلکر ظہور مین آئے۔ اگر تمام دکمال لکھے جایئن تو ایک دفتر چاہیے اسواسطے مجبور ہون)

جب مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو جنرل لیک صاحب بہادر نے سنہ ۱۲۱۹ھ ۱۸۰۴ء مین شکست دی اور وہ لغرض حصول امداد مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے پاس گئے۔ تو نواب امیرخان بھی ساتھ تھے جب مہاراجہ جسونت راؤ نے انگریزون سے صلح کی۔ تو نواب امیرخان ناراض ہوگئے مگر مہاراجہ جسونت راؤ نے حسب الایمائے نواب گورنرجنرل والیسرائے ہند نواب امیرخان کو چھ پرگنہ حسب ذیل دیکر صلح پر رضامند کرلیا۔

راجستان سے — ٹونک۔ علیگڈھ

مالوے سے — سرونج پیادہ

میواڑ سے — نیماہیڑہ

کبھی وار سے — جہیڑہ۔ گوگوار

بعد مصالحت مہاراجہ جسونت راؤ نواب امیر خان وطن کو واپس ہوئے اور ٹونک۔ علیگڈہ۔ پداؤہ ہوتے ہوئے ہمراہی مہاراجہ ہلکر جے پور گئے اور یہان سے اجمیر شریف آئے۔ یہان نواب امیر خان کی شادی ۱۲۲۱ھ مین دختر اخوندزادہ محمد ایاز خان سے ہوئی۔ جنکے بطن سے ۱۲۲۲ھ مین ایک فرزند پیدا ہوا جسکا نام محمد وزیر خان رکھا۔ اسکے بعد نواب امیر خان اجمیر سے مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کے لشکر مین گئے جو بھان پورہ مین مقیم تھا۔ یہان آکر۔ مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو۔ بحالت دیوانگی دیکھا۔ جسکا نواب امیر خان کو سخت رنج ہوا۔ اور بوجہ خرد سالی مہاراجہ ملہار ہلکر کے انتظام ریاست اندور خود کیا۔ اور پھر عبد الغفور خان کو خطاب نوابی عطا کرکے۔ مدار المہام ریاست ہلکر مقرر کیا۔ اور خود ٹونک مین چلے آئے۔ اور بموجب شرائط عہد نامہ چند روز کے لئے اپنے فرزند نواب محمد وزیر خان کو دہلی مین بھیجدیا۔ جب نواب وزیر خان دہلی مین تھے تو انکو ابو نصر محمد اکبر شاہ ثانی نے

خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا۔

نواب امیر خان نے بمرض استسقی ۱۲۵۱ھ مین بعمر ۷۰ سال انتقال کیا۔

وزیر الدولہ امیر الملک نواب وزیر خان نصرت جنگ۔

جانشین ہوئے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسند نشینی بذریعہ میکلاٹن صاحب بہادر اسسٹنٹ رزیڈنٹ راجستان عطا ہوا۔ نواب وزیر خان صاحب بہادر نے مسند نشین ہونے کے بعد ۱۲۵۵ھ مین منور خان کی بغاوت رفع کی۔ ۱۲۶۷ھ مین سکنائے رانیاڑہ کو جنھوں نے ایک دہ متعلقہ ٹونک پر قبضہ کر لیا تھا سیدھا کیا۔ اکتیس سال تک عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرکے ۱۲۸۱ھ مین انتقال فرمایا۔

نواب محمد علیخان

مسند نشین ہوئے اور تین سال حکمران رہے ۲۳ شعبان ۱۲۸۴ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۸۶۷ء کو بسبب مارے جانے مسمی الوپ سنگھ چچا دہرت سنگھ ٹھاکر قصبہ لاوہ۔ معہ ایک پسر اور دو کا مدار و تیرہ ہمراہیون کے معزول ہوکر بنارس بھیجے گئے گذارہ کے لئے ساٹھ ہزار سالانہ مقرر ہوا ۱۳۱۳ھ مین وفات پائی۔

نواب ابراہیم علیخان

مسند نشین ہوئے۔ بیدار مغزی سے انتظام ریاست میں مصروف ہیں ۱۹۰۸ء کو خطاب درجہ اعلیٰ نائب گرینڈ اوفدی موسٹ۔ ایمینٹ۔ آڈر اوف دی انڈین ایمپایر۔جی۔ سی۔ای۔آئی۔ گورنر جنرل وائسرائے ہند نے بمقام اجمیر شریف عطا فرمایا۔

آپ کے ولیعہد عبدالحفیظ خان۔ مدرسہ اسلامیہ میں بمقام علیگڈہ تعلیم پاتے ہیں۔

کل رقبہ ریاست ٹونک۔ مزروعہ و غیر مزروعہ۔

۲۶ - لاکھ [illegible] ہزار [illegible] بیگھہ ۲ - بسوہ

آمدنی ریاست ٹونک ۸ - لاکھ [illegible] ۱۰ / ۳ پائی

زوجہ اول سمات گوہرہ
اکوزی ابن یوسف
زوجہ دوم سمات رانی
رانی زی آئندہ
خواجوزی اباذی مشرک بازیدزی
اباخیل بامی خیلی برت خیل
اکاخیل معروف خیل
سہیں سلیمان بابوزی
دادی خیل زنگہ خیل
بریچہ خیل خوید اوخیل
مٹوازی موسیٰ خیل
مغدو خیل پیرخیل بارید خیل میراخیل
الاخیل بہلول خیل تنون خیل ورداں خیل دولت خیل
اباخیل عزیز خیل
خان خیل شرغا خیل شخانی خیل خاصی خیل اسمعیل خیل
زوجہ سمات تاخد زوجہ سمات خدی
بحو خیل علیخان خیل شرخان خیل
بارہ خیل احمد خیل لقمان
شاہو خیل عیا خیل جانگی خیل
شیر خیل غانی خیل مندخیل سحاق خیل
جلال خیل اسمعیل خیل رستم خیل
اکبر قاسی خیل ملک دین خیل باکی خیل
دلخہ خیل پیرو خیل یحییٰ خیل بنگورکہ خیل
سلطان خیل ترخان خیل حقداد خیل میراخیل
بازید خیل علی خیل گنداخیل ناگول
میتاخیل غاناخیل بایخہ خیل
ہمزہ خیل اسمعیل خیل
جلال خیل جمال خان
عزیز خان کوز رستم خان کوز
ادین زی شموزی
نیکب خیل
شمنزی سلے زی
سلطان خیل نصرالدین خیل بابہ خیل
اباخیل عائشہ خیل
سبت خیل جوتا خیل

نوٹ

قوم یوسف زی ایک وسیع پہاڑی ملک پر پھیلی ہوئی ہے۔

یوسف کے فرزند عیسیٰ کی اولاد حسن زی مداخیل۔ اکازی۔ بنہر سے مشرق۔ کوہستان میں۔ کوہ تنول۔ اور حد اگرور تک بکنارہ دریائے اباسین آباد ہے۔

موسیٰ اور رانی کی اولاد الیاس زی۔ دولت زی۔ نورزی۔ چغرزی بنہیر اور ملک ملحقہ میں رہتی ہیں

اکوزی کی اولاد خواجو۔ بازید زی۔ بائی زی۔ رانی زی ملک سوات اور اوسکی نواح میں رہتی ہیں۔

خواجوزی کی اولاد میں سے ملے زی۔ علاقہ دیر و پنجکورہ میں ہے۔

حالات قوم یوسف زی

یوسف زی جسمیں یوسف کے برادرزادہ مندڑ کی اولاد بھی شامل ہے۔ پہلے

غورہ مرغہ (سرسبز مرغزار) مین جو ہزارغستان کے قریب کوہ سورغر (پہاڑ سرخ)
اور غندان کے مابین جو نواح قندہار مین واقعہ ہے رہتے تھے وہان سے
بوجہ غلبہ قوم ترین اوٹھکر کابل مین آئے یہان آکر مرزا الغ بیگ ابن ابوسعید مرزا
کو مدد دیکر حکومت کابل پر مستقل کیا۔ مگر پھر امداد دہی کے زعم مین اپنے افعال
سے مرزا الغ بیگ کو ناراض کردیا۔ اور وہ انکے استیصال پر متوجہ ہوا۔ اور ایکروز
یوسف زیون کو بہ بہانہ دعوت کے بلاکر اٹھہ سو یوسف زیون کو قتل کردیا۔ اور باقیماندہ
یوسف زیون کو کابل سے نکال دیا۔

یوسف زی کابل سے آکر بعد بہت سے کشت و خون کے ملک سوات بنیر
پنجکورہ۔ اور دیر پر قابض ہوگئے۔

اور منڈر کی اولاد شاخہاے عثمان زی۔ آتمان زی۔ امازی۔ کمال زی وغیرہ
دریاے کابل (لندہ) اور دریاے سندہ کے شمالی میدان پر جسکو سمّہ یا علاقہ
یوسف زی کہتے ہین۔ متصرف ہوگئے کل قوم یوسف زی کی تعداد نو لاکہہ مشہور ہے
مگر مصنف حیات افغانی کی تحقیقات سے دو لاکھہ چھیالیس ہزار ہے جسمین
یوسف زی۔ ایک لاکہہ چہہ ہزار اور منڈر کی اولاد ایک لاکہہ چالیس ہزار ہے

سنہ ۹۰۰ھ کو بادشاہ محمد بابر نے کابل پر قابض ہوکر ملک یوسف زی پر چڑہائی کی
۱۴۹۴ع

مگر جب جنگ سے کام نکلتا نہ دیکھا تو شاہ منصور ولد سلیمان ملک یوسف زی کی دختر سے شادی کر کے صلح کرلی شیخ ملی جو اس قوم مین ایک مدبر تھا اوس نے تمام ملک مقبوضہ یوسف زی کی کو اقوام یوسف زی پر تقسیم کر دیا۔

سنہ ۹۹۵ھ ۱۵۸۶ع کو بادشاہ اکبر نے واسطے تنبیہ قوم یوسف زی کے ایک لشکر جرار زیر حکم زین خان کوکہ اور راجہ بیربل کے بھیجا۔ راجہ جی ایک شخص یوسف زی کی دھوکہ مین آکر خود معہ سات ہزار فوج کے یوسف زیون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ زین خان بچکر اکبر بادشاہ کے پاس اٹک مین پہونچے۔

سنہ ۱۱۶۳ھ ۱۷۴۸ع مین یوسف زیون نے نادر کے لشکر کو زیر حکم صوبہ دار جالیر کے جو انکی تنبیہ پر آیا تھا شکست فاش دی۔

سنہ ۱۱۶۲ھ ۱۷۴۹ع کو احمد شاہ درانی بارادہ یورش ہندوستان پیشاور مین آیا۔ تو تمام عماید یوسف زی شاہ درانی کے پاس حاضر ہو گئے اور یورش ہند مین خدمات نمایان انجام دین ان مین سے بلند خان (ابن طاہر خان۔ اتمان زی منڈر شاخ علی زی جس سے شاخ ظاہر خیلی نے نشو نما پایا) کو بصلہ خدمات جنگ پانی پت شاہ درانی نے علاقہ گندگر وغیرہ بذریعہ سند محررہ سنہ ۱۱۷۱ھ عطا کیا سید احمد خان بریلوی۔ اور مولوی اسمعیل نے بامداد یوسف زیون سے سکھون پر جہاد کیا جسمین سنہ ۱۲۴۷ھ ۱۸۳۱ع کو دونون شہید ہوئے۔

غوریا خیل - ابن کسد - ابن خرشبون
زیرانے
چکنے
خلیل
دولت یار
ان تین کا سلسلہ آگے آئیگا
زوجہ دویم سمات خاتونہ
زوجہ اول سمات درے
داؤدزی
مہمند
موسیٰ زی آئیگا
مصیار
کوکو آئیگا
شجاع
ترل
منڈو
عمر
ہتلی
حسن
یعقوب
کالا
غبازی
منڈرزی
سلیمان خیل
منڈو
احمد
اباخیل
غازی
متی زی
ایوب
شابو خیل
ساگ
تور
عمر
ٹیکتے
اسمٰعیل
خوجہ
بایک زی
حاجی
منڈک
نوہک
عیسیٰ
احمد خیل
سدو
پیپوزی
ریحیٰ
دولت شاہ
یوسف
ابراہیم
موسیٰ زی
امازی
زوجہ اول سمات بی بی ہوارے
زوجہ دویم
سمات مریم
غوزے
بارک
عباس
اکا خیل
بیان شاہ
سلیمان
اسمٰعیل
مریم زی
ہورے زی
زوجہ اول بی بی خداوندہ
زوجہ دویم
سمات ستورہ
مدو
امو
داؤدزی
بہلول
بای خیل
ستورہ زی
دتے
قلیل
حبیب
تاتا
خداوزی

کوکو۔ ابن مہمند۔

- احمد [۹]
  - موسیٰ خیل
  - ذکریا خیل [۱۰]
  - کودین [۱۰]
  - سنجر [۱۰]
- اکازی [۹]
- حیدر [۹]
  - قاسم
  - اوریا [۱۰]
  - دولتازی [۱۰]
  - یحییٰ زی [۱۰]
  - نورزی [۱۰]
  - بختیار [۱۰]
- بابک [۹]
  - نانا
  - کوتہ خیل [۱۰]
  - بازید خیل [۱۰]
  - انترا

موسیٰ ابن مہمند

- حیدر [۹]
  - تاجوزی [۱۰]
  - عمرزی [۱۰]
  - یاتی زی [۱۰]
  - حاجی خیل [۱۰]
- عیسیٰ [۹]
  - علیم زی
    - کمالے [۱۱]
    - گنداو [۱۱]
      - سرو
      - کنڈسر
      - شاخی کالہ
      - سلطان خیل
      - اٹو خیل
      - دریا خیل
    - غازی بیگ کور [۱۲]
    - رامی خیل [۱۲]
    - بدین کور [۱۲]
  - تارک زی [۱۰]
    - براں خیل
    - عیسیٰ خیل
    - شاہ منصور خیل
    - مورچہ خیل
- علی [۹]
  - اسمٰعیل زی
  - نسازی
- بائی زی [۹]
  - سہ پاؤ [۱۰]
    - ماما خیل
    - نیطر خیل
    - بارہ خیل
  - عثمان خیل [۱۰]
    - موسیٰ خیل [۱۱]
    - خدگا خیل [۱۱]
      - الہ خیل [۱۲]
      - عیسیٰ خیل [۱۲]
      - ملاخیل [۱۲]
      - بوتو خیل [۱۲]
      - ضرب علی خیل [۱۲]
      - ٹہڑو خیل [۱۲]
- خواجہ زی [۹]
  - اتمان زی [۱۰]
  - حبیب زی [۱۰]
  - داود [۱۰]
  - اکازی [۱۰]
- عثمان [۹]
  - سدوخیل [۱۰]
  - ابوزی [۱۰]
  - کودین [۱۰]
  - [illegible]

داد وزئی - ابن دولت یار
مشدکے
یوسف
بابوزی
حسین زی
نیکوزی
ماموز
مندر
وفاخیل
صفازی
تاجوخیل
محمد خیل
سید خیل
یونس خیل
بازید خیل
علی زئی
بی بی زی
سہاگل زی
خلیل - ابن غوریا خیل
سالارزی
اتوزی
نورزی
متیزی
اکازی
باروزی
ترک
ساک
حمکنے - ابن غوریا خیل
ازے خیل
خوجہ خیل
وزیر خان خیل
درے پلازہ
خانی خیل
درشے خیل
مرزا خیل
ممونت خیل
ملاجو خیل
مصطفی خیل
تولہ خیل
جمال خیل
تسیر خان خیل
مدے خیل
کورگہ خیل
امبارک خیل
سلطان خیل
حسین خیل
لشکری خیل
قمر خیل
شوی خیل
حکیم خیل
ولی خیل
فتح خیل
نصیر خیل
برہم خیل
ٹوگی خیل
خولی زی
گل بیر خیل
جلال خیل
لنگر خیل

مجمل حال قوم غوریاخیل

قوم غوریاخیل اپنے مورث غوریا کے نام سے غوریاخیل مشہور ہے
غوریا کے چار فرزند تھے۔ جیسا کہ سلسلہ نسب مین ظاہر کیا گیا ہے منجملہ
اِن کے چمکنی کسی بات پر بھائیون سے ناراض ہوکر علیحدہ ہوگیا۔
ابتداً غوریاخیل نواح قندہار مین آباد تھے وہان سے اوٹھکر غزنی مین
آئے۔ اور غزنی سے نواح کابل و ننگرہار مین جاکر مقیم ہوئے۔ جب
اِنکی جمعیت معقول ہوگئی تو یہان سے پیشاور کو روانہ ہوئے ولازاکون سے
بمقام سلطان پوری لڑکر وسیع میدان پیشاور پر قوم مہمند داوودزئی خلیل نے
قبضہ کرلیا۔ ایکدفعہ مابین یوسفزئی۔ اور غوریاخیلون کے بھی لڑائی ہوئی
مگر بجز نقصان کے طرفین کو کچھ فائدہ نہوا۔ غوریاخیل اپنے خان کو
ارباب کہتے ہین۔ مہمند دو ہین جو پہاڑون پر رہتے ہین اونکو بر مہمند
اور جو میدان پیشاور مین رہتے ہین اونکو مہمند کہتے ہین۔

جب نواب فیض اللہ خان والی رامپور۔ قندہار سے ہندوستان
واپس آئے تو اپنے ہمراہ پیشاور سے شاہ محمد خان مہمند کو لے آئے تھے
رامپور مین آکر عہدہ جمعداری عطا کیا اور ایک وسیع قطعہ زمین کا واسطے رہائش

کے دیا - جو ابتک شاہ محمد خان کے گھیر کے نام سے مشہور ہے -
شاہ محمد خان کے نور محمد خان اور اونکے محمد حسن خان ہوئے جنہون نے
بحکم حاجی حرمین شریفین نواب کلب علیخان جی - سی - ایس - آئی - مشیر قیصر
اخبار دبدبہ سکندری ۱۲۶۶ھ مین جاری کیا - ۱۳۱۴ھ مین اونکا انتقال ہو گیا
اور پانچ فرزند یادگار چھوڑے - منجملہ اونکے محمد حسین خان نے ۱۳۲۲ھ
مین انتقال کیا - اور یادگار ایک فرزند ارشد حسین خان کو چھوڑا - حاجی
محمد علی حسین خان - محمد فاروق حسن صابری - شاہ محمد رفیق حسن خان - شاہ
محمد شفیق احمد خان بے القابہم ہین - اخبار مذکور زیر اہتمام محمد فاروق حسن صابری
آب و تاب سے جاری ہے -

حالات قوم زمند۔ پسر دویم شرخبون
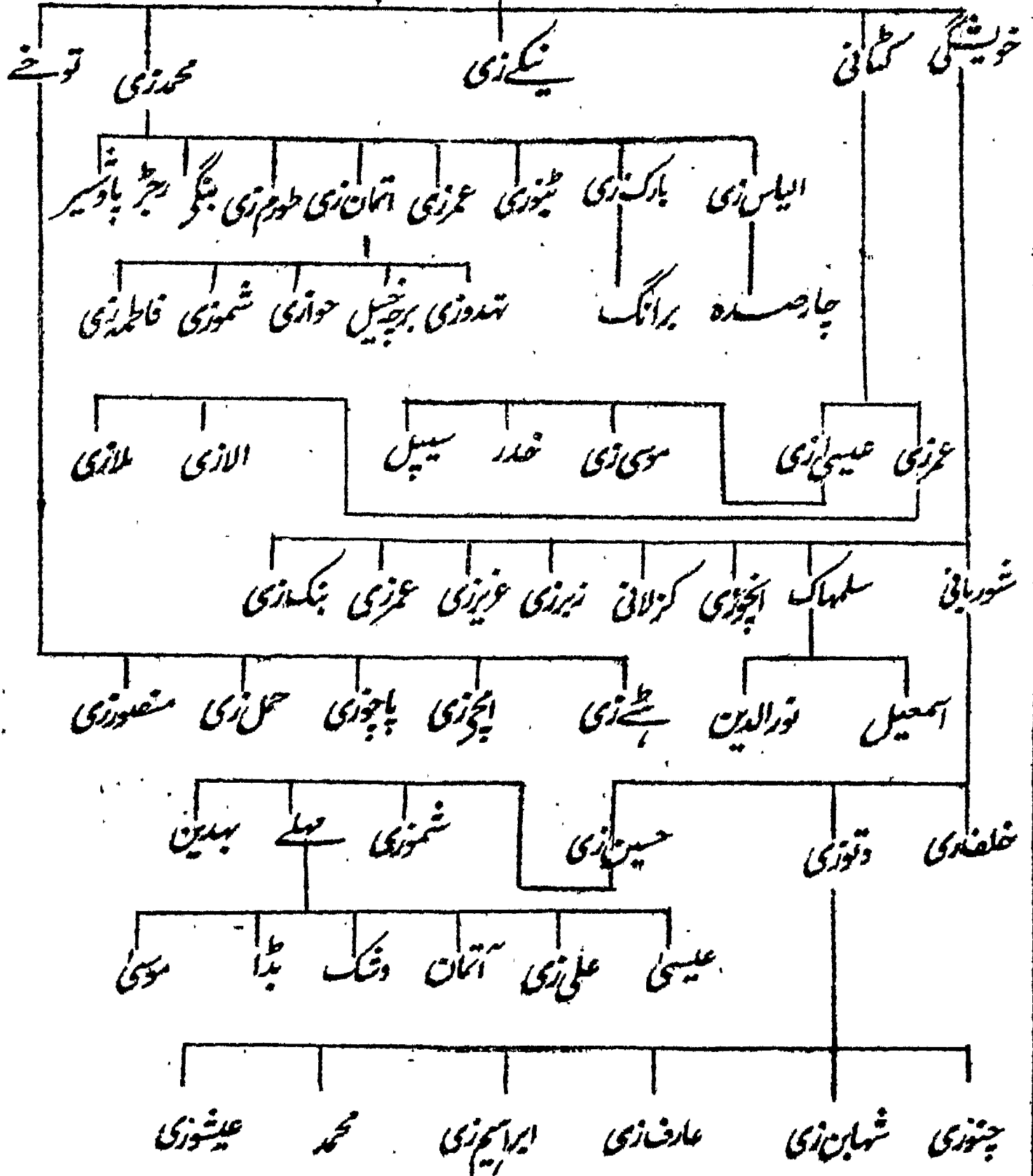
ابتدا مین زمند۔ جسکی بڑی شاخ خویشگی ہے۔ نواح قندہار مین ارغسان کے متصل آباد تھے سنہ آٹھ و نو ہجری کے درمیان علاقہ پشین اس قوم کے قبضہ مین تھا۔ قوم ترین نے بزور علاقہ مذکور انسے لے لیا۔ زمند غوربند مین آ گئے اور وہان سے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور جس جگہہ اب قصور آباد ہے وہان سکونت اختیار کی۔ اور

مسمی سپرہ قوم بلوچ کی مار دھاڑ کی انسداد کے لئے بٹک زی۔ حسین زی۔
عارف زی۔ شابن زی۔ کزلانی۔ سلہاک مغرب کی طرف جدھر سے
مسمی سپرہ بلوچ حملہ کرتا تھا مقیم ہوئے اور دوسرے زمند بجانب شمال۔
ابراہیم زی بوجہ دشمنی قوم چینوزی کے یہان سے اوٹھکر جوزجہ مین چلے
گئے اور شاخ سلہاک۔ انجوزی۔ اور حسین زی کے مقابلہ سے تنگ آکر
قبضہ ٹانڈہ مین چلے گئے۔

محمد زی شاخ خویشکی زمند ہشت نگر مین آباد ہے۔

سلسلہ نسب کانسی پسر سویم خرشبون

الوزی — زمریانی — محمد زی — سیالا — موسیلخ — شیرون

کنیر — کوہیار — شنواری — سالم — سلمٹ — حمرط

شیخ ملخیل — جوگاخیل — میرداد خیل — بیروخیل — سنگوخیل — سرکےخیل — سلیمان خیل

کانسی کی شاخ شنواری۔ خیبر مین رہتی ہے اسواسطے انکو خیبری کہتے ہین
شنواری بندوق کا نشانہ لگانے مین۔ مہارت کامل رکھتے ہین۔ اور
اسکی شاخ سنگوخیل تیر مارنے مین مشاق ہے۔

غور غشت فرزند دوم قیس عبدالرشید
دانی
بانی
مندو
ترین
گاکڑ
ناغر
پیٹے
داوی
ساغر خیل
یونس خیل
موسیٰ زی
تردہ غر
سرگڑھ
درپی خیل
درمهر
حلال خیل
غلتی خیل
مکران
انچ زی
جرمی خیل
پندار
گرگرانو
سین
شدران
علیسی زی
نے زی
لیقوب زی
تاران
زن غوری
تقرم
شہزاد
جدرام
ابابکر
حسین
الیاس زی
ستیا
یوسف
علیسی
شاوزی
انگوزی
فاطمه زی
انوزی
آدم زی
عمر
حسام
شام
سنجر
یونس خیل
سالار خیل
سودان زی
علی خیل
برات خیل
سرم زی
آتمان خیل
کیوے
خضر خیل
عرنی خیل
عبداللہ زی
مرزی
غوری زی
پدازی
شادوزی
انوزی
محمد زی
رحیم زی
ابابکر
شموزی
ابراہیم
حسین خیل
یاسین خیل
شمس الدین
شموزی
ایوب
قبول
اسلام
سلیمان خیل
ادو خیل
شکور خیل
آتمان
ڈاوڑ
سباک
سیدزادہ ہے ظاہر آپ
شناس کی اولاد میں۔
سوڑے
ملی زی
یحییٰ زی
امیری
اکان زی
شار زی
ترکوزی
احمد زی
کمال زی
ابوسعید زی
مروان زی
حلال زی
رومی زی
عین الدین
ابوالمعانی
بیش الدین
شادی
شادی خیل
باجو خیل
ایوب زی
مندوزی
تاجوزی
مما خیل
متک
مچھے خیل

۵ یونس — ۴ ناغر ابن دانی — مشں

۶ بھرنڈ ۶ سلاج ۶ ترک ۶ عبدالرحمن ۶ چندرو ۶ سلیتے ۶ مندر ۶ بلکٹ ۶ خاوو ۶ نبرو

۵ سانٹنگ ۵ ختانی ۵ مرغزانے — ۴ پنسے ابن دانی — ۵ البوت ۵ سکون ۵ لہون

۵ سیٹن ۵ مرغستن ۵ تاسم ۵ مرزی ۵ دہیال ۵ بایکزی ۵ خوزک ۵ سامی

۶ آتمان خیل ۶ سدے ۶ مسعود خیل ۶ کززیرخیل ۶ ودیر

۶ نصرزی ۶ یک خیل ۶ انخرزی ۶ مولی زی ۶ حسین زی ۶ سلے زی ۶ عمرخیل ۶ مسے زی ۶ مرد و خیل

۶ موسیٰ خیل ۶ علی خیل ۷ بابرزی ۷ اغرزخیل ۷ یہیبت خیل ۷ دریلہ پلارٹے

۷ بلبل زی ۷ لہرزی ۸ حمزہ خیل ۸ احمد ۹ اوین زی ۹ سلے زی

۹ سیلین زی ۹ معدووزی ۹ حسن خیل ۱۰ خدوزی ۱۰ احمدزی

۱۱ شہ عالم زی ۱۱ عمر گٹازی ۱۱ گرموزی ۱۱ شادی زی ۱۱ تولاڑی

۱۲ شیروزی ۱۲ داروزی ۱۲ ادینہ زی

۱۳ کرم زی ۱۳ طوطی زی

۱۰ شانیوزی ۱۱ کانوزی ۱۱ خواجک زی ۱۱ باب زی ۱۱ مرسین زی کابل زی

۱۰ ہرزان خیل ۱۰ کمے زی ۱۰ خان زی ۱۱ خویداد خیل ۱۰ ظہرو خیل ۱۰ ہلال زی ۱۰ کمدوزی

کمال زی ۱۰ جلال زی ۱۰ بھڑزی ۱۰ بائی زی ۱۰ ہبدین زی ۱۰ جلان زی

حالات قوم غورغشت

اگرچہ قوم غورغشت کی چھہ شاخین ہین - ۱ - کاکڑ - ۲ - ناغر - ۳ - پنی - ۴ - دادی - ۵ - بابی - ۶ - مندو - علاوہ اسکے تیمنی اور کدون دو شاخین - کاکڑکی اور بیان کی جاتی ہین - مگر سلسلہ نسب مین درج نہین - منجملہ اِن کے کاکڑکی اولاد -

کاکڑزی

سب سے زیادہ مشہور اور قوی ہے - جو ایک وسیع پہاڑی ملک پر قابض ہے - جو شمال مین ملک غلزی - اور شمال مائل غرب علاقہ ارغسان ہے اور نیز حصہ علاقہ توبہ سے - جو قوم اچکزی درانی کے قبضہ مین ہے مغرب جنوب مین بلوچستان اور کچھہ علاقہ سیبی تور - اور کوہ سلیمان کی شاخ سے محدود ہے مگر جب یہ ملک کثرت آبادی کے سبب تنگ ہوا - تو یہان سے بہت سے غورغشت مقامات مختلف کو چلے گئے - غورغشت کے نبیرہ کاکڑکی اولاد نے چھہ ضلع

راولپنڈی میں یک گاؤں اپنے جد اعلیٰ کے نام پر غور غشت آباد کیا۔ یہاں سے

بعہد محمد شاہ (۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ) لاہور میں میر منو صوبہ لاہور کے پاس چلے آئے

میر منو نے بعہدہ رسالداری مقرر کیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد منصب چار صدی عطا

کیا اگر نجابت خان اس منصب پر زیادہ عرصہ نہ رہ سکے اور کسی بات پر میر منو سے

ناراض ہو کر بقصد دار السلطنت دہلی لاہور سے چلکر منزل بمنزل اعظم آباد* مین پہونچے

یہان نصیر الدین راوری صوبہ تھے اونہون نے میر منو سے بہی زیادہ قدر فرمائی

اور ہزاری منصب عطا کر کے ہزار سواروں کا افسر مقرر کیا۔

کچہہ دنون کے بعد ان کے پاس بہائی خان راجپوت بازید پور کا اپنے بہائی بندون سکنائے

بازید پور کی ایذادہی کا فریادی ہوا اور کہا کہ اگر اوسکی حمایت مین سکنائے بازید پور کی سرکوبی

کر دی جائے تو اوسکے معاوضہ مین ایک گاؤن غیر آباد ہمیشہ کیلئے آپکی نذر کرون گا۔

نجابت خان نے حسب استدعائے بہائی خان سکنائے بازید پور کی سرکوبی کر کے موضع

غیر آباد پر قبضہ کر لیا۔ اور سید غالب علیخان علاقہ دار ورئیس بڈولی سے چند دیہات جو دریائے

جمنا کے مغربی کنارے بجانب کرنال تہے ستاجری پر لے لئے۔ گاؤن غیر آباد کے مرقعہ پر

قلعہ تعمیر کیا۔

بہائی خان اور دوسرے راجپوتون کو تعمیر قلعہ کی ناگوار ہوئی اور اونہون نے مردمان

نجابت خان سے پرخاش شروع کی نجابت خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے

بجائے اعظم آباد کے اپنی فوج کی چہاونی یہان ہی تجویز کی اور اپنے قبائل کو معہ اپنے

* اعظم آباد اوس زمانہ مین بارونق قصبہ تھا مگر اب ویران علاقہ کنجپورہ مین ہے اسکو ترا ؤڑی بہی لکہا ہے۔

بہائی ضابطہ خان اور ہمشیرہ زادہ شادی خان کو غورغشت سے بلالیا۔

سنہ ۱۷۲۷ء مین قلعہ کے متصل ایک قصبہ آباد کیا اور اوسکا نام کنجپورہ رکھا۔ بازید پور اور دیگر دیہات قرب وجوار کے راجپوت کنجپورہ کی آبادی کو اپنی ناجایز آزادی کے مخل سمجھکر اوسکے انہدام کے لیے کنجپورہ پر چڑہ آئے مگر خفیف مقابلہ کے بعد پیٹہہ دکہائی نجابت خان نے اُنکے ماوا و ملجا بازید پور کو اُنکے قبضہ سے نکال کر بہائی خان کے حوالہ کیا۔

راجپوت بہاگ کر غالب علیخان رئیس ٹہڈولی کے پاس پہونچے اور نجابت خان کے مقابلہ پر اونکو امادہ کرنا چاہا مگر وہ اونکی شرارت سے واقف تہے اسواسطہ اونکی استدعا کو نامنظور کیا۔ دو سال تک راجپوت اور اور ذوی مقدرت رئیسونکو نجابت خان کے خلاف اوکساتے رہے مگر کسی نے حامی نہین بہری سنہ ۱۷۴۳ء مین عزت خان چکلہ دار سہارنپور انکی باتون مین آگیا اور بغیر سوچے سمجھے راجپوتون کی حمایت مین پوری فوجی قوت کے ساتہہ کنجپورہ پر دہاوا کر دیا۔ نجابت خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے اپنے ہمشیرہ زادہ شادی خان کو فوج کا افسر بنا کر چکلہ دار کے مقابلہ کو روانہ کیا۔

عزت خان دریاے جمنا کو عبور کر کے اِس پار آیا تہا کہ شادی خان نے بہادرانہ مقابلہ کر کے دریای فنا مین غرق کر دیا فوج کا جدہر منہہ اوٹہا بہاگ گئی شادی خان مظفر و منصور کنجپورہ مین واپس آیا۔ نجابت خان جب راجپوتون کے حامیون کو ٹہکانہ لگا چکے تو راجپوتون پر متوجہ ہوئے جس جس

گاؤن کے سرغنہ نے اونکے خلاف کارروائی کی تہی اون کے دیہات پر قبضہ کرلیا۔

سنہ ۱۷۵۷ء مین نجابت خان اپنے مفتوحہ علاقہ کا بندوبست کر چکے تو بادشاہ دہلی عزیز الدین عالمگیر ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے عالمگیر ثانی نے بالطاف شاہانہ علاوہ خطاب نوابی کے سند ریاست کنجپورہ معہ ایکسو انچاس ۱۴۹ مواضعات علاوہ اُن مواضعات کے جو نجابت خان نے خود تسخیر کئے تہے جنکی آمدنی تین لاکہہ سے زیادہ تہی عطا کی۔

سنہ ۱۷۶۰ء مین سداشیو عرف بہاؤ مرہٹہ معہ اپنے چچازاد بہائی بالاجی اور اوسکے فرزند سواراؤ کے بغرض حصول انتقام دتاپٹیل کے جو بمقابلہ احمد شاہ درانی مارا گیا تھا دکھن سے پہلے دہلی مین آیا اور دہلی سے یہ سنکر کہ شاہ درانی کے لشکر مین اجناس خوردنی کنجپورہ سے آتی ہے کنجپورہ پر دہاوا کیا۔ نواب نجابت خان کہلے میدان مین اسقدر کثیر لشکر سے لڑ نہین سکتے تہے اسواسطے محصور ہوگئے ابراہیم خان گاردی مرہٹون کے توپخانہ کے افسر نے قلعہ کو گولے مار مار کر چہلنی کردیا۔ ایسی حالت مین نواب نجابت خان نے بغیر لڑے بھڑے جان دینا معیوب سمجھا اور قلعہ سے نکل بہادرانہ مقابل ہوئے مگر

✠ یہ مواضعات کرنال۔ اندری۔ تہانیسر۔ شاہ آباد۔ بڈولی مین واقعہ تہے مگر روساء سکھہ کے دست برد سے صرف ۳۸ دیہات رہ گئے جو کرنال اور اندری کے پرگنہ مین ہین۔ اس زمانہ مین مابین دریاے جمنا اور ستلج کے تین ریاستین مسلمانون کی تہین۔ کوٹلہ۔ راے کوٹ۔ کنجپورہ۔ مگر تینون کو زوال روساء سکھہ کے ہاتہون ہوا۔

اس لشکر کثیر کے مقابل کیا پیش جا سکتی تھی آخر شہید ہوئے انکے شہید ہوتے ہی مرہٹون نے کنجپورہ اور آس پاس کے دیہات کو جی کھولکر لوٹا۔ نواب دلیر خان فرزند نواب مرحوم بشمول دیگر روساء افاغنہ بغرض امداد شاہ درانی کی خدمت مین حاضر تھے اونہون نے اس حادثہ کی اطلاع شاہ درانی کے گوش گذار کی وہ سنکر بہت متاثر ہوا اور سکندرہ سے جہان وہ مقیم تھا فوراً کوچ کا حکم دیدیا اور دریاے جمنا کو باغپت کے کھاٹ عبور کر کے مرہٹون کی جانب متوجہ ہوا۔ بہاؤ کنجپورہ کو لوٹ کر سرہند جاتا تھا شاہ درانی کی آمد آمد سنکر واپس ہوا۔ پانی پت کے میدان مین دونو لشکرون کا مقابلہ ہوا نواب دلیر خان نے بڑی دلیری سے اپنے والد کا انتقام مرہٹون سے لیا۔ شاہ درانی نے مرہٹون پر فتح پاکر نواب دلیر خان کو سند بمضمون عزیز الدین عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی عطا کی جسمین نواب مرحوم اور نواب دلیر خان کی خدمات نمایان کے اعتراف کے بعد نواب دلیر خان کو مستقل رئیس کنجپورہ تسلیم کر کے کامل اختیارات حکمرانی عطا کئے گئے اور خطاب بخشی ارجمند سے عزت افزائی کی گئی۔

نواب دلیر خان

شاہ درانی سے رخصت ہو کر کنجپورہ مین آئے اور انتظام ریاست مین مصروف ہوئے انکے عہد مین آمدنی ریاست کنجپورہ تین لاکھ روپیہ تھی مگر اونکی وفات سے

کچھہ پہلے ر روسا و سکھہ نے اونکے علاقہ مین دست اندازی شروع کی ۱۷۷۳ء مین نواب دلیرخان کا انتقال ہوا اونکے فرزند۔

نواب گلشیرخان

مسند ریاست پر متمکن ہوئے اونکے عہد مین بہی سلسلہ دست برد روسا و سکھہ کا جو نواب دلیرخان کے عہد مین شروع ہوا تہا برابر جاری رہا جمنا کے مغربی کنارے کا بہت سا علاقہ ان کے قبضہ سے نکل گیا۔

۱۷۹۷ء مین پیرون صاحب کو جو حسب استدعائے روسا و پہول کیان بغرض اخراج طامس صاحب فرانسیسی آئے تہے۔ نواب گلشیرخان نے پوری امداد دی جسکے صلہ مین پیرون صاحب نے ان کو رئیس کنجپورہ تسلیم کیا ۱۸۰۱ء مین نواب گلشیرخان کا انتقال ہوا آپکے فرزند۔

نواب رحمت خان

جانشین ہوئے اور انکو بہی اونہین مشکلات کا سامنا ہوا جنکا سلسلہ اونکے جد امجد کے عہد مین شروع ہو گیا تہا۔ کیونکہ روساء جنید۔ لاڈوہ۔ تہانیسر۔ کیتہل اپنے اپنے علاقہ کو مار امار انکے علاقہ کے دیہات سے بڑہا رہے تھے اور نواب رحمت خان ان مشکلات کی مقاومت نہین کرسکتے تہے اسی یاس و ہراس مین تین سال منقضی ہوئے

کہ انکے اقبال نے یاوری کی۔ لارڈ لیک صاحب سنہ ۱۸۰۴ء مین دہلی کو مرہٹون سے لیکر ہلکر اور رئیس لادوہ کی شورش ہٹانے کو آگے بڑھے نواب رحمت خان لارڈ موصوف سے دوستانہ تعلق قایم کرکے انکی امداد پہ کمر بستہ ہوگئے اور سلسلہ دست بردوساد سکھہ کا منقطع ہوگیا۔

لارڈ لیک صاحب نے امداد دہی کے صلہ مین انکے فرزند بہادر جنگ خان کو سات گاؤن بطور جاگیر پرگنہ کرنال مین بذریعہ فرمان دستخطی خود عطا کیے۔ اسوقت نواب رحمت خان کے علاقہ زیر حکومت کی آمدنی نوے ہزار روپیہ تہی۔

سنہ ۱۸۱۱ء مین جارج بارلو لارڈ منٹو صاحب نے نواب رحمت خان کو رئیس خود مختار تسلیم کرکے اپنی حفاظت مین لے لیا۔

سنہ ۱۸۲۲ء مین نواب رحمت خان فوت ہوئے ان کے فرزند۔

نواب بہادر جنگ خان

مسند نشین ہوئے چھہ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۸۲۹ء مین لاولد فوت ہوئے ان کے بھائی۔

نواب غلام علی خان

جانشین ہوئے سنہ ۱۸۴۳ء مین انکو اظہار وفاداری کا موقعہ ہاتہ آیا۔ اسی سال

بھائی اودے سنگھ لاولد فوت ہوئے اور ضبطی ریاست کیتھل کے انتظام کے لئے

گریٹ ہڈ صاحب اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ امبالہ کیتھل تشریف لے گئے

انکے ساتھ فوج ریاست نے باغواے ٹیک سنگھ اہلکار ریاست کیتھل فساد کیا جسکے

دبانے مین نواب غلام علی خان نے پوری امداد دی اور پچاس سوار سر ہنری لارنس

صاحب کی خدمت مین مامور کئے جو دو مہینے تک اونکی خدمت مین رہکر فرایض

مفوضہ کو انجام دیتے رہے سر ہنری لارنس صاحب نے امداد ہی کا شکریہ بذریعہ

چھٹے کے ادا کیا۔

سنہ ۱۸۴۵ء جنگ ستلج کے موقعہ پر انہون نے گورنمنٹ کو باربرداری اور رسد رسانی

سے امداد دیکر خوشنودی گورنمنٹ حاصل کی۔

سنہ ۱۸۴۶ء کو اختیارات فوجداری و مال بشمول دیگر روساء تھانیسر و شام گڑھ وغیرہ

سلب ہوگئے۔ سنہ ۱۸۴۹ء مین نواب غلام علیخان کا انتقال ہوا۔ انکے فرزند۔

نواب محمد علی خان

مسند نشین ہوئے انکو بھی اظہار وفاداری وخیر خواہی گورنمنٹ انگریزی کا موقعہ ہاتھ آیا

سنہ ۱۸۵۷ء مین غدر ہوا جسکے فرو کرنے مین انہون نے اپنے تمام سوار اور پیادے حکام

گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کردئے جنکو تھانیسر مین مامور کیا گیا جہان امن وامان قایم

رکھنے مین اپنی خدمات کو کامیابی سے ختم کیا جسکے صلہ مین گورنمنٹ انگریزی نے
پہلے تو ایکسال کا روپیہ جو جنگی خدمات کے معاوضہ مین لیا جاتا تھا معاف فرمایا مگر پھر
اس عطیہ کو انکے خدمات کے مقابلہ مین کم وزن خیال کرکے روپیہ مذکور کا نصف
دوام کے لئے کم کر دیا۔ ۱۸۸۶ء مین نواب محمد علی خان نے وفات پائی اور انکے فرزند

نواب ابراہیم علی خان

مسند نشین ہوئے۔ آپ چیف کالج لاہور کے تعلیم یافتہ ہین۔ انتظام ریاست مین مصروف ہین
نواب ابراہیم علی خان کی جاگیر اور مملوکہ اراضی زرعی ضلع کرنال کے پرگنہ اندری اور
اضلاع مظفر نگر و سہارنپور مین واقعہ ہین۔ جاگیر کے ۳۸ دیہات سے ۳۷۶۷۲ روپیہ وصول
ہوتا ہے اور ملکیت کے بارہ گاؤن سالم اور ۶۴ دیہات مین حصہ ہے جنسے ۲۳۱۳۰
روپیہ لگان حاصل ہوتا ہے۔ متفرق آمدنی کرایہ مکانات و آمدنی باغات چودہ ہزار روپیہ
ہے دیگر اہل خاندان اولاد کرم شیر خان کے پاس چھہ ہزار کی جاگیر اسکے علاوہ ہے
روساء کنجپورہ کے سوا اور کئی رئیس زادے قابل تذکرہ ہین جنسے مجکو شرف ملاقات
حاصل ہے۔ اول احمد حسن خان ہین جنکے حسن اخلاق اور پسندیدہ عادات کا تحریر
مین محدود کرنا میرے امکان سے باہر ہے مجکو انکے حسن اخلاق سے مستفیض
ہونیکا اُس وقت موقعہ ملا تھا کہ جب آپ اپنا علاج کرانے کے لیئے ڈاکٹر فیض محمد خان

سول سرجن ریاست نابہہ کے پاس جو اسی خاندان روساء کنجپورہ سے ایک حاذق حکیم اور لائق ڈاکٹر ہین نابہہ مین تشریف لائے تہے۔

دویم۔ غلام احمد خان۔ جو عرصہ تک کونسل ریجنسی ریاست گوالیار کے ممبر رہے تہے اور پہر پنشن لیکر علی گڈہ مین تشریف لے آئے اور یہان ہی دنیاے ناپائدار کو ترک کیا اور ایک حجرہ مین جو خوشنمائی کے ساتھ شاہ جمال رحمت علیہ کے مزار کے ہمسایہ مین بنا ہوا ہے آسودہ ہین آپ نہ صرف عقل و تدبیر مین کامل تہے بلکہ طبع موزون اور خیالات پاکیزہ رکہتے تہے جب مین اونکا یہ شعر پڑہتا ہون

گلستان مین گلون کے کان مین آواز پڑتی ہے ترا ذکر خفی کرتا ہے ہر پتہ زبان ہو کر

تو گہڑیون اسکی کیفیت سے مسرور رہتا ہون۔ واقعی شعر مذکور قدرتی استعارون اور نیچرل تشبیہون سے معرفت کے اثر مین ڈوبا ہوا ہے جسکو سنکر وجد ہوتا ہے مرحوم کے دو صاحبزادے ہین بڑے صاحبزادہ سلطان احمد خان۔ چہوٹے صاحبزادہ آفتاب احمد خان اور دو نو بیرسٹرایٹ لاہین۔ اولذکر دہلی مین وکالت کرتے تہے۔ مہاراجہ گوالیار (ہز ہائنس مہاراج ادہراج کرنل سر مادہو راؤ صاحب بہادر سیندیہ جی۔ سی ایس۔ آئی) نے بلحاظ قدامت اور ذاتی قابلیت کے سولہ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ مقرر کرکے اور نیز اونکے لڑکون کی تعلیم ولایت نکے اخراجات کی کفالت فرماکر بلالیا اور بمنصب جلیلہ

چیف جسٹس ہائی کورٹ ریاست گوالیار مقرر فرمایا۔

ثانی الذکر علی گڈھ مین وکالت کرتے ہین اگرچہ پہلے تو آفتاب برائے نام تھے مگر ابتو ضیائے قومی ہمدردی نے سچ مچ آفتاب بنا دیا جسکی شعاعین یقین ہے کہ اسلامی دنیا کو دور تک روشن کرین گی۔

علاوہ کنجپورہ کے ہندوستان مین اور جگہ بھی غور غشت آباد ہین گوہانہ ضلع رہتک مین تفرق ابن کاکڑ کی اولاد صاحب املاک ہے ضلع بلندشہر خورجہ بارہ بستی مین بہت آباد ہین۔

بیٹن فرزند سویم قیس عبدالرشید
اسمٰعیل
درسپون
کجین
سلسلہ اولاد آگے آئیگا
بی بی متو
دوتانی
گوشے
ابراہیم
متنائی
ورگارے
غرزن
اوکرے
بامیز
شہیر
بند
یوسف خیل
تنگرلانی
ابوالفرح
باعے
فتح خیل
چلاک خیل
غوثون
صاحب خیل
اسمٰعیلک
قرنانہ
اورک زئی
دزگے
زرکنے
بائی خیل
غوری زئی
دوداڑے
شاہ ملک
تاجو خیل
بائی خیل
رام دیو
سکرے
نیازی
خاکی
بسور
بسوانی
ہمدانی
آدم خیل
رسول خیل
معروف خیل
خواجو خیل
دون خیل
سہر خیل
سن
مال خیل
ترے
چلے
جاگل خیل
احمد خیل
منڈی خیل
عمر خیل
خود خیل
مغرے
سبو
حسن خیل
لائے خیل
الف دین خیل
عطائی خیل
سمرزی
درے خیل
چنکے خیل
گلے خیل
سرستے خیل

کجین ابن بیٹن

کیسو اودیزی پشتاکنے تنا دنا گکھہ گرام

مندان خیچے زوجہ اول زوجہ دویم پالہ خیل سارڑے

عمرخیل سیدی خیل نعمت خیل توران ایا خیل شاہ خیل تارن راوی سیجہ

روزی خیل علی خیل شاہ گل خیل ازغرخیل بابوخیل جلال خیل

عالم خیل بدہ خیل فیروز خیل کگاخیل بشی خیل

بوبا بویک دروگے خیل

سکنی خیل جنگہ خیل جینے خیل لشکرخیل جلال خیل شین خیل عاشہ خیل

باکل خیل تاج بیگ خیل بانج خیل ریگے خیل ماسوخیل رسوخیل ہوڑ خیل بیگے خیل ایسب خیل بلال خیل

شمائل خیل غازی خیل ماتی خیل ازغرخیل شادی خیل علی خیل

سراج خیل بی بی خیل بیبرہ خیل مدی خیل عمرخان خیل عیسو خیل حسین خیل رتن زی

کیسو موسی زی ددوڑے

تمان خیل خضر خیل ازغرنخیل خانی خیل نادر خیل کاین خیل برہ خیل سین زی کترے حسن خیل

مالی خیل میان کرخیل شیخ علی خیل

یارزی خیل قلندرخیل

دری خان خیل میداخیل رائد خیل ملک خیل ککاخیل الوخیل

حالات

روسائے کرنال کا امتیازی نسب متزلزل ہے مسٹر بیسی صاحب مصنف تاریخ روسائے پنجاب مولفہ سر لیپل گریفن صاحب انکو پٹھان لکھتے ہین کیونکہ پورا نے کاغذات سرکاری مین پٹھان لکھے ہوئے ہین اور ابتک پٹھان لکھے جاتے ہین اور یہ بھی لکھتے ہین کہ ابٹسن صاحب (سپرنٹنڈنٹ بندوبست کرنال) انکو جاٹون کی قوم خیال کرتے ہین۔ یہ خیال بمقابلہ استدلال مسٹر بیسی صاحب محض خیال ہے بعض کا خیال غلط ہی کہ یہ کیانی ہین،

یہ بہی اسٹیپسن صاحب کے خیال غلط کے ہم خیال ہین۔ مولف کے نزدیک منڈل منڈر کا بگڑا ہوا ہے اور منڈر افغانون کی ایک شاخ ہے جو اپنے مورث منڈر کے نام سے منڈر مشہور ہے۔ منڈر خیرالدین فرزند سٹربن سے ساتوین پشت مین یوسف (یوسف زی) کا برادرزادہ ہے۔ علاوہ اسکے یہ خاندان خیرخواہی گورنمنٹ مین سرگرم رفاہ عام کا دلدادہ قوم کا ہمدرد اور فیاض ہے اور یہ ہی معیار شرافت اور علونسبی ہے۔ جس سے تمام غلط خیالون کی تکذیب ہوتی ہے قدیمی وطن ان کا سامانہ (علاقہ سرکار پٹیالہ) ہے یہان سے غلام محمد خان اپنی مقبوضہ جاگیر کو جو سامانہ مین تھی۔ بندا بیراگی کے متعصبانہ برتاؤ سے چھوڑکر بہوئے کے متصل جو دریائے ستلج کے کنارے ہی چلے آئے۔ یہان ایک وسیع علاقہ پر قبضہ کرکے قلعہ تعمیر کیا۔ مگر یہان بھی متعصبانہ برتاؤ کی مقاومت نہ کرسکے اور اسکو بھی خیرباد کہکر مظفرنگر اور میرٹھ کے چند پرگنون پر قبضہ کر لیا۔

سنہ ۱۷۷۹ع کو نواب مجید الدولہ عبدالمجید خان کاشمیری وزیر شاہ عالم بادشاہ دہلی نے نئی وزارت کے چاؤ مین امیرالامرا نواب نجف خان سے تفوق حاصل کرنے کیلئے بیس ہزار فوج کے ساتھ معہ شہزادہ فرخندہ بخت سکہ روساء پر دارالخلافتہ سے چڑہائی کی کرنال پہونچنے پر شیرالدین خان فرزند غلام محمد خان امداد کے لئے شہزادہ کے

حضور مین حاضر ہو گئے۔ جب مجید الدولہ گھڑام تک آکر بے نیل مرام ہی ہی شاہی حکومت کو خاک مین ملاکر واپس ہوئے تو انکو سکہ رؤسا سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ شیر الدینخان نے کچھ حکمت عملی سے کچھ زور سے جون تون مجید الدولہ کو پانی پت تک پہنچایا جسکے صلہ مین مجید الدولہ نے شہزادہ کی طرف سے اور اپنے دستخط سے مزین کر کے سند عطا کی جسمین شیر الدین خان کو مظفر نگر وغیرہ کے علاقہ کا جاگیردار تسلیم کیا گیا۔ بعد وفات شیر الدین خان کے جاگیر مذکور بعہد شاہ عالم جبکہ دار الخلافتہ مین مرہٹون کا زور تھا دولت رام سیندیہ نے محمدی خان برادر شیر الدین خان کے نام بحال رکھی۔

سنہ ۱۸۰۵ء مین سرکار انگریزی نے حسب تجویز لارڈ لیک صاحب ملک مفتوحہ مغربی کنارے دریاے جمنا کو چھوٹے چھوٹے رئیسون مین تقسیم کرنا چاہا تاکہ رؤساے سکہ کی پیشقدمی کے سدراہ ہو جائین۔ اس تجویز کے مطابق سرکار انگریزی نے جاگیر مظفر نگر وغیرہ جسپر اوسوقت محمدی خان اور انکے بھتیجے محمد اسحاق خان اور چچازاد بھائی غیرت علیخان قابض تھے پرگنہ کرنال کے ۶۲ دیہات جمعی ۴۸ ہزار روپیہ سے بادائے پندرہ ہزار روپیہ مالگذاری اس وعدہ کے ساتھہ کہ ضلع کرنال کے اور حصے جو کسیکو نہین دئے گئے وہ بھی انکو دئے جاینگے۔ اس فقرہ مین آکر جاگیر دارون نے تبادلہ منظور کر لیا۔ جاگیر مظفر نگر کے چند دیہات جو محمدی خان کو انکی خیر خواہی کے صلہ مین ملے تھے وہ انکے نام مسلم رکھے۔

سنہ ۱۸۰۶ء کو جاگیرداروں کے باہم حصص جاگیر کی نسبت تنازعہ ہوا آخرہر سہ متنازعین نے باہمی فیصلہ کر کے تقسیم نامہ تحریر کیا جسپر رزیڈنٹ دہلی کے دستخط ثبت ہیں اس تقسیم نامہ کی روسے حصص جاگیر بلحاظ سالانہ آمدنی کے حسب ذیل قرار پائے شہر کرنال اور ایکدو دیگر محال مشترک رکھے گئے محمدی خان ۱۵۰۰۰ روپیہ غیرت علیخان ۱۳۰۰۰ روپیہ محمد اسحاق خان ۱۲۰۰۰ روپیہ محمدی خان کی وفات کے بعد انکے فرزند۔

نواب احمد علی خان

جانشین ہوئے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں اُنھوں نے اپنی تمام فوج اور خزانہ گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کر دیا جسکے شکریہ میں لارڈ کیننگ صاحب گورنر جنرل ہند (پہلے وائسرائے) نے اپنی چٹھی موسومہ چیف کمشنر صاحب میں یہ قیمتی فقرات تحریر فرمائے۔

گورنمنٹ کو نواب صاحب کے ساتھ دل کھولکر ایسی فیاضی کرنی چاہیے جیسی کہ نواب صاحب نے بلا تامل سرکار انگریزی کی مدد کی تھی۔ چونکہ نوابصاحب کی خدمات نہایت امتیاز کے قابل ہیں لہذا گورنر جنرل حکم فرماتے ہیں کہ پانچہزار روپیہ سالانہ خراج جو نوابصاحب ادا کرتے ہیں وہ انکو اور انکی اولاد صلبی کو ہمیشہ کیلئے معاف کیا جاوے اور دربار عام میں نہایت اعزاز کے ساتھ خلعت دس ہزار روپیہ کا دیا جائے۔

نواب احمد علیخان نے ۱۳۰۶ھ میں انتقال فرمایا انکے فرزند۔

نواب عظمت علی خان

جانشین ہوئے جو ابتک زندہ ہین انکی اور انکے بھائیون رستم علیخان عمر دراز علی خان کی آمدنی ریاست حسب ذیل ہے

	نواب عظمت علیخان	رستم علیخان و عمر دراز علیخان
از جاگیر واقعہ کرنال	۶۱۱۰*	۱۲۱۲۸
از جاگیر واقعہ مظفر نگر	۲۰۸۷	۶۱۷۴
آمدنی اراضیات مملوکہ	۱۷۵۹۰	۳۵۱۳۲
کرایہ مکانات	۴۳۷۱	۸۶۲۹

رستم علیخان اور عمر دراز علیخان دونو شامل ہین اور دونو ہی رفاہ عام کے کامون مین خاص طور پر دلچسپی رکھتے ہین ڈائمنڈ جبلی کی یادگار مین شفاخانہ کرنال مین آئی وارڈ تعمیر کرایا اور پہر ایک شفاخانہ شہر کرنال مین تعمیر فرمایا۔

دوسرے حصہ دار جاگیر غیرت علیخان کے خاندان کے رکن اعظم فیض علیخان ہین انکی جاگیر کرنال کی آمدنی ۵۴۸۵ روپیہ ہے موضعات کولی ودلیسری مین بہی حصہ ہے علاوہ

* یہ اعداد مولف نے تاریخ نیبی صاحب روسای پنجاب سے لئے ہین مگر اب ان اعداد مین ترقی کے ساتھہ تبدیلی ہوگئی۔

اسکے سالانہ ریاست پٹیالہ مین چھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے اس شاخ کے دوسرے حصہ دار نجابت علیخان ۔ قمرالدین خان اور اکبر علیخان کی بہ ترتیب ذیل جاگیر کی آمدنی ہے ۔ ۴۸۱۵ - ۳۲۳۳ - ۳۸۹۸ مگر دونو آخر الذکر کی جاگیر بوجہ لاولد فوت ہونے کے فیض علیخان کے حصہ مین آئی ۔

تیسرے حصہ دار جاگیر محمد اسحاق خان کے خاندان کے رکن اعلی شمشیر علیخان تھے جنہون نے ایک فرزند خرد سال ذوالفقار علیخان یادگار چھوڑکر وفات پائی انکی جاگیر کی آمدنی کرنال کے تیرہ گاؤن سے ۲۰۰ء روپیہ ہے ملکیت کے دو گاون سالم اور آٹھ گاون مین حصہ ہے اور یہ تمام جاگیر بوجہ خرد سالی ذوالفقار علیخان کے زیر اہتمام کورٹ اوف وارڈس ہے اس شاخ کے دوسرے حصہ دار فتح محمد خان اور کرم الٰہی خان کے پاس ۴۷۰۰ روپیہ کی جاگیر کرنال مین تھی اور دو دو گاؤن کے مالک تھے مگر ان دونون کے لاولد وفات پانے پر شمشیر علیخان انکی جاگیر کے مستحق ہوئے اور انکے بعد ذوالفقار علی خان مالک ہین ۔

صحت نامہ حصہ دویم حیات لودی معروف بہ شوکت افغانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	اجداد مادری لودی	اجداد مادری ام لودی
۲	۱۴	بسط	بسیط
۱۰	۸	اور دہ بہی	اور وہ بہی
۱۱	۳	اسن کی تلاشش	مامن کی تلاشش
"	۸	روح بنوت	اوج بنوت
۲۳	۳	شاہوکو	شاملوکو
"	۶	شاہوکو	شاملوکو
"	۱۳	غوربال	غوریان
"	"	بعدعنیس	بادغیس
۲۴	۹	تزک	ترک
۲۵	۱	پوشیدہ کرایا	پوشیدہ کرادیا
"	۲	جان محمد خان	خان محمد خان
"	۱۳	سنہ ۱۱۴۲	سنہ ۱۱۴۲ھ
۲۷	۹	اوڑاکر	اوڑکر
"	۱۲	نور محمد خان غلزی	نور محمد خان علیزئی
"	"	دماتوری	دماتو نورزئی
۲۸	"	سپہلار بناکو	سپہ سالار بناکر
۲۹	۱۰	از نظر انداخت	از نظر انداختہ
۳۲	۵	احمد خان	احمد شاہ
"	۷ حاشیہ	سر برہند	سرہند
۳۳	۴	شاہ درانی	شاہ دُرانی
۳۴	۱۱ حاشیہ	مرتضوی نیشاپوری سے	موسوی نیشاپور سے
۳۵	۱۲ حاشیہ	ہنگش	بنگش
۴۲	۴	اہ ینہ بیگ	آدینہ بیگ
۴۳	۸	سنہ	غلط ہے
"	۸ حاشیہ	شاید کہ سپیر	شاید کہ سپہر
۴۴	۱۰ حاشیہ	دکن کے عازم ہوئے	عازم دکن ہوئے
۴۵	۶ حاشیہ	حیدرآباد کو چھوڑ کر	حیدرآباد چھوڑ کر
۵۳	۱۱ حاشیہ	اور بیلا	اور بیدر
۵۵	۴	سنہ ۱۱۷۳ع	سنہ ۱۱۷۲ھ
"	۱۳ حاشیہ	اور شہر کے	شہر کے
۵۶	۱۱ حاشیہ	نقد۔ گی	نقد دے گی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶	۱۳ حاشیہ	مدارس	مدراس
۷۱	۸	سرجان ملیکم	سرجان میلکم
۷۵	۶	فتح علیخان قاجار	فتح علیخان قاچار شاہ ایران
۷۷	۷	کہ جس نے	کہ جس سے
"	۱۵	آنربل موسٹ الفنسٹن	آنربل مونٹ الفنسٹن
۷۸	۴	غرض اسی	غرض اس
"	۷	موسٹ	مونٹ
۸۲	۴	جھجر	چھچھ
"	۹	سینکرہ	شنگیرہ
۸۴	۱۴	کام کے جوائے	کام کے جائے
۸۹	۳	اوسی نے	اوس نے
۹۲	۱۶ حاشیہ	بسنہ ۱۰۳۰ھ ۷۵ع سی لغایتہ سنہ ۹۶۱ھ ۱۲۵۸ع	بسنہ ۱۲۳ھ ۷۵ع لغایتہ سنہ ۶۵۶ھ ۱۲۵۸ع
۱۰۷	۹	جھجر	چھچھ
۱۱۷	۵	شاہ کو سلام مسنون ادا کیا اور	سلام مسنون کے بعد شاہ کی
۱۱۹	۱۵	جگہ بھیجدن	جگہ بھیجدے
۱۲۴	۱۳	گھوڑون کے	گھوڑون کو
۱۲۵	۴	مسٹر کر فیریزر	مسٹر فیریزر
۱۲۸	۸	یہاں اور آکر	یہان آکر
۱۲۹	۱۲	ملاقات سے	ملاقات کے لئے
۱۳۰	۸	ملکون کی تباہی ہوئین	ملکون کی بنی ہوئین
۱۳۱	۶	گورنر جنرل کو اول	گورنر جنرل کو بدل
"	"	کمانڈر انچیف کو بیرل کا	کمانڈر انچیف کو بیرن کا
"	۱۲	مثلاً افغانی	مثلاً شجاع الملک کا افواج
۱۳۷	۴	گندہک	گندمک
"	۵	برف بازی	برف باری
۱۳۷	۷	ہندوستان	زائد ہے
۱۴۲	۳	دو لاکھ روپیہ	ایک لاکھ روپیہ
۱۴۴	۴	ایسٹ انڈیا کی طرف سے	ایسٹ انڈیا کمپنی کیطرف سے
"	۹	اور دشمن یا دشمنان	دشمن دشمنان
۱۵۱	۱۴	ملاقات تاشقرغان	ملاقات کو تاشقرغان
۱۵۲	۳	قید کرلے	قید کرکے
۱۵۳	۳	اوس کی	روس کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	٦	بہاگ گئے	بہاگے گے
۱۶۰	٢	تاشقند مین لایا	تاشقند مین بلاکر
"	٥	بطن سے سنہ ۱۸۷۳ء	بطن سے سنہ ۱۸۷۴ء
۱۶۳	٤	باعث بنا	باعث تہا
"	١١	سرلا بیہ کے	سرلا بیہ
۱۶۸	٩	حالات پرسش	حالات کا پرسش
۱۷۰	٧	لبریل	لبرل
۱۷۱	٨	زینت افزا دین گے	زینت دینگے
۱۷۳	١٠	راستہ ہر منزل مین	راستہ مین منزل مین
"	١١	محفوظ رہکر	محفوظ رہے
"	١٣	سردار خان	سرور خان
۱۷۴	٩	مشورہ لکہنے مین	مسودہ لکہنے مین
۱۷۸	١٢	اوسی طرح کی کابل	اوسی طرح کی کامل
۱۹۰	٦	انہون تصفیہ	انہون نے تصفیہ
۱۹۴	٣	جوابی سرحد کا	حوالی سرحد کا
۱۹۶	٤	بغرض ملازمت	بغرض ملاقات
۱۹۸	٢	اغراض شاہی	اعزازی خطاب
۲۰۰	١١	اوس وعدہ	اوس عہدہ
۲۰۱	٤ حاشیہ	ہمگر وایسراے	مگر وایسراے
۲۰۲	٦	مین ہی	مین ہی
۲۵۳	"	تنگ و تاز	تگ و تاز
۲۵۵	١١	دکہایا جایا	دیکہا یا جائے
۲۵۶	٥	نہین رکہا	نہین لکہا
"	"	بالکولی	با کولی
۲۵۹	١٢	حال افسرون	حال حبیب افسرون
۲۶۴	١٠	المورہ کو	المورہ کا
۲۶۵	١٤	بینگڈہ	نیگڈہ
۲۷۰	٤	عرض کیا اور	عرض کیا
۲۷۵	١٣	فوج آباد	فرخ آباد
۲۷۷	٧	لکہا	بلایا
"	١٠	سپہ سالاز	سپہ سالار
۲۷۸	٤	نواب عماد الملک	نواب عماد الملک
"	١١	شہزادون کے	شہزادون کو
۲۷۹	٦	اورہ ہوکر	آوارہ ہوکر
۲۸۰	٩	متفقہ	متفقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۰	٩	امدادی	مدادوہی
۲۸۲	٦	نواب فیض اللہ	نواب فیض اللہ خان
۲۹۲	١	معاف کرین گے	معاف نکرین گے
"	١١	نواب احمد علیخان نے	نواب محمد علیخان نے
۲۹۷	١٠	آنکھون مین سے خون	آنکھون مین خون
۳۰۱	١	اوس نے خط مضمون	اوس نے خط کے مضمون
۳۰۲	١٠	افاغنہ سے	افاغنہ نے
"	١٢	مگر یو یون	مگر تو یون
۳۰۳	٤	غلام محمد علیخان	غلام محمد خان
"	١٢	غلام خان	غلام محمد خان
۳۰۵	١١	نشایش	بساتش
۳۰۶	٩	ارغوانی کاوار تہا	ارغوانی کادور تہا
۳۰۷	١٣	سنہ ۱۲۵۶ھ مسند	سنہ ۱۲۵۶ھ کو مسند
۳۱۲	٩	گورنمنٹ نے	گورنمنٹ نے بموقعہ دربار قیصری
"	١٠	سلامی ایزاد	سلامی ۱۳ سے ۱۵ - ایزاد
۳۱۷	٧	دوبارا اعلان	دربار اعلان
۳۲۵	٧	کہکر اور	کہکر
"	٩	سینسٹہ ہزار اور	پینسٹہ ہزار روپیہ
"	١١	فرزند دوندیخان	فرزندان دوندیخان
۳۲۶	٨	ادنٹ - کہٹرا	اونٹ کہٹرا
۳۵۵	٨	نشا دنند	نشادند
۳۵۸	٤	ریاست بہوپال سے معتوب ہوئے	انتظام ملکی ریاست بہوپال سے علیحدہ ہوئے خطاب و اعزاز ذاتی موقوف ہوا

حصہ سوئم

تاریخ جامع
۱۳۲۵ھ

حیات لودی

معروف بہ

شوکت افغانی

محتوی سلسلہ انساب وحالات برادران

عینی وعلاتی لودی واولاد

لودی

فہرست مضامین حصہ سوم حیات لودی معروف بہ شوکت افغانی

حاشیہ

باب اول مشتمل حالات برادران عینی و علاتی لودی

پہلے حصے مین جو حالات اجداد پدری و ہمجدی پدری لودی پر مشتمل ہے لکھہ آیا ہون کہ شاہ حسین جس کا سلسلہ نسب اوسی حصے مین درج ہے ۔ حوادث روزگار و رنجش اقارب سے اپنے وطن غور سے آوارہ ہو کر شیخ بیٹن ۔ ابن قیس عبدالرشید کے گھر آگیا شیخ بیٹن نے مثل فرزندون کے پالا ۔ جب بڑا ہوا تو تمام کاربار خانگی پر حاوی ہوگیا ۔ بی بی متو دختر شیخ بیٹن کا میلان خاطر شاہ حسین سے ہوگیا جس کا نتیجہ استقرار حمل ہوا ۔ جب اس امر کی اطلاع والدہ بی بی متو کو ہوئی تو اوس نے یہ حال شیخ بیٹن کے پاس ظاہر کر کے ۔ بی بی متو کا نکاح شاہ حسین سے کر دینا مناسب بیان کیا ۔ شیخ بیٹن کو بوجہ لاعلمی حسب و نسب شاہ حسین نکاح مین تامل تھا اکیروز شیخ بیٹن نے باتون باتون مین شاہ حسین سے اوسکا حسب و نسب دریافت کیا ۔

جس کے جواب مین شاہ حسین نے اپنے آپ کو شرفاے غور سے ظاہر کر کے
کہا کہ اگر یقین نہو تو کسی کو غور مین بہیجکر دریافت کر لو - شیخ بیٹن نے اس کام کیلئے
ایک افغان کاغ ڈور کو تجویز کیا - شاہ حسین نے ایک خط اسمی شرفاے غور اور
ایک انگشتری بطور نشانی کے دیکر کاغ ڈور کو غور مین بہیجدیا - کاغ ڈور نے غور
مین جاکر حسب نشاندہی شاہ حسین - خط دیا اور انگشتری دکہاکر حال دریافت کیا -
مکتوب الیہ اور اور مردمان نے - شرافت اور نجابت شاہ حسین کا اعتراف کیا -
کاغ ڈور غور سے سیدہا شاہ حسین کے پاس آیا اور کہا کہ مین تمہارا حسب ونسب
دریافت کر آیا ہون - مگر جب تک تم میری درخواست منظور نکروگے تمہارا اصلی
حال کسی پر ظاہر نکرونگا - شاہ حسین نے جب پختہ وعدہ کیا اوس وقت کاغ ڈور
نے کہا کہ اوسکی دختر مسمات مہی سے بہی شادی کر لو - شاہ حسین نے منظور کیا
کاغ ڈور شیخ بیٹن کے پاس آیا - اور اصلی حال شیخ بیٹن کے پاس ظاہر کیا -
شیخ بیٹن نے اوسی وقت نکاح بی بی متو کا شاہ حسین سے کر دیا -
دوسرا نکاح شاہ حسین نے مسمات مہی دختر کاغ ڈور سے کیا - ان دونون
بیویون سے حسب ذیل اولاد پیدا ہوئی - جو بی بی متو کے نام پر متی مشہور ہے
پہلا فرزند بی بی متو کے بطن سے غلزی ہوا -

دوسرا فرزند ماہی دختر کاغ ڈور کے بطن سے شروانی ہوا۔

تیسرا فرزند بی بی متو کے بطن سے ابراہیم عرف لودی ہوا جو اس تاریخ کا ہیرو ہے

شاہ حسین غوری

- زوجہ اول بی بی متو
  - ۲ غلزئی
    - ۳ توران
      - ۴ بارو
        - ۵ ہوتک (سلسلہ اولاد آگے آئیگا)
        - ۵ توخی (سلسلہ اولاد آگے آئیگا)
    - ۳ ابراہیم (سلسلہ اولاد آگے آئیگا)
      - ۴ بابو
        - ۵ یحییٰ
        - ۵ شاہو خیل
        - ۵ طاہری
    - ۳ برہان
  - ۲ ابراہیم عرف لودی (سلسلہ اولاد آگے آئیگا)
- زوجہ دوم ماہی
  - ۲ شروانی (سلسلہ اولاد آگے آئیگا)

ہوتک ابن یارو

ملک یار ۶ — یوسف ۶ — دولت ۶ — عزت ۶

حسین عیسکزئی ملزئی خضرزئی نذراک برتزئی راحی زئی عمرزئی — اکازئی بائی زئی

اسحاق کٹوزئی کدین زئی کنڈزئی نیادوزئی عمرزئی مندین زئی — مامازئی پائی زئی

قطب عمر — توان زئی سادت زئی طاہرے الیسپےزئی لسوزئی معروف زئی اتماخیل ششرزئی علی زئی بولڈ

جلال الدین ۱۰ — عمر ۱۱ — مند ۱۲ — کرم ۱۳ — شاہ عالم خیل ۱۴ — نوراللہ خان ۱۷ — حاجی عبدالرحمن ۱۷

ہمند ایوب زئی حسن خیل نورخیل — حاجی میرخان شاہ عبدالعزیز عبدالقادر یحیی — عبدالرحیم خان ۱۸

معدود خیل پوپل خیل یونس خیل رستم خیل — شاہ محمود شاہ حسین شاہ اشرف محمد خان — شکراللہ خان ۱۹

لستو خیل باٹا خیل

تونخی ابن یارو

باسیو خیل اکازئی

محمد زئی نموزئی بیہروزئی موسی خیل شمل زئی جلال زئی میران زئی حسن خیل کتبانی — شیر شاہ ۱۸

سید خیل عاشتوزئی عراقی سورموزئی — نورالدین اکرزئی ہوازئی سین خیل جبیتوزئی نعل زئی

بران زئی خوندہ خیل نظیر خیل — فیروز خیل بہرام خیل دعوت خیل بہلول خیل سیاہ زئی تاجو خیل تانو خیل

شاکی خیل ہائی خیل

بوتی خیل، جبرزئی، برکی، موسی زئی، شاہ حسین خیل، سیکاک، آدم زئی، پالکی زئی، انوزئی، پیرک خیل، عیسی زئی، براہیم خیل، بایزید زئی، کرم خیل، یدو خیل، حسن خیل، خان خیل، بارکزئی، عمر خیل

بابکرزئی — علی شیرزئی — الی زئی — شمہ خانی خیل

ایزب — **ابراہیم ابن غلزی** — موسیٰ

[illegible]

سلیمان خیل علی خیل اکاخیل عبدالرحیم خیل وشتخیل بارز خیل جلال خیل خواجو خیل ستی خیل نیزخان خیل

ممو زئی مشنخیل یوسف خیل علی خان خیل عالی خیل منداز ئی زیبا خیل عمرخیل بارز خیل سلطانی اسمعیل زئی

محمد خیل مقام خیل بیرگہ خیل جوری خیل پیرا خیل معیز خیل تنی خیل سکو خیل ل گگ

غورگے میر خان خیل آزاد خیل نوری خیل فاطمہ خیل سالی خیل شہباز خیل

کمال خیل اعظم نیکن خیل بانی خیل کشتی خیل ہیبت خیل

کریم خیل مشتی خیل نوزد خیل باری خیل آزاد خیل کروخیل خیری زئی حبار خیل آدم خیل جابو خیل اخوند خیل

سرست خیل ازا خیل بنگو خیل فراز خیل فتح خیل دریا خیل نیکنام خیل مرزا خیل گیدزئی ٹیا خیل عیسو خیل

احمد زئی صالح خیل اسمعیل زئی بجبہ سلطان زئی سارہ سن زئی برت خیل دوزن خیل فتح خیل جابی خیل

قیصر بایندہ خیل حبلان زئی شاہ نوری دینا خیل سلطان خیل بجھو خیل حسن خان خیل

انوزئی قطب خیل چونی زئی بیارو خیل ایز خیل آتان خیل ادین خیل محمود خیل

جونی زئی شیر پائی مغل خیل حیاتو خیل بابکر خیل امیر خیل جیلر خیل سکی خیل سر بکیاڑے

قلندر کلا خیل سشہ خیل سرد خیل برہ اموزئی مستوزئی نسو خیل خواجہ داد خیل

ڈاسو عبدالرحیم سلطان لندی زئی خوجک درگے شمایل زئی گلداد خیل غنی خیل دولت زئی سدو خیل

بابکر خیل معروف خیل موسیٰ خیل عیسیٰ خیل یحییٰ خیل کرو خیل تغر یار خیل اللہ دین خیل ٹوری گرگے

موسیٰ خیل (از قوم کاکڑ ملحق بقوم اندڑ غلزی)
رستم خیل خوبی والہ بانوزی شصت وال اُٹل خیل نوربیگ خیل شمشیر خیل ازاز خیل کمال خیل
ترکے ابن موسیٰ ابن ابراہیم غلزئی
بادین خیل نا خیل ساک خیل فیروز خیل تسوبل خیل گرگز خیل
بارک خیل
جمال خیل گور خیل
حریف خیل کلا خیل
نازک خیل دلدار خیل شنبلے المزئے
کنجو خیل میری خیل کلو خیل
شاکل خیل شیخ نور خیل شیرن خیل نوغان خیل سدو خیل
مصری خیل حسن خیل حاتم خیل لالو خیل
نور خیل تاجو خیل اندابی خیل صابر خیل
تراب خیل سلیم خیل
ظالم خیل شاب خیل
قدر خیل دورا خیل مجل خیل
خیر خیل کبیر خیل شاتی خیل قتال خیل اکبر خیل زرین خیل
ترین خیل بستام خیل لاجبیر خیل
شہباز خیل قباد خیل سینزی
نورازی ملک دین خیل سنو خیل گرانی خیل براہیم خیل زانو خیل خانی خیل صاحبداد خیل فراق خیل بیگو خیل شاہ عبد خیل

حالات قوم غلزی برادر عینی لودی

قدیمی مسکن قوم غلزی کا کوہ سلیمان کی ایک شاخ ہے جسکا نام بوجہ سکونت اولاد قیس عبدالرشید کوہ قیس کے نام سے معروف ہے ۔

سلطان محمود غزنوی نے قوم غلزی کو کوہ قیس سے اُٹھا کر افغانستان کے میدان مین آباد کیا اب اُنکے قبضہ مین دریاے کابل کی وادی سے جو ننگرہار[+] تک چلی گئی ہے جس کا طول شمال سے جنوب مایل غرب تک ایک سواسی میل اور عرض شرق سے غرب تک پچاس میل ہے یہ قوم مذہباً سنت جماعت اور خصلتاً دلیر جنگجو ۔ اولی العزم ہے ایک دفعہ اپنی خصلت کے تقاضا سے سلطان محمود غزنوی کی باربرداری کو لوٹ لیا جسکے عوض مین بہت سے غلزئی قتل ہوئے اگرچہ پہلے ہی سرداران قوم غلزئی ذی وقعت اور ذی حوصلہ تھے مگر لمغی توخی کے زمانہ سے جسکو تین سو برس سے کچھ زیادہ زمانہ گزرتا ہی پتہ لگتا ہی کہ اس

[+] ننگرہار ۔ اصل مین نو انہار تھا کیونکہ اس ملک مین نو نہرین جاری تھین جس کے باعث اس تسمیہ کے ساتھ معروف ہوا چونکہ پشتو بولنے والون کی زبان پر یہ لفظ ثقیل تھا اسواسطے بگڑ بگڑا کر ننگرہار ہوگیا ۔

قوم کے سردار نہ صرف قوم کے نزدیک معزز تھے۔ بلکہ شاہان ہند اون کو
بلحاظ قومی طاقت کے معزز سمجھکر ملکی انتظام اون کے ہاتھون کراتے تھے
اور حسن انتظام کے صلہ مین بعطائے خطاب قدر افزائی فرماتے تھے۔
بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے ملخی توخی کو بذریعہ فرمان محررہ ۱۱۰۲ ہجری واسطے
محفوظ رکھنے راستہ قلات اور قرتو کے (جو اغلزات مین ہے) قوم ہزارہ* کے
راہزنون سے مقرر کیا تھا اور حسن انتظام کے صلہ مین خطاب سلطان عطا کیا۔
سلطان ملخائی توخی کے بعد حاجی میرویس ہوا جس نے قوم کو ایرانی حکومت
سے آزاد کیا۔ اسکا فرزند شاہ محمود باپ سے بہی سوا ہوا جس نے اصفہان
پایۂ تخت ایران پر نشان جا گاڑا جس کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بذیل حالات
شاخوار۔ قوم غلزی تحریر کرونگا۔

غلزئی کی مشہور شاخین حسب ذیل ہین

۱۔ غلزئی کے فرزند۔ توران کے نبیرون کے نام پر دو شاخین۔ ہوتک و توخی

* قوم ہزارہ ترکون کی ایک شاخ ہے اور بعض چرکس بیان کرتے ہین۔ اکثر اہل ہزارہ کا مذہب شیعہ اور
زبان فارسی ہے جس سے ترکی ہونے مین شبہ ہوتا ہے۔ انکا ملک مسکونہ مابین کابل وہرات کے ہے
جو ہزارستان یا ہزارہ جات کے نام سے مشہور ہے۔

۲- غلزی کے فرزند ابراہیم کے دو فرزند- ایزب اور موسی کے چھ فرزندون کے نام یہ- چھ شاخین سلیمان خیل- علی خیل- اکاخیل (فرزندان ایزب) سہاک یا اسحاق- انڈرکے- ترکی (فرزندان موسی) ہین-

شاخ ہوتک- ابن بارو ابن توران

یہ شاخ اس واسطے زیادہ مشہور ہے کہ اس مین قومی آزادی کا دلدادہ میرویس ہوتک تہا جس کو حاکم قندہار نے بمنظوری شاہ ایران- افاغنہ نواح قندہار کا سردار مقرر کیا-

مگر جب گرگین خان- کرجی- بگلربگی (صوبہ) قندہار اور اوسکے ہمراہی گرجیون نے دست تظلم افغانون پر دراز کیا جس کو مرویس برداشت نہ کرسکا اور دادخواہ ہوکر ایران مین شاہ حسین صفوی کے پاس پہونچا- مگر یہان کون سنتا تہا آخر مایوس ہوکر بارادہ حج مکہ معظمہ پہونچا اور یہان اکیروز غایت حزن وملال سے قومی آزادی کی دعا مانگ کر بیت الدین سو گیا- جب بیدار ہوا تو اپنی تلوار میان سے نکلی ہوئی پائی- جو اس بات کی مبارک فال تہی کہ قومی آزادی تلوار سے حاصل کرو اس تفاول سے امیرویس کا حوصلہ بڑہا- بعد اداے حج سفر حجاز سے تجربہ حاصل کرتا

ہوا۔ قندہار مین پہونچا۔ اور بدستور افاغنہ قندہار کا سردار ہوا اور گرگین خان گرجی کو ظالمانہ
برتاو مین بدستور سرگرم پایا۔ آخر حاجی میرویس نے قوم کو گرگین خان کے ظلمون
سے نجات دلوانے کا تلوار کے ذریعہ مستحکم ارادہ کرکے۔ افاغنہ ابدالیون قزلباشون
کو اپنے ساتھ متفق کرلیا۔ اور ۱۱۲۰ ہجری کو شیخ زین جہان گرگین خان گرجی بغرض
تنبیہ افاغنہ کا کرٹ گیا ہوا تھا پہونچا۔ اور جاتے ہی گرگین خان گرجی کو گرفتار کرلیا
اور مراد خان افغان (خفتی) نے قتل کردیا سواران ہمراہی کے ساتھ بھی یہ ہی
سلوک ہوا۔ اسکے بعد میرویس قندہار مین آیا۔ اور مابقی ہمراہی گرگین خان کو قتل
کرکے قلعہ قندہار پر قابض ہوگیا۔

مولف۔ واقعہ قتل گرگین خان کو مین نے تاریخ جہان کشا نادری سے ترجمہ کیا ہے
اور تاریخ حیات افغانی سے بھی مدد لی ہے سرجان ملکم صاحب نے قتل
گرگین خان کو اہانت آمیز واقعہ سے رنگت دی ہے۔
کہ امیر ویس نے ایک کنیز کو اپنی لڑکی قرار دیکر گرگین خان کے پاس بھیجدیا
اور گرگین خان کو بہانہ دعوت کے بلاکر قتل کردیا۔
اور افغانون کے عنایت فرما۔ سید محمد حسین اغلب موہانی۔ مولف تاریخ نیرنگ افغان
نے سرجان ملکم کی تحریر کو بلحاظ تنقیح و تنقید واقعات محمد مہدی مولف تاریخ جہان کشا

کی تحریر پر ترجیح دی ہے۔

مجکو سرجان میلکم کے خیالی انضباط واقعہ پر تو افسوس نہین - کیونکہ میر جان میلکم پر کیا موقوف ہے تمام یورپین مورخین کو تاریخی واقعہ کو رنگت دینے مین اعجاز مسیحائی حاصل ہے۔

البتہ سید صاحب کی تائید کانٹا سی کھٹکتی ہے ؎

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم کہ بامن ہرچہ کرد آن آشنا کرد

سرجان میلکم کا محل تنقیح واقعات ایران ہے - اور اہل ایران غلزیون کو جیسا اپنا دشمن سمجھتے ہین وہ محتاج بیان نہین اور سچ بھی ہے کہ غلزیون سے اہل ایران کو سخت گزند پہونچا - جیسا کہ فاتحون سے اکثر پہونچا کرتا ہی - اس صورت مین اہل ایران سے نے جو کچھہ اپنے ذاتی کاوش سے لکھا دیا - سرجان میلکم صاحب نے لکھہ لیا - اگر سرجان میلکم غیرت افغانی سے باخبر ہوتے تو ضرور اس واقعہ کی چھان بین مین کوشش کرتے انھون نے اہل ایران کی زبانی جیسا کچھہ سنا لکھہ لیا یہ عام بات ہوگئی ہے کہ ہر شخص اپنے جانب دارون کی مغلوبی ایسے پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ جس سے بزدلی کا الزام عاید نہو اور مخالف کی شجاعت کی تعریف نہو۔

اگر فرض کیا جاوے کہ گرگین خان کو دہوکہ سے قتل کیا گیا۔ تو اون کے بھتیجے کیخسرو خان
کے قتل سے جو بڑی وہوم دہام سے چچا کا انتقام لینے کو قندہار پر چڑہ آئے تھے
اس واقعہ کی تکذیب ہوتی ہے محمد مہدی کو تنقیح واقعات کا پورا موقعہ حاصل تھا
امیرویس کی کارروائی اگرچہ اوسکے پیش نظر نہین ہوئی مگر اوس کا علم من وعن ضرور
ہوا ہوگا۔ کیونکہ تمام واقعات کی کیفیت ضرور ایران مین پہونچی ہوگی۔ علاوہ اسکے
نادر اور غلزیون کی لڑائی اوسکے سامنے ہوئی۔ اور قندہار مین بھی نادر کے ہمراہ
آیا۔ اگر واقعی قتل گرگین خان۔ اس طرح ہوا ہوتا کہ جیسا سرجان میلکم کی
تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو محمد مہدی نادر کا خوشامدی مورخ اوسکے دشمنون
کے عیبون پر اگر واقعی ہوتے پردہ نہین ڈال سکتا تھا۔ خدا جانے سید صاحب
نے کس غرض سے سرجان میلکم کی تحریر کو محمد مہدی کی تحریر پر ترجیح
بلا مرجح دی۔ اور تعجب اس بات کا ہے۔ کہ ایک واقعہ کو پیچ در پیچ بنانا۔ اور
اوسپر اہانت آمیز حاشیہ لگانے کو سید صاحب تنقیح اور تنقید واقعات قرار
دیتے ہین۔ خیر ع

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست

جب قتل گرگین خان گرجی کی اطلاع ایران مین پہونچی تو وہان سے کیخسرو خان۔

برادرزادہ گرگین خان نے بڑی دہوم دہام سے قندہار پر لشکرکشی کی جس کا انجام یہ ہوا۔
کہ وہ بہی چچا کے آغوش شفقت مین ہمیشہ کے لئے جا سوئے۔ اس کے بعد
شاہ ایران شاہ حسین صفوی نے محمد زمان خان شاملو کو تسخیر قندہار پر مامور
کیا وہ ہنوز راستہ مین ہی تہا کہ اجل نے اوسکے قلعہ حیات کو تسخیر کرلیا۔
حاجی میرویس نے براہ عاقبت اندیشی یہ حکمت عملی کی کہ بخلاف شاہ ایران اپنا
تعلق شاہ ہند سے قایم کرنے کے لئے اپنے بہتیجے شاہ اشرف کو بہیجا جس نے
سرہند کے متصل ملازمت شاہ عالم بادشاہ حاصل کی شاہ عالم نے حاجی میرویس
کو منصب پنجہزاری عطا کرکے اپنی طرف سے حاکم قندہار مقرر کیا۔ اور شاہ اشرف کو
بہی منصب سہ ہزاری عطا کیا۔
حاجی میرویس نے اثنائے حکمرانی مین یہ بڑی غلطی کی کہ شاخ توخی غلزمی سے معاملہ
اراضی وصول کرنا چاہا جس سے باہمی اتحاد و اتفاق۔ عداوت و مخالفت سے
بدل گیا۔ حاجی میرویس آٹہ سال حکمران رہ کر ۱۱۲۸ ہجری مین فوت ہوا اور اوسکا بہائی

شاہ عبد العزیز

جانشین ہوا مگر ایک سال کے اندر ۱۱۲۹ ہجری مین فوت ہوا۔ اس کے بعد
حاجی میرویس کا فرزند کلان۔

شاہ محمود

حکمران ہوا اور قلعہ فراہ کو اپنی حکومت مین اضافہ کیا۔ مگر سنہ ۱۱۳۰ھ میں اسد اللہ خان ابدالی نے فراہ پر قبضہ کیا جس کی استرداد کو شاہ محمود عازم ہوا۔

سنہ ۱۱۳۲ ہجری مین مابین فراہ - وزمین داور شاہ محمود غلزئی اور اسد اللہ خان ابدالی مین معرکہ ہوا جس مین اسد اللہ خان مارا گیا۔ شاہ محمود صرف قتل اسد اللہ خان پر اکتفا کرکے بلا مقابضت فراہ قندہار واپس گیا اور شاہ ایران کو اپنی طرف سے مطمئن رکھنے کے لئے۔ شاہ حسین صفوی سے کہلا بھیجا کہ قتل اسد اللہ خان

* شاہان صفویہ کا مورث اعلی شیخ صفی الدین اردبیلی حضرت موسی کاظم کی اولاد مین تھا صفی الدین کی نسبت سے۔ یہ خاندان صفوی مشہور ہوا صفی الدین کی پانچوین پشت مین۔ حیدر ہوا جس نے آبائی پیشہ زہد و اتقا چھوڑ جنگجوئی کا ہنر ایزاد کیا۔ آق قیون نے ترکمانون کے سردار زن خان سے لڑائی شروع کی بعد انتقال حیدر کے اوسکا تیسرا فرزند اسمعیل صفوی جانشین ہوا اس نے باپ کے تدابیر ملکی کو قایم رکھکر سرداران پر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۹۰۶ھ ۱۵۰۱ء کو سروار کے میدان مین ترکون کو شکست فاش دی اور تبریز کو دار السلطنت قرار دے کر تمام ایران کو فتح کر لیا اسمعیل کے بعد طہماسپ صفوی بادشاہ ہوا جس نے ہمایون کو مدد دیکر قندہار پر قبضہ کرا دیا آخر بادشاہ اس خاندان مین شاہ حسین صفوی سنہ ۱۱۰۶ ہجری کو تخت نشین ہوا۔

شاہ حسین صفوی کے عہد مین شاہ محمود غلزئی نے اصفہان کا محاصرہ کیا۔ شاہ حسین صفوی نے بمشاورت اہل اصفہان اپنے فرزند طہماسپ صفوی کو واسطے اجتماع لشکر کاشان بھیجدیا۔ اہل اصفہان نے شاہ حسین

صرف بغرض خیرخواہی دولت ایران ہوا ہے۔ اگر اودہر سے شاہ عازم خراسان

ہو۔ تو اودہر مین۔ ہرات پر یورش کرتا ہون تاکہ دونونکے اتفاق سے ابدالیون کا۔

استیصال ہوجاے۔

اس پیام نے حسب منشار شاہ محمود غلزئی شاہ حسین صفوی کے دل مین اثر کیا اور

شاہ حسین صفوی نے محمود غلزئی کو اپنا ہواخواہ سمجھکر خلعت معہ شمشیر مع خطاب حسین قلیخان شاہ

محمود کے لیے بہیجا اور اپنی طرف سے حاکم قندہار مقرر کیا۔

شاہ محمود بارادہ یورش ہرات سیستان مین آیا۔ اتفاقاً شہداد خان بلوچ نے کرمان پر

حملہ کیا۔ اہل کرمان نے شہداد خان بلوچ سے شاہ محمود کو بوجہ خیرخواہی شاہ ایران

بہتر خیال کرکے بلایا اور کرمان حوالہ کیا۔

شاہ محمود کو کرمان پر قابض ہوئے نو مہینے ہوئے تھے کہ قندہار سے شورش فارسی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۔ صفوی کو معزول کردیا۔ شہزادہ طہماسپ صفوی بعد معزولی شاہ حسین قزوین مین تخت نشین

ہوا۔ شاہ اشرف غلزئی نے شاہ حسین صفوی کو قتل کردیا۔

طہماسپ صفوی۔ امداد کی تلاش مین پہرتا تہا۔ کہ نادرقلی افشار اوس کا سپہ سالار بنا۔ اور اوسنے

ایران کو غلزیون سے خالی کرالیا۔ کچھہ عرصے کے بعد۔ نادرقلی نے شاہ طہماسپ صفوی کو قتل کردیا

اور خود بادشاہ ہوبیٹھا۔

بالون کی خبر آئی جس کے فرو کرنے کو شاہ محمود قندہار کو واپس گیا۔

دوسرے سال ۱۱۳۴ھ ہجری مین شاہ محمود کرمان مین گیا اب کی دفعہ اہل کرمان نے مزاحمت کی شاہ محمود نے محاصرہ کیا اہل کرمان نے شدت محاصرہ سے تنگ آکر امان چاہی اور بعد اداے پیشکش جو الگی کرمان کو بعد فتح اصفہان مشروط کیا ۸ جمادی الاول ۱۱۳۵ھ ہجری کو شاہ محمود کرمان سے روانہ ہوکر گلگون آباد مین جو اصفہان سے ۴ فرسخ ہے پہونچا یہان باہم شاہ محمود غلزئی اور لشکر ایران جنگ ہوئی لشکر ایران نے شکست کہائی۔ توپخانہ وغیرہ شاہ محمود کے ہاتھ آیا۔ اس فتح کے بعد شاہ محمود عازم اصفہان ہوا۔

غرہ جمادی الثانی کو محاصرہ اصفہان کیا۔ اہل اصفہان نے شہزادہ طہماسپ مرزا کو ولیعہد بناکر ۲۳ رمضان کو واسطے اجتماع لشکر کاشان کو روانہ کیا۔

۱۱ محرم ۱۱۳۶ھ ہجری کو شاہ حسین صفوی کو فرح آباد اصفہان مین معزول کیا۔

۱۴ محرم ۱۱۳۶ھ ہجری کو شاہ محمود نے بعد محاصرہ ساڑھے آٹھ ماہ کے اصفہان فتح کر کے سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔

شہزادہ طہماسپ مرزا صفوی نے معزولی شاہ حسین صفوی کا حال سنکر قزوین مین تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ شاہ محمود نے بغرض استیصال شاہ طہماسپ مرزا

پھر فوج قزوین کو روانہ کی جب یہ فوج آٹھ کوس کے فاصلہ پر قزوین سے پہونچی

شاہ طہماسپ صفوی قزوین سے آذربایجان چلے گئے۔

فوج مرسلہ شاہ محمود نے قزوین مین داخل ہوکر دست درازی شروع کی جس کے

جواب مین اہل قزوین نے بھی خوب ہاتھ دکھاے جس سے فوج مذکور کو اصفہان

واپس آنا پڑا۔

شاہ محمود خود قزوین مین آیا اور یہان کچھ فوج واسطے تسخیر شیراز کے روانہ کی۔ فوج مذکور

نے شیراز کو تسخیر کر لیا شاہ محمود دو برس تک حکمران رہا اور پھر اختلال دماغ مین مبتلا ہوا

محمود کا چچازاد بھائی ۔

شاہ اشرف

باتفاق افغانون کے جانشین ہوا۔ ۱۲ رجب ۱۱۳۷ ہجری کو خفیہ محمود کو قتل کرا دیا۔ شاہ

اشرف نے تخت نشینی کے بعد کرمان تبریز۔ طہران وغیرہ کو تا حدود عراق وخراسان

زیر حکومت کیا۔

۱۱۳۹ ہجری کو بحکم دولت عثمانیہ احمد پاشا حاکم بغداد معہ فوج کثیر باتفاق۔ خانک پاشا

حاکم مان وعبدالرحمت پاشا۔ حاکم ہمدان وقرا مصطفےٰ حاکم موصل بطلب شاہ حسین صفوی و

استرداد ملک ایران۔ افاغنہ غلزئی سے مامور ہوکر۔ ہمدان مین آئے۔ یہان سے

قاصد بھیکر شاہ اشرف سے شاہ حسین صفوی کو مانگا۔ اور ملک ایران کے چھوڑ دینے
کی دہمکی دی۔
شاہ اشرف نے اسکے جواب مین شاہ حسین صفوی کو جو اصفہان مین تھا قتل
کرا کر اوس کا سر احمد پاشا کے پاس بھیجدیا احمد پاشا اس جواب سے آشفتہ ہوکر
آمادہ پیکار ہوا۔ شہر کرومین تلاقی فریقین واقعہ ہوئی۔ احمد پاشا نے شکست کہائی
اور ہمدان کو چلا گیا۔ شاہ اشرف اصفہان مین واپس آیا۔
سنہ ۱۱۴۰ھ ہجری کو احمد پاشا حاکم بغداد نے شاہ اشرف سے صلح کرلی۔ کچھہ ملک
دولت عثمانیہ کے اور ولایات سمت شرقی عراق و دار المرز۔ شاہ اشرف کے
زیر حکومت رہے۔
اسی سال سلطان روم کی طرف سے ارشد پاشا واسطے استحکام صلح وادائے تہنیت
جلوس شاہ اشرف اصفہان مین آیا۔ شاہ اشرف نے محمد خان بلوچ کو سفیر بنا کر
دولت عثمانیہ مین روانہ کیا۔ انہی ایام مین نادر قلی افشار بادشاہ طہماسپ صفوی

۱ؔ نادر امام قلی بیگ افشار باشندہ ابیورد کا فرزند ہے۔ جو ۲۸ رمضان سنہ ۱۱۰۰ھ ہجری کو پیدا ہوا۔ او
نام نادر قلی بیگ رکھا گیا۔
امام قلی کے مرنے کے بعد اوسکی زوجہ یا نادر کی والدہ کے ساتھہ بابا قلی بیگ رئیس افشار

آمادہ ہوگیا۔ اور اوسنے افاغنہ غلزئی کے قبضہ سے ملک ایران کو واپس لینے کی کوشش کی۔

پہلا معرکہ۔ بروز سہ شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۱۴۲ ہجری کو باہم نادر قلی واشرف غلزئی کے مہماندوست مین ہوا جس مین شاہ اشرف کو شکست ہوئی۔

دوسرا معرکہ۔ ورامین مین ہوا۔ اسمین بھی شاہ اشرف کو شکست ہوئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۔ دختر کی قوم سے نکاح کرلیا۔ اور اپنی دختر کا جو دوسری زوجہ سے تھی۔ نادر کے ساتھ نکاح کردیا۔ جس کے بطن سے ۲۵ جمادی الاول ۱۱۳۱ ہجری کو رضا قلی مرزا پیدا ہوا۔

پانچ برس کے بعد۔ زوجہ نادر کا انتقال ہوگیا۔ نادر نے دوسرا نکاح اسکی بہن دختر باباقلی بیگ سے کیا جس کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے۔

بڑا۔ نصر اللہ مرزا۔ اور چھوٹا۔ امام قلی مرزا۔

شاہ طہماسپ صفوی جو امداد کی تلاش مین پہرتا تھا۔ نادر افشارون وغیرہ کی جمعیت بہم پہونچاکر شاہ طہماسپ صفوی کا سپہ سالار ہوگیا۔

۱۱۴۲ ہجری کو افاغنہ غلزئی کے تصرف سے ایران کو نکالا۔

۱۱۴۴ ہجری مین شاہ طہماسپ صفوی کو معزول کر کے اوسکے چار ماہہ فرزند عباس ثالث کو۔

تیسرا معرکہ۔ مورچہ خوار میں ہوا۔ یہاں بھی بد نصیب کو شکست ہوئی۔ آخر اصفہان کو چھوڑ کر شیراز گیا۔ اور ادھر اودھر مارا پھرا۔

شاہ حسین غلزئی برادر عینی شاہ محمود نے بانتقام اپنے بھائی کے شاہ اشرف کے قتل پر اپنے غلام ابراہیم کو مامور کیا۔ اتفاقاً۔ ابراہیم شاہ اشرف سے متصل شور ایک ملا اور شاہ اشرف کو قتل کر دیا۔ بعد قتل شاہ اشرف کے میرویس کا دوسرا فرزند

شاہ حسین

قندھار میں مسند حکومت پر متمکن ہوا۔ ملک ایران تو شاہ اشرف کی زندگی میں نادر کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۔ تخت پر بٹھا کر مہمات ملکی کو خود انجام دینے لگا۔ اور اپنا لقب طہماسپ قلی اختیار کیا۔

۱۱۴۸ ہجری کو نادر نے بعد حصول محضر رضامندی اہل اصفہان خود تخت سلطنت پر جلوس کیا کسی مورخ نے الخیر فیما وقع سے استخراج۔ تاریخ جلوس کیا۔

کسی استاد نے مادہ تاریخی کو بدل کر یہ شعر موزون کیا۔

برپدیم از مال و از جان طمع   بتاریخ لاخیر۔ فیما وقع

بعد تخت نشینی نادر نے اپنا لقب نادر شاہ اختیار کیا۔

۱۱۵۰ ہجری کو۔ نادر ہرات قندھار۔ کابل فتح کرتا ہوا۔ ہندوستان میں آیا۔ بمقام کرنال۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی مقابل ہوا۔ برہان الملک سعادت خان کو ان کی سواری کا ہاتھی بے قابو ہو کر نادر کے

پامردی سے نکل گیا تھا - شاہ حسین نے بعوض اوسکے ڈیرہ غازیخان کو حکومت قندہار کا ضمیمہ بنایا - شاہ حسین سے بھی ایسی ہی غلطی ہوئی جو اوسکے والد حاجی امیر ویس سے توخیون سے معاملہ اراضی وصول کرنے کی بابت ہوئی تھی شاہ حسین نے توخیون سے اونکا قلعہ جو ترنک کے کنارہ بنا ہوا تھا چھین لیا - اور بامی بنیرہ ملخی توخی کو قتل کر کے اموکای پر حملہ کیا اور بہت سے ترک خیلون کو قتل کر دیا - توخیون کے ملک یا سردار اشرف خان اور اوس کا بھائی الہ یار خان ارغنداب گئے ہوئے تھے - اونہون نے ہوتکیون کی یہ زیادتی سنی تو وہ نادر سے جا ملے اور نادر کے فتح قندہار کے لئے رہنما بنے - غلزیون کی باہم مخالفت کا یہ اثر ہوا کہ نادر نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ - لشکر مین لے گیا - جہان گرفتار ہوئے - مگر پھر دونو بادشاہون مین صلح ہو گئی محمد شاہ نادر شاہ کو دہلی مین لائے - شہدون نے یہ مشہور کر کے کہ نادر شاہ مارا گیا قزلباشون وغیرہ لشکر نادری پر ہاتھ صاف کیا - جب اس امر کی اطلاع نادر کو ہوئی وہ سوار ہو کر دہلی کی سنہری مسجد مین آ بیٹھا اور قتل عام کا حکم دیا - جس کی تعمیل مین ہزارہا مخلوق خدا کا خون ہوا -

آخر نظام الملک آصف جاہ میر قمر الدین خان بہادر و وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر نے نادر کا غصہ فرو کیا - اور قتل عام موقوف ہوا -

نادر نے اپنے فرزند - نصر اللہ مرزا کا نکاح صبیہ یزدان بخش فرزند دادار بخش تیموری سے کیا - جہیز مین دو کروڑ روپیہ کا مال پایا -

بہت جلد قلعہ قندہار فتح کرلیا - اور ہوتکیون سے جو زیادتی توخیون سے کی تہی -
اوس کا نادر نے یہ بدلہ لیا - کہ پندرہ سو گھر ہوتکیون کے ایران ترکستان - ہندوستان
کو جلاوطن کر دے - صرف دس بارہ ہزار گھر ہوتکیون کے افغانستان مین ہونگے
جو - مرغہ اور دونون طرف بازی غر اور سواغر کے آباد ہین جسکا فاصلہ قندہار سے چار
منزل اور قلات غلزی سے ایک منزل ہے -

شاخ توخی - ابن بارو - ابن توران

اس شاخ مین مشہور سردار تلخی توخی ہوا تہا - جو کل قوم توران کا سردار تہا - اسکو
اورنگ زیب عالمگیر نے واسطے حفاظت راستہ قلات و قرتو کے مامور کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲ - اس کے بعد امراون سے نذرانہ وصول کیا - برہان الملک - سعادت خان
کا انتقال ہو چکا تہا - اون کے صوبہ اودہ سے روپیہ لیا جسکی مجموعی تعداد ۱۵ کروڑ تہی علاوہ
اس کے تخت طاؤس و دیگر جواہرات نادرہ جن کی قیمت کی تعداد ساٹہہ کروڑ ہوگی لے کر
ایران کو واپس ہوا -
کچہہ عرصے کے بعد جنون مین مبتلا ہوا - طریقہ بیداد و سفاکی اختیار کیا بے گناہون کو ذبح کرکے
اون کے کلہ مینار چنوانا - ایکدفعہ کرمان مین کلہ مینار بنوایا - مہتمم تعمیر کلہ مینار نے اطلاع دی کہ
کلہ مینار تیار ہے صرف ایک سر کی کسر ہے - اسپر حکم دیا کہ مہتمم کا سر قلم کرکے کلہ مینار کو پورا

اور بصلہ حسن خدمات سلطان کا لقب عطا کیا۔ جیسا کہ پیچھے بھی لکھہ چکا ہون۔ سلطان

ملحی توخی کا فرزند حاجی عادل اور اوسکا فرزند بابی دلاور و جنگجو تہا۔ جس کو ہوتکیون

نے قتل کر دیا۔ اور ترک خیلون پر۔ اموکائی مین حملہ کر کے بہت سے ترک خیلون کو

قتل کیا۔ مسمیان اشرف خان واللہ یار خان دونون بہائی نادر سے جا ملے۔

جس کی امداد سے قندہار فتح ہو گیا۔ اور ان پر جو انہون نے زیادتی کی تہی اسکی

پاداش مین پندرہ سو گھر ہوتکیون کے جلا وطن ہوئے۔ قوم توخی زیادہ تر وادی ترنگ مین

پل سنگی سے لیکر علاقہ شیبار اور اوسکے نواح تک آباد ہین۔

سلیمان خیل۔ ابن ایرب ابن ابراہیم

اس شاخ مین ایک اولوالعزم سردار آزاد خان تہا جس نے آذربائجان۔ پر قبضہ کر لیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۔ کیا جاے۔

امرا و سپاہ یہ حالت دیکھکر اوسکے حکم سے سرتابی کرنے لگے۔ نادر نے اس تمام فساد کا باعث افشار وغیرہ کو سمجھا۔ اس لئے اوس نے افغانون پر اعتماد کیا۔ جس سے افشار وغیرہ اور بھی ناراض ہو گئے۔

آخر پانچ آدمیون نے نادر کے مارنے پر اتفاق کیا۔

۱۔ محمد صالح قرخلو

۲۔ محمد قلیخان قرخلو سرکشک باشی۔ یہ دونو نادر کے رشتہ دار تہے۔

اور کریم خان زند کی کے ساتھ لڑکر برابر رہا۔

یہ شاخ کثرت تعداد مین دیگر شاخہاے غلزئی سے بڑھی ہوئی ہے جس کی تعداد

پینتیس ہزار گھر ہوگی - جو ایک وسیع ملک پر قابض ہین - جو دو حصون پر منقسم ہے۔

ایک جنوبی جسمین علاقہ کھٹہ واڑ اور کسی قدر حصہ زرمت کا ہے۔ دوسرا شمالی

جس مین تمور - غربی درہ لندر ہا اور تمام میدان کا علاقہ جو کابل سے دو منزل ہے

۳ - موسیٰ خان طارمی سپہ سالار لشکر۔

۴ - محمد علی بیگ - سرباشاران۔

۵ - سعادت قلیخان سرکشک باشی۔

ایکروز - فوجان مین مقام تھا - کہ یہ پانچون آدمی بارادہ قتل نادر سراپردہ مین داخل ہوئے۔ نادر نے پاؤن

کی آہٹ پاکر کہا ارو سیاہی اشماکیستند یہ کہکر نادر اُٹھا اور اوسکا پانون خیمہ کی طناب مین اولجھا جسکے

باعث نادر زمین پر گرا - محمد صالح نے تلوار کا ہاتھ مارا اور اوسکے بعد موسیٰ خان نے تلوار مار کر ۱۳۔

جمادی الاول ۱۱۶۰ھ مین کام تمام کر دیا۔

صبح کو اوس کا سر افاغنہ کی فرودگاہ مین پھینکدیا - باہم افاغنہ اور قزلباشون کے لڑائی ہوئی - احمد شاہ

درانی بارکوٹ کے راہی قندہار ہوا۔

علی قلیخان - ابن ابراہیم خان - برادر اعیانی نادر تخت نشین ہوا - اور اپنا لقب عادل شاہ اختیار کیا اور

برادر خرد ابراہیم مرزا کو اپنے ساتھ شامل رکھا۔

علاوہ اسکے سلیمان خیل کی شاخون کے قبضہ مین التمور سپینگہ سرخ آوجویدامن کوہ گبیر ہے۔

علی خیل ابن ایزب ابن ابراہیم

یہ شاخ علاقہ زرست وعلاقہ مقر وعلاقہ خوست مین آباد ہے جنکی تعداد آٹھ ہزار گھر ہوگی۔

اکا خیل ابن ایزب ابن ابراہیم

اس شاخ کے مردمان بہت تھوڑے ہین اور متفرق آباد ہین۔

انڈر۔ ابن موسیٰ ابن ابراہیم

یہ شاخ علاقہ شلگر نواح جنوبی غزنی مین آباد ہے اور کچھ اندر۔ جامراد اور کچھ حصہ علاقہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۔ چند روز کے بعد دونون بھائیون مین کدورت پیدا ہوئی۔

سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو ابراہیم مرزا اصفہان مین تخت نشین ہوا اور اپنا لقب ابراہیم شاہ اختیار کیا۔ پھر دونون بھائیون مین لڑائی ہوئی۔ ابراہیم شاہ غالب رہا۔

اہل خراسان نے بخلاف دونو بھائیون کے شاہرخ مرزا ابن رضا قلی مرزا ابن نادر کو بادشاہ بنایا۔ انمین بھی لڑائی ہوئی۔ شاہرخ مرزا نے ابراہیم کو گرفتار کرکے اندھا کر دیا۔ شاہرخ مرزا کو سنہ ۱۱۶۳ھ مین کریم خان زند نے تباہ کیا۔ زند کے جانشینون سے آقا محمد قاچار نے ایران کو لیا۔ جو ایک قاچار کے خاندان مین سلطنت ایران ہے۔

زرمست مین آباد ہے جسکی تعداد اٹھارہ ہزار گھر ہوگی۔

ترک ابن موسیٰ ابن ابراہیم

اس شاخ کے پندرہ ہزار گھر متفرق افغانستان مین ہون گے۔ علاقہ مقر مین تھوڑے سے آباد ہین۔

سہاک یا اسحاق ابن موسیٰ ابن ابراہیم

اس شاخ کی تعداد ساٹھ ہزار گھر ہوگی۔ کچھ زرمست۔ پغمان۔ ملکوت ننگاو۔ وغیرہ درہ جات جنوبی۔ کوہ ہندوکش مین آباد ہین۔

ناصر خروٹی خدری۔ غلزیون کے شامل رہتے ہین مگر سلسلہ نسب مین داخل نہین۔

شروانی - برادر علاقی لودی

سرسی پال ۳ - سینے ۳ - بلے ۳

جعفری ۴ - سوری ۴ - احمد ۴ - حسن خیل ۴ - ہر خیل ۴ - ابوالفرح ۴ - ایبک ۴ - بوبک ۴

کمکور ۵ - شہباز ۵ - ہیبت خیل ۵ - شہیا ۵ - یونس خیل - سرپہر ۵

ملک یار - ایوب زی - دوری خیل - خضر خیل ۶ - یوسف خیل ۶ - متا خیل ۶

تندک - علی خیل - حسین - طہر خیل - اسمعیل خیل - احیا خیل

شیخ سعید - حسن خیل - ملانا - نندر - داود خیل - تلخان

رشید ۶ - پوبی زی ۶ - ابراہیم ۶ - ملانہ ۶ - ہوت خیل ۶ - سکنوت خیل ۶

ابدون - کرزد لی - محمود زی

منوسے ۸ - ناہر زی - رستم - اسوت - سنجر - جنان زی - زرکوزی

اچو ۹ - احمد جران مرو ۹ - اغوک خیل ۹ - نورزی ۹ - مجاہی ۹ - سام ۹ - استوری ۹ - بدوزی

سدرو ۱۰ - شیخ سلیمان دانا - محمود زی - مناخیل ۹ - بہیدین خیل ۹ - بروق زی ۹

شیخ محمود ۱۱ - شیخ للّٰہ قتال - شیخ حسن سر است ۱۱ - دختر ۱۱ - ایبک ۱۱ - ایبک ۱۱ - اخند خیل ۱۱ - گدائی ۱۱

شیخ بایزید دریائی ۱۲ - شیخ علی شہباز ۱۲ - شیخ احمد تند دبیر ۱۳

صدر جہان - یا صدر الدین ۱۴ - شیخ خواجہ ۱۴ - مالی زی ۱۴ - علی شیر ۱۴ - شاہ سکندر ۱۴

صدر الدین

محمد بایزید خان عبدالرزاق خان بہلول خان

حسن عیسیٰ موسیٰ

فیروز خان اختیار خان سرور خان حسین خان

فتح محمد خان

خواجہ معدود خان منصور خان عبداللہ خان

شاہ محمد خان

خواجہ جعفر خان

شیر محمد خان * انکی اولاد کا حال دوسرے صفحہ پر ہے

غلام حسین خان جمال خان مرزا خان محمد عظیم خان غلام سرور خان غلام علیخان اکبر خان

بیکس خان بہادر خان عمر خان اسداللہ خان عطاء اللہ خان رحمن خان

نواب وزیر خان فتح خان دلیر خان ہمت خان حسین خان سلطان خان محمد علیخان

امام بخش خان

نواب امیر خان طرہ باز خان رحمت علیخان فضل علیخان لاولد امام علیخان لاولد

نعمت خان

نواب محبوب علیخان فیض علیخان رستم علیخان دلاور علیخان

انور خان

نواب سکندر علیخان غلام محمد خان نواب ابراہیم علیخان عنایت علیخان

مہر محمد خان

حسن علیخان باقر علیخان محمد علیخان ذوالفقار علیخان یوسف علیخان

نواب احمد علیخان جعفر علیخان

نتھو خان تقی خان

کریم خان باجی خان رحمن خان غلام سرفراز خان

قادر بخش خان محمد بخش خان شاکر خان خان بہادر خان طالع مند خان سعادت خان

نور خان مخدوم بخش خان آسلوی خان

ناہر خان ولی خان رحمت خان خاص خان

فیروز خان سردار خان فوجدار خان

دربار خان مظفر خان الٰہی بخش خان نجیب خان

جیمی خان غریب شاہ خان گاموں خان زبردست خان

بہوپے خان حسین خان جنگ خان

فتح علیخان شجاعت علیخان

اختیار خان ابن بازید خان
ناہر خان
نصر خان
ولی محمد خان
اصالت خان
محمد غوث خان
شہباز خان
منگی خان
میہو خان
اللہ دی خان
بقا محمد خان
نور محمد خان
یعقوب خان
طراز خان
سردار خان
طالعمند خان
احمد بخش خان
علی بخش خان
لوئے خان
بیکو خان
الف خان
بہادر شیر خان
فتح جنگ خان
بہادر جنگ خان
شجاعت خان
محمد حسین خان
حمید خان
رشید خان
لاولد
رفیق خان
لاولد
کہو خان
الفو خان
ملو خان
خدا خان

حالات قوم شروانی برادر علاتی لودی

شروانی۔ شاہ حسین کا دوسرا فرزند ہے جو بھی دختر کلغ دوڑ کے بطن سے پیدا ہوا شروانی کی اولاد شروانی کے نام سے معروف ہے بعد انتقال شروانی اوس کا بڑا فرزند سری پال جانشین ہوا اگرچہ قوم کی تعداد مین ترقی ہوتی رہی مگر سرداری قوم کی سری پال کی اولاد مین محدود رہی شروانیون نے بعد شہاب الدین غوری تقریباً سنہ ۱۲۰۰ع مین اپنے قدیمی وطن کوہ سلیمان سے نکلکر ڈرابن پر معہ دیہات ملحقہ کے قبضہ کر لیا ڈرابن قدیم تو کسی وجہ سے ویران ہوگیا مگر اوسکے متصل ملیح قتال نے جو شروانی کی بارھوین پشت مین تھا ایک گاون آباد کیا اور اوس کا نام بھی ڈرابن رکھا۔

شیخ صدر الدین یا صدر جہان

ملیح قتال کے پرپوتے اور احمد زندہ پیر کے بیٹے ۸۷۶ھ ۱۴۶۹ع مین ڈرابن سے بطور سیاحت ہندوستان مین آئے اور جب اس جگہ پہونچے جہان اب مالیر کوٹلہ آباد ہے تو یہان ایک ستلج کا نالہ بہتا تھا اور اوسکے کنارے ایک گاون بھوم سی* آباد تھا آپ کو

* اس گاون کو بھیم سین راجہ جد شر ط کے بھائی نے آباد کیا تھا۔

یہان کی فضا پسند آئی اور رہونس کا عبادت خانہ بنا کر یاد الٰہی مین مصروف ہوئے
ایک روز تقریباً سنہ ۸۵۴ھ مین سلطان بہلول لودی حمید خان وزیر کا بلایا ہوا سرہند
سے دہلی کو جاتا تہا کہ اوسکا مقام آپ کی عبادت خانہ کے متصل ہوا آپ کے زہد و
اتقی کا حال سنکر بغرض حصول فیوضات باطنی زیارت کو آیا اور جب جانے لگا
تو دل مین نیت کی کہ اگر وہ دہلی کا بادشاہ ہوجاوے تو اپنی دختر کا نکاح آپ سے
کردیگا دہلی پہونچنے پر سلطان کی مراد پوری ہوئی - سلطان نے ایفاے عہد کیا - اور
اپنی دختر کا نکاح آپ سے کرکے گذارہ کے واسطے چھپن دیہات چھوٹے اور بارہ
دیہات بڑے نذر کیے بعد نکاح کے آپنے ایک گاؤن آباد کیا اور اوسکا نام مالیر رکہا -

وجہ تسمیہ مالیر

لکہتے ہین - (مصنف گوشۂ پنجاب وحیات افغانی) کہ آپ نے اپنی ایک معتقدہ
ضعیفہ قوم مالی مسلمان کی یادگار کے طور پر اوسکے نام کے آخر حرف (ر) جو حرف
اول خدا کے نام رب کا ہے - ایزاد کرکے اوسکا نام مالیر رکہا - کوئی لکہتا ہے (اہالیان
ریاست مالیر کوٹلہ بروقت افتتاح موتی بازار شہر کوٹلہ مالیر) کہ ہجوم سے مین جس کا حال
اوپر لکہہ آیا ہون - رانی براہ کے خاندان مین ایک راجہ ملہیر سنگہ گزرا ہے اوسنے ایک
قلعہ تعمیر کیا جسکا نام ملہیر گڈہ رکہا - چونکہ یہ گاؤن بہی اوسکے متصل آباد ہوا ہے اسواسطے

اسکا نام ملہیر گڈھ ہوکر۔ مالیر رہ گیا۔

مگر یہ دونو وجہ تسمیہ ناقابل قبول ہین۔ اول تو نام معتقدہ کا۔ مالی نہین ہے۔ قوم کا نام مالی ہے اس صورت مین اگر یادگار ہوسکتی ہے تو قوم کی ہوسکتی ہے نہ کہ ضعیفہ کی دوسری ملہیر سنگھ کا نام خیالی ہے اگر ہو بھی تو کیا یہ سمجھہ مین آتا ہے کہ گاؤن تو حضرت شیخ صاحب آباد کرین اور نام ہو ملہیر سنگھ کا۔

یہ شاخ شانی اون لوگون کی من گھڑت ہین جو آپ کے خاندان سے لاعلم ہین یہ مسلمہ رواج ہے کہ ہر شخص نوآباد گانون کا نام۔ اپنے کسی بزرگ خاندان کے نام پر رکھتا ہے جیساکہ شروانی کوٹ اس لئے یقیناً یہ نام اونکے کسی بزرگ خاندان کا ہی خواہ مرد ہو یا عورت اگرچہ مردون مین کوئی نام مالی نہین شاید عرف ہو۔ مگر عورتون مین ضرور ہوگا کیونکہ آپ کے بھائی کا نام مالی زئی تھا۔ جسکے معنی ہوئے مالی کا بیٹا اس نام سے فیصلہ کردیا کہ یہ نام اونکے کسی بزرگ خاندان کا ہے۔ اوسکے آگے حرف (ر) جو رب خدا کے نام کا جزو اول ہے ایزاد کرکے اوس کا نام مالیر رکھا۔

آپ نے بعد مناکحت دختر سلطان بہلول لودی دوسرا نکاح دختر رائے بہرام رئیس کپورتھلہ کے ساتھہ کیا شہزادی کے بطن سے حسن اور دختر رائے بہرام کے بطن سے عیسیٰ و موسیٰ پیدا ہوئے شیخ صدر الدین نے بعمر اکہتر سال ۹۲۱ھ ۱۵۱۵ع کو رحلت

فرمائی مزار آپکا مالیر مین زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

بعد انتقال شیخ صدرالدین کے اونکے فرزند حسن نے جو اپنے پدر بزرگوار کی طرح فقیرانہ مشرب رکھتے تھے۔ آپ کے مزار کی خدمت اختیار کی اور عیسیٰ و موسیٰ نے انتظام ریاست سنبھالا۔ موسیٰ نے لاولد انتقال کیا۔ اسکے بعد عیسیٰ نے ۱۵۳۸ء مین وفات پائی۔ ان کے اکلوتے فرزند۔

شاہ محمد خان

جانشین ہوئے انکے تین فرزند خواجہ معدود خان معروف خواجہ اسحاق ومنصور خان وعبداللہ خان تھے۔ شاہ محمد خان نے ۱۵۴۵ء مین رحلت کی اور آپ کے بڑے فرزند۔

خواجہ معدود خان معروف خواجہ اسحاق

جانشین ہوئے اور ۱۵۶۶ء مین رہگرائے عالم بقا ہوئے ان کے اکلوتے فرزند۔

فتح محمد خان

سندنشین ہوئے اور ۱۶۰۱ء مین انتقال کیا ان کے تین فرزند محمد بازید خان عبدالرزاق خان اور بہلول خان تھے۔ بعد انتقال فتح محمد خان کے ان کے

بڑے فرزند۔

محمد بازید خان

مسند نشین ہوئے اور کچھ عرصے کے بعد ہمایون سے ناراض ہوکر دہلی مین
بحضور محی الدین عالمگیر بادشاہ ہند چلے گئے اور مورد عنایت ہوئے۔ ایکروز بادشاہ
شکار کے لئے سوار ہوئے یہ بہی ہمرکاب تہے۔ شکارگاہ مین ایک شیر نمودار ہوا
بادشاہ یہ حکم دے کر کہ کوئی شیر پر حربہ نکرے۔ بہ نفس نفیس شیر کے مقابل ہوئے
اتفاقاً بادشاہ کا وار خالی گیا قریب تہا کہ شیر بادشاہ کو گزند پہونچا تاکہ اتنے مین بازید خان
تلوار سوت کے مقابل ہوئے اور شیر کو ہلاک کردیا۔ بادشاہ اس قابل قدر شجاعت سے
بہت خوش ہوئے اور اسکے صلہ مین* دو پرگنہ قادرآباد اور نوگانون جاگیر مین دیکر خطاب
نوابی عطا کیا۔ وہان سے بازید خان نے واپس آکر ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۷ع مین مالیر کے متصل کوٹلہ
آباد کیا اور اسکے دو برس بعد ۱۰۷۰ھ ۱۶۵۹ع مین انتقال کیا ان کے چار بیٹے۔ فیروز خان
اختیار خان۔ سرور خان حسین خان تہے انمین سے

نواب فیروز خان

* ان دونون پرگنونمین سے اب صرف دوگانون. بنجو کی اور اوپو کی ریاست کوٹلہ مین ہے اور باقی دیہات
علاقہ پٹیالہ مین شامل ہے۔

جانشین ہوئے۔ ان کے دو فرزند شیر محمد خان اور خضر خان تھے ۱۶۷۲ع ۱۰۸۳ھ مین
انکا انتقال ہوا اور ان کے بڑے فرزند

نواب شیر محمد خان

جانشین ہوئے۔ ان کی شجاعت کا شہرہ سنکر عالمگیر بادشاہ ہند نے یاد کیا اور ایک
سرکش روہیلہ دایون کی گرفتاری پر مامور کیا۔ شیر خان نے روہیلہ مذکور کو
گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا جس کے صلہ مین بادشاہ نے ستر
مواضعات جاگیر مین دیئے منجملہ ان کے ایک گاؤن مین شیر محمد خان نے ایک
قلعہ تعمیر کیا اور اوسکا نام شیر پور رکھا۔ شیر محمد خان کے ساتھ فرزند غلام حسین خان
جمال خان فیروز خان محمد عظیم خان۔ غلام رسول خان غلام علی خان۔ اکبر علی خان
تھے ۱۷۱۰ع ۱۱۲۲ھ مین شیر محمد خان نے انتقال کیا اور ان کے بڑے فرزند۔

نواب غلام حسین خان

جانشین ہوئے مگر چند روز کے بعد اونھون نے ریاست اپنے چھوٹے بھائی۔
جمال خان کو دیکر ۱۷۱۸ع ۱۱۳۱ھ مین انتقال کیا۔

نواب جمال خان

مسند نشین ہوئے۔ آپ نے مثل بہادر تھے اوس زمانہ مین آپ بہ لحاظ شجاعت کے

رستم ہند مشہور تھے جب نواب محمد علی خان ناظم سرہند ہوکر آئے اونھون نے سرکشونکے

دبانے مین نواب علی محمد خان کو امداد دی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۷ع مین جب احمد شاہ درانی کی

ہندوستان مین آمد آمد ہوئی اور محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اپنے فرزند احمد شاہ کو

مقابلہ پر بھیجا تو یہ بھی شہزادہ کے لشکر کے ساتھ شامل ہوگئے مگر دوبارہ شاہ درانی

کے آنے پر شاہ درانی کے مورد عنایت ہوئے جب آدینہ بیگ خان نے صوبہ

جالندھر سے بیدخل ہوکر روپڑ پر قبضہ کرلیا تو احمد شاہ بادشاہ دہلی کے ایما سے

جمال خان اوسکے استیصال پر مامور ہوئے جب بمقام روپڑ باہم لڑائی شروع

ہوئی تو تقدیراً ایک گولی جمال خان کے لگی جس سے ۱۱۶۹ھ ۱۷۵۵ع + مین شہید ہوئے۔

جمال خان کے پانچ فرزند بھیکن خان بہادر خان عمر خان۔ اسد اللہ خان

عطاء اللہ خان تھے بعد شہادت جمال خان اونکے بڑے فرزند

نواب بھیکن خان

جانشین ہوئے جب شاہ درانی اخیر دفعہ ہندوستان مین آیا تو بھیکن خان کٹرہ بوانہ

شاہ درانی کیخدمت مین حاضر ہوئے شاہ درانی نے بعد عطائے خلعت فاخرہ انکو

+ سال انتقال مین نے ایک معتبر تحریر سے لکھدیا ہے۔ مگر مجھکو اسمین شبہ ہے۔ کیا معنی کہ سرلیپل گریفن صاحب نے اپنی تاریخ مین ۱۷۶۱ء مین زندہ ہونا تحریر کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ زین خان (صوبہ دار سرہند) کو آبا سنبھالنا دشوار ہوجاتا اگر جمال خان مددگار نہوتے۔

اجازت اجرائے سکہ کی دی جسپر یہ سجع منقوش تہا۔

حکم شد از قادر بیچون بہ احمد بادشاہ　　　سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ

بہیکن خان سنہ ۱۷۶۳ع ۱۱۷۷ھ مین مہاراجہ آلا سنگھ والی پٹیالہ سے بمقام سامانہ لڑکر واپس آرہے تہے کہ راستہ مین بمقام کالا جہاڑ کسی نے پیچہے سے گولی مارکر شہید کردیا ان کے بعد بخلاف ان کے فرزند نواب وزیر خان کے ان کے بہائی۔

بہادر خان

جانشین ہوئے انکے عہد مین شیر پور کے کارندہ خلیل جیلیہ نے انسے ناراض ہوکر سرکار پٹیالہ کا تہانہ شیر پور مین بٹہا کر اون کا قبضہ کرادیا اسپر باہم بہادر خان اور مہاراجہ امر سنگھ کے لڑائیان ہوئین۔

سنہ ۱۷۷۷ع مین مہاراجہ امر سنگھ نے بمعیت سردار جسا سنگھ اہلو والیہ و دیگر سرداران سکھ علاقہ کوٹلہ پر چڑہائی کی جس مین بہادر خان بہی مقابل ہوئے۔ اور بمقام جہل ایک خونریز لڑائی ہوئی جس مین بہادر خان شہید ہوئے اور مہاراجہ امر سنگھ نے پرگنہ پائل اور دیسٹرو پر قبضہ کرلیا اور علاقہ ملود سردار مان سنگھ نے دبا لیا انکے بعد ان کے بہائی

عمر خان

جانشین ہوئے ان کے عہد مین معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ امر سنگھ سے روسای

کوٹلہ کے تعلقات دوستانہ قایم ہوگئے تھے۔ کیونکہ ۱۷۷۱ء مین جب کنور ہمت سنگہ نے مہاراجہ امر سنگہ سے بغاوت کرکے پٹیالہ پر قبضہ کیا تو اوس وقت وزیر خانصاحب اور عمر خان صاحب واسطے امداد مہاراجہ امر سنگہ کے پٹیالہ گئے تھے وزیر خانصاحب نے تو تحصیل سکون کے ختم کرنے مین جنہون نے پٹیالہ کے علاقہ گھڑی ہنبگر پر قبضہ کرکے فوج مہاراجہ پٹیالہ کو شکست دی تھی خوب جوہر شجاعت دکھائے جس سے وہ اوس روپیہ کو لیکر جو کنور صاحب نے اونکو دینا کہا تھا واپس چلے گئے کچھ دور وزیر خانصاحب ساتھ گئے۔ تاکہ وہ جاتے ہوئے کچھ فساد نہ کرنے پائین۔ علاوہ اسکے ۱۷۷۹ء مین جب سیالبہ کے مقام سردار ہری سنگہ کے مقابلہ مین فوج پٹیالہ نے شکست کھائی اور دیوان نانومل زخمی ہوا تو مہاراجہ امر سنگہ والی پٹیالہ کی استمداد پر عمر خان صاحب۔ اسد اللہ خان صاحب۔ عطاء اللہ خان صاحب بھی سیالبہ گئے تھے۔

۱۷۸۱ء کو عمر خانصاحب نے انتقال کیا اور اونکے بعد ان کے بھائی۔

اسد اللہ خان

جانشین ہوئے اور ۱۷۸۱ء مین فوت ہوئے ان کے بھائی۔

عطاء اللہ خان

جانشین ہوئے ۱۷۹۲ء مین بیدی صاحب سنگھ اونہ والی نے سکھ سردارونکو تقویت دیکر کہ
کوٹلہ مین گاؤکشی ہوتی ہے بہت سے سکھ سردارونکو ہمراہ لیکر کوٹلہ پر چڑہ آئے اور لوٹ کھسوٹ کے چلتے ہوئے
۱۸۰۸ء مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے فرید کوٹ سے کوٹلہ پر دھاوا کیا سفیر انگریزی مٹکاف صاحب بھی
ساتھ تھے۔ آتے ہی عطاء اللہ خانصاحب سے ایک لاکھ روپیہ نذرانہ مانگا۔ اِن کے پاس اسقدر
روپیہ کہان تھا جس قدر روپیہ بہم پہونچا وہ لیا۔ اور پانچ دیہات۔ لہراہیڑہ۔ جبل۔ کلار
سیار پر قبضہ کرلیا اور پھر بھی مطالبہ جاری رہا۔ باقی کی بابت رؤسا پھولکیان ضامن بنے
عطاء اللہ خان نے اپنے معتمد سفیر انگریزی مٹکاف صاحب کے پاس بھیجکر التجا کی کہ گورنمنٹ
اون کو اپنی حمایت مین لے لے۔ مٹکاف صاحب نے اسوقت اس بات مین مداخلت
کرنے سے انکار کیا۔ کوٹلہ سے آگے جب انبالہ جانیکا مہاراجہ نے ارادہ کیا۔ اور
مٹکاف صاحب بھی انبالہ چلے اور وہان عہدنامہ پر دستخط کرنے کی بابت کہا۔ تو
مٹکاف صاحب نے انکار کیا کیونکہ جو کچھ برتاؤ مہاراجہ کا عطاء اللہ خان کے ساتھ ہوا
اوس سے وہ سمجھ گئے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اونکو اپنی کامیابی کا ذریعہ بنا لیا ہے
اس لئے آگے جانے سے اونھون نے صاف انکار کیا اور کوٹلہ سے فتح آباد مین
آگئے جو اونکے قیام کے واسطے تجویز ہوا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے جانے کے بعد

کرنل آختر لونی صاحب بغرض استحکام سرحد این روے ستلج لودہانہ جاتے ہوئے
کوٹلہ مین ٹھہرے اور رضامندون کے تہانہ جو بغرض وصول بقایا نذرانہ مطلوبہ مہاراجہ
رنجیت سنگھ قایم تہے حکماً اُٹہوادئے۔ اور عطاءاللہ خان کو مسند حکومت پر بٹھایا۔ انہی دنون
مین وزیر خانصاحب نے دعوی ریاست کوٹلہ بذریعہ کرنل صاحب گورنمنٹ انگریزی مین
اس بناپر دائر کیا کہ وہ بہیکن خان فرزند جمال خان کے بیٹے ہین درصورت موجودگی
اولاد نرینہ کے بہائیونکا کچھ حق نہ تہا۔ ہنوز دعوی دائر تہا کہ عطاءاللہ خان کا انتقال ہوگیا
اور پیشگاہ گورنمنٹ سے سنہ ۱۸۱۰ع مین وزیر خان صاحب نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً رئیس کوٹلہ
تسلیم کئے گئے۔

رحمت علی خان فرزند عطاءاللہ خان نے بخلاف اس تجویز کے کلکتہ جاکر پیروی کی
مگر اونکا کلکتہ مین ۔ سنہ ۱۸۲۹ع کو انتقال ہوا۔ اور جنازہ کوٹلہ مین لاکر دفن کیا گیا۔

نواب وزیر خان

سنہ ۱۸۱۰ع مین مسند نشین ریاست ہوئے۔ اور اپنے فرزند امیر خانصاحب کو بغرض
امداد کرنل اختر لونی صاحب کے پاس بہیجا۔ جو گورکہیون سے لڑنے کے لئے جانے کو
بمقام نالہ گڑھ ٹہرے ہوئے تہے وہان سے امیر خانصاحب ہمراہی کرنل صاحب
قلعہ ملون کے محاصرہ مین شریک ہوکر خدمات گورنمنٹ کو کامیابی سے انجام دیتے رہے

۱۸۲۱ء کو نواب وزیر خان صاحب نے انتقال کیا - انکے فرزند

نواب امیر خان

مسند نشین ہوئے انکے زمانہ مین ۱۸۲۶ء کو فیض علیخان برادر رحمت علیخان مرحوم گورنمنٹ انگریزی کی بیقاعدہ فوج کے سپہ سالار بنا کر بھرت پور ورجن سال کی تنبیہ کو بھیجے گئے۔

۱۸۴۵ء کو نواب امیر خان نے بوقت ہنگامہ ستلج اپنے فرزند محبوب علیخان اور رحمت علیخان فرزند عطار اللہ خان کو فوج دیگر گورنمنٹ انگریزی کی مدد کو بھیجا - ان دونون صاحبون نے وہان پہونچکر پوری امداد دی - جس کے صلہ مین تین گاؤن فتحپور مہیرنہ - رسولپور منجانب گورنمنٹ عطا ہوئے۔

۱۸۲۶ء کو نواب امیر خان نے انتقال کیا انکے فرزند۔

نواب محبوب علیخان

مسند ریاست پر متمکن ہوئے - انکے عہد مین ۱۸۵۷ء کو غدر ہوا - نواب صاحب فوج لیکر لودہانہ پہونچے اور گورنمنٹ کی خدمات کی انجام دہی مین مصروف ہوئے - اثنای مصروفیت مین بمقام لودہانہ ۳۰ نومبر ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا - آپ کے فرزند۔

نواب سکندر علی خان

رئیس ہوئے اور ۶ جولائی ۱۸۱۱ء کو لاولد انتقال کیا۔ ان کے انتقال کے وقت دعویداران ریاست مین منجملہ پانچ شاخون نواب جمال خان کے صرف دو شاخین حی القایم تہین۔

۱۔ شاخ بہادر خانصاحب کی جس مین اونکے پوتے غلام محمد خانصاحب تہے۔

۲۔ شاخ عطاالله خان صاحب کی جس مین اون کے پرپوتے ابراہیم علیخان تہے دونون صاحبون نے۔ اپنے اپنے استحقاق کو معہ دلائل ترجیح کے گورنمنٹ مین پیش کیا ہنوز جانشینی کا معاملہ زیر تجویز تہا۔ اور یہ دونو صاحب پیروی مین مصروف تہے کہ کوٹلہ مین کوکے آگہسے اور آتے ہی وند مچا دیا۔ کوتوال شہر کوٹلہ مقابل ہوا اور مروانہ وار لڑکر معہ دس سپاہیون کے کام آیا۔ کوکون مین سے بہی۔ نونفر قتل ہوئے۔ یہان سے کوکے شیرپور کی طرف چلے گئے اور وہان اہلکاران سرکار پٹیالہ کے ہاتہ گرفتار ہوئے۔ گورنمنٹ نے بہی معاملہ مسند نشینی جلد طے کرنا مناسب خیال کیا۔ اور جانبین کے دلائل رسم و رواج خاندان و احکام شرع شریف پر غور کر کے مستحق جانشینی ابراہیم علی خان صاحب کو باختیارات کامل تسلیم کیا۔ غلام محمد خان صاحب کو بہی چالیس ہزار کا علاقہ ریاست سے ولوادیا۔ اور تجویز کیا کہ تاحیات اختیارات

دیوانی و فوجداری غلام محمد خانصاحب کو حاصل رہین گے اور اون کے انتقال کے بعد بجز وصول مالگذاری تمام اختیارات دیوانی و فوجداری رئیس کو منتقل ہون گے۔

۱۸۷۸ء مین غلام محمد خان صاحب نے انتقال کیا۔ اون کا علاقہ اون کے فرزند احسن علیخان صاحب باقر علیخان صاحب۔ محمد علیخان صاحب۔ ذوالفقار علیخان صاحب۔ اور یوسف علیخان صاحب کے قبضہ مین ہے۔ افسوس کہ یوسف علیخان عین جوانی مین ۱۹۰۲ء کو لاولد فوت ہوئے۔

نواب ابراہیم علیخان

۱۸۷۱ء مین مسند نشین ریاست کوٹلہ ہوئے۔ اور انتظام ریاست و دادو ہی رعایا مین مصروف ہوئے۔ مگر افسوس کہ چند سال کے بعد عارضہ اختلال دماغ مین مبتلا ہوئے جو اب تک لاحق ہے۔

نواب صاحب کے دو فرزند۔ ولی عہد احمد علیخان صاحب اور جعفر علیخان صاحب ہین۔ ولی عہد احمد علیخانصاحب چیف کالج لاہور کے تعلیم یافتہ ہین۔ بوجہ بیماری نواب صاحب اور نابالغی ولی عہد صاحب کو منجانب گورنمنٹ کے ایجنٹ کوٹلہ کے مقرر ہوتے رہے اگرچہ اب بھی منجانب گورنمنٹ

شرامیر الدین احمد خانصاحب نواب لوہارو ایجنٹ کوٹلہ تھے۔ مگر گورنمنٹ نے

نواب صاحب باتقاہ مغل بخارائی ہیں خواجہ احمد لیسوی کی اولاد میں۔ خواجہ عبد الرحمن ایک رئیس عالی خاندان بخارا میں تھے۔ اونکے تین فرزند قاسم جان عالم جان۔ عارف جان تھے۔ تینوں بھائی بہ تقاضاے شجاعت جبلی کچھہ سوار ازبک وغیرہ ملازم رکھکر بخارا سے عازم ہندوستان ہوئے۔ جب لاہور میں پہونچے تو یہان معین الملک عرف میر منو۔ فرزند قمر الدین خان وزیر الممالک صوبہ لاہور تھے۔ اونہون نے تینون بھائیون کو اپنی مصاحبت میں لے لیا۔ بعد انتقال میر منو کے تینون بھائی لاہور سے دہلی کو چلے آئے یہ زمانہ شاہ عالم بادشاہ کا تھا جب دہلی میں پہونچے تو معلوم ہوا کہ شاہ عالم بادشاہ دہلی میرن کے مقابلہ کو بنگال گئے ہوئے ہیں۔ اونہون نے بھی وہان کا قصد کیا اور یہ بھی جہان شاہی لشکر مقیم تھا خیمہ زن ہوئے اور اس فکر میں تھے کہ بادشاہ کی نذر کے لئے کیا تجویز کیا جاے کہ اسی اثنا میں زبانی مردمان یہ سنا کہ لشکر میرن کے لئے رسد وغلہ جارہا ہے اور آج اوسکا مقام ایک گانوئین ہے جو یہان سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے قاسم جان نے جو سب سے بڑے تھے یہ سنکر اپنے دوسرے بھائی عالم جان کو دوسو سوارون کے ساتھہ رسد مذکور کے لانیکو بھیجا اُنہون نے چھاپا مارکر تمام رسد چھین لی اور دو فیل چار مہار شتر اور پچاس نرگاوان لیکر واپس آئے اور بادشاہ کے حضور میں پیش کئے۔ علی گوہر شاہ عالم قاسم جان کی اس کارگذاری سے بہت خوش ہوئے اور خطاب شرف الدولہ معہ خلعت عطا کیا۔ کچھہ دنون کے بعد خزمن ہستی میرن پر بجلی گری اس خوشخبری کو قاسم جان نے بادشاہ کے گوش گذار کیا جسپر اور بھی مسرور و عنایت ہوئے غرض شاہ عالم نے ان کی بہادرانہ کوششون کے صلہ میں منصب ہفت ہزاری اور خطاب اشرف الدولہ سہراب جنگ

ولیعہد صاحب کی لیاقت سے انگوسٹ ۱۹۰۳ء مین بموقعہ دربار اعلان تاجپوشی

بقیہ حاشیہ صفحہ ٥٤ - عطا فرمایا جب بادشاہ بعد فتح جنگ میرٹن نہضت فرمائے دہلی ہوئے تو یہ تینون
بہائی بہی ہمرکاب بادشاہ دہلی مین آئے اور یہان سکونت مستقل اختیار کی ان کی سکونت کے باعث
دہلی مین قاسم جان کی گلی مشہور ہے - نواب قاسم جان اور عارف جان کا ایک ساتہہ انتقال ہوگیا
عارف جان نے چار فرزند یادگار چھوڑے - نبی بخش خان، احمد بخش خان - محمد علی خان - الہی بخش خان
احمد بخش خان - ایک رسالہ ملازم رکھکر لارڈ لیک صاحب بہادر کے ساتہہ اکثر مہمون مین شامل رہے
جس کے صلہ مین گورنمنٹ کی طرف سے دو علاقے فیروزپور جھرکہ اور لوہارو اور بادشاہ کی طرف سے
خطاب فخرالدولہ دلاورالملک رستم جنگ بذریعہ رزیڈنٹ عطا ہوا - نواب احمد بخش خان کے تین فرزند
نواب شمس الدین خان ایک بیوی سے اور نواب امین الدین خان اور نواب ضیاءالدین خان دوسری
بیوی سے تہے نواب احمد بخش خان نے فیروزپور جھرکہ نواب شمس الدین خان کو اور لوہارو امین الدین خان
کو دیا نواب شمس الدین خان کا زمانہ نے ورق حیات غیر طبعی طور پر چاک کیا یعنی ۱۸۳۵ء مین مسٹر
فریزر ایجنٹ دہلی کے قتل کی پاداش مین پہانسی دی گئی اور اونکی جاگیر فیروزپور جھرکہ ضبط ہوئی نواب
امین الدین خان ریاست لوہارو پر حکمران رہے اور اٹھارہ سو روپیہ ماہوار اپنے بہائی ضیاءالدین خان
کو دیتے رہے نواب امین الدین خان کی ایک بہن کے دو فرزند نواب محمد حسن خان میان خضر اور
نواب حسین خان میان بڈہے ہین ان دونو صاحبون سے مجہکو بہی شرف ملاقات حاصل ہے خاندانی
شرافت مین تو ان دو صاحبون کے کچہہ شک نہین مگر اخلاق اور مروت بہی ان دونو صاحبون پر ختم ہے بعد

شاہنشاہ ہند و انگلینڈ ایڈورڈ ہفتم بمقام دہلی اختیارات حکمرانی کوٹلہ بمشاورت - نواب صاحب لوہارو عطا کئے اور جب ولی عہد صاحب کی لیاقت اور حسن انتظام سے ثابت ہو گیا کہ وہ بخوبی بار انتظام ریاست کی متحمل ہو سکتی ہیں تو ۱۹۰۵ء میں ولیعہد صاحب بلا مشاورت نواب صاحب لوہارو ایجنٹ ریاست کوٹلہ منجانب گورنمنٹ قرار پائے اور نواب صاحب لوہارو شکریہ کے ساتھ سبکدوش کئے گئے ولیعہد صاحب خود انتظام ریاست مین مصروف ہوئے اور علمی تجربون کو عملی طور پر استعمال فرمانے لگے اثنای مصروفیت کاروبار ریاست مین آپ کا خیال ترقی تجارت کی طرف مائل ہوا اور ایسا خیال روسا کو بیحد ضروری اور فائدہ مند ہے کیونکہ اس مین نہ تنہا رعایا کا فائدہ ہے - بلکہ ترقی ریاست بھی شامل ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے بازار کا وسیع اور اوسمین دوکانون کا اس طرز وضع پر ہونا کہ جو تمام ضروریات تجارت کو کافی ہو - ضروری تھا تاکہ بیوپاری جنس تجارت کو اوس مین لاسکین اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶ - انتقال نواب امین الدین خان کے نواب علاء الدین خان ان کے فرزند مسند نشین ہوئے اور انکے بعد انکے فرزند نواب سر امیر الدین احمد خان مسند نشین ریاست لوہارو ہین اور ایک لایق اور ہوشیار رئیس ہین اپنی لیاقت کیوجہ سے کئی بار گورنمنٹ کی لیجس لیٹو کونسل کے ممبر رہ چکے ہین ۱۹۰۳ء مین بموقعہ دربار اعلان تاجپوشی حضور ایڈورڈ ہفتم بمقام دہلی نواب صاحب ممدوح کو گورنمنٹ کیطرف سے

بہ حفاظت رکھ سکین مگر ان دو نو امور کی تکمیل بغیر طے کیے ایک تیسرے مرحلہ کے جو واقعی دشوار گذار تہا ناممکن تہی اور وہ موقعہ کا انتخاب تہا جس مین بازار مرکز تجارت بنایا جاتا۔ جو لوگ کہ اصول تمدن سے واقف تہے اون لوگون کی نظرین ولیعہد صاحب بہادر کی طرف تہین کہ دیکہین ولی عہد صاحب بہادر اپنے ارادہ کی تکمیل مین کیا تجویز کرتے ہین۔ آیا پرانا بازار شہر کوٹلہ کا کشادہ کیا جاتا ہے یا کسی حصہ شہر مین چہوٹا۔موٹا گنج تعمیر ہوتا ہے جیسا کہ گرے گنج ہے مگر ولی عہد صاحب بہادر نے ہر ایک پہلو پر غور کر کے اوس میدان کو منتخب کیا جو مالیر اور کوٹلہ کے مابین حد فاصل تہا واقعی یہ انتخاب کئی وجہ سے لاجواب تہا قطع نظر اس بات کے یہ موقع تجارت کے لحاظ سے بہت موزون ہے ایک تاریخی پہلو اس مین ایسا نمایان ہے کہ جس کے باعث مورخ بہی بے اختیار ولی عہد صاحب بہادر کی دانائی پر تحسین کے پہول نثار کرنیکی مبادرت کرتا ہے میرا ارادہ تہا کہ تاریخی پہلو کو پہلے عرض کرتا مگر پہلے موقعہ کی پسندیدگی پر مبارک کرتا ہون موقعہ واقعی ہر طرح موزون ہے اس موقعہ کے بازار سے جیسا کہ سکنائے کوٹلہ کو فائدہ ہے اوس سے زیادہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۔ نو توپون کی سلامی کا ذاتی طور پر اعزاز حاصل ہوا ریاست لوہارو کا رقبہ اٹھائیس میل مربع اور آبادی بیس ہزار اور آمدنی ایک لاکھ ہے۔

اِس مالیہ کو جنکی تجارت عرصہ سے زوال پذیر تھی کوٹلہ والونکے ساتھ اِس بازار کی تجارت مین سکنائے
مالیہ بھی برابر کے حصہ دار ہوگئے۔ تقدیر نے اِس میدان کو اسی کام کیلئے محفوظ رکھا تھا جسکا انتخاب ثابت
کرتا ہے کہ ولیعہد صاحب بہادر کو تجارت کے اصولونسے کمال واقفیت ہے غرض کہ اُس میدان مین حسب
تجویز ولی عہد صاحب بہادر بلا زمین و رعایا نے اپنے صرفسے ایک گنج جسکا نام ولیعہد صاحب بہادر کے نام
پر احمد گنج اور ایک بازار جسکا نام موتی بازار رکھا گیا تعمیر کیا جسکی خوبصورتی و نظر فریبی واقعی ایسی ہے کہ بچشم باز
نگرو نگاہ از دیوار - مگر جو لوگ کہ تجارت کے دلدادہ ہین وہ یہ دیکھتے ہین کہ قطع نظر خوبصورتی عمارت کے احمد گنج
اور موتی بازار ایسا وسیع ہے یا نہین کہ جس مین کئی کئی گاڑیان جنس کی بھری ہوئی ادہر سے
اودہر گذر سکین اور ایک ایک جگہ دس بیس گاڑیان جنس کی بھری ہوئی کھڑی
ہو سکین دوکانداروں کو ترقی تجارت کی غرض سے کچھ مراعات دیجاتی ہے یا نہین
اِس غرض سے کبھی وہ احمد گنج اور موتی بازار کی وسعت اور اوسکے دوکانون کی فراخی
کو دیکھتا ہے جب اون کو تجارت کے لئے کافی سمجھتا ہے تو پھر وہ دوکاندارون
سے سوال کرتا ہے کہ ریاست سے تمکو کیا مراعات دیجاتی ہین جسکا جواب ملتا
ہے کہ کسی کو بالفعل بالکل محصول چنگی معاف ہے اور کسیکو کمی محصول کی رعایت
دی گئی ہے۔ اِس طرز عمل سے وہ یقین کرتا ہے کہ احمد گنج اور موتی بازار کی
تجارت مین بہت جلد معقول ترقی ہوجائیگی۔

اب تاریخی پہلو عرض کرتا ہون - معزز ناظرین آپ اس ناچیز تاریخ مین دیکھین گے کہ شیخ صدرالدین صاحب نے مالیرآباد کیا اور بازید خانصاحب نے کوٹلہ ولیعہد صاحب نے احمد گنج اور موتی بازار - دونو آبادیون کے درمیان بنا کر دونو شہرون کو ایک وسیع شہر بنا دیا گویا دو مختلف شہرون کو موتی بازار کی ایک لڑی مین پرو کر - مالیرکوٹلہ یکجائی نام سے معروف ہونیکا مستحق بنا دیا اور اختلاف کو اتفاق سے بدل دیا جو اس زمانہ کی رفتار کے موافق نہایت پاکیزہ خیال ہے -

غرض کہ ولیعہد صاحب بہادر نے شب و روز کی مصروفیت ایگزیکٹو و جوڈیشل معاملات سے ثابت کر دیا کہ آپ بہت جلد قابل قدر انتظامات ریاست سے مزید خوشنودی گورنمنٹ حاصل کرین گے اور مداخل اور مخارج ریاست پر پورا قابو رکھین گے ریاست کوٹلہ کا دستہ امپریل سپرمانیر ادائے خدمات گورنمنٹ مین بہت نیکنام ہے مہم کابل - وزیرستان چین پر گورنمنٹ کی خدمتون کو کامیابی سے انجام دیا اگرچہ اس دستہ کے قابل ادائے خدمات گورنمنٹ بنانے مین سابق کرنل مہر محمد خان نے جو محمد عظیم خان جو تھے فرزند شیر محمد خانصاحب خان کی اولاد مین ہین بہت کوشش کی مگر وہ عہدہ کرنیلی سے علیحدہ ہو کر اور معزز خدمات ریاست پر مامور ہوئے اور اونکی جگہ اوصاف علی خان جو اختیار خان فرزند بازید خان صاحب کی اولاد مین ہین

کرنل مقرر ہوئے اور اس دستہ کی خدمات پسندیدہ کے صلہ مین پیشگاہ گورنمنٹ خطاب سی۔آئی۔اے۔سے معزز ہوئے۔

مالیر کوٹلہ مین اور بہی خوانین عالی شان ہین۔احسن علیخان صاحب اور ان کے بہائیونکا حال اوپر کچہہ لکہہ آیا ہون اعادہ فضول ہے۔

نواب ابراہیم علیخانصاحب کے بہائی عنایت علیخان صاحب اپنے علاقہ پر قابض ہین اللہ دے خانصاحب جن سے مجہکو بہی نیاز حاصل ہے۔ناہر خان صاحب بڑے فرزند۔اختیار خانصاحب ابن بازید خانصاحب کی اولاد مین لایق اور منتظم ہین ان کے دو فرزند۔منصب علی خان اور حشمت علی خان تہے منصب علیخان نے دو فرزند یادگار چہوڑکر سنہ ۱۹۰۲ء مین انتقال کیا ریاست کوٹلہ کا رقبہ ایکسو ننیسٹھہ میل مربع ہے اور آبادی ایک لاکہہ اور آمدنی پانچ لاکہہ ہے۔

باب دوئیم سلسلہ نسب و حالات ابراہیم عرف لودی و اولاد لودی
لودی ابن شاہ حسین
برہنگی اسمٰعیل سیانی نیازی دوتانی حسن عمرزی
اڑنڈ زیرکخیل ڈوڈے عمرخیل انڈر رانڈے ترغندی
مدزخیل سدوخیل
شاہوخیل یوسف خیل اسحاق سرک سور تور ابراہیم بدین خیل احمدزی نسوخیل
اسحاق زی ابوسعید خیل سید خیل حسن زی توخی محمود زی سرکے زی راناخیل محمد خیل
شیخ زی موسیٰ زی ذکریا خیل الفی خیل
یوسف خیل پیاوخیل عمرزی احمد خیل سیدی خیل گدائی خیل
انجی جیسر مائی ملک احمد ..... اسکی اولاد میں خانجہان مصنف مخزن افغانی تھا سنو خیل ملک سیو تاج الدین
یسین خیل احمد خیل محمود خیل مرچ خیل بہرام سہدین سموخان علاء الدین غوری
ملک کالا سلطان شاہ فیروز ملک محمد ملک خواجہ امیر علی تکرالدین
قطب خان شاہو خان شیر خان فیروز شاہ دولتخیل رستم خیل
فیروز سلطان بہلول محمد محمد خانی تتار خانی
باربک شاہ مبارک خان عالم خان نظام خان جمال خان یعقوب خان فتح خان موسیٰ خان
محمود خان ابراہیم خان جلال خان حسین خان اسمٰعیل اعظم ہمایون

اسمٰعیل۔ ابن سیانی۔ ابن لودی۔ [4]

سور [5] — ہوتخانی (آگے اولاد نہیں) [5] — مہپال [5] — بی بی زنی [6]

شادوخیل [6] — الاخیل [6] — یونس خیل [6] — سبگلے [6] — ترکے — محمودزئی

آشمال [9] — شیرخیل — دولتخیل — شادی خیل — دادوخیل [9]

لوسے [9] — بہرام [9] — نورخیل [9] * — محمدزئی [9]

* اسکی اولاد مین محمد خان سیج تھا جسنے محمد شاہ اپنا لقب اختیار کرکے عدلی سے جنگ کی مگر مارا گیا۔ اسکا فرزند سلطان بہادر تھا جسنے عدلی سے اپنے باپ کا انتقام لیا۔

زوجہ اول — زوجہ دوم

زوجہ دوم: محمود — سیر [12] — جہان خان [12] — نندی خیل [13]

زوجہ اول: محمد — بہاء الدین — رکن الدین — صدر الدین — خواجہ [13] — بابک [13] — نسلو [13] — سدو [14]

بہاء الدین: ابراہیم [12] — حسن [13]

حسن: سلیمان [14] — فرید [14] — احمد [14] — نظام [14] * — علی [14] — یوسف [14]

فرید: جلال خان [15] * — عادل خان [15]

نظام: مبارز خان [15] — اسنے اپنے بھانجے فیروز خان کو بے گناہ قتل کیا۔

نسلو: غازیخان [15] — سلطان ابراہیم [16]

سدو: محمد کالا پہاڑ [15] — سلطان سکندر [15]

فیروز خان [16]۔ معصوم بچہ اپنے ماموں مبارز خان کے ہاتھ سے بیرحمی کے ساتھ قتل ہوا۔

زوجہ اول بمسات شیری
روحانی۔ ابن اسمٰعیل
زوجہ دوم بمسات نوری
عما خیل
میا خیل
تنور
ہودو
پنچ
آشو خیل
موسٰی خیل
سین خیل
لوٹ خیل
شادی خیل
سید خیل
شاہی خیل
نجیل
یسٰین خیل
حید خیل
یعقوب خیل
نار خیل
غلام خیل
دولت خیل
حسن خیل
جلیل خیل
علیخان خیل
تمر خیل
زکوڑی
درہگی
عمرزئی
اباخیل
موسٰی زئی
اکاخیل
برزو خیل
پیٹینے
علیسے خان
لقمان خان
تاجی زئی
بندرزئی
جلال خان
موسٰی خان
یحیٰی زئی
موسٰی خان
تیروز خان
برمزید خان
کٹے خیل
بہدین
خواجہ خضر
دولتخان
شہباز خان
غازیخان
حیات خان
محمد خان
شیر خان
ویل خان
بہادر خان
سلیم خان
قتال خان
خمر خان
صاحب خان
غزنی خان
سرور خان
اکبر خان
شہباز خان
ہیبت خان
اللہداد خان
خداداد خان
صاحبداد خان
نواب شہنواز خان
محمد اکبر خان
ماک والہ

نیازی ابن لودی
زوجہ اول قوم شیروانی
زوجہ دویم مسمات زکیہ قوم بڑنگی
زوجہ سویم قوم بیٹنی
خاکو
جمال
وکن
بگا
حیدر
مہار
موشیانی
عیسیٰ
سیانی
حیسم
نفرخیل
خانخیل
مڑہیل
جکو
الا
کوندی
تورا
لیلی
مڑہم
سود
سرسنگ
بائی
جام خیل
تارخیل
سہل
اکاخیل
اسمٰعیل زی
جام
سور
* اس قوم کے دو ہزار آدمیون کو ہیبت خان نیازی نے شیرشاہ کی بدگمانی رفع کرنیکو ناحق قتل کردیا تھا اس فعل ناروا کی پاداش مین خود مع دو ہزار نیازیون کے سلیم شاہ سے بغاوت کرکے کاشمیر مین مارا گیا عیسیٰ خان نیازی نے بغاوت مین ہیبت خان نیازی کا ساتھ نہین دیا تھا اسواسطے اوسکی اولاد موجود ہے
خر
شنبل
دوتخیل
بیندار
میچن خیل
ہوتک
بابوزی
تاجوزی
خواجہ
عمر
علی خیل
شادوخیل
عمر
ادہم
سرمست
ابراہیم
بیتول
دلاور
فتح خیل
عمرخانی
ناصر
منصور
عمر
علی
عیسیٰ خیل
ہمایون
حکیم خانی
عیسیٰ خانی
حسن خیل
نیکو

سرہنگ ابن لابنیرہ خاکو ابن نیازی

۸ ادریس　۸ بہرت

۹ دتہ خیل　۹ مندک

۱۰ شادی خیل　۱۰ لقرہ دین　۱۰ بادین　۱۰ بہرام

چچا　۱۱ بارو خیل　۱۱ بوبن　۱۱ براہیم　۱۱ کلا

۱۱ سینا　۱۱ حسین　۱۲ اسمعیل　۱۳ دریا　۱۲ بوری خیل　۱۲ کیہو

۱۱ مندورہ　۱۱ دریا خیل　۱۲ چندو خیل　۱۲ میرزا خیل　۱۳ چوہڑ　۱۳ شیری خیل　۱۳ کودی خیل

۱۴ بلوخیل　۱۳ الیپ　۱۳ علی شیر خیل　۱۳ پائی خیل　۱۴ عباسی خیل　۱۴ خوبص خیل　۱۴ الیاسی خیل　۱۴ زینر خیل　۱۴ علی خیل　کشادے

۱۵ لالو خیل　۱۵ بارو خیل

۱۴ عالم خیل

۱۴ منجر　۱۵ سلطان　۱۵ شہعالم خیل　۱۵ حنیفہ خیل　۱۵ بلند خان

۱۵ شاہ بیگ　۱۵ مدا خیل　۱۵ جنگی خیل　۱۵ جوگے　۱۶ احمد　۱۵ تاجی خیل　۱۵ نوروز خیل

۱۶ فاضل　۱۶ ینون　۱۶ کٹ خیل　۱۶ احمد　۱۶ کبیر خیل　۱۶ درگاہی خیل

۱۷ شہباز خیل　۱۷ تاج خیل　۱۷ سلیم خیل　۱۷ ہمایون خیل　جان بیگ خیل

۱۸ شست　۱۸ خوشحال　۱۸ چندن　۱۸ شابل

۱۹ بارو خیل　۱۹ درازی خیل

۱۶ زادی خیل　۱۹ عالم شیر　۱۹ شمشیر خیل　۱۸ اودی خیل　ولدمیر خیل　عالم خیل

ابن سرسنگ
بھرشت

نہ کور
دری ملارٔے

علیٰ خیل
مگرے
تہے
طوطی زئی
ایدو خیل
نارو خیل
موسیٰ خیل
احمد خان

محب
لاچی
برتھہ
سلطان خیل
بانی خیل
بورنج خیل
سدوزئی

نصر
دریا
کلاج
نور خان
ملک خان
فتح خان

گلاخیل
خواجہ
کوکاخیل
ہاتھی خیل
جہانخان خیل
دیل خان
زنگی خیل
جیلے خیل

جیو خیل
خدر خیل
سامی خیل
نظم خیل
شہابی خیل
باجو خیل

نظر خیل
سنجر خیل
دادی خیل
ایوب خان
جڑنے خیل

رامو خیل
ہندال خیل
میدا خیل
کندے خیل
اسان خیل
بویا خیل
خدر

گدر خیل
اغوز خیل
دین
رامی خیل
مجرے

بہار خیل
شیر خیل
خانہ خیل
محمد
جاول
جہان

مدے خیل
مصرے

فتحو
خنجری خیل

میرا خیل
دربار

راجیر
خلاص خیل

مسروت - ابن لوحانی
موسے خیل
پتے - آیندہ آئیگا
نوزخیل - آیندہ آئیگا
سلار
جانوزی
بامی زی
بہرام خیل
تختے خیل
پارسنے
ٹوگرخیل
زرکزی
اسمعیل زائی
صورت خیل
نیک زن خیل
بارکخیل
فقیہ اللہ خیل
ستاچوری
ملک زی
چندوخیل
علیخانخیل
نصرو خیل
صدو
بدو خیل
چوداخیل
بازی خیل
شہباز خیل
فتح خانخیل
عالم خیل
ازخیل
اسپیدو خیل
ننگر خیل
بہرام
مرزخیل
جنتے خیل
احمد خانخیل
فنک خیل
وگموزی
قتن خیل
خندر خیل
زوجہ اول
زوجہ دویم
انبیای خیل
کریم خیل
میرحسن خیل
جلو خیل
زوجہ اول
زوجہ دویم
خان خیل
بدلی خیل
شمشان خیل
زنگی خیل
در پلارہ
باقر خیل
بوبو خیل
ساڈ خیل
غازی خیل
دولتخان خیل
عالم خیل
ٹودرخیل
مرزا خیل
اسمعیل خیل
ادین خیل
بازو خیل
کیمت خیل
میاخیل
مٹھا خیل

پیتے

سلیمانخیل — اتمان خیل — احمد زئی

سلیمانخیل: علے زئی — نصرت خیل — کوکو خیل

محمد زئی — تارو خیل

اسمعیل خیل — گورے خیل — حبیب خیل

ٹنک خیل — شادی خیل — عیسک خیل

علے خیل — پائنداہ خیل

کریم داد خیل — قلندر خیل

تتر خیل — مرزا خیل

احمد زئی: عبد الخیل — ورث خیل — بنیتمے زئی

بباخیل — رانجو خیل — اعظم خیل

خواجے خیل — جنت خیل — زنوخانخیل — عظمت خیل

تحل خیل — کمال خیل — سنل خیل

اتمان خیل: آدم زئی — خٹک خیل

مانک خیل — خویدادخیل — خواجے خیل — خمار خیل

خٹک خیل: بابیت خیل — آسکے زائی

دریاخان خیل — مستان خیل

مرزاخیل — چوڑے خیل

نائی زئی — شادت خیل

- نوناخیل ابن مروت
  - سالے زئی
    - غیبہال
      - عیسی خیل
      - بلو خیل
    - خضر خیل
      - خواجے خیل
      - تماجی خیل
      - سلیمان زئی
    - میراں زئی
      - کنا خیل
      - بیبے خیل
    - موٹی خیل
    - سینا خیل
  - ترے خیل
    - ایسپ خیل
      - جان خیل
      - کوکو خیل
      - باینده خیل
      - مچے خیل
    - کنا خیل

سلار ابن مروت
سندر
بہرام
خدو خیل
لوحنی خیل
میرداد خیل
دوتی خیل
مستی زی
دریزی
بہد خیل
غزن خیل
عالم خان خیل
جلال الدین خیل
جانی خیل
میر احمد خیل
کشا خیل
سراج خیل
جانو خیل
برت خیل
شاہ حسن خیل
خواج خیل
داد خیل
فیروز خیل
عیسک خیل
بابا خیل
دولت خان
علی خان
دلیل خان
خانان
زرین
صاحبداد خیل
منک
نشر
جلال خیل
حسینی خیل
آدم خیل
بہادر خیل
سعداللہ خیل
ظفر خیل
اعزاز خیل
زوجہ اول
زوجہ دوم
زوجہ سوم
زبردست
مظفر خان
عبدالصمد
عظیم خان
امیر خان
انور خان
مصطفیٰ
اعظم خان
امید خان
گوہر خان
خانیر خان
مدث خان
سرک
رس خان
خانان
احمد خان
سر ورجان
نصر خان
حیات خیل
نادر خیل
ہاتھی خیل
ظفر خیل
اصل خیل
ارسلا خان

خدو خیل ابن سندر ۹

۱۰ سکندر خیل — ۱۰ ممو خیل — ۱۰ کاکا خیل

۱۱ وادی خیل ۱۱ برفرید

۱۱ خوجی خیل ۱۱ نظام خیل

۱۲ راجہ خیل ۱۲ مینا خیل ۱۲ سعید خیل ۱۲ علی خیل ۱۲ قلندر خیل ۱۲ جنو خیل ۱۲ بیٹا خیل ۱۲ سلطان خیل ۱۲ مہند خیل ۱۲ زنگی خیل

۱۳ شہاب خیل

۱۳ ٹی خیل ۱۳ عاقل خیل ۱۳ تمر خیل ۱۳ ٹبول خیل ۱۳ نور خیل ۱۳ پیر در خیل ۱۳ آزاد خیل

سالار خیل حسن خیل بہاد خیل گل احمد خیل

۱۳ تاجا ۱۳ بیک خیل ۱۳ خواجہ داد خیل ۱۳ لال خیل ۱۳ اسک خیل

۱۴ نور خان

۱۴ جانک خیل ۱۴ لاجمیر خیل ۱۴ عمر خیل

۱۵ حید خان

۱۴ رحمان خیل ۱۴ شیخ خیل ۱۴ اللہ داد خیل ۱۴ شہباز خیل ۱۴ صورت خیل

۱۶ سرفراز

۱۴ درک

۱۳ السلاد خیل ۱۳ ہوس خیل

مینا

[illegible]

۱۷ دیوانہ خان

۱۵ اشرف خیل ۱۵ ظریف خیل ۱۵ غیرت خیل ۱۴ چوری خیل ۱۴ جاگا خیل

۱۳ وادت خیل ۱۳ مدو خیل ۱۳ اسمٰعیل

۱۸ حکیم خان

۱۴ ماہیت خیل ۱۴ ظریف خیل

۱۴ شیر خیل ۱۴ میری خیل

۱۳ شادی خیل ۱۳ حسن خیل ۱۳ باز خیل

۱۳ کرچ خیل ۱۳ مانک خیل

۱۴ سیاخیل ۱۴ معیب خیل

۱۵ عظمت

۱۵ صدر خیل ۱۵ گل خیل ۱۵ میری خیل ۱۵ علی خان خیل ۱۵ ولی خیل

جیلان خیل مدو خیل عالم خیل

بہرام ابن سالار ابن مروت

یوسف خیل تاجی زی دولتخواہ زی طوطی زی سلیمان

گوکے زیتون محمد خیل نصر خیل خان خیل شیر خیل

حسن خیل کیمی خیل ولید خیل خلوی خیل شخا خیل الیپ خیل ظفر خیل غابو خیل ذکر خیل دریا خیل تہول خیل

جانو خیل لعلو خیل غرنی خیل بایست خیل تر خیل لندکے

ممانخیل مانذ خیل لندوی میر خیل فتح خیل نصرو خیل بنج خیل دتو خیل گیدر خیل

لورنگ خیل سلیم خان خیل لکھیہ خیل مصر خیل مر خیل شاہو خیل الہداد خیل فرید خیل جلو خیل

بلند خیل لکا خیل مرزا خیل سکند خیل باج خیل فتح مسعود مسعود خیل تمرزین بدین خیل دتو خیل جنگ خیل علاؤ خیل

اسمعیل خیل جمال خیل تیری خیل الیپ خیل دخو خیل نفرہ خیل عزیز خیل خضر خیل کئی خیل عود خیل

شرف خیل شریف خیل الیین خیل ہو خیل فرید خیل عمر خیل احمد

گلخان خیل قرار خیل ذولک خیل عمر خیل رحمان خیل بمبائی غاز خیل تنگر خیل حما خیل سنجر خیل عثمان

شیربائی جوہر خیل درحیم

جانو خیل شیر خان مہر خان حسن خیل بیانر خیل غائر خیل خیرو خیل

شیر خان خیل میاند خیل مہابت خان سپاہی خیل اعز خیل نصرت

سکندر قطب خیل الہداد خیل

حالات ابراہیم عرف لودی

بہت دیر سے تاریخی دربار مین آپ کا انتظار تھا ۔ مسند صفحہ ۔ بہادری کی جدولون سے آپ کے جلوس کے لئے آراستہ ہے ۔ رنگان قوم ۔ لفظون کا لباس پہنے ہوئے ورق تاریخ کے پردہ ادٹھا اوٹھا کر دیکھ رہے ہین کہ کب تاریخی ہیرو تاریخی دربار مین جلوس کرتا ہے ۔ اسی اثنا مین نقیب قلم نے باواز صریر پکار کر کہا ۔ نگاہ روبرو ۔ مشتاقون کی نظر نے سامنے کی طرف توجہ کی دیکھا کہ ننہا سا بچہ جو آگے چلکر ابراہیم کے نام اور لودی کے لقب سے ملقب ہوگا مسند قرطاس پر متمکن ہوا قوم نے شجاعت کے پہولون کو نثار کیا ۔ والدین کی آنکھون مین نور دل مین سرور ہوا ۔ یہ بہی بہادرانہ ادائون سے والدین کے دلون کو تسخیر کرینگا والدین کو بہی اسکے ساتھ خصوصیت سے محبت تھی یہ بہی اگرچہ عمر مین چہوٹا تھا مگر دو نو بھائیون غلزئی اور شروانی سے خاص طور پر ممتاز تھا ۔

جب سات دن کا ہوا والدین نے اس نام کا ابراہیم رکھا اور جب عمر کے پانچ یا چھ سالانہ مرحلے طے کرچکا تو ایک روز شیخ بیٹن اس کا نانا اپنے مسکن کوہ سلیمان مین قشلاق (جہان سردی بسر کرنے کو جاتے ہین) سے آیا اور غالباً

یہ زمانہ اوسکے بڑھاپے کا تھا اور چاہتا تھا کہ اخیر عمر کی دعا اوسکے نواسون کے حق مین مستجاب ہو آتے ہی اپنی اہلیہ سے کہا کہ قدیمی ویگدان سے روٹی پکاکر لاؤ آج مین اپنے نواسون کو اپنے ہاتھ سے روٹی تقسیم کرکے امتحان کرون گا کہ کون انمین صاحب اقبال ہے اہلیہ شیخ بیٹن نے روٹی پکا کر رکھی تھی کہ ابراہیم نے جلدی سے اوٹھاکر نانا کے سامنے جارکھی نانا نے خوش ہو کر کہا ابراہیم لودی (ابراہیم بڑا ہے) اور اوسکے حق مین دعا کی جب ابراہیم کے دو نو بھائی غلزئی اور شروانی آکر نانا سے روٹی مانگنے لگے نانا نے کہا کہ ابراہیم سے روٹی مانگو وہ تمکو دیگا یہ ایک پیشین گوئی تھی اگرچہ لودی کے وقت مین نہین مگر اوسکی اولاد کے وقت مین پوری ہوئی جسکی کیفیت اولاد لودی کے حالات مین معلوم ہوگی ابراہیم کے تین فرزند ہوئے جیسا کہ سلسلہ نسب مین ظاہر کیا گیا ہے۔

حالات اولاد لودی

ان مین سے بڑے بیٹے سیانی کے دو فرزند برنگی اور اسمعیل ہوئے۔ برنگی کی اولاد لودی کے نام سے اور اسمعیل کی اولاد اوسکے فرزند سوری کے نام پر سوری مشہور ہوئی جس کا حال بعد اولاد لودی کے لکھا جائیگا پہلے سیانی کی اولاد مغربی

افغانستان مین آباد ہتی وھان سے اوٹھ کر کوہ سلیمان سے مشرق علاقہ

داماں مین بمقام ٹاک ورودری آباد ہوئی بڑنگی کی اولاد آگے چلکر دونامون سے

علیحدہ ہوئی - ایک شاہوخیل لودی اور دوسرا یوسف خیل لودی - یوسف خیل

کی اولاد مین حمید لودی جس کو راجہ جے پال واسلیے لاہور نے سبکتگین کے حملے

روکنے کے لیئے بلایا اور ملتان اور لمغان کا حاکم مقرر کیا -

اور دولت خان لودی جس نے محمود شاہ تغلق کے بعد ۱۴۱۳ء مین دہلی کی

بادشاہت کی -

اور خانجہان لودی مصنف مخزن افغانی جو جہانگیر کے زمانہ مین حاکم بنگالہ تہا -

شاہوخیل کی اولاد مین بہرام تہا جس کے پانچ فرزند محمد کالا سلطان شاہ - ملک فیروز

ملک محمد - ملک خواجہ تہے ملک بہرام معہ اپنے پانچون بیٹون کے اپنے وطن

کوہ سلیمان سے بعہد فیروز شاہ باربک ملتان مین آکر

ملک مروان حاکم ملتان کا نوکر ہوا اور جب خضر خان بجاے ملک مروان ملتان

کا حاکم ہوا تو اوسنے سلطان شہ فرزند بہرام کو افغانون کا افسر مقرر کیا اوسی زمانہ مین

خضر خان اور ملو اقبال خان کی لڑائی ہوئی - سلطان شاہ نے پہلے ہی حملہ مین ملو

اقبال خان کو مار لیا خضر خان نے سلطان شاہ کی بہادری سے خوش ہوکر اسلام خان

کا خطاب عطا کرکے حاکم سرہند مقرر کیا۔ سلطان شاہ کے ساتھ اوسکے بھائی

ملک فیروز۔ ملک محمد۔ ملک خواجہ بھی سرہند مین چلے آئے۔ صرف ملک کالا

ملتان مین رہا۔ جب نصیر خان حاکم ملتان ہوا تو اوسنے ملک کالا کو افغانون کا

افسر مقرر کیا۔

اتفاقاً جس گھر مین ملک کالا رہتا تھا اوسکی چھت گر پڑی اور اوسکے نیچے ملک کالا

کی اہلیہ جو پورے دنون سے تھی دب کر مر گئی بچہ پیٹ مین پھرتا ہوا معلوم ہوا اسلئے

شکم چاک کرکے بچے کو نکالا ملک کالا نے اوسکی پرورش کی اور نام اوس کا بہلول

رکھا کچھ عرصہ کے بعد ملک کالا نیازیون کی لڑائی مین مارا گیا بہلول اپنے چچا

سلطان شاہ کے پاس سرہند مین چلا آیا۔

یہان آکر بہلول کی شجاعت کے جوہر نمایان ہونے لگے ایک معرکہ مین تو ایسی بہادری

کی کہ اسلام خان نے خوش ہوکر بہلول کی تربیت پر توجہ کی اور اپنی دختر کی شادی

بہلول سے کردی۔

ایک روز ملک بہلول چچا کے پاس سے سامانہ مین آیا اور چند دوستون کے

٭ ایک زمانہ وہ تھا کہ سامانہ شاہ نشین شہر تھا یا اب سوائے کھنڈرون کے اور کچھ نظر نہین آتا۔

اگر سامانہ کو فخر و مباہات اس ٹوٹے پھوٹی حالت مین ہو سکتا ہے۔ تو ذات عالی ممتاز الدولہ

ساتھ سید مجذوب کے پاس گیا سید نے بہلول کو دیکھتے ہی کہا۔

کہ کوئی دہلی کی بادشاہت دوہزار ٹنکہ کو خریدتا ہے۔

ملک بہلول کے پاس اوسوقت سولہ سو ٹنکہ تھے اوس نے وہ ہی پیش کرکے

کہا کہ اس قیمت کو تو مین خریدار ہون سید نے اسی قیمت پر تیادلہ منظور

کیا اور کہا۔

جاو سلطنت دہلی مبارک ہو

ملک بہلول جب سید کے پاس سے واپس آیا تو اوسکے دوستون نے

اس حرکت پر مذاق اوڑایا۔ ملک بہلول نے جوابدیا کہ یہ امر دو صورتون سے خالی

نہین۔ یا تو جیسا کہ سید نے کہا ہے ہوگا یا نہوگا۔ اگر ہوا تو سولہ سو ٹنکہ کو سودا مفت

خریدا اگر نہوا تو فقیرون کی خدمت کا اجر ضرور ملے گا۔

کچھ دنون کے بعد سلطان شاہ یا اسلام خان مرض الموت مین مبتلا ہوا اور

مرتے وقت بہلول کی جانشینی کی وصیت کرگیا۔

بہلول کا حاکم سرہند ہونا معہ دیگر سوانح

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۔ خلیفہ محمد حسین صاحب ممبر کونسل ایجنسی ریاست پٹیالہ کے اوپر ہو سکتا ہی

جن کی ا دیدنم کا مین بھی صدق دل سے دعاگو ہون۔

بعد انتقال اسلام خان کے بارہ ہزار افغان جو اسلام شاہ کے ذاتی ملازم تھے تین تیرہ ہو گئے کچھ تو حسب وصیت اسلام خان ملک بہلول کے اور کچھ اسلام خان کے فرزند قطب خان کے اور کچھ اسلام شاہ کے بھائی ملک فیروز کے طرفدار ہو گئے۔

مگر چند روز مین ملک بہلول نے سبکو اپنا بنالیا۔ بہلول کی جانشینی سے ناراض ہو کر قطب خان فرزند اسلام خان سید محمد شاہ بادشاہ دہلی کے پاس پہونچا اور کہا کہ سرہند مین افغان بہت جمع ہو گئے ہین جن سے ملک مین خلل ہونیکا اندیشہ ہے۔ سید محمد شاہ نے سنتے ہی ایک جرار لشکر زیر حکم ملک سکندر تحفہ قطب خان کے ساتھ سرہند کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ افغانون کو گرفتار کرکے دہلی مین بھیجدے۔ اگر سرتابی کرین تو سرہند سے نکالدے اور اسی مضمون کا فرمان جسرت گکھڑ کے نام بھیجا۔

ملک بہلول لشکر کے آنیکا حال سنکر معہ دیگر افغانون کے پہاڑ مین چلا گیا۔

ملک سکندر تحفہ نے سرہند مین آکر بمشورہ جسرت گکھڑ افغانون کو وہم جانہ دیکر بلانا چاہا اور بذریعہ قاصد کے کہلا بھیجا کہ تم ناحق چلے گئے ہمکو تم سے کچھ پرخاش نہین۔ بہتر ہے کہ تم واپس چلے آؤ افغانون نے جواب دیا کہ اگر ہمارے ساتھ

عہد وپیمان کیا جاسے کہ ہرگز گزند نہ پہونچایا جاسے گا تو ہم آسکتے ہین اسپر باہم
عہد وپیمان ہوسئے - مگر ملک فیروز کو اس عہد وپیمان پر اعتبار نہ تہا اس لیے
وہ خود معہ دیگر چند پسن افغانون سکے ملک سکندر تحفہ کے پاس آسنے پر آمادہ ہوا
ملک بہلول اور اپنے فرزند شاہین خان کو اہل وعیال کی خبرداری پر چہوڑ آیا - ملک
فیروز ملک تحفہ کے پاس آتے ہی خلاف عہد وپیمان گرفتار ہوا اور دیگر افغان
ہمراہی قتل ہوسئے اور فوراً لشکر واسطے گرفتاری باقیماندہ افغانون سکے بہیجا گیا -
ملک بہلول آمد لشکر کا حال سنکر قبایل کو لیکر پہاڑ کی گہاٹیون مین چلا گیا اور شاہین
خان کو واسطے آگا روکنے کے چہوڑ گیا - جب بادشاہی لشکر پہاڑ پر پہونچا - شاہین خان
نے بہادرانہ مقابلہ کیا مگر مارا گیا - اسکے مرتے ہی باقی افغان کچہ قتل ہوئے کچہ
قید ہوسئے لشکر مقتولون کے سر اور قیدیون کو ساتہہ لیکر سرہند مین واپس آیا -
جسرت گکہڑ مقتولون کا ایک ایک سر ملک فیروز کو دکہا دکہا کر پوچہا جاتا تہا کہ یہ سر
کس کا ہے ملک فیروز نام بنام بیان کیے جاتا تہا - جب شاہین خان اوس کے
فرزند کا سر دکہایا گیا - تو ملک فیروز نے کہا کہ اسکو مین نہین جانتا مردمان لشکر نے کہا
کہ تعجب ہے تم اسکو نہین جانتے حالانکہ یہ بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا ہے - یہ
سنکر ملک فیروز کی آنکہون مین آنسو بہر آسئے - جسرت گکہڑ نے رونے کا سبب

پوچھا تو کہا کہ یہ سر میرے فرزند شاہین خان کا ہے پہلے اس شرم سے کہ شاید اسنے لڑائی مین سستی کی ہو مینے نام ظاہر نہین کیا تھا۔ اب بہادری کے ساتھ لڑکر مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو اس کا نام ظاہر کر دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ملک بہلول کا سر ان مین نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچکر نکل گیا وہ ضرور تم سے بدلا لیگا اسکے بعد جسرت لگھڑ قیدیون کو دہلی بھیجکر اور ملک سکندر تحفہ کو حکومت سرہند سپرد کرکے لاہور کو چلا گیا۔

ملک بہلول نے پہاڑون سے نکلکر اپنے دوست آشناؤن سے روپیہ قرض وام لیکر افغانون مین تقسیم کیا اور ملک کو تاخت کرنیلگا اس ذریعہ جو کچھ ہاتھ بھی پڑتا افغانون مین تقسیم کر دیتا تھا۔ چند روز مین اس ذریعہ ملک بہلول کی طاقت بڑھگئی اور بہت سے افغان اور مغل اوسکے پاس جمع ہوگئے قطب خان اپنی حرکت سے پشیمان ہوکر اور ملک فیروز قید سے بھاگ کر ملک بہلول کے پاس آگئے ملک بہلول نے ملک سکندر تحفہ کو لڑکر شکست دی اور سرہند پر پانی پت تک قبضہ کرلیا۔

ملک بہلول کے مقابلہ کو وزیر حسام خان کا آنا اور شکست کہانا

سید محمد شاہ بادشاہ دہلی نے ملک سکندر تحفہ کی شکست کا حال سنکر وزیر حسام خان

کو لشکر جرار کے ساتھ ملک بہلول کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ موضع لدہ پرگنہ
خضر آباد میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ملک بہلول نے حسام خان وزیر کو شکست
فاش دی۔ حسام خان وزیر شکست کھا کر دہلی کو واپس گیا۔ اس فتح کے بعد ملک
بہلول کی طاقت میں مزید ترقی ہوئی۔ اس فتح کے بعد ملک بہلول نے
سید محمد شاہ کو لکھ بھیجا کہ اگر حسام خان وزیر کو قتل کر کے حمید خان کو وزیر بنایا جائے
تو مجکو اطاعت میں کچھہ عذر نہوگا۔ سید محمد شاہ نے حسب تحریر ملک بہلول کے عمل کیا
مگر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ رعایا پر کمزوری سید محمد شاہ کی ظاہر ہوگئی اور اونہوں نے
ادائے مالگذاری سے ہاتھ کہینچا۔ جب اسکا تدارک نہوا۔ تو آس پاس کے
حاکموں نے ملک گیری کے لئے قدم آگے بڑھایا۔ ابراہیم شاہ شرقی نے
کئی پرگنے دبا لئے۔ بعض امرا نے محمود شاہ خلجی[۵۱] کو بلایا وہ ۱۴۴۰ء کو دہلی سے دو کوس کے فاصلہ پر

---

۵۱ سلطان محمود خلجی مالوی۔

محمد شاہ ابن فیروز شاہ تغلق نے دلاور خان غوری کو حاکم مالوہ مقرر کیا۔ ۷۹۰ھ ہجری میں
دلاور خان غوری مالوہ میں آیا۔ اور اٹھارہ برس حکومت کر کے ۸۰۸ھ ہجری میں فوت ہوا
اس کا فرزند
الپ خان جانشین ہوا۔ اور لقب سلطان ہوشنگ رکھا۔ اور اپنے پھوپی زاد ملک مغیث کو

انتظام ملک کرنے لگا۔ سید محمد شاہ نے ان واقعات سے پریشان ہو کر ملک بہلول کو یاد کیا بہان کیا دیر تھی بیس ہزار افغان اور مغل ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس آموجود ہوا محمد شاہ ملک بہلول کو ساتھ لیکر محمود خلجی کے مقابل ہوا لڑائی شروع ہونے پر۔ ملک بہلول نے حملے دلیرانہ کئے جس سے محمود خلجی کا جی چھوٹ گیا اور صلح پر آمادہ تہا کہ محمد شاہ نے خود محمود خلجی کے پاس جا کر صلح کر لی۔ بعد صلح

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۔ ملک اشرف کا خطاب دیگر منصب وزارت عطا کیا اور چند روز کے بعد ملک اشرف کے فرزند محمود مین آثار دانائی نمایان دیکھکر مہمات ملکی مین ملک اشرف کا شریک کیا۔ ۸۳۸ھ ہجری مین سلطان ہوشنگ کا انتقال ہوا اوسکا فرزند غزنی خان مخاطب بہ محمد شاہ جانشین ہوا۔ اسکو ملک محمود نے زہر دیکر ہلاک کیا اور ۲۹ شوال ۸۳۹ھ کو خود حکمران ہوا۔ غوریون کے خاندان سے سلطنت نکلکر خلجیون کے قبضہ مین آئی یہ ہی سلطان محمود خلجی مالوی ہے جس کا متن مین ذکر ہے۔

سلطان محمود خلجی مالوی نے ۳۴ سال سلطنت شجاعت عدالت حسن اخلاق سے کر کے ۸۷۳ھ مین انتقال کیا۔ اسکا بڑا فرزند۔

غیاث الدین جانشین ہوا اور اپنے بڑے فرزند عبد القادر کو خطاب ناصر الدین دیگر منصب وزارت عطا کیا۔

محمود خلجی کوچ کر گیا۔ ملک بہلول نے اس خیال سے کہ جیتا ہوا پالا ہاتھ سے گیا محمد شاہ کی بزدلانہ صلح سے چھپا کیا کہ محمود شاہ خلجی کا تعاقب کیا اور اسکے ہمراہیون کو مار کوٹ کے بہت سا نقد و جنس لوٹ کھسوٹ لایا۔
محمد شاہ یہ حال سنکر بہت خوش ہوا اور ملک بہلول کو بیٹا کہکر خطاب خانخانان عطا کیا دہلی سے محمد شاہ سامانہ مین آیا یہان ملک بہلول کو حکومت دیپالپور لاہور عطا کر کے جسرت گکھڑ کے استیصال پر مامور کیا۔ ملک بہلول لاہور مین پہونچکر اپنی قوت کو بڑہاتا رہا جسرت گکھڑ بہی خواہ بنکر ترغیب فتح دہلی کی دینے لگا ملک بہلول بہی لاہور سے سرہند مین آکر ایک دو دفعہ دہلی کو تسخیر کرنے گیا۔ مگر ناکام رہا سنہ ۱۴۴۵ء مین محمد شاہ کا انتقال ہوا۔ سلطان علاء الدین جانشین ہوا۔ وزیر حمید خان لودی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵۔ سنہ ۹۰۳ھ ۱۴۹۷ء کو سلطان غیاث الدین بڑہاپے سے ضعیف ہوگیا تہا۔ اس کے دو فرزند ایک عبدالقادر مخاطب بناصر الدین اور دوسرا شجاعت خان عرف علاء الدین تھے ان دونوںمین سلطنت کی بابت نزاع ہوا آخر ناصر الدین غالب ہوا۔ اسکے فرزند شہاب الدین نے باپ سے بغاوت کی ناصر الدین نے اپنے تیسرے فرزند محمود ثانی کو اپنا جانشین کیا بعد انتقال ناصر الدین کے شہاب الدین اور محمود ثانی مین لڑائی ہوئی سلطان محمود ثانی نے لشکر بہیجکر شہاب الدین کو آوارہ کر دیا سلطان محمود ثانی کو بہادر شاہ گجراتی نے قید کر دیا۔ قید مین محافظون کے ہاتھ سے مارا گیا اور خلجیون کا خاتمہ ہوگیا۔

کو قید کر کے اپنے ساتھ بداون لے گیا وہان پہونچکر وزیر حمید خان کو قتل کرنا
چاہا۔ وزیر حمید خان حکمت عملی سے جان بچا کر دہلی مین آیا۔ اور
قلعہ دہلی پر متصرف ہوا اور یہ ارادہ کیا کہ کسیکو اپنے نام شاہ بنا کر خود بادشاہت کرے
چارون طرف خیال دوڑا کر ملک بہلول کو منتخب کیا۔ ملک بہلول نے حسب الطلب
دہلی پہونچکر حمید خان سے کہا کہ آپ بادشاہت کیجئے اور مجھکو سپہ سالار بنایئے مین
سپاہی ہون۔ مجھسے اپنے ملک کا تو انتظام ہو نہین سکتا۔ سلطنت کا کیسے انتظام کرونگا
اس فقرہ نے حمید خان کے دلمین اثر کیا جس سے اوسکو یقین ہو گیا کہ ملک بہلول کو
خواہش سلطنت کی نہین ہے۔

ملک بہلول نے کچھ دنون حمید خان کو ایسی باتون سے مطمین رکھا کہ جن سے
ظاہر ہو جاوے کہ افغان جاہل ہین اونکو سلطنت کی نہ تمیز ہے نہ خواہش ہے

کبھی وہ دعوت کے موقعہ پر افغانون سے حرکات مضحکانہ کراتا۔

کبھی وہ آپ گالیان کہتا حمید خان کو صلواتین سنواتا۔

جب حمید خان کو ہر طرح سے مطمین پایا تو ایک روز ملک بہلول افغانون کو ساتھ
لئے ہوئے حمید خان کی ملاقات کو گیا خود تو محل مین چلا گیا مگر جب افغان اندر جانے لگے
تو دربانون نے روکدیا افغانون نے بگڑ کر ملک بہلول کو گالیان دینی شروع کین

چیخ چیخ کے کہنے لگے کہ کیا حمید خان کا ملک بہلول نوکر ہے ہم نہیں ہیں پھر ہم کو اندر کیون نہین جانے دیتے۔

حمید خان نے افغانون کا شور وغل سنکر سب کو اندر آنے کی اجازت دی۔ افغان اندر جاکر حمید خان کے ایک ایک خدمتگار کے پاس دو دو کھڑے ہو گئے قطب خان ملک بہلول کے چچازاد بھائی نے بغل سے زنجیر نکالکر حمید خان کے سامنے رکھدی اور کہا کہ حق نمک ہمکو آپ کے قتل کی اجازت نہین دیتا بہتر ہے کہ اب آپ گوشہ مین بیٹھکر عبادت کیجئے یہ کہکر حمید خان کو قید کر دیا ملک بہلول نے ۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ (۱۴۵۱ع) کو تخت دہلی پر جلوس کر کے سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور سلطان بہلول لقب اختیار کیا د سید امجذوب کے معاہدہ بیع کی پوری تکمیل ہو گئی۔

سلطان بہلول کا دہلی سے دیبالپور جانا اور محمود شاہ شرقی کا دہلی کو محاصرہ کرنا

۸۵۵ھ ہجری مین سلطان بہلول اپنے فرزند بازید خان[۵۷] کو معہ دیگر اعزا و امراد ہلی

[۵۷] فرزندان سلطان بہلول لودی کی تعداد سلسلہ نسب سے واضح ہو گی۔ امرا کی فہرست جن کا نام اکثر لڑائیون مین آئیگا درج کرتا ہون۔

ہیں چھوڑ کر دیپالپور گیا۔ سلطان کے چلے جانے کے بعد بعض امرائے سید علاء الدین نے جو سلطان بہلول سے ناراض تھے محمود شاہ شرقی بادشاہ جونپور کو بلایا۔

سنہ ۸۵۶ ہجری میں محمود شاہ شرقی نے لشکر جرار اور ایک ہزار ہاتھیوں کے ساتھ آکر دہلی کا محاصرہ کیا۔ سلطان بہلول تو تھا ہی نہیں۔ بازید خان فرزند سلطان بہلول۔ شاہ سکندر شروانی (شیخ صدر الدین مالیری کا بھائی) بی بی متو زوجہ اسلام خان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸ - قطب خان پسر اسلام خان لودی۔ خانجہان لودی۔ دریا خان لودی تاتار خان لودی پسر دریا خان لودی۔ مبارک خان لوحانی۔ یوسف خان خاص خیل۔ عمر خان شروانی۔ قطب خان پسر حسین خان افغان۔ احمد خان بیوانی۔ یوسف خان جلوانی۔ علیخان ترک بچہ۔ شیخ ابوسعید فرملی۔ احمد خان سیستانی۔ خان جہان فرملی۔ خان خانان نوحانی۔ شمشیر خان۔ وزیر خان خانان پسر اسد خان۔ شیخ احمد سروانی۔ نہنگ خان۔ لشکر خان شہاب خان۔ دبیر۔ بہادر خان مہتہ۔ رستم خان۔ جونہ خان۔ پسر غازی خان۔ ملک چمن بنسہ۔ خانجہان۔ عماد الملک اقبال خان میاں فرید معروف فرملی۔ شیخ جمال۔ شیخ عثمان۔ رائے پرتاب رائے کہین۔ رائے کرنی۔

چچی یا ساس۔ سلطان بہلول) نے تمام اہل وعیال افغانون کو لیکر قلعہ دہلی مین پناہ لی۔ عورتون کو مردانہ لباس پہناکر۔ مردون کی تعداد کو دشمنون کی نظر مین زیادہ کیا۔

محاصرہ دہلی کا حال دیبالپور مین جب سلطان بہلول کو معلوم ہوا تو اوس نے اعیان دولت سے مشورہ کرکے افغانستان مین افغانون کے ہر ایک قبیلہ کے نام جدا جدا خط بھیجکر اون کو ہندوستان مین آنے کی ترغیب دی۔

خط کا مضمون

خداوند کریم نے ہندوستان کی بادشاہت افغانون کو دی ہے۔ سلاطین ہند یہ چاہتے ہین کہ افغانون کو ہندوستان سے نکال دین۔ ہندوستان وسیع اور زرخیز ملک ہے جس مین تمام عزیزون کی گنجایش ہے۔ اگر تم یہان آوگے تو صرف سلطنت میرے نام ہوگی اور جو ملک کہ اب میرے پاس ہے۔ یا جو آیندہ قبضہ مین آئے اوسکو باہم تقسیم کرلین گے۔ ان دنون محمود شاہ شرقی بادشاہ جونپور نے لشکر کثیر کے ساتھ دہلی کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ افغانون کے اہل و عیال شہر مین ہین۔ اقتضاے حمیت یہ ہے کہ فوراً چلے آؤ۔ اور محمود شاہ شرقی

کو دھکا نہ لگاؤ۔ جب یہان آ جاؤگے تو ایسی دولت پاؤگے کہ وطن کو بھول کر یہین یاد

نوکر ہو جاؤگے۔ والسلام

ان خطون کے پہونچتے ہی افغانستان سے افغانون کے قبایل کے قبایل

مور و ملخ کی طرح سلطان بہلول کے پاس جمع ہو گئے۔ سلطان بہلول ان کو لئے

ہوئے دہلی کا عازم ہوا۔

ادہر محصورین نے محاصرہ سے تنگ آکر قلعہ کی کنجیان محمود شاہ شرقی کے کسی

افسر کو حوالہ کرنے کا اقرار اس شرط پر کیا کہ قلعہ سے نکلنے مین ان کی مزاحمت

نہ کیجائے۔

اس شرط کے بموجب سید شمس الدین قلعہ کی کنجیان۔ دریا خان لودی افسر محاصرین

کے پاس لے گئے اور کہا کہ مجکو خلوت مین آپ سے کچھ کہنا ہے دریا خان نے

نوکرون کو باہر کر دیا اور باہم دلچسپ مکالمہ ہوا۔

سید شمس الدین آپ سے اور محمود شاہ شرقی سے کیا رشتہ ہے۔

دریا خان لودی - رشتہ تو کچھ نہین۔ البتہ اوسکا نوکر ہون۔

سید شمس الدین۔ سلطان بہلول لودی سے کچھ رشتہ ہے۔

دریا خان لودی - رشتہ تو کچھ نہین یہ ضرور ہے کہ وہ بھی لودی ہے اور مین بھی لودی ہون

سید شمس الدین۔ (قلعہ کی کنجیان دریا خان لودی کی طرف پھینک کر) بس اب ناموس کا خیال رکھنا۔ آپکا فرض ہے۔

دریا خان لودی۔ قرابت کا بھی سبب ہے کہ قلعہ کے فتح کرنے مین توقف کیا ورنہ اب تک قلعہ کبھی کا فتح ہو گیا ہوتا۔ اچھا بالفعل آپ کنجیان لیجائین اور منتظر رہین کہ مین محصورین کے حق مین کیا کرتا ہون۔

اس گفتگو کے بعد دریا خان لودی نے محمود شرقی کے پاس جا کر کہا۔

سنا جاتا ہے کہ سلطان بہلول لودی بہت سا لشکر لیے ہوئے چلا آتا ہے۔ مناسب ہے کہ پہلے اوس کا انتظام کیا جائے اگر اوس کو مغلوب کر لیا۔ تو قلعہ خود بخود فتح ہو جائیگا حضور مجھے اور فتح خان ہروی کو بھیجدین تاکہ پانی پت کے مقام پر جا کر اوس کا آگا روکین۔

محمود شاہ شرقی نے اس تجویز کو پسند کیا اور تیس ہزار فوج اور چالیس جنگی ہاتھی دیکر دونو کو روانہ کیا۔

سلطان بہلول چودہ ہزار سوار لیے ہوئے پانی پت سے دریہ زیلہ کے مقام آ گیا تھا دریا خان لودی اور فتح خان ہروی نے اوس سے دو کوس ورے ڈیرے جا لگائے۔ رات کو ان کے لشکر سے دو دفعہ دشمن اونٹ گھوڑے کھولکر لیگئے

دوسرے روز دونو لشکر مقابل ہوئے۔ قطب خان لودی کی تیراندازی نے ہاتھیون کے مونھہ پھیر دیئے۔ دریا خان لودی لڑائی کا اہتمام کرتا ہوا قطب خان لودی کے سامنے آیا تو قطب خان لودی نے کہا۔

تجکو زیبا ہے کہ تیری مان بہنین قلعہ دہلی مین قید ہین اور تو بیگانون کا طرفدار ہوکر یگانون سے لڑتا ہے۔ دریا خان لودی نے جواب دیا۔

مین چلا جاتا ہون اگر تم تعاقب نکرو۔

قطب خان لودی نے تعاقب نکرنے کی قسم کھائی۔ دریا خان لودی نے لڑائی سے مونھہ پھیرا کہ فتح خان ہروی کے لشکر مین بھاگڑ پڑگئی فتح خان ہروی گرفتار ہوا جس کو راے کرن (امیر سلطان بہلول لودی) نے اپنے بھائی پتھورا ے کے انتقام مین قتل کر دیا۔

محمود شاہ شرقی اس شکست سے دل شکستہ ہوکر جونپور کو چلا گیا۔

سلطان بہلول لودی نے دہلی مین آکر تخت سلطنت پر جلوس کیا۔

سلطان بہلول لودی کا دورہ انتظام ملک کیلئے

۸۵۶ھ ہجری کو سلطان بہلول نے استحکام سلطنت کے لیے ملک کا دورہ

شروع کیا۔

دہلی سے چلکر پہلے میوات گیا احمد خان میواتی حاکم میوات نے اطاعت قبول کی سلطان نے تھوڑے تغیر کے بعد حکومت میوات اوسپر بحال رکھی احمد خان نے اپنے چچا مبارک خان کو سلطان کی خدمت مین ہمیشہ کو مقرر کیا یہان سے سلطان برن گیا (بلند شہر) دریا خان لودی حاکم سنبھل حاضر ہوا اور اپنے سات پرگنے سلطان کی نذر کئے۔ سلطان نے اوسکو اوسکی ریاست پر بدستور برقرار رکھا۔ یہان سے سلطان

کول مین آیا۔ عیسیٰ خان حاکم کول حاضر ہوا سلطان نے اوسکو حکومت کول پر بحال رکھا یہان سے۔

برہان آباد مین آیا۔ سکیٹ کا حاکم مبارک خان لوحانی حاضر ہوا۔ اور بدستور اپنی حکومت پر بحال رہا۔ رائے پرتاب کو بھوگاؤن عطا ہوا وہ اس نواح کے زمینداروں کا سردار تھا۔ یہان سے۔

قلعہ راپری وچندوارہ مین آیا۔ قطب خان پسر حسین خان حاکم راپری قلعہ بند ہو کر مقابل ہوا۔ مگر قلعہ بہت جلد فتح ہو گیا۔ خان جہان لودی نے قطب خان سے عہد وپیمان کر کے سلطان کے روبرو پیش کیا۔ سلطان نے بعد عفو تقصیر حکومت

راپری پر قایم رکھا یہان سے سلطان -

اٹاوہ مین آیا یہان کے حاکم نے اطاعت قبول کی سلطان نے اوسکی ریاست مین تغیر نہین کیا - یہان کسی بات پر جونا خان امیر سلطان بہلول لودی سلطان سے ناراض ہوکر محمود شاہ شرقی کے پاس چلا گیا اور حاکم شمس آباد مقرر ہوا -

سلطان بہلول کی لڑائیان شاہان شرقی سے

سنہ ۸۵۶ھ مین محمود شاہ شرقی لشکر جرار کے ساتھ سلطان بہلول لودی سے لڑنیکو نواح اٹاوہ مین آیا - قطب خان و راے پرتاب نے بیچ مین پڑکر ان شرایط پر صلح کرا دی -

+ شاہان شرقی کا مورث اعلی ملک سرور خواجہ سرا تھا - فیروز شاہ تغلق کے چھوٹے بیٹے محمد شاہ نے ملک سرور کو منصب وزارت اور خطاب خواجہ جہان عطا کیا اور محمد شاہ کے فرزند ناصر الدین محمود شاہ نے خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیکر

سنہ ۷۹۶ھ (۱۳۹۴ع) کو حکومت ولایت جونپور - بہار - ترہت - عطا کی - جب ناصر الدین محمود شاہ کی حکومت نہ رہی تو ملک الشرق نے خود لقب سلطان الشرق اختیار کیا -

سنہ ۸۰۲ھ (۱۳۹۹ع) کو سلطان الشرق کا انتقال ہوا - اوس کا متبنی بیٹا ملک قرنفل جانشین ہوا - اور خطاب

۱۔ جو ملک کہ سید مبارک شاہ سابق سلطان دہلی کے قبضہ مین تہا اوسپر سلطان بہلول حکمران رہے اور جو ملک کہ سلطان ابراہیم سابق بادشاہ جونپور کے قبضہ مین تہا۔ وہ محمود شاہ شرقی کے پاس رہے۔

۲۔ سات ہاتہی جو فتح خان ہروی کی لڑائی مین سلطان بہلول کے ہاتہ آئے تھے وہ محمود شاہ شرقی کو واپس دیے جائین۔

۳۔ شمس آباد سلطان بہلول لودی کی حکومت مین سمجہا جاے جونا خان حاکم شمس آباد جو محمود شرقی کیطرف سے حکمران ہے وہ شمس آباد سلطان بہلول لودی کے حوالہ کردے اس عہد و پیمان کے بعد محمود شاہ شرقی جونپور کو چلا گیا۔

سلطان بہلول نے حسب قرارداد جونا خان کو لکہا کہ شمس آباد حوالہ راے کرن کردے جونا خان نے انکار کیا سلطان بہلول خود گیا۔ جونا خان شمس آباد کو چہوڑکر چلا گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۔ مبارک شاہ رکہا۔

۸۴۴ھ / ۱۴۴۰ء مین مبارک شاہ کا انتقال ہوا اوس کا فرزند سلطان محمود شرقی جانشین ہوا جسکا متن مین ذکر ہے

۸۶۲ھ / ۱۴۵۷ء کو سلطان محمود شرقی کا انتقال ہوا۔ اوس کا فرزند محمد شاہ اور اوسکے بعد اسکا بہائی بہیکن خان جانشین ہوا جس کا خطاب حسین شاہ ہوا۔

۸۸۱ھ / ۱۴۷۶ء کو حسین شاہ شرقی کا انتقال ہوا۔ اور اسی پر شاہان شرقی کا خاتمہ ہوگیا۔

سلطان نے شمس آباد حوالہ راے کرن کی کہ وہ اس نواح کا انتظام کرے۔

محمود شاہ شرقی کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ صلح سے

پشیمان ہوکر سلطان بہلول سے لڑنے کو جونپور سے چلا شمس آبادمین دونون لشکرون

کا مقابلہ ہوا رات کو قطب خان لودی و دریا خان لودی نے لشکر شرقی پر شبخون مارا

اتفاقاً قطب خان لودی کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زین سے زمین پر

گرا۔ محمود شاہ شرقی کے سپاہیون نے گرفتار کرلیا۔ محمود شاہ شرقی نے قید کرکے

جونپور بھیدیا۔ راے کرن قلعہ شمس آباد مین گھرا ہوا تھا اوسکی مدد کو سلطان بہلول نے

شہزادہ جلال خان۔ و شہزادہ سکندر و عماد الملک کو بھیجا اور خود سلطان بہلول محمود شاہ

شرقی سے لڑنے کو گیا۔

۸۶۲ھ مین محمود شاہ شرقی کا انتقال ہوگیا۔ اوسکا فرزند بھیکن خان جانشین ہوا۔

جس نے محمد شاہ لقب اختیار کیا بی بی راجی والدہ محمد شاہ و دیگر عماید نے دونون

بادشاہون مین اس شرط پر صلح کرادی۔

کہ دونون بادشاہ اپنے اپنے ملک پر حکمران رہین۔

اسکے بعد محمد شاہ جونپور گیا اور سلطان بہلول دہلی کو آیا جب دہلی کے قریب پہونچا

تو اُدہر سے ملکہ شمس خاتون کا پیام آیا کہ جب تک تم میرے بھائی کو نہ چھڑاؤ گے

عیش وآرام تمپر حرام ہے۔ اس پیام سے سلطان متاثر ہوکر محمد شاہ سے لڑنیکو

اوسلٹے پاؤن پہرا۔

ادہر سے محمد شاہ شرقی جونپور سے چلکر شمس آبادمین آیا۔ یہان سے راے کرن

کو جو سلطان بہلول کی طرف سے حکمران تہا نکال باہر کیا اور جونا خان کو اپنی طرف

سے مقرر کرکے رابری مین آیا۔ جہان سلطان بہلول مقیم تہا کچھہ دنون دونون لشکرون

مین لڑائی ہوتی رہی۔ اسی اثنا رمین محمد شاہ نے اپنے بہائی حسن خان کو جونپور مین

قتل کرادیا۔ محمد شاہ کے دو دیگر دو بہائی شہزادہ حسین خان وجلال خان۔ محمد شاہ

سے متوہم ہوئے۔ اور ارادہ بہائی کے لشکر سے چلے جانیکا کیا۔ اس غرض

سے سلطان شاہ وجلالخان اجودہنی (دونو فوجی افسر تہے) سے اتفاق کرکے

محمد شاہ سے کہلا بہیجا کہ رات کو سلطان بہلول کے لشکر کا ارادہ شبخون کا ہے۔

یہ سنکر محمد شاہ نے شہزادہ حسین خان کو معہ سلطان شاہ تیس ہزار فوج اور ایک ہزار

ہاتہی دیکر شبخون کے انسداد کی غرض سے مامور کیا۔ شہزادہ حسین خان لشکر کو لئے

ہوئے مقام موعودہ جہر سے کے متصل آٹہیرا اور انتظار شہزادہ جلال خان کا جو پیچہے

رہ گیا تہا کرنے لگا سلطان شاہ نے شہزادہ حسین خان سے کہا کہ یہ موقعہ توقف کا نہین

ہے اب آپ چلئے شہزادہ جلال خان پیچہے سے آرہی گا یہ سنکر شہزادہ حسین خان

قنوج کو چلا گیا۔
سلطان بہلول جو لشکر شرقی کی نقل و حرکت کا نگران تھا اوسنے اپنے لشکر کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ شہزادہ حسین خان تو چلا گیا تھا۔ اتفاقاً سلطان بہلول کا لشکر اوسی مقام پر جہر سے نئے کے متصل ٹھیرا۔ شہزادہ جلال خان جب آیا تو اوسنے سلطان کے لشکر کو بھائی کا لشکر سمجھکر سلطان بہلول کے لشکر مین چلا آیا اور آتے ہی گرفتار ہوا۔ سلطان بہلول نے شہزادہ جلال خان کی گرفتاری کو تائید غیبی سمجھا اور بعوض قطب خان کے اوسکو قید رکھا۔
محمد شاہ شرقی شہزادہ حسین خان کے چلے جانے اور شہزادہ جلالخاں کے گرفتار ہونے سے گھبرا گیا اور جونپور چلا گیا۔ سلطان بہلول نے تعاقب کرکے کچھہ گھوڑے ہاتھی چھین لئے۔ اور دہلی واپس گیا۔
سنہ ۸۶۲ھ مین محمد شاہ مارا گیا اور اوسکا بھائی حسین خان جانشین ہوا جس نے اپنا لقب حسین شاہ شرقی اختیار کیا۔ سلطان بہلول سے چار سال کے لئے صلح کرکے قطب خان لودی کو خلعت وغیرہ دیکر سلطان بہلول کے پاس بھیجدیا سلطان نے بھی شہزادہ جلالخان کو اسی طرح عزت کے ساتھہ خلعت وغیرہ دیکر حسین شاہ شرقی کے پاس بھیجدیا بعد انقضائے مدت صلح سلطان بہلول شمس آباد

گیا۔اور اوسکو جونا خان سے لیکر راے کرن کے سپرد کیا۔
راے پرتاب کے پسر نرسنگہ دیو کو سلطان نے وہ علم ونقارہ دیا جو سلطان
نے دریا خان لودی کی لڑائی مین اوس سے چھینا تھا اس پر دریا خان لودی
نے بگڑ کر نرسنگہ دیو کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے قطب خان پسر حسین خان ومبارز خان
وراے پرتاب سلطان سے بگڑکر حسین شاہ شرقی کے پاس جونپور چلے گئے
سلطان بہلول ان امیرون کے چلے جانے سے دہلی کو واپس چلا گیا
چند روز بعد حاکم ملتان کی بغاوت اور بدنظمی پنجاب کے سبب سلطان بہلول
دہلی مین اپنا نائب قطب خان لودی وخانجہان لودی کو مقرر کرکے عازم پنجاب
ہوا۔ہنوز ایک دو منزل گیا ہوگا کہ پیچھے سے خبر آئی کہ حسین شاہ شرقی ایک لاکھ
فوج اور بہت سے جنگی ہاتھی لئے ہوئے دہلی کے ارادہ سے چلا آتا ہے۔سلطان
یہ سنکر اولٹا پھرا اور پنجاب کا انتظام قطب خان لودی وخانجہان لودی کے سپرد کیا
اور خود حسین شاہ شرقی سے لڑنے کو گیا۔
چند واڑ مین دونو لشکرون کی مڈبھیڑ ہوئی۔اور سات روز تک ہنگامہ کارزار گرم
رہا۔اسی اثنا مین احمد خان میواتی۔رستم خان حاکم کول حسین شاہ شرقی سے جا ملے
تاتار خان لودی نے سلطان سے موافقت کی۔آخر امراے جانبین نے

تین برس کے لئے دونو بادشاہون مین صلح کرا دی۔

سلطان بہلول دہلی مین آکر انتظام سلطنت مین مصروف ہوا۔ احمد خان حاکم میوات پر یورش کی اوس نے حاضر ہوکر اطاعت قبول کی۔

مدت صلح ختم ہونے کے بعد حسین شاہ شرقی نے اٹاوہ جاکر اوسپر قبضہ کرلیا۔ اور احمد خان میواتی رستم خان حاکم کول کو اپنا مطیع بنالیا۔ احمد خان جلوانی حاکم بیانہ تو اوس کے دعدون پر ایسا فریفتہ ہوا کہ حسین شاہ کا خطبہ ہی بیانہ مین پڑہوا دیا اٹاوہ سے حسین شاہ شرقی ایک لاکھ فوج اور ایک ہزار ہاتھی لئے ہوئے دہلی کو آیا سلطان بہلول بھی دہلی سے آگے بڑہا۔ بہٹوارہ کے مقام پر دونون بادشاہون کا مقابلہ ہوا۔ مگر پہر دونون مین خانجہان لودی کے ذریعہ صلح ہوگئی۔ دونو بادشاہ اپنی اپنی دار السلطنت کو واپس ہوئے۔

سنہ ۸۸۳ھ مین سلطان علاء الدین فرزند محمد شاہ نے بدایون مین وفات پائی۔ حسین شاہ (سلطان علاء الدین کا داماد تہا) حسین شاہ بہانہ ادائے تعزیت بدایون مین گیا اور اوسپر قبضہ کرلیا۔ یہان سے سنبل جاکر مبارکخان پسر تاتار خان حاکم سنبل کو قید کیا۔ وہان سے دہلی پر متوجہ ہوا۔ مگر دونو بادشاہون مین صلح ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ دریائے گنگا کے اوس پار ملک حسین شاہ شرقی کا اور اس پار

سلطان بہلول کا رہنگا۔ صلح کے بعد حسین شاہ کوچ کر گیا۔ سلطان بہلول نے تعاقب کر کے خزانہ و دیگر مال و اسباب جو ہاتھیون پر لدا ہوا تھا۔ لوٹ لیا۔ اور بیس چالیس امراے حسین شاہ کو پکڑ لایا۔ جسمین قاضی سمار الدین۔ قتلغ خان وزیر اعظم ملکہ جہان زوجہ حسین شاہ شرقی (دختر سلطان علاء الدین) تھے۔ سلطان بہلول نے قتلغ خان وغیرہ کو حوالہ قطب خان لودی کیا اور ملکہ جہان کو خواجہ سراون کی حفاظت مین حسین شاہ شرقی کے پاس بھیجدیا اور خود تعاقب مین آگے جا کر۔ پرگنہ کنپل پتیالی۔ شمس آباد۔ سکیٹ۔ مارہرہ۔ جلیسر اور کول پر متصرف ہوا ہر پرگنہ مین اپنے شقدار مقرر کرتا ہوا حسین شاہ کے تعاقب مین نجوارن پہونچا۔ یہان حسین شاہ نے ارادہ مقابلہ کا کیا مگر اس شرط پر صلح ہو گئی کہ

دونون بادشاہ اپنی سلطنت کو قدیمی سرحدون پر قایم رکھین۔

اس صلح کو زیادہ قیام نرہا دونون بادشاہون مین پھر لڑائی ہوئی۔ اب کی دفعہ حسین شاہ نے شکست فاش کھائی اور اوس کا بہت مال و اسباب سلطان کے ہاتھ آیا جس سے سلطان کی قوت کو مزید ترقی ہوئی۔

حسین شاہ شکست کھا کر رابری مین گیا۔ سلطان بھی دھوپاسو ہوتا ہوا رابری مین پہونچا۔ یہان دونو مین لڑائی ہوئی حسین شاہ شکست کھا کر جمنا پار بھاگا جمنا مین

اوسکے اہل وعیال ڈوب گئے جس سے اوسکو بہت صدمہ ہوا۔اسی حالت مین
حسین شاہ گوالیار گیا۔ راجہ گوالیار راے کرن خادمانہ پیش آیا۔کئی لاکھ ٹنکہ نقد
خیمے سراپردے ہاتھی گھوڑے نذر کرکے کالپی تک مشایعت کی۔

سلطان بہلول بعد فتح اٹاوہ مین آیا ابراہیم خان سلطان حسین شاہ ہیبت خان
گرگ انداز متحصن ہوے لیکن تین روز کے بعد محصورین نے امان مانگ کر اٹاوہ حوالہ کیا
سلطان نے اٹاوہ کی حکومت ابراہیم خان لوحانی کے سپرد کی اور کچھہ پرگنے اٹاوہ سے
نکالکر راے داندنکو عطا کیے اور خود حسین شاہ کے تعاقب مین چلا۔جب کالپی
کے علاقہ رانگاون مین پہونچا۔تو جمنا کے کنارے حسین شاہ لڑنے کو آیا
چند مہینے اودہر اودہر کے کنارون سے لڑائیان ہوتی رہین۔اسی اثنا مین راے
تلوک چند حاکم کالپی آیا اور وہ سلطان کو پایاب مقام سے اُتار کر حسین شاہ کے
سر پر لے گیا۔حسین شاہ مین لڑنے کی طاقت نہ تھی پٹنہ کو بھاگ گیا۔راجہ پٹنہ نے
کئی لاکھہ ٹنکہ نقد گھوڑے ہاتھی پیشکش مین دیے اور جونپور تک پہونچا گیا سلطان
بہلول بھی پیچھے پیچھے جونپور آیا حسین شاہ جونپور سے برائچ ہوتا ہوا قنوج پہونچا۔
سلطان بہلول بھی ساتھہ کے ساتھہ قنوج آیا۔کالی ندی کے کنارے دونو
بادشاہون مین مقابلہ ہوا۔چونکہ شکست کھانا حسین شاہ کی جبلی عادت ہوگئی تھی

اسلئے یہان بہی شکست نصیب ہوئی۔سامان حشم وامارت شاہی لودیون کے ہاتھہ آیا۔

اس فتح کے بعد سلطان جونپور مین آیا اور اوسکو مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا۔قطب خان لودی اور اور امیرون کو قصبہ منجہولی مین چہوڑ کر بدایون مین آیا۔ حسین شاہ نے موقعہ پاکر جونپور پر قبضہ کرلیا۔مبارک خان لوحانی جونپور کو چہوڑ کر قصبہ منجہولی مین قطب خان لودی کے پاس چلا آیا۔

سلطان یہ حال سنکر موضع ہلدی مین آیا۔یہان آکر سنا کہ قطب خان لودی کا انتقال ہوگیا۔چند روز یہان ہی بغرض ادائے تعزیت ٹھہرا رہا یہان سے جونپور مین آیا حسین شاہ کو دور تک بہگاکر جونپور اپنے پوتے اعظم ہمایون فرزند بازید خان کے حوالہ کیا۔یہان سے سلطان چندواڑہ کے راستہ دہولپور گیا راجہ دہولپور نے کئی من سونا نذر کیا۔یہان سے رنتہنہور کے علاقہ اللہ پور مین گیا۔ اور اوسکو تاخت وتاراج کیا اور مظفر ومنصور دہلی کو واپس ہوا۔

سلطان بہلول کی شاہان شرقی سے ۲۶ برس لڑائی رہی اس اثنا رمین کبہی چند روز کے لئے صلح ہوجاتی تہی جو محض ناپائیدار ہوتی تہی۔دونو بادشاہون کے امیر اودہر سے ادہر ادہر سے اودہر ہوجاتے تہے گویا تمام عہد حکومت

سلطان بہلول کا ان لڑائیون کی نذر ہوا آخر ۸۸۳ھ ۱۴۷۸ء کو جونپور ہمیشہ کو سلطنت دہلی کے تابع ہوگیا۔

تقسیم ملک

سلطان بہلول کے قوی بوجہ پیرانی سالی ضعیف ہوگئے تھے اس لئے اونہی اپنی زندگی مین ملک کو اپنے فرزندون۔عزیزون پر تقسیم کردیا۔

۱۔جونپور شہزادہ باربک۔

۲۔کرٹہ مانک پور شہزادہ عالم خان۔

۳۔برایچ اپنے بھانجے محمد فرملی معروف کالاپہاڑ

۴۔لکھنو وکالپی اپنے پوتے اعظم ہمایون ابن بازید خان متوفی کو جو اپنے خدمتگار کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔

۵۔بدانون اپنے امیر خانجہان خان لودی کو جو نسبت قرابت بھی رکھتا تھا۔

۶۔دہلی ومیان دوآب کا ملک شہزادہ نظام خان کو دیکر اپنا ولیعہد قرار دیا۔

تقسیم ملک کے بعد سلطان بہلول گوالیار گیا۔گوالیار کے راجہ مان نے اسی لاکھہ ٹنکہ نقد نذر کیا سلطان نے گوالیار اوسکو عطا کیا یہان سے۔

سلطان اٹاوہ گیا یہان سے راجہ سنگت پسر راجہ رائے وند کو بدل دیا یہان

دہلی کو عازم ہوا۔ مگر راستہ مین بیمار ہوگیا۔ بہدڑالی ضلع سکیٹ کے متصل ۳۸ برس ۸ مہینے سات دن جمنا سے کوہ ہمالہ تک جمنا کے مشرق مین بنارس اور جمنا کے مغرب مین بندیل کنڈ تک حکومت کر کے ۸۹۴ھ مین فوت ہوا۔

قطعہ تاریخ وفات

خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول	بہشت صد و نود چار رفت از عالم
بود محال بشمشیر و خنجر مقتول	بتیغ ملک ستان بود لیکہ دفع اجل

خصائل سلطان بہلول لودی

سخی و شجاع تہا۔ رحم و مہربانی اوسکی عادت تہی شرع کا پابند تہا۔ امانت کے خلاف کوئی کام نہ کرتا تہا۔ علما و مشائخ سے صحبت رکہتا تہا۔ پانچون وقت کی نماز مسجد مین جماعت سے پڑہتا تہا۔ عدل و انصاف مین ساعی تہا۔ مستغیثون کی عرضیان خود لیکر پڑہتا تہا۔ وزرا کے فیصلہ پر نہ چہوڑتا تہا۔ روپیہ یا رگنہ جو کچہ ہاتہ لگتا۔ فوج مین یا امیرونمین تقسیم کر دیتا تہا۔ اپنے پاس کچہ نرکہتا۔ اپنے امیرون کے ہان سے کہانا منگوا کر کہاتا۔ اون کے گہوڑے پر سوار ہوتا تہا کہا کرتا تہا کہ مجہکو بادشاہی کا صرف

نام کافی ہے - تنہا خشک روٹیان کھاتا - جب اور لوگون کے ساتھہ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا - اوسی طرح کا کھانا کھاتا دوستانہ صحبتونمین تخت پر نہ بیٹھتا تھا وزرا و امراکو اپنے سامنے کھڑا نہ رکھتا تھا - امرا کو فرمانون مین مسند عالی لکھتا - اگر کوئی امیر ناراض ہوتا - تو اوسکے منانے کو اوسکے گھر جاتا اور اپنی تلوار کمر سے کھول کر اون کے سامنے رکھدیتا - بعض دفعہ اپنی پگڑی سر سے اوتارکر اون کے قدمون پر رکھدیتا - اور اپنا قصور معاف کراتا اور کہتا کہ اگر تم مجھکو بادشاہی کے قابل نھین سمجھتے تو کسی اور کو بادشاہ بنالو وہ اپنے سپاہیون اور سردارون کے ساتھہ برادرانہ برتاؤ رکھتا تھا -

سلطان بہلول کی تخت نشینی سے پہلے افغانون مین رسم تھی کہ مردہ کے سویم کو پان - شربت - شکر - مٹھائی - تقسیم ہوتی تھی - اوس نے اس رسم کو موقوف کرادیا - اور کہا کہ جب ایک غریب پٹھان مرتا ہے - اوسکے گھر لاکھہ پٹھان جمع ہوجاتے ہین وہ غریب اس قدر خرچ کا کیونکر متحمل ہوسکتا ہے - ابتدا مین وہ لڑائی سے بچتا تھا مگر جب میدان جنگ مین جاتا تو بغیر فتح کے اوسے نہین چھوڑتا تھا یا زخمی ہوکر آتا تھا - متحمل و بردبار ایسا تھا کہ دوسرا ویسا ہونا ناممکن ہے -

ایکروز سلطان بہلول مسند نشینی کے اول ہفتے مین جامع مسجد مین نماز

پڑھنے گیا۔ ملا فازن جو شہر کے بڑے ملانون مین تھا منبر سے خطبہ پڑھ کر

نیچے اوترا تو اوسنے پکار کر کہا۔

سبحان اللہ ہمارے حکام کی کیا عجیب قوم ہے مین نہین جانتا کہ وہ بڑی

شیطان کے ذریات ہین یا بڑے شیطان کے نوکر ہین یا خود شیطان ہین۔

ان کی زبان عجیب وحشیانہ ہے۔ ماکو۔ مور۔ بھائی کو گور۔ وایہ کو سور۔ سپاہی کو تور

اور آدمی کو نور کہتے ہین۔

جب ملا فازن کہہ چکا تو سلطان بہلول نے مسکرا کر کہا۔

پس ملا فازن بہت کچہ کہہ چکے ہم سب بندگانِ خدا ہین۔

نظام خان فرزند سلطان بہلول کی تخت نشینی

سلطان بہلول کے انتقال کے بعد سلطان کی زوجہ زینا (سنار کی بیٹی) نے

اپنے فرزند نظام خانکو دہلی سے بلایا اور کہلا بھیجا کہ

اگر جلد آوگے تخت پاوگے ورنہ رہ جاوگے۔

بعد انتقال سلطان بہلول امیرو مین تخت نشینی کی بابت اختلاف رائے تھا۔

کوئی تو باربک شاہ فرزند کلان سلطان کو جانشینی کے لئے اس واسطے منتخب

کرتا تہا کہ وہ بڑا ہے۔ اور اوسکی والدہ پٹھانی ہے۔

کوئی اعظم ہمایون۔ بازید خان۔ متوفی کے فرزند سلطان بہلول لودی کے پوتے کو تجویز کرتا تہا۔ ہنوز مسئلہ جانشینی غیر طے شدہ تہا کہ پس پردہ سے زینا زوجہ سلطان بہلول نے کہا۔

میرا فرزند نظام خان ہر طرح بادشاہی کے لایق ہے وہ امیرون کے ساتھ عمدہ سلوک کرے گا۔

یہ سنکر عیسیٰ خان لودی۔ چچا زاد بہائی سلطان بہلول نے کہا۔

سنارن کا بیٹا بادشاہی کے لایق نہین ہوسکتا۔

خانخان فرملی نے عیسیٰ خان سے کہا کہ

کل سلطان نے انتقال کیا اور آج تو اوسکی بیوی کو برا بہلا کہتا ہے۔

عیسیٰ خان نے جواب دیا کہ تو نوکر ہے نوکرون کو عزیز و اقارب کی گفتگو مین دخل دینے کی ضرورت نہین۔ خانخانان یہ کہکر کہ مین نوکر نظام خان کا ہون۔ مجلس سے اوٹھ کھڑا ہوا اور جو امرا کہ اوسکے ساتھ متفق تہے اون کو ساتھ لیکر جلالی مین چلا آیا یہان نظام خان بھی آگیا۔ اور جمعہ کے روز ۲۷ شعبان ۸۹۴ھ ہجری کو اٹھارہ سال کی عمر مین کالی ندی کے کنارے کوشک سلطان فیروز مین تخت نشین ہوا۔ اور

اور سلطان سکندر غازی خطاب ہوا۔

تخت نشینی کے بعد سلطان سکندر نے باپ کا جنازہ دہلی بھیجا۔ اور عیسیٰ خان پر چڑہائی کرکے اوسکو مغلوب کیا۔ اور پہر اوسکی خطا سے درگذر کرکے دہلی کو روانہ ہوا۔ سلطان سکندر بھی باپ کی طرح افغانون سے برادرانہ برتاو رکھتا تہا۔ اونکے سامنے تخت پر نہ بیٹہتا تہا۔

سلطان سکندر کے چھ بیٹے تھے جیسا کہ سلسلہ نسب مین ظاہر کرچکا ہون اور امرا نامی ترین تھے جن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

خانجہان لودی۔ احمد خان۔ پسر خانجہان ابن خانخانان فرملی۔ شیخ زادہ فرملی۔ خانخانان لوحانی۔ اعظم خان شروانی۔ دریا خان پسر مبارک خان لوحانی نائب بہار۔ عالم خان لودی۔ جلال خان پسر محمود خان۔ لودی نائب کالپی۔ شیر خان لودی مبارک خان موجی۔ خلیل خان لودی۔ احمد خان پسر مبارک خان لودی حاکم اٹاوہ۔ ابراہیم خان شروانی۔ محمد شاہ لودی۔ نانو خان شروانی حسین خان فرملی نائب سہارن۔ سلیمان پسر دوم۔ خانخانان فرملی۔ سعید خان پسر مبارک خان لودی۔ اسمٰعیل خان لوحانی۔ تاتار خان فرملی۔ عثمان خان فرملی۔ شیخ خان پسر مبارک خان لودی شیخ زادہ محمد مشہور کالا پہاڑ پسر عماد خان فرملی۔ شیخ جمال ولد شیخ

عثمان فرملی۔شیخ احمد فرملی۔ ادم خان لودی۔حسین خان برادر ادم خان لودی

کبیر خان لودی۔نصیر خان لوحانی۔غازیخان لودی۔تاتار خان حاکم نجارہ۔

میان چمن کنبوہ حجاب خاص۔مجد دالدین حجاب خاص۔شیخ ابراہیم حجاب خاص

شیخ عمر حجاب خاص۔قاضی عبدالواحد پسر طاہر کابلی حجاب خاص۔بہورہ خان

پسر خواص خان۔شیخ عثمان حجاب خاص۔شیخ صدیق حجاب خاص۔

خواجہ نصر اللہ۔مبارک خان۔اقبال خان حاکم قصبہ باری۔اصغر خان پسر

قوام الملک حاکم دہلی۔شیر خان برادر مبارک خان لوحانی۔عماد الملک کنبوہ از

متعلقان مبارک خان لوحانی۔عالم خان لودی۔کبیر خان لودی۔بھیکن خان۔

ظہیر خان لوحانی۔عمر خان شروانی جبار خان شروانی۔ستار خان جلوانی۔

سلطان سکندر کا دورہ

سلطان سکندر کو جب سلطنت کی طرف سے اطمینان ہوا۔تو اوس نے انتظام ملک کی غرض سے دورہ کیا دارالسلطنت سے چلکر پرگنہ رابری مین گیا عالم خان عرف سلطان

(۱) یہی عالم خان ہے۔جو کابل مین محمد بابر کے پاس گیا۔اور وہان سے آکر سلطان ابراہیم سے لڑکر شکست کھائی۔

علاء الدین اسکا بھائی جنید واڑ مین چند روز متحصن رہکر عیسیٰ خان لودی کے پاس بتیالی مین چلا گیا - سلطان سکندر نے رابری مین خانخانان فرملی کو حاکم مقرر کیا یہان سے

اٹاوہ مین آیا اور ساتھ مہینے مقیم رہا - عالم خان عرف سلطان علاء الدین کو اعظم ہمایون سے توڑکر اپنی طرف کر لیا اور حاکم اٹاوہ مقرر کیا یہان سے

بتیالی مین عیسیٰ خان لودی سے لڑنیکو گیا - عیسیٰ خان نے زخمی ہوکر شکست کھائی اور اطاعت قبول کی مگر زخمون سے جانبر نہو سکا - راے گنیش طرفدار باربک شاہ اوس کے خلاف ہوکر سلطان سکندر کے پاس آگیا تھا سلطان نے حکومت بتیالی اوسکو عطا کی یہان سے

جونپور گیا باربک شاہ برادر سلطان سکندر نے اطاعت سے انحراف کیا اور کالا پہاڑ فرملی کو ساتھ لے کر قنوج چلا گیا - سلطان سکندر بھی پیچھے قنوج پہونچا وہان دونو بھائیون مین مقابلہ ہوا کالا پہاڑ نے قلب لشکر پر حملہ کیا مگر گرفتار ہوا جب اوسکو سلطان سکندر کے روبرو لائے تو سلطان نے گھوڑے سے اوتر کر گلے لگایا اور کہا کہ آپ بمنزلہ میرے والد کے ہین مجکو فرزندی مین قبول فرماے کالا پہاڑ نے شرمندہ ہوکر کہا کہ اس احسان کے معاوضہ مین جان قربان کرتا ہون

گھوڑا عنایت ہو۔ تاکہ لوازم جان نثاری ادا کرون سلطان نے گھوڑا عطا کیا۔ کالا پہاڑ

نے حملہ دلیرانہ کئے۔ باربک شاہ بدایون کو بھاگ گیا۔ اوس کا فرزند مبارک خان

گرفتار ہوا۔ سلطان نے باربک شاہ کا تعاقب کیا اور

بدایون مین جا گھیرا باربک شاہ نے بھائی کی اطاعت قبول کی۔ سلطان

نے

جونپور مین لیجا کر تخت پر بٹھایا اور اپنے معتمد مقرر کئے تاکہ اوسکی حالت کی اطلاع

دیتے رہین اور حسین شاہ شرقی جو اوس نواح مین موجود تھا اوس کی نگرانی رکھین

یہان سے۔

کالپی مین آیا۔ اعظم ہمایون اپنے بھتیجے کو یہان سے بدلدیا اور محمود خان

لودی کو حاکم کالپی مقرر کیا۔ یہان سے

بکسر جہتپر مین آیا۔ تاتار خان حاکم بکسر جہتپر نے اطاعت قبول کی۔ سلطان

نے حکومت یہان کی تاتار خان پر بحال رکھی یہان سے

گوالیار کی طرف متوجہ ہوا۔ راجہ مان راجہ گوالیر کے پاس خلعت خاص اور گھوڑا

خواجہ محمد فرملی کے ہاتھ بھیجا۔ راجہ مان نے اطاعت قبول کی اور اپنے بھتیجے کے

زیر حکم ہزار سوار سلطان کی خدمت مین رہنے کو ساتھ کئے یہان سے سلطان۔

بیانہ مین آیا (بیانہ اب ریاست بھرتپور مین ہے) سلطان شرف حاکم بیانہ نے اطاعت قبول کی سلطان نے اوسکو حکومت بیانہ سے حکومت جالیسر چندواڑہ مارہرہ - سکیٹ پر بدلدیا - پہلے سلطان شرف نے تبادلہ منظور کیا اور اپنے ساتھہ عمر خان شروانی کو قلعہ کی کنجیان دینے کے لئے ساتھہ لایا مگر جب قلعہ کے نیچے پہونچا تو نیت بگڑ گئی - اپنے اقرار سے پھر کر قلعہ بیانہ مین متحصن ہوا - اوسکی دیکھا دیکھی اوسکے نائب ہیبت خان جلوانی حاکم اگرہ نے قلعہ اگرہ کا دروازہ بند کرلیا - سلطان نے جب یہ حال سنا - تو وہ جھیلون کا شکار چھوڑ کر بیانہ مین آیا اور چند امیرون کو قلعہ اگرہ کی تسخیر پر مامور کیا - سلطان شرف نے شدت محاصرے سے تنگ آکر قلعہ کی کنجیان حوالہ کین ۸۹۷ھ مین قلعہ بیانہ فتح ہوگیا - اور ساتھہ ہی قلعہ اگرہ مفتوح ہوا - سلطان شرف کو گوالیار کی طرف نکالدیا حکومت بیانہ خانخانان - فرملی کو سپرد کر کے دہلی واپس آیا -

* فرملی - ایک قوم ترکون کی ہے - جنکا نام خلجی ہے - خلج ایک شہر تھا - جس کی سکونت سے ان کا نام خلجی ہوا - شہر خلج کو کوئی دریاے جیحون کے کنارے ترکستان مین بیان کرتا ہے - اور کوئی لکھتا ہے قندہار سے مغرب دریاے ہلمند اور قلعہ بست سے بجانب مغرب واقعہ تھا -

سلطان سکندر کا جونپور اور پٹنہ جانا اور وہانکی لڑائیان

سلطان کو دہلی مین آئے ہوئے تین روز ہوئے تہے چوگان کہیل رہا تہا کہ اوسکے پاس اطلاع آئی کہ جونپور کے زمیندار اور راج گوتی - راجپوتون نے مسمی جوگا کو اپنا سرغنہ بنا کر - ایک لاکہہ سوار و پیادہ جمع کر کے مبارک خان لوحانی حاکم کڑہ کو شکست دی اور اوسکے بہائی شیر خان کو قتل کر دیا - مبارک خان لوحانی پراگ (الہ آباد) سے پرستی پال کے گہاٹ اوتر کر گنگا پار جاتا تہا - اوس کو سہدیو راجہ پٹنہ نے گرفتار کر لیا باربک شاہ زمیندارون کے غلبہ سے جونپور کو چہوڑ کر برائچ مین کالا پہاڑ کے پاس چلا گیا -

یہ سنتے ہی سلطان سکندر نے چوگان پہینکدی اور خانجہان لودی کے گہر جا کر اوسکو تمام داستان کہہ سنائی اور ساتہہ ہی فورًا ارادہ روانگی جونپور کا ظاہر کیا -

خانجہان لودی نے کہا کہ کہانا تیار ہے پہلے کہانا کہا لیجئے پہر تیاری جونپور کی فرمائیے -

سلطان نے جوابدیا کہ کہانا تو ایک منزل جا کر کہاؤنگا یہ کہکر اوسی وقت

عازم جونپور ہوا۔ اور دسوین دن جوگا کے سر پر جا پہونچا۔ مئومین بار بک شاہ سلطان سے ملا۔ سہدیو راجہ پٹنہ نے بخوف سلطانی مبارک خان لوحانی کو قید سے رہا کر کے سلطان کے پاس بہیجدیا۔ سلطان مئو سے کانٹہ گڈہ گیا یہان کے زمیندار مقابلہ پر آمادہ ہوئے مگر شکست کہا کر بہاگ گئے۔

جوگا یہ سنکر کہ سلطان سکندر آ پہونچا تمام۔ مال و اسباب چہوڑ کر بہاگ گیا۔ سلطان نے اوسکا تعاقب جہوند تک کیا۔ جوگا نے قلعہ جہوند مین جہان حسین شاہ شرقی تہا پناہ لی۔ سلطان نے قلعہ جہوند سے تہوڑے فاصلہ پر قیام کیا اور حسین شاہ شرقی کو خط لکہا۔

مضمون خط

مین آپ کو مثل چچا کے بزرگ جانتا ہون۔ آپ کے اور سلطان بہلول کے باہم جو کچہہ ہوا ہوا مگر مجہکو آپ سے پرخاش نہین۔ مین آپ کا ادب کرتا ہون۔ قلعہ جہوند اور زمین جو آپ کے پاس ہے وہ آپ کے پاس رہے گی۔ مین یہان صرف جوگا کو سزا دینے آیا ہون اگر آپ اسکی گوشمالی کر دیجیے بہتر ہے ورنہ اوسکو نکال دیجئے کہ مین اوسکو وہ سزا دون جس کا وہ مستوجب ہے۔

جب یہ خط حسین شاہ شرقی کے پاس پہونچا تو اوسنے اپنے امیرون مین سے
میر سید خان کو ایلچی بناکر سلطان کے پاس بہیجا کہ وہ سلطان کو یہ جواب دے

جوگا میرا نوکر ہے تیرا باپ بہلول سپاہی تہا - مین اوس سے تلوار
ہاتہہ مین لیکر لڑا - تو سفلہ لونڈا ہے اگر تو کوئی حماقت کریگا تو مین
بجاے تلوار کے جوتے سے سیدہا کرونگا -

سلطان نے یہ بیہودہ جواب سنکر ایلچی سے کہا

مین حسین شاہ کو چچا کہہ چکا ہون - اسلیئے مین اب بہی اوس کا ادب
کرتا ہون - مینے جوگا کی سزادہی کا ارادہ کیا ہے - اگر وہ اوس کی مدد
کریگا تو مجبوراً مجھکو بہی کچہہ کرنا پڑیگا - سارے مسلمان گواہ
ہین کہ مین شیخی نہین بگہارتا - خدا کی عنایت سے جس موہنہ سے جوتے
کا لفظ نکلا ہے اوسی پر جوتی پڑے گی -

میر سید خان آپ نبی کی اولاد ہین - حسین شاہ کو کیون عقل کی باتین نہین
سکہاتے کہ وہ اپنی احمقانہ حرکتون کا خمیازہ نہ اوٹہاے -

سید نے جواب دیا -

مین اوسکا تابع ہون جس بات کو وہ پسند کرتا ہے مین بہی اوسکو پسند

کرتا ہون۔

سلطان سکندر نے کہا ۔ اقبال اور عقل لازم ملزوم ہین جب ادبار آتا ہے تو عقل بھی چلی جاتی ہے ۔ خدا نے چاہا تو وہ کل بھاگے گا اور تم قید ہو کر میرے سامنے آوٴگے تو اوس وقت مجکو یاد آئیگا کہ مینے کیا کہا تھا ۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم خود اوسکو سمجھا دو جو مینے کہا ہے۔

سلطان سکندر نے یہ کہکر سید کو رخصت کیا ۔ امیرون کو بلا کر کہا ۔

تمنے سلطان بہلول کے ساتھ وہ کام کئے ہین جو بھائیون ۔ خیر خواہون توابعین کو کرنے چاہئین ۔ اب اس میرے معاملہ مین مجھے یقین ہے کہ تم میرے لئے وہ کام کروگے جو بہتر ہوگا۔

دوسرے روز ادہر سے سلطان سکندر کا لشکر لڑنے کو چلا اور قلعہ سے حسین شاہ کا لشکر نکلا اور باہم لڑائی شروع ہوئی ۔ تھوڑی دیر کے بعد حسین شاہ شرقی بھاگا میر سید خان معہ اور امیرون کے گرفتار ہو کر سلطان کے سامنے آیا ۔ ننگے سر اور پیدل۔

سلطان سکندر نے اوسکی طرف سے مونہہ پھیر لیا اور کہا کہ

مین اس حال مین سید کو نہین دیکھنا چاہتا ۔ پہلے اسکو پگڑی اور گھوڑا دو۔

جب سلطان کے حکم کی تعمیل ہو کر سید معہ اور امیرون کے پیش ہوا تو سلطان
نے امیرون سے مخاطب ہو کر کہا

تمنے اپنے آقا کے ساتھ بڑی خیرخواہی کی گر وہ عقل سے بے بہرہ تھا۔
تم مجبور تھے اب تم اِن خیمون مین جاؤ جو تمہارے لئے کھڑے کرائے گئے ہین وہان
تمکو سب طرح کا آرام ملیگا۔

حسین شاہ شرقی شکست کھا کر جونپور کی طرف بھاگا۔ مبارک خان لوحانی نے
تعاقب کی اجازت چاہی سلطان سکندر نے کہا تحمل کرو۔

مبارک خان لوحانی نے کہا کہ تحمل کا موقعہ نہین۔

سلطان سکندر نے جواب دیا۔

حسین شاہ شرقی کو تمنے نہین بھگایا خدا کے غضب نے بھگایا ہے تم تو
وہی ہو جنہون نے نیچہ کے مقام اوس سے شکست کھائی تھی جس
خدا نے اوسے نیچا دکھایا ہے اور تمکو اونچا کیا ہے وہ اوسکے کامون
کو اب بھی دیکھتا ہے غرور نہ کرو صبر کرو حسین شاہ کو اوس کے غرور
نے ڈبایا ہے۔

مولف ۔ شاباش لودی تمہارا باپ تو تلوار کا دھنی تھا تم تو اس عمر

مین عقل کے بھی دھنی ہو۔ تمہاری اس تقریر نے آبائی شجاعت کو
دانائی کا لباس پہنا دیا۔

سلطان سکندر جمپوند سے جونپور گیا۔ یہان کا انتظام دوبارہ باربکشاہ کے سپرد
کرکے نواحی اٹاوہ مین آیا۔ اور شکار مین مصروف ہوا۔ یہان یہ تازہ خبر آئی۔
کہ زمینداران نواح جونپور نے ایسا سر اوٹھایا ہے کہ جس کو باربک شاہ دبا
نہ سکا اور جونپور چھوڑنے پر مجبور ہوا۔

سلطان سکندر نے یہ خبر سنکر اوسی وقت حکم دیا کہ کالا پہاڑ فرملی۔ اعظم
ہمایون شروانی۔ خانخانان لوحانی۔ اودہ کی راہ سے اور مبارکخان لوحانی
کڑہ کی راہ سے جونپور جائین اور باربک شاہ کو گرفتار کرکے اوس کے
پاس بھیجدین۔ اور خود بھی نواح جونپور مین پہونچا۔ یہان سلطان کے پاس باربک شاہ
گرفتار ہو کر آیا۔ سلطان نے باربک شاہ کو ہیبت خان لوحانی۔ عمر خان
شروانی کی حوالہ کیا اور خود جونپور سے چنار کو گیا۔ یہان حسین شاہ کے چند امرا موجود
تھے وہ لڑکر قلعہ مین جا گھسے۔

سلطان قلعہ کو بوجہ اوسکے استحکام کے بغیر فتح کئے ہوئے چھوڑکر کتھمنبہ چلا گیا۔
جو پٹنہ کے مضافات مین سے ہے۔ پٹنہ کے راجہ بلبھدر نے استقبال کرکے سلطان

کی اطاعت قبول کی۔ سلطان نے اوسکا ملک اوسی پر بحال رکھا۔ یہان سے سلطان ارہل گیا۔ راجہ بلبہدر کو ایسا وہم ہوا کہ وہ سلطان کے ساتھہ سے تمام مال و اسباب چھوڑکر پٹنہ کو چلا گیا سلطان نے اوسکا مال و اسباب اوس کے پاس بہیجدیا۔ مگر ارہل مین جاکر لوٹ لیا اور اوس کے مکان کو باغیون کو ویران کیا ارہل سے سلطان کڑہ کے راستہ دلمئو آیا۔ یہان شیر خان لوحانی کے بہائی مبارک خان لوحانی کی بیوہ سے نکاح کیا۔ اور شمس آباد مین آکر چھہ مہینے مقیم رہا۔ اسکے بعد سنبل جاکر شمس آباد واپس آیا۔ اور اسی اثنا مین پریونا کل کو جو سرکشون کا ماوا بنا ہوا تہا۔ غارت کیا۔ سرکش یہان سے وزیر آباد مین جا چہپے یہان آکر اون کو سکناے وزیر آباد کے قتل و گرفتار کیا اور پہر شمس آباد مین آکر موسم برسات بسر کیا۔

سنہ ۹۰۰ ھجری کو سلطان راجہ بلبہدر کی گوشمالی کو پٹنہ گیا۔ راستہ مین سرکشون کے ۱۴۹۴ع دیہات کو غارت اور اون کو قتل کرتا ہوا کہان گہاٹی مین پہنچا۔ یہان راجہ بلبہدر کا بیٹا نرسنگہہ دیو مقابل ہوا۔ مگر شکست کہاکر بہاگا۔ سلطان اوسکے تعاقب مین عازم ہوا نرسنگہ دیو سرگجہ جاتا ہوا راستہ مین بیمار ہوکر مر گیا۔

سلطان سرگجہ سے پٹنہ گیا۔ راجہ بلبہدر پٹنہ سے جونپور چلا گیا۔ سلطان بہی جونپور پہونچا۔

اور یہان لشکر کی درستی کے لئے چھ مہینے ٹھہرا۔ کیونکہ پٹنہ کے سفر مین گھوڑون پر ایسی محنت پڑی تھی کہ فیصدی نو ۹ے ضائع ہو گئے۔

لکھمی چند پسر راجہ بلبدھر نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر کے لشکر مین نہ گھوڑے ہین نہ سامان ہے۔ جلد آؤ پھر ایسا موقعہ نملے گا۔

حسین شاہ اس پیام کے پہونچنے پر بھاری لاؤ لشکر سو ہاتھی لئے ہوئے بہار سے چل پڑا۔ سلطان سکندر بھی۔کنتیٹ کے گھاٹ اوتر کر گنگا پار گیا۔ بنارس سے سترہ کوس ورے حسین شاہ کے لشکر سے جابھڑا حسین شاہ شکست کھا کر پٹنہ کو بھاگا۔ سلطان نے لشکر کو چھوڑ کر ایک لاکھ سوارون سے تعاقب کیا حسین شاہ پٹنہ کو چھوڑ کر بہار چلا گیا۔ سلطان نو روز کے بعد اپنے لشکر سے آملا۔ اور پھر تمام لشکر کے ساتھ بہار کو گیا۔ سلطان حسین قلعہ بہار مین ملک کھنڈو کو چھوڑ کر کہل گاؤن جو لکھنوتی کے توابع مین سے ہے چلا گیا۔ علاء الدین بادشاہ بنگالہ نے اوسکو عزت کے ساتھ رکھا۔ اسباب عیش و نشاط اوس کے واسطے مہیا کئے اوسنے بھی بادشاہی کی فکر و تردد سے دماغ کو خالی کر کے باقی عمر یہان ہی بسر کی اوسکے ساتھ ہی شاہان شرقی کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

سلطان نے بہار پر لشکر کشی کی۔ ملک کنڈو بھاگ گیا سلطان نے ملک بہار

پر اپنے گماشتہ مقرر کئے اور تمام ملک بہار پر متصرف ہوگیا ۔ سلطان نے بہار
میں محبت خان کو معہ اور امیرون کے مامور کیا اور خود درویش پور میں چلا آیا ۔
یہان اپنا نائب خانجہان فرملی کو مقرر کرکے ترہٹ گیا ۔ راجہ ترہٹ نے
کئی لاکھ ٹنکہ خراج دینا کرکے اطاعت قبول کی ۔ سلطان خراج کے وصول
کرنے کے لئے ترہٹ میں مبارک خان لوحانی کو چھوڑکر درویش پور میں
آگیا ۔ خانجہان پسر خانخانان فرملی نے دہلی میں وفات پائی ۔ سلطان نے
اوسکے بڑے بیٹے خسرو خان کو خطاب اعظم ہمایون عطا کیا ۔ اس کے بعد
درویش پور سے شیخ شرف منیری کے مزار کی زیارت کو بہار میں آیا اور فقرا و
مساکین کو انعام دیکر ۔ درویش پور میں واپس آگیا ۔ یہان سے علاء الدین
پادشاہ بنگالہ سے لڑنے کو چلا ۔ جب قتلغ پور میں پہونچا تو سلطان علاء الدین
نے اپنے فرزند دانیال کو لڑنے بھیجا ۔ سلطان نے بھی محمد خان لودی ۔
مبارک خان لوحانی کو مقابلہ پر بھیجا ۔ جب دونو لشکر مخالفین موضع بارہ میں مقابل
ہوئے تو اس شرط پر صلح ہوگئی کہ

۱ ۔ سلطان علاء الدین ملک بہار پر حملہ نکرے

۲ ۔ سلطان سکندر اوسکے دشمن کو پناہ ندے ۔ اور اوس کے ملک کو

خالی کروے۔

صلح کے بعد سلطان درویش پور مین آگیا۔ اور چند مہینے قیام کیا۔ یہان مبارکخان توحانی کے مرنے کے بعد اعظم ہمایون کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اور ولایت بھار دریاخان پسر مبارک خان توحانی کو عنایت کی۔

ان دنون مین قحط پڑا اور غلہ بہت گران ہوگیا۔ سلطان سکندر نے فرمان بھیجکر کل قلمرو مین غلہ کی زکات معاف کی یہان سے سلطان قبضہ سارن مین آیا۔ اور اوسکے گردونواح کے پرگنے۔ زمینداروں سے چھین کر اپنے امیرون کی جاگیر مین دیے اور مچھلی گڈہ کی راہ سے جونپور مین آگیا اور انتظام ملکی مین مصروف ہوا۔

امراے افغانی کی رنجش سلطان سکندر سے

باربک شاہ کی قید کے بعد صوبہ جونپور مبارک خان موحی کے سپرد کیا گیا تھا جب صوبہ مذکور کا محاسبہ لیا گیا تو مبارک خان کا بہت سا تغلب ثابت ہوا۔ ہرچند اوسنے باتون سے جمع خرچ پورا کرنا چاہا۔ اور اکثر خوانین کو شفیع بنایا مگر کچھہ فائدہ نہوا۔ سلطان نے قطعی حکم دیدیا کہ بموجب بندوبست شاہی مبارک خان موحی

سے محاصل چند سالہ وصول کیا جاوے۔ اسبات پر امراے افغانی ناراض ہو گئے۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ خواہ ہم خزانہ ہی کیون نہ نگل جائین مگر ہم سے محاسبہ اور مطالبہ نہوا کرے۔

انہی دنونمین سلطان چوگان بازی کیواسطے سوار ہوا عین چوگان بازی مین ہیبت خان شروانی کا چوگان سلیمانخان پسر دریاخان لودی کو لگا جس سے اُسکا سر پھٹ گیا خضر خان برادر سلیمانخان لودی نے اسکے جواب مین چوگان ہیبت خان شروانی کے مارا اسپر شور و غوغا ہوا۔ آخر ہیبت خان شروانی کو محمود خان لودی اور خانخانان نسلی دیگر گھر لے گئے سلطان محل مین چلا گیا۔

چار روز کے بعد سلطان چوگان بازی کے لئے آیا۔ اثنا راہ مین ہیبت خان شروانی کے ایک عزیز شمس خان نے خضر خان برادر سلیمان خان کے سر پر چوگان مارا۔ سلطان نے شمس خان کے بہت سی لاتین لگائین اور اپنے قصر کو مراجعت کی ان حرکتون سے سلطان امیرون سے بدظن ہو گیا۔

اسی درمیان مین ہیبت خان شروانی نے ۲۲۔ امیرون کو اپنے ساتھ متفق کر کے شہزادہ فتح خان فرزند سلطان بہلول سے کہا کہ سرداران فوج سلطان سکندر سے ناراض ہین۔ اور آپ کو بادشاہ بنانا چاہتے ہین۔ اگر آپ کہین تو سلطان سکندر کو مار کر آپ کو بادشاہ بنائین۔

شہزادہ فتح خان نے اس راز کو شیخ طاہر کابلی اور اپنی والدہ کے پاس ظاہر کر دیا۔ شیخ طاہر اور شہزادہ کی والدہ نے شہزادہ فتح خان کو صلاح دی کہ سلطان سکندر کے پاس سازش کرنے والون کا نام ظاہر کر دے شہزادہ فتح خان نے ایسا ہی کیا۔ سلطان سکندر نے یہ حال سنکر ان بداندیشون کو درجہ سے گرا کر ادہر ادوھر پراگندہ کر دیا۔

حاکم دہلی کو سلطان سکندر کا سزا دینا

سنہ ۹۰۵ھ کو سلطان سنبل گیا اور وہان چار برس تک سیر و شکار و چوگان بازی مین مصروف رہا وہان اصغر حاکم دہلی کی بدعملی کی شکایت پہونچی۔ سلطان نے خواص خان حاکم ماچی واڑہ کو لکھا کہ اوسکو گرفتار کر کے پیش کرے مگر اصغر یہ حکم سنکر خود ہی حاضر ہو گیا۔ سلطان نے قید کر دیا۔ خواص خان حاکم ماچی واڑہ بتعمیل حکم دہلی مین آیا۔ اور وہان اپنے بیٹے اسمعیل کو چھوڑ کر سنبل مین سلطان کے پاس چلا آیا۔

سعید خان شروانی نے لاہور سے آکر سلطان کی ملازمت حاصل کی۔ چونکہ وہ عذر اندیشون مین سے ایک تہا۔ اسلئے سلطان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ

تاتار خان محمد خان اور اور بدخواہون کو اپنی سلطنت سے نکالدیا وہ گوالیر کے راہ سے مالوہ اور گجرات چلے گئے۔

گوالیر۔ بیانہ۔ دہولپور۔ مندریل کے واقعات

سنہ ۹۰۰ھ مین راجہ مان راجہ گوالیر نے نہال خواجہ سرا کو معہ تحائف وہدایا سفیر بنا کر سلطان سکندر کی خدمت مین بھیجا۔ سفیر کی بدزبانی سے سلطان کو ایسا غصہ آیا کہ سفیر کو یہ کہکر کہ مین خود قلعہ گوالیر کو آکر فتح کرونگا۔ سفیر کو رخصت کردیا۔ اسی اثنا مین خانخانان فرملی حاکم بیانہ کے فوت ہونے کی اطلاع آئی۔ سلطان نے اوسکی جگہہ اوسکے دونون بیٹون عماد اور سلیمان کو مقرر کیا۔ مگر یہ دونو کسی باب مین سلطان سے مشورہ لینے کے لئے سنبل مین چلے آئے چونکہ بیانہ بوجہ مستحکم ہونے قلعہ اور محکم ہونے سرحدون کے اکثر محل بغاوت اور فساد کا رہتا تھا اس واسطے سلطان نے اون کے چلے آنے کو خلاف مصلحت سمجھکر بجاے اون کے خواص خان کو حاکم بیانہ مقرر کیا۔ اوران دونو کو بھی حکومت جالیسر منگلور۔ شاہ آباد عطا کی۔

اسی سال سلطان سکندر نے عالم خان میواتی۔ خانخانان لوحانی جاگیردار رابری کو

حکم دیا کہ وہ خواص خان حاکم بیانہ کے ساتھہ شامل ہوکر راے مانک دیو سے قلعہ دہولپور چھین لے۔

حسب الحکم سلطان - ان امیرون سے نے قلعہ دہولپور پر لشکرکشی کی - قلعہ سے راجہ بھی لشکر لئے ہوئے نکلا اور باھم سخت معرکہ ہوا - جس مین خواجہ بین کہ سلطانی فوج کا بہادر افسر تہا - مارا گیا - اور ہر روز آدمیون کی ایک جماعت کا نقصان ہونے لگا یہ سنکر

۲۰ رمضان ۹۱۰ھ جمعہ کے روز سلطان عازم دہولپور ہوا - جب قریب دہولپور کے پہونچا تو راے مانک دیو اپنے متعلقین کو قلعہ مین چھوڑ کر گوالیر چلا گیا - قلعہ کو اہل قلعہ نہ بچا سکے - آخر قلعہ فتح ہوگیا جس کو لشکر نے دل کھولکر خوب لوٹا اور اوسکے باغات کو جن کا سایہ سات سات کوس تک پڑتا تہا ویران کیا -

سلطان دہولپور مین ایک مہینے ٹہیرا اور آدم خان لودی وغیرہ امرا کو یہان چھوڑ کر گوالیر گیا - اور ندی اسی معروف ٹیڈ کی پر اوترا اور دو مہینے یہان ٹہیرا - پانی کے خراب ہونے کی وجہ سے سلطان کے لشکر مین بیماری وبا کی طرح پہیل گئی - راجہ گوالیر نے بھی صلح چاہی - سعید خان و بابو خان و راے گنیش کو جنہون نے سلطان سے بہاگ کر اوسکے پاس پناہ لی تھی نکال دیا اور اپنے بیٹے بکرماجیت

کو سلطان کی خدمت مین بہیجا۔ سلطان نے اوس کو خلعت دیکر رخصت کیا۔

یہان سے

دہولپور مین آیا۔ دہولپور کو راجہ بیانک دیو کے سپرد کیا۔ یہان سے بیانہ مین (جو

دار الحکومت تہا) آیا اور یہان ہی برسات بسر کی۔

رمضان سنہ ۹۱۰ھ کو قلعہ مندرایل کی تسخیر کے لئے سوار ہوکر حوالے دہولپور مین مقیم

ہوا۔ فوج کو نواح مندرایل و گوالیر کی تاخت و تاراج پر مامور کیا۔ اور خود قلعہ مندرایل کا جاکر

محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ نے امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ سلطان نے قلعہ مندرایل۔ میانجان

اور مجاہد خان کے سپرد کیا۔ اور خود گرد و نواح مین تاخت و تاراج کے لئے گیا۔

بہت سے آدمیون کو اوسیر و دستگیر کیا۔ عمارتون باغون کو ویران کیا اور پہر بیانہ

مین آگیا۔

شہر اگرہ کی بنا

سنہ ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء کو ایسی لوئین چلین اور گرمی کی یہ شدت ہوئی کہ تمام آدمیونکو بخار آنے لگا

سلطان سکندر کو مدت سے خیال تہا کہ جمنا کے کنارے ایک شہر ایسا آباد کرے

کہ جس مین بادشاہ رہا کرے اور فوج کا صدر مقام ہو تاکہ سرکشون پر دباؤ رہے اور اونکو

سر اوٹھانے کا موقعہ نہ ملے۔سوائے اسکے سرکاربانہ کے جاگیر دار اور ملازم
شاہی اور زمیندار اکثر شکایت کیا کرتے تھے۔کہ اون پر ظلم بہت ہوتا ہے اسلئے
سلطان نے حکم دیا کہ چند عقلمند و دانا آدمی جمنا کے کنارے ایسے شہر کے آباد
کرنے کا موقعہ تجویز کرین جس سے یہ تمام خرابیان رفع ہوجائین۔
ماموربن نے دہلی سے کشتیون مین بیٹھ کر جمنا کے دونو کنارون کی دیکھہ بہال
کی اور یہ جگہہ پسند کی جہان اب شہر اگرہ آباد ہے۔جب یہ مقام تجویز ہوچکا۔تو
سلطان کو اس موقعہ کے ملاحظہ کے لئے اطلاع دی گئی۔سلطان متہرا مین تہا
وہان سے کشتی مین سوار ہوکر مچھلیون کا شکار کھیلتا ہوا۔اوس مقام پر پہونچا کہ
جہان شہر کے واسطے موقعہ تجویز کیا گیا تہا۔یہان سلطان کو دو ٹیلے نظر آئے
جو تعمیر شہر کے لئے موزون تھے۔سلطان نے مہتر ملاحون سے پوچھا کہ تمہارے
نزدیک کونسا ٹیلہ شہر کے واسطے بہتر ہے۔مہتر ملاحون نے عرض کیا۔

اگرا (اگلا)

سلطان نے فرمایا۔اس کا نام۔اگرہ + رکھا جائیگا۔اس کے بعد سلطان نے

+ مورخ یہ بھی لکھتے ہین کہ اگرہ قدیمی گاؤن تہا۔ہندو مورخ لکھتے ہین کہ متہرا کے راجہ گنیش کے

فاتحہ پڑھ کر شہر کی بنیاد رکھی۔ موضع ابنی موضع پوہا پرگنہ دولی سرکار بیانہ اس شہر کی آبادی مین داخل ہوئے اور شہر روز بروز آباد ہوتا گیا (اور سلاطین ہند کا پایۂ تخت ہوگیا)

سلطان سکندر اگرہ کے قلعہ کی تعمیر کا حکم دے کر دہولپور گیا۔ راے مانک دیو کو دہولپور سے بدل کر اوس کی جگہہ ملک معز الدین کو مامور کیا۔ اور یہان سے اگرہ آیا اور جاگیرداروں کو اپنے اپنے علاقون پر بہیجدیا۔

اگرہ مین زلزلہ

۳۔ صفر ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ع کو اگرہ مین جسکو آباد ہوئے ہنوز چند مہینے گذرے تہے ایسا سخت زلزلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۰) زمانہ مین ایک مستحکم مقام تہا راجہ جیپر حفاظ ہوتا اوسکو یہان قید کیا تہا سلطان محمود نے اوسکو غارت کیا۔ جہانگیر اپنی تزک جہانگیری مین لکہتا ہے کہ پہلے اگرہ آباد تہا اور حوالہ مسعود سعد سلمان کے قصیدہ کا دیتا ہے۔ جو اوسنے بمدح سلطان مسعود ابن سلطان ابراہیم ابن سلطان مسعود ابن سلطان محمود کے لکہا تہا۔

حصار اگرہ پیدا شد از میانہ گرد
بسان کوہ بر و بار ہاے چون کہسار

+ چونکہ تاریخ ہذا کی تالیف کے اثنار مین زلزلہ آیا جس کا اثر کم وبیش تمام ہندوستان مین محسوس ہوا اسلئے

آیا کہ پہاڑ ہل گئے - عمارتین گر گئین - لوگون نے جانا کہ قیامت آگئی - مورخ لکھتے
ہین کہ حضرت آدم سے لیکر اوس وقت تک کوئی ایسا سخت زلزلہ نہ آیا تھا اگرچہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - اوسکی کیفیت مختصر طور پر درج ذیل ہے -

۴ - جولائی سنہ ۱۹۰۴ع کو ۶ بجے صبح کے یہ قیامت خیز زلزلہ آیا - جس کا آغاز کانگڑہ کے پہاڑ سے ہوا - تقریباً چار منٹ تک زلزلہ کی سخت حرکتین محسوس ہوتی رہین - ہر شخص اوسان باختہ اللہ اللہ کر رہا تھا - بارے چار منٹ کے بعد شدت کم ہوئی خفیف خفیف حرکت تو دیر تک محسوس ہوتی رہی -

کانگڑہ اور اوسکے نواح پالم پور - ڈیرہ - ہمیر پور - دہرم سالہ مین تو قیامت کے آثار نمایان تھے - ایک لاکھ مکانونکو نقصان پہونچا - بیس ہزار - سینتالیس آدمی ہلاک ہوئے - دہرم سالہ مین زلزلہ کے وقت ۷۰ یورپین تھے جنمین سے ۲۵ ہلاک ہوئے - حالانکہ جن مکانون مین یہ رہتے تھے وہ بہی مستحکم بنے ہوئے تھے - کیمپ مین یورپین بارگون کے گرنے سے بہت لوگ ضایع ہوئے - جن بارگون مین گورکہا پلٹن کے سپاہی رہتے تھے اونمین سے ایکسو بارہ سپاہی ہلاک ہوئے مغربی کنارہ حوالیہ کانگڑہ کے اور دامن کوہ تحصیل کانگڑہ مین زلزلہ کا بہت خراب اثر ظاہر ہوا - اکثر موضع بالکل تباہ و برباد ہوگئے - مویشی بہی بہت ہلاک ہوئے - ضلع کانگڑہ مین اٹہتر سکول تھے - ان مین سے ۲۵ سکول مسمار ہوگئے اور ایکسو چار مدرسون مین سے بارہ مدرس ہلاک ہوئے - ایک ہزار تین سوستر طلبا مین سے تین سو اونچاس طلبا ہلاک ہوئے لاہور مین بہی کسیقدر جانون کو اور مکانون کو نقصان پہونچا - آتش خانون زینہ کی دیوارون کو نابہہ مین بہی جہان راقم زلزلہ کے وقت موجود تہا - ضرر پہونچا - یہ بات عجیب ہے کہ پختہ مکان کم و بیش متضرر ہوئے مگر کچے مکانون کو بہت

تمام ہندوستان مین اس زلزلہ کا اثر ظاہر ہوا تھا - مگر آگرہ مین زیادہ اثر محسوس ہوا کسی فاضل نے تاریخ زلزلہ لفظ قاضی سے استخراج کی کسی نے تاریخی قطعہ موزون کیا -

در نہصد و احد عشر - از زلزلہ ہا | گردید سواد آگرہ چون مرحلہا
با آنکہ بناہا شس بسے عالی بود | از زلزلہ شد عالیہا - سافلہا

چنبل کے کنارے کے واقعات

برسات کے ختم ہوتے ہی سلطان سکندر نے آگرہ سے گوالیر کا قصد کیا - ڈیڑہ ماہ تک دہولپور مین مقیم رہا - یہان سے چلکر چنبل کے کنارے گور کے قریب چھ مہینے ٹہیرا - یہان شہزادہ ابراہیم اور جلالخان کو معہ اور امیرون کے چھوڑکر سرکشون کو قتل کرنے اون کے ماوا و ملجا کو مٹی مین ملانے کے لئے سوار ہوا - جہان جہان سرکش جنگلون پہاڑون مین چھپے ہوئے تھے سبکو ڈہونڈ ڈہونڈ کے تہ تیغ کیا جس سے لشکر منصور غنیمت سے مالامال ہوگیا - بنجارون کے لشکر مین نہ آنے سے غلہ کی کمی ہوئی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ - کم نقصان پہونچا - گورنمنٹ اور پبلک نے زلزلہ کے ضرر رسیدون کے ساتھ پوری ہمدردی کی تقریباً پندرہ لاکھ روپیہ انگلینڈ - جاپان - ہندوستان - سے چندہ ہوا - ضرر رسیدون کو ہلاک شدگان کے ورثا کو کچھ کچھ روپیہ دیا گیا - غرضکہ ایسا زلزلہ آگرہ کے زلزلہ کے بعد سوا چار سو برس کے اندر یہ زلزلہ آیا ہوگا -

سلطان نے۔ اعظم ہمایون کو انتظام بہم رسانی رسد کے مامور کیا اگرچہ راجہ گوالیر نے
غلہ کے پہونچنے مین مزاحمت کی مگر اعظم ہمایون غلہ کے لانے مین کامیاب ہوا۔
ایکروز سلطان سکندر سیر کرتا ہوا جینور علاقہ گوالیر مین گیا۔ طلایہ لشکر کو دیکھ بھال کے
لئے دس کوس آگے روانہ کیا۔ طلایہ کی واپسی کے وقت لشکر گوالیر نے کمین سے
نکلکر حملہ کیا۔ داؤد خان اور احمد خان کی بہادری سے دشمنون نے شکست کہائی
سلطان سکندر نے ان دونون بہادرون پر بڑی عنایت فرمائی۔ داؤد خان کو ملک
داؤد خان کا خطاب دیا۔ یہان سے برسات کاٹنے کے لئے اگرہ واپس آیا۔

اونت گڈہ (ادیت نگر تہنکر) کی فتح

سنہ ۹۱۲ھ (۱۵۰۶ع) کو سلطان سکندر اونٹ گڈہ (ادیت نگر۔ تہنکر) کی طرف متوجہ ہوا۔ دہولپور
مین پہونچکر قیام کیا۔ عماد خان فرملی اور مجاہد خان کو سہزار سوار اور سو ہاتہی دیکر اونٹ گڈہ
کو بہیجا۔
۱۲۔ ذوالحجہ سنہ ۹۱۲ھ کو خود بہی محاصرہ مین شامل ہوا اور لشکر کو حکم سنا دیا کہ قلعہ کے فتح کرنے
مین پوری ہمت صرف کرین۔
کیونکہ اس قلعہ کی فتح کو قلعہ گوالیر کی فتح کا مقدمہ سمجھتا تہا۔ اس حکم کے ہوتے

ہی سپاہی چارون طرف قلعہ کی فصیل سے چمٹ گئے آخر ایک طرف سے
فصیل شکستہ ہوگئی اور تمام لشکر قلعہ مین داخل ہوگیا۔ بعد فتح قلعہ مذکور سلطان نے
بھیکن خان پسر مجاہد خان کے سپرد کیا۔ مگر جب یہ سنا کہ مجاہد خان نے اونٹ گڈہ
کے راجا سے اسبات پر رشوت لی ہے کہ وہ سلطان کو کہہ سنکر اوسکے ملک سے
باہر لے جائیگا تو سلطان نے قلعہ مذکور تاج الدین کمبو کے سپرد کیا اور امراے دہولپور
کو لکھہ بھیجا کہ مجاہد خان کو قید کردین اور خود آگرہ کا عازم ہوا۔

آگرہ کا مصیبتناک سفر

محرم ۹۱۳ھ / ۱۵۰۷ء کو سلطان سکندر نے بعد فتح قلعہ اونٹ گڈہ کے آگرہ کو مراجعت کی
راستہ کے ناہمواری کے سبب سلطان نے ایک مقام کیا۔ تاکہ مردان ہمراہی آرام
کرلین۔ مگر یہان پانی کی کمی سے بعوض آرام کے تمام لشکر کو سخت تکلیف ہوئی
پانی کا ایک کوزہ پندرہ ٹنکہ سکندری کو بک گیا۔ بہت لوگ پیاس سے اور بہت
سے پیاس مین زیادہ پانی پینے سے مر گئے۔ جب مردون کا شمار ہوا تو آٹھہ سو نکلے
۲۰ محرم کو سلطان دہولپور مین آیا۔ یہان چند روز توقف کرکے دارالسلطنت آگرہ مین
برسات کاٹنے کے لیے آگیا۔

نرور† کی مہم

۹۱۴ھ ۱۵۰۸ء کو سلطان نے نرور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔جلال خان حاکم کالپی کو حکم دیا کہ وہ آگے جاکر قلعہ نرور کا جو توابع مالوہ قریب ہنڈون کے ہے۔محاصرہ کرے اور لشکر جمع کرے۔جلال خان نے بہ تعمیل حکم سلطانی نرور کا محاصرہ کیا۔سلطان بذات خود بھی محاصرہ مین شریک ہوا۔دوسرے روز سلطان سوار ہوا کہ قلعہ کے استحکام و محاصرین کے تردد کو دیکھے۔جلالخان نے اپنی سپاہ کے تین حصے کیے۔

ایک حصہ مین پیدل

دوسرے مین سوار۔

تیسرے مین ہاتھی تھے۔

سلطان سکندر کو اِس لشکر کے دیکھنے سے حیرت ہوئی اور بخلاف اس کے کہ جلالخان کی خیر اهی لشکر کی قدر کرتا اولٹا اوسکی تخریب کے درپے ہوگیا اور ارادہ کیا کہ جلالخان کی طاقت کو بتدریج گھٹانا اور اوسکو معزول کرنا چاہیے۔محاصرہ آٹھ کوس کا تھا ہر روز لڑائی ہوتی اور طرفین کے آدمی مارے جاتے آٹھ مہینے کے بعد سلطان کو معلوم

† نرور مالوہ کے توابع مین ہنڈون کے پاس تھا۔

ہوا کہ سلطان لشکر کے بعض معتبر آدمی اہل قلعہ سے سازش رکھتے ہین ۔ ایک روز سلطان بام محل پر کھڑا ہوا لڑائی کو دیکھ رہا تہا ۔ کہ ایک طرف فصیل قلعہ کی شکست ہوگئی ۔ جس کو اہل قلعہ نے اوسی وقت درست کرلیا ۔ اس سے پورا شبہ سازش جلال خان کا اہل قلعہ سے ہوگیا اور اوس نے جلال خان کو قید کرکے قلعہ ہنونت گڑہ مین بہیجدیا ۔

اور غلہ و بانی اہل قلعہ پر بند کرکے اون کو ضیق محاصرہ مین ڈالا ۔ تہوڑے ہی دنون مین اہل قلعہ نے امان مانگی اور قلعہ فتح ہوگیا ۔ سلطان قلعہ کے نیچے چہ مہینے تک مقیم رہا اور قلعہ کو زیادہ مستحکم کیا ۔ مسجدین بنوائین مفتی اور خطیب مقرر کے علما و طلبا کے وظیفے جاری کئے ۔

۲۸ شعبان سنہ ۹۱۴ھ / ۱۵۰۸ء کو سلطان نرور سے چلکر قصبہ بسرہ مین پہونچا ۔ یہان ایک مہینے تک مقیم رہا ۔ یہان قطب خان لودی کی اہلیہ نعمت خاتون دودہ پلائی شہزادہ جلال خان شہزادہ کو لیکر آئی سلطان نے بہت دلجوئی کی ۔ اکیس گہوڑے پندرہ ہاتہی بہت سا نقد روپیہ اور سرکار کالپی جاگیر مین دیکر رخصت کیا

ہٹ کانٹ - لکھنؤ - چندیری - ناگور - سیواس پور کے واقعات

۹۱۵ھ / ۱۵۰۹ء کو سلطان سکندر لہیر سے ہٹ کانٹ کی طرف متوجہ ہوا - بلگہاٹ مین پہونچکر وہان کے سرکشون کو قتل وغارت کرتا ہوا اور جابجا تھانہ بٹھاتا ہوا آگرہ مین واپس تشریف لایا -

اسی سال خبر آئی کہ احمد خان پسر مبارک خان کافرون کی صحبت کے اثر سے مرتد ہوگیا - سلطان سکندر نے احمد خان کے چھوٹے بھائی محمد خان کو اوس کی گرفتاری کے لئے بھیجا اور اوس کے منجھلے بھائی سعید خان کو اوس کی جگہ حاکم لکھنؤ مقرر کیا -

اسی سال محمد خان نواسہ سلطان ناصر الدین مالوی دادا سے ناراض ہوکر سلطان کے پاس چلا آیا - سلطان نے پرگنہ چندیری جاگیر مین دیا - اور شہزادہ جلال خان کو لکھبھیجا کہ محمد خان کا ممد ومعاون رہے - تاکہ لشکر مالوی گزند نہ پہونچا سکے -

۹۱۶ھ / ۱۵۱۰ء کو سلطان سکندر شکار کھیلنے کے لئے دہولپور گیا - آگرہ سے دہولپور تک جابجا خوشنما عمارتین بنوائین - پر بہار باغ لگوائے -

اثنائے شکار مین محمد خان حاکم ناگور بلا مشقت اطاعت سلطانی کا شکار ہوا جس کی کیفیت

یہ ہے کہ محمد خان حاکم ناگور کے دو عزیز علیخان اور اوس کے بھائی ابو بکر خان نے باہم سازش کر کے ارادہ کیا کہ محمد خان کو قتل کر کے خود حکمران ہو جائین - مگر اس منصوبہ کی اطلاع قبل از وقت محمد خان کو ہوگئی اور اوس نے انکو گرفتار کر کے سزا دینا چاہا - یہ دونو ناگور سے بھاگ کر سلطان کے پاس آگئے ان کے آنے سے محمد خان کو یہ اندیشہ پیدا ہوا - کہ مبادا یہ دونو سلطان سکندر کو اوس پر چڑہا لائین اس خیال سے اوس نے سلطان سکندر کی خدمت مین تحائف بذریعہ اخلاص آمیز عرضداشت کے بھیجکر سلطان کا سکہ و خطبہ ناگور مین جاری کیا - سلطان سکندر نے محمد خان کی اطاعت سے خوش ہوکر اوس کے لئے خلعت و گھوڑا بھیجا اور دھولپور سے آگرہ مین آکر عیش و نشاط مین مصروف ہوا - ان دنون مین آگرہ مضافات بیانہ سے نکلکر دار السلطنت ہوگیا تھا -

اسی سال سلطان نے سلیمان پسر خانخانان فرملی کو حکم دیا کہ وہ اونٹ گڈہ (دہونت گڈہ) لشکر لیجا کر حسین خان نومسلم (اس کا پہلا نام راے ڈونگر تھا) مدد کرے سلیمان نے عذر کیا کہ وہ سلطان کی خدمت سے علیحدہ ہونا نہین چاہتا یہ عذر سلطان کی آزردگی کا باعث ہوا سلطان نے حکم دیدیا کہ راتون رات جس قدر مال و اسباب لیجا سکے پرگنہ رابری مین جو اوس کے مدد معاش کے لئے عطا ہوا تھا -

لیجاے ورنہ صبح کو لٹوادیا جائیگا۔

اسی سال بہجت خان حاکم چندیری مطیع سلطان محمود مالوی نے تحائف بھیجکر سلطان سکندر سے توسل پیدا کیا۔ سلطان نے عماد الملک احمد خان بدہ کو چندیری مین بھیجا کہ وہ بہجت خان کے ساتھہ ہوکر سلطان کا خطبہ چندیری مین پڑہواے۔ اس کے بعد سلطان نے بہجت خان کی اطاعت اور چندیری مین خطبہ پڑہوائے جانے کا حال اور نیز دیگر فتوحات تازہ کی کیفیت بذریعہ فرمانون کے تمام قلمرو مین مشتہر کی۔

اسی سال سلطان سکندر نے بتقاضائے مصلحت ملکی بہت سے امیرون کی جاگیر مین تغیر و تبدل کیا۔

سرکار اٹاوہ بہیکن خان پسر عالم خان لودی سے لیکر اوسکے چھوٹے بہائی خضر خان کے حوالہ کی۔

جاگیر محمد عماد فرملی کی اوس سے لیکر اوسکے بہائی خواجہ احمد کو سپرد کی۔ اور دوسرے امراون کی بہی جاگیر اسی طرح تبدیل کی۔

سعید خان میانی مبارکخان لودی شیخ جمال فرملی راے اوگر سین کچھوایا خضر خان احمد خان کو چندیری مین بہیجا۔ انہون نے جاکر ملک پر قبضہ کیا۔ اور باتباع حکم

شہزادہ محمد خان نبیرہ سلطان ناصر الدین کو شہر بند کرکے حکومت ملک اوسپر بحال رکھی مگر منتظم خود ہو بیٹھے۔

بہجت خان حاکم ناگور نے جب یہ حال دیکھا تو اوس نے اپنا رہنا ناگور مین غیر ضروری سمجھا اور وہ سلطان کے پاس چلا آیا انھی دنون مین سلطان کی طبیعت حسین خان حاکم سارن سے مکدر ہوئی اور اوسنے حاجی سارنگ کو اوس طرف بھیجا جس نے جاتے ہی حسن تدبیر سے حسین خان کے لشکر کو اپنی طرف کر لیا۔ اور اوس کی فکر مین ہوا حسین خان کو جب اسبات کی اطلاع ہوئی تو وہ سلطان علاء الدین حاکم بنگالہ کے پاس چلا گیا۔

سنہ ۹۲۲ھ مین سلطان سکندر نے علیخان ناگوری کو سرکار شیوپور مین حاکم مقرر کیا۔ اوسنے شہزادہ دولت خان حاکم رنتنبور محکوم سلطان محمود مالوی کے ساتھ اتحاد بڑھایا۔ اور اوسکو ترغیب دی کہ وہ قلعہ رنتنبور سلطان کے پیشکش کرے۔ جب شہزادہ دولت خان اسبات پر رضامند ہوگیا۔ تو علیخان نے اس قرارداد کی سلطان کو اطلاع دی۔ سلطان علیخان کی اس کارروائی سے بہت خوش ہوا اور اُس طرف جانے کا ارادہ کرکے بیانہ مین پہونچا اور چار مہینے تک یہان سیر و شکار مین مصروف رہا اور مشائخ کبار کی صحبت سے مستفیض ہوتا رہا۔

از آستان مگذر - زانکہ گاہ سنجیدن   شود ز قرب ترازو عزیز مقابل سنگ

اور اسی درمیان مین شہزادہ دولت خان حاکم رنتنبہور - اور اوس کی والدہ کو جو اسوقت سر براہ کار تہی اپنے وعدون پر ایسا فریفتہ کیا کہ شہزادہ دولت خان سلطان کی ملاقات کے واسطے آیا - سلطان نے اوسکے استقبال کے لئے امیرون کو بہیجا جو شہزادہ کو عزت کے ساتہہ لشکر مین لائے - ملاقات کے وقت سلطان شہزادہ کے ساتہہ ایسے پیش آیا کہ جیسے کوئی اپنے فرزند کے ساتہہ پیش آتا ہے - خلعت اور چند زنجیر فیل اوسکو عنایت کئے اور قلعہ رنتنبہور کے حوالہ کرنے کی فرمایش کی مگر وہی علیخان حوالگی قلعہ رنتنبہور کا مانع ہوا -

سلطان کو علیخان کی منافقانہ کارروائی کا حال معلوم ہوا تو سلطان نے صرف یہ کیا کہ علیخان کو سرکار شیوپور سے علیحدہ کر کے اوسکی جگہہ اوس کے بہائی ابوبکر خان کو مقرر کیا -

سلطان سکندر کی بیماری اور وفات

سلطان سکندر بیمار ہوا (مورخون نے بیماری کا نام نہین لکہا) مگر وہ بیماری کو خاطر مین نہ لاتا تہا - بدستور دربار کرتا سیر کے لئے سوار ہوتا مگر جب اوس نے دیکہا کہ مرض کو

روز بروز ترقی ہے تو اوس نے اپنے امام شیخ لاون کو بلایا اور پوچھا کہ ان گناہون کا کفارہ کس قدر ہے ۔

۱ ۔ قضاے نماز و روزہ ۔

۲ ۔ ڈارہی منڈوانا ۔

۳ ۔ شراب پینیا ۔

۴ ۔ آدمی کے ناک کان کٹوانا ۔

شیخ لاون نے ان گناہون کے کفارہ کی تفصیل لکھہ کر سلطان کے پاس بہیدی ہی سلطان نے اپنے وقایع نگار کو بلاکر حکم دیا کہ اوسکے عہد سلطنت کے روزنامچہ کو دیکھہ کر لکھے کہ ایسے گناہ کس قدر ہوے ہین ۔ اور شیخ لاون سے پوچھکر ان گناہون کے کفارہ کا تخمینہ لکھکر بہیدے جس سے معلوم ہو کہ سلطان کو کس قدر سونا دینا ہے ۔ سلطان کے روبرو جب یہ تخمینہ پیش ہوا تو اوس نے اپنے خزانچی کو حکم دیا کہ وہ اس قدر سونا عالمون کو دیدے مگر اس بات کا خیال رہے کہ خزانہ سے ایک کوڑی نہ دی جاے ۔

اس حکم پر عالمون کو تعجب ہوا کہ سونا خزانہ سے نہ دیا جاے گا تو اور کہان سے دیا جائیگا اونہون نے اس مسئلہ کو خزانچی سے حل کرنا چاہا تو اوس نے بیان کیا ۔

سلطان کے پاس جو اور سلاطین تحائف بھیجتے تھے یا جو امیر ہدیہ دیتے

تھے۔ اون سبکا حساب سالوار مرتب ہوتا تھا۔ سلطان حساب کو دیکھکر

حکم دیتا تھا کہ یہ روپیہ خزانہ سے علیحدہ رکھا جاسے کہ جب چاہون اپنی

مرضی سے اوسکو صرف کرون۔

خزانچی کی تقریر سنکر عالمون نے سلطان کی نیکیون کی بہت کچھہ تعریف کی اور اوسکی تندرستی کی دعا مانگی۔

کفارہ دینے کے بعد سلطان کی طبیعت دمبدم متغیر ہونے لگی۔ حلق سے پانی اور تر ناہند ہوگیا۔ آخر شداید مرض سے ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء بروز یکشنبہ انتالیس سال پانچ مہینے حکومت کرکے بہشت برین کو سدھارا جنات الفردوس نزلا۔ تاریخ وفات ہے

سکندر شہ ہفت کشور نماند ۹۲۳ھ نماند کسے چون سکندر نماند

سلطان سکندر کے خصائل

سلطان سکندر مشہور بادشاہون مین سے ایک تھا۔ حسن اخلاق اور سخاوت مین مشہور تھا۔ اوسکی طبیعت سادگی پسند تھی۔ مراسم و لباس شاہانہ مین تکلف کو پسند نہین کرتا تھا۔ ظاہر و باطن جمال صوری اور معنوی سے آراستہ تھا قوی اور ضعیف کو

ایک نظر دیکھتا تھا۔ بداخلاق - رند - اوباش آدمی - اوسکے پاس پھٹکنے نہ پاتا تھا - انفصال
مقدمات - انتظام سلطنت - رعایا کو خوش کرنے مین ہمیشہ مصروف رہتا تھا مصیبت
زدون کی خود مدد کرتا اگر گھوڑے پر سوار جاتا اور کوئی دادخواہ آتا تو اوس سے پوچھتا
تو کون ہے - امراکے وکیل اوسکے دربار مین رہتے تھے وہ اوسکا ہاتھ پکڑ کر اوسکے
علاقہ کے وکیل کے سپرد کرتا - اور ایسی کوشش کرتا کہ مستغیث راضی ہوجاتا - وہ
جس قدر محاصل کی جاگیر کسی کو دیتا اوس مین اگر اضافہ ہوتا تو وہ خود نہ لیتا - جاگیردار
کا حق ہوتا جاگیردار بھی ایسے سچے ہوتے کہ اضافہ کو اوس سے کبھی نہ چھپاتے -
خزانہ گڑا دبا - اگر کسی کو ملجاتا وہ پانے والے کا حق ہوتا - سلطان اوسکو نہ لیتا - ظہر کی نماز
پڑھکر عالمون کی مجلس مین بیٹھتا - قرآن شریف پڑھتا - مغرب کی نماز جماعت سے پڑھکر
حرم سرا مین جاتا ایک گھنٹہ کے بعد حرم سرا سے برآمد ہوتا - رات کو جاگتا دن مین دوپہر
کو سوتا - رات کو ان کامون کو کرتا -

مستغیثون کی فریادرسی -

امورات سلطنت کی اصلاح -

فرامین کی تحریر -

خطوط سلاطین وقت کے نام -

بڑے بڑے جید ستر ہ عالم اوسکی خلوت خاص مین موجود رہتے تھے - آدہی رات کے بعد وہ کہانا منگواتا یہ سترہ عالم بھی اوس کے سامنے بیٹھتے - خود کوچ پر بٹھیا اور سامنے میز پر کہانا چناجاتا - مگر یہ عالم سلطان کے روبرو کہانا نہین کہاتے تھے - جب سلطان کہانا کہاچکتا تو یہ عالم کہانا - اٹھوا کے گھر لیجاتے - بعض مورخ یہ بھی لکھتے ہین کہ سلطان حفظ صحت کے لیے چھپاکر کچھ شراب بھی پیتاتھا - ہر جاڑے مین کپڑے اور شالین محتاجون کو تقسیم کرتا تھا جمعہ کے روز روپیہ کی خاص مقدار خیرات کرتا تھا - شہر مین اوسکی حکم سے کئی جگہ کچی پکی خوراک محتاجون کو تقسیم ہوتی تھی - رمضان مبارک - بارہ وفات مین مساکین اور مستحقون کو شاہانہ خیرات دیتا تھا - اوس نے حکم دے رکھا تھا کہ ششماہی مین اوسکی سلطنت مین جو مساکین اور مستحق ہون اون کے مفصل حالت کی کیفیت اوسکے روبرو پیش ہو - جب یہ کیفیت پیش ہوتی تو مستحقوق کو اونکے احتیاج کے موافق اتنا روپیہ دیتا کہ چھ مہینے کو کافی ہوتا - اس بادشاہ کے عہد مین زراعت کی خوب ترقی تھی جس سے غلہ کی ارزانی رہتی تھی -

جب لشکر کسی مہم پر بہیجا جاتا تو اوسکو گھوڑون کی ڈاک کے ذریعہ جو ہر ایک سرا مین تیار رہتی تھی دو فرمان بہیجتا -

ایک صبح کی نماز کے وقت جس مین حکم ہوتا - کہ لشکر سفر کر کے کہان ٹھہرے -

دوسرا ظہر کی نماز کے وقت جس مین حکم ہوتا کہ لشکر کو قیام کے بعد کیا کرنا چاہیے۔

اگر پانسو کوس بھی لشکر جاتا - تو اس طریقہ مین کبھی فرق نہ آتا۔

متعصب بھی تہا اہل ہنود کے معابد کئی مقامات پر زمین کے برابر کر دے - ایک دفعہ

(قبل تخت نشینی) جب اوسنے سنا کہ تہانیسر مین بہت سے ہندو نہانے کے واسطے

جمع ہوتے ہین تو اوس نے ایک مصاحب سے کہا -

میرا ارادہ ہے کہ تہانیسر جاکر نہانے والون کو ٹہکانے لگاؤن۔

مصاحب - پہلے اسباب مین عالمون سے پوچھ لیجئے -

سلطان نے عالمون کو جمع کیا - اونمین میان عبداللہ جو وہنی ملک العلما بہی تے

اون سے اس باب مین پوچھا -

ملک العلما - تہانیسر مین کیا ہوتا ہے -

سلطان - وہان ہنود جمع ہو کر نہاتے ہین -

ملک العلما - آپ سے پیشتر جو مسلمان بادشاہ تھے اونہون نے اس باب مین کیا کیا -

سلطان - اونہون نے نہان مین کچھ تعرض نہین کیا -

ملک العلما - جب اونہون نے تعرض نہین کیا تو آپ کو بھی مناسب نہین کہ ہندوون کے

قدیمی معابد کو غارت کیجئے - آپ کو یہ چاہیے کہ ہندونکی جو قدیمی رسم چلی آتی ہی اوس سے انہین منع نہ کیجئے

سلطان۔ کو ملک العلمار کا جواب سنکر بہت غصہ آیا اور خنجر پر ہاتہہ رکہکر کہا۔

توہندون کی مدد کرتا ہے اس لئے پہلے تجکو قتل کرونگا پہر ہندون کو۔

ملک العلمار۔ جان توخدا کے اختیار مین ہے بغیر حکم اوسکے کوئی نہین مرتا۔ جو ظالم کے پاس رہتے ہین وہ تو پہلے ہی جان سے ہاتہہ دہو چکے ہین۔ آپ نے مسئلہ پوچہا مین نے شرع کے موافق جواب دیا اگر شرعی احکام کا آپ کو پاس نہ تہا تو مسئلہ پوچہنا عبث تہا۔

اس تقریر کو سنکر سلطان کا غصہ دہیما ہوا اور کہا کہ

اگر آپ اس باب مین اجازت دیتے تو مسلمانو کے واسطے اچہا ہوتا۔

ملک العلمار

من انچہ شرط بلاغست باتو درگفتم تو خواہ ازسخنم پند گیر خواہ ملال

سلطان یہ سنکر مجلس سے اوٹہہ کر چلا گیا اور ملک العلما کو حکم دیا کہ کبہی کبہی ملنے کو آیا کیجیے۔

جو اہل ہنود کہ اسلام کی اطاعت کرتے تہے اون کو جاگیرین دیتا۔ سرکشون متمردون کو قتل۔ جلاوطن کرتا۔

سالار مسعود غازی کے مزار پر جو سالانہ جہنڈیان جاتی تہین اون کو تمام قلمرو مین موقوف

کر دیا -

عورتون کے مزارات پر جانیکا روادار نہ تہا -

ہر ایک کام کے لئے ایک دن اور ایک ایک وقت کے واسطے ایک ایک کام مقرر تہا جس مین فرق نہ آتا - جو خورونوش کہ کسی کی مقرر کرتا - اوس مین فرق نہ آتا ایک دفعہ ایک مولوی صاحب سلطان سے ملنے کو آئے اونکے لئے رسد مقرر ہوئی جس مین بلحاظ موسم کے چہ شیشے شربت کے بہی تہے - دوسری دفعہ مولوی صاحب موسم سرما مین آئے تو بہی چہ شیشے شربت کے تہے - مولوی صاحب نے شیشون کو دیکہکر خدمتگارون سے کہا -

سردیون مین بہی شربت

خدمتگارون نے جواب دیا کہ حضرت

جو حکم سلطان دیتا ہے - اوسکو تبدیل موسم - تبدیل و ترمیم نہین کرسکتا -

دریا خان وکیل کو حکم تہا کہ عدالت مین پہر رات تک بیٹہے - مقدمون کے فیصلہ کے لئے ایک قاضی اور بارہ علما مقرر تہے اور خاص جوان غلام اس کام پر مامور تہے کہ مقدمہ کی ہر نوبت مین جو کچہ کارروائی ہو اوسکی اطلاع لمحہ بلمحہ سلطان کو دین - ہر روز اوسکے سامنے کل اشیا کارخانہ سلطنت کے مختلف اضلاع کے حالات و واقعات

پیش ہوئے تھے۔ اگر اون مین کوئی غیر مناسب بات دیکھتا تو اوسکی تحقیقات کا حکم دیتا تھا۔ اوسکے قلمرو مین چور چکار کا نام نہ تھا۔ عید اور بارہ وفات کے دن سلطان کے حکم سے تمام قیدیون کی فہرست مرتب ہوکر اوسکے سامنے پیش ہوتی تھی۔ اون مین سے جو قیدی کہ بقایا مالگذاری کی علت مین قید ہوتے اونکو چھوڑ دیتا تھا۔ تقریر مربوط تھی۔ خود شاعر تھا اوس کا مصاحب شیخ جمال کمبو دہلوی باکمال شاعر تھا۔ جسکے دو شعر لکھتا ہون ؎

مارا ز خاکِ کویت پیراہنست بر تن
آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

مرا ز تیرہائے او پرا ز برگشت ہر پہلو
کنون پرواز خواہم کرد سوی آن کمان ابرو

شیوع علم کا بھی شایق تھا۔ ایکدفعہ سلطان کو نوکری کے لئے فارسی خوان ہندون کی ضرورت ہوئی تو اوسنے مصاحبین سے پوچھا۔

کدام ہندو بچہ الیست کہ فارسی میداند۔

جواب ملا کوئی نہین۔

یہ جواب سنکر ہندون کے ہر فرقہ کے آدمیون کو بلایا۔ پہلے برہمنون سے کہا کہ فارسی پڑہین اونہون نے عذر کیا۔

مہاراج ہمکو اپنے کرم و دہرم و دیا سے فرصت کہان جو فارسی پڑہین۔

پھر چتریون سے کہا اونھون نے جواب دیا۔

حضور ہم اہل سیف ہین اہل قلم بنا نہین چاہتے۔

پھر ویس سے یہی سوال ہوا۔اونھون نے کہا کہ

حضور۔ہم تجارت پیشہ ہین۔ہم کو اس کام سے فرصت نہین۔

جب کایتھون کی نوبت آئی تو اونھون نے بسروچشم قبول کیا اور اپنے حاکمون کی زباندانی کے سبب مسلمانون کے عہد سلطنت مین خوب عروج ہوا تھوڑے ہی دنون مین ہندون کو مسلمانون کے علم سے ایسی آگاہی ہوگئی کہ وہ خود درس دینے لگے۔اوسی زمانہ مین پنڈت ڈونگرمل تو شاعر بھی ہوگئے۔جن کا یہ مطلع ہے۔

دل خون نشدی چشم تو خنجر نشدی گر
رہ گم نشدی زلف تو ابتر نشدی گر

غرضیکہ سلطان سکندر کا عہد ایک مبارک عہد تھا جس مین امانت دیانت۔صداقت کے ساتھ کام ہوتے تھے۔ادنیٰ و اعلیٰ مین اخلاق۔خودداری۔دیانتمندی ایسی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کا طریقہ نیا پیدا ہوگیا ہے۔خداپرستی اور دیانت کی بہت قدر تھی۔تحصیل علم مین غفلت نہوتی تھی۔صنعت کے کارخانے جاری تھے۔سلطان کو تالیف کا بہت شوق تھا وہ ہر علم کی کتابین علما سے تصنیف کراتا

اوس نے امر گرہبارہ کا ترجمہ شاستری سے فارسی مین کرایا۔ خراسان اور ہندوستان کے طبیبون کو بلاکر۔ دونون طرح کی طب کی کتابون سے مضامین انتخاب کراکر اوس کا نام طب سکندری رکھا۔ جو طب مین ایک معتبر کتاب ہے اور ایک کتاب آئین و قوانین مرتب کی۔ جس کا نام آئین سکندری رکھا جو ضخیم کتاب قوانین و دستورالعمل کی ہے۔

سلطان ابراہیم کی تخت نشینی

جب سلطان سکندر نے آگرہ مین انتقال کیا تو امراؤ عمائد افاغنہ نے یہ قرار دیا کہ سلطان ابراہیم تخت دہلی پر جلوس کر کے جونپور تک حکمران رہے اور اوس کا حقیقی بھائی۔ شہزادہ جلال خان جونپور کا بادشاہ قرار دیا جاے اور وہ جونپور سے اوس طرف کے ملک پر حکمرانی کرے۔

مورخون نے تقسیم ملک کے دو بادشاہون مین کئے سبب لکھے ہین۔ مگر یہ بہت قرین قیاس ہے کہ سرداران افاغنہ سلطان ابراہیم کے غرور و تکبر سے ناراض تھے۔ اونہون نے بخیال عاقبت اندیشی۔ دو بادشاہون مین ملک کو اس واسطے تقسیم کیا کہ اگر سلطان ابراہیم سے کوئی امر خلاف طریقہ اب و جد صادر

ہوگا تو شہزادہ جلال خان اونکا حامی اور سرپرست بنے گا اور یہ خیال اونکا۔ سلطان
ابراہیم کی مابعد کی کارروائیون سے بہت ہی انسب معلوم ہوتا ہے۔
غرضکہ امرا نے اپنی تجویز کے موافق سلطان ابراہیم کو بڑے تزک و احتشام
سے ۷ ذوالحجہ ۹۲۳ھ مطابق ۱۵۱۷ء کو آگرہ مین تخت سلطنت پر بٹھایا اور شہزادہ جلال خان کو
جلال الدین خطاب دیکر بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ جونپور کو روانہ کیا۔
چار مہینے کے بعد خانجہان لوحانی۔ رابری سے آیا۔ اور سلطان کے پاس حاضر
ہوکر کہا کہ سلطنت کو مشترک رکھنے مین وزرا و وکلا نے سخت غلطی کی کیونکہ

دو جان ہرگز بیک پیکر نہ گنجند   دو فرماندہ بیک کشور نہ گنجند

سلطان ابراہیم تو پہلے ہی مشارکت کو پسند نہ کرتا تھا۔ مگر امیرون کی ناراضگی کے اندیشہ
سے چپ تھا۔ اب جو خانجہان لوحانی کو اپنا ہم خیال اور اپنی خواہش کا مددگار دیکھا تو جو
عہد و پیمان کہ بھائی کے ساتھ کئے تھے اون کو بالاے طاق رکھکر بمشورہ اپنے
اعیان دولت کے بھائی کو بلایا۔ ہیبت خان گرگ انداز کو جو روباہ بازی مین طاق
تھا اس کام کے لئے منتخب کر کے بھیجا اور سمجھا دیا کہ اوس سے کہنا کہ ایک معاملہ مین
مشورہ لینا ہے جلد چلے آو۔ ہیبت خان گرگ انداز نے شہزادہ جلال خان کے
پاس جاکر طرح طرح سے باتین بنا کر شہزادہ کو روانگی پر آمادہ کرنا چاہا مگر شہزادہ اس کی باتون

تاڑ گیا کہ جانے مین خیر نہین۔ اسلیے اوسنے جانے سے صاف انکار کیا۔ جب
ہیبت خان اپنے مقصد مین ناکام رہا تو اوسنے سلطان ابراہیم کو شہزادہ کے نہ آنے
کی اطلاع دی۔ سلطان ابراہیم نے شیخزادہ محمد فرملی پسر شیخ سعید فرملی۔ ملک اسمعیل
پسر علاء الدین جلوانی قاضی مجدوالدین حجاب۔ سعید خان حجاب کو بھیجکر شہزادہ
کو بلایا۔ مگر جب ان کا بھی افسون کارگر نہوا تو سلطان ابراہیم نے صوبہ جونپور کے امراؤ
حکام کے نام فرمان بھیجے کہ شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کرین اور جو امرا اوسطرف
ذی شوکت مثل دریا خان لوحانی حاکم ولایت بہار۔ نصیر خان حاکم غازی پور شیخزادہ
محمد فرملی ضابطہ اودہ و لکھنو وغیرہ کو خلعت خاص و اسپ و خنجر اپنے رازدارون کے
ہاتھ بھیجکر اونکی دلجوئی کی اور ۱۵ ذالحجہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء کو تخت مرصع پر جلوس کیا اور اعیان دولت
کو حسب قدر خلعت و منصب عطا کیا اور سب کو مرہون احسان بنایا۔

شہزادہ جلال خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اوسکو یقین ہوگیا کہ سلطان ابراہیم سے
کوئی امید مدارا کی نہین رہی تو وہ جونپور سے کالپی چلا گیا۔ اور وہان جاکر سکہ و خطبہ
اپنے نام کا جاری کیا اور اوس نواح کے راجاون زمیندارون پر نوازش فرماکر لشکر کی
تعداد بڑہائی۔

اوس وقت اعظم ہمایون شروانی قلعہ کالنجر کا محاصرہ کیے ہوے تہا۔ اوسکے پاس

پیغام بھیجا کہ آپ میرے بمنزلہ باپ اور چچا کے ہین آپکو معلوم ہے کہ مینے کوئی قصور
نہین کیا۔ سلطان ابراہیم نے خود اپنے عہد کو توڑا ہے باپ کے ملک وہان سے جو
کچھ بطریق ارث مجکو ملا تہا اور میری بہی اوس کا وارث ہے۔ آپ حق بجانب ہوکر میری
مدد کرین۔

اعظم ہمایون شروانی پہلی ہی سلطان ابراہیم سے ناراض تہا۔ جلالخان کی حالت
زار نے اور بہی اثر کیا اور وہ قلعہ کالنجر کا محاصرہ چہوڑکر کالپی مین شہزادہ جلال خان
کے پاس چلا آیا اور باہم عہد وپیمان ہوکر یہ قرار پایا کہ پہلے جونپور اور اوسکے مضافات پر
تصرف کرنا چاہیے پہر اور ملک لیا جائے گا۔ اس قرارداد کے بعد دونو جونپور کو روانہ ہوئے
پہلے سعید خان پسر مبارک خان لودی حاکم اودہ کے سر پر جا چڑہے۔ سعید خان
سے مقابلہ نہوسکا۔ اسلئے وہ لکہنو مین چلا آیا اور تمام کیفیت سلطان ابراہیم کو
لکہہ بہیجی۔

سلطان ابراہیم نے یہ حال معلوم کرکے ارادہ کیا کہ چیدہ لشکر لیجاکر اس فتنہ کو دفع کرے
کہ اسی حال مین بعض خیراندیشون کی صلاح سے اوسنے اپنے دوسرے بہائیون
اسمعیل خان۔ حسین خان۔ محمود خان۔ دولت خان کو محمد خان کے سپرد کرکے حکم
دیا کہ ان کو قلعہ ہانسی مین لیجاکر حفاظت سے رکہے اور ہر ایک کی خدمت کے لئے

دوحرم مقرر کین اور اون کی خوراک پوشاک و دیگر مایحتاج کا انتظام کیا - ۲۴ ذوالحجہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء کو بروز اتیوار عازم جونپور ہوا جب بھوگاون مین پہونچا - تو اطلاع آئی کہ اعظم ہمایون شروانی معہ اپنے فرزند فتح خان کے شہزادہ جلال خان سے پھر کر سلطان کے پاس چلا آرہا ہے - اس خوشخبری سے سلطان ابراہیم کو تقویت ہوئی اور وہان قیام کر کے امیرون کو اوسکے استقبال کو بھیجا جب اعظم ہمایون آیا - تو اوسکو الطاف خسروانہ سے مرہون احسان کیا - اور آگے روانہ ہوا جب قنوج مین پہونچا تو یہان ملک قاسم حاکم سنبل سے جے چند زمیندار جڑتولی پرگنہ کول کو جس نے عمر خان پسر سکندر خان سور کو شہید کر دیا تھا قتل کر کے اور اوس فتنہ کو مٹا کر سلطان کے پاس حاضر ہوا - صوبہ جونپور کے کئی امراو جاگیردار مثل سعید خان و شیخزادہ فرملی وغیرہ سلطان کے پاس حاضر ہو کر دو تنخواہون مین داخل ہوئے -

قنوج سے سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون شروانی اعظم خان لودی - نصیر خان لوحانی وغیرہ کو بھاری لشکر اور نامی ہاتھی دیکر شہزادہ جلال خان سے لڑنے کو کالپی بھیجا شہزادہ جلالخان ان امرا کے پہونچنے سے پیشتر اپنے والدۂ رضائی نعمت خاتون بیوہ قطب خان لودی و عماد الملک وغیرہ کو قلعہ کالپی مین چھوڑ کر تیس ہزار سوارون کی ساتھ آگرہ کو روانہ ہو چکا تھا - امراے سلطانی نے قلعہ کالپی کا محاصرہ کیا پیچھے سے

سلطان ابراہیم بہی شامل محاصرین ہوگیا۔ محصورین نے ایکدو دن لڑکر قلعہ کالپی حوالہ گیا۔ لشکر سلطانی نے قلعہ کالپی کو خوب لوٹا۔

ادہر شہزادہ جلالخان اگرہ کے قریب پہونچا اور ارادہ کیا کہ بعوض کالپی کے اگرہ کو لوٹ کہسوٹ کے برباد کرے کہ اتنے مین آدم خان کاکڑ سلطان ابراہیم کا بہیجا ہوا پہونچ گیا اور شہزادہ جلالخان کو باتون مین لگا رکہا کہ اسی اثنا مین سلطان کے بہیجے ہوئے امرا ملک اسمعیل پسر علاءالدین جلوانی۔ کبیر خان لودی۔ بہادر خان نوحانی۔ اٹہارہ ہزار سوار اور پچاس ہاتہی لئے ہوئے آدم خان کاکڑ کی مدد کو آپہونچے۔ جس سے آدم خان کاکڑ کو تقویت ہوئی اور اوسنے شہزادہ جلالخان سے کہلا بہیجا۔

کہ اگر بادشاہی کے خیال سے باز آؤ اور چتر نوبت نقارہ ودیگر سامان بادشاہی کو علیحدہ کرکے امیرون کی طرح رہنا چاہو تو مین سلطان سے کہکر تمہاری تقصیر معاف کرادونگا۔ یقین ہے کالپی تمہاری جاگیر مین رہے۔

شہزادہ جلالخان نے باوجود موجودگی تیس ہزار سوارون کے اپنے مشیرون کی مرضی کے خلاف بزدلی سے شرایط آدم خان کاکڑ کومان لیا اور تمام سامان بادشاہی اوسکے پاس بہیجدیا آدم خان کاکڑ نے تمام حال سلطان ابراہیم کو لکہہ بہیجا۔ سلطان

کالپی کو فتح کرکے اٹاوہ مین آگیا تھا۔ کہ آدم خان کاکڑ کی عرضداشت پہونچی سلطان نے برخلاف استدعا آدم خان کاکڑ صلح کو نامنظور کیا اور شہزادہ جلال خان کے استیصال کے درپے ہوا جب شہزادہ کو نامنظوری صلح کی اطلاع ہوئی تو وہ گوالیار مین راجہ گوالیر کی پناہ مین چلا گیا۔ اوس کے تمام پرانے سپاہی ساتھ چھوڑ کر پریشان ہوگئے۔

سلطان ابراہیم اٹاوہ سے آکر آگرہ مین مقیم ہوا یہان سب امیرون نے جو اوس کے مخالف تھے اطاعت اختیار کی۔ سلطان نے ہیبت خان گرگ انداز و کریم خان توغ و دولتخان اندکو دہلی کی حفاظت پر مامور کیا اور شہزادہ مجھو یا محمود کو حفاظت قلعہ چندیری و وکالت شہزادہ محمد خان نواسہ سلطان ناصر الدین مالوی پر مقرر کیا انھی دنون مین میان بہورا امیر اعظم سلطان سکندر کو بلا سبب قید کر دیا اور اوس کی جگہہ اوسکے فرزند کو مقرر کیا۔

گوالیر کی مہم اور اوسکے نتائج

سلطان ابراہیم نے قلعہ گوالیر کی فتح کے لئے عزم شاہانہ کیا۔ اعظم ہمایون شروانی حاکم کڑہ کو تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل دیکر قلعہ گوالیر کی فتح کو روانہ کیا۔ اور اوسکے

پیچھا اوسکی مدد کو بھیکن خان پسر بہادر خان لودی - جلال خان لودی - سلیمان فرملی
بہادر خان لوحانی - بہادر خان شروانی - اسمعیل - پسر ملک فیروز و خضر خان لوحانی
وخضرخان برادر بھیکن خان لودی آٹھ امیرون کو لشکر جرار کے ساتھ معہ چند حلقہ ہاتھیون
کے روانہ کیا لشکر سلطانی نے قلعہ گوالیر کا محاصرہ کرلیا - محاصرہ سے پہلے راجہ
مان والئے گوالیر جو شجاعت و تدبیر مین ممتاز تھا انتقال کرگیا تھا - اوسکا فرزند بکرماجیت
قایم مقام تھا اسنے استحکام قلعہ مین بہت کوشش کی مگر لشکر شاہی نے قلعہ
بادل گڈھ کو جسکو راجہ مان نے قلعہ کے متصل تعمیر کیا تھا نقبین لگا کر فتح کرلیا
اس قلعہ مین ایک گائے رو مین یا مسی تھی اوسکو وہان سے اوٹھا کر دہلی مین بھیجدیا
جہان اکبر بادشاہ کے زمانہ تک موجود تھی -

شہزادہ جلالخان کا مارا جانا

جب لشکر سلطانی گوالیر مین پہونچا تو شہزادہ جلالخان گوالیر سے سلطان محمود خلجی کے
پاس مالوہ چلا گیا تھا اوسنے شہزادہ کی مدارات اچھی طرح نہ کی تو وہ مالوہ سے کٹنگہ
کو چلا گیا راستہ مین گونڈون کی ایک جماعت نے گرفتار کر کے سلطان ابراہیم کے
پاس بھیجدیا - سلطان نے خوش ہو کر امیرون کو جمع کیا - اور اون کے سامنے

بھائی کو زنجیرون مین جکڑا ہوا بلایا اور قلعہ ہانسی کو بھیجدیا اور راستہ مین احمد خان کو
بھیجکر قتل کرادیا - سچ ہے ؎

شربت سلطنت وجاہ چنان شیرین است — کہ شہان از پئے آن خون برادر ریزند
خون آزردہ دلان را ز پئے ملک مریز — کہ ترا نیز جہان جرعہ بساغر ریزند

بعد قتل شہزادہ جلالخان کے سلطان کا دہلی مین آنا اور غرور مین مبتلا ہونا

سلطان - ابراہیم بھائی کو قتل کرا کر آگرہ سے دہلی مین آیا - چونکہ اب اوس کا کوئی
رقیب وحریف باقی نہ رہا تھا اسلیئے اوسپر غرور وتکبر سوار ہوا اور اوس نے باپ
دادا کا طریقہ مروت واحسان جو امیرون اور عزیزونکی ساتھہ تھا بھلا دیا اور کہنے لگا -

بادشاہون کی نکوئی قوم ہے نہ اوسکا کوئی رشتہ دار ہے - سب اوسکے
نوکر ہین اونکو نوکرون کی طرح خدمت کرنا چاہیئے -

جو امیر کہ بھائی بندی کا دم بھرتے تھے اور سلطان بہلول اور سلطان سکندر کے
ساتھہ بیٹھتے تھے اونکو سامنے ہاتھہ باندہ کر کھڑے ہونے کا حکم ہوا امرا اس حکم
کی تعمیل کرتے تھے مگر دلمین گالیان دیتے تھے اور کچھہ اور ہی تدبیرین سوچتے تھے

غرض سلطان ابراہیم کی ان باتون سے اتفاق جو افغانی عنصر مین تہا اوسپر نفاق

غالب ہوا جس نے سلطنت افغانی کا خاتمہ کر دیا -

میان بہوہ کو تو قید کر کے سلطان ابراہیم قتل کرا چکا تہا - اب اعظم ہمایون شروانی پر

نظر عتاب ہوئی - اعظم ہمایون شروانی تسخیر قلعہ گوالیر پر مامور تہا - جیسا کہ اوپر لکہا گیا

اور اپنے تردد مردانہ سے اہل قلعہ کو ایسا ضیق محاصرہ مین ڈالا تہا کہ وہ عنقریب اپنے

آپ کو حوالہ کرنے پر آمادہ تہے کہ فرمان سلطانی اعظم ہمایون شروانی کی طلب مین پہونچا

اوسنے محاصرہ قلعہ سے ہاتہہ اوٹہایا - اور سلطان ابراہیم کے پاس آنے کو تیار ہوا -

اوسکے دوستون نے سمجہایا کہ سلطان کا ارادہ آپ کی نسبت بد معلوم ہوتا ہے جسطرح

اور امرا کے ساتہہ پیش آتا ہے ویسا ہی سلوک آپکے ساتہہ کرے گا - بہتر ہے کہ آپ

نہ جائیے - اعظم ہمایون نے جواب دیا

کہ مین چالیس برس سے سلطان کا نمک کہا رہا ہون مجہسے نہین ہو سکتا

کہ اوسکے حکم کی تعمیل نکرون -

امرائے اعظم محمد خان لودی اور داود خان شروانی نے کہا کہ

بادشاہ مین ایسے حواس باقی نہین کہ وہ بُری بہلی خدمت مین تمیز کر سکے

تیرے پاس تیس ہزار سوار ہین بیٹون کے پاس چلا جا اور اپنی حفاظت کی تدبیر کر

ہمکو یقین ہے کہ تجکو اس واسطے بلایا ہے کہ میان بہوا اور حاجی خان کے

ساتھہ جو سلوک کیا ہے وہ تیرے ساتھہ کرے۔

مگر اس جوانمرد نے پہر بہی وہ ہی جواب دیا۔

کہ بادشاہ سے سرتابی کرکے مین اپنا مونہہ کالا نکرون گا۔ اور نہ نمکحرام

اپنے آپ کو کہواون گا۔

اس گفتگو کے بعد اعظم ہمایون شروانی دہلی کو چلا اثنائے راہ مین خبر آئی کہ سلطان ابراہیم

نے محمود سریانی اور حسین خان لودی ساہوخیل کو قتل کرا دیا داود خان اور اللہ داد خان

اوسکے دوستون نے پہر سمجہایا۔

ابہی تک تجہہ پر کوئی آفت نہین آئی۔ اسی مین خیر ہے کہ یہان سے ہی

اپنے بیٹے کے پاس جونپور چلا جا۔

مگر پہر بہی اس نے نمانا جب دہلی کے قریب پہونچا تو سلطان کا حکم آیا کہ اپنے

گہوڑے ہاتہی حوالہ کرے اس حکم کے آتے ہی اس کا تمام لشکر ادہر اودہر چلا گیا۔

جب دہلی سے دو کوس پر پہونچا۔ تو سلطان کا آبدار مخلص نامی خزانہ اور لوازم سپہ سالاری

لینے آیا اور سلطانی حکم سے اعظم ہمایون کو ایک ٹٹو پر چہڑا کر شہر مین لے جا کر

قید کرا دیا۔

قید کی حالت مین اعظم ہمایون شروانی نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت بھیجی۔

سلطان ابراہیم۔ جو تیرے دل مین آئے وہ میرے ساتھ کر۔ مگر پہلے میری دو باتین سن لے۔

اول۔ یہ کہ میرا بیٹا (اسلام خان سے مراد ہے) فتنہ انگیزی پر مائل ہے اوس کا تدارک کر۔

دوم۔ میرے وضو اور میرے آب دست کے لئے پانی کو بند نہ کر۔

اس عرضداشت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بہادر خیر خواہ افسر کا پانی بند کیا گیا۔ مگر اس بہادر نے پانی کی التجا اپنے نفس کے واسطے نہین کی بلکہ فرایض مذہبی کے ادا کرنے کے لئے مگر باوصف اس تکلیف کے پہر بہی خیر خواہی سے باز نہ آیا۔ اور خیر خواہی بہی خود اپنے لخت جگر کے مقابلہ مین مگر سلطان ابراہیم نے اس کی خیر خواہی پر کچھہ توجہ نہین کی اور نہ اعظم ہمایون شروانی نے اس عرضداشت کے سوا اور کوئی درخواست بہیجی آخر اس بہادر سپہ سالار کو سلطان ابراہیم نے قید خانہ مین قتل کرا دیا مگر یہ قتل بے اثر نہ رہا اس کا قتل ہونا گویا بادشاہت کا ہاتہہ سے جانا تہا۔

سلطان ابراہیم کی باغی امیرون سے لڑائی

اعظم ہمایون شروانی کا ایک بیٹا اسلام خان کڑہ کا بجاے اپنے والد کے حاکم تھا۔ سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون کو قتل کر کے بجاے اسلام خان کے احمد خان لودی کو مقرر کیا۔

اسلام خان کو جب اپنے والد کے قتل کا حال معلوم ہوا تو اوسنے باپ کے سارے ملک ومال پر قبضہ کیا اور لشکر جمع کر کے احمد خان لودی کو جو اوسکی جگہہ مقرر ہو کر آیا تھا۔ لڑکر شکست دی اور علم بغاوت بلند کیا۔

انھین دنون مین یہ خوشخبری آئی کہ قلعہ گوالیر فتح ہوگیا جب اس طرف سے سلطان کو اطمینان ہوا تو وہ کڑہ کے فتنہ کے تدارک مین مصروف ہوا کہ دفعتًا خبر آئی کہ اعظم ہمایون لودی و سعید خان لودی منجھلا بیٹا مبارک خان لودی کا جو امراے اعظم مین سے تھے لشکر گوالیر سے علیحدہ ہو کر اپنے جاگیر لکھنو کو چلے گئے اور اسلام خان کے ساتھہ خط و کتابت کر کے فتنہ و فساد کو خوب چمکایا۔ سلطان ابراہیم نے یہ حال سنکر چارون طرف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودی پر نوازش فرماکر اوس کو معہ اور امیرون کے لشکر جرار کے ساتھہ مفسدون کی سرکوبی کو روانہ کیا۔

جب یہ لشکر قنوج کے قریب قصبہ بانگر مئومین پہونچا تو اچانک اقبال خان غلام اعظم ہمایون شروانی نے کمین سے نکلکر حملہ کیا اور مار کوٹ کے بہگا دیا -

جب یہ خبر سلطان ابراہیم کو پہونچی تو اوسنے تہدید آمیز فرمانون سے امیرون کو متنبہ کیا کہ جب تک تم باغیون سے اُس ملک کو خالی نکروگے تو متمردون مین شمار ہوگے اور مین تمہارا موہنہ نہین دیکہنے کا اسکے ساتہہ کچہہ امداد بہی بہیجی جس سے لشکر سلطانی پچاس ہزار ہوگیا - اور اوسکے مقابلہ مین باغیون کا لشکر چالیس ہزار تہا - جب دونو لشکر ایک دوسرے کے نزدیک آئے اور قریب تہا کہ باہم لڑائی شروع ہو کہ مقتداے وقت شیخ راجو بخاری نے پند و نصائح سے باغیون کو سمجہایا جنہوں نے جواب دیا کہ اگر سلطان اعظم ہمایون شروانی کو قید سے رہا کردے تو ہم اوسکے ملک سے باہر چلے جائین گے (شاید ان کو معلوم نہ تہا کہ وہ بہادر مارا گیا -) اور دونو لشکر اپنے اپنے مقام کو چلے آئے شیخ راجو بخاری نے احمد خان لودی سپہ سالار سلطانی سے مشورہ کرکے سلطان کو اس باب مین عرضداشت بہیجی جس کو پڑہ کر سلطان آشفتہ ہوا اور فورًا دریا خان لوحانی حاکم بہار - نصیر خان لوحانی - شیخزادہ فرملی کو حکم بہیجا کہ وہ اُدہر سے باغیون کے استیصال کو روانہ ہون - جب یہ دونو لشکر جمع ہوئے تو باغیون کو اپنی کثرت تعداد پر گہمنڈ تہا - سلطان کے قوت طالع

کی خبر نہ تھی - جب دونو لشکر باہم لڑنے لگے - کشتون کے پشتے لگ گئے پہلی ایسی لڑائی شاید کبھی ہوئی ہوکہ میدان جنگ مین بھائی کا گلا بھائی - باپ کا گلا بیٹا - بیٹے کا گلا باپ کاٹے - تیر کمان سب نے پھینکدیئے تھے - تلوار چھری کٹار ہی کی لڑائی تھی جس نے خون کے نالے بہادئے دس ہزار افغانون کے خون سے زمین کو سرخ بنا دیا - آخر اقبال ابراہیمی کام کر گیا - عین کارزار مین ایک سلطانی کابلی سپاہی کی گولی اسلام شاہ کی پیشانی پر لگی جس سے زمین پر گر کر مر گیا - اقبال خان بھی مارا گیا - سعید خان لوحانی اسیر ہوا - اور تمام لشکر تتر بتر ہو گیا - باغیون کا تمام ملک ومال سلطان کے قبضہ مین آیا - بادشاہ یہ خبر سنکر خوش خوش اپنے لشکر مین پہونچا اور اسکی خیر خواہی کے صلہ مین بہت کچھ نوازش کی مگر امرائے سکندری کے کینہ سے سینہ صاف نہوا بلکہ اس فتح نے اور بھی مغرور بنا دیا -

بہار مین بہادر خان کی بغاوت

جب سلطان ابراہیم نے بہت سے امیرون کو قید خانہ مین سڑا سڑا کر مار ڈالا - تو امیرون کے دلون مین خوف وہراس پیدا ہوا - دریا خان لوحانی حاکم بہار - خانجہان لودی - میان حسین خان فرملی نے سلطانی اطاعت سے سرتابی کی -

سلطان ابراہیم لودی نے چندیری کے چند اوباش شہزادون کو اشارہ کرکے میان
حسین خان فرملی کو آدہی رات کے قریب سوتے ہوئے قتل کرادیا۔ اس واقعہ سے
امیرون کے دلون مین سلطان کی طرف سے زیادہ نفرت اور ناامیدی ہوئی۔
انہین دنون مین دریاخان لوحانی حاکم بہار کا انتقال ہوا۔ اوسکا بیٹا۔ بہادرخان
سلطان سے منحرف ہوکر بہار مین باپ کا جانشین ہوا۔ اور اپنا خطاب سلطان محمد
اختیار کرکے سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور ایک لاکھ لشکر جمع کرلیا۔ جو امرا کہ
سلطان ابراہیم سے ناراض تھے اوس سے آکر مل گئے۔ سعید خان فرزند اعظم ہمایون
شروانی۔ دس ہزار سوار ساتھ لے کر اوس سے مل گیا۔ نصیر خان حاکم غازی پور
میان مصطفےٰ سے شکست کہاکر سلطان محمد کے پاس چلاآیا۔ سلطانی لشکر کی کئی دفعہ
سلطان محمد سے لڑائی ہوئی۔ مگر ہر دفعہ وہ ہی غالب آتا رہا۔ اور صوبہ بہار سلطان ابراہیم
کی حکومت سے ہمیشہ کو آزاد ہوگیا۔

دولت خان لودی حاکم پنجاب کی بغاوت

اسی زمانہ مین دولت خان لودی پسر تاتار خان لودی کو۔ سلطان ابراہیم نے بلایا
وہ خود تو نہ آیا اپنے چھوٹے فرزند دلاور خان کو بہیجدیا۔ دلاور خان جب سلطان

سکے پاس آیا۔

تو سلطان نے کہا۔

تیرا باپ کیون نہین آیا۔

دلاور خان ۔

حضور پیچھے سے خزانہ لیکر آئے گا۔

سلطان ابراہیم۔

اگر تیرا باپ نہ آیا تو اوس کا بھی وہ ہی حال ہوگا جو اور امیرون کا ہوا ہے

قیدخانہ مین جاکر دیکھہ کہ امیر کس طرح دیوارون سے لٹک رہے ہین۔

دلاور خان نے قیدخانہ مین جاکر دیکھا تو ہوش اوڑ گئے۔ قیدخانے سے جب واپس آیا تو سلطان نے کہا۔

تو نے دیکھا کہ جن امیرون نے مجھسے بغاوت کی اونکا کیا حال ہوا۔

دلاور خان یہ سنکر سلطان کے سامنے ناک رگڑنے لگا اور موقعہ پاکر دہلی سے بہاگا

چھہ روز مین لاہور پہونچا اور باپ سے کہنے لگا۔

اگر تم اپنی حفاظت نکروگے تو سلطان ابراہیم تمکو بری طرح قتل کرے گا۔

دولت خان لودی نے یہ سنکر سوچا کہ اگر بغاوت کرتا ہون تو نمکحرام کہلاتا ہون اگر بغاوت

نہین کرتا تو سلطان ابراہیم کے قہر وغضب سے نجات ناممکن ہے۔ غرضکہ اوسنے دونو پہلوؤن پر غور کرکے مخالفت کو ترجیح دی اور اپنے فرزند دلاور خان کو کابل مین ظہیر الدین محمد بابر کے پاس بہیجا وہ دس روز مین کابل پہونچا اور محمد بابر سے تمام حال بیان کیا کہ سلطان ابراہیم اپنے باپ کی زمانہ کی امیرون کو بہت ستاتا ہے۔ دیوارون سے لٹکاتا ہے زندہ جلاتا ہے تیئس امیرون کو مارکر اون کے خاندان کو تباہ کرچکا ہے۔ امراے سلطنت نے مجکو حضور کے پاس بہیجا ہے وہ حضور کی تشریف آوری کے منتظر ہین جس وقت حضور نے ہندوستان مین قدم رکھا وہ سب خدمت گذاری کو حاضر ہون گے۔

دلاور خان جس زمانہ مین کہ محمد بابر کے پاس حاضر ہوا۔ اوس وقت محمد بابر اپنے فرزند کامران کی شادی مین مصروف تھا جب شادی سے فارغ ہوا تو اوس نے خدا سے دعا مانگی کہ

اگر ہندوستان کی بادشاہت میری قسمت مین ہے تو ہندوستان کے آم اوریہان میرے لئے تحفۃ بہیجا۔ اون کو اپنے لئے فال نیک سمجھون گا۔

محمد بابر یہان یہ دعا مانگ رہا تہا کہ اوہر دولت خان لودی نے شہد کی ہانڈیون مین آم رکھکر احمد خان کے ہاتھ محمد بابر کے پاس تحفتاً بہیجے۔ جب دلاور خان نے آمون کو بادشاہ

کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ اون کو دیکھ کر باغ باغ ہو گیا۔ تخت سے اوتر کر خدا
کا شکر کیا۔ اور دلاور خان اور محمد خان کو گھوڑے خلعت دیکے اور ہندوستان کی
تسخیر کی تیاری کی۔

عالم خان عرف سلطان علاءالدین فرزند سلطان بہلول لودی کو جو سلطان ابراہیم
لودی سے بداعیہ سلطنت نواح سرہند مین لڑا اور شکست کھا کر محمد بابر بادشاہ کے پاس
کابل مین چلا گیا تھا اوسکو اپنے امیر ساتھ کر کے ہندوستان بھیجا۔ عالم خان لشکر کو لئے
ہوئے سیالکوٹ مین آیا اور اوس نواح کے رئیسون کو مطیع کرتا ہوا لاہور مین پہونچا
یہان آکر عالم خان اور دولت خان لودی نے امراے مغل سے کہا کہ بادشاہ
محمد بابر کے آنے سے پہلے تم ہماری مدد سے دہلی کو فتح کر لو۔ جب اونہون نے
انکار کیا تو عالم خان اون سے علیحدہ ہو کر دہلی کو روانہ ہوا۔ راستہ مین اسمٰعیل خان جلوانی
اور اور امیر جو سلطان ابراہیم سے مایوس ہو کر برگنون مین رہتے تھے۔ ساتھ ہو لئے
قریب چالیس ہزار کے لشکر جمع ہو گیا۔

عالم خان نے آکر دہلی کا محاصرہ کیا۔ سلطان ابراہیم یہ حال سنکر عالم خان کی طرف
متوجہ ہوا۔ اور دہلی سے چھ کوس ورے قیام کیا۔ رات کو عالم خان نے شبخون مارا
صبح ہوتے تک تمام لشکر کو درہم وبرہم کر دیا کئی امیر سلطان ابراہیم کر جلال خان

وغیرہ عالم خان کے پاس چلے آئے۔

سلطان ابراہیم چند مصاحبین کے ساتھہ اپنے خیمے مین یہ حال دیکھہ رہا تھا جب لشکر عالم خان کا لوٹ پر ٹوٹ پڑا اور عالم خان کے پاس تھوڑے آدمی رہ گئے تو سلطان ابراہیم نے حملہ مردانہ کیا اور عالم خان کو اپنے سامنے سے بھگا دیا عالم خان پنجاب کو چلا گیا سلطان ابراہیم دہلی مین آکر مقیم ہوا۔

ادہر ظہیر الدین محمد بابر بروز جمعہ غرہ ماہ صفر سنہ ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء کو بارادہ تسخیر ہندوستان کابل سے روانہ ہوکر قریہ یعقوب مین آیا - یہان شہزادہ ہمایون جو بدخشان مین لشکر جمع کرنے کیلئے گیا تھا باپ سے آملا - محمد بابر جب سیالکوٹ مین آیا تو یہان عالم خان سلطان ابراہیم سے شکست کھاکر بادشاہ کے پاس پہونچا - سیالکوٹ سے محمد بابر آگے بڑہا متصل لاہور کے دولت خان اور اوس کا پسر غازی خان چالیس ہزار فوج سے مقابلہ پر آمادہ ہوے مگر پھر بغیر لڑے بھاگ گئے - قلعہ ملوٹ کو چلے گئے - محمد بابر نے قلعہ ملوٹ کا محاصرہ کیا دولت خان نے امان چاہی - اور اوس کا پسر غازیخان پہاڑون مین چلا گیا محمد بابر نے قلعہ ملوٹ کو فتح کرکے لوٹا اوسمین غازیخان کا کتب خانہ قیمتی اور نفیس کتابون کا تھا اوسکو لوٹ کر بہت خوش ہوا اوس مین سے کچھہ کتابین خود رکھین کچھہ شہزادہ ہمایون کو دین کچھہ کامران کے پاس کابل بھیجدین اور ملوٹ سے غازیخان کے

تعاقب مین روانہ ہوا غازیخان پہاڑون مین ہوتا ہوا سلطان ابراہیم کے پاس پہونچ گیا
دولتخان لودی نے ہمیشہ کے لئے سلطان ابراہیم کے قہر و غضب سے نجات پائی -
دلاورخان پسر دولتخان لودی محمد بابر کے پاس حاضر ہوکر دولتخواہون مین داخل ہوا -
چند عالیض امرائے سلطان ابراہیم بتقاضائے تشریف آوری محمد بابر کے پاس آئین
اور سلطان ابراہیم کا ایک امیر ببن جلوانی چار ہزار سوارون سے محمد بابر کے پاس حاضر
ہوکر اوس کا جانب دار بن گیا اس کے بعد محمد بابر نے دہلی کی طرف قدم بڑہایا سلطان
ابراہیم بابر بادشاہ کی آمد کا حال سنکر دہلی سے چلا پانی پت کے میدان مین دونو بادشاہون
کا مقابلہ ہوا اتفاق باہمی کا بُرا ہو کہ جس کے باعث سلطان ابراہیم ایک لاکھ فوج
سے بابر بادشاہ کے مقابلہ مین جس کے پاس کل بارہ ہزار یا پندرہ ہزار فوج تھی -
۱۰ - رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ع روز جمعہ کو شکست کھاکر قتل ہوا اور اسی سلطنت لودی کا خاتمہ ہوگیا
شہید شدن ابراہیم تاریخ قتل ہے -
۹۳۲ھ

سلسلہ اولاد شیر خان لودی ۱۲
محمد خان
ابن شاہین خان ابن فیروز خان ابن بہرام ابن احمد خان ابن ساہو خان
احمد خان
ابن اسحاق ابن عمر خان ابن ترنگی ابن سیانی ابن لودی ابن شاہ حسین
اسد اللہ خان
حقداد خان
رحیم داد خان
احمد یار خان
سعد اللہ خان
الہ یار خان
عبد اللہ خان
محمد شیر خان
محمد الہداد خان
محمد نور خان
محمد حسن خان
محمد صادق علیخان
محمد منور علیخان
محمد عبد الحکیم خان
محمد عنایت اللہ خان
میرے برادر معظم جنکی کریمانہ توجہ سے
یہ تاریخ مکمل ہوئی ۱۳۴۵ھ کو حضرت
حج بیت اللہ و زیارت روضہ نبوی
صلعم سے مشرف ہو کر بخیریت تمام
معہ جملہ ہمراہیوں کے واپس آگئے
حبیب اللہ خان
عزیز اللہ خان
محمود علیخان
حامد علیخان
لیاقت علیخان
قاسم علیخان
ہاشم علیخان
خورشید علیخان

شیر خان لودی اور اوسکی اولاد کے حالات

شاہین خان والد شیر خان لودی نے ملک سکندر تحفہ کے لشکر کا آگا روکنے مین جو سلطان بہلول لودی اور دوسرے افغانون کی گرفتاری کے لیے پہاڑ پر بہیجا گیا تہا ۸۴۳ھ ۱۴۳۹ع کو اپنی جان قوم اور قومی ہیرو سلطان بہلول پر نثار کی جیسا کہ سلطان بہلول لودی کے حالات مین لکہہ آیا ہون تو اوسوقت اوسکا فرزند شیر خان رحم مادر مین یتیم ہو گیا تہا۔

جب پیدا ہوا تو اس دریتیم کو سلطان بہلول لودی نے اپنے چچازاد بہائی کی یادگار سمجہکر بیٹون کی طرح پالا اور شیر خان نام رکہا۔

کچہہ عرصہ تو شیر خان آغوش مادر مین اپنے چچا کے ساتہہ لوٹ مار مین شریک رہا اور جب سلطان بہلول نے ملک سکندر تحفہ کو شکست دیکر سرہند پر پانی پت تک قبضہ کر لیا تو شیر خان سلطان بہلول کے قبایل کے ساتہہ سرہند مین چلا آیا سلطان نے اسکی بود و معاش کے لئے ایک جاگیر عطا کی۔

شیر خان جب نابالغی کے مرحلے طے کر چکا تو نوجوانی کی اُمنگ اور شجاعت فطری کے جوش نے ترغیب دی کہ اپنے محسن کا لڑائیون مین ہاتہہ بٹاؤ اس ترغیب سے وہ سلطان بہلول کا ہر ایک معرکہ مین مثل بہادر سپہ سالار کے

قوت بازو رہا۔

بعد انتقال سلطان بہلول کے سلطان سکندر نے اس بہادر سپہ سالار کو اپنے امیرون مین داخل کیا۔ مگر قضا نے اس منصب پر زیادہ عرصے نہ رہنے دیا۔ اور سنہ ۹۱۱ھ ۱۵۰۴ء مین فوت ہوگیا۔ شیرخان کے دو فرزند محمد خان۔ اور احمد خان تھے سلطان سکندر نے منصب امارت محمد خان کو دیکر باپ کا جانشین کیا۔ اور احمد خان کو ہزار سوارون کا سپہ سالار بنایا سلطان سکندر کے بعد جب سلطان ابراہیم تخت نشین ہوا۔ تو یہ دونون اونہین منصبون پر مقرر رہے سنہ ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء مین سلطان ابراہیم پانی پت کے مقام محمد بابر سے لڑکر مارا گیا۔ تو احمد خان نے سلطان ابراہیم کا ساتھ دیا۔

محمد خان بہائی کی مفارقت دایمی اور اس انقلاب سلطنت سے متاثر ہوکر سرہند مین چلا آیا اور فرط غم سے ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوا اور سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء کو لاولد فوت ہوگیا

اسد اللہ خان۔ احمد خان کا فرزند سرہند مین تھا کہ نیر اقبال شیرشاہی طلوع ہوا شیرشاہ نے بذریعہ قطب خان لودی۔ اسد اللہ خان کو بلایا۔ اور ہزار سوارون کی افسری دیکر ملک بہار مین جاگیر عطا کی۔ اسد اللہ خان سلیم شاہ کے عہد تک اوسی منصب پر رہا۔ مگر جب عدلی جانشین ہوا تو اوس نے اسکی جاگیر کو ضبط کرلیا اسبات پر

آزردہ ہوکر سرہند مین چلا آیا - اور پھر یہان سے سکندر سوری حاکم پنجاب کے
پاس چلا گیا - اوس نے بھی قدر و منزلت سے رکھا - مگر اس قدر و منزلت کا بہت
جلد خاتمہ ہوگیا - سکندر سور نے سرہند کے مقام ہمایون سے شکست کہائی
اور پنجاب کو چلا گیا - اسد اسد خان بھی لاہور تک گیا - اور پھر سرہند مین واپس
آکر سنہ ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء کو فوت ہوگیا - اسکے دو فرزند -

حقداد خان اور رحمان خان تھے - رحمان خان تو بالوہ باز بہادر کے پاس چلا گیا
اور حقداد خان آگرہ مین آکر اکبر بادشاہ کی فوج مین ملازم ہوا اور یہان ہی متاہل ہوکر سکونت
مستقل اختیار کی - اور سنہ ۱۰۱۷ھ ۱۶۰۶ء مین فوت ہوگیا اسکا فرزند -

رحیم داد خان باپ کے عہد پر سنہ ۱۰۴۹ھ ۱۶۳۹ء تک رہ کر فوت ہوگیا - اسکا فرزند -

احمد یار خان تھا جسکا انتقال سنہ ۱۰۸۰ھ ۱۶۶۹ء مین ہوا اسکے تین فرزند -

سعد اللہ خان - کمال خان - عالم خان تھے باپ کے مرتے ہی - ان تینون کا
شیرازہ جمعیت پریشان ہوا -

سعد اللہ خان کول (علی گڈھ)[۵۱] آکر عامل کول کا ملازم ہوگیا - عالم خان - اور کمال خان

---

۵۱ علی گڈھ کا قدیمی نام کول ہے - اور علی گڈھ اوس قلعہ کا نام ہے جو شہر سے دو میل کے فاصلہ پر
بجانب شمال ہے - چونکہ قلعہ مذکور کے قریب حکام ضلع کی کچہریان تہین - اسواسطے علی گڈھ کو زیادہ

سنبل اور جونپور چلے گئے سعد اللہ خان کا ۱۲۰۸ھ ۱۷۹۳ء مین انتقال ہوگیا اور اوسکا فرزند

اللہ یار خان علی گڈہ سے آگرہ چلا آیا اور یہان ۱۲۱۶ھ ۱۸۰۱ء کو فوت ہوگیا اوس کا فرزند

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۶ – شہرت ہوگئی رفتہ رفتہ یہ ضلع بھی علیگڈہ کے نام سے نامزد ہوگیا اور کول

قصبہ ربابت ۱۸۵۷ء سے کول کو بھی علی گڈہ کہنے لگے –

اگرچہ یہ شہر مدت سے مخزن علوم مشرقی تھا – مگر اٹھارہوین صدی عیسوی کے ربع اخیر سے سید نقوی جواد الدولہ

عارف جنگ ✠ سر سید احمد خان مرحوم – سی ✝ – ایس – آئی – کے ✠ سی – ایس – آئی – ایل – ایل – ڈی – کی

بے مثال ہمت اور قومی ہمدردی سے یہ شہر معدن علوم مشرقی و مغربی ہوگیا جسکے جواہر (تعلیم یافتہ) تمام ملک

مین قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے ہین – میرا مطلب تاریخ کول یا علی گڈہ لکھنے کا نہ تھا – یہ آرزو تھی

کہ محمدن کالج و بانی کالج کے تیمناً و تبرکاً مختصر حالات لکھکر اس ناچیز تاریخ کو متبرک بناؤن مگر حب وطن میری

آرزو کے خلاف ہے – چونکہ مجکو اسکی بھی خاطر عزیز ہے اس لئے حسب ذیل حالات لکھنے کے بعد اصل

مقصد کی طرف رجوع کرون گا – کول جسکو کسی راجہ قوم ڈور نے آباد کر کے او سپر مستحکم قلعہ تعمیر کیا تھا قلعہ کو (جسپر

اب جامع مسجد بنی ہوئی ہے) ۵۸۹ھ ۱۱۹۲ء مین قطب الدین ایبک غلام شہاب الدین غوری نے تسخیر کر کے مسمار

کیا جسکے نشانات ابتک موجود ہین –

سنہ ۶۵۲ھ ۱۲۵۴ء مین بعہد ناصر الدین محمود ابن شہاب الدین التمش – بحکم بہار الدین قتلغ خان – بلبن شمسی حاکم

کول نے بقیہ آثار قلعہ کو مٹا کر ایک مینار کنگر کا بطور یادگار کے بنوایا جسکی بلندی تعمیر کے وقت سو گز یا

✠ یہ خطاب بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے ۱۸۴۲ء مین سید مرحوم کو دیا تھا –

✝ یہ خطاب اور تمغہ انڈیا آفس انگلینڈ مین بحکم ملکہ معظمہ ڈیوک ارگائیل کے ہاتھ سے ۱۸۶۹ء مین سید مرحوم کو عطا ہوا تھا –

✠ یہ خطاب اور تمغہ سید کو ۱۸۸۸ء کو بمقام علی گڈہ ۱۸۸۸ء کو بذریعہ فرمان ملکہ معظمہ سید مرحوم کو عطا ہوا تھا –

✝ یہ ڈگری ڈاکٹر اوف لا کی ۱۸۸۹ء مین اڈنبرا یونیورسٹی سے سید مرحوم کو ملی تھی –

عبد اللہ خان اور اونکے فرزند محمد شیر خان تھے محمد شیر خان کے ہاتھہ سے ایک خانہ جنگی
مین دو آدمی مارے گئے اور یہ بخوف بازپرس آگرہ کو خیرباد کہکر صاحبن ضلع متھرا مین چلے آئے
اور یہان اپنے فرزند محمد نور خان کو معہ بیش قیمت سرمایہ کے چھوڑ کر دہلی مین چلے گئے اور
وہان بادشاہی فوج مین افسر ہو گئے۔ اتفاقاً ایک لڑائی مین مارے گئے محمد نور خان تنومند و
قدآور سپاہی تھے بچپن سے ہی اونکو ورزش اور کشتی کا شوق تہا اونکی شہ زوری کی روایتین
اس زمانہ مین بمبالغہ صحیح پہنچنگی اسواسطے قلم انداز کی گئین غرضکہ جب اونکو ہر ایک فنون
سپہ گری مین کامل مہارت ہوگئی تو اونہون نے بیانہ وغیرہ دیہات سے چند افغانون
کو ملازم رکھکر مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کی رفاقت اختیار کی اور ایک عرصہ تک اپنی بہادرانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۷- ... ۳۰ فیٹ کی بیان کی جاتی ہے بعد مین کچہ حصہ بالائی مینار مذکور کا خود گر گیا یا گرا دیا گیا- اوسکے
دروازہ زینہ پر سنگ خارا مین یہ کتبہ کندہ تھا-

ہذہ العمارت فی عہد مملکت سلطان اعظم مالک رقاب امم- ناصر الدنیا والدین سلطان السلاطین ہادی الامان لاہل الایمان
عمارت ملک سلیمان صاحب خاتم فی ملک العالم ابو المظفر محمود بن سلطان خلد اللہ ملکہ وسلطانہ -
بامر ملک العالم الکبیر- اعظم قتلغ خان بہار الحق والدین ملک السرواسین سلبن الشمسی فی ایام ایالتہ دام معالیہا
فی العاشر من الرجب سنۃ ۶۵۲ اثنا و خمسین و ستمایہ (یہ مینار بعد غدر ۱۸۵۷ء کے گرا دیا گیا -)

سنہ ۱۱۴۰ھ ۱۷۲۷ء کو نواب ثابت خان حاکم کول نے قریب مینار جامع مسجد بنوائی جسکے شرقی دروازہ پر یہ تاریخی قطعہ کندہ ہے۔

بعہد داد گر عالم محمد شاہ دین پرور	کہ از پیشانیش پیداست نور ظل سبحانی
بنا چون کرد ثابت خان بہادر مسجد جامع	مکارم گفت تاریخش - بگیتی قبلہ ثانی ۱۱۴۰

خدمات سے مہاراجہ موصوف کو خوش رکہا مگر جب خورشید اقبال سرکار انگریزی طلوع ہوا تو محمد نورخان کے دل مین ادا سے خدمات سرکار انگریزی کا شوق پیدا ہوا آخر ادای خدمات سرکار انگریزی کے جوش مین رفاقت مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر ترک کر کے بحضور لارڈ لیک صاحب بہادر حاضر ہو گئے لارڈ موصوف اس خیال سے کہ اون کو آیندہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۸ - ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء مین سرسید احمد خان مرحوم نے جنکا سلسلہ نسب چھتیس واسطون سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔ چوہتر ایکڑ زمین پٹہ کی گورنمنٹ سے اس شرط سے لیکر کہ اگر خدانخواستہ مدرسہ نہ رہے تو زمین مذکور معہ مکانات معمرہ گورنمنٹ کے قبضہ مین آجانے کی محمڈن کالج تعمیر کیا - مولوی صفدر حسین نے کیا خوب تاریخ تعمیر موزون کی ہے جسکے دو شعر مین بہی یہان لکہتا ہون ؎

ظاہر مین عیسوی ہے باطن مین ہے وہ ہجری	اے سامعین سنئے للہ دل لگا کر
تہی فکر مجکو اک دن تاریخ مدرسہ کی	بولا یہ ملہم غیب اٹہارہ سے پچہتر ۱۸۷۵ء ۱۲۹۲ھ

کالج کی قائمی مین جسقدر مشکلین کہ سرسید کے مقابل ہوئین اون سے مین بہی کسیقدر واقف ہون مگر اونکی ہمت عالی نے سب کو مغلوب کر لیا (مفصل حال حیات جاوید مین ملاحظہ کیجئے) اور وہ قوم کا فدائی کاسہ گدائی لیکر ملکون ملکون پہرا اور جو کچہ ملا اوسکو سر آنکہون پر رکہ لیا -

کبہی اونہون نے سرمایہ مدرسہ کو ترقی دینے کے لئے نمایشگاہ علی گڈہ مین کتابون کی دوکان کہولی کبہی وہ نیشنل دالنٹیر بنے اور گلے مین جہولی ڈالکر بہیک مانگی -

کبہی اونہون نے پینی ریڈنگ کا جلسہ کیا - اور سٹیج پر کہڑے ہوکر حافظ کی یہ غزل پڑہی اور ایک دو شعر حسب حال اپنی طرف سے ایزاد کئے -

بہت سے معرکہ کارزار دیکھنے کا اتفاق ہوگا اپنی فوجی طاقت کو بہادر افسر اور سپاہیون
کی افزائش اور پرورش سے ترقی دینا چاہتے تھے اس لئے دل سے شہ زور
قدآور۔ تنومند۔ شجاع۔ دلیر۔ افسر اور سپاہی کے شایق تھے

نقش حیات شیخ صفحہ ۱۲۹

حافظ

ساقیا برخیز و درده جام را — خاک بر سر کن غم ایام را
محرم راز دل شیدا ے من — کس نمی بینم ز خاص و عام را

سر سید

گرچہ بدنامیست نزد عاقلان — مانمی خواہیم ننگ و نام را
قوم ما اے قوم ما از بہر تو — دادہ ام بر باد ننگ و نام را

سنہ ۱۸۷۴ء کو لاہور مین جاکر جو لکچر دیا وہ مجکو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے اس موقعہ پر تقریباً دس
بارہ ہزار سامعین اعلی عہدہ دار سرکاری عمایداہل اسلام واہل ہنود لاہور موجود تھے کہ سر سید
نے اون کو مخاطب کرکے کہا فرض کرو کہ مین بدعقیدہ ہون۔ مگر اے بزرگان پنجاب مین آپ سے
پوچھتا ہون کہ اگر ایک کافر مرتد آپ کی قوم کی بہلائی مین کوشش کرے تو کیا آپ اوسکو اپنا
خادم اور خیر خواہ نہ سمجھین گے۔ آپ کے لئے دولت سرا بنانے مین جسمین آپ آرام
کرتے ہین۔ اور آپ کے بچے پرورش پاتے ہین۔ یا آپ کی مسجد بنانے مین جس مین
آپ خداے واحد ذوالجلال کا نام پکارتے ہین۔ چوڑہے۔ چمار۔ قلی۔ بت پرست
بدعقیدہ سب مزدوری کرتے ہین۔ مگر آپ نہ کبھی اوس دولتخانہ کے دشمن ہوتے ہین نہ اوس مسجد
کے منہدم کرنے پر آمادہ ہوتے ہین۔

آپ مجکو بھی اس مدرسہ کے قایم کرنے مین ایک قلی چمار کی مانند تصور کیجئے اور میری
محنت اور مشقت سے اپنے لئے گھر بنتے دیکھئے اور اس وجہ سے کہ اوسکا بنانے والا با مزدوری کرنے والا

اور یہ صفتین خاص طور پر محمد نور خان مین جمع تھین جسکا شہرہ بحالت رفاقت
مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر لارڈ موصوف کے کانون تک پہونچا تھا - اس لئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۰ - ایک قلی چار ہے اپنے گھر کو ست ڈہائے -

غرضکہ جسطرح ممکن ہوا ایک قلیل سرمایہ بہم پہونچایا اور اس سے کسیقدر شاندار عمارتین بنوائین - مگر
افسوس کہ اوس قلیل سرمایہ کو بھی نظر کہا گئی - ۱۸۹۵ء کو شیام بہاری لال ہیڈ کلارک محکمہ سکرٹری
نے بقدر ایک لاکھ پانچہزار چار سو تیرہ روپیہ کے نقصان پہونچایا جس سے مسلمانون کو
جسقدر رنج ہوا اوسکا لکہنا دشوار ہے سرسید کو تو ایسا صدمہ ہوا کہ جس سے وہ اسلام کا حامی
قوم کی ترقی تعلیم کا فدائی - اندرہی اندر گہٹ گہٹ کے ۱۸۹۷ء کے نصف اخیر مین -

ان اللہ وملایکتہ یصلون عن النبی یا ایہا اللذین - آمنو صلو علیہ وسلمو تسلیما -

پڑ تا ہوا - بہشت برین کو سدہارا غفر لہٗ تاریخ وفات ہے ۱۳۱۵

سرسید کے دو فرزند سید حامد و سید محمود تہے سید حامد تو اونکی زندگی مین فوت ہو چکے تہے - اور
سید محمود نے بعد انتقال سرسید کے وفات پائی - سید محمود کے فرزند رشید - راس
مسعود ہین جنکی تعلیم پر گورمنٹ کو خاص توجہ ہے اگست ۱۹۰۶ء کو بغرض تعلیم بیرسٹری ولایت
چلے گئے دعا کرتا ہون کہ خدا اونکو علم و دولت سے بہرہ مند فرمائے -

سرسید کے انتقال کے بعد سچ یہ ہے کہ مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی تہی - ہر فرد اسلام کہہ رہا تھا
کہ کالج کا اللہ بیلی - مگر خدا کو منظور نہ تھا کہ سرسید کی موجودہ یادگار جسکے قایم کرتے مین اونہون
نے روپیہ پیسا گہر بار کہو دیا مٹ جانے دے - اسلئے اوس نے نواب مہدی علیخان

لارڈ موصوف نے انکو ایک پلٹن کا کپتان مقرر کیا - اور اُنکے رفیقوں کو بھی عہدے دئے -

سنہ ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۴ع) کو لارڈ لیک صاحب بہادر نے قلعہ بھرتپور کا محاصرہ کیا - تو اس محاصرہ مین محمد نور خان شریک تھے ایکدفعہ محمد نور خان چند ساتھیون کو لیکر فصیل قلعہ پر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۱ - محسن الملک کے دل مین یکی ڈالدی اور وہ خدا کا بندہ کمر ہمت باندہ کر مسلمانون کی ڈوبتی کشتی کا کھیوا ہن گیا - اور اپنی سرگرم کوششون سے ثابت کر دیا کہ وہ سید مرحوم کے نعم البدل ہین -

اگرچہ سید مرحوم کے انتقال کے بعد قوم مین قدرتاً جوش ہمدردی پیدا ہوگیا تھا - یا دوسری قومون کی - قومی ہمدردی نے اونکو چونکا دیا تھا - مگر نواب محسن الملک کی سحر بیانی - اوس جوش کے ابھارنے مین یا اوسکو عملی طور پر ظاہر کرنے مین ممد و معاون ہوئی - گویا یہ شعر آپکی شان مین صادق آتا ہے ؎

اثر لبھانے کا محسن (پیارے) تیرے بیان مین ہے　　کسیکی آنکھ مین جادو تری زبان مین ہے

آپ کی توجہ اور سعی سے تعلیمی ترقی کا یہ حال ہے کہ تقریباً آٹھ سو طلبا ہر حصہ ملک کے بورڈنگ ہوس مین رہکر تعلیم پاتے ہین - اور آیندہ بھی طالب العلمون کا تانتا لگا ہوا ہے - مگر افسوس ہے کہ بہت سے طالب علم بورڈنگ ہوس مین گنجایش نہونے کے باعث کالج کے استفادہ سے محروم ہین - خدا اس نقص کے دفعیہ کی قوم مین توفیق عطا فرمائے -

مالی حالت کالج کی اگرچہ قابل اطمینان ہے - کیونکہ آمدنی خرچ سے کسیقدر بڑہی ہوئی ہے

جا چہڑے۔ مگر پیچہے سے مدد کے نہ آنے سے اور گولیون کی بوچہار
سے نیچے اُتر آئے۔ مگر جسم گولیون سے چہلنی تہا۔ اس بہادری
کے صلہ مین لارڈ لیک صاحب بہادر نے ایک گاون ضلع مرہٹہ مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۲ (بجٹ ۰۷-۱۹۰۶ء) مگر یہ بجٹ انتظامی خست کا باعث ہے۔ ابہی منتظمان
مدرسہ کو بہت کچہہ کرنا باقی ہے جسکے لئے عام مسلمانون کی ہمدردی اور روساء کی فیاضی
کی بہت ضرورت ہے تاکہ سرسید کی یادگار قایم ہوسکے۔ میرے نزدیک تو جو عملی
ہمدردی عام مسلمانون نے یا روساے اہل اسلام نے کی ہے وہ عام مسلمانون کی
تعداد کے لحاظ سے اور روساء ذیشان کی آمدنی ریاست کے اعتبار سے کچہہ بہی
نہین۔

مین چاہتا تہا کہ اس موقعہ پر ایک چہوٹی سی قوم کی ہمدردی کا اونکی تعداد کے لحاظ سے اور
اوسی قوم کے روساء عالی شان کی فیاضی کا اونکی ریاست کے اعتبار سے عام مسلمانون کی ہمدردی
اور روساء عظیم الشان اہل اسلام کی فیاضی کے ساتہہ مقابلہ کرتا جس سے ثابت ہوجاتا۔ کہ انکی
ہمدردی اور فیاضی کے ساتہہ اہل اسلام کی ہمدردی اور فیاضی کچہہ بہی نسبت نہین رکہتی
مگر مصلحتاً قلم کو روک لیا تاکہ خود مجکو بہی شرمندہ ہونا پڑے۔

تہ دل سے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالی قیام یادگار سرسید مرحوم کی مسلمانون کو توفیق
عطا کرے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

عطا کیا۔ جو ابتک اونکی اولاد کے قبضہ مین ہے اسکے بعد اور بہی جاگیرین حین حیات وقتاً فوقتاً عطا ہوتی رہین جو اونکی وفات کے بعد ضبط ہو گیئن

محمد نور خان نے ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۴ع مین انتقال کیا۔ اسنکے دو فرزند۔

محمد اللہ داد خان۔ محمد حسن خان تہے۔ محمد اللہ داد خان نے علاوہ علم عربی و فارسی کے سررشتہ کے کام کو حاصل کیا۔ اور بعہدہ نیطو سررشتہ ملازم گورنمنٹ ہوکر علیگڈہ مین ماموو ہوئے آپ کی شادی علی گڈہ مین ماموری سے پہلے ہو چکی تھی اس واسطے اُنھون نے سکونت مستقل علیگڈہ مین اختیار کرکے کچھہ جائداد پیدا کی۔

علیگڈہ کی ماموری کے بعد آپ کی ماموری مختلف مقامات پر ہوتی رہی اخیر ماموری آپ کی بغرض تعین سرحداین روئے ستلج ممالک گورنمنٹ و دیگر روسا کے ہوئی اور آپ واسطے تصفیہ سرحد گورنمنٹ و سرکار پٹیالہ و سرکار نابہہ املوہ علاقہ ریاست نابہہ مین آئے۔ تو مائی چند کور صاحبہ رانی مہاراجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر نے جو بوجہ نابالغی اپنے پوتے مہاراجہ بہرپور سنگہہ صاحب بہادر منتظم ریاست نابہہ تہین۔ محمد اللہ داد خان کی کارگذاری و دیانت کی قدر فرما کر اپنی ملازمت مین لے لیا۔ پہلے تحصیلدار املوہ مقرر ہوگئے

چند روز کے بعد بائی صاحبہ نے اونکو تاکید کی کہ اپنے قبائل کو بلالین۔ آپنے اپنے فرزند محمد اوصاف علیخان کو بلا لیا۔ اور وہ آتے ہی تہانہ دار الوہ مقرر ہوئے۔ غدر ۱۸۵۷ء مین گورمنٹ انگریزی گورمنٹ کی طرف سے انتظام ضلع لودیانہ[ف] مہاراجہ بہرپور سنگہہ صاحب بہادر والی ریاست نابہہ کے تفویض ہوا۔ تو مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح نے محمد اسد داد خان کو پولیٹکل افسر فوج مامورہ ضلع لودہانہ کا مقرر فرمایا۔

محمد اسد داد خان نے زیر حکم مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح بمشورہ اپنے بہائی محمد حسن خان سررشتہ دار رکسٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع لودہیانہ ایسا انتظام کیا کہ بغاوت کی ہوا تک ضلع لودہانہ مین نہ آنے دی۔ تمام ضلع مین اور نیز شہر مین امن و آمان رہا۔

ایک دفعہ باغی حملہ کرکے شہر لودہیانہ مین آنا چاہتے تہے کہ حسب الحکم ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر محمد اسد داد خان فوج ریاست کو لیکر باغیون کے سدراہ ہوئے

[ف] صحیح نام لودیانہ ہے لودہیانہ یا لودہانہ غلط مشہور ہے۔ کیونکہ اس شہر کو سنہ ۸۸۴ھ مین دو لودی افغان سرداروں نہنگ اور یوسف نے آباد کیا تہا۔ اسواسطے اسکا نام لودی کے نام پر لودیانہ رکہا گیا۔ جو بگڑکر لودہیانہ یا لودہانہ مشہور ہوگیا۔

اس موقعہ پر کچھہ سپاہی اور افسر ریاست نابہہ کے قتل و زخمی ہوئے اور باغی
نقصان اوٹھاکر لودیانہ سے بالا بالا چلے گئے۔

محمد اللہ داد خان کی اس کارگذاری سے حضور مہاراجہ صاحب بہادر
ممدوح بہت خوش ہوئے۔

بعد رفع غدر محمد اللہ داد خان حاکم جوڈیشل ریاست نابہہ مقرر ہوئے اور
محمد اوصاف علی خان پرائیویٹ سکرٹری مہاراجہ صاحب بہادر اور محمد اللہ داد
خان کے دوسرے فرزند محمد منور علیخان تھانہ دار املوہ مقرر ہوئے۔

محمد اللہ داد خان حاکم جوڈیشل ریاست نابہہ سے ترقی پاکر میرمنشی محکمہ عالیہ اجلاس
خاص (اس محکمہ مین حضور مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح بذات خاص۔ بغرض
انتظام ریاست و دادِ دہی رعایا کے اجلاس فرماتے تھے) مقرر ہوئے
اور محمد اوصاف علیخان عہدہ پرائیویٹ سکرٹری سے ترقی پاکر اپنے والد
کی جگہہ حاکم جوڈیشل ہوئے۔

محمد اللہ داد خان کا ۵ جون ۱۸۶۳ء کو انتقال ہوا۔ تو بجاے اونکے محمد
منور علیخان۔ میرمنشی محکمہ عالیہ اجلاس خاص اور راقم تیسرا فرزند محمد عبدالحکیم خان
وظیفہ خوارون مین بوجہ خوردسالی منسلک ہوا۔

پکچہ دنون کے بعد محمد منور علیخان معتمد حاضر باش محکمہ عالیہ لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب ہوئے۔ اور راقم اونکی جگہہ اور محمد اوصاف علی خان بدستور حاکم جوڈیشل رہے۔

اسی اثناء مین مقدمہ قتل سردارنی مہتاب کور بیوہ سردار ارجن سنگہہ رنگڑ ننگل والہ وزہر خورانی مہاراجہ ہیرا سنگہہ صاحب بہادر ہوا۔ اس مقدمہ مین محمد اوصاف علیخان اور سردار گوربخش سنگہہ و سردار بلونت سنگہہ سوتیلا فرزند سردارنی مذکور ریاست سے علیحدہ ہوئے محمد اوصاف علیخان ریاست سے علیحدہ ہوکر علیگڈہ اپنے وطن مین چلے گئے۔

۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو محمد اوصاف علیخان کا انتقال ہوا اِنکے تین فرزند قاسم علیخان ہاشم علیخان۔ خورشید علی خان ہین۔ قاسم علیخان اہلمد دہرم ارتھ وغیرہ محکمہ بخشی خانہ ریاست نابہ مین مقرر رہے۔ اور ہاشم علی خان گہر برا و خورشید علیخان ریاست پٹیالہ مین تہانہ دار رہے۔

محمد منور علیخان معتمد محکمہ لفٹنٹ گورنر پنجاب سے بصلہ حسن کارگذاری مقدمہ قتل سردارنی مہتاب کور بیوہ سردار ارجن سنگہہ رنگڑ نںگل والہ ترقی پاکر دیوان صدر ریاست نابہ ہوئے اورجب راجہ راجگان مہاراجہ ہیرا سنگہہ صاحب بہادر

جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ آئی ۔ اے ۔ مسندارا ے ریاست نابہہ ہوئے
تومحمد منورعلیخان ۔ ناظم ضلع پہول ۔ ضلع املوہ ۔ ضلع بادل ہوکر حاکم جوڈیشل
ریاست نابہہ ہوئے اب حضور مہاراجہ صاحب بہادر بالقابہہ کی نظر پرورش
اور قدردانی سے ممبر کونسل محکمہ عالیہ اجلاس خاص ہین آپکے دو فرزند ۔
ا ۔ محمود علیخان جو انسپکٹر پولیس ریلوے ہین ۔ انکا فرزند محمد لیاقت
علیخان ہے جو فوج مین وظیفہ خوار ہے ۔
۲ ۔ حامد علیخان تھا جس نے ایف اے تک محمدن کالج علیگڈہ مین
تعلیم پائی اور پھر ریاست کی طرف سے وظیفہ خوار ہوکر بغرض تعلیم ڈاکٹری میڈیکل
کالج لاہور مین داخل ہوا منجملہ پانچ سال کے تین سال کی پڑہائی ختم کرلی تہی ۔
کہ درد گردہ شروع ہوا ۔ اور حسب تجویز پرنسپل کالج مذکور نابہہ مین چلا آیا ۔ اور بعد
کسیقدر افاقہ کے بغرض تبدیل آب وہوا علیگڈہ گیا ۔ وہان فالج ہوگیا ۔ اور
اسی عارضہ مین ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو عین جوانی مین فوت ہوگیا ۔
تیسرا فرزند محمد اللہ داد خان کا محمد عبد الحکیم خان مولف تاریخ ہذا بدنام کنندہ نکونامے
چند ہے ۔ البتہ یہ فخر حاصل ہے کہ حضور راجہ راجگان ۔ مہاراجہ ہیرا سنگھہ
مالوندر ساور کا قدیمی نمکخوار ہے اور وکالت ممالک متحدہ کا پاس شدہ وکیل ہے ۔

محمد حسن خان فرزند دویم کمیدان محمد نور خان آپنے علاوہ تعلیم عربی و فارسی کے کارروائی محکمہ جات مال (بندوبست و تحصیلداری وغیرہ) مین مہارت پیدا کی اور بتلاش معاش اپنے وطن سے پہلے اپنے بھائی محمد اللہ داد خان کے پاس املوہ مین آئے یہان سے لودہانہ مین جاکر ڈپٹی کمشنر لودہانہ رکٹس صاحب بہادر کے سررشتہ دار ہوگئے غدر ۱۸۵۷ء مین ڈپٹی کمشنر صاحب موصوف کے سررشتہ دار تھے۔ پھر بصلہ حسن کارگزاری ایام غدر صدر قانون گو لودہانہ ہوئے اور پھر تحصیلدار سمرالہ ضلع لودہانہ ہوگئے عہدہ تحصیلداری سے حسب الطلب مہاراجہ بھرپور سنگھ صاحب بہادر سرگیانس ریاست نابہ مین چلے آئے یہان آکر معتمد حاضر باش محکمہ اجنٹ صاحب بہادر انبالہ ہوئے اس عہدہ سے تبدیل ہوکر مختلف عہدون پر مامور ہوتے رہے اور بعہد مہاراجہ بھگوان سنگھ صاحب بہادر سرگیانس مدار المہام ریاست نابہ ہوئے اور بعہد مہاراجہ ہیراسنگھ صاحب بہادر بالقابہ کچھ عرصہ بدستور مدار المہام رہے اور پھر مہتمم بندوبست ہوئے بعد اختتام بندوبست ۱۸۸۰ء کو سفر حجاز اختیار کیا اور بعد حصول زیارت حرمین شریفین واپس آکر ۱۸۸۱ء کو فوت ہوگئے۔ آپکے ایک فرزند محمد عنایت اللہ خان ہین اور اون کے دو فرزند حبیب اللہ خان اور عزیز احمد خان ہین

نوٹ - سلسلہ نسب مین ظاہر کرچکا ہون کہ لودی کے تین فرزند

سبانی نیازی دوتاٹی تھے۔ سبانی کے فرزند بڑنگی کی اولاد
لودی کے نام سے مشہور ہوئی مگر جب بڑنگی کی تیسری پشت
مین دو بہائی ساہو اور یوسف ہوئے ساہو کی اولاد لودی ساہو
خیل اور یوسف کی اولاد لودی یوسف خیل کے نام سے معروف
ہوئی شاخ لودی ساہوخیل کی اولاد کا حال لکھہ چکا۔ شاخ لودی
یوسف خیل کا اب شروع کرتا ہون

شاخ لودی یوسف خیل مین دولت خان لودی (اول) ۱۴۱۳ء مین دہلی
کا بادشاہ تھا جسکو خضر خان نے مغلوب کرکے سیدون کی سلطنت کی ابتدا کی۔
دولت خان (دویم) حاکم پنجاب تہا جس نے ابراہیم لودی کے ظلم سے بچنے کے
لئے اپنے چھوٹے فرزند دلاور خان کو بھیجکر محمد بابر کو بلایا مگر پہر اپنے ناروا فعل کو خلاف
حمیت افغانی سمجھ کر معہ اپنے فرزند غازی خان کے محمد بابر سے لاہور کے قریب
لڑا اور صلح کے بعد ندامت سے فوت ہوگیا۔ غازیخان سلطان ابراہیم کے ساتھ محمد بابر سے
لڑکر مارا گیا۔ دلاور خان محمد بابر کا ہواخواہ رہا محمد بابر نے بہی خطاب خانجہان دیکر معزز امیر
بنایا آخر مغلون کی ہواخواہی مین شیر شاہ سوری نے ہمایون کو شکست دیکر اسکو قتل کرادیا۔
دلاور خان کا بھتیجہ عمر خان لودی کا فرزند دولت خان (سویم) تہا اسکو عبدالرحیم خانخانان

فرزند بیرم خان خانخانان نے اپنا رفیق بنایا اور اوسکو اپنے بہائی کی طرح سمجہتا تہا جسقدر
فتوحات کہ عبدالرحیم خانخانان کو حاصل ہوئین وہ تمام دولتخان لودی کی پامردی سے تہین
جب اکبر بادشاہ خاندیس اور قلعہ اسیر کو فتح کرکے آگرہ واپس آنے لگا تو اپنے فرزند دانیال
کو وہان چہوڑ آیا۔ شہزادہ نے دولت خان (سویم) کو عبدالرحیم خانان سے جدا کرکے
اپنی رفاقت مین لے لیا۔ چند روز کے بعد شہزادہ دانیال کی رفاقت مین دولت خان
(سویم) کا انتقال ہوگیا — اسکے دو فرزند احمد خان اور پیر خان تہے -
جب بعد اکبر کے جہانگیر بادشاہ ہوا تو اوس نے لبسبب جوہر ذاتی اور قابلیت فطری کے
پیر خان کو اپنے امیرون مین داخل کرکے خطاب صلابت خان معہ فرزند عطا کیا
اور ایسا مورد عنایت ہوا کہ جب کسی کا قصور جہانگیر معاف نہین کرتا تہا صلابتخان (پیر خان)
کی سفارش سے معاف کر دیتا تہا چند روز کے بعد جہانگیر نے مزید عنایت سے صلابت خان
(پیر خان) کو خطاب خانجہان عطا کیا اور شہزادہ پرویز کی مدد کو دکن بہیجدیا اور پہر صوبدار دکن
مقرر کیا بعد انتقال جہانگیر کے جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو خانجہان بادشاہ سے متوہم
ہوگیا جسکی وجہ یہ تہی کہ شاہجہان کی بغاوت رفع کرنے کو خانجہان بحکم جہانگیر اور نورجہان بیگم
مقرر ہوکر کئی بار شاہجہان سے لڑا تہا - اگرچہ بادشاہ نے خانجہان لودی کی استمالت بہی کی مگر بدگمانی
اسکے دل سے رفع نہوئی آخر ۱۰۳۸ھ مین خانجہان ایک رات آگرہ سے بلا اطلاع بادشاہ

کے چلدیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوسکے پیچھے لشکر بھیجا۔

دہولپور کے قریب دریاے چنبل کے کنارے خانجہان اور بادشاہی لشکر مین لڑائی ہوئی جسمین حسین داماد و عظمت فرزند خانجہان کام آئے اور خانجہان دریا کو عبور کر کے معہ رفیقون اور بیٹون کے دکن نظام الملک کے پاس چلا گیا۔

شاہجہان خود استیصال خانجہان پر عازم دکن ہوا اور وہان جاکر آصف خان کے فرزند ارادت خان کو خطاب اعظم خان دیکر خانجہان کے استیصال پر مامور کیا۔

مہاگاون مین دوبارہ خانجہان اور بادشاہی لشکر مین لڑائی ہوئی اس لڑائی مین خانجہان کا بھتیجہ بہادر مارا گیا اور خانجہان دکن سے مالوہ کو چلا گیا کالنجر کے قریب پہونچا تھا کہ وہان کے حاکم نے بادشاہی خیرخواہی مین کالنجر سے نکلکر خانجہان سے جنگ کی اس لڑائی مین اوسکا بیٹا حسن خان قید ہوا۔

ان صدمات نے خانجہان کو لڑکر جان دینے پر مجبور کیا اسلئے اوسنے اپنے رفیقون سے کہدیا کہ وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہے تم کیون اپنی جان کہوتے ہو چلے جاؤ اس کہنے پر اکثر اوسکے رفقا ہمراہ لازم چلے گئے۔

آخر وہ فوج شاہی سے بہادرانہ لڑکر معہ اپنے فرزند عزیز خان کے سنہ ۱۰۴۰ھ مین قتل ہوا۔

سیانی - ابن لودی کے دوسرے فرزند اسمعیل شاخ سوری کا بیان

اسمعیل کے تین فرزند - سور - نوخانی - مہپال تھے سور کی اولاد سور کے نام سے مشہور ہے سور کی آٹھوین پشت مین تین بہائی - بہار الدین - رکن الدین صدر الدین تھے - رکن الدین لاولد فوت ہوا - بہار الدین کا ابراہیم جد شیر شاہ لودی اور صدر الدین کی چوتھی پشت مین نسو اور سدو دو بہائی ہوئے - نسو کے غازی خان اور اوس کا فرزند سلطان ابراہیم اور سدو کا سلطان سکندر اور کالا پہاڑ تھا جنکا ذکر مبارز خان عدلی کے ضمن مین آئیگا -

سلطان بہلول لودی کے حال مین معلوم ہوگا کہ جب سلطان بہلول لودی - دہلی سے دیپالپور گیا اور پیچھے سے محمود شاہ شرقی نے دہلی کو آگھیرا تو سلطان بہلول نے قبایل افاغنہ کے پاس افغانستان خط بہیجکر اُن کو بلایا خطون کے پہونچتے ہی قبایل کے قبائل افغانستان سے ٹڈی دل کی طرح سلطان بہلول لودی کے پاس جمع ہوگئے - سلطان ان کو لیکر عازم دہلی ہوا -

محمود شاہ شرقی نے سلطان کے قریب آجانے پر فتح خان ہروی کو لشکر جرار اور جنگی ہاتھی دے کر مقابلہ کو بہیجا - مقابلہ ہوتے ہی افغانون نے فتح خان ہروی کو مار لیا

لشکر ہزیمت اوٹھا کر محمود شاہ شرقی کے پاس پہونچا۔ اور وہ بغیر لڑے بھڑے جونپور چلا گیا
اسکے بعد جب افغان افغانستان کو جانے لگے تو سلطان نے اونکو بذل و کرم سے
نہال کر کے رخصت کیا اور اپنے امیرونکو حکم دیدیا کہ افغانستان سے جو افغان تمہارے
پاس آئے اوسکا گذارہ اوس کی خاطر خواہ مقرر کردو اگر اسکے خلاف کیا تو تمہاری جاگیر ضبط
کیجائے گی۔

افغانون نے افغانستان مین جاکر سلطان کے بذل و کرم اور پرورش کا حال بیان
کیا تو نغزی۔ بارہ ہزاری سے جو کوہ سلیمان کی ایک شاخ دریاے گومل کے کنارے
چھ کروہ طویل ہے۔

شیر شاہ کے دادا کا حال اور شیر شاہ کی پیدایش

ابراہیم خان۔ فرزند بہار الدین پنجاب مین آکر مستیخان لودی ساہو خیل جاگیردار ہریانہ
دہکال کا جو بجواڑہ مین قیام رکھتا تھا ملازم ہوا چند روز کے بعد مستیخان سے رخصت ہو کر
حصار فیروزہ مین جمال خان سارنگ خانی کا ملازم ہوا یہان اسکے پوتہ فرید (شیر شاہ)
پیدا ہوا۔

جمال خان سارنگ خانی نے ابراہیم کو چند گانون۔ نارنول مین بطور جاگیر بقدر چالیس سوار

کے عطا کئے یہان سے ابراہیم خان کا فرزند میان حسن باپ سے علیحدہ ہوکر مسند عالی خان اعظم عمر خان شروانی کالکاپوری کا جو صوبہ سرہند مین بطور شاہ آباد و پائل پور کا جاگیردار تھا ملازم ہوا جب مسند عالی خان اعظم عمر خان شروانی کالکاپوری بجائے تاتار خان متوفی حاکم لاہور مقرر ہوا تو وہ جاتے ہوئے میان حسن کو پرگنہ شاہ آباد مین - بہاولی اور چند دیگر دیہات جاگیر مین دے گیا -

چند سال کے بعد ابراہیم کا نارنول مین انتقال ہوگیا - یہ سنکر میان حسن مسند عالی خان اعظم عمر خان شروانی کالکاپوری کے پاس جو سلطان بہلول کے ساتھ تھا گیا اور اوس سے باپ کی تعزیت کے لئے نارنول جانے کی اجازت مانگی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تمام متعلقین کو لیکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوجاؤنگا دنیاوی غرض کے لئے آپ کی خدمت ترک کرنا مناسب نہین سمجھتا -

مسند عالی نے یہ سنکر جواب دیا کہ تو خوب جانتا ہے کہ مینے اپنی جاگیر مین سے حصہ دیدیا ہے اور آدمیون کی گنجایش میرے پاس نہین اور تیرے باپ کے متعلقین تیرا سہارا ڈھونڈتے ہین تو باپ کی جاگیر کے علاوہ اور بھی جاگیر پاسکتا ہے - مین اپنی قوم کا بدخواہ نہین جو اپنی منفعت کے لئے تھوڑی جاگیر پر رکھون اطمینان رکھو کہ جمال خان سارنگ خانی سے کہکر نہ صرف تیرے باپ کی جاگیر بلکہ اوس پر چند

گاؤن کا اضافہ کرا دون گا -

دوسرے روز مسند عالی - خان اعظم عمر خان نے جمال خان سارنگ خانی کو بلایا اور میان حسن کی سفارش کر کے علاوہ اوسکے باپ کی جاگیر کے چند دیہات اور اضافہ کرا دیے - اور اپنی طرف سے خلعت و گھوڑا دیکر رخصت کیا - میان حسن نے جمال خان سارنگ خانی کو اپنی خدمتون سے بہت خوش کیا -

سلطان بہلول لودی کے بعد سلطان سکندر نے صوبہ جونپور اپنے بھائی باربک شاہ سے لیکر جمال خان سارنگ خانی کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بارہ ہزار سوار نوکر رکھکر اون کی جاگیرین بادشاہ کی طرف سے مقرر کر دے -

جمال خان سارنگ خانی نے میان حسن کی حسن خدمتون کے صلہ مین پرگنہ سہسرام - حاجی پور - خواص پور ٹانڈہ جاگیر مین دیکر پانچ سو سوارون کا جاگیردار مقرر کیا -

فرید (شیر شاہ) کے بھائیون کی تفصیل

میان حسن کے آٹھ فرزند - اس تفصیل سے تھے -

فرید (شیر شاہ) اور نظام خان پہلی بیوی پٹھانی سے -

علی و یوسف دوسری بیوی سے۔

خورم و شادی خان تیسری بیوی سے۔

سلیمان اور احمد کنیز سے۔

میان حسن سلیمان اور احمد کی مان پر فریفتہ تہا۔ اور فرید (شیر شاہ) اور نظام کی مان کی بات بہی نہ پونچہتا تہا۔ اسی سبب سے۔ فرید (شیر شاہ) اور نظام سے بہی بیزار تہا اور کبہی کبہی سخت سست بہی کہہ بیٹہتا تہا۔ ایکدن میان حسن فرید سے کسی بات پر بگڑا اور وہ ناراض ہوکر جمال خان سارنگ خانی کے پاس جونپور چلا گیا۔

میان حسن نے جمال خان سارنگ خانی کے پاس عرضداشت بہیجکر فرید کو بلایا فرید جانے سے انکار کر کے تحصیل علم مین مصروف ہوا چندروز مین عربی مین کافیہ اور اوسکی شرح اور فارسی مین گلستان بوستان سکندرنامہ از بریاد کیا۔ فلسفہ تاریخ کی چند کتابین پڑہین گذشتہ بادشاہون کی تاریخین پڑہنے کا زیادہ شوق تہا۔

چند سال کے بعد میان حسن جمال خان سارنگ خانی کے پاس جونپور مین آیا تو اوسکی عزیزون نے باپ بیٹون مین ملاپ کرادیا۔ میان حسن نے انتظام جاگیر کا فرید کے سپرد کیا۔

فرید نے جاگیر پر جاکر عدالت و سیاست سے ایسا انتظام کیا کہ تمام جاگیر مین داک

بیٹھ گئی اور مالگذاری بلاوقت وصول ہونے لگی تھوڑے وقتون مین پرگنے آباد و خزانہ معمور ہو گیا۔

چند روز کے بعد میان حسن جونپور سے واپس سہسرام مین آیا تو بیٹے کا انتظام دیکھکر آنکھین کھل گئین مگر سوتیلی مان کے تن بدن مین آگ لگ گئی اور اوس نے موقعہ پاکر میان حسن سے کہا۔

تمنے وعدہ کیا تھا کہ جب تیرے بچے سیانے ہو نگے تو اونکو انتظام جاگیر سپرد کر دونگا اب سلیمان احمد جوان ہو گئے اپنے وعدہ کا ایفا کرو۔

اگرچہ میان حسن کو فرید کی بڑائی - شرافت - خوش انتظامی اجازت نہ دیتی تھی کہ وہ انتظام جاگیر فرید سے لیکر سلیمان کے حوالہ کرے مگر فرید سمجھہ گیا کہ سوتیلی مان کا ایکدن نہ ایکدن افسون کارگر ہو گا - اسلیئے اوسنے پہلے ہی جاگیر کے انتظام سے ہاتھ اوٹھا لیا - اور باپ سے رخصت ہو کر تبلاش معاش آگرہ جانے کے ارادہ سے کانپور مین آیا وہان اعظم ہمایون شروانی حکومت کرتا تھا - شروانیون سے جو کانپور مین تھے - فرید کی دعوت کی اوس مجمع مین ایک شخص پر نظر پڑی جو طرز و وضع سپاہیانہ مین سب سے ممتاز تھا - فرید نے شروانیون سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے پہلے تو اونہون نے کہا کہ اسکا نام اسمعیل ہے اور شروانی ہے پھر کہا کہ سوری ہے۔

فرید نے اسمعیل سے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ اسمعیل نے منظور کیا اور دونو

آگرہ مین آئے۔

یہان دولت خان لودی کا خوب طوطی بولتا تھا وہ سلطان ابراہیم کی ناک کا بال بنا

ہوا تھا۔ بارہ ہزار سوارون کا افسر تھا۔ فرید نے اسکا دامن پکڑا اور ایسی خدمت کی کہ

دولت خان کہا کرتا تھا۔ کہ فرید کی خدمتون سے مین نہایت شرمندہ ہون۔ ایک

روز دولت خان نے فرید سے خوش ہوکر کہا کہ جو تمھاری خواہش ہو اوسے بیان کرو

مین اوسمین حتی المقدور سعی کرون گا۔

فرید نے جب دولت خان کو اپنے اوپر مہربان دیکھا تو ایک واجب العرض لکھکر

پیش کی جسکا مضمون یہ تھا کہ اوسکا باپ بڈھا ہوگیا ہے اور ایک کنیز کے دام تذویر

مین پھنسا ہوا ہے۔ جاگیر کا انتظام خراب ہے اگر سلطان کی طرف سے وہ پرگنے مجکو

عطا ہوجائین تو مین پانچ سو سوارون سے سلطان کی خدمت مین حاضر رہون اور

میرا بھائی جاگیر کا انتظام کرے گا۔ دولت خان لودی نے عرضداشت کو پڑھکر تسلی

دی کہ خاطر جمع رکھہ مین دونو پرگنون کی حکومت سلطان سے کہکر تجکو دلوادون گا۔

ایکروز دولت خان نے موقعہ پاکر فرید کا حال سلطان کے روبرو عرض کیا سلطان

نے سنکر کہا۔

بدمروسیت کہ از پدر شکوہ دارد

دولتخان نے سلطان کا ارشاد فرید سے ظاہر کرکے کہا کہ تو دلگیر نہو مین سلطان سے

دونو پرگنے (سہسرام حاجی پور۔ خواص پور ٹانڈہ) دلوا دونگا۔

اسی اثنا رمین۔ میان حسن کا انتقال ہوگیا۔ دولت خان لودی نے سلطان ابراہیم سے

دونون پرگنون کا فرمان فرید کے نام لکھا دیا۔ فرید فرمان لیکر جب سہسرام مین آیا تو سلیمان

محمد خان سور داؤد خیل حاکم چوندہ (تاریخ فرشتہ مین جونپور ہے) کے پاس چلا آیا۔ محمد خان

سور نے سلیمان کا حال سنکر تسلی دی۔ اور کہا ابھی چند روز صبر کرو۔ دولت خان لودی

یوسف خیل نے اپنے فرزند دلاور خان کو کابل بھیجکر محمد بابر* کو بلایا ہے ضرور ان دونون

---

* سلسلہ انساب وحالات شاہان مغلیہ۔

نوح علیہ السلام کی کشتی بعد رفع طوفان کو ہجودی پہاڑ پر ٹہیری تو اون کا بیٹا۔

یافث باپ کے حکم سے اہل وعیال کو لیکر دیار مشرق اور شمال کو رخصت ہوا۔ یافث کے انتقال

کے بعد اوس کا بڑا بیٹا۔

ترک۔ جانشین ہوا۔ اور سکونت کے لئے سلول یا سلیکا تجویز کیا گیا۔ گھانس اور لکڑی سے گھر بنانے

جانوروں کی کھال سے لباس سلوانے کھانے مین نمک ڈالنے کا موجد ہوا۔ ترک کے بعد

النجہ خان

بادشاہون مین جنگ ہوگی اگر سلطان ابراہیم کی فتح ہوئی تو سلطان سے تیری سفارش کرکے اگر محمد بابر غالب ہوا تو بزور شمشیر فرید سے تجکو پرگنے ولوا دون گا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۰

دیپ باتوئی

کیوک خان

النجہ خان - ایک دوسرے کے بعد جانشین ہوئے۔ النجہ خان کے دو فرزند

مغل خان - تاتار تھے مغل خان کے چار فرزند۔

قراخان - آزرخان - کرخان - آزرخان تھے - مغل خان کے انتقال کے بعد قراخان جانشین ہوا قراخان کے بعد

آغوزخان - سربرآرا ہوا - آغوزخان کے چھ بیٹے تھے۔

کن خان - (آفتاب) ای خان (ماہتاب) - بلدوزخان - کوک خان - طاق خان - تنگیزخان تھے - بعد انتقال آغوزخان کے کن خان اور اسکے بعد اس کا بھائی

آی خان - (ماہتاب) اسکے بعد اس کا بھائی

یلدوزخان - (ستارہ) اسکے بعد اسکا بیٹا

منگلی خان - جانشین ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا۔

محمد خان سور نے وکیل کی زبانی فرید سے کہلا بھیجا کہ اگر تم میرا کہا مانو تو مین اگر تم دونو
بھائیون مین صلح کرا دون۔ فرید نے جواب دیا کہ مین سلیمان کو جاگیر دے سکتا ہون

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱۔

تنگیز خان۔ تنگیز خان کے بعد اوسکا بیٹا۔

ایلخان۔ حکمران ہوا۔ تورین فریدون نے جب ماوراالنہر غلبہ پایا تو اوس نے۔ سونج خان ملک تاتار

اور الغوز کے ساتھ اتفاق کر کے ایلخان پر شبخون مارا اور اپنی دانست مین سبکا خاتمہ کر دیا۔

مگر چار آدمی مرد و زن مین ملکر زندہ رہے۔ ایک ایلخان کا فرزند۔

قیان۔ اور اوسکا بیٹا خان تکوزا۔ اور دو ان کی حرمین رات کو یہ چارون پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹیان

طے کر کے ایک مرغزار مین پہونچے جس کا نام ارکنہ قون (کمربند) ہوا جب ان کے یہان

اولاد کی کثرت ہوئی۔ تو قیان کی اولاد کا نام توقیات۔ اور خان تکوزا کی اولاد کا نام۔ درلگین

مشہور ہوا۔ ان دونو قومون پر۔

تیمورتاش۔ قیان کی نسل سے حکمران تھا اور اسکے بعد اس کا بیٹا۔

منگلی خواجہ حکمران بنا۔ جب یہ دونو قومین ارکنہ قون سے باہر آئین تو ان کا حکمران منگلی خواجہ کا فرزند

یلدوز خان۔ تھا اسکے بعد اس کا فرزند

جونسہ۔ بہادر حکمران ہوا۔ اسکی ایک دختر النقوا تہی وہ پہلے اپنے چچازاد بھائی سے بیاہی ہوئی تھی۔ جو

حکومت مین حصہ نہین دیسکتا۔

درشہر نگو۔کہ تو باشی با من کاشفتہ شود کارولایت بدو تن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۲

مغلستان کا فرمان روا تھا۔اور اوس سے دو فرزند۔ملکدری اور یک جدی ستے بعد
انتقال اپنے شوہر کے النقوا ایک نور سے حاملہ ہوئی جس کے بطن سے تین فرزند۔
یا قون قنقی جس کی اولاد توم قنقلین ہے۔یوسفی شاجی جس کی اولاد سالجیوت ہے۔
بورنجیر قاآن جس کی اولاد کو یزون کہتے ہین۔بعد انتقال جونہ بہادر کے۔

بورنجیر قاآن۔سر برآرا ہوا جو جد نہم چنگیز خان۔اور جد چار دہم امیر تمور کا ہے۔اس کے دو فرزند
بوقا خان اور توقیا تھے۔بعد انتقال بورنجیر قاآن کے اسکا بڑا بیٹا۔

بوقا خان۔جانشین ہوا۔اسکے بعد اسکا فرزند۔

دوتمین خان۔جانشین ہوا۔اسکے نو بیٹے تھے۔جب اسکا انتقال ہوا تو اسکی بیوی منولون۔بیٹون
کی پرورش مین مصروف ہوئی۔درلگین کی قوم مین سے فرقہ جلدیر نے منولون کو معہ اوسکے
آٹھ بیٹون کے قتل کر ڈالا نوان بیٹا قائدو خان اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کرنے ماچین گیا ہوا
تھا وہ بچ گیا۔اہل ماچین نے اوسکی ایسی مدد کی کہ جلدیر اپنی نادانی کے معترف ہوئے اور
ستر آدمیون کو جو منولون اور اوسکے بیٹون کے قتل مین شریک تھے معہ اون کے اہل وعیال

محمد خان سور نے وکیل کی زبانی فرید کا یہ پیام سنکر سلیمان سے کہا
کہ تمہارا حق فرید آسانی سے نہ دیگا اطمینان رکھو بزور شمشیر دلوا دونگا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۳

کے باندہ کر قائدو خان کے پاس بہیجدیا۔ اسنے غلامی کا داغ لگاکر سبکو چھوڑ دیا۔ زمانہ دراز تک اونکی اولاد غلامی مین رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد اچین کی مدد سے۔

قائدو خان۔ سر آرا ہوا۔ گو اوسکی لڑائی جلد پر سے ہوتی رہی مگر اوسنے اپنی سلطنت مستقل کر لی۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا فرزند

بایسنقر خان۔ فرمان روا ہوا اور اوسکے بعد اوسکا فرزند۔

تومنہ خان۔ جانشین ہوا۔ اور اسنے ملک موروثی مغلستان و ترکستان کو زیادہ کیا۔ اسکی دو بیویان تہین ایک سے سات اور دوسری سے دو توام لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام قبل خان اور دوسرا

قاچولی بہادر۔ تومنہ خان نے یہ تجویز کیا کہ قبل خان اور اوس کی اولاد بادشاہ ہو۔ اور قاچولی بہادر اور اوس کی اولاد سپہ سالار۔ اس مضمون کا عہدنامہ لکہا گیا اور اسپر مہرین ہوئین بعد انتقال تومنہ خان کے۔

قبل خان۔ سر آرا ہوا اور قاچولی بہادر سپہ سالار۔ بعد انتقال قبل خان کے اوسکا فرزند۔

قوبلہ خان۔ حکمران ہوا اور قاچولی بہادر سپہ سالار رہا۔ بعد انتقال قوبلہ خان و قاچولی بہادر۔

جب فرید کو اس گفتگو کا حال معلوم ہوا تو اوسنے ارادہ کیا کہ وہ بھی کسی ایسے کا توسل ڈھونڈھے جو محمد خان کے ارادہ کا مانع ہو - مگر یہ ارادہ اوس وقت تک التوا مین رہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵

برتان بہادر - فرزند قوبلہ خان فرمان روا ہوا - اور قاچولی بہادر کا فرزند ایردم جی برلاس سپہ سالار رہوا - انکے بعد

بیسوکاری - فرزند برتان بہادر فرمان روا ہوا - اور سوغیجن فرزند ایردم جی برلاس سپہ سالار رہوا - اور اسکے بعد

تموجین (چنگیز خان) حکمران ہوا اور سوغیجن کا فرزند قراچار نوبان سپہ سالار رہا - چنگیز خان کے چار بیٹے

اوکدائی خان - چغتائی - جوجی - تولی - تھے - چنگیز خان نے سریر خانی اوکدای خان کو عطا کی - اور

دیار ماوراء النہر ترکستان و بعض حدود خوارزم و بلاد ایلغور - و کاشغر و بدخشان - بلخ - غزنی - دریاے سندہ تک

چغتائی خان کے حوالہ کی - اور کہدیا کہ قراچار نوبان کے استصواب بغیر کوئی کام نکرنا - اور چغتائی خان اور

قراچار نوبان مین پدر دختر فرزندی کا عقد باندہ دیا - اسی سبب سے خاندان تیموریہ کو چغتائی کہتے ہین - چغتائی

نے بیش بالیغ کو اپنا دار السلطنت بنایا - ۶۳۸ھ مین چغتائی خان کا انتقال ہوا تو اوسنے امیر قراچار نوبان کو

اپنا وصی بنایا - اور اپنے فرزند اوسکے سپرد کئے - امیر قراچار نوبان نے کچھ دنون کے بعد چغتائی خان کے

پوتے ہلاکو خان کو دادا کا جانشین بنایا - اور اسی کے عہد مین قراچار نوبان ۶۵۲ھ مین فوت ہوگیا - اس کا

فرزند ایجل خان باپکا جانشین ہوا - جب چغتائی خان کے بیٹون مین نزاع بہت رہنے لگا - تو ایجل خان

نے انسے علیحدگی اختیار کی اور شہر کش مین رہنے لگا - پھر ایک مدت کے بعد ہلاکو خان کا مصاحب ہو

کہ جب تک نتیجہ جنگ سلطان ابراہیم و محمد بابر کا ظاہر نہو - کیونکہ اگر سلطان
ابراہیم کو فتح ہوئی تو اوس کا فرمان عطائے پرگنہ میرے پاس موجود ہے - اگر اوسکو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵

اور اوس سے نے تبریز عنایت کیا -

ایجل خان - کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا

ایلنگر خان - قایمقام باپ کا ہوا امیر الامرای کا خطاب حاصل کیا - اور اسلام سے مشرف ہوا اسکے بعد

امیر برکل - ایلنگر خان کا اکلوتا فرزند جانشین ہوا - اور اسکے بعد

امیر طراغائی - جانشین ہوا ۲۵ شعبان ۷۳۶ھ روز سہ شنبہ کو امیر طراغائی کا فرزند تگینہ خاتون کے

بطن سے شہر سبز میں -

امیر تیمور - پیدا ہوا ۷۷۱ھ میں تخت شاہی پر جلوس کیا - یہ اولوالعزم بادشاہ تھا جس نے تمام دنیا کی فتح
کا ارادہ کیا تھا - ۳۶ سال کی حکمرانی میں ولایت - ماوراءالنہر خوارزم - ترکستان خراسان - عراقین - آذربائجان
فارس - مازندران - کرمان - دیاربکر - خوزستان - مصر - شام - روم - ہندوستان - فتح کیا - چین و
خطا کی تسخیر کے ارادہ سے دارالسلطنت سے ۳۰۰ میل اترار میں پہونچا تھا کہ وہاں حضرت عزرائیل منتظر
بیٹھے تھے - امیر تیمور نے زندگی سے مایوس ہو کر اپنے پوتے پیر محمد کو اپنا ولیعہد بنا کر ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ
میں بروز چہارشنبہ بوقت شب کلمہ گویان دنیائے ناپائیدار سے کوچ کیا -

شکست ہوئی تو توسل جدید کی ضرورت ہوگی اسی اثنا مین خبر آئی کہ سلطان ابراہیم شکست کھاکر مارا گیا۔ سلطنت ہندوستان محمد بابر کے ہاتھ آئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۶

قطعہ تاریخ وفات

سلطان تیمور آنکہ مثل او شاہ نبود	در ہفت صد و سی و شش آمد بوجود
در ہفت صد و ہفتاد و یکے کرد جلوس	در ہشت صد و ہفت کرد عالم پدرود

امیر تیمور کے چار فرزند

۱۔ غیاث الدین جہانگیر مرزا۔ اوائل سلطنت امیر تیمور ۷۷۶ھ مین بمقام سمرقند وفات پائی۔ اسکے دو فرزند

ایک۔ محمد سلطان۔ جو فتح روم کے بعد حصار روم مین ۸۰۵ھ کو فوت ہوا۔

دوسرا۔ پیر محمد جس کو امیر تیمور نے مرتے وقت ولیعہد بنایا تھا۔ اور حکمران ہونے سے دو برس بعد ۸۰۹ھ

مین۔ اپنے ملازم پیر علی بابا کے ہاتھ سے شہادت پائی۔

۲۔ عمر شیخ مرزا حاکم فارس اسنے ۷۹۶ھ مین وفات پائی۔

۳۔ جلال الدین میران شاہ اسکا مجمل حال نیچے لکھا جائیگا

۴۔ شاہرخ مرزا۔

جلال الدین میران شاہ تیسرا فرزند امیر تیمور کا ۷۶۹ھ پیدا ہوا تھا۔ اور ۸۱۰ھ مین قرا یوسف ترکمان کی لڑائی

فرید (شیر خان کا) بہار خان حاکم بہار کے پاس جانا اور خطاب شیر خان پانا

فرید یہ سنکر بہار خان پسر دریا خان لوحانی کے پاس گیا جس نے بعد قتل سلطان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۷

مین شہید ہوا - اسکے آٹھ فرزند تھے -

ابا بکر مرزا - النگر مرزا - عثمان چلپی مرزا - عمر شیخ مرزا - خلیل مرزا - سلطان محمد مرزا - ایجل مرزا -

سیورغتمش -

سلطان محمد مرزا کے دو فرزند تھے ۔

ایک سلطان ابو سعید مرزا - دوسرا منوچہر مرزا -

ابو سعید مرزا ۸۳۰ھ مین پیدا ہوا - پچیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا - ترکستان - ماورالنہر - بدخشان -
کابل - غزنی - قندہار - حدود ہندوستان تک متصرف ہوا - سلطان ازون حسین آق قویلو کی لڑائی
مین گرفتار ہوا - ازون حسین نے اسکو یادگار مرزا بن سلطان مرزا ابن بایسنغر مرزا ابن شاہرخ مرزا کے حوالہ
کیا اوسنے ایک جھوٹا الزام لگاکر ۸۷۳ھ مین قتل کر دیا - ابو سعید مرزا کا چوتھا فرزند -

عمر شیخ مرزا تھا ۸۶۰ھ کو سمرقند مین پیدا ہوا تھا اسکو سلطان ابو سعید مرزا نے حاکم کابل مقرر کیا - ان کے

تین فرزند

ظہیر الدین محمد بابر - جہانگیر مرزا - ناصر مرزا - محمد بابر قتلغ خانم کے بطن سے ۶ محرم ۸۸۸ھ کو پیدا ہوا تاریخ

ابراہیم کے - ملک بہار پر قبضہ کر کے سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور لقب

سلطان محمد اختیار کیا تھا اور وہان جا کر سلطان محمد کو اپنی خدمتون سے خوشنود کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۹

ولادت مولانا جامی نے کیا خوب لکھی ہے - ؎

چون در شش محرم زاد آن شہ مکرم		تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم	

۵ - جمادی الاول ۹۳۷ھ کو انتقال کیا - بہشت روزے باو - تاریخ وفات ہے - علاوہ اسکے قطعہ تاریخ
۹۳۷ھ

رحلت جس کے ہر مصرعہ سے سنہ وفات نکلتے ہین ؎

بادشاہ دہر بابر باکمال عہد بود		واقفِ احسان عالم مصدر لطفِ الٰہ	
سال جان او گزیدن جا بفردوسش گو		جاے فردوس آمد وگزیدہ بابر بادشاہ ۹۳۷ھ	

بابر کے چار فرزند -

نصیر الدین محمد ہمایون - مرزا کامران - مرزا ہندال - مرزا عسکری تھے - بعد وفات محمد بابر کے ہمایون بادشاہ ہوا

شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران گیا - دوبارہ ہندوستان مین آکر بادشاہ ہوا - اور ربیع الاول ۹۶۳ سنہ ہجری

مطابق ۲۴ جنوری ۱۵۵۶ء کو کتب خانہ کی چھت سے گر کر فوت ہوا -

قطعہ تاریخ وفات

ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل		کہ فیض خاص او بر عام افتاد	

ایک روز سلطان محمد کے ساتھ فرید بھی شکار کو گیا - اور تلوار سے شیر کا شکار کیا - سلطان محمود نے فرید کی شجاعت سے خوش ہو کر شیر خان کا خطاب دیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۹ -

ہمائے دولتش چون یافت رفعت	اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہانتاب از بلندی	بہ پائین در نماز شام افتاد
جہان تاریک شد در چشم مردم	خلل در کار خاص و عام افتاد
قضا از بہر تاریخش رقم کرد	ہمایون بادشاہ از بام افتاد ۹۶۳ھ

ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر - ۵ رجب ۹۴۹ھ کو مطابق ۱۵ - اکتوبر ۱۵۴۲ع کو امرکوٹ مین پیدا ہوا -

۱۲ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ کو فوت ہوا -

نور الدین جہانگیر - ۴ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ کو تخت نشین ہوا - ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو فوت ہوا اور نور جہان کے باغ واقعہ لاہور مین جو دریاے راوی کے اوس پار ہے - دفن ہوا - اسکا مقبرہ عمدہ عمارتون مین شمار ہوتا ہے مگر نور جہان کو اپنے شوہر کے پہلو مین جگہ نہ ملی -

محمد شہاب الدین شاہ جہان ۲۲ جمادی الاول ۱۰۳۷ ہجری کو تخت نشین ہوا عجیب عجیب عمارتین بنوائین - روضہ ممتاز محل آگرہ مین اور جامع مسجد دہلی مین عمدہ یادگار ہین - ۲۶ - رجب ۱۰۷۶ھ کو انتقال کیا - روضہ ممتاز محل مین دفن ہوا -

کچھہ عرصہ کے بعد شیر خان سلطان محمد سے رخصت لیکر اپنے پرگنون مین آیا۔ اور کسی سبب سے اندر میعاد رخصت حاضر نہو سکا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۰۔

محی الدین عالمگیر ۱۰۲۸ھ کو پیدا ہوا سال ولادت آفتاب عالم تاب ہے۔ غرہ جمادی الآخر ۱۰۶۸ھ کو تخت نشین ہوا۔ تاریخ جلوس "آفتاب عالمتاب" ہے۔ بھائیون کو مار اپنا ساحرہ کو قتل کیا۔ ابوالحسن تاناشاہ حاکم گولکنڈہ کو و سکندر علیشاہ حاکم بیجاپور کو قتل کیا۔ ان دونون کے قتل ہونے سے مرہٹون کو آزادی ملی۔ اور یہ سبب سلطنت کی کمزوری کا ہوا۔ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو بروز جمعہ فوت ہوا۔ تاریخ وفات آفتاب عالمتاب من ہے۔ ان کے تین فرزند۔ محمد اعظم۔ محمد معظم۔ محمد کام بخش ستھے۔

محمد اعظم۔ ۴ ذوالحجہ ۱۱۱۸ھ کو تخت نشین ہوا اور ۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجمو کے مقام اپنے بھائی محمد معظم کی لڑائی مین مارا گیا۔

محمد معظم۔ بہادر شاہ شاہ عالم بن عالمگیر ۱ محرم ۱۱۱۹ھ کو تخت نشین ہوا اور ۱۸ محرم ۱۱۲۴ھ کو فوت ہوا

معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ۔ ۱۸ محرم ۱۱۲۴ھ کو تخت نشین ہوا اور ۲۹ محرم ۱۱۲۵ھ کو فرخ سیر نے قید مین قتل کر دیا۔

فرخ سیر ابن عظیم الشان بن بہادر شاہ۔ ۲۳ ذالحجہ ۱۱۲۳ھ کو بروز جمعہ تخت نشین ہوا۔ ۹ رجب ۱۱۳۱ھ کو سید حسین علیخان سید بارہ نے قتل کر دیا۔

سلطان محمد۔ توقف شیر خان کی شکایت کر رہا تہا۔ کہ اتنے مین محمد خان سور۔ حاکم
چوند آگیا اور اوس سے شیر خان کے جلد آجانے کی یہ تدبیر عرض کی کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱

رفیع الدرجات ابو البرکات بن رفیع الشان بن بہادر شاہ۔ ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ کو تخت نشین ہوا۔ اور
۹ رجب ۱۱۳۱ھ کو تپ دق مین فوت ہوا۔

رفیع الدولہ ابن رفیع الشان۔ ۶ رجب ۱۱۳۱ھ کو تخت نشین ہوا۔ ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ کو فوت ہوا۔

محمد شاہ روشن اختر بن خجستہ اختر بن بہادر شاہ۔ ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ کو سریر آرائے جاہ و دولت آمد۔ ان کے عہد مین
نادر شاہ اور احمد شاہ درانی پہلی دفعہ آیا ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ کو رحلت کی۔

مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بن محمد شاہ غرہ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ کو تخت نشین اور ۱۰ شعبان ۱۱۶۸ھ
کو قید ۱۰ شعبان ۱۱۸۸ھ کو فوت ہوا۔

محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی ۱۰ شعبان ۱۱۶۸ھ کو جلوس کیا اور ۸ ربیع الآخر ۱۱۷۳ھ کو قلعہ فیروز آباد سے
گر کر فوت ہوا۔

علی گوہر شاہ عالم۔ بن عالمگیر ثانی۔ ۴ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ کو جلوس کیا اور ۷ رمضان ۱۲۲۱ھ کو فوت ہوا
ابو نصر معین الدین اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم ۷ رمضان ۱۲۲۱ھ کو جلوس کیا اور ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۳ ہجری
کو فوت ہوا۔

اگر سلطان۔ پرگنون کی حکومت شیر خان سے لیکر اوسکے بہائی سلیمان کو عطا کرے

تو شیر خان ابھی آتا ہے۔

سلطان محمد نے جوابدیا۔کہ

شیر خان نے میری بہت خدمت کی ہے۔اس خفیف بات پر اوسکو پرگنون سے

محروم نہین کرسکتا۔ مگر تجکو اختیار دیتاہون کہ مناسب طریق سے دونو بہائیون مین

صلح کرادے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۳

ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی خاتم السلاطین تیموریہ - ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ کو تخت نشین ہوا

چراغ دہلی سال جلوس ہے۔ ان کے زمانہ مین غدر ۱۸۵۷ء کو ہوا۔ فوج انگریزی سے زبردستی ان کو اپنا

۱۲۵۳ھ

بادشاہ بنایا فوج تو بہاگ گئی۔ مگر یہ بیچارہ قید ہوکر معہ اپنی بیگم زینت محل اور فرزند جوان بخت کے رنگون

بہیجے گئے اور بمرض فالج روز سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ کو مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۶۲ء کو فوت ہوگئے

بجھاہے چراغ دہلی۔ سال وفات ہے۔

قطعہ تاریخ وفات ابوظفر سراج الدین

سراج دین ابوظفر مسافر دہ سوئے جنت ہوا روانہ
کہ جس کے باعث سے خوشی سے جہلک رہا تہا ایاغ دہلی

چراغ دہلی جلوس کا سال ہے تو اب بہی مطابق اوسکے
سروش غیبی نے سال رحلت کہا بجہا ہے چراغ دہلی

محمد خان سور - سلطان محمد سے رخصت ہو کر اپنے پرگنون مین آیا - اور اپنے غلام
شادی کے زبانی شیر خان سے کہلا بھیجا کہ
تجکو مناسب ہے کہ پرگنون کی حکومت مین سلیمان کو حصہ دیدے -
شیر خان نے اسکے جواب مین شادی سے کہا کہ
یہ ملک روہ نہین ہے کہ ریاست بھائیون مین برابر تقسیم ہو - یہ ملک ہندوستان
ہے یہان جس کو سلطان پرگنون کی حکومت دیتا ہے اوس مین
بھائیون کا کوئی حق نہین ہے -
شادی نے شیر خان کا جواب محمد خان سور کے روبرو بیان کیا تو اوس نے آشفتہ
ہو کر شادی کو حکم دیا کہ
لشکر ساتھ لیجاے اور پرگنہ ٹانڈہ شیر خان سے لیکر سلیمان کے حوالہ کر دے
اگر شیر خان لڑائی پر آمادہ ہو تو دونو پرگنے (سہسرام و حاجی پور ٹانڈہ -)
شیر خان سے لیکر سلیمان کو دیدے -
شیر خان نے یہ خبر سنکر اپنے غلام سکھا (خواص خان کا باپ) کو جو ٹانڈہ کا شقہ دار تھا
کہلا بھیجا کہ پرگنے کو بغیر مارے مرے ہرگز نہ دینا - سکھا اپنے آقا کی تعمیل حکم مین مارا گیا
اور لشکر شکست کھا کر سہسرام مین شیر خان کے پاس پہونچا -

شیر خان مارے جانے سکھا کا حال سنکر جنید برلاس کے پاس گیا جو محمد بابر کی طرف سے کٹرہ مانک پور کا حاکم تھا اور اوس کی خدمت مین بہت سے تحائف پیش کئے جس سے سلطان جنید برلاس بہت خوش ہوا۔ شیر خان نے اپنا تمام حال بیان کر کے سلطان سے امداد کی استدعا کی۔ سلطان نے اپنا لشکر شیر خان کے ساتھ کیا۔ شیر خان لشکر کو لے کر اپنے پرگنون مین آیا۔ محمد خان سور اور سلیمان بغیر مقابلہ کے رہتاس کے پہاڑون مین بھاگ گئے۔ شیر خان نے علاوہ اپنے پرگنون کے محمد خان سور کے اور کچھ پرگنے خالصہ کے دبا لئے۔ اور پھر محمد خان سور کو خط بھیجکر بلایا اور لکھا کہ وہ بلا اندیشہ اپنے پرگنون کو سنبھالے۔ میننے پرگنات خالصہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ مجکو عزیزون کے ملک کی طمع نہین اور سلطان جنید برلاس کے لشکر کو خاطر و مدارات کے بعد رخصت کیا۔

شیر خان کا جنید برلاس کے ساتھ محمد بابر بادشاہ کے پاس جانا

شیر خان اپنی جاگیر پر قابض ہو کر۔ اور محمد خان سور کا وغدغہ مٹا کر۔ جنید برلاس کے

کٹرہ مانک پور گیا۔ اتفاقاً جنید برلاس ظہیر الدین محمد بابر کے پاس آگرہ جانے کو تیار تہا شیر خان کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور بادشاہ کے روبرو پیش کرکے دولتخواہون مین داخل کیا۔ چندیری کے سفر مین (۹۳۴ھ ۱۵۲۸ء) وہ بابر بادشاہ کے ساتھ تہا راستہ مین مغلون کے طریق جنگ وتدابیر ملک داری وارکان دولت کی روش کو دیکھتا رہا۔ ایکروز اثنا سفر مین شیر خان نے اپنے دوستون سے کہا کہ مغلون کا ہندوستان سے نکالدینا کچھ بڑی بات نہین۔ کیونکہ وہ خود تو معاملہ کو کم ہو پہنچتے ہین۔ وزرا کی تجویز پر چھوڑ دیتے ہین اور وزرا بلحاظ رشوت کے اوس کا تصفیہ کرتے ہین حق سلطنت ادا نہین کرتے۔

افغانون مین یہ عیب ہے کہ اونمین اتفاق نہین۔ اگر مجکو مقدرت ہوئی تو افغانون کے باہم اتفاق پیدا کرکے نفاق کو دور کردونگا۔

اس گفتگو پر اوسکے دوستون نے قہقہہ لگایا۔

ایک روز شیر خان کو محمد بابر کے ساتھ دسترخوان پر کہانا کہانے کا اتفاق ہوا اس کے روبرو ایک طباق آش ماہیچہ رکہا گیا۔ اگرچہ شیر خان اسکے کہانے کی ترکیب سے ناآشنا تہا مگر اپنی فراست سے کمر سے چہری نکالکر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کہانے لگا۔

محمد بابر۔ شیر خان کی فراست سے متعجب ہوکر وزیر میر خلیفہ (برادر جنید برلاس) سے چپکے چپکے کہنے لگا۔

مین نے بہت سے افغان دیکھے ہین مگر اسکے بشرہ سے شوکت شاہی
نمایان ہے۔ جب سے مینے اوسکو دیکھا ہے۔ میرا بے اختیار جی
چاہتا ہے کہ اسکو گرفتار کر لون۔

وزیر میر خلیفہ نے عرض کیا۔ کہ شیر خان کی فراست مین تو کچھہ شک نہین کیونکہ
اوس نے جو کارروائی بمقابلہ محمد خان سور حاکم چوندہ کے کی وہ اس کی
فراست کی کافی دلیل ہے مگر جبکہ نہ اسکے پاس فوج ہے نہ لشکر ہے۔
بادشاہ کا اس سے متوہم ہوکر بلاوجہ قید کرنا دوسرے افغانون کی بدگمانی
کا باعث ہوگا جو بادشاہی لشکر مین ہین۔

شیر خان بادشاہ اور وزیر کی سرگوشی سے تاڑ گیا کہ بادشاہ نے وزیر سے اوسی کے
باب مین کچھہ کہا ہے اور وہ کھانے سے فارغ ہوتے ہی گھر آیا۔ اور لوگون سے یہ
کہکر کہ آج محمد بابر نے اوسکو بری نظر سے دیکھا ہے۔ سہسرام کو چلدیا۔

تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ محمد بابر نے شیر خان کو دیکھا تو اوسکو مجلس مین موجود نہ پایا
بادشاہ نے آدمی بلانے کو اوسکے گھر بھیجے۔ جب یہ لوگ اوس کے گھر پہنچے تو وہ

جا چکا تھا۔

محمد بارکو شیر خان کی عدم موجودگی کی اطلاع ہوئی تو اوس نے وزیر میر خلیفہ سے کہا۔ کہ

اگر تو منع نکرتا تو مین شیر خان کو قید کر دیتا وہ کچھہ نہ کچھہ ہونے والا ہے۔

شیر خان نے سہسرام مین پہونچکر جنید برلاس کو تحایف بھیجے اور اپنے بلا اطلاع چلے آنے

کا یہ عذر کیا کہ

اوسکے بہائی نظام خان نے لکھا تہا کہ محمد خان سور اور اوسکے بہائی سلیمان

نے سلطان محمد سے جاکر شکایت کی۔ کہ شیر خان مغلون سے متفق ہوگیا ہے

اور مغلون کے زور سے اوس نے پرگنے لے لئے۔ اگر حکم ہو تو ہم پرگنون

کو لے لین۔ جب یہ حال مجکو معلوم ہوا تو بغیر اجازت چلا آیا۔ کیونکہ حصول

اجازت مین توقف ہوتا۔

شیر خان کا سلطان محمد خان کے پاس جانا اور ملک بہار کا مالک ہونا

شیر خان یہ خیال کر کے کہ مغلون کے نزدیک تو اوسکا اعتبار جاتا رہا۔ سلطان محمد کے

پاس ملک بہار مین پونچا۔ سلطان محمد۔ اسکے آنے سے بہت خوش ہوا۔ اور اپنے فرزند

خورد سال جلال خان کا نایب اور اتالیق مقرر کیا۔ شیر خان اس خدمت کو عمدہ طریق سے

انجام دیتا رہا کچہہ عرصہ کے بعد سلطان محمد کا انتقال ہو گیا - اوسکا فرزند جلال خان جانشین ہوا - اور اوسکی والدہ دو دو ملکہ بوجہ نابالغی جلال خان کے منتظمہ مقرر ہوئی - اوسنے شیر خان کو بدستور مقرر رکہا - جب دودو ملکہ کا بھی انتقال ہو گیا تو شیر خان اگرچہ جلال خان کا نائب تھا - مگر تمام ملک بہار کا تنہا مختار رہتا -

شیر خان کا مخدوم عالم سے جو بادشاہ بنگالہ سلطان محمود کی طرف سے حاجی پور کا حاکم تہا - گاڑہا یارانہ ہو گیا - سلطان محمود بنگالوی کو یہ اتحاد ناگوار گذرا - اور اوس سنے ملک بہار افغانون سے لے لینے کی غرض سے قطب خان حاکم منگیر کو بہت سا لشکر دے کر ملک بہار پر بھیجدیا -

شیر خان نے اس بنا پر صلح کی تحریک کی -

کہ ہم دونو مسلمان ہین - ہمنے اپنی حد سے کبھی تجاوز نہین کیا - سلطان محمد اور آپ کے ساتھ اتحاد تھا - اوس کا بیٹا جلال خان خردسال ہے - ایسے وقت مین آپ کو مناسب نہین کہ ملک بہار لینے کا ارادہ کرو -

مگر قطب خان حاکم منگیر نے ایک نہ سنا - مجبور شیر خان نے افغانون سے کہا کہ ایک طرف مغل اور دوسری طرف لشکر بنگالہ ہے - گویا ہم آگ اور پانی کے درمیان ہین - ان دونون سے بچنا صرف ہماری شجاعت اور مردانگی پر موقوف ہے افغانون نے شیر خان

کی تقریر سنکر کہا کہ

جب تک ہمارے جسم مین جان رہے۔ میدان نہ چھوڑین سگے بہادرانہ

مقابلہ کرکے یا تو میدان مار لین گے یا خود مر جائین گے۔

شیر شاہ کا لشکر بنگال پر فتح پانا

شیر خان نے۔ افغانون کو مرنے مارنے پر آمادہ پاکر۔ لشکر کو آگے بڑہایا۔ اور لڑائی شروع کی۔ اسمعیل خان سور (جس کو شیر خان کانپور سے ساتہہ لایا تہا) نے کوشش مردانہ کی۔ اوسکے سالہ حبیب خان کے ہاتہہ سے ایک تیر قطب خان کے لگا۔ وہ فوراً گھوڑے سے گرکر مر گیا۔ اوسکے مرتے ہی لشکر بنگالہ نے شکست کہائی۔ اسمعیل خان سور کی ہمت مردانہ سے یہ فتح ہوئی تھی۔ شیر خان نے اوسکو خطاب شجاول خان (شجاع خان) دیا۔ اس لڑائی مین شیر خان کے گھوڑے ہاتہی وغیرہ بہت ہاتہہ لگے جس سے وہ دولتمند ہوگیا۔ مگر اسمین سے کچہہ حصہ لوحانیون کو نہین دیا تہا۔ اسلئے وہ اوسکے دشمن ہوگئے۔

بادشاہ بنگالہ نے مخدوم عالم حاکم حاجی پور پر فوج کشی کی کہ اوسنے قطب خان کی مدد بمقابلہ شیر خان نہین کی تہی۔

مخدوم عالم نے اپنا تمام مال واسباب شیر خان کے پاس یہ لکھکر بہیجدیا۔ کہ اگر اوسکو فتح

ہوئی تو واپس لے لیگا۔ اگر بار گیا تو اوس کا اور کے پاس جانے سے شیر خان کے پاس رہنا بہتر ہے۔

مخدوم عالم لڑائی مین مارا گیا۔ تمام مال و اسباب مخدوم عالم کا شیر خان کے پاس رہا۔ شیر خان سے لوحانیون کی عداوت اس قدر بڑہی کہ وہ اوسکے مارنے کے درپے ہوئے مگر اون کے اس ارادہ کی اطلاع بعض لوحانیون نے جو شیر خان سے اتحاد رکہتے تھے۔ شیر خان کو کردی۔ شیر خان نے چپکے چپکے خودداری کی غرض سے اوس مال سے جو قطب خان کی لڑائی مین اوسکے ہاتھ لگا تھا یا جو مخدوم عالم نے اوسکو دیا تھا لشکر فراہم کرنے لگا جب اوسنے دیکھا کہ اس قدر لشکر اوسکے پاس ہو گیا ہے کہ لوحانی اسکا کچھ نہین کر سکتے تو اوسنے بذریعہ واجب العرض لوحانیون کے ارادہ کی اطلاع جلال خان کو کردی۔ جلال خان نے شیر خان کی واجب العرض سنکر جواب دیا کہ

چند روز صبر کرو دشمن قوی آگے موجود ہے اس کے بعد اس فتنہ کو دفع کیا جائے گا۔

جلال خان نے اون لوحانیون کو بلایا جنہون نے شیر خان کے مارنے کا قصد کیا تھا اور اون کو شیر خان کی واجب العرض دکھا کر کہا۔

کہ بعض لوحانیون نے جنکو اس منصوبہ کی خبر تھی۔ شیر خان کو تمہارے ارادہ سے

مطلع کردیا - اور خود بھی عہد و پیمان کرکے اوسکے ساتھ متفق ہوگئے -

لوحانیون نے کہا کہ

اب مصلحت یہ ہے کہ شیر خان کو رخصت کیجئے اور ملک بہار بادشاہ بنگالہ

کے نذر کیجئے قبل اسکے کہ اسپر اور کوئی قبضہ کرے -

جلال خان نے اس تجویز کو منظور کیا اور شیر خان کو گھوڑا اور خلعت دیکر رخصت کیا اور

بادشاہ بنگالہ کے پاس جاکر ملک بہار نذر کیا -

شیر خان کا ملک بہار پر قبضہ اور بادشاہ بنگالہ سے لڑائی

شیر خان جلال خان سے رخصت ہوکر سہسرام مین آیا تو اوسنے سنا کہ جلال خان بادشاہ

بنگالہ کے پاس چلا گیا - وہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اب یقیناً ملک بہار میرے

قبضہ مین آجائے گا - اسلئے کہ بادشاہ بنگالہ ملک بہار لینے کے لئے ضرور چڑھائی کریگا

چونکہ میرے اور لوحانیون کے باہم مخالفت تھی تو مجھکو اندیشہ تھا کہ دشمن کو فتح ہو - اسلئے

کہ ہزیمت کا باعث باہمی مخالفت ہوتی ہے - اب لوحانیون کے بنگالہ چلے جانے

سے مخالفت رفع ہوگی - اب یقینی مجکو فتح حاصل ہوگی -

جب افغانون کے لشکر مین مخالفت نہو تو اوسکے آگے لشکر بنگالہ کی کیا حقیقت ہے

مغلون کا لشکر بھی مقابلہ نہین کر سکتا۔

اسکے بعد شیر خان نے لشکر بڑہانے مین کوشش شروع کی۔ جہان جہان افغان تھے وہان آدمی بہیجکر اونہین بلایا۔ اور اونہون نے جو کچھہ مانگا دیا۔ جب لشکر فراہم ہو گیا تو وہ ملک بہار پر گیا۔ اور اوس کو پس پشت رکھکر آگے بڑہا۔ اور اپنے گرد قلعہ خام بنایا۔

ادہر سے بادشاہ بنگالہ نے ابراہیم خان پسر قطب خان کو سپہ سالار بنا کر بہت سا لشکر اور ہاتھی معہ سامان آتشباری کے دیکر ملک بہار لینے کو بہیجا۔

شیر خان۔ قلعہ مین سے روز لڑتا تہا۔ جب ابراہیم لشکر کی کثرت سے شیر خان کا کچھہ بگاڑ نہ سکا تو اوس کو یقین ہو گیا کہ لڑائی مین بنگالی افغانون کے حریف نہین ہو سکتے اسلئے اوسنے بادشاہ بنگالہ سے امداد کی درخواست کی۔

شیر خان ابراہیم کی مدد منگانے سے سمجھہ گیا کہ ابراہیم لشکر موجودہ کے ساتھہ فتح پانے سے نا امید ہو گیا۔ تو اوسنے وکیل کی زبانی ابراہیم کو کہلا بہیجا کہ کل میدان کی لڑائی ہو گی دوسرے روز شیر خان حصار سے نکلا اور لشکر کے دو حصہ کئے۔

ایک حصہ کو حکم دیا کہ وہ ابراہیم سے لڑکر بہاگ آئے۔ دوسرے حصے کو خود لیکر گھات مین بیٹھہ گیا۔

لشکر کے نصف حصہ نے جیسا کہ شیر خان نے سمجھایا تہا ویسا ہی کیا۔ جب ابراہیم تعاقب

مین توپخانہ سے دور ہوگیا۔ تو شیر خان سنے دوسرے حصہ سے حملہ کیا ابراہیم خان
مارا گیا اور شیر خان کا شاگرد جلال خان بھاگ کر بنگالہ پہونچا۔ شیر خان کے بہت مال غنیمت
ہاتھہ آیا جس سے اوسکی قوت ہم پلہ شاہی قوت ہوگئی۔

شیر خان کا ملک بہار پر قبضہ کرنا

شیر خان سنے ملک بہار پر قبضہ کرکے زراعت وعمارت کی ترقی مین کوشش کی چند
روز مین مشہور ہوگیا کہ شیر خان سپاہی کا حق ادا کرتا ہے اور رعایا پر نہ خود ظلم کرتا ہے
نہ اورکو کرنے دیتا ہے۔

قلعہ چنار کا معہ مضافات کے بغیر لڑائی شیر خان کے قبضہ مین آنا

تاج خان سارنگ خانی سلطان ابراہیم کے عہد سے قلعہ چنار کا حاکم تہا اوسکی ایک بیوی
ملکہ لاڈو تھی جس کی محبت مین ایسا پہنسا ہوا تہا کہ دوسری بیویون یا اون کی اولاد کی طرف
ذرا بھی توجہ نہ کرتا تہا۔ مجبور اوسکے بڑے بیٹے سنے یہ ارادہ کیا کہ اس مایہ فساد (ملکہ لاڈو)
کو ٹھکانہ لگاؤ اور موقعہ پاکر۔ ملکہ لاڈو پر تلوار کا وار کیا مگر اوچھا پڑا۔ شور وغل ہونے پر تاج خان
ننگی تلوار لئے ہوئے دوڑ آیا۔ بیٹا بھی سمجھ گیا کہ باپ بیوی کی خاطر اوسکا گلا ضرور کاٹے گا

اسلیئے اوس سے پہلے ہی وار کیا تاج خان کا وہان ہی ڈھیر ہو گیا۔

ملکہ لاڈو نے سوتیلے بیٹون کے ہاتھ سے نجات کی یہ تدبیر کی کہ شیر خان کو نکاح کا

پیام دیا۔ شیر خان اوسی وقت رضامند ہو گیا اور قلعہ مین جاکر نکاح کر لیا۔ نکاح کے وقت

ملکہ لاڈو نے اکیسو پچاس عدد جواہر بیش بہا۔ سات من موتی۔ ڈیڑہ سو من سونا اور

بہت سی اشیا حوالہ کین۔ ان سبکا تخمینہ مورخ احمد یار نولاکھہ روپیہ کرتا ہے۔ شیر خان نے

قلعہ چنار اور اوسکے مضافات پر قبضہ کر لیا اور صاحب قلعہ و خزانہ و لشکر ہو گیا۔

امراے افاغنہ کا سلطان محمود فرزند سلطان سکندر کو پٹنہ مین بادشاہ بنا کر ملک بہار مین لانا اور شیر خان کا دغا دینا

سلطان محمود فرزند سلطان سکندر فتح پور سیکری مین محمد بابر سے شکست کھا کر رانا سانگا

کے ساتھ چتور چلا گیا تھا۔ وہان سے مسند عالی اعظم ہمایون ثانی (اسکا داماد سلطان

محمود تھا) عیسی خان پسر ہیبت خان پسر عمر خان شروانی کالکاپوری (سابق حاکم لاہور)

ابراہیم خان پسر احمد خان پسر بہار خان لودی یوسف خیل۔ ببن پسر میان عطا لودی

ساہو خیل (سابق حاکم سرہند) بایزید فرملی نے جو صوبہ بہار مین جمع تھے سلطان محمود کو

بلا کر پٹنہ مین بادشاہ بنایا۔

سلطان محمود جب ان امیرون کے ساتھ ملک بہار مین آیا تو شیر خان ان سے کسیطرح

مقابلہ نہین کر سکتا تھا کیونکہ ان کے پاس بڑا لشکر بڑے بڑے امیر صاحب اقتدار تھے

ناچار سلطان محمود کے پاس آگیا چند روز کے بعد بہ بہانہ فراہمی لشکر سلطان محمود سے

اجازت لیکر اپنے پرگنہ سہسرام مین آیا سلطان محمود جب جونپور جانے لگا تو شیر خان

کو بھی بلایا۔

شیر خان نے کھلا بھیجا کہ تم چلو مین بھی لشکر جمع کرکے پیچھے سے آتا ہون۔

اس جواب پر امیرون نے سلطان سے کہا کہ شیر خان بڑا حیلہ جو ہے وہ مغلون سے

سازش رکھتا ہے اس واسطے بہانہ کرتا ہے اس کو ضرور ساتھ لے چلنا چاہئے۔

اعظم ہمایون شروانی نے کہا کہ شیر خان کو ساتھ لے چلنے کی آسان تدبیر یہ ہے کہ جہان

شیر خان ہو وہان ہم بھی چلے چلین جب ہماری مہمانی کا بوجھ اوسپر پڑے گا تو مجبور

اوسکو ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا۔ اس تدبیر کو سب نے پسند کیا اور سلطان محمود معہ

تمام لشکر کے سہسرام کی طرف متوجہ ہوا

شیر خان سلطان محمود کے آنے کا حال سنکر دوڑا گیا۔ اور سلطان کو استقبال کرکے لایا

بہت سے تحفہ تحایف نذر کئے۔ امیرون کی ایسی دھوم دھام سے دعوتین کین کہ تمام

کدورتین اون کے دل سے دُھل گئین۔

سلطان محمود۔شیرخان کو ساتھہ لیکر عازم جونپور ہوا۔امراے ہمایونی موجودہ جونپور
مین طاقت مقاومت نہ تھی اس واسطے اونھون نے جونپور خالی کر دیا۔
بادشاہ ہمایون کالنجر مین تہا کہ اوسکو یہ حال معلوم ہوا وہ وہان سے لکھنو مین آیا سلطان
محمود بھی جونپور سے لکھنو آیا ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ء کو دونون لشکرون کا مقابلہ لکھنو مین ہوا۔
شیرخان جانتا تہا کہ افغانون کے لشکر مین اتفاق نہین اسلئے اوسنے خفیہ ہندو بیگ
سپہ سالار بادشاہ ہمایون کو اس مضمون کا خط لکھا۔

مین پرورش یافتہ خوان نعمت بار بادشاہ کا ہون۔سلطان محمود جبراً مجکو ہمراہ
لایا ہے۔لڑائی کے دن بادشاہ کی یہ خیرخواہی کرون گا کہ بغیر لڑے معہ
فوج میدان جنگ سے چلا جاؤن گا جو یقینی افغانون کی ہزیمت کا باعث
ہوگا۔میری حقیقت حال بادشاہ ہمایون کے گوش گذار کر دیجئے۔
ہندو بیگ نے۔شیرخان کا یہ خط بادشاہ ہمایون کو سنایا تو اوسنے کہا کہ شیرخان کو لکھدو
کہ سلطان محمود کے ساتھہ آنے سے کچھہ خوف نکرے جو فعل کہ اوس نے
عریضے مین لکھا ہے اگر اوس سے ویسا ہی ظہور مین آیا تو اوس کی
قدر افزائی کیجائے گی۔

چند روز کے بعد دونو لشکرون کی صف جنگ آراستہ ہوکر لڑائی شروع ہوئی تو شیرخان

عین جنگ کے موقعہ پر اپنی فوج لیکر علیحدہ ہوگیا جس سے سلطان محمود کے لشکر کو ہزیمت
ہوئی۔مگر ابراہیم لودی یوسف خیل نے قایم رہ کر مغلون کے لشکر کو سامنے سے ہٹا دیا
جب وہ بھی مارا گیا۔ تو میان بایزید نشہ شراب مین بدست قتل ہوا سلطان محمود مع اور
امیرون کے بھاگ کر بہار مین پہونچا۔ اور وہان سے پٹنہ چلا گیا اور خیال سلطنت ترک
کر کے گوشہ نشین ہوا اور یہان ہی ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء کو فوت ہوگیا۔

بادشاہ ہمایون نے افغانون پر فتح پا کر ہندو بیگ کو مامور کیا کہ وہ شیر خان سے قلعہ
چنار لے لے۔شیر خان نے اوسکو قلعہ نہ دیا جب بادشاہ ہمایون کو انکار شیر خان کا حال
معلوم ہوا تو اوسنے حکم دیا کہ لشکر قلعہ چنار کی طرف کوچ کرے۔

شیر خان نے اپنے فرزند جلال خان اور جلال خان بن جلو کو قلعہ چنار مین چھوڑا اور خود
اہل و عیال کو لیکر کوہستان بہارکنڈ مین چلا گیا۔

بادشاہ ہمایون نے آکر قلعہ چنار کا محاصرہ کیا ہر روز لڑائی جاری تھی۔ دونو جلال خان
ایسی بہادری سے لڑے کہ نام ہوگیا۔

ادھر شیر خان نے اپنے جاسوسون کے ذریعہ پتہ لگایا کہ بہادر شاہ گجراتی منڈو پر قبضہ
کر کے دہلی کا ارادہ رکھتا ہے اس سے وہ سمجھ گیا کہ بادشاہ ہمایون اس ملک مین زیادہ

عرصہ نہین ٹہیر سکتا۔

شیر خان نے اپنا وکیل بادشاہ ہمایون کی خدمت مین یہ پیام دیکر بہیجا کہ میںنے جو خدمت بادشاہ کی لکھنو کی لڑائی کے وقت کی تہی وہ بادشاہ سے پوشیدہ نہین - اگر بلحاظ اوس خدمت کے مجکو قلعہ چنیار مرحمت ہو تو مین اوسکے عوض اپنے بیٹے قطب خان کو پانسو سوارون کے ساتہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجدونگا - اسی اثنار مین بادشاہ ہمایون کے پاس خبر آئی کہ مرزا محمد زمان جو قلعہ بیانہ مین قید تہا وہ جعلی فرمان کے ذریعہ قید خانہ سے نکلکر ملک مین فساد پہیلا رہا ہے اور سلطان بہادر شاہ گجراتی دہلی کا ارادہ رکہتا ہے اس سبب سے بادشاہ ہمایون نے شیر خان کی درخواست قبول کر کے قلعہ چنیار عطا کیا۔

شیر خان نے حسب اقرار اپنے فرزند قطب خان کو معہ عیسیٰ خان حاجب بادشاہ ہمایون کی خدمت مین بہیجدیا (مگر جب بادشاہ ہمایون - بہادر شاہ گجراتی سے لڑنیکو گجرات گیا تو یہ وہان سے اپنے باپ شیر خان کے پاس آگیا)

بادشاہ ہمایون نے آگرہ کو مراجعت کی - اور بہادر شاہ گجراتی کے ساتھ لڑائی مین مصروف ہوا شیر خانکو جب یہ موقعہ فرصت کا ملا تو اوسنے پہلے ملک بہار کو مخالفون سے پاک کیا - اور جابجا سے افغانونکو جمع کرکے اونکی پرورش پر توجہ کی جب افغانونکو معلوم ہوا کہ شیر خان کو اونکی تربیت کا بہت خیال ہے تو وہ جوق

جوق ہرطرف سے اسکے پاس آنے لگے جب بہادر شاہ گجراتی کو بادشاہ ہمایون نے شکست دی تو جس قدر افغان اوسکے ملازم تھے وہ سب شیرخان کے پاس حاضر ہوگئے بڑے بڑے افغان امیر جو شیرخان کی خدمت کو ننگ وعار سمجھتے تھے - جیسا کہ مسند عالی - عیسی خان پسر مسند عالی - ہیبت خان شروانی - میان ببن لودی ساہو خیل وقطب خان موجی خیل معروف فرملی - اعظم ہمایون فرزند کلان سلطان عالم خان وہ بھی شیرخان کے پاس آگئے ان امیرون کے آجانے سے شیرخان نے اپنا خطاب حضرت اعلی رکھا -

شیرخان کا بنگالہ کو گڈہی تک فتح کرنا

جب نصیب خان بادشاہ بنگالہ نے وفات پائی - اور اوسکا بیٹا - شاہ محمود جانشین ہوا تو اوسکو حکومت کی عقل خاک نہ تھی - اسلئے ملک مین خلل پڑنے لگا حضرت اعلے نے بھی اس موقعہ کو ہاتھ سے نجانے دیا - بنگالہ پر گڈہی (سکری گلی) کے اس طرف تک قبضہ کرلیا -

بادشاہ ہمایون کا - ہندو بیگ کو دریافت حال شیرخان کے لیئے بھیجنا اور شیرخان کا بنگالہ کو فتح کرنا

جب ہمایون گجرات سے اگرہ مین واپس آیا۔ توخانخانان۔ یوسف خیل (دلاور خان ابن دولتخان لودی یوسف خیل) اسنے بادشاہ سے کہا کہ شیرخان سے بے فکر نہ ہونا وہ بڑا فتنہ انگیز ہے ملک واری کی تدابیر خوب جانتا ہے تمام افغان اوسکے پاس جمع ہوگئے ہین۔

بادشاہ ہمایون نے خانخان یوسف خیل کے کہنے سے ہندو بیگ کو جونپور بہیجا کہ وہ شیرخان کا حال من وعن معلوم کر کے اطلاع دے۔

جب حضرت اعلی (شیرخان) کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ہمایون اس طرف آنا چاہتا ہے اور اوسکا آنا ہندو بیگ کے بلانے پر موقوف ہے تو اوسنے ہندو بیگ کو تحفہ تحائف بہیجکر گانٹھ لیا اور کہا کہ مینے جو حضرت ہمایون بادشاہ سے وعدہ کیا تہا اوس سے تجاوز نہین کیا۔ اوسکے ملک مین مینے دخل نہین دیا آپ مہربانی کر کے میری دولتخواہی کا اظہار بادشاہ سے کردین۔ اور اسکو اس طرف آنے سے باز رکہین۔ ہندو بیگ پیشکش کو دیکہکر بہت خوش ہوا۔ اور شیرخان کے وکیل سے کہدیا کہ تو اوس سے کہدے کہ جب تک مین زندہ ہون کوئی اوسکو گزند نہین پہونچا سکتا۔ اور شیرخان کے وکیل کے سامنے بادشاہ ہمایون کو عرضداشت لکہی کہ شیرخان حضور کا دولتخواہ ہے اوسنے بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ سکہ جاری کیا۔ بادشاہ کے ملک مین دست اندازی نہین کی۔ یہان حضور کا قدم رنجہ فرمانا حضور کی

تکلیف کا باعث ہے۔

ہمایون نے اس عرضداشت کو دیکھکر ایک سال اور توقف کیا۔ اور اس عرصہ مین شیرخان نے جلالخان اور خواص خان کو معہ اور امیرون کے بنگالہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا جب یہ امیر ملک بنگال مین داخل ہوے۔ سلطان محمود بغیر لڑے خفیہ گور (لکھنوتی) کو چلا گیا گرد و نواح کے تمام ملک پر افغانون نے قبضہ کرکے قلعہ گور کا محاصرہ کیا۔

ہمایون بادشاہ کا قلعہ چنار لینا۔ اور شیرخان کا قلعہ رہتاس

سنہ ۹۴۴ھ مین بادشاہ ہمایون نے بنگال اور بہار کی طرف کوچ کیا تو اپنے امیرون سے پوچھا کہ اوسکو پہلے قلعہ چنار لینا چاہیے یا گور (لکھنوتی) کو جانا چاہیے۔ امراے مغل نے باتفاق کہا کہ

پہلے قلعہ چنار کو لینا چاہیے۔

استنے مین خانخانان یوسف خیل (دلاور خان) آگیا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا۔

تمنے سنا کہ امراے مغل کی راے ہے کہ پہلے قلعہ چنار کو تسخیر کرنا چاہیے اس باب مین تمہاری کیا راے ہے۔

خانخانان نے عرض کیا کہ حضور اسباب مین میری دو راے ہین۔ ایک جوانانہ۔ دوسری

پیرانہ -

جوانانہ یہ ہے - کہ پہلے قلعہ چنار فتح کرنا چاہیے -

پیرانہ یہ ہے کہ پہلے گور کو جانا چاہیے - کیونکہ وہاں خزانہ بہت ہے جب گور فتح

ہو گیا تو چنار آسانی سے فتح ہو جاوے گا -

بادشاہ ہمایون نے یہ سنکر کہا کہ مین جوان ہون - اسلئے جوانانہ راے پسند ہے -

خانخانان جب گھر آیا تو اوس نے لوگون سے کہا کہ شیر خان بڑا خوش نصیب ہے کہ

مغل گور نہین گے - جب تک مغل قلعہ چنار لین گے - افغان قلعہ گور فتح کر کے خزانہ

لوٹ لین گے -

شیر خان کو جب معلوم ہوا کہ بادشاہ ہمایون قلعہ چنار لینے کو آتا ہے تو اوس نے قلعہ مین

غازی خان سور اور سلطان شروانی کو چھوڑا اور اپنے فرزند قطب خان کو حکم دیا کہ وہ باہر

رہکر بادشاہی فوج کو ستاوے اور خود اہل و عیال کو لیکر قلعہ بہرکنڈ کو چلا گیا - اس قلعہ مین گنجایش

کم تھی - اسلیے اوس نے قلعہ رہتاس کو جو مضبوطی اور پائیداری مین بے مثل تھا اور جس کا

لڑائی سے لینا دشوار تھا - حکمت عملی سے لینا چاہا -

شیر خان نے قلعہ کے راجہ ہرکشن کے نائب پنڈت چورامن کو لکھا کہ

مجکو ایک مشکل درپیش ہے آپ چند روز کے لئے میرے اہل و عیال قلعہ

رہتاس مین جگہ دین تو مین آپ کا بہت ممنون ہونگا۔

چورامن نے جواب دیا کہ خاطر جمع رکھہ راجہ سے کہکر قلعہ دلوا دون گا۔ اور راجہ سے جاکر کہا

کہ شیر خان کو ایک مشکل درپیش ہے وہ التجا کرتا ہے کہ اوسکے اہل وعیال

کے لئے قلعہ بطور عاریت عنایت ہو۔

راجہ نے منظور کیا۔ پنڈت چورامن نے اسکی اطلاع شیر خان کو کی۔

شیر خان۔ اہل وعیال کو لیکر قلعہ بہر کند سے چلا۔ کہ راجہ اپنے اقرار سے پہر گیا اور کہنے لگا کہ

اگر شیر خان قلعہ مین آکر قبضہ کر لے تو مین اوسکا کیا کر سکتا ہون۔

پنڈت چورامن نے شیر خان کو لکھا کہ

میرے مخالفون نے راجہ کی مت بدلدی اور وہ قلعہ دینے سے انکار کرتا ہے

شیر خان یہ حال سنکر بہت گہبرایا اور پنڈت چورامن کو لکہا۔ کہ

آپ کے کہنے سے۔ اہل وعیال کو لیکر قلعہ بہر کند سے چلا آیا ہون اگر ہمایون

کو خبر ہوجاوے گی تو وہ فوج بہیجکر افغانون کے اہل وعیال کو قتل کرا دے گا۔

اور یہ وبال آپ کی گردن پر ہوگا۔

اس کے ساتھہ ہی چہہ من سونا پنڈت جی کو دکشنا کے طور پر بہیجا۔ اور کہا کہ جس طرح بنے راجہ

کو کہہ سن کر قلعہ دلوا دے۔

پنڈت چورامن نے اوسی وقت راجہ سے جا کر کہا۔

آپ کو اپنے بچنون سے پہرنا مناسب نہین۔ ہمایون کو اگر خبر ہوئی کہ شیرخان
کے اہل وعیال کو قلعہ مین جگہ نہین ملی تو وہ ان سب کو قتل کر دے گا۔
اس کا پاپ آپ کی اور میری گردن پر ہوگا۔

اگر شیرخان کے اہل وعیال کو قلعہ مین جگہ نہ ملی تو مین زہر کہا کر مر جاؤن گا۔

راجہ ہرکشن پنڈت جی کے جیوہر سے ڈر گیا اور شیرخان کے اہل وعیال کو جگہ دینا منظور کر لیا۔

شیرخان کو ابھی یہ حال معلوم نہوا تہا کہ خبر آئی خواص خان قلعہ گور کی خندق مین ڈوب کر مر گیا۔ اور بادشاہ ہمایون نے قلعہ چنار چہہ مہینے مین صلح سے لے لیا۔

شیرخان ان دونو خبرون کو سنکر متردد ہوا۔ خواص خان کے چہوٹے بہائی صاحب خان کو خواص خان کا خطاب دیکر گور کے قلعہ پر بہیجا اور تاکید کی کہ قلعہ جلد فتح کر لو۔ ہمایون نے قلعہ چنار لے لیا اور چند روز مین بنگالہ آنے والا ہے۔

خواص خان نے گور مین پہونچتے ہی قلعہ فتح کر لیا۔ محمود شاہ بادشاہ بنگالہ زخمی ہوکر حاجی پور چلا گیا۔

جلال خان نے اپنے والد شیرخان کو اطلاع دی کہ خواص خان نے قلعہ فتح کر لیا۔

اس خوشخبری کے ساتھہ ہی پنڈت چورامن نے شیرخان کو اطلاع دی - کہ راجہ نے اوسکے اہل وعیال کو قلعہ مین جگہ دینا منظور کرلیا ہے -

شیرخان خوش خوش - اہل وعیال کو لئے ہوئے قلعہ رہتاس کے پاس پہونچا - اور اس اجازت کے شکریہ مین راجہ و پنڈت جی کے پاس قیمتی تحائف بھیجے اور پیام دیا کہ اگر سلطنت ہند اوسکے ہاتھہ آگئی تو وہ راجہ کا بہت ممنون ہوگا - اگر دوسری صورت پیش آئی تو اوسکے اہل وعیال - خزانہ واموال کا راجہ کے پاس رہنا مغلون کے ہاتھہ مین جانے سے بدرجہا بہتر ہوگا -

راجہ ہرکرشن شیرخان کی باتون مین آگیا - اوسکے اہل وعیال کو قلعہ مین آجانے کی اجازت دی شیرخان نے ہزار ڈولیان تیار کین - اور ایک ایک ڈولی مین دو دو مرد سپاہیون کو بہت سا زیور پہنا کر بٹھایا - اور انکے پاؤن کے نیچے تلوارین چھپا دین - اور چند ڈولیون مین بڑہی بوڑہی عورتون کو بٹھا دیا تاکہ اصل بات سے پردہ نہ اوٹھہ جائے -

پانسو سپاہیون کو پانسو توڑے اشرفیون کے دیکر ڈولیون کے ساتھہ کیا - بیلون اور مزدورون کے سرون پر سامان قلعہ داری ایسی خوبصورتی سے رکھا کہ دیکھنے والون کو خزانہ کا یقین ہوتا تھا -

محافظان قلعہ نے ایکدو ڈولیون کو دیکھا اور پھر اون کو رضامند کیا گیا کہ اور ڈولیون کے

دیکھنے مین زیادہ کاوش نکرین۔

جب یہ مصنوعی اہل وعیال اوس مقام پر پہونچے کہ جواون کے واسطے راجہ نے تجویز کیا تھا تو سپاہی ڈولیون سے نکلے اور کہار اور مزدور جو وہ بھی سپاہی تھے ہاتھون مین لاٹھیان لے کر محافظان دروازہ پر ٹوٹ پڑے اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ شیرخان جو اس وقت کا منتظر دروازہ قلعہ کے آس پاس موجود تھا۔ نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا۔ راجہ ہرکشن تھوڑی دیر لڑکر قلعہ کے چور دروازہ سے نکل گیا۔

شیرخان قلعہ مین داخل ہوکر بہت خوش ہوا اور اہل وعیال کو بحفاظت اپنے فرزندون جلال خان اور قطب خان کے چھوڑکر اور قلعہ کو سامان قلعہ داری سے مستحکم کرکے بہرکھنڈ کو چلا گیا۔

شیرخان اور بادشاہ ہمایون کی صلح اور لڑائی

شیرخان بہرکھنڈ مین تھا کہ ہمایون قلعہ چنار فتح کرکے بنارس مین آیا۔ اور قلی حسین ترکمان کو وکیل بناکر اوسکے ہاتھ فرمان شیرخان کے پاس بھیجا جس کا یہ مضمون تھا۔

چتر وتخت وخزانے ہمارے پاس بھیجدے اور ملک بنگالہ وقلعہ رہتاس بندگان شاہی کے سپرد کرکے اوسکے عوض قلعہ چنار اور جونپور یا کوئی اور اچھی جگہ جو اوسکو پسند ہو سے لے۔

شیرخان نے مضمون فرمان کو سنکر وکیل سے کہا کہ مینے قلعہ گور فتح کر لیا ہے اور افغانون کا بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ اگر بادشاہ بنگالہ سے دست بردار ہوکر آگرہ چلا جائے تو مین ملک بہار اور تمام سامان امارت شاہی بادشاہ کے پاس بھیجدونگا۔ علاوہ اسکے دس لاکھ روپے سالانہ بنگالہ سے بادشاہ کو دیتا رہونگا۔

وکیل نے شیرخان کا جواب جب بادشاہ ہمایون سے عرض کیا تو ہمایون سنکر بہت خوش ہوا۔ اور وکیل کو حکم دیا کہ خلعت و گھوڑا شیرخان کے پاس لیجاے اور کہدے کہ اوسکی درخواست منظور ہے۔ وکیل نے شیرخان کے پاس جاکر خلعت و گھوڑا دیا اور بادشاہ نے جو فرمایا تھا وہ سنادیا۔

شیرخان نے بادشاہ کا ارشاد سنکر کہا کہ مین اون تمام شرائط کو پورا کرونگا جو بادشاہ نے منظور فرمائی ہین۔ خدا سے دعا مانگتا ہون کہ جبتک مین زندہ ہون مجھہ مین اور بادشاہ مین مخالفت نہو۔

اس قول و قرار کو تین دن ہی نہ گذرے تھے کہ محمود شاہ بادشاہ بنگالہ کا وکیل بادشاہ ہمایون کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔

اگرچہ افغانون نے گور لے لیا ہے مگر ابھی بہت سا ملک میرے پاس ہے۔ اگر بادشاہ اُدہر متوجہ ہو تو افغانون کا اس ملک سے نکالنا آسان ہے کیونکہ ابھی

اون کے یہان بیر نہین بجسے اور نہ اون مین اتنی قوت ہے کہ وہ بادشاہ کا مقابلہ کر سکین۔

بادشاہ ہمایون نے بادشاہ بنگالہ کا التماس سنتے ہی لشکر کو بنگالہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اور خانخانان یوسف خیل (ولاور خان لودی) اور بربری برلاس کو بہر کنڈ مین شیر خان سے لڑنیکو بھیجا۔

شیر خان نے جب سنا کہ بادشاہ ہمایون بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا ہے تو اوس کو عہد و پیمان کے قایم رہنے کی امید بالکل منقطع ہو گئی۔ اور اوسنے بادشاہی وکیل کو بلا کر کہا۔

مینے بادشاہ کی کوئی تقصیر نہین کی۔ اوسکے ملک مین دخل نہین دیا۔ بادشاہ نے بادشاہ بنگالہ کے کہنے پر اعتماد کیا اور میری خدمتون پر اور افغانون کی جمعیت لشکر پر جو مینے بادشاہ کی خدمت کے لئے بہم پہونچایا ہے لحاظ نہین کیا۔ اور بنگالہ کی طرف کوچ کر دیا۔

جب بادشاہ نے قلعہ چنار کا محاصرہ کیا تھا تو مجھسے افغانون نے بادشاہ سے لڑنیکا تقاضا کیا۔ مینے یہ کہکر ٹال دیا کہ بادشاہ میرا ولی نعمت ہے۔ جب اوسکو یہ معلوم ہوگا کہ مینے باوصف موجودگی اس قدر لشکر کے لڑنے کا قصد نہین کیا تو بادشاہ خوش ہو کر میرے لشکر کے لئے کوئی جاگیر دے گا۔

بادشاہ نے مجھسے ملک بہار مانگا - مین اوسکے دینے پر آمادہ ہوگیا - آئین ملک داری
سے بہت بعید ہے کہ بادشاہ اس قدر لشکر کو اپنی خدمت سے جدا کرتا ہے اور دشمن
کے کہنے پر اعتماد کرکے افغانون کو قتل اور جلاوطن کرتا ہے - اب
مجکو بھی کوئی ذریعہ ایسا نہین کہ افغانون کو بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنے
سے روکون -

بادشاہ سن لیگا - کہ افغانون نے کیا کیا - اب افغانون مین اتفاق ہے نااتفاقی کو
اونہون نے دور کردیا - جس کے سبب مغلون نے اونسے سلطنت لی تھی - یہ کہکر
وکیل کو خلعت دیکر رخصت کیا اور تمام لشکر کو رہتاس بھیجکر چند سوارون کے ساتھ پہاڑون
مین چلا گیا -

بادشاہ ہمایون ایکدو منزل بنگالہ کی طرف چلا تہا کہ اوسکو معلوم ہوا کہ شیرخان پہاڑون
مین چلا گیا - تو وہ قصبہ منیر شیخ یحیی مین جہان خانخانان یوسف خیل اور بری برلاس ٹہیرے
ہوئے تھے مقیم ہوا -

یہان محمود شاہ بادشاہ بنگالہ بھی آگیا مگر اوس کا اعزاز بادشاہ ہمایون نے اوسکی خاطرخواہ
نہ کیا تو وہ اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسی غم غصے مین چند روز کے بعد فوت ہوگیا
قصبہ منیر شیخ یحیی مین بادشاہ نے اپنے لشکر کو ترتیب دیا - مویدبیگ پسر سلطان محمود

جہانگیر قلی پسر ابراہیم بایزید و مور کا ہراول ہوگیا۔ برمزاس مبارک فرملی کو
بیس ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ بادشاہی لشکر سے سات کوس آگے چلین۔

سیف خان اجاخیل کی بہادری

شیرخان پہرتا پہرآیا جب گندر گڑہی پر پہونچا تو اوسنے دیکھا کہ سیف خان
اجاخیل شروانی اپنے اہل وعیال کو لیے ہوے رہتاس کو جاتا ہے تو
شیرخان نے سیف خان سے کہا۔ بہرجاو ہمایون کا لشکر قریب ہے مارے
جاوگے۔

سیف خان نے جوابدیا۔ کہ اگر یہ حال ہے تو مجکو اپنی نسبت آپ کا زیادہ خیال
ہے۔ کیونکہ آپ کے پاس جمعیت کم ہے اور دشمن قریب ہے۔ مبادا دشمن آپکا
تعاقب کرکے پکڑلے آپ میرے اہل وعیال کو لیکر چلیے مین گندر گڑہی پر کہڑا ہوتا
ہون جبتک جسم مین جان باقی ہے لشکر بادشاہی کو روکون گا تاکہ آپکے اور دشمن
کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوجاے۔

شیرخان نے کہا کہ یہ مناسب نہین کہ اپنی جان بچانے کو اپنے بھائی کی جان ہلاکت
مین ڈالون۔

سیف خان نے کہا کہ سب آدمی برابر نہین ہوتے ایک آدمی کو قبیلہ کے لئے اور قبیلہ کو شہر کے لئے اور شہر کو بادشاہ کے لئے فدا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بادشاہ کی ذات ملکون کو فائدہ پہونچاتی ہے۔

سپاہی کے واسطے اس سے بہتر کوئی چیز نہین کہ وہ اپنے آقا کے لئے جان فدا کر دے میری بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ اگر مین اپنی جان آپ پر فدا کر دون۔

شیر خان نے ہر چند اصرار کیا کہ وہ اوسکے ساتھ چلے۔ مگر وہ بہادر اپنی بات پر اڑا رہا۔ مجبور شیر خان اوسکے اہل و عیال کو لیکر چلا گیا۔

دوسرے روز صبح ہی سیف خان شروانی نے اپنے بھائیون سے کہا۔

غسل کر کے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور کچھہ فکر نہ کرو۔ موت یقینی اور قریب الوقوع ہے آقا جو سپاہی کو دولت دیتا ہے اور اوسکے رنج و آلام مین مدد کرتا ہے وہ اسلئے کرتا ہے کہ سپاہی اوسکی مہمات مین کام آسکے۔

سیف خان کے بھائیون نے کہا کہ جس کام کو تمنے اختیار کیا ہے اوسپر ہم جان دینے کو آمادہ ہین۔ جو کچھہ ہم سے ہوسکیگا اوسمین درگذر نہ کرینگے۔

سیف خان اپنے بھائیون کو لیکر گذرگڑہی پر آکھڑا ہوا۔

اتنے مین افق پر گرد لشکر نمایان ہوئی۔ جس نے اس بہادر کو اطلاع دی کہ لشکر بادشاہی

آپہونچا جس وقت اس گروہ نے بادشاہی ہراول کو دیکھا تو انہون نے بھوکے شیرون کی طرح کمین سے نکلکر حملہ کیا اور بادشاہی لشکر کا سدراہ ہوگیا۔ آخر سیف خان کے بھائی بہادری سے لڑکر کام آئے سیف خان زخمون سے چور بیہوش ہوکر زمین پر گرا جسکو اہل لشکر اوٹھاکر بادشاہ ہمایون کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے اسکی بہادری کی تعریف کی۔ اور فرمایا کہ ہر ایک سپاہی کو اپنے آقا کی ایسی ہی خدمت کرنی چاہیے۔ اور سیف خان کو اختیار دیا خواہ بادشاہی لشکر مین رہے یا شیر خان کے پاس چلا جاوے۔

سیف خان نے کہا کہ میرے اہل وعیال شیر خان کے پاس ہین اوسکے پاس جاؤنگا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تیری جان بخشی کی گئی۔ جہان تیرا جی چاہے ہے چلا جا مروت اسے کہتے ہین (یہ فقرہ مورخون کی قلم سے نکلا ہوا ہے آگے چلکر اس مروت کا شیر خان کی مروت سے سنجیدگی کے ساتھ مقابلہ کرونگا)

سیف خان بادشاہ کے پاس سے چلکر نواح مونگیر مین شیر خان کو جا ملا۔ اوسنے ہیبت خان نیازی کو جو وہان حاکم تھا حکم دیا کہ سیف خان کو معہ اوسکے اہل وعیال کے قلعہ گڑھی مین پہونچا آئے۔

شیر خان مونگیر سے تیز رو کشتی مین بیٹھ کر گور کی طرف روانہ ہوا۔ دو راتون مین گور پہونچکر اپنے فرزند جلال خان اور خواص خان کو دس ہزار سوار دیکر گذر گڑھی (بنگال اور گور کا راستہ

اس گڑھی سے سمہال بھیجا۔ اور حکم دیا کہ گذر گڑھی کو بند رکھیں اور اونچے اونچے مقامات

پر توپیں لگا کر بادشاہی لشکر کو دھکائیں اور ان سے لڑیں اور گڑھی سے گذرنے نہ

دیں جس سے غرض شیرخان کی یہ تھی کہ اس عرصہ میں خزانہ گور کا رہتاس لیجائے۔

جلال خان فرزند شیرشاہ کی لشکر ہمایون پر فتح

بادشاہ ہمایون کا مقدمۃ الجیش سات حصوں میں بڑے لشکر سے جدا ہو کر سفر

کر رہا تھا اوس نے گڑھی سے تین کوس کے فاصلہ پر ڈیرے آن لگائے۔ ہر روز

وہ صبح کو گھوڑے دوڑاتے ہوئے گڑھی پر آتے اور شیرخان کے لشکر پر چھاپا کر اولٹے

چلے جاتے۔ ایک روز انہیں سے ایک گروہ نے آکر بڑے زور شور سے جلال خان

کو کہنا شروع کیا کہ تو بڑا نامرد ہے جو عورتوں کیطرح ایک تنگ گذرگاہ میں بیٹھا ہوا

ہے۔ اگر مرد اور مرد کا بچہ ہے تو میدان میں آتا کہ معلوم ہو کون شجاع ہے تجکو اب تک

مغلوں سے پالا نہیں پڑا۔

جلال خان نے جب دیکھا کہ مغلوں کی آتشباری سے افغان ہلاک ہوتے ہیں

تو اوس نے خواص خان سے کہا۔

ہر روز مغل آتشباری سے افغانوں کا نقصان کرتے ہیں اور ہمکو گالیاں سناتے ہیں

اب مجھے برداشت نہین - اگرچہ اکیلا تو مین مغلون کا کچھہ نہین کر سکتا - لیکن اگر اور افسر میرے شریک ہون تو لشکر کو لشکر بنا سکتا ہون -

خواص خان نے سن کر کھا کہ یہ امر تمہارے والد کے حکم کے خلاف ہے -

جلال خان نے جواب دیا کہ اگر میری درخواست منظور نہین ہوتی تو مجکو کھانا پینا حرام ہے

خواص خان نے کہا کہ اگر تم کو ایسا ہی اصرار ہے تو مجکو بھی انکار نہین جو نامرد بھاگ کر آئیگا وہ شیر خان کے ہاتھون سزا پاے گا - اگر فتح ہوئی تو تمہاری مہم کے سر پر تاج لگ جائیگا

دوسرے روز حسب عادت مغل گھوڑے دوڑاتے افغانون کے لشکر پر آئے اور برابھلا کھکر واپس چلے گئے - ڈیرون مین جا کر افسرون نے کمر کھول کر آرام کیا - سپاہی بالیحتاج کی فکر مین گئے -

جلال خان نے چھہ ہزار سوارون کے ساتھہ دوپہر کے قریب مغلون پر حملہ کیا مغلون کا لشکر تیار نہتا - اس واسطے تقریبًا کل مارے گئے جن مین بڑے بڑے افسر عہد بابری کے - مبارک فرملی - ابوالفتح لنگاہ تھے - بہت کم لوگون نے بھاگ کر جان بچائی

اس لڑائی مین افغانون کے ہاتھہ بہت مال آیا - کوئی افغان ایسا نہو گا کہ جس کو کم سے کم چار گھوڑے اور کئی صندوق بیش قیمت اشیا کے نہ ملے ہون -

شیر خان کو گوڑ مین اس قدر خزانہ ملا کہ باربرداری کے لئے جانور جمع نہو سکے کہ اون پر خزانہ

لاد کر گور سے رہتاس پہنچا آتا۔ وہ حیران تھا کہ بار برداری کا کیا انتظام کرے۔ کہ اسی اثنار

مین جلالخان کا خط فتح پہونچا۔

شیر خان خط کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ

جب مرغ ایک دفعہ بھاگ جاتا ہے تو وہ پھر پالی مین نہین لڑتا سکر لگر طون کون

بہت کرتا ہے یہ لکھکر بیٹے کو خط لکھا کہ

جس قدر ہاتھی۔ اونٹ۔ بیل۔ خرید سکو خرید کر بھیجدو۔

جلالخان نے بہت سے ہاتھی۔ اونٹ۔ بیل خرید کر باپ کے پاس بھیجدیئے۔

شیر خان کے پاس جب یہ بار برداری کا سامان پہونچا تو وہان پر خزانہ لاد کر رہتاس لیگیا

اور وہان جاکر جلالخان اور خواص خان کو بلا بھیجا۔

ہمایون کو جب معلوم ہوا کہ گڑھی خالی پڑی ہے تو اوس کو تعجب ہوا کہ یہ سنگ راہ

(جلالخان) خود بخود کیون اوٹھ گیا۔ اور اوس نے مرزا ہندال کو آگرہ بھیجا۔ اور خود عازم

گور ہوا۔

شیر خان نے بادشاہ کی راستہ مین مزاحمت نہین کی۔ بادشاہ کو بنگال مین داخل ہونے

دیا۔ اور خود پہاڑون مین ہوتا ہوا ملک بہار مین آگیا اور تمام لشکر کو پہاڑون مین پھیلا کر اوسکو

اپنے زور کا مرکز قرار دیا اور وہ تمام راستہ بند کر دے۔ کہ جدہر سے بادشاہ کے پاس مدد

آسکتی تھی۔گویا کہ اوسنے بادشاہ کو دارالسلطنت سے بالکل علیحدہ کردیا۔

۹۴۵ہجری کو بادشاہ ہمایون گورمین پہونچا۔شیرخان نے گور کے محلات کونقش ونگار

عیش ونشاط کے سامان سے آراستہ کردیا تھا وہ جانتا تھا کہ جیسا ہمایون عیش پسند ہے۔

بادشاہ ہمایون کا گورمین جانا اور شیرخان کا ملک فتح کرنا

بادشاہ ہمایون گورمین تین چار مھینے عیش ونشاط کے مزے اوڑاتا رہا۔گور کا نام جنت آباد

رکھا۔شیرخان کو بادشاہ کے عیش ونشاط نے موقعہ دیا اور وہ ممالک کے فتح کرنے

مین مصروف ہوا۔

ا۔جلال خان سور کو بھیجا۔کہ وہ بادشاہی لشکر کے قریب پہونچکر راہ آمد وشد غلہ کی

گورمین بند کردے اس تدبیر سے تمام ملک مین گرانی ہوگئی۔بادشاہ نے یعقوب بیگ

اور بیرم خان کو بھیجا کہ وہ جاکر جلال خان کو ڈرائین۔

یعقوب بیگ وبیرم خان نے جاکر اچھا ڈرلایا کہ وہ اولٹا اِن کے گلے کا ہار ہوگیا جس

سے اِن دونو نے بھاگ کر پیچھا چھوٹایا۔

دوم۔خواص خان کو مونگیر مین بھیجا۔کہ وہ خانخانان یوسف خیل (دولتخان لودی کا فرزند

دلاور خان جو محمد بابر کو کابل جاکر ہندوستان پر چڑہا لایا تھا) جس کو بادشاہ ہمایون نے

حاکم مونگیر مقرر کیا ہے۔ قلعہ مونگیر لے لے۔ اور اوس کو گرفتار کر کر میرے پاس بھیجدے
خواص خان نے مونگیر مین جاکر۔ قلعہ مونگیر کو فتح کیا۔ اور خانخانان کو گرفتار کر کے
شیر خان کے روبرو پیش کیا جو بنارس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ خواص خان کے آتے
ہی بنارس فتح ہو گیا۔ اور محصور مغل قتل ہوئے۔ شیر خان نے خانخانان کو مونگیر مین
قید رہنے کے لئے بھیجدیا۔ اور ادہ سیر جو خوراک کے مقرر کئے۔

سوم ہیبت خان نیازی و جلال خان جالو کو ایک لشکر جرار دیکر۔ اودہ۔ لکھنو۔ بہرایچ
بھیجا۔ ان بہادرون نے ہمایون کے حاکمون کو ان شہرون سے بزور شمشیر نکالدیا۔
اور علاوہ ان شہرون کے سنبل کو غارت کر کے اوس پر قبضہ کیا۔

چہارم۔ قطب خان۔ نصیب خان نیازی خان کو لشکر گران کے ساتھ جونپور بھیجا۔
انھون نے جونپور کے حاکم کو قتل کر کے جونپور پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد یہ لشکر کڑہ مانک پور
گیا۔ یہان کے حاکم نے لڑکر جان گنوائی اور افغانون کی مملکت مین قنوج مانک پور اور
زیادہ ہوئے۔ پھر یہ لشکر آگرہ کی طرف گیا۔ کل ملک مین ہمایون کی طرف سے جو حاکم
تھا۔ یا تو قتل ہوا یا بھاگ گیا۔

پنجم۔ خواص خان کو دوبارہ بھیجا کہ وہ مہارٹہ چیرو زمیندار ضلع بہار کو جس نے جبکہ
شیر خان بعض مہمات مین مصروف تھا۔ اور دشمن اوسکو دبا رہے تھے۔ بہاڑون جنگلون

سے نکلکر پرگنات بہار کے زمینداروں کو ستانے اور راہزنی کرنے لگا - اور جب اسکو

موقعہ ملتا تو شیرخان کے لشکر کے گھوڑے اور اونٹ اور مویشی لے جاتا تھا - قید

کرکے اوسکے جنگل کو صاف کردے -

غرضکہ افغانوں نے بلا مزاحمت ایکسال تک ملکوں کو فتح کیا خریف و ربیع کی مالگذاری

وصول کی - شیرخان نے جب یہ سنا کہ بادشاہ ہمایون اگرہ جاتا ہے کہ اوسکے بھائی - مرزا

ہندال نے شیخ بھلول کو جو اوسے بادشاہ ہمایون سے مخالفت چھوڑ دینے کے لئے

سمجھانے گیا تھا قتل کردیا ہے تو شیرخان نے اپنا لشکر چاروں طرف سے رہتاس

مین اکٹھا کیا - سوائے خواص خان کے جو مہارٹھ کی مہم پر گیا تھا جب تمام لشکر جمع ہو گیا

تو اوس کی تعداد ستر ہزار - علاوہ پانچ سو جنگی ہاتھیوں کے تھی -

شیرخان کوہ - رہتاس مین تھا کہ بادشاہ ہمایون اوسکے آگے سے گذرا تو اوس نے امرائے

سلطان سکندر و سلطان ابراہیم کو جمع کیا اور اون سے کہا -

بادشاہ ہمایون کے لشکر کا برا حال ہے - اگرہ مین اوسکے بھائیون نے فساد مچایا

اس لئے اوسنے میرا پیچھا چھوڑا اور وہ اگرہ جاتا ہے -

اگر عزیزون کی مصلحت ہو تو قسمت آزمائی کرون میرا لشکر پوری طاقت رکھتا ہے

بادشاہ ہمایون کے بنگالہ مین آنے سے پیشتر مینے اوسکی بہت منت کی - اور بنگالہ سے

دس لاکھ روپیہ دینے کا بھی اقرار کیا جس کو بادشاہ نے بھی منظور کر لیا تھا۔ مگر بادشاہ بنگالہ کے کہنے سے اپنے قول اقرار سے پھر گیا۔ بیٹے بھی مخالفت کر کے ولایت بہار اور جونپور پر قبضہ کر لیا اسلیئے اب صلح کی کوئی امید نہین۔

اعظم ہمایون شروانی نے جو سلطان سکندر کے امراے اعظم مین سے تھا کہا کہ مغلون کے ساتھ جنگ کرنے مین آپ سلطان بہلول اور سلطان سکندر کے امراسے تو صلاح لیجئے نہین کیونکہ انہون نے جو تدبیر کی وہ انکی کم طالعی کے سبب راست نہ آئی۔ اور جب مغلون سے انہون نے جنگ کی تو اپنے ہی امرا کی مخالفت سے شکست کھائی۔ آپ کا نصیبہ یاور ہے اور افغان آپکے ساتھ دل وجان سے متفق ہین۔ اور مغلونکے ساتھ لڑ نہین دیکھا ہے عقلمندون نے مجھ سے کہا ہے کہ شمشیر زنی مین افغان مغلون سے کم نہین مگر آپس کی مخالفت سے ہزیمت پاتے ہین۔ مغلون کو ہندوستان سے اوس وقت نکالنا ممکن ہے کہ افغانون کا سردار ایک ہو۔ اور افغان اوسکے ساتھ متفق ہون پس وہ سردار افغانون کا تو ہی ہے تو اپنے امرا سے پوچھ اور جو کچھ وہ کہین اوس پر عمل کر کہ فتح آپ کی یار ہو۔

شیر خان نے اعظم ہمایون کی تقریر سنکر اپنے امیرون قطب خان لودی۔ ہیبت خان نیازی۔ جلال خان سور۔ شجاعت خان۔ سرمست خان شروانی وغیرہ سے پوچھا کہ تمہاری کیا راے ہے تو سب نے متفق اللفظ عرض کیا کہ

جنگ کرنی چاہیے پھر ایسا وقت ہاتھ نہین آئیگا۔

جب شیر خان کو تحقیق ہو گیا کہ افغان مغلون کے ساتھ جنگ کرنے مین آمادہ اور دلیر ہین تو وہ رہتاس کے پہاڑون سے نکلا اور بادشاہی لشکر کی طرف چلا۔ ہر منزل پر مٹی کا قلعہ بناتا ہوا آہستگی کے ساتھ سفر کرتا تھا۔ بادشاہ ہمایون کو شیر خان کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ بھی اسکی طرف مڑا۔

شیر خان نے بادشاہ کے پلٹ آنے پر بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔

اگر بادشاہ ملک بنگالہ عطا کرے تو بادشاہ کے نام کا خطبہ جاری کر کے اوسکے ملازمون مین داخل ہو جاؤن گا۔

عرضداشت بھیجتے ہی شیر خان نے آگے کوچ کر کے اپنے خیمے بادشاہی خیمون کے سامنا جھوسا (چوسنہ) اور بکسر کے درمیان قریہ سیٹا مین نصب کئے (یہ دونو خیمہ گاہ دریاے گنگا کے ایک ہی کنارہ پر تھے۔ ان کے درمیان دریاے گنگا کی ایک دہار جیسی گر چوڑی بہتی تھی۔ اوس کے کنارے ایسے ڈہلوان تھے کہ گھاٹ بغیر عبور نہین ہو سکتا تھا۔ اور اوس کی تھہ مین کیچڑ اور دلدل ایسی تھی کہ آدمی اور گھوڑے اوس مین پھنس کر رہ جاتے تھے)

شیر خان نے نہان خواص خان کو بھی بلا لیا جو مہارٹہ کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تہا

بادشاہ ہمایون کے پاس جب شیر خان کی عرضداشت پہونچی تو اوس نے ملک
بنگال کا دینا اس شرط پر منظور کیا کہ شیر خان جو اپنی حد سے تجاوز کر کے بادشاہ کے
روبرو پڑا ہے اور اوسکے اور بادشاہ کے درمیان آب حائل ہے تو وہ آداب بادشاہی
کا لحاظ کر کے اولٹا چلا جاے اور گذر آب کو بالکل چھوڑ دے کہ بادشاہ گذر آب
سے گذر کر دو تین منزل جاے - (جھوٹا تعاقب ظاہر مین دکھانے کے لیے)
اور بعد ازان مراجعت کرے -

شیر خان نے اس شرط کو منظور کر لیا - اور دریا کے گذر کو چھوڑ کر اولٹا چلا گیا -

بادشاہ ہمایون نے دریاے گنگا رکی دہار پر پل بنایا اور اوس پر سے مع اہل و عیال
گذر کر دوسرے طرف خیمہ زن ہوا - اور شیخ خلیل فرزند قطب شیخ عالم فرید شکر گنج کو
شیر خان کے پاس برسم رسالت بھیجا کہ وہ شیر خان سے جا کر کہے کہ وہ کوچ بکوچ رہتاس
چلا جاے اور بادشاہ چند منزل - اوسکے پیچھے جاے اور پھر مراجعت کرے - اسکے
بعد جاگیر کا فرمان حسب وعدہ شیر خان کے وکیل کو دیا جاے گا -

شیخ خلیل نے شیر خان کے پاس آکر بادشاہ کا ارشاد سنایا - شیر خان نے بظاہر
منظور کیا اور شیخ کی خاطر مدارات مین اہتمام بلیغ کیا -

دوسرے روز شیخ خلیل نے بادشاہی آدمیون کے سامنے جو اوس کے ساتھ آئے

تھے صلح کے باب مین پند نصایح کا دفتر کھولا اور کہا کہ ؎

اگر فیل زوری وگر شیر جنگ بہ نزدیک من صلح بہتر زجنگ

اثنار تقریر مین شیخ کی زبان سے نکلا کہ اگر تو صلح نہین کرتا تو اوٹھ جنگ کر شیر خان

نے اس فقرہ کو سنتے ہی کہا۔

حضرت کا یہ قول میرے لئے فال نیک ہے انشاء اللہ تعالی مین لڑونگا۔

اس کے بعد شیر خان نے بہت کچھ نقد و جنس بنگال و مالدہ کے اقمشہ شیخ خلیل کو نذر

کر کے احسانون کے دام مین پھنسا لیا اور صلح کی بابت پوچھا شیخ خلیل اگرچہ بادشاہ ہمایون

کے وکیل تھے مگر شیر خان کی مدارات نے المستشار موتمن پر عمل کرا دیا۔ اور

اونہون نے فرمایا۔

کہ بادشاہ ہمایون کے ساتھ صلح سے جنگ بہتر ہے کیونکہ اوس کے

لشکر مین بے سروسامانی ہے۔ اوس کے بھائی اوس سے مخالف ہین

اگر صلح ہوئی تو ناپائیدار ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھ پھر تجھے ایسا وقت

ہاتھ نہین آئیگا۔

شیر خان نے شیخ خلیل کے مشورہ سے بخلاف اپنے پہلے مذبذب ارادہ کے صلح

کے خیال کو بالکل ترک کر دیا۔ اور لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور امراے لشکر کو حکم دیا کہ مجکو بھاگنا

کا خوف ہے جلد لشکر تیار کرو۔

شیر خان بہر رات رہے تمام لشکر کو لیکر روانہ ہوا اور ڈہائی کوس چلکر ٹھہر گیا اور افغانون سے کہا۔

میری غرض سوار ہونے سے یہ تھی کہ بادشاہ ہمایون کو غافل کرون وہ یہ سمجھے کہ مین کسی اور مہم پر جاتا ہون۔ اب تم بادشاہ ہمایون کی طرف پھرو اور افغانون کی عزت کو ہاتھ سے نجانے دو آج تمہاری قوم کے لئے ہندوستان کی فتح کا روز ہے۔

افغانون نے شیر خان کی تقریر کو سنکر کہا

کہ حضرت اعلی مطمئن رہین۔ ہم سب متفق ہوکر لڑین گے۔

اس کے بعد شیر خان نے اپنے لشکر کے تین حصے کرے۔ ایک خواص خان کو دیا۔ اور ہدایت کی بادشاہ ہمایون کے لشکر کے گرد چکر لگاے اور دشمن کو دریا کی طرف سے چوکاے۔ اور دو حصے اپنے اور اپنے فرزند جلالخان کے پاس رکھے تاکہ مختلف مقامات سے دشمن پر حملہ کیا جاے۔

لکھتے ہین کہ شیخ خلیل نے بادشاہ ہمایون کو اطلاع کردی تھی کہ دسپر حملہ ہونے کو ہے مگر ہمایون نے کچھہ پرواہ نہین کی۔ اس مین شک نہین۔ بادشاہ ہمایون۔ جلادت، د

صولت مین شیر تھا - غرور جوانی مین مست تھا - اپنے بے نظیر خدم وحشم کی کثرت پر مغرور تھا - افغانون کی جمعیت لشکر کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا - لوازم حرب پر نظر نہین رکھتا تھا - یہہ بھی نہین سمجھتا تھا کہ اوسکے لشکر کو بنگالہ کی خراب آب وہوا نے ضعیف اور ابتر کر دیا ہے - اور اوس کا حریف شیر خان جنگ کے مکر وخدع سے واقف تھا - لڑائی کے مخارج ومداخل دیکھے ہوئے تھا - زمانہ کے نشیب وفراز سے آگاہ تھا - احتیاط سے قدم آگے بڑہاتا تھا - صعوبات سفر کا عادی تھا - کبھی بنگالہ کے دار السلطنت گور مین اور کبھی ملک بہار مین تھا

بادشاہ ہمایون نے جب سنا کہ افغانون کا لشکر قریب آگیا ہے تو اوس نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ مین بھی وضو کر کے آتا ہون کہ اسی اثنا مین افغانون نے دریا کی طرف سے حملہ کیا - جو سامنے آیا اوسکو قتل کیا - بادشاہی لشکر کی عورتین بہیر بنگاہ کے آدمی پریشان ہو گئے - بادشاہ ہمایون کی چہیتی بیوی - حاجی بیگم عورتون کے ساتھ سراپردہ سے نکلین - شیر خان کی اون پر نظر پڑی تو وہ گھوڑے سے اوترا اور بیگم کو تشفی دیکر سراپردہ مین پہونچا دیا اور مسلح سپاہیون اور خواجہ سراؤن کو حکم دیا کہ وہ سراپردہ کی نگہبانی کرین - پرندہ کو بھی سراپردہ کے پاس پھٹکنے ندین - نقیبون کے ذریعہ لشکر مین منادی کرادی - کہ مغلون کے زن وفرزند کوئی گرفتار نہ کرے حفاظت سے

بیگم کے سراپردہ مین پہونچادے۔

بادشاہ ہمایون سوار ہوا تو اوسکے پاس۔تردی بیگ۔کوچ بیگ۔بابا جلدیر آسے نے بادشاہ سے حکم دیا کہ جس طرح بنے۔بیگم کو لائین۔اس حکم کی تعمیل مین اِن تینون کی جان گئی۔علاوہ اِن کے جو وفادار ملازم۔بیگم کے لینے کو گیا جان سے گیا۔بادشاہ اپنی فوج کو جمع کررہا تھا کہ ایک افغان سپاہی نے بادشاہ پر ہاتھی کو پیلا۔بادشاہ نے ہاتھی کے مستک پر نیزہ مارا۔نیزہ مستک مین پہنس کر رہگیا۔ایکدوسرے افغان سپاہی نے ہاتھی کے اوپر سے بادشاہ کے بازو مین نیزہ مارا۔بادشاہ زخمی ہوکر پھرا۔ اور آس پاس والون کو پکارا کہ حملہ کرنے مین اوس کی مدد کرین۔اونہون نے جواب دیا کہ

جب دسترخوان اوٹھ گیا۔پھر کہانے کا انتظار عبث ہے۔

بادشاہ نے بذات خاص حملہ کا ارادہ کیا۔مگر امرا گھوڑے کی باگ پکڑ کر دریا کی طرف لے آئے سچ ہے۔

چو بینی کہ یاران نباشند یار ہزیمت ز میدان غنیمت شمار

بادشاہ ہمایون دریا پر آیا تو پل کو شکستہ پایا۔مجبور گھوڑا دریا مین ڈالا۔گھوڑا رانون کے تلے سے نکل گیا بادشاہ ڈبکیان کھانے لگا۔ایک سقہ پہونک سے مشک کو

بھرے ہوئے اوسپر تیرتا جاتا تھا - اوسنے بادشاہ کو مشک کے ذریعہ پار اتارا - بادشاہ نے کنارہ پر جاکر نام پوچھا - اوس نے عرض کیا نظام -

بادشاہ نے کہا کہ آگرہ مین پہونچکر آدھے دن کی بادشاہت تجھکو دونگا - بادشاہ ہمایون نے اگرہ پہونچکر اس وعدہ کا ایفا کیا اور بعض احکامات کو مستثنی کر کے حکمرانی کا اختیار دیا اوسنے مشکین کٹوا کر اور اوسمین سونے چاندی کی کیلین لگوا کر سکہ چلایا) جب بادشاہ کی یہ نوبت ہوئی تو اور لوگون کا کیا ذکر ہے جدہر جس کے سینگ سمائے اُدہر چلا گیا - اس لڑائی مین بادشاہ ہمایون کے آٹھ ہزار سپاہی اور بڑے بڑے افسر عہد بابری کے مرزا محمد زمان - مولانا محمد پیر علی - مولانا قاسم علی صدر - مولانا جلال ٹھٹوی وغیرہ بحر فنا مین غرق ہوئے -

یہ لڑائی ۹ صفر ۹۴۶ھ مطابق ۲۷ جون ۱۵۳۹ع کو دریائے گنگا کے گھاٹ چوسہ پر ہوئی -

شیر خان - بادشاہ ہمایون پر فتح کامل حاصل کر کے اپنے خیمے مین آیا اور دو رکعت شکرانہ کی پڑہکر نہایت عجز و انکسار سے کہنے لگا کہ

اے بادشاہون کے بادشاہ بزرگی اور قدرت ترے لئے سزاوار ہے تو نے مجھ جیسے کمینہ بندہ کو سربلند کیا - اور ہمایون جیسے بادشاہ کو پامال کیا اور اوسکو

اہل وعیال کو میرا اسیر بنایا۔

اسکے بعد بلکہ (حاجی بیگم) سے کہلا بھیجا کہ اطمینان رکھو۔جب بادشاہ ہمایون اگرہ کو پہنچ جائیگا۔ تو تم کو اوسکے پاس بھیجدون گا۔(اس وعدہ کا شیرخان نے ایمانداری سے ایفا کیا)

اور اپنے منشیون کو حکم دیا کہ خطوط مشعر حالات فتح لکھہ کر ملک مین بھیجدین۔

مسند عالی عمر خان شروانی نے جس کا خطاب خان اعظم تھا (یہ وہی عمر خان ہے جسکے پاس شیرخان کا والد میان حسن نوکر تھا) عرض کیا کہ فتح نامی بطریق فرمان کے لکھے جائین شیرخان نے کہا کہ چند اشخاص نے جو سلطان بھلول اور سلطان سکندر کے امیریا امیرزادہ تھے اونہون نے بلحاظ شرم وناموس افغانی کے مجھے سرفراز کیا۔ مجھے زیبا نہین کہ مین اونکو فرمان لکھون۔ اور خود تخت پر بیٹھہ کر اون کو کھڑا رکھون۔ ملک کا بادشاہ زندہ ہے اور بہت سا ملک اوسکے تصرف مین ہے۔

مسند عالی عیسیٰ خان شیرخان کے فحوائے کلام سے سمجھہ گیا کہ شیرخان کا منشاء تخت نشین ہونے کا ہے تو اوسنے عرض کیا۔

سلطان بھلول اور سلطان سکندر جو اپنی قوم کے لحاظ سے تخت پر نہین بیٹھتے تھے تو اونھون نے قانون سلطنت کے خلاف کیا۔ خدا جسکو سلطنت دیتا ہے وہ سایۂ الٰہی

سے ممتاز ہوتا ہے اوسکو چاہیے کہ وہ قانون سلاطین سلف کے اوپر عمل کرے اور کسی کو اوسکی تعظیم و تکریم سے عار مناسب نہین۔ اگرچہ یہ مسلم ہے کہ ملک کسی کی ملک نہین۔ مگر دنیا مین سلطنت سے بہتر کوئی نعمت نہین۔ آپ کی ذات خجستہ صفات مین آثار سلطنت موجود ہین آپ نے بادشاہ وقت کو شکست دی۔ اگر وہ زندہ نکل گیا تو کیا غم ہے آپ جس طرف جائینگے فتح و نصرت آپکا استقبال کریگی آپ امرائے افغانی کا کچھ خیال نکرین۔ سلطان ابراہیم کے زمانہ سے بہ سبب حوادث روزگار جس ملک مین یہ امیر گئے۔ اونکو بادشاہ کے تخت کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا پڑا۔ جس ملک مین وہ جاتے تھے اہل بازار چھیڑتے تھے کہ آپس مین لڑکر اپنے ملک کو کھو دیا۔ اب ہمارے ملک مین آئے ہین۔

ترے قدمون کے سبب جو افغان متفرق تھے وہ ایک جگہ جمع ہین۔ اور جو باہم مخالف تھے وہ متفق ہین تیرے تخت کے نیچے کھڑا ہونا اون کے فخر کا باعث ہے۔ جو قوم اپنی قوم کا بادشاہ نہین رکھتی گویا وہ جان نہین رکھتی۔

مسند عالی اعظم ہمایون شروانی نے اسکے بعد عرض کیا کہ مغل اپنے بادشاہ کی پشت پناہ رکھتے ہین۔ کشورستانی اور ملک گیری کا جامہ اونہین کے بدن پر سیا گیا ہے۔ انواع فنون تیراندازی وغیرہ مین ماہر ہین۔ مداخل و مخارج جنگ سے واقف خیل خداع

کے ماہر ہین وہ افغانون کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے۔ اور اون کو اپنا حریف نہین

سمجھتے تھے آپ کی حسن تدبیر سے مغلون کی گشناد بازاری ہوئی۔ ہر جنگ مین آپ نے

مغلون کو شکست دی۔ اب آیندہ مغلون کا موقعہ نہین کہ وہ افغانون پر شمشیر زنی مین لاف

زنی کر سکین۔ اب تمام مخلوق پر روشن ہوگیا کہ مغل اور افغان حریف ہین۔ ملک واد آئی

ہے جسکو چاہے اوسکو دے اگر اس شکریہ مین افغان تیرے تخت کو سر پر اوٹھائین

تو سزاوار ہے۔

میان بہن لودی اور دوسرے افغانون نے کہا کہ عیسی خان شروانی اور اعظم ہمایون

شروانی نے جو کچھ کہا ہے عین صواب ہے۔ بادشاہ بننے مین تاخیر مناسب نہین۔

شیر خان نے امرا کی تقریر سنکر کہا کہ اگرچہ اسم بادشاہی امر عظیم ہے اور مشکلون سے

خالی نہین۔ مگر جبکہ میرے عزیز مجکو بادشاہ تسلیم کرتے ہین تو مجکو بھی منظور ہے۔

اس کے بعد شیر خان نے منجمون سے ٹھیک تاریخ جلوس دریافت کر کے تخت

سلطنت پر جلوس کیا اور لقب شیر شاہ سے ملقب ہو کر سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔

تخت نشینی کی خوشی مین سات روز تک محفل رقص و سرود منعقد ہوتی رہی۔ افغانون

کے ہر قبیلہ کے لوگ آتے تھے اور اپنی رسم کے موافق ناچتے تھے اور مطربون کو

انعام دیتے تھے۔ بادشاہ کے خدمتگار ناچنے والون کے سرون پر مشک زعفران

گلاب چھڑکتے تھے - لذیذ کھانے مزیدار شیرینیاں کھاتے تھے - اور

شراب طہور پیتے تھے -

تخت نشینی کے بعد شیر شاہ نے کیا کیا کیا

کل ملک پر کالپی اور قنوج تک قبضہ کیا -

خواصخان کو مہارتہ جودہ زمیندار کے استیصال پر مامور کیا -

جلال خان بن جالو سور اور حاجی خان بٹنی کو بنگال پر بھیجا کہ جہانگیر قلی بیگ

کو بنگالہ سے نکالدے ان دونوں نے جاکر جہانگیر قلی بیگ کو قتل کردیا

اور ملک بنگالہ دوبارہ افغانوں کے قبضہ میں آیا -

اکابر ہند - جو بادشاہ ہمایوں کے ساتھ بنگال میں تھے اونکو رخصت کیا -

شیخ خلیل کو اپنے مخلصوں میں داخل کیا -

مسند عالی - عیسی خان شروانی کو گجرات اور منڈو کی طرف بھیجا اور اس ملک کے

حکام کو لکھا کہ اوس نواح میں اپنے بیٹے کو اس لئے بھیجوں گا کہ جب بادشاہ ہمایوں

قنوج کی طرف آئے تو تم اوسکے شامل ہو کر ممالک دہلی - آگرہ - منڈو کو تاخت تاراج کرو

نوٹ - ان دنوں ملک مالوہ کے اضلاع میں جدا جدا حسب ذیل حاکم تھے -

ملک منڈو - اجین - سارنگپور میں - ملوخان (شاہان خلجی کا غلام) حکومت کرتا تھا

اور اپنا لقب قادر شاہ رکھا تھا۔

رائسین - چندیری مین راجہ پرتاب سنگھہ پسر بھوپت راج کرتا تھا۔ اور اوس کا نائب بھیا پورن مل تھا۔

سیواس مین سکندر خان میانی۔

بیتم گڈہ - مہور کا راجہ بھوپال تھا۔

ان سب نے شیر شاہ کو جواب لکھا کہ وہ امداد دہی کے لئے آمادہ ہین۔

مسند عالی عیسیٰ خان جب گجرات سے واپس آیا تو شیر شاہ نے خانخانان یوسف خیل کی بابت جو منگیر مین قید تھا۔ پوچھا۔ مسند عالی عیسیٰ خان نے عرض کیا۔ کہ اس کو قتل کرنا چاہئے۔ جس قدر نقصان افغانون کو پہونچا۔ وہ اسی کے سبب سے پہونچا۔ وہ بادشاہ بابر کو کابل سے لایا۔ ہمایون کو گجرات سے ان حدود مین لایا۔ اگر بادشاہ ہمایون اسکے کہنے پر عمل کرتا (ایکدفعہ اس نے کہا تھا کہ شیر خان بڑا مفسد ہے اس سے غافل نہ رہنا چاہئے۔ دوسری دفعہ کہا کہ بجائے قلعہ چنار کے قلعہ گور کو فتح کرنا چاہئے) تو وہ تجکو غارت کرتا۔

شیر شاہ نے فرمایا کہ مینے جس افغان سے خانخانان کی بابت پوچھا اوس نے یہی کہا کہ خانخانان یوسف خیل بڑا آدمی ہے اوسکو قتل کرنا مناسب نہین۔ مگر میری رائے

عیسیٰ خان کے ساتھہ متفق ہے اور خانخانان کو قتل کرا دیا۔

اپنے فرزند قطب خان کو ملک منڈو کی طرف بھیجا اسکے ساتھہ لڑنے کو بادشاہ ہمایون نے اپنے بھائیون۔مرزا ہندال۔اور مرزا عسکری کو روانہ کیا حکام منڈو نے یہ سنکر کہ بادشاہ ہمایون نے قطب خان سے لڑنیکو اپنے دو بھائی بھیجے ہین۔امداد دہی سے پہلو تہی کی۔قطب خان چندیری سے چوندا کی طرف گیا۔اور یہان مغلون سے لڑکر قتل ہوا اس کا سر کاٹکر بادشاہ ہمایون کے پاس بھیجا مغل اس فتح سے بہت مغرور ہو گئے۔

شیر شاہ اپنے فرزند کے قتل اور حکام منڈو کی عدم امداد دہی کا حال سنکر غم و غصہ سے باطن مین۔بہت غمگین اور پریشان ہوا اور حکام منڈو کے کینہ کو سینہ مین رکہا۔

بادشاہ ہمایون اور شیر شاہ کی دوبارہ لڑائی

ذیقعدہ ۹۴۶ھ ۱۵۳۹ع کو بادشاہ ہمایون۔اون بہادرون کی ترغیب سے جنہون نے قطب خان فرزند شیر شاہ کو مارا تہا۔(مرزا ہندال و مرزا عسکری۔ہمایون کے بھائی) لشکر آراستہ کر کے قنوج مین آیا۔

شیر شاہ بھی اپنے لشکر کو۔دریاے گنگا پر بادشاہ ہمایون کے مقابل لایا اور حسب عادت

اپنے لشکر کے گرد مٹی کا قلعہ بنوایا - اسی اثنا میں خبر آئی کہ خواص خان نے مہارٹہ

چوروز میندار کو قتل کر دیا - اس خبر کے آنے سے شیر شاہ کے لشکر مین خوشی ہوئی -

شیر شاہ نے خواص خان کو لکھا کہ جلد یہان چلا آ - مین اور تیرے دوست منتظر ہین -

کہ تو آئے تو لڑائی شروع کرین جب شیر شاہ نے سنا کہ خواص خان قریب آگیا ہے

تو اوس نے ایلچی بادشاہ ہمایون کے پاس بھیجا کہ وہ بادشاہ سے کہے کہ یا تو بادشاہ

دریائے گنگا کے اس طرف آکر جنگ کرے یا مجکو کہے کہ مین دریا کے پار جا کر

اوس سے لڑون -

بادشاہ ہمایون نے جواب دیا کہ وہ (شیر شاہ) چند کوس پرے ہٹ جائے مین دریا

کو عبور کر کے ادہر آتا ہون -

شیر شاہ کے پاس آکر ایلچی نے جب یہ پیام عرض کیا تو وہ چند کوس پرے ہٹ گیا

حمید خان کاکڑ نے جو شیر شاہ کے امرا مین سے تہا - عرض کیا -

حضور مغلون کے لشکر پر پہلے اس سے حملہ کرین کہ وہ کل دریائے گنگا سے عبور

کرین -

شیر شاہ نے جوابدیا کہ اس سے پیشتر مجھے دسترس نہ تہی - اس لئے مین جنگ

مین مکر و خداع کرتا تہا - اب مجکو دسترس حاصل ہے - اس لئے عہد شکنی نکرون گا -

شیر شاہ کو جب معلوم ہوگیا کہ تمام لشکر بادشاہ ہمایون کا - دریا سے اوتر آیا تو اوس نے اپنی عادت کے موافق لشکر کے گرد قلعہ خام بنوایا - اور اوسکے نزدیک اپنا خیمہ نصب کیا - خواصخان بہی حسب الطلب مہم مہارٹہ کو ختم کرکے شیر شاہ کے پاس آگیا - اور اوسی روز بادشاہ ہمایون کے لشکر مین جاکر تین سو شتر بیل لوٹ کرلے آیا -

۱۰ - محرم ۹۴۷ھ ۱۵۴۰ء کو دونو لشکر لڑائی کے لئے آراستہ ہوئے - شیر شاہ نے اپنے لشکر کو جسکی تعداد دس ہزار تہی اس طرح مرتب کیا -

مقدمۃ الجیش - خواصخان و برمزید کدر -

قلب مین - شیر شاہ - ہیبت خان نیازی - عیسی خان شروانی - قطب خان لودی حاجی خان - جلوئی - بلند خان پسر سیف خان شروانی - بجلی خان - سرمست خان

میمنہ مین - جلالخان فرزند شیر شاہ - تاج خان - سلیمان کررانی - جلالخان جلوئی -

میسرہ مین - عادلخان فرزند شیر شاہ - قطب خان - رائے حسین جلوانی

شیر شاہ نے لشکر کو ترتیب دے کر بڑے بڑے افغان سپہ سالارون کو بلا کر اون سے کہا -

مینے تمکو بہت کوشش سے جمع کیا ہے - تمہاری تربیت مین حتی المقدور

قصور نہین کیا - آج ہی کے دن کے لیئے تمہاری نگہداشت کی تھی آج ہی کا دن روز امتحان ہے - آج ہی کے دن جو میدان جنگ مین غلبہ پاے گا اپنے رتبہ کو بڑہاے گا - یکدل و یک زبان ہوکر لڑائی مین کوشش کرو افغانون کی فوج مین - اگر اتفاق ہو تو کوئی قوم شمشیر زنی مین اون کے برابر نہین -

مین عزیزون سے التماس کرتا ہون - کہ حسد و خصومت و اختلاف کو جانے دو سلطان ابراہیم کے عہد مین - حسد - خصومت - اختلاف ہی غالب تھا - جس سے افغان مغلوب ہوئے - جس کا مزہ اونہون نے خوب چکھا -

سپاہ کو فیروزمندی - اوسکی یکدلی سے ہوتی ہے تمکو معلوم رہے کہ مینے عزم بالجزم کیا ہے کہ رزم گاہ سے اوس وقت نکلون گا کہ فتح و نصرت حاصل ہو ورنہ میرا سر دشمنون کے گھوڑون کی ٹاپون مین کچلا جائے گا مرنا مسلم ہے بہتر ہے کہ ایسے کام مین مرین کہ نیک نام ہون اسے عزیزو ڈرو نہین رزم گاہ مین اس طرح جاؤ کہ سر کے ساتھ ٹوپی کی بھی حفاظت رہے سپاہ کو اس سے زیادہ بدنامی نہین کہ اون کا

آقا مارا جائے اور وہ زندہ ہے اس لڑائی مین ثابت قدمی کی تم کو تحریص
دلاتا ہون - ملک ہند کا ہاتھ آنا اور افغانون کے اہل وعیال کا مغلون کے
ہاتھ سے بچنا تمھاری ثابت قدمی پر موقوف ہے -

مین بڈھا ہوگیا ہون ہزار تردد سے افغانون کو جمع کیا ہے خدانخواستہ
اگر اس معرکہ مین یہ لشکر شکست کھا کر پراگندہ ہوگیا تو پھر اس کا دوبارہ جمع ہونا دشوار
ہے جو کلیان ہوا سے گرجاتی ہین دوبارہ شاخ پر نہین لگ سکتین -

افغانون نے شیرشاہ کی تقریر سنکر عرض کیا کہ آپ نے نہایت شفقت سے ہماری
پرورش کی ہے - ہم بھی لڑائی مین خدمتگذاری اور جان سپاری مین دریغ نکرین گے
شیرشاہ نے یہ سنکر امرا کو رخصت کیا اور خود لشکر کو لے کر آگے بڑھا - ادھر بادشاہ
ہمایون نے اپنے لشکر کو جس کی تعداد چالیس ہزار تھی اس طرح مرتب کیا -

ہراول (مقدمتہ الجیش) مرزا عسکری بادشاہ ہمایون کا بھائی معہ اور امیرون کے

قول (قلب) مین - بادشاہ ہمایون معہ بڑے بڑے امیرون کے

برانغار (میمنہ) مین - یادگار ناصر مرزا (بادشاہ ہمایون کا چچازاد بھائی) معہ اور
امیرون کے -

جرانغار (میسرہ) مین - مرزا ہندال - (بادشاہ ہمایون کا بھائی) معہ اور امیرون کے

بعد ترتیب صفوف دونو بادشاہون لڑائی شروع ہوئی۔

شیرشاہ کے مقدمۃ الجیش نے جسکا سپہ سالار خواصخان اور برمزید گور تہا۔ بادشاہ

کے مقدمۃ الجیش کو جسکا سپہ سالار مرزا عسکری تہا شکست دی

بادشاہ ہمایون کے میسرہ نے جسکا سپہ سالار مرزا ہندال تہا۔ شیرشاہ کے میمنہ کو جسکا

سپہ سالار جلالخان شیرشاہ کا فرزند تہا۔ شکست دی۔ مگر یہ چار آدمی قایم رہے۔

جلالخان فرزند شیرشاہ۔ میان ایوب شروانی۔ غازی بجلی۔ محمد گنگور۔

شیرشاہ نے جب دیکھا کہ اوسکے میمنہ نے شکست کہائی۔ تو اوس نے اپنے میمنہ

کی مدد کو جانا چاہا۔ قطب خان لودی ساہو خیل للکارا۔

خبردار اپنی جگہ کو نچھوڑنا ورنہ لوگ سمجہین گے کہ لشکر قلب کو بہی شکست ہوئی

سیدہے دشمن کی فوج مین بڑہے چلے جاؤ۔

شیرشاہ نے قطب خان کے کہنے سے متنبہ ہوکر سیدہا حملہ کیا اور بادشاہ ہمایون کے

میسرہ کو جس نے اوسکے میمنہ کو شکست دی تہی۔ شکست دی اور وہ بہاگ کر

قلب لشکر مین بادشاہ کی پناہ مین چلا گیا۔

شیرشاہ کے میمنہ نے اپنے آپکو سنبہالا اور پلٹ کر حملہ کیا اور بادشاہ کو جا گہیرا بادشاہ

کے آس پاس ستائیس امیر کہڑے تہے۔ جن کے پاس علم و تو غ تہے اونہون نے

جب دیکھا کہ شیر شاہ نے حملہ کیا تو اونہون نے اس خوف سے کہ شیر شاہ اون پر نہ پل پڑے اپنے اپنے توغون کو چھپا دیا۔

غرضکہ شیر شاہ کے بیٹون اور امیرون کی بہادری سے بادشاہ ہمایون کو شکست دی۔ اس لڑائی مین ہیبت خان نیازی اور خواص خان کی شمشیر آبدار نے خوب جوہر دکھائے۔

بادشاہ ہمایون شکست کھا کر دریا پر گیا پُل کو ٹوٹا ہوا پایا حیران تھا کہ دریا کو کیونکر عبور کرے کہ اوسکی نظر ایک بادشاہی بڑے ہاتھی پر جا پڑی جسپر ایک خواجہ سرا کافور نامی سوار تہا بادشاہ نے سوار ہو کر فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی کو دریا مین ڈال فیلبان نے عرض کیا ہاتھی دریا مین ڈوب جائے گا۔

خواجہ سرا نے چپکے سے بادشاہ کے کان مین کہا۔

یہ نمکحرام کمین حضور کو دشمنون مین نہ پہنسا دے بہتر ہے کہ اس موذی کا سر اوڑا دیجیے مین ہاتھی ہانک لون گا مجھے ہکانا آتا ہے۔

یہ سنتے ہی بادشاہ نے فیلبان کا سر اوڑا دیا خواجہ سرا فیلبان بنا اور بادشاہ کو دوسرے کنارے پر اُتار دیا۔

بہت سے امیر جو بادشاہ کے ساتھ تھے وہ زرہ بکتر کے بوجھ سے دریا مین ڈوب

گئے غرضکہ بادشاہ کے ساتھ سات ہزار آدمی تھے جب دریا سے نکلے تو ساٹھ

تھے شیر شاہ نے ہمایون کو شکست دے کر اپنا وقت فتح کی خوشی مین ضایع

نہین کیا اوسنے شجاعت خان (یہ خطاب شیر شاہ نے دیا تھا اصل نام اسمعیل

سور ہی ہے اسکو شیر شاہ کا بنور سے ساتھ لایا تھا) کو جو ملک بہار و رہتاس مین فوجدار

تھا لکھا کہ وہ جا کر گوالیر کا محاصرہ کرے شجاعت خان نے اس فرمان کی تعمیل مین

قلعہ گوالیر کا جا کر محاصرہ کیا۔

برمزید گور کو لشکر دے کر بادشاہ ہمایون کے تعاقب مین بھیجا اور کہدیا کہ بادشاہ

سے لڑنا نہین۔

ناصر خان کو فوج دے کر سنبل کے انتظام کے لئے روانہ کیا اور خود آگرہ کی طرف چلا

بادشاہ ہمایون شیر شاہ کا عزم آگرہ کا سنکر آگرہ سے عازم لاہور ہوا۔

شیر شاہ نے آگرہ مین پہونچکر برمزید گور کو سخت ملامت کی کہ اوسنے ناحق مغلون کو کیون

قتل کیا جو آگرہ مین رہگئے تھے اور اوسکو اور خواصخان کو بادشاہ ہمایون کے تعاقب مین

بھیجا اور حکم دیا کہ بادشاہ ہمایون سے لڑنا نہین پچاس کوس دور سے رہنا۔

اسکے بعد شیر شاہ آگرہ سے چلکر دہلی مین آیا یہان سنبل کے مخادیم و رعایا نے ناصر خان

کے ظلمون کی شکایت کی اوسنے بجاے ناصر خان کے عیسیٰ خان گھکور کو مقرر کیا

علاوہ سنبل کے۔ کانٹ۔ کولا اوسکی جاگیر مین دے کر حکم دیا کہ پانچہزار سوار اپنے پاس رکھے اور ناصر خان کو بھی اپنی خدمت مین رہنے دے۔

عیسے خان گھگور جب سنبل مین آیا تو اوسنے دیکھا کہ ناصر خان نے بیرم خان (یہ بیرم خان وہی ہے جس کو بادشاہ ہمایون نے اکبر کا اتالیق مقرر کیا تھا اور اکبر نے خانخانان کا خطاب دیا تھا) کو پکڑ رکھا ہے جو بادشاہ ہمایون کی شکست کے بعد لشکر شاہی مین تفرقہ پڑنے سے عبدالوہاب پسر میان عزیز اللہ رئیس سنبل کے پاس آگیا تھا۔ عبدالوہاب نے بخوف ناصر خان لکھنو کے راجہ متر سین کے حوالہ کر دیا مگر جب ناصر خان کو اطلاع ہوئی تو اوسنے راجہ متر سین سے حاضر کرا لیا اور اوسکے مارنے کے درپے تھا کہ عبدالوہاب نے عیسی خان گھگور کے پاس جا کر کہا کہ اسد بیرم خان کو ناصر خان کے پنجہ سے چھڑا لے عیسی خان گھگور نے بیرم خان کو ناصر خان سے لے لیا اور لکھنو کے راجہ متر سین سے ضمانت لیکر کہ جب وہ شیر شاہ کے پاس جاوے تو بیرم خان اوسکے ساتھ جاوے بیرم خان کو راجہ متر سین کے حوالہ کیا۔

شیر شاہ دہلی سے سرہند گیا اور صوبہ سرہند خواصخان کے سپرد کیا خواصخان نے اپنے غلام بھگونت کو اپنا نائب بنا کر سرہند مین چھوڑا۔

سرہند سے شیر شاہ عازم لاہور ہوا ہنوز لاہور سے تین منزل ورے تہا کہ اوس کو
معلوم ہوا کہ مرزا کامران کوہستان جود کے راستہ کابل چلا گیا - اور بادشاہ
ہمایون دریاے سندہ کے کنارے کنارے بہکر اور ملتان کو چلا گیا تو وہ لاہور
کو چہوڑ کر خوشاب مین آیا عیسیٰ خان نیازی اور خواصخان کو بادشاہ ہمایون کے
تعاقب مین بہیجا اور حکم دیا کہ بادشاہ ہمایون سے لڑین نہین - اوسکو سرحد ہندوستان
سے نکالکر واپس چلے آئین اور خود خوشاب مین مقیم رہا یہان اوسکے پاس سرآوردہ
قوم بلوچ اسمعیل خان - فتح خان - غازیخان حاضر ہوئے اونکو ملک سندہ عطا کیا -
افغانستان سے ہر قوم وہر قبیلہ کے افغان آنے شروع ہوئے شیخ بایزید شروانی
جو بڑے بزرگ تہے ملنے کو آئے - شیر شاہ نے اونکو ایک لاکہہ ٹنکہ ہندوستان اور
بنگال کے نفیس اقمشہ نذر کئے اور اونکا ملک جو بلوچون نے دبا لیا تہا واپس دلادیا
جو افغان شیر شاہ کی قوم (سور) کے آئے اونہین بہت کچہہ نقد وجنس دیا -
سارنگ خان گہگر اوس کے پاس نہین آیا تہا اسلئے شیر شاہ نے معہ تمام لشکر
کے کوہستان بدہان و کرجہاک کا گشت کیا تا کہ کسی مناسب مقام پر قلعہ تعمیر کرے
جس سے گہگرون پر دباو رہے -
آخر بالناتہ جوگی کے قریب جو دریاے بہٹ سے چار کوس اور لاہور سے ساٹہہ کوس

ہے - قلعہ کے لیے جگہ تجویز کی اور اوسکی تعمیر پر ٹوڈرمل* کھتری باشندہ لاہور کو
مقرر کیا - اور خود گھگروں کے ملک کو تاخت و تاراج کرنے مین مصروف ہوا -

ٹوڈرمل کو قلعہ کی تعمیر کے لئے مزدور نہین ملتے تھے - کیونکہ گھگروں نے
جن کے ملک مین یہ قلعہ تعمیر ہوتا تھا باہم عہد کر لیا تھا کہ وہ قلعہ پر مزدوری نہ کرینگے
ٹوڈرمل نے بذریعہ عرضداشت کے اس امر کی اطلاع شیر شاہ کو دی اوس نے
لکھ بھیجا کہ طمع زر کے سبب میرے حکم کو ملتوی نہ رکھو اس حکم کے آنے پر ٹوڈرمل
نے کہدیا کہ جو مزدور ایک پتھر لائے گا اوس کو فی پتھر اشرفی دی جائے گی -
پھر تو ہزاروں مزدور گھگر آ گئے - چند روز کے بعد بجائے اشرفی کے ایک روپیہ کر دیا
اور پھر ایک ٹنکہ رہ گیا - اور قلعہ بلاگت چالیس لاکھ پچیس ہزار تعمیر ہو گیا - جس کا نام
قلعہ خرد رہتاس رکھا گیا -

* یہ وہی ٹوڈرمل ہے - جو بطفیل تعلیم شیر شاہ کے سنہ ۹۸۴ھ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا وزیر ہوا - اور
سنہ ۹۹۱ھ مین وکیل مطلق ہو کر انتظام امورات مالی و ملکی کے چند ضابطہ جدید بذریعہ فرمان شاہی جاری
کئے - سنہ ۹۹۲ھ مین اکبر بادشاہ ٹوڈرمل کے گھر گیا - اور اوس کی عزت افزائی کی - لکھتے ہین کہ ابوالفضل
کی اس سے نہین بنتی تھی - ایک روز ابوالفضل نے اسکی شکایت بادشاہ سے کی - جس کا جواب ملا
نو آختہ را نمیتوان برانداخت - سنہ ۹۹۸ھ مین اوسکی زندگی ختم ہوئی -

یہان سے شیر شاہ۔ خواصخان۔ اور عیسی خان نیازی کو قلعہ رہتاس مین چھوڑ کر بنگالہ گیا۔ بعد انتظام ملک بنگالہ۔ اگرہ مین آگیا۔

مالوہ کی فتح

شیر شاہ کے پاس اگرہ مین شجاعت خان کی گوالیر سے (جس کو ملک بہار سے قلعہ گوالیر کے محاصرہ کے لیے بھیجا گیا تھا) عرضداشت پہونچی کہ محمد قاسم حاکم گوالیر سے (امراے اعظم بادشاہ ہمایون سے تھا) یہ شرائط ٹھیرے ہین۔ کہ قلعہ گوالیر افغان لے لین۔ اور بادشاہی لشکر مین مغلون کو آنے جانے دین۔ اور بادشاہ جس وقت یہان آے محمد قاسم کو روبرو پیش کیا جاے اور قلعہ گوالیر بادشاہ جس کو کہے اوسکو حوالہ کیا جاے۔

شیر شاہ نے اسپر یہ حکم لکھا کہ مین براستہ گوالیر منڈو جاؤن گا۔ کہ منڈو کے حاکمون سے (ان کی تفصیل نام بنام پیچھے لکھی گئی) انتقام لون کہ اونون نے میرے بیٹے (قطب خان) کے گلے پر چھری پھروائی۔ اور خود بیٹھے ہوئے تماشا دیکھا کیے اسوقت محمد قاسم کو میرے روبرو پیش کرنا۔

سنہ ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء کو شیر شاہ بارادہ تسخیر ملک مالوہ سوار ہوا۔ جب گوالیر مین پہونچا تو محمد قاسم

نے قلعہ گوالیر حوالہ کیا - شیر شاہ نے اسکو حسب معاہدہ اپنے لشکر مین جگہ دی -

منزل گاگرون مین شجاعتخان نے بھیاپورن مل - نائب ریاست رائسین کو پیش کیا شیر شاہ نے اوسکو سو گھوڑے اور سو خلعت دیکر رخصت کیا -

سارنگ پور مین - ملوخان (غلام شاہان خلجی) حاکم مندو - اجین - سارنگ پور شیر شاہ کے پاس حاضر ہوا -

اجین مین - سکندر خان میانی حاکم ستواس نے شیر شاہ کے پاس حاضر ہو کر اطاعت قبول کی - شجاعتخان کو شیر شاہ نے حاکم مندو بنایا - اور ملوخان کے لئے کالپی تجویز کی - مگر پھر کسی وجہ سے - ملوخان بھاگ گیا - شیر شاہ نے شجاعتخان کو اوسکی گرفتاری کے لئے مامور کیا - مگر شجاعت خان ناکام رہا - اس سبب سے شیر شاہ شجاعت خان سے سخت ناراض ہوا - اور اوس سے منڈو لیکر ستواس اور ہنڈیا جو سکندر خان میانی کے پاس تھے - اور جن کا محصول چار ہزار سوارون کا وظیفہ تھا عطا کئے -

دریاخان - وزیر - بادشاہ محمود گجراتی - بادشاہ محمود سے ناراض ہو کر شیر شاہ کے پاس چلا آیا تھا - شیر شاہ نے اوسکو اجین مرحمت کی -

عالم خان - امیر بادشاہ محمود گجراتی لوجودہ بھی بادشاہ محمود سے ناراض ہو کر شیر شاہ

کے پاس آگیا تھا۔ سارنگ پور عنایت کیا۔ اور حاجی خان کو اس ملک کا فوجدار

مقرر کرکے قہروہار اوسکی جاگیر دیا۔ شیر شاہ ہنوز اجین مین ہی تھا۔ کہ عیسی خان

گنگور حاکم سنبل نے بیرم خان ترکمان کو پیش کیا۔

بیرم خان خانخانان کا شیر شاہ کے سامنے پیش ہونا

(بیرم خان کے سنبل مین آنیکا حال پہلے لکھا گیا ہے) شیر خان نے غصہ کے

لہجہ سے پوچھا کہ

اسقدر دن کہان رہا۔

عیسی خان نے عرض کیا۔ حضور

مہی کمال کے گھر۔ (سنبل مین تھا)

شیر شاہ نے یہ جواب سنکر کہا۔ افغانون نے قرار دیدیا ہے کہ جو قصور وار مہی کمال

کے گھر مین پناہ لے اوسکا قصور معاف کیا جائے گا۔ مینے بھی بیرم خان کا قصور

معاف کیا۔

مولف ۔ مینے وعدہ کیا تھا کہ بادشاہ ہمایون کی مروت کا جو اوس نے

سیف خان اجا خیل شروانی کی جان بخشی مین کی تہی ملاحظہ کیجئے سیف خان

کا حال گذر گڑہی پر) شیر شاہ کی مروت کے ساتھ سنجیدگی سے مقابلہ کرونگا لہذا اوسکا ایفا کرتا ہون۔

بادشاہ ہمایون نے جان بخشی۔ ایک زخمی ادہ موئے سپاہی (سیف خان) کی۔ کی تھی۔ جو کسی شمار مین نہ تہا۔

اور شیر شاہ نے جان بخشی ایک ایسے امیر کی۔ کی۔ جو تندرست اور مشہور بہادر (بیرم خان ترکمان) اتھا۔ ناظرین خود محاکمہ کرسکتے ہین کہ مروت کس کو کہتے ہین۔

شیر شاہ جب بیرم خان کا قصور معاف کرچکا تو عیسی خان نے عرض کیا۔ کہ حضور نے بیرم خان کا قصور تو مہی کمال کی خاطر معاف کردیا میری خاطر سے اوسکو خلعت و گھوڑا اور اوسکے رہنے کے لئے محمد قاسم کے خیمہ مین۔ جس نے ابھی قلعہ گوالیر حوالہ کیا ہے اجازت عطا فرمائی جائے۔

بیرم خان کا شیر شاہ کی لشکر سے بہاگنا

شیر شاہ نے دونو باتونکو منظور کیا۔ اسکے بعد شیر شاہ نے اُجین سے سفر کیا۔ تو بیرم خان اور محمد قاسم گجرات کو بھاگ گئے۔ محمد قاسم تو راستہ مین مارا گیا اور بیرم خان بامداد شیخ گدائی

ؔ شیخ گدائی شیخ جمال کنبو شاعر باکمال مصاحب سلطان سکندر کا فرزند ہے۔

بادشاہ ہمایون کی خدمت مین حاضر کیا۔

یہ بھی لکھنا بے محل نہو گا کہ جب بادشاہ ہمایون دوبارہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا اور اوس کی وفات کے بعد اکبر بادشاہ کے زمانہ مین بیرم خان خانخانان ہوا تو اوسنے عبدالوہاب شیخ گدای - مقرسین پر بڑے بڑے احسان کئے۔ کسی نے عیسیٰ خان سے بھی جو اوسوقت زندہ تھا۔ کہا کہ آپ بیرم خان کے پاس کیون نہین جاتے عیسیٰ خان نے جواب دیا کہ کسی دنیوی غرض کے لیے مین ترکمان کے آگے نہین جاؤن گا۔ بیرم خان سے بھی جب اوسکے دوستون نے پوچھا کہ آپ پر عیسیٰ خان نے کوئی احسان کیا ہے تو بیرم خان نے کہا کہ اوسنے میری جان بچائی ہے۔ اگر وہ میرے پاس آئے تو مین اوسکے آنے کو فخر سمجھون گا - اور اگر مین شیر شاہ سے زیادہ نہ دے سکون گا تو سنبل تو اوس کو ضرور دیدون گا - اگر بیرم خان عیسیٰ خان کے احسان کے بدلے خود اوسکے گھر جاتا تو بھی عیسیٰ خان کے احسان کا معاوضہ نہین ہو سکتا۔ افسوس کہ امارت مانع رہی - شاباش ہے عیسیٰ خان کی غیرت پر۔

شیر شاہ اجین سے چلکر رتنبھور کی طرف آیا - یہان عثمان نے جو ملو خان کی طرف سے حاکم رتنبھور تھا حاضر ہوکر اطاعت قبول کی - شیر شاہ قلعہ رتنبھور اپنے فرزند عادل خان کے سپرد کرکے آگرہ مین آگیا۔

شیر شاہ کے مالوہ سے چلے آنے کے بعد۔ نصیر خان برادر سکندر خان میانی۔ سابق حاکم ستورس وغیرہ سنے۔ چھ ہزار سوار اور دو سو ہاتھی سے شجاعت خان پر اس واسطے چڑہائی کی کہ ستواس وغیرہ اوسکے قبضہ سے نکال لے۔ شجاعت خان بھی دو ہزار سوار لے کر نکلا۔ اور نیل گڈہ کے مقام پر دونون کا مقابلہ ہوا۔ نصیر خان کے لشکر مین سے تین آدمیون نے باہم عہد کیا تھا کہ شجاعت خان کو زندہ پکڑ لین گے۔ لڑائی کیوقت وہ اپنے ارادہ مین کامیاب بھی ہوئے۔ مگر شجاعت خان زخمی ہو کر اِن تینون کے پنجے سے نکل گیا اور دلیرانہ مقابلہ کر کے نصیر خان کو شکست دی۔ اوس کے دو سو ہاتھی شجاعت خان کے ہاتھ آئے۔ اور وہ فتح پا کر ہنڈیا مین چلا آیا۔ اوسکے آتے ہی خبر آئی کہ ملو خان نے غازی خان فوجدار کو قلعہ منڈو مین آگھیرا شجاعت خان یہ سنکر غازی خان کی مدد کو دو سو ہاتھی ساتھ لیکر گیا۔ اور ملو خان کو لڑ کر بھگا دیا۔

شیر شاہ کو ملو خان کے بھاگنے کا حال معلوم ہوا تو اوسنے فی البدیہ کہا

شیر شاہ — بابا چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی

عبد الحی فرزند جمال کنبو دہلوی نے دوسرا مصرعہ کہا۔ قولیست مصطفیٰ است لاخیر فی العبیدی

اور شجاعت خان کو اس شجاعت کے صلہ مین۔ اوجین۔ سارنگپور۔ مانڈو۔ سندلور جاگیر مین دیا۔

حاجیخان فوجدار مندو کو اپنے پاس بلا کر منصب بارہ ہزاری عطا کیا۔ ملک ستو اسں
شمس خان بہار خان۔ منیر خان نیازیون کو جو شجاعت خان کے عزیز تھے عطا کیا۔ گویا
اب شجاعت خان نیازی تمام ملک منڈو کا مالک ہو گیا۔

سنہ ۹۵۰ھ کو شیر شاہ یہ سنکر کہ بھیا پورنمل۔ نائب ریاست رائسین دو ہزار مسلمان عورتون
کو پاتر بنا کر بازارمین نچواتا ہے۔ جوش حمیت سے عازم منڈو ہوا اور جاتے ہی قلعہ مذکور
کا محاصرہ کرلیا۔

اثنار محاصرہ مین خواصخان کی قلعہ رہتاس سے عرضداشت پہنچی کہ اوسمین اور ہیبت خان
نیازی مین نہین بنتی حضور دو تو مین سے ایک کو اپنے پاس بلالین۔

شیر شاہ نے خواصخان کو اپنے پاس بلالیا۔ اور ہیبت خان نیازی کو پنجاب کا حاکم در
فتح جنگ کو اوس کا مددگار مقرر کیا۔ اور ہیبت خان نیازی کو لکھا کہ

بلوچون کو شہر ملتان سے نکالکر شہر کو آباد کرے۔ فتح خان جٹ باشندہ
کوٹ کمبولہ کو جو لاہور سے دہلی تک راہزنی کرتا ہے گرفتار کرے۔

ہیبت خان نے اس حکم کی تعمیل مین فتح خان جٹ اور ہندو بلوچ اور بخشو لنگاہ کو گرفتار
کرلیا۔ اسکے بعد ملتان مین آیا۔ اور بلوچون کے قبضہ سے نکالکر اوسکی آبادی مین
کوشش شروع کی۔ اوسکے باشندون کو جو کہین کہین چلے گئے تھے بلا کر از سر نو

آباد کیا۔ اور بذریعہ عرضداشت اپنی کارگذاری کی اطلاع شیر شاہ کو کی۔

شیر شاہ ہیبت خان نیازی کی عرضداشت سنکر بہت خوش ہوا۔ اور اوسکو مسند عالی اعظم ہمایون کا خطاب دیکر سراپردہ سرخ (نشان امارت) عطا کیا۔ اور لکھا کہ ملتان کی اراضی کا محصول بٹائی سے لیا جاے۔ فتح خان جٹ۔ ہندو بلوچ کو قتل کردے بخشو لنکاہ کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے اور ملک اسکا اوسی کے نام بحال رکھے رہنے دے۔

اس فرمان کے پہونچنے پر ہیبت خان نے اون دونون کو قتل کر دیا اور ملتان مین فتح جنگ خان کو چھوڑکر لاہور مین آیا۔ فتح جنگ نے ملتان کے درمیان ایک شہر شیر گڈھ آباد کیا۔ اور سکناے ملتان کو خوش رکھا۔

شیر شاہ معاملات پنجاب کو فیصل کرکے قلعہ رایسین کی فتح پر متوجہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ کوئی افغان قلعہ کے پاس نہ جاے۔ مین اسکو حسن تدبیر سے فتح کرون گا۔ یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر مین جسقدر تانبا ہو اوسکی توپین ڈہالی جائین اس حکم کی تعمیل مین سپاہیون کی پتیلیان رکابیان جمع کین اور جس قدر تانبا بازار سے مل سکا خرید کر توپین تیار کین۔ شیر شاہ کے حکم سے توپون مین گولے بھر کر قلعہ کی دیوار پر مارے جس سے قلعہ کی دیوار شق ہو گئی اور بھیا پورن مل کا دل ہل گیا اور وہ شیر شاہ کی خدمت مین حاضر ہو گیا۔ شیر شاہ نے کہا کہ جن مسلمان عورتون بچون کو تو نے غلام بنایا ہے اون کو حاضر

کردے مین تجکو بنارس کی حکومت دیدون گا -

بھیا پورن مل نے عرض کیا کہ میرے پاس نہ مسلمان کے اہل وعیال - غلام ہین اور نہ مین راجہ ہون - البتہ مین راجہ کا وکیل ہون - جو کچھ آپنے فرمایا ہے مین راجہ سے جا کر کہتا ہون دیکھون وہ کیا جواب دیتا ہے -

شیر شاہ نے بھیا پورن کو جانے کی اجازت دی اوسنے قلعہ مین جا کر اپنے تمام جواہر شیر شاہ کے پاس بھیجکر عذر کیا کہ مین دوبارہ حضور کے پاس آنے کی جرأت نہین کر سکتا جب تک قطب خان بنیت اور حضور کا بیٹا عادلخان میرے ساتھ عہد و پیمان نہ کرین کہ مجکو کوئی ضرر نہین پہونچایا جائے گا تو مین معہ اہل وعیال کے قلعہ سے اوترآتا ہون -

شیر شاہ نے قطب خان بنیت اور عادلخان کو بھیجدیا - بھیا پورنمل ان سے عہد و پیمان کر کے چلا آیا - اور قطب خان کے کھنے پر اس کے لئے شیر شاہ نے اپنے لشکر مین جگھہ تجویز کی -

چند روز کے بعد چندیری کی معزز خاندان کی عورتون نے شرم کا برقعہ اوتار کر شیر شاہ کو سر راہ پکڑا اور کھنے لگین کہ

شیر شاہ تو نہین جانتا کہ پورن مل نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا اوس

ہمارے خاوندون کا گلا کاٹا۔ ہم کو لونڈی بنایا۔ ہماری کنواری لڑکیونکو پاتر بناکر گلی گلی کوچے کوچے نچوایا۔ تمام مال و اسباب چھین لیا۔ ہم رات دن یہی دعا مین تہے کہ خدا حاکم مسلمان پیدا کرے۔ اور ہمپر جو ظلم و تعدی ہوا ہے اوسکی مکافات کرے ہماری دعا قبول ہوئی۔ کہ خدا نے تجھ جیسے دیندار کو بادشاہ بنایا اگر تو آج ہمارا انصاف نہین کرے گا کل خدا کو کیا مونہہ دکھائے گا۔ قیامت کا دن ہوگا۔ ہمارا ہاتھ اور تیرا دامن ہوگا۔

شیر شاہ ان مصیبت زدون کے بین سنکر رونے لگا اور کہا کہ مین مسلمان ہون اس لئے لاچار ہون کہ بھیا پورن مل سے پہلے عہد و پیمان کر چکا ہون اوسکو توڑ نہین سکتا۔

عورتون نے کہا۔ کہ تو اپنے مذہب کے علماء سے پوچھ۔ کہ ایسے شخص سے عہد و پیمان کا قایم رکھنا درست ہے یا اوسکا توڑنا شرعًا جائز ہے۔

لشکر مین سید رفیع الدین اور اور علماء موجود تھے۔ بلائے گئے اور اون سے فتویٰ لیا گیا مولویون نے پورن مل کے قتل کا فتویٰ دیا۔

شیر شاہ لشکر کو لیکر بھیا پورن مل کے سر پر جا چڑھا۔ پورن مل عہد و پیمان کے بھروسے پر بے فکر تھا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ اوس کے خیمہ کو لشکر گھیر رہا ہے تو

وہ اپنی پیاری بیوی اتنا دلی کے پاس گیا۔ اور اوسکا سر کاٹ کر۔ اور اوسکے بال
پکڑکر راجپوتون کو دکھایا۔ اونھون نے بھی پورنمل کی تقلید کی اور پھر سورماؤن کیطرح
بہادری سے لڑکر طرفۃ العین مین سب فنا ہو گئے۔
شیر شاہ نے قلعہ رائسین منشی شہباز خان اجاخیل شروانی کو عنایت کیا۔ اور خود آگرہ
مین آگیا۔ بعد انقضائے موسم برسات کے شیر شاہ نے امیرون سے کہا۔
کہ ملک ہند سے تو اب خاطر جمع ہوگئی یہان کوئی خار راہ باقی نہین رہا
بادشاہ کو چاہیے کہ وہ اپنی علو ہمت کے آگے ساتون ولایتون کو مختصر
جانے اگر ایک ولایت ہاتھ آجائے تو دوسری ولایت کی تسخیر کی ہمت
کرے محنت و ریاضت سے خوف نکرے۔ رعایا کی راحت کے
لئے اپنی آسایش کو دور کرے۔
اس لئے میرا ارادہ ہے کہ ملک مارواڑ کے راجہ مالدیو سے جس نے
قدیمی راجہ کو قتل کرکے ملک مارواڑ لے لیا ہے جنگ کرون۔
امرا نے عرض کیا۔ کہ آپ کا ارادہ عین صواب ہے۔ جب یہ رائے قرار پائی تو
سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء کو شیر شاہ نے حکم دیا کہ اوس کا لشکر اسی ہزار ناگور۔ اجمیر۔ جودہ پور کیطرف
سفر کرے۔

جب یہ لشکر آگرہ سے چلکر فتحپور سیکری مین پہونچا تو شیر شاہ نے حکم دیا کہ لشکر ایسا مسلح مرتب ہوکر چلے۔ جیسا کہ لڑائی کے لئے چلتا ہے۔ ہر منزل مین قلعہ اور خندق بنائے جایین۔ اثنا راہ مین ایک منزل ریگستان مین ہوئی ہرچند کوشش کی ریتہ کا قلعہ نہ بن سکا۔ شیر شاہ کے پوتے محمد خان فرزند عادل خان نے کہا کہ تھیلون مین ریتہ بھر کر اور اون کو ایک دوسرے پر رکھکر قلعہ بنایا جاے اس تدبیر سے قلعہ بن گیا۔ شیر شاہ نے اس حسن تدبیر پر پوتے کو شاباش دی۔

شیر شاہ جب غنیم کے نزدیک آیا تو وہ یہ چال چلا کہ ہندی خط مین مالدیو کے امرا کی طرف سے اپنے نام اس مضمون کے خط لکھوائے کہ

ہم اس راجہ کے قہر وغضب کے خوف سے سرتابی کرکے برسون کا بغض نکالین گے اور لڑائی کے وقت اوس کو گرفتار کرکے تیرے حوالہ کرین گے حضرت بادشاہ کچھ فکر و اندیشہ نکرے۔

اور ان خطون کو خریطہ مین بند کرکے اپنے آدمی کو دیئے۔ کہ جب مالدیو سوار ہو تو اوس کے راستے مین خریطہ کو اس تدبیر سے ڈالے کہ راجہ کو مطلق خبر نہو۔

اس نے شیر شاہ کے ہدایت کے موافق عمل کیا۔ اتفاقاً وہ خریطہ راجہ مالدیو کے وکیل کی نظر پڑ گیا اوسنے راجہ مالدیو کے سامنے پیش کردیا۔

راجہ مالدیو کو وراثتاً تو یہ ملک ملا ہی نہ تھا۔ قدیمی راجہ کو مغلوب کر کے حاصل کیا تھا
اس سلئے وہ زمینداروں امیروں سے بدگمان رہتا تھا۔ ان خطوں نے اوسکی
بدگمانی کو اور ترقی دی۔ اس سلئے اوس نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ ہرچند
امیروں نے سمجھایا کہ آپ کیا کرتے ہین مگر اوس نے ایک نہ سنا۔ جب ان
امیروں کو خطوں کے مضمون سے اطلاع ہوئی تو اون کو اس تہمت بیجا کا سخت
قلق ہوا۔ اور اونہوں نے راجہ سے کہا کہ اب ہم اس تہمت کے مٹانے کیلئے
ہمت دکھاتے ہین حیف ہے کہ ہم راجپوتوں پر بیوفائی کا نام آئے یہ کہکر چند
سرداروں نے جنمین گوہا۔ اور جے چندیل بڑے سورما تھے۔ دس ہزار سوار لیکر
شیرشاہ کے لشکر پر ایسی بہادری سے حملہ کیا کہ قریب تھا کہ افغانوں کو شکست
ہو جائے اس وقت شیرشاہ بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا ایک سپاہی نے کہا کہ تو
بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑھتا ہے اور لشکر کو شکست ہو رہی ہے۔ شیرشاہ نے سپاہی
سے تو کچھ نہین کہا۔ اشارہ سے گھوڑا منگایا۔ سوار ہوتے ہی خبر آئی کہ خواص خان
نے گوہا۔ اور جے چندیل کو معاون کے سپاہ کے مار ڈالا۔ شیرشاہ نے جب ان
راجپوتوں کی بہادری کا حال سنا تو کہنے لگا خیر گذری ورنہ۔

براے یکمشت ارزان سلطنت ہند از دست رفتہ بود۔

یہ مقولہ شیر شاہ کا معنی خیز ہے - کیا معنی کہ مارواڑ مین غلہ باجرہ زیادہ پیدا ہوتا ہے

شیر شاہ نے اسکے بعد خواص خان اور عیسی خان نیازی کو ملک ناگور کی تسخیر پر متعین

کیا خواص خان نے قلعہ جودہ پور کے قریب ایک شہر آباد کیا اور اوس کا نام خواص پورہ

رکھا اور کل ملک ناگور - اجمیر - جودہ پور - اور مارواڑ کے اکثر اضلاع پر قبضہ کیا - مالدیو

کو ان خطون کا حال معلوم ہوا کہ وہ جعلی تھے تو اوسکے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور وہ گجرات

کی سرحد پر قلعہ سوانہ مین چلا گیا -

شیر شاہ مارواڑ سے راجہ چتوڑ کو مطیع کرتا ہوا کچھواڑہ مین آیا - یہان عادل خان فرزند

کلان - شیر شاہ نے باپ سے رنتھنبور جانے کی اجازت مانگی - شیر شاہ نے کہا کہ

تیری خاطر اجازت دیتا ہون وہان زیادہ دن نہ ٹھیرنا -

قلعہ کالنجر کی فتح اور شیر شاہ کی وفات

شیر شاہ کچھواڑہ سے کالنجر کے راجہ سے لڑنے کو چلا - جسکا سبب یہ تھا کہ شیر شاہ

نے بیر سنگہ دیو بندیلہ کو دربار مین بلایا تھا وہ دربار مین نہ آیا اور کالنجر کے راجہ کے

پاس چلا گیا - شیر شاہ نے کالنجر کے راجہ کیرت سنگہ کو لکھا کہ اس باغی کو ہمارے پاس

بھیجدو - راجہ نے اوسکے بھیجنے سے انکار کیا - اور جب شیر شاہ قلعہ کالنجر کے قریب

آیا - تو کیرت سنگہ اوسکے استقبال کو نہ آیا - اسلئے شیر شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کالنجر کا محاصرہ کیا جاے اور اوسکے گرد ایسے اونچے اونچے مورچے بنوائے کہ قلعہ کے اندر گھرون مین آدمی پھرتے ہوئے نظر آتے تھے جنکو افغان پتھر مارتے تھے -

آٹھوین ربیع اولاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ع کو شیر شاہ نے کھانا منگایا شیر شاہ نے کھانے سے فارغ ہوکر دریا خان لوحانی کو حکم دیا کہ آگ سے بھرے ہوئے حقے لائے اور خود مورچہ پر جاکر کچھ تیر چلائے کہ اتنے مین دریا خان لوحانی حقے لے آیا - شیر شاہ بھی مورچے سے نیچے اتر آیا - اور حقون کے پاس آکر کھڑا ہو گیا - اتفاقاً ایک حقہ قلعہ کی دیوار سے ٹکر کھا کر اولٹا حقون کے ذخیرہ مین آگرا جس کے سبب تمام حقون مین آگ لگ گئی - اوسکے شعلون مین شیر شاہ مع شیخ خلیل وملا نظام دانشمند اور اور آدمیون کے جل گیا - اگرچہ شیر شاہ کا اس صدمہ سے لبون پر دم تھا مگر پھر بھی امیرون کو فتح قلعہ کی ترغیب دیتا تھا - اوسکی ترغیب کا یہ اثر ہوا کہ امیرون نے جی توڑ کوشش کی اور مغرب کے وقت قلعہ فتح ہو گیا - (راجہ کیرت سنگہ ایک مکان مین گھرا رہا - رات بھر اوسکی نگرانی قطب خان کرتا رہا - مگر جب امیرون نے نگہبانی مکان مذکور سے اوٹھالی تو راجہ کیرت سنگہ نکل کر بھاگ گیا اور دوسرے روز صبح کو زندہ گرفتار ہو گیا) شیر شاہ کو جب مژدہ فتح قلعہ سنایا گیا تو اوسکے چہرہ پر بشاشت

کے آثار نمایاں ہوئے آخر اسی صدمہ سے ۔ اربیع الاول ۹۵۲ھ مطابق مئی ۱۵۴۵ء کو سرائے فانی سے منزل جاودانی کو کوچ کیا ۔

قطعہ تاریخ وفات

شیر شاہ کہ از مہابت او | شیر و بز آب را بہم مے خورد
چون برفت از جہان بدار بقا | گشت تاریخ او ز آتش مرد
۹۵۲ھ

پندرہ سال امارت اور پانچ سال سلطنت کی ۔ سہسرام مین دفن ہوا ۔ مقبرہ شیر شاہ کا ایک تالاب کے اندر ہے جو عمدہ عمارتون مین شمار ہوتا ہے ۔

شیر شاہ کے خصائل ۔ انتظامات و قوانین و عدل وغیرہ

شیر شاہ کا زمانۂ سلطنت اگرچہ پانچ سال تھا اور وہ بھی زیادہ تر لڑائیون کے نذر ہوا ۔ تاہم وہ انتظام ملک سے غافل نہ تھا ۔ اس تھوڑے عرصے مین جسقدر اوس نے فوجی و ملکی انتظام ۔ رفاہ عام کے کام انسداد جرایم کے قانون ۔ ایصال زر مالگذاری کے ضابطہ جاری کئے وہ تعجبات سے ہین ۔ اسمین شک نہین کہ اوس کو امورات انتظامیہ کے انضباط مین خداداد قابلیت تھی ۔ جس کا عدیل و نظیر مسلمان

بادشاہون مین عمدہ جس سے پہلے تھا نہ اوس سے پیچھے۔

اوسکے عہد مین فسق و فجور۔ عبادت و ریاضت کا مغلوب تھا۔ چوری و راہزنی اوسکی سیاست سے مفقود تھی۔ مملکت آباد۔ رعایا شاد تھی۔ سوداگر سپاہی آسودہ تھے۔ مسافر بلااندیشہ سفر کرتے تھے۔

۱۔ سب سے عمدہ خصلت اوسکی یہ تھی کہ عابد تھا۔

۲۔ وقت کا پابند تھا۔ امورات ملکی خواہ بڑے ہون یا چھوٹے اور انتظام مہمات سلطنت مین وہ خود مصروف رہتا تھا۔ دنیا کے کامون کو مثل عبادت کے کرتا تھا ہر ایک کام کے لیے ایک وقت مقرر تھا۔ اوسنے آدمی مقرر کر رکھے تھے کہ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہے تو اوسکو جگا دین۔ اوٹھ کر پہلے وہ نہاتا پھر تہجد کی نماز اور اوسکے بعد چار گھڑی تک وظیفہ پڑھتا۔ پھر کارخانون کا حساب دیکھتا۔ کارخانون کے منتظم آیندہ کامون کی اطلاع دیتے جسپر وہ لکھتا کہ ہر کارخانہ کے منتظم کو یہ کام کرنا چاہیے۔ وہ اس حکم کو دستور العمل بناتے تھے تاکہ آیندہ اون کو پوچھنا نہ پڑے اتنے مین صبح صادق ہو جاتی۔ وہ وضو کر کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ اس کے بعد امرا سلام کے لیے حاضر ہوتے۔ نقیب عرض کرتا۔ کہ فلان ابن فلان سلام عرض کرتا ہے آفتاب نکلنے کے بعد نماز اشراق پڑھتا۔ پھر امرا و سپاہیون سے پوچھتا کہ تم مین سے کوئی

بغیر جاگیر کے تو نہین۔جس کے پاس جاگیر نہین وہ اُب کہدے۔مہم کے وقت اگر کمے گا سزا پائے گا۔پھر وہ پوچھتا کہ کوئی مظلوم ہے جس کا انصاف کرون۔اس کے بعد

پرانے سپاہیون کی موجودات لیتا۔نئے سپاہیون سے پشتو مین باتین کرتا۔جو سپاہی کہ فصاحت سے باتین کرتا اوس سے کمان کھچواتا۔اگر وہ اس امتحان مین بھی پورا اُترتا تو اوسکو تنخواہ زیادہ دیتا۔اسکے بعد اطراف ملک سے جو خبر لانے آتے اونکو ملاحظہ کرتا۔پھر امرا یا اونکے وکیل غیر سلطنتون کے سفیر حاضر ہوتے۔امرا و عمال کی عرائضات پیش ہوتین اون پر اپنی فراست سے حکم لکھواتا۔

جب ایک پہر اور دو گھڑی دن چڑہتا تو اپنی عادت کے موافق علما و مشائخ کے ساتھ کھانا کھاتا۔دوپہر کو قیلولہ کرتا۔پھر نماز ظہر پڑھکر قرآن شریف پڑہتا۔اِسکے بعد پھر اونہین کامون مین مصروف ہوتا۔

۳۔رفاہ عام کے کامون سے بہت دلچسپی رکھتا تھا۔دور دراز مقامات کے درمیان سڑکین بنوائین۔اون پر دونون طرف میوہ دار درخت لگوائے۔

ایک سڑک قلعہ رہتاس سے جو پنجاب مین ہے۔سنار گانون تک جو بنگالہ مین دریائے شور کے کنارے ہے دوسری سڑک اگرہ سے برہان پور تک جو دکہن

کی سرحد پر ہے۔

تیسری۔ سڑک۔ اگرہ سے جودہ پور وچتوڑ تک۔

چوتھی۔ سڑک لاہور سے ملتان تک۔

ان سڑکون پر پانچ پانچ کوس کے فاصلہ پر سترہ سو سراءین بنوائین جنمین ہندو مسلمانونکے لئے جدا جدا مکان تھے ہر سرا کے دروازہ پر پانی کی سبیل لگی رہتی تھی۔ ہر سرائے مین ہندون کے لئے برہمن رہتا تھا۔ جو ہندو مسافرون کے پینے کے لئے ٹھنڈا پانی اور اشنان کے لئے گرم پانی لاتا۔ بچھونا بچھاتا۔ رسوئی پکاتا۔ گھوڑون کے لئے دانہ گھانس لاتا غرضکہ جو مسافر سرا مین آتا حسب حیثیت کھانے پینے کا سامان۔ مویشیون کے لئے دانہ گھانس مفت سرکار سے پاتا۔

ہر سرا مین ڈاک کے دو گھوڑے رہتے تھے۔ جن کے ذریعہ شیر شاہ کے پاس نیلاب۔ اگرہ۔ بنگال کی سرحدون سے خبرین پونچتی تھین۔

۴۔ منتظم و مدبر تھا۔ ا۔ ظالمون کی سرکوبی کے لئے مظلومون کی حفاظت کے لئے قلعہ تعمیر کرائے۔

ایک قلعہ رہتاس خود بنوایا جس سے گھگرون پر دباؤ رہے۔

دوسرا قلعہ شہر قنوج کو منہدم کرکے بنوایا جس کا نام شیر گڈھ رکھا۔

تیسرا قلعہ - بہرکنڈ مین بنوایا اور اوسکا نام بسن کنڈل رکھا-

چوتھا قلعہ - کوہستان مین بنوایا اور اوسکا نام شیرکوہ رکھا-

۴ - تمام ملک مین بغاوتون کے دبانے سرکشون کو مغلوب کرنے کے واسطے جابجا امرا کو جاگیرین دیکر متعین کیا اور متفرق قلعون مین سپاہ کو رکھا تاکہ انتظام ملک مین خلل نہ پڑے-

۵ - مقنن تہا - وضع قانون کا اوسکو تعجب انگیز ملکہ حاصل تہا-
تمام قوانین محرّرہ شیرشاہی کو اس محل مین لکھنا میری تاریخ کی بساط سے باہر ہے مجبوراً دو چار پر اکتفا کرتا ہون-

ایک قانون داغ ہے جسے امیرون اور سپاہیون کے درمیان دغا اور فریب کو بند کردیا کیونکہ بعض مکار امیرون نے یہ طریق اختیار کرلیا تھا کہ جس وقت اون کا ماہانہ مقرر ہوتا تھا تو وہ بہت سے سپاہی دکھا دیتے تھے اور جب جاگیر پر جاتے تھے تو اون کو علیحدہ کردیتے تھے اور جائزہ کے وقت ادہر ادہر سے پھر اکٹھے کرلیتے تھے اس نقص کے رفع کرنے کے لئے شیرشاہ نے قانون داغ ایجاد کیا اور حکم دیا کہ جس شخص کا چہرہ درج نہو اور گھوڑے کو داغ نہو اوس کو تنخواہ نہ دیجاے-

دوسرا قانون تحصیل زر مالگذاری کا شیرشاہ نے تمام ملک کو ایک لاکھہ سولہ ہزار

پرگنون مین تقسیم کر دیا تھا ہر سال زمین کی پیمایش ہوکر اوسکے موافق اور جنس پیداوار
کے مطابق رعایا سے مالگذاری لیجاتی تھی۔ پیداوار کا ایک حصہ کاشتکار کو اور اوسکا
نصف مقدم کو دیا جاتا تھا۔ جنس پر پیمیع مقرر ہوتی تھی۔ ہر پرگنہ مین ایک امیر ایک
شقہ دار ایک فوطہ دار (خزانچی) اور دو کارکن ایک ہندی خوان دوسرا فارسی خوان
مقرر ہوتا تھا۔

سرکار (ضلع) مین ایک صدر منصف اور صدر شقہ دار ہوتا تھا تاکہ وہ رعیت اور عمال
کے حال سے خبردار رہے اگر کوئی جھگڑا بادشاہی عمال کے درمیان ہو تو اوسکا
فیصلہ کرے تاکہ بادشاہی معاملات مین خلل نہ پڑے۔
اگر رعیت تمرد اور سرکشی کرکے تحصیل زر مین خلل پیدا کرتی تو اوسکو ایسی سزا دیتا کہ اوسکے
فساد کا اثر اوردن تک نہ پہونچتا۔

تیسرا قانون۔ انسداد چوری و راہزنی کا۔ اگر کسی جگہ چوری یا راہزنی ہوتی اور مجرم
گرفتار نہوتا تو حقرسی بقدر مال مسروقہ کے اوس مقدم سے کرائی جاتی کہ جس کے علاقہ
مین وقوعہ ہوا اگر یہ متحقق نہوتا کہ کس مقدم کے علاقہ مین وقوعہ ہوا تو چارون حدود کے
مقدمون سے حقرسی کرائی جاتی اگر بعد اسکے مجرم کسی مقام سے گرفتار ہوجاتا
تو پہلے مقدم کو اوسقدر روپیہ کہ جس قدر اوسنے حقرسی مین دیا تھا اوس مقدم

سے دلایا جاتا کہ جس نے مجرم کو پناہ دی تھی اور مجرم کو شرع کے موافق سزا دیجاتی۔

اگر راستہ پر قتل ہو جاتا اور قاتل پکڑا نہ جاتا تو عامل مقدمون کو قید کرتا اور پھر مہلت دیتا کہ وہ قاتل کو تلاش کرین۔ اگر وہ قاتل پیدا کر دیتے یا پتہ دیتے کہ قاتل فلان جگہ ہے تو مقدمون کو رہا کیا جاتا۔ اور قاتل کی گردن اڑائی جاتی اگر اوس گاؤن کے مقدم جس کی سرحد مین قتل ہوا۔ قاتل کو گرفتار نہ کراتے تو مقدمون کو موت کی سزا دیجاتی۔ ایک دفعہ اٹاوہ کے قریب ایک قطعہ زمین پر پاس کے گاؤن والون مین جھگڑا ہوا اور ایک آدمی قتل ہوا اور یہ نہین ثابت ہوتا تھا کہ کس نے قتل کیا

شیر شاہ نے دو آدمیون کو مامور کیا کہ وہ محل واردات کے قریب جا کر ایک درخت کو کاٹین اور جو شخص منع کرے اوسکو میرے پاس لے آئین۔

جب موقعہ پر جا کر یہ دونون آدمی درخت کاٹنے لگے تو مقدم نے انکو آکر روکا۔ اُنھون نے مقدم کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔

شیر شاہ نے مقدم سے کہا کہ تجکو اتنی دور سے درخت کاٹنے کی تو خبر ہو گئی آدمی کے گلا کاٹنے کی خبر نہ ہوئی۔ یہ کہکر اس گاؤن کے تمام مقدمون کو قید کر دیا اور

حکم دیا کہ اگر تین دن کے اندر قاتل کو پیدا نکرینگے تو ان کو قتل کیا جاے۔ اس حکم

کے ہوتے ہی مقدموں نے قاتل کو پیدا کر دیا۔ اس انتظام سے کہ مقدم یا تو

قاتل کو پیدا کرین ورنہ خود قتل ہون۔ راستون کا وہ انتظام تہا کہ بڑہیا سونا اوچھالتی

چلی جاے کوئی نہین پوچہتا تہا کہ تیرے مونہہ مین کے دانت ہین۔

چوتھا قانون لشکر کے سفر کے وقت رعایا کے تحفظ زراعت کا۔ جب لشکر

سفر کرتا تو منزل پر پہونچکر نقیب منادی کرتا کہ کوئی رعیت کی زراعت کو نقصان نہ پہونچاے

اگر کوئی زراعت کا نقصان کرتا تو وہ اوسکے خود کان کاٹتا اور حکم دیتا کہ جو کچہہ اس نے

زراعت مین سے کاٹا ہے وہ اسکے گلے مین لٹکا کر تمام لشکر مین گشت کرایا جاے

ایکدفعہ ایک شتربان نے اناج کی کچہہ بالین توڑلین تو اوسنے اوسکی ناک مین سوراخ

کرکے بالون کو اوسمین ڈلوایا اور تمام سفر مین اوسکو ٹانگین بندہوا کر سر نیچے ٹانگین اوپر

کئے ہوئے ساتہہ لئے پہرا۔ اگر کسی وجہ سے زراعت کا نقصان ہوتا تو وہ امین کو حکم

دیتا کہ رعایا کو زراعت نقصان شدہ کا معاوضہ دے کر اوسکو راضی کردے۔

۴۔ عادل تہا۔ انصاف مین اپنے اور بیگانے کا لحاظ نہ کرتا تہا۔ اوس کا مقولہ

تہا کہ عدل تمام فضائل مین ایسا محمود ہے کہ وہ سلاطین اسلام اور غیر اسلام کو

پسند ہے۔ کوئی طاعت عدل کے برابر نہین۔ کفر و اسلام دونون عدل کے

مستحق ہین۔ اگر بادشاہون کے عدل کا سایہ مخلوق کے سر سے اوٹھ جاے تو
آبادی خلایق کی جمعیت کا شیرازہ لوٹ جاے اور قوی ضعیف کو پیس ڈالین۔
وہ مہمات ملکی مین خود مصروف رہتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ بادشاہ مہمات ملکی کو حقیر سمجھکر
ارکان دولت کے سپرد کر دیتے ہین۔ اور خود عیش مین مصروف ہو جاتے ہین۔
ارکان دولت طمع دنیوی کے سبب مہمات ملکی کو رشوت پر موقوف رکھتے ہین۔
ملوک زمانہ کے ارکان دولت کی رشوت ستانی نے مجکو بادشاہ بنا لیا ہے۔ بادشاہ
کو لازم نہین کہ وہ وزیر رشوت خوار رکھے رشوت خوار رشوت دہندہ کا دست نگر ہوتا
ہے جس سے صاحب غرض ہو جاتا ہے اور صاحب غرض سے خیر خواہی
مفقود ہو جاتی ہے۔ خود غرضی انصاف پر غالب آجاتی ہے۔
ایمہ و مخادیم سے سلوک۔ اوسکا مقولہ تھا کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ ایمہ و مخادیم کی
مدد معاش مقرر کرے۔ کیونکہ شہرون کی رونق ایمہ و مخادیم سے ہوتی ہے۔
طالب علم۔ مسافر۔ محتاج کہ جنکی رسائی بادشاہ تک نہین ہوتی۔ وہ ان سے
فیض پاتے ہین۔ اور فایدہ اُٹھاتے ہین۔ اور اُنسے مسافر و مساکین کی رفاہیت
ہوتی ہے۔ اور ان سے علم حکمت و علم دین کو ترقی ہوتی ہے۔
افغانون کے ساتھ سلوک۔ افغانستان سے جو افغان آتا تھا اوس کو

زرِ نقد توقع سے زیادہ دیتا تھا - اور کہتا تھا کہ ملک ہند جو میرے ہاتھ آیا ہے اوسمین سے یہ تمہارا حصہ ہے - ہر سال لیجایا کرو - اور اپنی قوم کو افغانستان مین گھر پیچھے آدمیون کے تعداد کے لحاظ سے وظیفہ بھیجا کرتا تھا - اسواسطے کوئی افغان بھوکا ننگا نہ تہا سب اہل نصاب تھے -

مبارز خان شیر شاہ کا بھانجہ - دین کوٹ مین حاکم تھا - اللہ داد سنبلی (سنبل ایک شاخ نیازیون کی ہے) کی لڑکی پر عاشق ہو کر اوسکے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا - سنبلیون نے نکاح سے انکار کیا - کہ وہ ہم کف اوسکا نہین ہے - آخر اس بات پر جھگڑا بڑہا - سنبلیون نے مبارز خان کو قتل کر دیا -

شیر شاہ نے مسند عالی ہیبت خان نیازی اعظم ہمایون کو لکھا کہ تیرے ہم قومون نے تیرے علاقہ (دین کوٹ) مین مبارز خان کو قتل کر دیا ہے - تو جا کر سنبلیون کو سزا دے کہ پھر کسیکو حاکم کے مارنے کا حوصلہ نہو -

جب ہیبت خان نیازی - دین کوٹ مین آیا تو سنبلی کابل جانے کے ارادہ سے حصار کو چلے گئے - اعظم ہمایون کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر وہ کابل چلے گئے تو شیر شاہ سمجھیگا کہ ہیبت خان نے اپنی قوم کی سزا دہی سے دیدہ و دانستہ اغماض کیا - اس لئے سنبلیون کو دم دلاسا دیکر بلایا - اور دو ہزار سنبلیون کو مار کر اونکے

اہل وعیال کو شیر شاہ کے پاس بھیجدیا۔ شیر شاہ قوم کا بہی خواہ تھا۔ اوس نے اعظم ہمایون کو لکھا کہ تو نے برا کیا۔ کہ بادشاہ کی خاطر اپنی قوم کو قتل کر دیا۔ کسی افغان نے ایسی شنیع حرکت نہین کی جیسی کہ تو نے کی ہے۔

مخبر۔ قوانین کی تعمیل کی نگرانی کے واسطے مخبر بھی۔ لشکر اور امرا پر چھوڑے ہوئے تھے۔ اور حکم تھا کہ وہ خفیہ اون امورات کی اطلاع دین۔ جنکی اطلاع مقربان درگاہ کسی مصلحت سے نہین دیتے۔

ایک دفعہ۔ شجاعت خان۔ حاکم مالوہ سے کچھہ سپاہیون کی تقسیم جاگیر کی بابت ناراضگی ہوگئی۔ سپاہیون نے شجاعت خان کی شکایت کے لئے شیر شاہ کے پاس اپنا وکیل بھیجا۔ شیر شاہ کو بھی اس حال کی اطلاع مخبرون نے کی۔ چونکہ حق بجانب سپاہیون کے تھا۔ اس لئے شیر شاہ نے شجاعتخان سے ناراض ہوکر لکھا کہ تیری خیر اسی مین ہے کہ سپاہیون کا وکیل میرے پاس تیری شکایت لیکر نہ آئے اگر وہ آگیا تو تیری جاگیر کو ضبط کر دونگا۔

شجاعت خان نے منت خوشامد کر کے سپاہیون کو رضامند کرلیا۔ اونھون نے وکیل واپس بلالیا۔

باورچیخانہ اوسکا بہت فراخ تھا۔ کئی ہزار سوار خاصہ اوسمین کہانا کھاتے تھے حکم عام

تھا نہ کہ سپاہی - رعیت - مخادیم - کاشتکار جو بہ کاہو باورچیخانہ مین کھانا کہا جانے اوسکا

دسترخوان خدائی دسترخوان تھا -

فقرا و مساکین کے لئے لنگرخانے جدا جدا جاری تھے جہان اون کو لذیذ کھانے

ملتے تھے - لنگرخانون کا خرچ پانچسو اشرفی روز تھا -

فیلخانہ مین پانچہزار ہاتھی تھے -

اصطبل مین گھوڑے غیر معین تعداد کے تھے روز خریدے جاتے تھے -

روز دیے جاتے تھے - سراون مین ڈاک کے گھوڑے تین ہزار چارسو تھے -

جلال خان فرزند شیر شاہ کی تخت نشینی

شیر شاہ کے انتقال کے وقت اوس کا بڑا بیٹا ولیعہد عادل خان رنتھنبور مین تھا

امرا نے اس خیال سے کہ حکمران کی فوری ضرورت ہے جلال خان کو جو ریوان

ضلع پٹنہ مین بہ نسبت عادل خان کے قریب تھا بلالیا - اور عیسی خان سور حاجب کی

سعی سے قلعہ کالنجر کے نیچے ۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۵۴۵ء تخت نشین

ہوا اور خطاب اسلام شاہ اختیار کیا - مگر عوام مین سلیم شاہ کے لقب سے مشہور ہوا -

تخت پر بیٹھتے ہی کیرت سنگھ راجہ کالنجر کو قتل کیا - فوج کو دو مہینے کی تنخواہ انعام مین دی

باپ کے قوانین مین سے کسی کو قایم رکھا کسی کو ترمیم کیا۔ مگر قوانین جاگیر کو تو حرف غلط کی طرح بالکل مٹا دیا۔ اور اپنی شہزادگی کے زمانہ کے ملازمون کو ترقی دی سپاہی کو افسر۔ افسر کو امیر بنا کر آئین شیر شاہی کو بیکار کر دیا۔

امراے اعظم شیر شاہی کے دل کچھ تو منسوخی قوانین جاگیرات سے اور کچھ اس بیموقعہ ترقی سے مکدر ہو گئے۔ اور افغانون مین جو یگانگت کا رشتہ شیر شاہ نے بڑی کوشش سے جوڑا تھا ٹوٹ گیا۔

سلیم شاہ نے امرا کی طبیعتون کو اپنی طرف سے بگڑا ہوا دیکھا تو وہ کالنجر سے آگرہ کو چلا اور بھائی (عادل خان) کو لکھا کہ تم دور تھے مین نزدیک تھا۔ اس لئے مینے لشکر کی حفاظت تمہارے آنے تک اپنے ذمہ لی تھا کہ کوئی فتنہ برپا نہو مجھکو آپ کی اطاعت اور فرمان برداری سے چارہ نہین۔

اسکے بعد ایک اور خط لکھا اور دنیا سازی سے محبت کی باتین بنا کر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا۔

عادل خان نے جواب لکھا کہ اگر یہ چار امیر عیسیٰ خان نیازی۔ خواص خان و جلال خان جلوانی قطب خان نائب اگر میری تسلی کر دین تو مین آتا ہون۔

سلیم شاہ نے ان چارون امیرون کو بھیجدیا۔ ان امیرون نے جا کر عادل خان کی

تسلی کی اور یہ قرار پایا کہ عادلخان پہلی ملاقات کے بعد رخصت کر دیا جاے گا اور
ہندوستان مین جہان وہ چاہے جاگیر دیدی جاے گی۔ عادل خان عہد و پیمان کے
بعد امیرون کے ساتھہ بہائی سے ملنے کو چلا جب فتح پور سیکری مین پہونچا تو سلیم شاہ
بھائی کے استقبال کو سنگاپور مین آیا۔ یہان دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی اور
آپس مین دونون نے محبت کی باتین بنائین۔ تھوڑی دیر کے بعد دونون اگرہ
کو روانہ ہوے۔ سلیم شاہ کا ارادہ بہائی کو دغا سے گرفتار کرنے کا تھا۔ اس لئے اوسنے
حکم دیا کہ قلعہ کے اندر عادلخان کے ساتھہ سواے دو چار آدمیون کے اور کوئی
نہ آنے پائے۔ لیکن جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے تو سلیم شاہ کے آدمیون نے
عادلخان کے آدمیون کو روکا۔ مگر اونہون نے کچھہ نہ سنا اور بہت سے آدمی
عادلخان کے ساتھہ قلعہ مین داخل ہوگئے۔

جب سلیم شاہ کو اِس تدبیر مین ناکامی ہوئی تو اوس نے بدگمانی رفع کرنے کو
خوشامد و چاپلوسی شروع کی۔ بہائی کو تخت پر بٹھایا اور خود اطاعت کے لئے تخت
کے نیچے کھڑا ہوگیا۔

عادلخان اگرچہ عیش پسند و فراغت جو نوجوان تھا مگر بھائی کی مکاری کو تاڑ گیا اور خود
تخت سے نیچے اوتر آیا اور بھائی کو تخت پر بٹھا کر مبارکباد دی۔ پھر اور امیرون نے

بھی مبارکباد و دیگر رسم اثیار ادا کی۔

سلیم شاہ جب بھائی سے سرور بار اپنی بادشاہی کا اقرار کرا چکا تو حسب قول و قرار بیانہ معہ توابع جاگیر مین دیکر بھائی کو رخصت کیا۔ عادلخان کو بیانہ مین آئے ہوئے دو تین مہینے ہوئے تھے کہ سلیم شاہ نے غازی محلی کو سونے کی زنجیر دیکر بھیجا کہ بھائی کو بیش قیمت بیڑی پہنا کر لے آئے۔

عادل خان یہ حال سنکر دوڑا ہوا خواصخان کے پاس میوات مین پہونچا۔ اور بھائی کے نقض عہد کا حال سنا کر رونے لگا۔ خواصخان کا بھی جی بھر آیا اور اوسنے غازی محلی کو بلا کر وہی بیش قیمت بیڑیان اسکو پہنا دین اور علم مخالفت بلند کیا۔ اور جو امیر کہ سلیم شاہ کے پاس تھے اونہین بھی اپنے ساتھ متفق کیا اور لشکر جرار ساتھ لے کر عازم آگرہ ہوا تا کہ سلیم شاہ کو تخت سے اوتار کر عادلخان کو بادشاہ بنائے۔

جب سلیم شاہ کو عادل خان اور خواص کے آنے کی غرض معلوم ہوئی تو وہ بہت گھبرایا اور عیسی خان نیازی اور قطب خان نائب اور دوسرے امیرون سے کہنے لگا کہ اگر مین نے عادلخان سے بدعہدی کی تو خواص خان اور عیسی خان نے مجکو کیون نہین سمجھایا کہ مین اس ارادہ فاسد سے باز آتا۔

قطب خان نائب نے سلیم شاہ کو یون مضطرب دیکھ کر کہا کہ آب بھی کچھ نہین گیا

مین ابھی جاکر صلح کرائے دیتا ہون۔

سلیم شاہ نے قطب خان کو معہ اور امیرون کے جو عادلخان سے سازش رکھتے تھے۔ رخصت دی۔ کہ عادل خان کے پاس جاکر صلح صفائی کی باتین کرین۔

سلیم شاہ نے ان مشتبہ امیرون کو عادلخان کے پاس بھیجنے مین یہ مصلحت سوچی تھی کہ وہ چنار چلا جائے اور وہان کے خزانہ سے سامان درست کرکے پھر بھائی سے لڑے۔

عیسی خان سور حاجب کو جب سلیم شاہ کا یہ ارادہ معلوم ہوا تو وہ اس منصوبہ کا مانع ہوا اور کہا

کہ اگر حضور کو اورون پر اعتماد نہین تو حضور کی شہزادگی کے زمانہ کے دس ہزار افغان قزلی وغیرہ موجود ہین ان کو لے کر میدان جنگ مین جائیے۔ یہ ٹھیک نہین کہ باوجود موجودگی اس قدر قوت کے آپ بھاگ کر چنار جائین اگرچہ امرا آپ سے مخالفت باطنی رکھتے ہین مگر انکو دشمن کے پاس بھیجنا نادانی ہے آپ تمام لشکر کو لے کر کارزار مین سبقت کیجئے اور ثابت قدم رہیئے کوئی امیر آپ کے مخالف کے

پاس نہین جائے گا۔

قطب خان کی تقریر نے ۔ کرڑکے کا کام دیا جس سے سلیم شاہ قوی دل ہوگیا اور اوسنے امیرون کو جنہین عادلخان کے پاس بہیجا تھا۔ واپس بلا لیا۔ اور کہا کہ مین تمکو اپنے ہاتہون دشمن کے سپرد کرنا پسند نہین کرتا۔ مبادا تم کو گزند پہونچ جائے مین ہی میدان رزم مین زبان شمشیر سے باتین کرلون گا

اینجا بر سول و نامہ بر نمی آید کار
شمشیر دو رویہ کار یک رویہ کند

اسکے بعد سلیم شاہ شہر سے نکلکر میدان رزم مین جا کھڑا ہوا وہ ہی امرا جو عادلخان سے سازش رکھتے تھے سلیم شاہ کے لشکر مین داخل ہوگئے ۔ آخر دونو بھائیون مین لڑائی ہوئی ۔ عادلخان شکست کھاکر پٹنہ کے پہاڑون مین بھاگ گیا ۔ پھر اوسکا پتہ نہین لگا کہ زمین کھاگئی یا آسمان نگل گیا۔ خواصخان اور عیسیٰ خان میوات کو بھاگے ۔ سلیم شاہ نے اون کے پیچھے لشکر بھیجا۔

فیروز پور جھرکہ کے قریب مڈبھیر ہوئی ۔ سلیم شاہ کے لشکر نے شکست فاش کھائی مگر جب پیچھے سے اور لشکر پہونچا تو خواصخان اور عیسیٰ خان نیازی مین لڑنے کی طاقت نہ تھی وہ میوات سے بہاگے اور کوہ کمایون مین راجاؤن کے پاس پناہ لی ۔ سلیم شاہ نے قطب خان کو اونکے پیچھے لگایا ۔ وہ دامن کوہ کمایون کو تاخت تاراج

کرتا رہا - مگر کوئی کام کارگر نہین کیا -

سلیم شاہ کو جب اس ونعد غد سے نجات ملی تو وہ چنار گیا کہ باپ کا خزانہ قبضہ مین لائے - لڑائی سے پیشتر جو سازشین تحریرین کہ خواصخان اور امرا کے درمیان ہوئین تھین - اونکو اوس نے خوب تحقیق کر لیا تھا - جلالخان جلوانی جو عادل خان کو جا کر ساتھہ لایا تھا اور دونون بھائیون مین عہد و پیمان کرانے مین شامل تھا وہ بھی اس سازش مین شریک تھا سلیم شاہ نے مقام گوالیار مین جلالخان کو چوگان کھیلنے کیلئے بلایا اور اوسکو اور اوسکے بھائی الہ داد کو پکڑ کر ایک افغان کے سپرد کر دیا یہ دونون تلوار کھینچکر افغان کے مارنے کے درپے ہوئے اور اس جرم مین دونون مارے گئے -

سلیم شاہ چنار سے خزانہ لے کر گوالیار مین آیا جو دار السلطنت کے قریب ایک مستحکم مقام تھا -

اب سلیم شاہ نے مصمم ارادہ کیا - کہ جو امیر عادل خان کے ساتھہ یقینی یا مشتبہ شریک تھے اُن سبکو سخت سزا دے - قطب خان جو سازش کا سرغنہ تھا - وہ جلال خان جلوانی کے قتل سے اور سلیم شاہ کی حرکتون سے خائف ہو رہا تھا - وہ کوہ کمایون سے جہان خواصخان اور عیسیٰ خان کے تعاقب مین بھیجا گیا تھا لاہور مین مسند عالی

ہیبت خان نیازی اعظم ہمایون کے پاس چلا گیا۔

سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کو فرمان لکھا۔ کہ قطب خان کو اوسکے حوالہ کرے اسوقت سلیم شاہ کے لشکر کی عظمت مسلم ہو چکی تھی۔ کہ کوئی اوس سے مقابلہ نہین کرسکتا تھا۔ ناچار اعظم ہمایون نے قطب خان کو سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا۔ سلیم شاہ نے قطب خان اور اپنے بہنوئی شہباز خان دبرفریدہ کور کو معہ اور گیارہ امیرون کے قلعہ گوالیر مین قید رہنے کو بھیجدیا۔ اور قیدخانہ کے نیچے ایک گڑہا کہدوایا۔ اور اوسمین بارود بہرکر آگ لگوادی۔ جس سے قیدیون کے چیتھڑے ہوگئے۔ کمال خان گھگر بھی ان قیدیون مین تھا جو خدا کی قدرت سے محفوظ رہا۔

سلیم شاہ نے ان جھلسے ہوئے امیرون کے سر ایک تختہ پر رکھکر اوسکو دیوار کے سہارے کھڑا کردیا۔ اور شجاعت خان حاکم مالوہ۔ اور مسند عالی ہیبت خان نیازی حاکم پنجاب کے قتل کے درپے ہوا۔

سلیم شاہ نے ان دونون امیرون کو بلایا۔ شجاعتخان تو حاضر ہوگیا اور اعظم ہمایون نے اپنے بھائی سعید خان کو جو شجاع اور طباع تھا بھیجدیا۔ سلیم شاہ ان دونون امیرون کو ایک ساتھ قید کرنا چاہتا تھا۔ اسلئے شجاعت خان کو بھی رخصت کردیا۔

سعید خان نے اپنے بھائی اعظم ہمایون کے نہ آنے کے جو عذرات پیش کئے۔

اون سے سلیم شاہ سمجھ گیا کہ اعظم ہمایون بغاوت کے لئے کسی موقعہ کا منتظر ہے۔
سلیم شاہ ایک دن۔ سعید خان کو اپنے ساتھ محل مین لے گیا۔ اور اوسکو امیرون
کے سر دکھائے جو قید خانہ مین بارود سے جُہلسے ہوئے تختے پر رکھکر دیوار کے
سہارے کھڑے کئے ہوئے تھے۔ اور پوچھا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کس کس کے
سر ہین۔ سعید خان نے جن کو جانتا تھا اون کے نام بتا دئے اور اپنے آپ کو
بھی اس فہرست مین داخل سمجھا۔

سلیم شاہ اگرہ کے کامون سے فرصت پاکر باپ کے جمع کئے ہوئے
خزانون کو رہتاس سے لینے کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ مین سے سعید خان
گھوڑون کی ڈاک مین اپنے بھائی کے پاس لاہور پہونچا۔

سعید خان کے چلے جانے سے اور اعظم ہمایون کے نہ آنے سے اور یہہ
تحقیق سنکر کہ خواصخان اعظم ہمایون سے ملنے چلا ہے سلیم شاہ کو یقین ہو گیا کہ
امرائے سلطنت اوس کے خلاف سازش کر رہے ہین۔ اس لئے وہ اگرہ
کو اولٹا پھرا۔ اور جسقدر فوج بہم ہو سکی اوسکو لے کر دہلی کو روانہ ہوا۔ دہلی مین پہونچکر
بانتظار دور سے آنے والی فوج کے ٹھیر رہا۔ اس فرصت کے وقت اوس نے
حکم دیا کہ شہر دہلی کی فصیل جسکو بادشاہ ہمایون نے پتھر اور گارہ سے بنایا تھا

بجاے اوسکے پتھر اور چونہ سے بنائی جاے۔علاوہ اسکے اوسنے دریاے جمنا کے کنارے بہت سی عمارتین بنوائین اور اوسکے گرد حصار بنواکر اوس کا نام سلیم گڈہ رکھا جو ابتک دہلی مین موجود ہے۔

سلیم شاہ دہلی مین لشکر کو مرتب کرکے پنجاب کا عازم ہوا اوہر خواصخان بھی اعظم ہمایون کے پاس لاہور مین پہونچ گیا۔اعظم ہمایون اور کل سلیم شاہ کے مخالفون نے اس سے ملاقات کی اسکے بعد ہیبت خان نیازی اور خواصخان ایک لشکر لے کر جو سلیم شاہ کے لشکر کا اضعاف تہا پنجاب سے روانہ ہوئے۔امبالہ کے متصل دونو لشکر ایکدوسرے کے مقابل خیمہ زن ہوئے۔لڑائی سے ایک روز پہلے اعظم ہمایون اور اوسکے بھائی خواصخان سے مشورہ کرنے بیٹھے کہ بادشاہ کس کو بنائین۔خواصخان نے کہا کہ عادلخان کو کہین سے پیدا کرکے بادشاہ بنانا چاہیے اعظم ہمایون کے بھائیون (سعید خان۔شہباز خان) نے کہا۔واہ صاحب تلوار تو ہم چلائین ملک اور پائین سہ

ملک بمیراث نگیرد کسے   تا نزند تیغ دو دستی بسے

اس اختلاف راے سے باہم امیرون کے کدورت پیدا ہوگئی۔نیازیون کا ارادہ خواصخان کو ناگوار گذرا اور اوس نے اپنے معتبر ملازم کی زبانی سلیم شاہ کے پاس

کھلا بھیجا۔ کہ

حضور جو خواصخان کو بے وفا ملازم سمجھتے ہین۔ لڑائی کے دن دیکھنا کہ وہ حضور کی کیسی خیر خواہی کرتا ہے وہ دل وجان سے شیر شاہ کے خاندان پر فدا ہے۔ سلیم شاہ کو جب معلوم ہوا کہ امیرون کے باہم نفاق ہوگیا ہے۔ اور خواصخان خیر خواہانہ ارادہ رکھتا ہے تو وہ بہت خوش ہوا

اسی اثنا مین خبر آئی کہ نیازیون کا لشکر قریب آگیا پہلے تو سلیم شاہ نے لشکر کے گرداعرابون کا حصار بنا کر اوسمین زنجیرہ ڈالا مگر جب اوسنے ایک پشتہ پر چڑھ کر نیازیون کے لشکر کو دیکھا تو وہین سے اوس نے کہا

کہ میری حمیت کا اقتضا نہین کہ لشکر باغی کو دیکھ کر ذرا بھی صبر کرون۔

اسکے بعد سلیم شاہ نے حکم دیا کہ فوج حصار سے نکلکر لڑائی کے لئے آمادہ ہوجائے طرفین سے نقارۂ جنگ بجا۔ اور صفین لڑائی کے لئے آراستہ ہوئین تو خواصخان اور عیسیٰ خان نیازی (اس سے معلوم نہین کہ اپنی قوم کا کیون ساتھ نہین دیا۔ غالباً اعظم ہمایون اور اوسکے بھائیون کے ارادہ بد سے) بغیر لڑے چلدے۔ عیسیٰ خان تو پہاڑون مین چلا گیا۔ اور خواصخان پنجاب کو اس ارادہ سے گیا۔ کہ اس افراتفری مین۔ لاہور پر قبضہ کر لے۔ مگر سلیم شاہ کے لشکر نے جو پہاڑ پہ بلے

چلا آتا تھا۔ خواص خان کو اِس ارادہ مین کامیاب ہونے نہ دیا۔ اور وہ دریاے راوی سے عبور کرکے کوہ سوالک مین چلا گیا۔

نیازیون نے حتی المقدور لڑائی مین کوشش کی مگر حرام نمکی کا اثر غالب رہا۔ وہ شکست کھا کر بھاگے۔ سلیم شاہ نے تعاقب کیا۔ قدرت نے بھی سلیم شاہ کی مدد کی امبالہ کے پاس ایک ندی سوکھی پڑی تھی۔ اوسمین پانی زور شور سے آگیا۔ جو نیازیون کا بھاگنے مین سد راہ ہوا۔ جس کے باعث بہت سے نیازی قتل ہوئے بچے کھچے نیازیون نے دین کوٹ کا راستہ لیا۔

سلیم شاہ بھی تعاقب مین قلعہ رہتاس تک گیا۔ اور پھر خواجہ اویس شروانی کو لشکر جرار کے ساتھ اعظم ہمایون سے ساتھ لڑنے کے لئے مامور کرکے آگرہ کو مراجعت کی۔ آگرہ سے گوالیر مین آکر قیام کیا۔

سنہ ۹۵۵ھ کو ہیبت خان نیازی نے دین کوٹ مین آکر خواجہ اویس شروانی کو شکست دی۔ اور سرہند تک ملک کو تاخت تاراج کیا۔ اوسکا لٹیرا لشکر تمام پنجاب مین پھیل گیا۔

سلیم شاہ نے فوراً اور لشکر اپنے امیر لشکر کے پاس بھیجا۔ اوس نے اِس تازہ دم لشکر سے نیازیون کو دھن کوٹ تک بھگا دیا۔ سمبلہ مین دونون لشکرون مین سخت

لڑائی ہوئی۔ اعظم ہمایون نے شکست فاش کھائی۔ اور وہ نمک سار پہاڑ سے
گھکرون کی پناہ مین چلا گیا۔

سلیم شاہ اپنی سلطنت کی امن و عافیت اسمین سمجھتا تھا کہ نیازی امیر (ہیبت خان
نیازی اعظم ہمایون) کا نام و نشان باقی نہ رکھے۔ اس لئے وہ گوالیر سے ایک
لشکر جرار ساتھ لے کر قلعہ رہتاس مین آیا اور اس قلعہ کے مزید استحکام اور گھکرون
کے مطیع بنانے مین مصروف ہوا۔

گھکرون کو اپنی آزادی پر فخر تھا قلعہ رہتاس کو خسار راہ سمجھتے تھے۔ اسلئے وہ
قلعہ رہتاس کی مزید استحکام کی تکمیل مین مانع ہوتے تھے۔

سلیم شاہ نے ایک حصہ لشکر کا قلعہ کی تکمیل مین لگایا۔ اور دوسرے کو گھکرون
سے لڑایا۔ گھگرون کو افغانون سے لڑتے تھے۔ اور رات کو اُن کے لشکر سے
جو کچھہ پاتے تھے اوٹھا کر لیجاتے تھے۔ سلیم شاہ سلطان آدم خان گھکر کو جو بادشاہ
ہمایون کا بڑا دوست تھا گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہاتھہ نہ آتا تھا۔ مگر سلطان سارنگ خان
جو گھکرون کا بڑا نامور سردار تھا گرفتار ہوگیا سلیم شاہ نے اوسکی کھال کھچوائی۔ اور اوسکے
بیٹے کمال خان کو قید کر کے قلعہ گوالیر مین بھیجدیا۔ (یہ کمال خان پہلے بھی قید
ہوچکا تھا۔ جو قید خانہ کے اوڑنے کے صدمہ سے محفوظ رہا تھا۔) اور اس قوم کی

اور سرداروں کو بھی ہلاک کیا۔ اس کوہستان کے بہت سے زمیندار سلیم شاہ کے مطیع ہو گئے۔

سلیم شاہ نے اس نواح میں تھانوں کی نگہبانی کے لئے پانچ قلعہ بنوائے شیرگڈھ۔ اسلام گڈھ۔ اسیر گڈھ۔ فیروزگڈھ۔ مانکوٹ۔ ان کی عمارت دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے۔ وہ ہرگز آدمیوں کی بنائی ہوئی معلوم نہیں ہوتی بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنوں نے بنائی ہیں۔ ان قلعوں کے لئے افغان دو برس پتھر ڈھوتے چونہ پکاتے رہے۔ مگر تنخواہ کے نام سے ان دو برسوں میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملی۔ جس کے باعث افغانوں کے دلوں میں سلیم شاہ کی طرف سے نفرت بڑھتی جاتی تھی۔ اور کسی امیر کی مجال نہ تھی کہ وہ افغانوں کے حال سے سلیم شاہ کو مطلع کرتا۔

ایک روز محمد شاہ فرملی ایک امیر خوش طبع۔ ظریف۔ ندیم۔ نے جو مخصوص گستاخ تھا سلیم شاہ سے کہا۔

بادشاہ سلامت میں نے رات کو خواب دیکھا ہے۔ کہ آسمان سے تین خریطے اترے۔ ایک میں خاک۔ دوسرے میں سونا۔ تیسرے میں کاغذ تھے۔ انمیں سے خاک تو فوج کے سر پر پڑی۔ سونا دفتر کے

ہندوون کے گھر مین گیا۔ بادشاہی خزانہ مین کاغذ رہا۔

سلیم شاہ کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور وعدہ کیا کہ گوالیر مین جاکر فوج کی تنخواہ کی کوڑی کوڑی دیدیجاوے گی۔

اب سلیم شاہ نے نیازیون کا بالکل استیصال کرنا چاہا۔ اعظم ہمایون گھگرون کو مغلوب دیکھکر کشمیر کے پہاڑون مین چلا گیا۔ سلیم شاہ اس وقت شہر کیتانی مین تھا۔ اوسنے کشمیر مین نیازیون کا تعاقب کیا۔ مرزا حیدر والی کشمیر نے نیازیون کی راہ اس لئے بند کر دی کہ سلیم شاہ اوسپر رحمت شاہانہ کرے گا۔ اعظم ہمایون نے جب دیکھا کہ سلیم شاہ پیچھے چلا آتا ہے۔ اور آگا کشمیریون نے روک لیا تو وہ راجوری مین آگیا۔ سلیم شاہ نے منتخب سپاہ کے ساتھ اعظم ہمایون کا تعاقب موضع بدو تک جو ملک نوشہرہ مین ہے کیا۔ اور یہان سے پہاڑون کی تنگ اور دشوار گذار راہون سے سیالکوٹ کے قریب بن گاؤن مین آگیا۔

محمد نذر علی اور صبر علی والی کشمیر کیطرف سے حاکم راجوری تھے اونہون نے سازش کی کہ اعظم ہمایون کو کشمیر مین لیجاکر مرزا حیدر کو معزول کر دین اعظم ہمایون نے افغانون سے مشورہ کیا تو اونہون نے کہا کہ یہ فتح غیبی ہے ضرور جانا چاہیئے مگر اعظم ہمایون نے پسند نہین کیا اور مرزا حیدر کو خط بھیجکر امداد کی درخواست کی مرزا حیدر ایک

نوجوان فیاض دل تھا۔ اوس نے اعظم ہمایون کے پاس بہت سا روپیہ بھیجدیا اور خط کا جواب نہایت اخلاق سے دیا۔

اعظم ہمایون راجوری سے موضع بزرگ مین آیا۔ جب بیوفا کشمیریون نے اعظم ہمایون کی ناکامیون کو دیکھا تو وہ اوس سے پھر گئے۔ کچھہ تو اونمین سے سلیم شاہ کے پاس چلے گئے غازیخان چک مرزا حیدر کے پاس گیا اور کہا کہ افغانون کی ایک جمعیت کشمیر کی تسخیر کے ارادہ سے آتی ہے اور وہ پرگنہ بالی ہال۔ لوہ کوٹ۔ مالوہ کوٹ مین آپہونچی ہے۔ مرزا حیدر نے اپنے امرا حسین ماکری بہرام چک وغیرہ کو حکم دیا کہ وہ کشمیریون کا لشکر لیکر نیازیون سے لڑین۔ طرفین مین خوب لڑائی ہوئی اعظم ہمایون کی بیوی۔ بی بی رابعہ مردانہ وار لڑی اور ایک کشمیری سردار لالی چک کو اپنے ہاتھہ سے قتل کیا۔

کشمیری کثرت سے تھے۔ اونہون نے بے سروسامان نیازیون کو پتھر مار مار کر مار ڈالا کسی نیازی کو زندہ نہ چھوڑا۔ دو ہزار کے قریب نیازی مارے گئے۔ جیسے نیازیون نے سنبلیون کو قتل کیا تھا۔ ویسے ہی نیازی قتل ہوئے۔ ہیبت خان نیازی اعظم ہمایون اور اوسکے بھائی سعید خان وشہباز خان مارے گئے جن کے سر مرزا حیدر نے سلیم شاہ کے پاس بن مین بھیجدیئے جن کو دیکھہ کر وہ بہت خوش ہوا کہ اب نیازیون

کی سرکشی کا سر کٹ گیا۔

سلیم شاہ کے پاس بھن میں مرزا کامران - بادشاہ ہمایون کا بھائی کابل سے شکست کھا کر آیا کہ سلیم شاہ سے مدد لے کر پھر ہمایون سے کابل لے۔ سلیم شاہ کو جب خبر ہوئی تو اوسنے ہمیون ڈوم سر کو جو ان دنون ذی اختیار تھا۔ افغانون کے ساتھ استقبال کو بھیجا۔ مرزا کامران اس ذلیل استقبال کو اپنی شان کے خلاف سمجھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور چند روز کے بعد جب سلیم بن سے چلکر بھیواڑہ میں آیا تو مرزا کامران بہ تغیر لباس برقعہ پہنکر چلا گیا۔

سلیم شاہ جب دہلی مین تھا تو اوسکو خبر لگی کہ بادشاہ ہمایون کابل کو فتح کر کے دریائے سندھ کے اس پار آگیا ہے سلیم شاہ اوسوقت جونکین لگائے ہوئے تھا۔ اون کو اوسی دم گلے سے توڑ کر پھینکدیا۔ اور پہلے روز تین کوس چلکر مقام کیا توپخانہ اوسکے ساتھ رہا کرتا تھا۔ مگر اس جلدی مین اوسکے کھینچنے کو دیہات سے بیل جمع نہو سکے سلیم شاہ نے حکم دیا کہ آدمی توپون کو کھینچین۔

سلیم شاہ سات روز مین لاہور پہونچا وہان جاکر سنا کہ بادشاہ ہمایون آیا تھا مگر واپس چلا گیا سلیم شاہ بھی گوالیر مین واپس آیا۔

ایک روز سلیم شاہ نے اپنی بی بی بائی سے کہا کہ مین نے تیرے بیٹے فیروز خان

کے لیے سلطنت کی راہ صاف کر دی ہے۔ صرف ایک تیرا بھائی مبارز خان
خار راہ باقی ہے۔ اگر تو اپنے بیٹے کو عزیز رکھتی ہے تو اجازت دے کہ مین اس
کانٹے کو بھی دور کر دون۔ اگر بھائی کو عزیز رکھتی ہے تو بیٹے کی حیات سے ہاتھ دھو
کیونکہ اوسکے لیے مبارز خان کیطرف سے بہت خطرے ہین۔
بی بی بائی نے کہا کہ میرا بھائی عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر وقت
ساز و نغمہ مین لگا رہتا ہے اوسکو بادشاہی سے کیا سروکار ہے۔
سلیم شاہ نے اس ناقص العقل کو بہت سمجھایا۔ مگر اوسنے ایک نمانا آخر پشیمان ہوئی
سلیم شاہ جب نیازیون کو۔ نیز اور بڑے بڑے امیرون کو ٹھکانے لگا چکا۔ تو
خواصخان کی طرف متوجہ ہوا۔ جو کوہ سوالک کے دامنون کو اپنا ماوا و ملجا بنائے
ہوئے تھا۔ اوسنے تاج خان کرانی حاکم سنبھل کو لکھا کہ وہ کسی طرح خواصخان کو
اوسکے مامن سے نکالدے۔
تاج خان کرانی نے موقعہ کے استحکام کے سبب خواصخان پر قابو نہ پایا تو
اوسکے ساتھ قول و قرار کرکے اوس کو بلایا۔ وہ ایک ذی اعتبار مسلمان کے دم
مین آکر چلا آیا۔
تاج خان کرانی نے قول و قرار کو بالائے طاق رکھکر خواصخان کو جو شیر شاہ کی

بہت سی کامیابیون کا باعث ہوا تھا۔ دغا سے قتل کردیا۔ اور سر اوس کا سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا۔ جسم کو اوسکے وفادار ملازمون نے دہلی مین لیجا کر دفن کیا مصیبت بعام شد۔ تاریخ وفات ہے۔ خواصخان اوس زمانہ مین ولی مشہور تھا۔ واقعی اوسکی
۹۵۹
کامیابیان کرامات سے کم نہ تھین۔

خواصخان کے مرتے ہی سلیم شاہ کا زمانہ حیات بہت جلد ختم ہو گیا۔

سلیم شاہ دفعتًا قلعہ گوالیر مین بعارضہ سلسل بول یا سرطان۔ بیمار ہو کر صاحبِ فراش ہو گیا۔ اس حالت مین اوسنے اپنی بیوی۔ بی بی بائی کو بلایا اور کہا۔ دیکھہ اب بھی کچھہ نہین گیا تو مجکو اجازت دے کہ مین تیرے بھائی کو قتل کر کے تیرے بیٹے کے لئے سلطنت کی راہ صاف کر دون۔ ورنہ پیچھے پچھتائے گی۔

مگر اوس بدنصیب نے ایک نہ مانا اور وہی جواب دیا جو پیچھے لکھہ آیا ہون۔

آخر سلیم شاہ نے ۹۶۰ھ مین فوت ہو گیا۔ اوسکا جنازہ سہسرام مین لیجا کر شیر شاہ کے پہلو مین دفن کیا۔

اسی سال سلطان محمود گجراتی نے اپنے خدمتگار برہان۔ لابرہان لہ۔ کے ہاتھ سے شربت شہادت پیا اور نظام الملک بحری۔ مسافرِ بحرِ فنا ہوا۔ ان تینون بادشاہون

کی تاریخ وفات، میر سید نعمت۔ رسولی تخلص سے نے جو سلیم شاہ کا مصاحب تھا موزون کی

قطعہ

سہ خسرو را زوال آمد بیکبار	کہ ہند از عدل شان دار الامان بود
یکے محمود شاہنشاہ گجرات	کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود
دویم اسلام شاہ سلطان دہلی	کہ اندر عہد خود صاحبقران بود
سویم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
ز تاریخ وفات این ہر سہ خسرو	چہ مے پرسی۔ زوال خسروان بود ۹۶۱

سلیم شاہ کے خصایل اور انتظام ملک

سلیم شاہ کی قوت جسمانی خلقی بہت زیادہ تھی۔ اور ورزش سے اوس نے اور بھی ترقی دی تھی۔ اسی قوت کی بدولت وہ افغانون کو اپنے قابو مین رکھتا تھا جس نے ذرا بھی سر اوٹھایا اور اوسنے کچلا۔

علماء و صلحاء کی صحبت پسند کرتا تھا اور اونکی قدر کرتا تھا۔

سلیم شاہ کو باپ کی طرح قانون بنانے کا رعایا کو آرام پہونچانے کا بہت شوق تھا۔

ایک بہت بڑی سپاہ رکھتا تھا۔ توپخانہ اوس کا درست اور مرتب رہتا تھا۔ فوج کو قواعد کا

پابند رکھتا تھا - اگرچہ سپاہ کو آزردہ - مگر رعایا کو خوش رکھتا تھا -

پرگنون مین جو قانون گو رہتے تھے - اور اوسکا حساب لکھتے تھے اونکو حکم تھا - کہ وہ رعیت زراعت پیداوار فصل - جرایم اور خطاؤن کی کیفیت لکھکر بھیجتے رہین - وہ عاقل اور تیز ہوش تھا - بہت کم بادشاہ ایسے ہوتے ہین جو ملکی اور جنگی دونو کامون سے ماہر ہون - وہ رفاہ عام کے کامون مین - فیاض - خیرات کے کامون مین دریا دل تھا وسنے اپنے باپ (شیر شاہ) کی بنائی ہوئی سراؤن کے درمیان ایک ایک اور سرا بنوائی - ڈاک چوکی - کے گھوڑون کو زیادہ کیا جن کے ذریعہ اوس کے وسیع ملک کے ہر حصے سے بہت جلد خبر آتی تھی -

شیر شاہ کے عہد مین لشکر شاہی مین ایک خیرات خانہ تھا اوس نے ہر سرا مین ایک ایک خیرات خانہ جاری کیا -

غرضکہ سلیم شاہ ذی لیاقت اور صاحب فراست تھا وہ معمولی بادشاہون مین نہ تھا -

سلطنت کا انتظام ضوابط و قواعد کے ساتھ چاہتا تھا - وہ اپنی ذات خاص کو تمام اختیارات کا مرکز بنانے مین کوشش کرتا تھا - اوسنے تمام امیرون سے جنگی ہاتھی چھین لئے - ایک ایک بڈھی ہتنی باربرداری کے واسطے رہنے دی - سراپردہ

سرخ اپنے واسطے مخصوص کرلیا تھا۔ تمام ملک کو خالصہ بنالیا تھا۔ قانون واع منسوخ کیا۔ بجاے جاگیر کے۔ سپاہیون کی نقد تنخواہ مقرر کی۔ اسکی مملکت کے ہر حصے سے معاملات دینی۔ ملکی۔ مالی۔ کی رپورٹین ہر روز اوسکے پاس آتی تھین۔ اور اونمین مفصل حال لکھا ہوا ہوتا تھا۔ کہ وہ رعیت۔ سوداگر۔ وغیرہ مین سے کس کے متعلق ہین۔ سلیم شاہ ان رپوٹون پر حکمنامے لکھہ کر ہر حصے مین روانہ کرتا۔ ان حکمون کے لئے نہ قاضی سے پوچھتا نہ مفتی سے اور نہ یہ خیال کرتا کہ وہ شرع کے موافق ہین یا نہین۔

فیروزخان۔ فرزند سلیم شاہ

سلیم شاہ کے انتقال کے بعد امراے سلطنت نے فیروزخان کو جس کی عمر بارہ برس کی تھی تخت سلطنت پر بٹھایا۔ فیروز شاہ خطاب دے کر سکہ وخطبہ اوسکے نام کا جاری کیا۔

فیروز شاہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے تین دن ہوے تھے۔ کہ اوسی خطرہ کا سامنا ہوا جس سے اوسکا باپ سلیم شاہ اوسکے لئے ڈر رہا تھا۔ اور اپنی بیوی کو کئی بار لعنت ملامت کرچکا تھا کہ مبارزخان کے قتل سے منع کرکے تو کیون اپنے بیٹے کے حق

مین کاٹنے بوتی ہے مگر یہ بدنصیب یہی کہتی رہی کہ میرا بھائی ناچ گانے کا عاشق
ہے اوسکو سلطنت کا کب خیال ہے آخر وہ ہی ہوا کہ سویم کے دن جلا و ماموں
(مبارز خان) اپنے بھانجے پر تلوار سونت کے چڑھ آیا۔ بہن بھائی کے آگے ہاتھ
جوڑتی تھی ناک رگڑتی تھی۔ پیرون مین گرتی تہی۔ گڑگڑا کے کہتی تھی کہ خدا کے
واسطے میرے ننہے سے بچے کو نہ مار۔ مین اسکو لے کر ایسی جگہ دور چلی جاونگی
کہ اوسکو کوئی جانے گا بھی نہین۔ اور وہ بادشاہی کا نام بھی نہین لے گا۔ اسکو
مارنہین۔ قید خانہ مین ڈالدے۔ مگر اس سنگدل نے ایک نہ سنا۔ اور معصوم بھانجے
کو اوسکی ماں کی گود مین ہی ذبح کر ڈالا۔ تین دن وہ بھی سلطنت کر گیا۔

سنہ ۹۶۰ھ (۱۵۵۲ء) کو مبارز خان اپنے بھانجے کو مار کر بادشاہ ہوا۔ اور خطاب اپنا محمد شاہ عادل
رکھا۔ مگر عوام نے عادل کے الف کو اوڑا کر۔ اور لام کے ساتھ یاے تانیث
ملا کر عدلی کہنا شروع کیا۔ اور جب اوسکے کام اولٹے اوندہے دیکھے تو اندہلی (اندھا) کہنے لگے
عدلی نے بادشاہ ہو کر پاجیون کو بڑے بڑے عہدے دئے۔ وزارت اور وکالت
کا عہدہ شمشیر خان خواصخان کے چھوٹے بھائی کو۔ اور دولت خان نو مسلم
تربیت کردہ نو خان کو مفوض ہوا ہیمون ڈہوسر سکنہ ریواڑی کو جمیع مہمات ملکی ومالی
کا مالک بنا دیا۔

افغان ان تقررات اور سہون ڈہوسر کے اختیارات سے جلے بیٹھے تھے۔ جاگیرون کے تغیر کا خوف لگا ہوا تھا۔ انھون نے عدلی کی سلطنت کے اول ہی مہینے مین ہر طرف فساد اوٹھانے کا ارادہ کیا۔

ایک روز گوالیر کے دیوانخانہ مین عدلی دربار عام کر رہا تھا۔ اور جاگیرین تقسیم ہو رہی تھین کہ اوسنے حکم دیا کہ محمد شاہ فرملی کی جاگیر قنوج۔ سرمست خان شروانی کو دیجاے محمد شاہ فرملی کا بیٹا سکندر خان۔ جوانی کے زورون پر تھا۔ وہ اس حکم تغیر جاگیر سے۔ غصے کے مارے آپے سے باہر ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ خدا کی قدرت اب ہماری یہ نوبت پہونچی۔ کہ ہماری جاگیرین شروانی سگ فروشون کو ملنے لگین۔ اس وقت اسکا بوڑہا باپ (محمد شاہ) بیار تھا۔ اوسنے اپنے بیٹے کو غصہ سے روکا تو اوسنے اپنے باپ سے کہا کہ ایکدفعہ شیر شاہ نے تجکو آہنی پنجرے مین قید کیا تھا۔ اوس وقت تو تو سلیم شاہ کی سفارش سے بچ گیا۔ اب تجکو افغان سور نہین چھوڑین گے۔ اب ہم ان سے دب کے نہ رہین گے۔ سرمست خان بڑا قد آور جوان تھا۔ اوس نے اس نوجوان کے کندہے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بیٹا اتنا غصہ۔ اس بہانہ سے وہ اسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ پھرتیلا جوان بات کو پا گیا۔ اور ایک خنجر کا ہاتھ ایسا صحیح کیا کہ سرمست خان ستون کی طرح لڑکھڑا کر گرا۔ عدلی تخت سے کود کے محل سرا کی طرف

بھاگا۔ سکندر خان بھی پیچھے جا لگا عدلی کو اوسان آ گئے کہ اوسنے اندر جا کر دروازہ
بند کر لیا۔ سکندر خان کی پھر تو یہ حالت ہو گئی ؎

چشمت کہ بخون ریزی عشاق سر ِ داشت   میگشت یکے را و نظر بر دگرے داشت

اسکو مارا اوسپر لپکا تھوڑی دیر مین سترہ آدمیون کا ستھراؤ کر دیا۔ دیکھنے والے
کہتے تھے کہ جب سے ہندوستان مین خنجر مستعمل ہوا ہے اوس وقت سے کسی نے
ایسی صفائی سے نہین چلایا۔ جیسا کہ سکندر خان نے آخر ابراہیم عدلی کا بہنوئی ایک
جمعیت لیکر اوسپر ٹوٹ پڑا۔ اور اوسکا قیمہ قیمہ کر دیا۔ بڈھے بیمار شاہ محمد کو دولت خان
لوحانی نے قتل کر دیا۔

اوسی روز۔ اس واقعہ سے پہلے تاجخان کررانی عدلی کے دیوانخانے جاتا
ہوا شاہ محمد کو ملا اوسنے حال پوچھا تاجخان کررانی نے کہا کہ اب حالت اور ہو گئی ہین
تو اس گھر سے پاؤن نکال لیا تو میرے ساتھ چل شاہ محمد نے قبول نہ کیا اور سلام علیک
کر کے دیوانخانہ مین عدلی کے پاس چلا آیا کہ اوسکا یہ حشر ہوا۔

تاجخان کررانی۔ گوالیر سے بنگالہ کو گیا۔ عدلی کو تاجخان کررانی کے چلے جانیکی
اطلاع ہوئی تو اوسنے لشکر بھیجا اور خود بھی جانے کا ارادہ کیا۔ عدلی کے لشکر نے
چھبرامئو کے مقام تاجخان کو جا لیا۔ تاجخان نے لڑ کر شکست کھائی۔ اور چنار

کو بھاگ گیا۔ راستہ مین خالصہ شاہی کے عمالون کو پکڑ دھکڑ کے نقد وجنس لیا اور عدلی کے سوہاتھی جو چر رہے تھے اونکو پکڑ کر ساتھ لے گیا۔ اور اپنے بھائیون عماد۔ خواجہ الیاس۔ اور سلیمان سے جو خواص پور ٹانڈہ اور دریاے گنگا کے پرگنون مین حاکم تھے جاملا۔ اور علم بغاوت بلند کیا۔

اسی اثنا مین عدلی گوالیر سے خزانہ لینے کو چنار مین آیا۔ اور کرانیون کے دھکانے کو آگے بڑھا۔ دریاے گنگا کے مقابل کے کنارون پر دونو فوجین آمنے سامنے آئین۔ اور کچھ وقت بغیر لڑائی کے پڑی رہین۔ آخر ہیمون نے عدلی سے کہا کہ اگر آپ مجکو ایک حلقہ فیل (سو ہاتھی) عنایت ہو تو مین اوس پار جاکر کرانیون کو آنے ڈال کا بھاؤ بتادون۔ عدلی نے ہیمون کی درخواست منظور کی ہیمون نے اوس پار جاکر تاج خان کرانی کو شکست فاش دی۔

تاج خان ہیمون سے شکست کھا کر بنگالہ کو بھاگ گیا۔ جہان ایک عرصہ کے بعد حکمران ہوا۔

اگرچہ ہیمون کی شجاعت نے تاجخان کی سرکشی کو دبا دیا مگر بغاوت کا بازار چارونطرف گرم تھا۔ عدلی سے سب امیر بیزار تھے۔ صوبون مین حاکم بڑے صاحب قدر تھے جن کے اختیار مین قوی سپاہ تھی۔ عدلی ان سب امیرون کو اپنا دشمن جان

سمجھتا تھا اوسکو ابراہیم خان سور (غازی خان کا بیٹا۔ اور عدلی کا بہنوئی تھا) پر باغی ہونے کا شبہ ہوا۔ اور اوسنے اوسکی گرفتاری کا قصد کیا۔ عدلی کی بہن (ابراہیم خان سور کی بیوی) کو جب اسبات کی اطلاع ہوئی تو اوسنے اپنے خاوند (ابراہیم خان سور) کو لکھ بھیجا۔ کہ بھائی (عدلی) کا ارادہ تیری گرفتاری کا ہے۔ ابراہیم خان یہ خبر پاکر چنار سے لباس بدل کر اپنے باپ غازی خان کے پاس جو ہنڈون بیانہ کا حاکم تھا۔ چلا گیا۔ عدلی نے اوس سے لڑنے کو عیسیٰ خان نیازی کو بھیجا۔ کالپی مین لڑائی ہوئی۔ عیسیٰ خان نے شکست کھائی ابراہیم۔ کھلے بندون باغی ہوگیا۔ اور اپنے باپ کے ملک مین لشکر جمع کرکے دہلی گیا۔

ابراہیم خان سور کی دہلی مین تخت نشینی

تخت پر بیٹھ کر بادشاہ بنا۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ پھر دہلی سے اگرہ گیا۔ اوسپر اور اوسکی نواح پر قبضہ کر لیا۔

جب عدلی کو خبر ہوئی کہ اوسکی مملکت کے مرکز مین بغاوت ہوئی تو اوسنے کرانیون کا پیچھا چھوڑا اور جلدی سے چنار سے اگرہ کی طرف کوچ کیا۔ اور جب دریاے جمنا کے کنارے آیا۔ تو ابراہیم خان سور نے پیغام بھیجا کہ اگر حسین خان جلوانی

اور بہار خان شروانی اعظم ہمایون۔ اور بڑے۔ بڑے امیرون کو بہیجکر خاطر جمع کردو تو مین صلح۔ معافی قصور۔ اور آئندہ اطاعت کے لئے حاضر ہون۔ احمق عدلی نے ان امیرون کو ابراہیم کے پاس بہیجدیا۔

ابراہیم خان سور نے اونکو ایسی پٹیان پڑہائین۔ کہ وہ اوسی کے ساتہ ہوگئے اور اون کے اتفاق سے ابراہیم خان سور کا پلہ بہاری ہوگیا۔

عدلی کو ان امیرون کے دغا دینے سے یقین ہوگیا۔ کہ وہ ابراہیم خان سور سے لڑ نہین سکتا اسلئے اوس نے دہلی و آگرہ سے ہاتہ اوٹہایا۔ اور چنار مین جاکر اوس کو دار القرار ٹہیرایا۔ اور بہار پر مستقل قبضہ رکھنے کا ارادہ کرکے یہان اوس نے اپنی حکومت کو جما لیا۔

عدلی کی بدنصیبی کا پیش خیمہ ابراہیم سور کی ہی کامیاب بغاوت نہ تہی بلکہ دور دور کے صوبون مین آتش بغاوت مشتعل ہورہی تہی۔ اس نازک وقت مین شیر شاہ کی مملکت خاندانی فسادون کے سبب پانچ افغان بادشاہون مین منقسم تہی

۱۔ عدلی۔ (شیر شاہ کا بہتیجا۔ نظام خان کا بیٹا) بہار۔ جونپور۔ اور گنگا کے مشرقی ملک کے بڑے حصے مین بادشاہت کرتا تہا۔

۲۔ ابراہیم سور (شیر شاہ کا بہتیجا۔ حاجی خانکا بیٹا نظام خان کا داماد عدلی کا بہنوئی)

دہلی۔ اگرہ۔ دوآبہ اور جمنا کے مغربی اضلاع مین حکمران تھا۔

۳۔ احمد خان سور (شیرشاہ کا بھتیجا۔ عدل کا بہنوئی) جس نے سلطان سکندر لقب اختیار کیا تھا۔ پنجاب مین حکومت کرتا تھا۔

۴۔ شجاعت خان جس کو شجاول خان بھی کہتے ہین۔ شیرشاہ کے وقت سے مالوہ مین فرمان روا تھا۔

۵۔ سلطان محمد شاہ سور گوریہ بنگال مین بادشاہی کرتا تھا جس سے تاجخان کررانی رقابت رکھتا تھا۔

ان فرمان رواؤن مین جس نے اپنے ہمسایہ کے ملک پر دست درازی کی وہ احمد خان سور یا سلطان سکندر تھا۔ جو پنجاب مین حکمران تھا۔ اوس نے جب سلطنت کا حال پراگندہ دیکھا تو پنجاب پر قانع نہ رہا۔ بلکہ دہلی کی بادشاہت کی ہوس دامنگیر ہوئی۔ اوس نے امراے پنجاب سے جو عدلی سے ناراض تھے مشورہ کیا اور عدلی کا ناقابل حکومت ہونا۔ اور اوسکی سلطنت سے طرح طرح کی قباحتون کا پیدا ہونا اون کے ذہن نشین کر دیا۔ اور بامداد تاتار خان کاسی و حبیب خان و نصیب خان ملغوجی۔ (یہ لقب شیرشاہ نے دیئے تھے) سلطان سکندر کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ اور لشکر لیکر دہلی اور اگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ابراہیم بھی لشکر بہم پہونچاکر فرہ مین جو

آگرہ سے دس کوس پیچھے آ پہونچا۔ اکثر امراے نامدار جیسا کہ حاجی خان سلطانی
حاکم الور کہ بادشاہ نشان تھا اور راے حسین جلوانی و مسعود خان و حسین خان جلوانی
ابراہیم کے جانب دار تھے۔

سکندر کے پاس کل جمعیت دس بارہ ہزار سوارون کی تھی۔ اوسنے جو ابراہیم
کے لشکر کی کثرت دیکھی تو آنے سے پشیمان ہوا۔ اور صلح کی تحریک کی جسکو ابراہیم
نے بھی مان لیا۔ اور باہم ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

دہلی اور آگرہ اور اوسکے متعلقات اور ہند کے مشرق رویہ جو ملک فتح ہون وہ
وہ ابراہیم سے اور ولایت پنجاب و ملتان جہانتک ہاتھ لگے
وہ سکندر شاہ سے متعلق ہو۔ اور جب ہمایون دریاے سندھ کو عبور
کر کے اس طرف آئے تو دونو یکدل ہوکر ہمایون کو ہند سے خارج کرین

اس صلح سے دونو طرف کے افغان جو باہم عزیز و یگانہ تھے۔ بہت خوش ہوئے
مگر سکندر کے چھوٹے بھائی کالا پہاڑ نے اس صلح مین یہ حجت نکالی کہ عدلی کے
خزانے اور ملک پٹنہ پر ابراہیم کا قبضہ قریب الوقوع ہے ان دونوں مین بھی ہمارا حصہ ہے
سکندر کو بھی یہ حجت پسند آئی۔

ادہر ابراہیم کے امرا نے کہا کہ اس شرط کے قبول کرنے مین ہمارا کیا ضرر ہے جب

خزانہ اور ملک پٹنہ ہاتھ آئے گا۔ اوس وقت دیکھہ لین گے کہ کون سا ہتھا جٹہ اوتا ہے
اور کہدین گے کہ دو دو ہاتھ ہمارے تمہارے ہو جائین بالفعل دفع الوقتی کیجاے
ابراہیم بھی راضی ہوگیا۔
مگر مسعود خان غلزئی اور بعض نو دولت امرا نے کہا۔ کہ جب آخر کو ہمارے اور سکندر
کے درمیان تلوار سے کام پڑے گا۔ تو اوسی وقت کیون نہ نبٹ لین۔ ہماری
جمعیت کثیر اور اوسکی جمعیت قلیل ہے۔ اس وقت صلح کرنے مین ہماری ذلت
اور دشمن کی دلیری ہے اور عدلی جو چوہے کی طرح بل مین چھپا ہوا ہے وہ لشکر
جمع کرکے ہم سے لڑنے کی ہوس کرے گا۔
آخر لڑائی کی ٹھیری۔ طرفین اپنے اپنے لشکر آراستہ کرکے میدان رزم مین لائے
سکندر کے میمنہ نے ابراہیم کے میسرہ کو شکست دی۔ اور مارتے مارتے آگرہ
تک بھگایا۔ اور آگرہ کو لوٹ کر۔ سکندر کی بادشاہت کی منادی کی۔ اور ابراہیم کے میمنہ
نے سکندر کے میسرہ کو شکست دیکر ہوڈل۔ بلول تک تعاقب کیا۔ ابراہیم ایک
مقام نشیب مین معہ چار سو آدمیون کے قایم رہکر اڑا رہا۔ مگر جب اوس نے دیکھا کہ
اوسکی سپاہ نے میدان خالی کردیا تو وہ بھی بھاگ کر سنبل پہونچا۔ اور یہان ایک مہینے
مین تین ہزار سوار جمع کر لئے۔ یہان سے کالپی گیا۔ تاکہ لشکر بڑہا کر دہلی سے لڑے

عدلی نے اس وقت ہیمون ڈھوسر کو اپنا وزیر اور وکیل مطلق بنا رکھا تھا - اوسکو
چنار سے بڑے بڑے امیرون کے ساتھ پانسو ہاتھی اور بہت سا خزانہ دے کر
اگرہ اور دہلی کیطرف بھیجا - ہیمون نے پہلے ابراہیم کا دفع کرنا ضروری سمجھا - ابراہیم
بھی اوسکے مقابلہ کو آیا - مگر بہادری سے لڑکر شکست کھائی اور بیانہ چلا گیا -
ہیمون نے تعاقب کیا - ابراہیم نے جاتے ہی لوحانی افغان - اور زمینداروں
کو جمع کیا اور قصبہ خانوہ کے قریب جو بیانہ سے دس کوس ہے ہیمون سے لڑا
مگر پھر شکست کھائی اور قلعہ بیانہ مین محصور رہا ہیمون نے چارون طرف سے قلعہ کا
محاصرہ کرلیا قلعہ کے اندر سامان آتش باری بکثرت تھا - اور سامان آذوقہ غازی خان
والد ابراہیم ہنڈون سے بھیجتا تھا - اسلئے لالہ جی تین مہینے تک محاصرہ کئے
پڑے رہے -

اسی اثنا میں محمد خان سور - حاکم بنگالہ نے (چونکہ دار السلطنت بنگالہ کی گوتھی
اسلئے محمد خانکو گوریہ بھی کہتے تھے) اپنا خطاب جلال الدین رکھا - اور بنگالہ سے
جونپور تک قبضہ کرکے اگرہ اور دہلی کیطرف متوجہ ہوا -

عدلی نے اس تازہ قوی دشمن کے دفعیہ کے لئے ہیمون کو بلایا - وہ محاصرہ
چھوڑکر منڈاکھیڑہ مین جو بیانہ سے چھ کوس پر پرگنہ کالپی مین ہے - پہونچا تھا کہ پیچھے

سے ابراہیم۔ جیسے ہو کا جرہ آشیانہ سے نکلکر کلنگ پر دوڑتا ہے۔ ہیمون پر جھپٹا

مگر بدقسمتی سے شکست کھائی۔ اور بامید امداد حاجی خان الوری کے پاس پہونچا وہ

نہ اسکے آنے سے خوش ہوا نہ امداد دی۔ ابراہیم یہان سے مایوس ہوکر سنبھل گیا

اور اپنے قبایل۔ اپنے باپ غازی خان کے پاس چھوڑکر ٹھٹہ چلا گیا۔ اور سپاہ

جمع کرکے رام چندر راجہ ٹھٹہ سے لڑا۔ اور گرفتار ہوگیا۔ مگر رام چندر۔ اسکے ساتھ تعظیم و

تکریم سے پیش آیا۔ انہین دنون مین۔ میانی کے افغانون اور باز بہادر (پسر شجاع خان

حاکم مالوہ کا بڑا بیٹا ہے جس کا نام بایزید تھا) مین جھگڑا کھڑا ہوا۔ میانی کے افغانون

نے باز بہادر کے مقابلے کے لئے۔ ابراہیم کو بلاکر اپنا سردار بنایا۔ رانی درگاوتی

جو ریاست گڈھ کٹنگہ مین فرمانروا تھی اور بوجہ قرب جوار کے باز بہادر کے ساتھ اوسکا

بھی جھگڑا رہتا تھا وہ بھی ابراہیم کی مدد پر آمادہ ہوگئی۔ مگر باز بہادر نے رانی کو ایسی پٹی دی

کہ وہ واپس اپنے ملک کو چلی گئی ابراہیم اوسکے چلے جانے سے دل برداشتہ ہوکر

اوڑیسہ سرحد بنگالہ مین چلا گیا۔ یہان اوسنے زمینداروں سے ساز باز شروع کیا مگر

جب سلیمان کررانی نے اوڑیسہ مین غلبہ پایا تو یہان کے راجہ سے سازش کرکے

ابراہیم کو قول و قسم دے کر بلا لیا۔ اور ۹۷۵ھ مین دغا سے قتل کردیا۔

ہیمون ابراہیم کو منڈا کمیر گریبہ کالپی مین شکست دے کر۔ عدلی کے پاس پہونچا۔ موضع

چھپر کھٹہ مین کالپی سے پندرہ کوس پر عدلی اور محمد خان سور حاکم بنگالہ کے لشکر دریاے
جمنا کے ادہر ادوہر کے کنارون پر آمنے سامنے آئے۔

محمد خان سور کے ساتھ بہت لشکر اور ہاتھی تھے۔ اس لیے وہ عدلی کیطرف
سے خاطر جمع رکہتا تھا مگر ناگاہ پاسہ پلٹ گیا ہیمون نے فوج اور ہاتھیون کو ساتھ
لیا اور جمنا سے پار اترا اور ایسا گوریہ کے لشکر پر چھاپا مارا کہ ہوش اُڑادے۔ محمد خان
گوریہ کام آیا۔ عدلی سعہ ہیمون کے محمد خان کو شکست دیکر چنار مین آیا۔ اور لشکر کی فراہمی
مین مصروف ہوا تاکہ ہمایون کو ہندوستان سے نکالدے۔

سکندر نے ابراہیم کو شکست دے کر دہلی و آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ جیسا کہ پیچھے لکھہ آیا
ہون اور اوس تمام ملک کا مالک ہوا جو دریاے گنگا سے لیکر اٹک تک ہے
سکندر یہ چاہتا تھا۔ کہ افغان اوسکو سلطنت کے لیے منتخب کرین اس لیے اوسنے
ایک بڑا جلسہ دعوت کا کیا اور کل امرا و اکابر افغانون کو بلایا۔ جب سب جمع ہوگئے تو
اوسنے موثر تقریر سے اپنی حکومت کو ترجیح عدلی کے منوالیا سب نے قرآن شریف
اوٹھایا۔ کہ ہم سکندر شاہ کے خیر خواہ رہین گے اور آپس مین مصالحت اور یگانگت
رکھین گے۔ یہ کہکر سکندر شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ اور سب نے بیعت کی مبارکباد دی۔
اور نذر دی جیسے بادشاہون کو دیتے ہین

مگر جب سکندر نے جاگیرین اور منصب عطا کئے تو پھر وہ اپنی قسم اور عاقلانہ نیک عہد و پیمان کو بھول گئے۔ نا اتفاقی۔ بغض بیر کی باتین کرنے لگے۔

اسکے بعد سکندر۔ عدلی کیطرف متوجہ ہوا ہنوز آ دہ سے پرے نہ گیا تھا کہ پیچھے سے بادشاہ ہمایون۔ ہندوستان سے اپنے خیر سگالون کی عرضیان اِس مضمون کے پہونچنے پر کہ سلیم شاہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ ملک ہند مین غدر مچا ہوا ہے۔ جلد آئیے عازم ہندوستان ہوا۔

یہان دعویدارانِ سلطنت بادشاہ ہمایون کی خوش نصیبی سے باہم لڑ لڑ کر اپنی قوت گھٹا رہے تھے۔ اور ہمایون کے لئے راستہ صاف کر رہے تھے۔ اور سلطنت دہلی بھی دمبدم اپنے بادشاہ بدل رہی تھی۔

ان دعویدارون مین ایک سکندر شاہ حاکم پنجاب تھا جو اپنی نادانی سے پنجاب کی تمام فوج کو اپنے ساتھ لے کر چلا آیا تھا۔ بلکہ قلعون کی فوجین بھی بلا کر اون کو بلا حفاظت چھوڑ دیا تھا۔

اِس غیر متوقعہ موقعہ کو ہمایون جیسا بادشاہ کب ہاتھ سے جانے دیتا تھا۔ وہ دریائے سندھ کو عبور کرکے پشاور ہوتا ہوا قلعہ رہتاس پر آیا۔ یہان تاتار خان کاسی قلعہ دار تھا۔ وہ بادشاہ ہمایون کے آنے سے پہلے ہی چلا آیا تھا جس پر ہمایون آسانی

سے قابض ہوگیا۔

یہان سے جہلم۔ چناب کو عبور کر کے لاہور مین آیا۔ اور تمام پنجاب شمالی پر قابض ہوگیا۔ اور اپنے امیرون کو سرہند تک بہیجکر قبضہ کر لیا۔

جب سکندر کو ہمایون کے پنجاب مین آجانے کی اطلاع ہوئی تو اوس نے فوج کو تقسیم کیا۔ بڑا حصہ تو اپنے پاس رکہکر عدلی سے لڑائی کو جاری رکھا اور چہوٹا حصہ اوسی تاتار خان کاسی کے پاس بہیجا جو قلعہ رہتاس سے بہاگ آیا تہا۔ اور ہدایت کی کہ اولٹا چلا جاے اگر دشمن کے لشکر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ اوڑا دے تو اتنا تو کرے کہ اوسکو آگے نہ بڑہنے دے۔

تاتار خان کاسی۔ بیس ہزار فوج لے کر آگے بڑہا۔ سکندر خان اوزبک جس نے ہمایون کی طرف سے سرہند پر قبضہ کر رکہا تہا۔ سرہند سے جالندہر چلا گیا تاتار خان بہی پیچہے پیچہے دریاے ستلج کے کنارہ پہونچا اودہر سے ہمایون کا لشکر دریاے ستلج کو عبور کر کے اس طرف آیا۔ بیرم خان نے لشکر کو چار حصون پر تقسیم کیا۔

قول (قلب) مین بیرم خان

برانغار (میمنہ) مین خضر خان افغان ہزارہ

جرانغار (میسرہ) مین تردی بیگ۔

ہراول (مقدمۃ الجیش) سکندر خان اوزبک -

تاتار خان سے ہمایون کے لشکر کو جب اپنے لشکر سے کم پایا تو اوسی وقت کہ آفتاب غروب ہونے والا تھا - لڑائی شروع کر دی - اتفاقاً رات کو ایک گاوٗن مین آگ لگی - جس کے قریب افغانون کا لشکر تھا - اسکی روشنی مین ہمایون کے لشکر کو سکندر کے لشکر کی نقل و حرکت صاف معلوم ہوتی تھی اور وہ تاک تاک کر افغانون کے تیر مارتے تھے - بادشاہ ہمایون کا لشکر تاریکی مین تھا - افغان اندھا دھند تیر لگاتے تھے - پہر رات تک لڑائی جاری رہی - آخر اس قدرتی امداد سے سکندر کے لشکر نے ہزیمت اوٹھائی بیرم خان نے بڑھکر سرہند پر قبضہ کر لیا -

سکندر اٹاوہ مین تھا - کہ اوسکو اپنے لشکر کی ہزیمت کا حال معلوم ہوا تو اوس نے سب جھگڑون کو چھوڑا اور لشکر جمع کر کے جس کی تعداد ستر اسی ہزار تھی - معہ توپخانہ اور جنگی ہاتھیون کے اس خوفناک طوفان کے روکنے کو عازم پنجاب ہوا - جب سرہند کے قریب پہونچا تو بیرم خان قلعہ سرہند کو مستحکم کیے ہوئے لڑائی پر آمادہ تھا - سکندر بھی وہان ہی خیمہ زن ہوا - بیرم خان کے بلانے پر بادشاہ ہمایون بھی سرہند مین آگیا - اور اپنے لشکر کو چار حصون مین تقسیم کیا ایک حصہ اپنے اور دوسرا شہزادہ اکبر اور تیسرا ابوالمعالی اور چوتھا بیرم خان کے نام نامزد کیا - ہر روز لڑائی جاری تھی طرفین مین مردی اور مردمی

کے سبب یہ قاعدہ مقرر ہو گیا تھا کہ زخمی اور مردون کو عزت اور احترام کے ساتھ ایک دوسرے کے سپرد کر دیتے تھے۔ بادشاہ ہمایون کا لشکر پانچ ہزار اور سکندر کا لشکر ستر۔ اسّی ہزار تھا۔ اسلئے بادشاہ ہمایون کو اندیشہ تھا کہ دیکھئے نتیجہ کیا نکلتا ہے مگر افغانون کے ادبار۔ اور ہمایون کے اقبال سے ہمایون کے لئے عمدہ نتیجہ نکلا۔ کہ کالا پہاڑ سکندر کا بھائی جو ایک بہادر سپہ سالار تھا مارا گیا۔ سکندر نے بھائی کے انتقام کے لئے سنگر سے نکلکر بیرم خان کے لشکر پر یہ سمجھکر کہ بادشاہی لشکر کا سب سے بڑا حصہ یہی ہے پرجوش حملہ کیا۔ بیرم خان حملہ کی برداشت نہ کرسکا اور وہ پیچھے ہٹکر مورچون مین چلا گیا اور وہان جنگ محافظانہ کرتا رہا۔ بادشاہ ہمایون نے ثبات قدمی بیرم خان پر اطمینان کرکے تردی بیگ اور ابوالمعالی کو حکم دیا کہ سکندر کے لشکر کے داہنے بائین اور پیچھے حملہ کرین۔ یہ حملہ ایسا کارگر ہوا کہ سکندر نے شکست کھائی اور کوہ سوالک کے اوس حصے مین چلا گیا جو پنجاب سے ملحق ہے۔ بادشاہ ہمایون نے سکندر کے تعاقب مین ابوالمعالی کو مامور کیا۔ سکندر نے کوہ سوالک سے نکلکر کلانور پر قبضہ کرلیا۔ اور مالگذاری وصول کرنے لگا۔

بادشاہ ہمایون نے شہزادہ اکبر کو باتالیقی بیرم خان پنجاب کا حاکم بنا کر سکندر کے استیصال پر مامور کیا۔ جب شہزادہ اکبر سرہانہ مین پہونچا تو پیچھے سے خبر آئی کہ بادشاہ

ہمایون نے کتب خانہ کی چھت سے گر کر ۱۵ ربیع الاول ۹۶۳ھ مطابق ۲۴ جون ۱۵۵۶ء کو انتقال کیا۔ بیرم خان نے شہزادہ اکبر کو کلانور مین لاکر تخت نشین کیا۔ بعد تخت نشینی بادشاہ اکبر سکندر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تین مہینے تک سکندر کے استیصال کی کوشش کرتا رہا۔ مگر جب ہیمون نے دہلی پر قبضہ کیا تو بادشاہ اکبر خواجہ خضر خان کو سکندر کی مہم پر مامور کرکے دہلی مین آیا۔ سکندر نے کوہ سوالک سے نکلکر خواجہ خضر خان کو شکست دی۔ بادشاہ اکبر خضر خان کی شکست کا حال سنکر پھر سکندر کے استیصال کو روانہ ہوا جب بادشاہ اکبر کلانور سے آگے بڑھا تو سکندر قلعہ مانکوٹ مین متحصن ہوا۔ بادشاہ اکبر نے قلعہ کا محاصرہ کیا سکندر نے صلح سے قلعہ حوالہ کیا اور خود بنگالہ چلا گیا اور وہان فوت ہو گیا۔

ہیمون اور عدلی کا اکبر بادشاہ اور خضر خان فرزند محمد خان کوریہ کے ہاتھ سے مارا جانا

اوپر لکھ آیا ہون کہ عدلی محمد خان سور حاکم بنگالہ کا کام تمام کرکے چنار مین اس غرض سے آیا کہ یہان لشکر جرار بہم پہونچا کر بادشاہ ہمایون کو ہندوستان سے نکالدے عدلی فراہمی لشکر مین مصروف تھا کہ بادشاہ ہمایون کے انتقال کی خبر آئی۔ عدلی نے ہیمون ڈہوسر کو پچاس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی دے کر آگرہ اور دہلی کی طرف روانہ کیا

ہیمون آگرہ کے قریب آیا تو یہان کا حاکم سکندر خان اوزبک دہلی چلا گیا - اوس کے دیکھا دیکھی قیا خان اٹاوہ سے اور عبداللہ خان اوزبک کالپی سے وحید محمد خان بیانہ سے - دہلی مین تردی بیگ کے پاس چلے گئے -

ہیمون نے آگرہ پر قبضہ کر کے دہلی کا رخ کیا - دہلی کا حاکم تردی بیگ تھا وہ لڑا - اور شکست کھا کر پنجاب کو چلا گیا - ہیمون نے دہلی مین پونچکر اپنے آپ کو راجہ بکرماجیت کے لقب سے ملقب کیا اور پنجاب کو چلا - جب پانی پت* مین پونچا - جو ہمیشہ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے تو جالندہر سے بادشاہ اکبر بھی جو بغرض استیصال سکندر سور گیا تھا پانی پت مین آگیا - اگرچہ اور بادشاہی امیرون کے حوصلہ پست ہو گیے تھے - اور اکبر بھی بوجہ خورد سالی کے ہراسان تھا مگر بیرم خان کا حوصلہ بڑا ہوا تھا آخر ایک جنگ سخت ہوئی - اور اتفاقاً ایک تیر

* پانی پت کے میدان مین پہلی لڑائی کورو پانڈون کی - دوسری شہاب الدین اور پرتھی راج کی - تیسری محمد بابر اور ابراہیم لودی کی - چوتھی بیرم خان اکبر اور ہیمون کی جسکا متن مین ذکر ہے - پانچوین احمد شاہ درانی اور بھاؤ کی - ان لڑائیون کے پتہ اس تاریخ مین ملین گے ۱۸۸۵ء مین مصنوعی جنگ گورنمنٹ انگریزی کی افواج مین پانی پت کے میدان مین ہوئی - حملہ آور فوج مین ریاست نابھہ کی فوج شامل تھی جسمین میرے بھائی محمد منور علیخان ریاست کی طرف سے پولیٹکل افسر تھے - اور برخوردار محمود علیخان پلٹن ریاست نابھہ مین صوبہ دار تھا - اور یہ بھی خصوصیت اس میدان مین ہے کہ فتح حملہ آور کی ہوتی ہے -

جان نستان ہیمونکی پیشانی پر لگا اور اوسنے سر نیچا کیا کہ افغان جو اوسکے تحکم سے تنگ آئے ہوئے تھے بھاگ گئے
ہیمون گرفتار ہو کر اکبر بادشاہ کے سامنے آیا جسکو بیرم خان نے قتل کر دیا۔
محمد خان سور کا بیٹا خضر خان باپ کا جانشین ہوا اور اپنا خطاب سلطان بہادر رکھکر
لشکر جرار کے ساتھ عدلی پر چڑھ آیا۔ عدلی بھی خلاف توقع خوب بہادری سے لڑا اور
مارا گیا۔ گور بہ بگشت تاریخ ہوئی۔
۹۶۵ھ

خصائل عدلی

عدلی مین کوئی اخلاقی خصلت نہ تھی۔ مگر فن موسیقی مین کمال رکھتا تھا۔ تانسین اوستاد
مانتا تھا۔ اور باز بہادر حاکم مالوہ عدلی کی شاگردی پر فخر کرتا تھا۔
نفاست پسند بہت تھا۔ اسکے پائخانہ مین سے دو تین سیر کافور حلالخور اوٹھاتے تھے
مگر با اینہمہ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ نماز کو کبھی قضا ہونے نہ دیتا تھا۔ مسکرات سے سخت
متنفر تھا۔ افسوس کہ جب مرا تو کفن بھی اوسکو میسر نہوا یہ بھی پتہ نہ لگا کہ جسم کہان گیا۔
عدلی کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا شیر شاہ چنار مین تخت نشین ہوا۔ مگر اسکا زمانہ ایسا
مختصر تھا کہ مورخون نے اسکا حال بہت کم لکھا ہے۔
ہندوستان مین افغانون کی سلطنت ایک سو چھ برس رہی جس کا آغاز سلطان

بہلول لودی سے ہوا اور انجام عدلی پر۔

حالات قوم لوحانی - ابن اسمٰعیل نبیرہ لودی

لوحان ابن اسمعیل کی دو زوجہ تھین -

ا- سمات شیری - جسکے بطن سے مروت پیدا ہوا جس کی اولاد اسکے نام پر مروت مشہور ہے -

۲- توری جس کے بطن سے پانچ فرزند - حما - میا - تتور - ہود - پنج پیدا ہوئے جنمین سے دو آخر الذکر لاولد فوت ہو گئے -

لوحانیون کا قدیمی مسکن کٹھہ واز تھا - غلزیون کے غلبہ سے کٹھہ واز چھوڑ کر چلے آئے اور ٹاک ورو ڑی کو بنگیون سے چھین کر اوسکو چار حصونمین تقسیم کیا - ایک حصہ دولت خیل میا کے نبیرہ کا - ایک حصہ میا خیل کا - ایک حصہ مروت کا - ایک حصہ تتور کا - تتور اپنے حصہ پر قابض ہو کر کاشتکاری کرنے لگا - خالی کل قوم کی حما کے نبیرہ دولت خیل کی شاخ کٹی خیل مین رہی -

کچھ عرصے کے بعد مروت دولت خیلون وغیرہ سے لڑ کر ٹاک پر قابض ہوئی اور پھر بیدخل ہو کر شمالی تھل پر قابض ہو گئی - جسکو اب علاقہ مروت کہتے ہین

جو ضلع بنون مین ہے۔
کچھ عرصے کے بعد دولت خیلون نے میاخیلون کا حصہ ضبط کرلیا۔ اور وہ ڈرابن پر شروانیون کو بیدخل کرکے قابض ہوگئے۔
دولت خیل بقایمی حصہ تور کے کل ٹاک کے مالک ہوگئے۔ دولت خیلون کا خان شہ نواز خان تھا جسکو بصیلہ خدمات غدر ۱۸۵۷ء گورمنٹ نے خطاب نوابی معہ خلعت فاخرہ عطا کیا۔

نیازی۔ابن لودی

نیازی دوسرا فرزند لودی کا ہے اسکی اولاد نیازی کے نام سے مشہور ہے۔ قدیم وطن انکا شلگر نواح غزنی ہے وہان سے نیازی سلطان بہلول لودی کے زمانہ مین ہندوستان مین چلے آئے شیر شاہ کے عہد مین نیازی بڑے بڑے عہدون پر قایم تھے ہیبت خان نیازی جس کا حال سلیم شاہ فرزند شیر شاہ کے حالات مین مفصل درج ہے وہ حاکم پنجاب تھا۔ اور مخاطب بخطاب اعظم ہمایون تھا۔ جو بوجہ بغاوت کے سلیم شاہ کے ہاتھون تباہ وبرباد ہوا جس کا مفصل حال سوریون کی سلطنت مین ملیگا۔ نیازی کی مشہور شاخین عیسیٰ خیل۔ موسیٰ شیانی

سرہنگ ہین جو پرگنہ عیسے خیل ضلع بنون مین آباد ہین۔

حالات قوم دوتانی ابن لودی

اس قوم کی تعداد کم ہے علاقہ واٹہ مین آباد ہے۔

سلسلہ نسب و حالات قوم بنگش
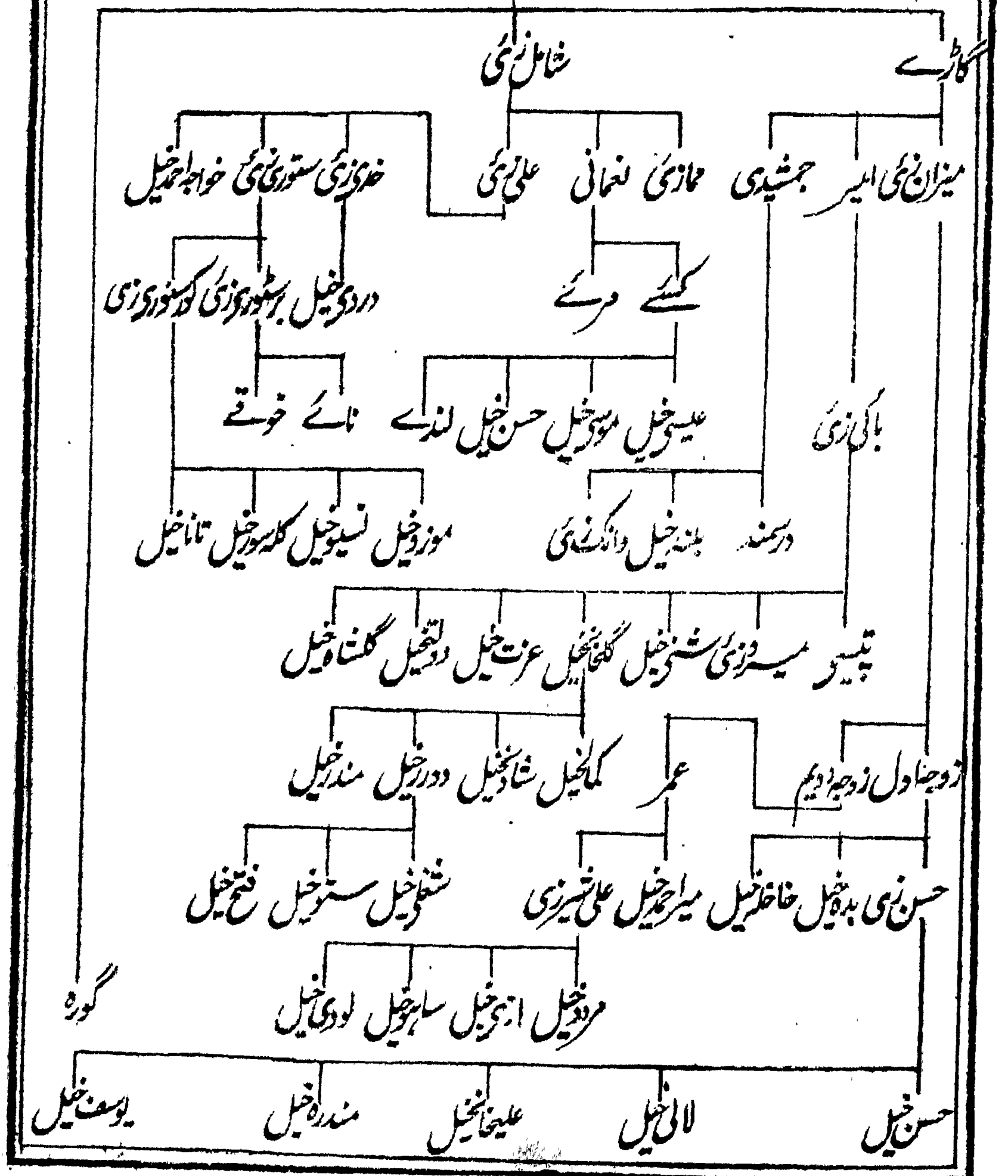
حالات

بنگش اپنے آپکو اولاد عبداللہ ابن خالد بن ولید بتا کر اپنا سلسلہ قریش سے ملاتے ہین چونکہ قیس عبدالرشید کا نکاح سارہ بنت خالد بن ولید سے ہوا تھا اس رشتہ سے بنگش افغانون کے ماموں زاد بھائی ہوئے اسمعیل عرف بنگش عبداللہ ابن خالد بن ولید سے نوین پشت مین تھا اوسکے بیٹون گار ڑے اور سامل کے باہم سخت خون ریزی ہوئی اسلئے انکو بن گُش (جڑ کاٹنے والے) کہنے لگے آخر تمام قوم اس تسمیہ سے موسوم ہوئی لفظ بنگُش بگڑ کر بنگش ہوگیا۔

بنگش اپنے قدیمی وطن گردیز علاقہ زرمت کو اپنی کثرت تعداد اور غلزیون کے غلبہ سے چھوڑ کر میواڑ اور شلوزان مین آبسے اور پھر بامداد قوم خٹک کوہاٹ اورکزیون سے چھین لیا بنگش میران زئی کی اولاد ہنگو کے باشندہ اوپر والے اور کوہاٹ کے نیچے والے مشہور ہین۔ اوپر والے بنگشون مین سے غضنفر جنگ نواب محمد خان رئیس فرخ آباد تھے ابتدا مین فوج شاہ دہلی مین ایک چھوٹے عہدہ پر مامور تھے مگر بامداد فرخ سیر بمقابلہ عظیم الشان بصلہ حسن تدبیر و شجاعت منصب ہزاری پایا اور رفتہ رفتہ منصب ہفت ہزاری سے ممتاز ہوئے اور اپنے لواحقون کو بھی مناصب جلیلہ سے سربلند

---

† تاریخ گل رحمت مین بنگشون کے نسب کی نسبت یہ فقرہ درج ہے۔

بنگش قبیلہ ایست از کررانی و کررانی منشعب شدہ اند از افغانان سربنی۔

کرایا جس سے مجموعی تعداد مناصب کی باون ہزاری ہوگئی اسیواسطے نواب محمد خان
باون ہزاری مشہور رہتے۔ نادرشاہ ہندوستان سے واپس جاتے ہوئے افغانان
یوسف زئی کو گرفتار کر کے لے گیا تھا انہون نے تین لاکھ روپیہ بھیجکر افغانون کو رہا کرادیا
انکے بعد انکے فرزند **قایم الدولہ قایم جنگ نواب قایم خان** پنجگاہ محمد شاہ بادشاہ دہلی
منصب پدری پر فایز ہوئے مگر نواب صفدر جنگ منصور علیخان کے جھگڑے✢ مین آکر بطمع
ملک کٹھیر (روہیلکھنڈ) جان سے گئے۔ بعد قتل نواب قایم خان نواب صفدر جنگ نے فرخ آباد
پر قبضہ کرکے اپنے نایب نول راے کے سپرد کیا۔ والدہ نواب قایم خان نے اپنے دوسرے فرزند
نواب احمد خان کو جو بہائی سے ناراض ہوکر دہلی چلے گئے تہے بلایا اونہون نے
آتے ہی بامداد روسا مئو وغیرہ نول راے کو قتل کردیا اور جب نواب صفدر جنگ
لڑنے آئے تو اونکو بھی شکست فاش دی اور قلعہ الہ آباد کا جاکر محاصرہ کیا اور اونکے
فرزند محمود خان نے لکھنو کو جالوٹا نواب صفدر جنگ اپنی حمایت پر مرہٹون کو ۲۵ ہزار روپیہ
یومیہ اور راجہ سورج مل والی بھرت پور کو ۱۵ ہزار یومیہ دینا کر کے فرخ آباد پر چڑہا لائے
اور شکست کے انتقام مین حکم بھیجکر اسیران قلعہ الہ آباد کو بے گناہ قتل کرادیا۔ احمد خان
نواب صفدر جنگ کی یورش کا حال سنکر تسخیر قلعہ الہ آباد کو ملتوی چھوڑ کر فرخ آباد مین آئے

✢ اس واقعہ کا مفصل حال تاریخ روسار رام پور مین ملاحظہ کیجیے۔

سخت جنگ کے بعد مرہٹون نے دونون فریقون سے کروڑون روپیہ لیکر صلح کرا دی۔

نواب احمد خان کے بعد عرصہ دراز تک ریاست فرخ آباد انکے خاندان مین رہی غدر

سنہ ۱۸۵۷ء مین سرکار انگریزی نے

نواب تفضل حسین خان سے ناراض ہوکر ریاست فرخ آباد ضبط کرلی نواب

تفضل حسین خان مکہ شریف مین جاکر فوت ہو گئے۔

ضلع کوہاٹ مین نواب زادہ **رستم خان** فرزند نواب بہادر شیر خان وسید لخان وتاج محمد

خان فرزند عطا محمد خان - الہ یار خان فرزند غلام حیدر خان ہنگو **عثمانخان** خان بہادر

ولد خان بہادر محمد امین خان ورسمند بنگشون مین سربرآوردہ اور معزز اشخاص ہین۔

صحت نامہ حصہ سویم حیات لودی معروف بہ شوکت افغانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	ہنڈاون کو	ہنداون کو
"	۵	(جواز غلزا ستاین ہے)	(جواز غنداب مین ہے)
۱۰	۲	انڈر کے	انڈر
۱۹	۱۰	اداے نینت	اداے تہنیت
۲۱	۴	شور ایک	شور ایک
۲۳	۴	بازی غیرہ اور سواغر	باری غرا اور سور غر
"	۷	سردار تلخی	سردار ملخی
۲۷	۶	زرست	زرمت
۳۷	۴ حاشیہ	سال انتقال مین ہے	سال انتقال سینے
۳۸	۱۱	جس مین	زائد ہے
۴۰	۱۱	انبالہ چلے	انبالہ چلنے
۶۰	۱	مسروت	مروت
"	۳	ڈگر خیل	ڈکٹر خیل
"	۴	بارکخیل	بارکخیل
"	۱۰	اپنائی	اسپای
۶۱	۳	بیتمے زی	ممتے زی
۷۳	۸	ہاتھ بہی	ہاتھ سے
۷۶	۵	دیبال پور	دیبال پور
۸۴	۲	قرارت بسی	قرابت ہی
۹۶	۶	خنجر مقتول	خنجر مصقول
۹۷	۱۵	جامع مسجد مین	جامع مسجد دہلی مین
۱۰۷	۵	سیدھا کرلون گا	سیدھا کر دون گا
۱۱۱	۸	شیخ شرف نیری	شیخ شرف مینری
"	"	دانیان	دانیال
۱۱۴	۳	نوحانی	نوحانی
۱۱۹	۹	ادسیر دستگیر	امیر و دستگیر
۱۲۷	۱	کہ سلطان	کہ سلطانی
"	۲	کھڑا ہوا - لڑائی	کھڑا ہوا لڑائی
۱۲۸	۱	چندری	چندیری
۱۲۹	۳	کوہوئی	کوہوگی
۱۳۲	۱	زراستان گمد	زر استان مگذر
۱۳۶	۱۰	تو منحقوق	تو مستحقون
۱۳۹	۴	جس مین فرق نہ آتا	زائد ہے
۱۴۱	۵	جب کابیتون کی نوبت آئی	جب شیخ زردن کی نوبت آئی
		تو اونہون نے	تو اونہین سے کابیتون نے
۱۷۲	۳	لارڈ ہیگ	لارڈ لیگ
۱۷۳	۴	نگر یہ بجٹ	نگر یہ بجت
۱۷۵	۳	گورنمنٹ انگریزی	زائد ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۱	آئی-اے	آئی-ای
	۱۵	بہادر	بہادر
۱۹۱	۲	دلوادونگا	دلوادونگا اسکے بعد
″	۱۵	سنگلی خان	منگلی خان
۱۹۴	۶	جلدیر	جلایر
۱۹۵	۵	بیسوکاری	بیسوکائی
″	۸	ایلقور	ایلغور
۱۹۸	۱۱	یادگارمرنا	یادگارمرزا
۱۹۹	۹	ابدوگزید	ابدگزید
۲۰۰	۴	محمرونے	محمدنے
۲۰۵	۱۵	جنید برلاس کے	جنید برلاس کے پاس
۲۰۶	۷	اوررزرا	اوروزرا
۲۰۹	۱۲	باپ	باب
۲۱۶	۵	بندوبیگ	مندوبیگ
۲۲۱	۵	خانخان	خانخانان
۲۲۳	۱۵	اہل وعیال	اہل وعیال کو
۲۴۹	۱۵	خیل وخداغ	خیل وخداع
۲۵۰	۲	کشادبازاری	کسادبازاری
″	۴	ملک ودادی	ملک دادالہی
۲۶۶	۳	گنگور	گھگور
″	۹	مہی کمال	ملی کمال
۲۶۹	۲۰	ستورس	ستواس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۹	۱۳	سسندلور	ستواس
۲۷۰	۲	نیازیون کو	سوریون کو
″	۳	شجاعت خان نیازی	شجاعت خان سوری
۲۷۱	۵	بحال رکھے رہنے دینے	بحال رہنے دے
۲۷۲	۲	مسلمان کے	مسلمانون کے
۲۷۴	۱	اتناولی	رتناولی
۲۷۶	۱۵	یکمشت ارزان	یکمشت ارزن
۲۸۲	۱۴	رہتاس خود	رہتاس خود
۲۹۶	۶	مقام کوائڑہ	مقام کوڑہ
۳۰۲	۱۰	گھگردن کو	گھگرون کو
۳۰۶	۶	جب سلیم بن سے	جب سلیم شاہ بن سے چلکر
		کاماچھیواڑہ مین	ماچھیواڑہ مین
۳۱۱	۵	ہرحصہ مین	ہرحصہ ملک مین
″	۱۴	اپنی بیوئی	اپنی بیوی
۳۲۰	۵	تواوسی وقت	تو اسی وقت
″	۱۲	ہوڈل پول	ہوڈل-پول
″	۱۵	گوریہ یکنت	گوریہ یکشت